فبشر عباد الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه

هذا الكتاب مستطاب من تصنيف العالم العامل الفاضل الكامل كاشف دقائق المعقول والمنقول جامع بين الفروع والاصول عمدة الفقهاء زبدة العلماء مولانا ابو محمد شاه فقيه القادري تلميذ محقق المسائل الفقهية بالآيات القرآنية والاحاديث الصحيحة المدقق الفهيم مولانا الحاج المولوي ابي رجا محمد زمان خان الشهيد نور الله مضجعه

احسن الذريعة

للسد

عن الاقوال الشنيعة

قد اهتم لطبعها لنفع الانام من الخواص والعوام اضعف العباد محمد عبد الرحمن غفر الله ذنوبه وستر عيوبه وحشره في زمرة الابرار يوم القيام في سنة عشرين وثلاثمائة والف (١٣٢٠) من الهجرة النبوية على صاحبها وآله واصحابه وازواجه افضل الصلوات والسلام

مطبع قيومي پريس بلدة حيدرآباد دكن صانها الله عن الفتن والشرور

فہرست مضامین مقدمہ کتاب احسن الذریعہ لسد عن الاقوال الشنیعہ

مضمون	صفحہ
حمد و نعت و تمہید تالیف کتاب ہذا۔	۲
احوال کتاب فقہ اکبر اور اوسکے مؤلف کا اور اس کے حاشیون کے بیہودہ اوریون کا اجمالاً۔	۴
ائمہ اربعہ کے مناقب مین جو حدیثین وارد ہین اون کا مختصر بیان۔	۶
امام اعظم صاحب کی شان مین بعض احادیث کا بیان اور مصنف فقہ اکبر کی خام خیالی کا اظہار کہ اوس نے اپنے کو حدیث لاتسبوا قریشا کا مصداق سمجھ لیا حالانکہ یہہ حدیث باتفاق علما امام شافعی صاحب کی شان مین ہے۔	۸
معذرت مولف کتاب احسن الذریعہ کی اور خواہش اہل انصاف سے کہ اس کتاب کو بنظر انصاف دیکھین اور آغاز مقدمہ کتاب ہذا کہ	۱۰
مؤلف فقہ اکبر کی غلط فہمی کہ یہہ امام اعظم صاحب کو فقہ اکبر متداول کا مصنف سمجھ لیا حالانکہ وہ ابوحنیفہ محمد بن یوسف بخاری کی تصنیف ہے اور نیز امام اعظم صاحب کو صغار تبع تابعین مین شمار کیا حالانکہ وہ باتفاق اہل تحقیق تابعی ہین۔	۱۲
مؤلف فقہ اکبر کا امام اعظم صاحب کے حکم کے باب مین بدزبانی کرنا کہ اون کو اعظم فقہاء اربعہ کہنے سے زبان کو روکا اور امام اعظم کہنے سے اور ابوعصمہ وضاع کا بن مریم کا اقرار جھوٹی حدیثین بنانے کا امام کے تعصب و حسد رکھنے کی بناپر	۱۴
اور اثبات امام اعظم صاحب کے تابعی ہونے کا اور یہہ کہ امام اعظم صاحب بالاتفاق تابعی ہین اور امام مالک صاحب کے تابعی ہونے مین اختلاف ہے۔	

مضمون	صفحہ
مؤلف فقہ اکبر کا نقل کرنا بروایت ابوعصمہ کذاب و حاسد امام اعظم صاحب جہمیہ ہونے کی مناظرہ کرنے کا قصہ امام اعظم کے ساتھ اور اوس سے دیدہ دلیری سے طعن کرنا امام صاحب پر اون کی بے علمی کا کہ ایک عورت کے مقابلہ مین ساکت ہو گئے اور ردّ اون کے طعن کی یہ کہ امام اعظم صاحب اور اون کے تلمیذ امام ابویوسف کے جہمی ہونے مین اختلاف اور تحقیق فرقہ جہمیہ کی وجہ کی اور بیان مولف فقہ اکبر کے بہتان کا امام اعظم صاحب پر اثبات جہمیت کی بابت ابوعصمہ کی جھوٹی روایت پر اعتماد کرکے اور امام اعظم صاحب کی عبارت مین تصرف کرکے اون کے مذہب مشہور سے انکو پھیرنا اور مسئلہ ایمان مین اپنے موافق بتلانا اور امام اعظم صاحب پر صریحا جھوٹ بولنا۔	۱۶
مسئلہ خلق قرآن مین امام ابویوسف کا مناظرہ کرنا امام اعظم صاحب سے ایک سال تک نقل کرکے دیدہ دلیری سے طعن کرنا مولف فقہ اکبر کا کہ وہ دونون اول امر مین خلق قرآن کے مسئلہ مین اختلاف رکھتے تھے اور اثبات اس امر کا کہ مؤلف فقہ اکبر اپنے دعوون مین کاذب ہے اور اجمالاً امام اعظم کے فضائل کا بیان۔	۱۸
تتمہ بیان فضائل امام اعظم صاحب کا اور الزام مؤلف [illegible]	۲۰

مضمون	صفحہ
فقہ اکبر پر اوس نے اپنی اس کتاب میں حضرت علیؓ کے مرتدون کو آگ میں جلانے کا قصہ بطور استدلال نقل کیا ہے حالانکہ حضرت امیر کا اس فعل سے رجوع ثابت ہے اور اس قصہ کو خارجی الملعون نقل کیا کرتے ہیں	
ترمذی کی حدیث سے اثبات حضرت علیؓ کے رجوع فرمانے کا آگ میں جلانے کے فعل سے اور بیان اس امر کا کہ خارجیون کے مطاعن حضرت امیر پر دو قسم کے ہیں۔ اور بیان مولف فقہ اکبر کی افترا پردازی کا امام جعفر صادقؓ پیراون کو مثبت جہت قرار دیتے ہیں اور اونکے کلام شریف کو رسالہ قشیریہ سے تصرف کر کے نقل کرنا مولف فقہ اکبر کا اثبات جہت کے لیے حالانکہ اوس کلام سے جہت کی نفی ثابت ہوتی ہے۔	۲۲
تتمہ بیان مولف فقہ اکبر کے تصرف کرنے کا امام جعفر صادقؓ کے قول میں اور اثبات اس امر کا کہ وہ قول نفی جہت کے بیان میں اور شیعہ بھی نفی جہت کے قائل ہیں پس اس مسئلہ میں مولف فقہ اکبر شیعہ وسنی دونون سے مخالف ہے اور ائمہ اہل بیت پر بہتان کرتا ہے کہ وہ جہت کے مثبت تھے۔	۲۴
مولف فقہ اکبر کا تقسیم کرنا تقیہ کو دو قسم پر ایک شقیہ کہ جس کے قائل شیعہ ہیں اور دوسرا تقیہ کہ جس کے قائل بزعم مولف خواص اہل سنت ہیں اور مراد اوس کی خواص اہل سنت سے فرقہ نجدیہ ہے خذلہم اللہ۔	۲۶
مولف فقہ اکبر کا نقل کرنا ابن تیمیہ کے مذہب	۲۸

مضمون	صفحہ
مردو کو اوس کی کـ... تشبیہ صفات الٰہیہ... کہ تمام اکابر دین اسی ... سابقہ بھی جو اب تک موجود ... معمور ہیں اور اوسکو...	
مولف فقہ اکبر کا مذہب... کر دینا اور جمہور اہل سنت... صفات متشابہات کا... ابن تیمیہ کے قول پر جو حنبلی... علامہ مفتی محمد سعید کا ر... ترجمہ غیر عربی میں جائز نام... مولف فقہ اکبر کے ...	
میں کرنے کا ابطال ان... صفات متشابہات کو... محقق دوانی کا قول... مبالغہ و غلو کرنے کے ... ابطال۔	
بیان اس امر کا کہ فقہ اکبر... وغیرہ مسئلہ میں شیعہ و سنی... کتاب میں بھرے ہیں... کہ اس کتاب کے اعراض... اعوان و انصار میں ہیں... اون اگلے اہل بدعت کے... اقوال کو اس کتاب میں...	

مضمون	صفحہ
...رسالہ نزول و فتاوی حمویہ ...میں اور دعوے کرنا ...پر تہیے اور کتب الٰہیہ ... اسی مذہب سے ...بسط سے بیان کرنا۔	
...میں وہ مذہب مشبہہ میں تلفیق ...برخلاف یا قتدا ئے ابن تیمیہ ...دوسری زبان میں جائز کرنا ...کی تقسیم میں اوسنے کیا ہے ...پر صفات متشابہات کا ...کا ابطال۔	۳۰
...متشابہات کا ترجمہ اردو ...پر علامہ حلبی کا الزام ...ری معنی ارادہ کرنے پر ...کے اثبات جہت میں ...ن اور عقیدہ جہت کا	۳۲
مولف نے اثبات جہت ...ون کے برخلاف اس ...دونون گروہ پر لازم ہے ...ن اور مولف کو اپنے ...سمجھیں کیونکہ وہ درحقیقت ...ن و ناصر ہے کہ جن کے ...لیا ہے اور اون اہل بدعت	۳۴

مضمون	صفحہ
کے احوال کا اجمالی بیان۔	
فرقہ ہشامیہ و مشبہہ کے بانی ہشام بن حکم او راوس کے عقاید فاسدہ کا بیان اور فرقہ کرامیہ کے بانی محمد بن کرام کے اقوال اور اوس کا مختصر احوال میزان الاعتدال کے حوالہ سے مفتی محمد سعید کی عبارت سے اثبات اس امر کا کہ جمہور محدثین و محققین صوفیہ و فقہا و متکلمین حق تعالے کو جہت سے پاک جانتے ہین صرف فرقہ مشبہہ جہت فوق کا قایل ہے۔	٣٦
فرقہ مشبہہ کا باہمی اختلاف عرش پر ہونے کے کیفیت مین بعد اون کے اتفاق کرنے کے جہت فوق کے اثبات پر بیان اس امر کا کہ ابن تیمیہ بھی اثبات جہت وغیرہ مسائل مین مشبہہ کے موافق ہے اور اہل سنت کا مخالف اور اوس کے بعض اقوال کی نقل کہ جن سے حقتعالی کا مکانی ہونا ثابت ہوتا ہے اور صاحب مظہر النور کا اون اقوال کو رد کرنا مولف فقہ اکبر کا اثبات جہت کیلیے اسرائیلیات کو حجت بنانا اور کتب الٰہیہ سابقہ کو موجود مان کر اونکی عبارت سے مدد لینا۔	٣٨
مولف فقہ اکبر کا اناجیل اربعہ موجودہ کو اصلی انجیل تسلیم کرنا اور اون کے منکر پر کہ جمہور اہل قبلہ ہین قریب الکفر ہونے کا حکم کرنا قوت القلوب کی عبارت سے مولف فقہ اکبر کے حکم مذکور کو رد کرنا۔	٤٠
اثبات اس امر کا کہ اسناد کا باقی رہنا اسی امت مرحومہ کا خاصہ ہے اگلی امتون مین اسناد کا طریقہ	٤٢
نہ تہا اور اس امر کی بنا پر کتب سابقہ کے موجود ہونیکو تسلیم نکرنا اور نیز بخت نصر کے کل کتب سابقہ کو جلا دینے کا اثبات اور عقاید اسلام کی عبارت سے کتب سابقہ کے معدوم ہوجانے پر تمام علماے اسلام کا اتفاق نقل کرنا اثبات جہت کی بنا پر مولف فقہ اکبر کا مذہب عینیت کو باطل کہنا اور اکابر اولیا پر جو کہ عینیت وجود کے قایل ہین اشد کفر کا حکم دینا۔	
مولف فقہ اکبر کا اکابر صوفیہ شیخ اکبر وغیرہ کو اون کے اقوال ہین واہی توجیہ کر کے مذہب وحدۃ الوجود سے منکر قرار دینا اور اون کو مثبت جہت ثابت کرنا مسئلہ وحدت وجود کا اثبات اور مولف فقہ اکبر کے عقیدہ جہت کا ابطال۔	٤٤
بیان اس امر کا کہ صوفیہ مطلقا وجودیہ ہون یا شہودیہ عینیت وجود کے قایل ہین اور شہودیہ کے مسلک مین فرق اعتباری ہے اور شیخ محی الدین بن العربی کے امام وحدت الوجود ہونے کا اثبات۔	٤٦
ظل و عکس کی مثال سے شیخ ابن عربی کی طرف انکار عینیت و اثبات بینونیت کی نسبت کرنے مین مولف فقہ اکبر کا غلطی کرنا اور شیخ اکبر پر بہتان عظیم کی افترا کرنا مسئلہ وحدت الوجود کی حقیقت کا اجمالی طور پر بیان اور شیخ اکبر کے بعض اقوال کی نقل مظہر النور سے کہ جس سے عالم کا وجود خیالی اور حق کا وجود واقعی ہونا ثابت ہوتا ہے۔	٤٨
جواہر الحقایق کی عبارت سے مسئلہ عینیت وجود کی	٥٠

مضمون	صفحہ
تحقیق اور کلی طبعی کی تمثیل کا بیان اور کلمۃ الحق کی عبارت سے مسئلہ توحید کی حقیقت کا انکشاف صوفیہ کرام کے مسلک پر اور کلمہ طیبہ کے معنی میں غیر صوفیہ کرام کے غلطی کرنے کا ذکر	
بیان اس امر کا کہ جو معنی کلمہ طیبہ کے غیر صوفیہ نے استنباط کئے ہیں اگر وہی معنی مراد ہوتے تو مسلمانوں اور مشرکوں کے عقیدہ میں کچھ فرق نہ ہوتا پس ضرور ہوا کہ ایسے معنی لئے جائیں کہ جنسے دونوں میں فرق ہو جائے اور بیان مصنف کی غلطی کرنے کا صوفیہ کا مسلک سمجھنے میں اور بیان مصنف کی غلطی مذکور کے منشا کا مظہر النور کی عبارت کے استشہاد سے	۵۲
تتمہ بیان غیر صوفیہ کے غلطی کرنیکا مسلک صوفیہ کے سمجھنے میں اور اثبات اس امر کا کہ مصنف فقہ اکبر کا ارباب عینیت پر اشد کفر فتوے دینا اسی مقام میں اور تمام مسلمانوں پر جو مصنف کے عقاید باطلہ سے مخالف ہیں حکم کفر کرنا دوسرے مواقع میں اہل سنت کے مذہب سے برخلاف ہے اور خوارج کی عادت میں داخل ہے اور نیز فرقہ وہابیہ کے مسلک کے موافق ہے اور صواعق الٰہیہ کے عبارت سے وہابیہ پر الزام۔	۵۳
مولف فقہ اکبر کا مسئلہ امامت میں فرقہ امامیہ کے موافق اور اہل سنت سے مخالف ہونا تحفۂ اثنا عشریہ کی عبارت سے اس امر کا ثابت کرنا۔	۵۶
مولف فقہ اکبر کا امامت کو بارہ اماموں میں منحصر سمجھنا اور امامت کے اصول خمسہ کا کہ جن پر مسئلہ	۵۸

مضمون	صفحہ
امامت کی بنا ہے باقی بیان۔	
صحیفہ سجادیہ کی عبارت میں مولف فقہ اکبر کا تصرف کرنا امامیہ کے موافق اور اہل سنت کے مخالف اور قرآن موجودہ کے علاوہ دوسرا قرآن کہ جس کو حضرت علی نے جمع کیا تھا موافق عقیدہ شیعہ کے ثابت کرنا اور اوس کا ابطال اہل سنت کی طرف سے	۶۰
حضرت عثمان غنی کے قرآن موجودہ کو جمع کرنے کا اور اس قرآن کے ماسوا کے جلانے کا سبب اور اجماع کل صحابہ کا اس پر قرآن منزل یہی قرآن موجود ہے اور اس کے سوا ایک حرف بھی قرآن نہیں ہے اور حضرت علی کا بار بار اپنے خطبوں میں فرمانا کہ اس قرآن موجودہ کے سوا کہ جسکو عثمان نے جمع کیا ہے میرے پاس کوئی قرآن نہیں ہے۔ ہاں مجھکو تفسیر قرآن کا علم اس قدر عطا کیا گیا ہے کہ اگر چاہوں ایک سورہ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹوں کا بوجھ طیار کردوں اور یہاں تک مقدمہ احسن الذریعہ کا پہلا جزء تمام ہوا۔	۶۲
مقدمہ فقہ اکبر مولفہ مولوی حسن الزمان کے رد کا آغاز اور اس کے قول الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی میں درود کو چھوڑنے اور سلام کو صلوٰۃ پر مقدم کرنے کا الزام اور اظہار اس امر کا کہ اس قول میں مصنف نے شیعہ کا اسلوب اختیار کیا ہے	۶۴
مولف کے اس دعوے کا ابطال کہ علوم اہل بیت کو صرف شیعہ نے زندہ کیا ہے اور بیان اس امر کا کہ اہل سنت	۶۶

مضمون	صفحہ
کا طریقہ تمام احادیث کو جمع کرتا ہے اہلسنت ہون یا صحابہ و تابعین یا غیر ہم سے خلاف شیعہ کے کہ وہ اہلبیت کے ائمہ کو معصوم اور اونکے سوا صحابہ و تابعین کو خاطی و عاصی سمجھتے ہیں اسیوجہ سے مرویات ائمہ کو جمع کرتے ہیں اور بس اہل مصنف تحفہ اکبر اپنے دعوے احیاء علوم اہلبیت میں اہلسنت کا تحفہ اور تقسیم علوم اہلبیت کی تین قسم کی طرف اور تعیین مرویات اہلبیت کی تعداد کی۔	
تفصیل اہلبیت کی رواۃ اور اونکی مرویات کی اور بیان اس امر کا کہ مولف تحفہ اکبر نے باوجود دعوی احیاء علوم اہلبیت اونکی ایک شخص کی بھی کل مرویات کو جمع نہیں کیا اور بعض مرویات کو اگر جمع کیا تو ایسے طرق سے جو اہلسنت کے نزدیک مرجوح اور مجروح ہیں۔ اسیوجہ سے اہلسنت نے اون مرویات کو چھوڑ دیا اور ابطال مولف کے قریشی ہونیکے دعوی کا۔	۴۸
بیان اس امر کا کہ نسب میں باپ کی طرف نسبت شرط اور باپ کے نسب کے غیر کیطرف منسوب ہونیمیں حدیثیں ممانعت وارد ہے پس مصنف کا باپ کی جہت سے کمانی ہونا منافی ہے اوسکے قریشی ہونے سے پھر قریشی ہونیکا دعوی کرنا مخالف مضمون حدیث کے اور موجب استحقاق وعید کا اور بیان بعض فضائل قریش کا کہ وہ ہین کے ساتھ خاص ہین اور ابطال مصنف کے دعوی محمدیت کا۔	۵۸
بیان محمدیہ ہونیکی شرطون کا اور ابطال مصنف کے	۶۳
قول اشہد ان لا الہ الا اللہ رب اربعا کہ اکبر اشعہا سیوجہاہ کے۔	
اعتراض مصنف کے قول مذکور پر ازواج مطہرات کو اہلبیت نبوی سے خارج کرنیکا اور تحفہ کی عبارت اثبات اس امر کا کہ ازواج مطہرات اصلی اہلبیت ہین اور اونکے غیر تبعًا داخل ہین اور اعتراض مصنف کے قول علی جماعۃ القرش الذین القعرون من شیجۃ اولیس۔	۶۳
اعتراض مصنف کے قول اللہم واتباع الرسل عامۃ واصحابہ حبیبک مولانا محمد خاصۃ اور یہ کہ یہ قول بہ تحریف عبارت صحیفہ سجادیہ سے ماخوذ ہے اور بیان تحریف مذکور کا اور اوس امر کا کہ اس تحریف سے شیعہ کا اعتراض اہلسنت و جماعت پر قوی ہوگیا۔	۶۹
تتمہ بیان تحریف مذکور کا اور نقل مصنف کے قول اما بعد فلقد استدار التقی الی من اقوال الفرقۃ الشیعۃ اور کی اور اوسپر نقد و اعتراضات۔	۷۸
تتمہ بیان اعتراضات مذکورہ کا اور تحفہ کی عبارت بیان حدیث فرقہ شیعہ کا اور اظہار اس امر کا کہ اصلی شیعہ اہلبیت کے پیشوا ایک جماعت مہاجرین و انصار ہے کہ جنہون نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمان خلافت میں اونکا ساتھ دیا اور اونکا لقب شیعہ مخلصین ہے۔	۸۰
آٹھوان اعتراض مصنف کے قول مذکور پر اور بیان اس امر کا کہ اہلسنت نے اصول عقائد میں بھی ائمہ اہلبیت کا مذہب نہیں چھوڑا اور اسکے ثبوت میں تحفہ کی عبارت کو نقل کرنا اور شیعہ پر ائمہ اہلبیت کے عقائد میں مخالفت	۸۴

مضمون	صفحہ
کرنیکا الزام اور مصنف پر یہ الزام کہ شیعہ کے اعتراض کا جواب شافی جو اہلسنت کی طرف سے تھا پیش نہ کیا اور اپنی طرف سے ایک ایسی جواب دیا کہ جس سے مخالف کو ہنسنے کا موقع ملتا ہے۔	
بیان اس امر کا کہ مصنف نے جو اعتراض شیعہ کا ایک مقدمہ پر صدر کتاب مین نقل کیا ہے درحقیقت کسی شیعہ نے یہ اعتراض نہین کیا ہے بلکہ اونکے دیکھو دن کو جو تحفہ مین مصنف نے جمع کر کے ایک فرضی اعتراض شیعہ کی طرف سے بنا لیا اور اوسکا جواب اپنے عقائد باطلہ معلومات عاطلہ کے رواج دینے کو اپنی طرف سے پیش کیا۔ لوان اعتراض مصنف کے قول مذکور پر دسوان اعتراض قول مذکور پر نقل مصنف کے قول فما علمت من علومہ عندہم مستند او لیسی سیرۃ علی اہ۔	۸۴
تتمہ قول مذکور مصنف کا تمام صفحہ مین جسکا حاصل فہرست اون کتب کی ہے کہ علوم حضرت علی کو اہلسنت نے جن مین جمع کیا ہے اور اونکی تعداد تخمیناً پچاس تک ہے۔	۸۶
تتمہ مصنف کے قول مذکور کا نصف صفحہ تک پھر اوسکا جواب چند اعتراضون مین پہلا اعتراض مع سند عبارت تحفہ کے دوسرا اعتراض اون کتابون پر جنکی فہرست مصنف نے قول مذکور مین پیش کی ہے۔	۸۸
دوسرے اعتراض کی سند مین عبارت بستان المحدثین مولفہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کی نقل اور ابطال مصنف کے اس قول کا جلہا مستند الیہا و مستند علیہا انما ہو عند جلہم اور نقل مصنف کے اس مضمون کے اس قول کی	۹۰

مضمون	صفحہ
وکذا عند جمیع سواہم من الموالی علی والذریۃ العلیۃ الزکیۃ	
مصنف کے قول مذکور پر جماعت کے اشخاص نہ بتانے کا مواخذہ پھر اوس جماعت اصلی حالت کا کشف اپنی طرف سے تحفہ کی عبارت نقل کر کے باین طور کہ وہ جماعت فرقہ باطلہ ہشامیہ ہے اور کچھ احوال فرقہ ہشامیہ کے اماموں کا اور بیان اونکے عقائد باطلہ کا اور اونکے بعض عقائد باطلہ مین مصنف فقہ اکبر کے پیرو ہونیکا بیان۔	۹۲
بیان اولاد امام حسن مجتبیٰ اور بعض اولاد امام حسین علیہ السلام کا کہ جنکے علوم کو مصنف نے باتباع فرقہ ہشامیہ زندہ نہ کیا حالانکہ وہ علوم اہلبیت کے زندہ کرنیکا مدعی ہے	۹۴
تتمہ احوال اولاد امام حسن مجتبیٰ کا اور اونکے بعض مناقب و علوم کا ذکر۔	۹۶
بیان ایک قصہ کا کہ جسمین موسی الجون و یحییٰ بن عبد اللہ بن حسن بن حسن مثنی بن حسن مجتبیٰ کے حلف لینے کا ذکر ہے ایک شخص زبیری سے خلیفہ رشید کے دربار مین اور اوس زبیری کا جھوٹی قسم کھانا پھر اوس طرح سے حسب بد دعا یحییٰ مذکور کے تین دن مین ہلاک ہونا اور ذکر محمد نفس زکیہ کا کہ جنکا لقب مہدی ہے اور اخبار زبیت مین اون کی شہادت کا بیان۔	۹۸
احوال حضرت ابراہیم قتیل باخمری کا اور ذکر اون کی زور آوری کا ایک قصہ مین اور بیان اونکے علم و فضل و شہادت کا عمدۃ المطالب کی عبارت سے اور بیان ادریس بن عبد اللہ محض کا طول سے اور ذکر اونکے بعض علوم کا صواعق محرقہ سے	۱۰۰

مضمون	صفحہ
ذکر احوال حضرت زید شہید اور اونکے بعض مناقب کرنا کا اور بیان حدوث فرقہ رافضہ و فرقہ زیدیہ کا اور حضرت زید شہید کی فضیلت دینے کا حضرت ابوبکر صدیق کو اونکے فیصلہ فدک کے باب مین اور ذکر دوسرے ائمہ اہلبیت کے اقوال کا تفضیل شیخین کے باب مین۔	
ذکر بقیہ اقوال ائمہ اہلبیت کرام کا تفضیل شیخین کے باب مین اور بیان شان نزول آیہ ونزعنا ما فی صدورہم من غل کا اور فرمانا حضرت علیؓ کا کہ یہ آیت میرے اور شیخین کے باب مین نازل ہوئی ہے اور ذکر کرنا حضرت علی ابن الحسین کا ایک جماعت شیعہ کو جو خلفاء ثلثہ پر اعتراض کرتی تھی آیات کے استدلال سے اور ذکر قول سیدنا علیؓ کا حضرت عثمانؓ کی فضیلت مین ان الذین اتقوا و آمنوا آہ۔ اور رد کرنا منکرون کو۔	۱۰۴
ذکر قول حضرت علیؓ کا حضرت عثمانؓ کے باب مین کہ مجھے امید ہے کہ مین اور عثمان آیہ ونزعنا ما فی صدورہم من غل کے مصداق ہونگے اور ذکر [illegible] کے روکنے کا [illegible] کو حضرت عثمانؓ کی بدگوئی سے اور بیان اقوال ائمہ اہلبیت کا شیعون کو ملامت کرنے اور اونکو بدبختی سمجھنے مین اور خلفاء ثلثہ کو دوست رکھنے مین۔	۱۰۶
بیان حضرت علیؓ کے رونیکا شیخین کی یاد مین اور یہ فرمانا کہ اونکا پیرو ہدایت اور راہ مستقیم پر ہے اور حزب اللہ مین داخل ہوا اور وہ دونون میرے حبیب اور ہادی اور امام [illegible] اسلام تھے [illegible] کی عبارت سے نقل مصنف کے قول تحفہ اثنا عشریہ [illegible] علی ان محمد [illegible]	۱۰۸
کی آخر صفحہ تک۔	
مصنف فقہ اکبر پر اعتراض کہ قول مذکور مین علوم مولوی علی دلدار علیہ کو انیس کتابون مین جمع کرنیکا ذکر کیا ہے حالانکہ مصنف نے ایک کتاب بھی علوم اہلبیت مین پوری نہ کی اور یہ جو مسمی بفقہ اکبر چھپائی ہے صرف جزو کتاب ہے جیسا کہ اسکی عبارت آخر سے ثابت ہے اور اگر وہ انیس کتابین تصنیف ہو چکی ہوتین تو اب تک کبھی کی شائع ہو جاتین بلکہ یہ [illegible] مولوی [illegible] لوگون مین عزت و وقار و شہرت و اعتبار پیدا کرنے کی غرض سے [illegible] ہے [illegible] شیعہ وغیرہ اہل بدعت کے عقائد مین اور اون کو اہلبیت کرام کے عقائد بیان کیا ہے اس فعل سے بھی [illegible] بنا مواخذہ ہونیکا اندیشہ ہے۔	۱۱۰
مصنف فقہ اکبر پر دوسرا اعتراض کہ انیس کتابونکی فہرست بھی فرضی معلوم ہوتی ہے اسلئے کہ مولوی حیدر علی مرحوم کی طرف جو تقریظ منسوب ہے اس سے ظاہر ہے کہ کل بارہ کتابین ہین اور کتاب اصول العلم روایت و درایت دونون مین مدون ہے اور اس قول مذکور سے معلوم ہوتا ہے کہ انیس کتابین ہین اور کتاب اصول العلم صرف روایت مین مدون ہے اور درایت مین ایک کتاب [illegible] ہے اور اسیطرح اور اختلافات مین پس عدد کا اختلاف دلیل ہے اس بات کی کہ یہ فہرست محض فرضی ہے کہ جسکی مسمی کوئی اصل نہین ہے اسیطرح اور اعتراض [illegible] کے باب مین ہے۔	۱۱۲
مصنف پر کتابون کے طول طویل نام رکھنیکا اعتراض اور اسکے قول والمقصد [illegible] ام ابدالرواۃ [illegible] ہو الاو [illegible] الوالیۃ آہ کی نقل اور اس قول مین مصنف کے [illegible]	۱۱۴

مضمون	صفحہ
دعوون کا ذکر ریلا تلخیص سے آخر کے صفحہ تک۔	
مصنف کے چھٹے دعوی کا ابطال فقہ اکبر کی چار حدیثون مین تناقض وضعیت کے اثبات سے اور ثقات سند مین سے صحیب کا قصہ درج کرنیکی وجہ سے حالانکہ یہ قصہ شیعہ کی مرویات سے ہے اور اہلسنت کے برخلاف ہے	۱۱۶
میزان الاعتدال کی عبارت سے ابوالصلت ہروی کے احد المتہمین ہونیکا اثبات اور جرح ثقات کے مقابلہ مین مصنف کے ابوالصلت ہروی کا تذکرہ کرنیکا ابطال اور مصنف پر الزام اس امر کا کہ اوسنے محمد بن اسلم طوسی پر سخت افترا کیا اور مصنف کے تیسرے دعوی کا ابطال اور بلاذری پر شیعہ ہونیکا الزام۔	۱۱۸
حدیث بلاذری کی موضوعیت کا بیان علامات وضع حدیث کے ذکر سے اور تاریخ الخلفا کی عبارت سے اثبات اس امر کا کہ اجلہ محدثین امام علی رضا کے زمانہ سے حسن عسکری کے زمانہ تک موجود تھے اونہون نے حدیث بلاذری کو ذکر نکیا اور صرف بلاذری نے روایت کیا۔	۱۲۰
تحقیق معنی ایمان کی شرح عقائد کی عبارت سے اور تحقہ بیان علامات وضع حدیث کا اور مصنف کے قول والی ظاہرہ الاحادیث والاثار عن اہل البیت الاطہار کا ابطال اور مصنف کی احادیث مرویہ کے متن مین تناقض کا اثبات اور اوسکی جرح وتعدیل کی لغویت کا بیان۔	۱۲۲
مقدمہ فقہ اکبر کے اخیر قول قال وکذا فی موطا مالک وصحیح ابن خزیمہ الخ کی نقل آخر مقدمہ تک کہ جسمین مصنف نے اپنی کتاب فقہ اکبر کی احادیث کا ارادہ تناقضہ بتایا ہے اور اوسکے جواب کی تمہید باینطور کہ یہ کتاب عقائد مین ہے پس اثبات عقائد مین اخبار متواترہ لانا چاہئے نہ کہ اخبار احاد اور وہ بھی ضعاف وشاذہ جنکے راویون پر ائمہ حدیث کی جروح مفسرہ مبہم موجود ہین۔	۱۲۴
بیان اس امر کا کہ مولف فقہ اکبر کی قابلیت اور اوسکا مبلغ علم سبکو بخوبی معلوم ہے اور اسپر دعوی اجتہاد ہے جنکا شخص اپنی رائے پر کیسا اعتماد کرتا ہے اسیوجہ سے اوسکے اقوال کا کہ ہونا مسلمانونکی حفاظت کیلئے ضروری سمجھا اور عجب وغیرہ صفات ذمیمہ کا بیان زواجر مولفہ امام ابن حجر مکی کی عبارت سے کہ جنمین اکثر علماء مبتلا ہوجاتے ہین حالانکہ اون صفات سے بچنا واجبات سے ہے۔	۱۲۶
بیان اس امر کا کہ علم کی شان سے یہ امر ہے کہ آدمی کے دل مین خوف خدا اور تواضع پیدا ہو کیونکہ عالم پر اپنے نفس کی دنائت اور پروردگار کی عظمت کھلجاتی ہے اور جبکہ باوجود علم کے عجب وتکبر وغیرہ کرے تو یہ دلیل ہے اس امر کی کہ اوسکا علم طلب دنیا وحب جاہ کیلئے ہے نہ طلب آخرت کیلئے اور نیز اوسکی نیت بھی درست نہین ہے اور اظہار اس امر کا کہ مولف نے اس کتاب مین ہر فن کے اکابر سے مقابلہ کیا ہے اور اپنے کو اونکے ہم پلہ بلکہ اون سے بڑھکر سمجھا ہے اور اکابر علماء سے اوسکی مخالفت کرنیکا بیان۔	۱۲۸
مولف کے اس قول مذکور مین امام سیوطی کی خلاف کرنیکا بیان اور جواب اوسکے قول کا باینطور کہ اخبار احاد سے استدلال کرنا عقائد دینیہ کے اثبات مین سنی وشیعہ دونون کے برخلاف ہے اور بیان اقسام حدیث اور اونکے احکام کا عبارات کتب معتبرہ سنی وشیعہ سے ذکر مصنف کی افترا	۱۳۰

مضمون	نمبر صفحہ
پرداذی کا امام سیوطی کے باب مین اور اثبات اونکی براءت کا اقرار مذکور ہے۔	
عبارت تحفہ کی نقل اس امر کے ثبوت مین کہ امام سیوطی وغیرہ متاخرین محدثین نے جو کتابین ہر قسم کی احادیث کی تصنیف کی ہین اون سے مقصود صرف اسقدر ہے کہ ہر باب کی حدیثین جمع کردی جائین تاکہ محققین اونکی جانچ کرکے صحیح کو قبول کرلین اور غیر صحیح کو رد کردین اور جبتک خود اون کتابون کے مصنفین نے کسی حدیث کو صحیح نلکھا ہو اہلسنت کے نزدیک قابل استدلال نہوگی جبتک کہ اور طرق سے اوسکی صحت ثابت نہوجائے پس متاخرین نے اون کتب کی حدیثونکو جانچکر موضوعات کو علیحدہ کردیا اور باقی کا مرتبہ بتادیا اور متواتر حدیثون کو علیحدہ جمع کیا پھر مصنف کا امام سیوطی پر مواخذہ کرنا کہ اونھون نے تہذیب الآثار ابن جریر کو کتب صحیح مین شمار نہ کیا حالانکہ یہ کتاب صحاح مین داخل ہے اور اس مواخذہ کا جواب باصواب۔	۱۴۳
کتب حدیث کے درجات وطبقات کا بیان اور مسند وجامع ومعجم وجزء وسنن ومستخرج وغیرہ اقسام کا ذکر اور صحاح ستہ کے تفاوت اور صحیحین کے اعلیٰ طبقہ مین ہونیکا بیان اور چوتھے طبقہ کی کتابونکا ذکر۔	۱۴۴
چوتھے طبقہ کی حدیثون کا اثبات عقیدہ یا اثبات عمل کیلئے صالح نہونا اور اہل بدعت وغیرہ انہین حدیثون کو اونی غرض کیلئے حجت بنانا اور تفصیل چوتھے طبقہ کی کتب احادیث کی اور تیسرے طبقہ کی کتابون کا حکم اور اظہار اس امر کا کہ ہندوستان مین علم حدیث کی بنا شیخ ولی اللہ دہلوی اور اونکی اولاد سے قایم ہوئی ہے اور یہ امر کسی پر مخفی نہین ہے اور تعریف مجدد کی۔	۱۴۶
معذرت اس امر کی کہ امر مذکور کا طول طویل بیان مصنف کا احوال کہولنے کی غرض سے ہوا ہے یا نیطور کہ اگر مصنف مجدد ہوتا اور تجدید کی شرایط اوسمین جمع ہوتین تو ہرگز جمہور اہلسنت کے اصول سے برخلاف نہوتا اور اقوال اہل بدعت کو حجت نبناتا اور اظہار مصنف کے بعض رکھنے کا حضرت شاہ ولی اللہ مرحوم اور اونکے فرزند عزیز مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی سے اور اسکا اثبات مصنف کی بعض تحریر سے۔	۱۴۸
بیان مصنف کے غدر کا کہ روایت ابو القاسم ... کو اصل قرار دیا اور روایت محمد بن اسلم کو تابع بنایا حالانکہ اس سے ترجیح مرجوح لازم آتی ہے اور دوسرا اعتراض مصنف پر کہ حدیث بلاذری کی روایت پر مسلسل بالائمہ ہونے کا فخر کیا حالانکہ وہ محمد تقی کی جہت سے منقطع ہے اور یہ بھی دعویٰ کیا کہ اس حدیث کی روایت کا فخر اہلسنت ہی کو حاصل ہے حالانکہ کوئی شخص اہلسنت مین سے اس افتخار کا مصداق نہین ہے۔	۱۴۹

فبشر عبادِ الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه

هذا الکتاب مستطاب باحسن الذریعه للسد عن الاقوال الشنیعه

من تألیفات تلمیذ محقق المسائل الفقهیه بالآیات الصریحه والاحادیث الصحیحه المدقق الفرید مولانا الحاج المولوی ابی رجا محمد زمان خان الشهید

محمد شاه قمیص القادری کان الله له

در مطبع صحابهٔ برکه واقع بلده حیدرآباد دکن صانها عن الشرور والفتن

صرف ٹائیٹل پیج مطبع ہذا میں طبع ہوا ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله ذي المعارج جاعل دين الاسلام اوضح المناهج واصدق النتائج
والصلوة والسلام على سيد المرسلين محمد الراقي الى اعلى المنازل وارفع المدارج وعلى
آله واصحابه الذين هم السابقون في الفضل والصدق في المخارج وبعد فيا
ايها الخلان وجهابذة الاخوان من زمرة سيد الانس والجان اعلموا اكرمكم الله تعالى
ووفقكم بالاكتساب لما يرضى به الرحمن والاجتناب عن هواجس النفس وخطوات
الشيطان انه قد وقع من سوانح هذا الزمان زمان الشر والطغيان ان بعض العلماء قد اكبوا
على افتراء الزور واعلان البهتان واشاعة الاكاذيب واقاويل البطلان واطفاء انوار
الحق وكتمان العرفان واظهار فضائلهم وكمالاتهم بافواههم بين
ابناء الزمان فانتحلوا بالاشراف وانتسبوا بالاسلاف ووزنوا انفسهم
معهم في الميزان مع انهم ليسوا منهم بالايقان فمنهم الذي صنف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفین ثابت ہین خدا تعالے کو کہ مرتبون والا ہے اور دین اسلام کو تمام ادیان مین زیادہ روشن
اور صادق تر نتیجون کا بنانے والا اور درود و سلام رسولون کے سردار پر کہ بلند تر منزلون
اور سب سے اونچے درجون پر پہنچنے والا ہے اور اوسکے آل و اصحاب پر کہ بہشت کے لینے والے
ہین داخل ہونیکے مقامون مین اور راست باز رہنے نکلنے کے مواقع مین اور حمد و صلوۃ کے
بعد پس اے دوستو اور دینی بہائیون کے سردارو جانو تم بڑہا دے تم کو خدا تعالی
اور توفیق دے تم کو اون امور کے حاصل کرنے کے جن سے رحمن راضی ہوتا ہے
اور نفسانی خواہشون اور شیطان کے قدمون پیچہے چلنے سے بچنے کی تحقیق واقع ہوا
منجملہ واقعات اس زمانہ کے کہ شر و طغیانی کا زمانہ ہے یہہ کہ بعض علما جہک پڑے ہین زور
و بہتان کے ظاہر کرنے اور جہوٹی باتون اور باطل قولون کے شایع کرنے پر
اور حق کی روشنیون کے بجہانے اور معرفت کے چہپانے پر اور اپنے فضایل
اور کمالات اپنے مونہہ سے اپنے زبان مین بیان کرنے پر پس ان علما نے
شریف خاندانون مین اپنے کو داخل کردیا ہے اور سلف صالحین کے
طرف منسوب ہوگئے ہین اور اپنے کو اون اکابرون کے ساتھہ ایک ترازو مین
تولا ہے حالانکہ یقیناً یہہ لوگ اون مین سے نہین ہین پس انہین علما مین سے ایک شخص

الفقيه الاكبر فى هذه الاوان وطبعه واشاعه فى البلدان وادعى فيه بانه عالم
قريش وسع طباق الارض علما ومحى لعلوم اهل البيت حتما ومجدد المذهب الائمة
دينها على راس المائة الثالث عشر بالحجة والبرهان وسيعلم مما نحققه بالتحقيق والبيان انه
ليس له ذلك بل افترى على نفسه كذبا واجترى فى الدين علماً ونسباً واختار فيه مذهب العلماء
المتقنين بل سلك مسلك الطاعنين وصنع صنيع المتعسفين الذين لهم تعصب وتعنت
باعظم الفقهاء والمحدثين وان تبرء منه واعترف بانه من المخلصين وتشبث باقوال غير
مرضية صدرت ممن لا يعبأ بهم ولا يعتمد عليهم فى امور الدين ووثق بما جمعوا ونقلوا فى
كتبهم وان كانوا فيه من الكذبين واعترفوا بكذبهم وانهم من المفترين حسبة لله
واعانة للدين وما علموا بانّ الله مُتِمّ نُوْرِه فى كل وقت وحين على رغم انف الملحدين
واختار لنفسه الشهرة بين الناس فى الفضائل وكمالات الدين مع انها ليست فيه
باليقين والذى قاده الى هذا الصنيع الفظيع انه راى الائمة الاربعة والمشاهير من
الامة تنسب اليهم الفضائل وتنزل عليهم الاحاديث والاثار الواردة فى تلك
الشمائل فاستحسن لنفسه الاشتراك فى تلك الاوصاف ونسب بنفسه لنفسه اياها بالادعاء
والاعتساف وما درى انهم رحمهم الله تعالى ما اختاروها بانفسهم بل العلماء المحققون بعد
انقضاء زمانهم وانتشار علومهم فى طباق الارض وتلقى الامة اقوالهم ومجتهداتهم بالقبول

کتاب تحفۂ اکبر یعنی اہل بیت اطہر کو اس زمانہ مین تصنیف کیا ہے اور اوسکو طبع کراکر شہرون مین پھیلا دیا ہے اور اوس کتاب مین دعوےٰ کیا ہے کہ مین ایسا قریشی عالم ہون کہ روے زمین مین اوس کا علم پھیل گیا ہے اور علوم اہل بیت کا زندہ کرنے والا ہون قطعی طور پر اور اس امت کے دین کا مجدد ہون تیرہوین صدی کے سر پر ثبوت اور براہین کے ساتھ اور ہمارے تحقیق اور بیان شافی سے قریب معلوم ہو جائے گا کہ یہ شخص ایسا نہین ہے بلکہ اوسنے اپنے نفس پر جھوٹ بولا ہے اور علم و نسب کے اعتبار سے دین مین جرأت کر بیٹھا ہے اور اس نے اس کتاب مین کاملین محققین کا مذہب نہین اختیار رکھا بلکہ طعنہ زنون کی چال چلا ہے اور ان بے انصافون کا کام کیا ہے جنکو اعظم فقہا و محدثین کے ساتھ تعصب اور بیر تھا گو اوس نے اپنے کو اس فعل سے بری ظاہر کیا ہے اور اقرار کیا ہے کہ مین اون کے مخلصون مین سے ہون اور اون ناپسندیدہ اقوال کو پکڑا جو محض غیر معتبر اور امور دین مین بے اعتبار لوگون سے صادر ہوئے ہین اور جو کچھ انہون نے جمع کیا اور اپنی کتابون مین نقل کیا اوسکو دستاویز بنا لیا اگرچہ انہون نے جھوٹ کہا ہو اور اپنے جھوٹ بولنے کا اقرار بھی کیا ہو اور بیان کر دیا کہ ہمنے یہ افترا طلب ثواب اور دین کی مدد کیواسطے کیا ہے اور انہون نے یہ چاہا کہ خدائے تعالیٰ اپنا نور تمام کرنیوالا ہے ہر وقت اور ہر زمانہ مین اور اس نے اپنے نفس کے لئے فضائل و کمالات مین شہرت کو پسند کیا ہے حالانکہ یقیناً وہ کمالات اس مین نہین ہین اور وہ امر کہ جس نے اس کو اوس ننگ کام کی طرف کھینچا ہے یہ ہے کہ اس نے چارون امامون اور امت محمدیہ کے مشہور فاضلون کو دیکھا کہ اون کے طرف فضائل منسوب کئے جاتے ہین اور جو حدیثین و آثار اون فضائل مین وارد ہوئے ہین اون پر چسپان کئے جاتے ہین پس اپنے نفس کے واسطے اون اوصاف مین شریک ہونا پسند کیا اور خود ہی اون اوصاف کو دعوے اور زبردستی سے اپنی نفس کیطرف منسوب کر لیا اور یہ چاہا کہ اون بزرگون نے اللہ اونپر رحم کرے اون فضائل کو خود اپنی طرف نسبت نہین کیا ہے بلکہ محقق عالمون نے اون کا زمانہ گزرنے اور روئے زمین مین اون کے علوم پھیلنے اور اون کے اقوال و اجتہادات کو امت مرحومہ کے قبول کر لینے کے بعد اون فضائل کو

نسبوها اليهم وجعلوهم مصداقها بالظن والتخمين كما قال الامام السيوطي رحمه الله في تمام
الدرايه وقد ورد في الحديث التبشير بالشافعي ومالك فروى الطيالسي في مسنده
والبيهقي في المعرفة حديث لا تسبوا قريشا فان عالمها يملأ الارض علما قال الامام احمد
وغيره وهذا العالم هو الشافعي لانه لم ينتشر في طباق الارض من علم عالم قريشي من
الصحابة وغيرهم ما انتشر من علم الشافعي وروى الحاكم في المستدرك وغيره حديث
يضربون اكباد الابل فلا يجدون عالما اعلم من عالم المدينة قال سفيان هذا العالم
مالك بن انس انتهى وايضا قال في تبييض الصحيفة في مناقب ابي حنيفة وقد بشر
النبي صلى الله عليه وسلم بالامام ابي حنيفة في الحديث الذي اخرجه ابو نعيم في
الحلية عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كان
العلم معلقا بالثريا لتناوله رجال من ابناء فارس واخرج الشيرازي في الالقاب عن قيس بن
سعد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كان العلم معلقا بالثريا لتناوله قوم
من ابناء فارس وحديث ابي هريرة في صحيح البخاري ومسلم بلفظ لو كان الايمان عند
الثريا لناوله رجال من فارس وفي لفظ مسلم لو كان الايمان عند الثريا لذهب به
رجل من ابناء فارس حتى يتناوله وفي معجم الطبراني الكبير بلفظ لو كان الايمان
معلقا بالثريا لا تناوله العرب لناله رجال من فارس وفي الطبراني ايضا عن ابن مسعود

اون اکابر کے طرف منسوب کیا ہے اور اپنے گمان اور تخمین سے اون کو اون احادیث کا مصداق ٹھہرایا
چنانچہ امام سیوطی نے اتمام الدرایۃ مین بیان کیا ہے کہ تحقیق حدیث مین امام شافعی و امام مالک
کی بشارت وارد ہوئی ہے پس طیالسی نے اپنی مسند مین اور بیہقی نے معرفت مین حدیث
روایت کی ہے کہ تم قریش کو گالی مت دو اس لئے کہ اون مین کا عالم روئے زمین کو علم سے
بھر دیگا امام احمد وغیرہ نے کہا ہے کہ وہ عالم امام شافعی ہین اس لئے کہ روئے زمین پر
کسی قریشی عالم کا علم خواہ وہ عالم صحابی ہو یا غیر صحابی اس قدر نہین پھیلا ہے کہ جتنا امام شافعی کا
علم پھیلا ہے اور حاکم نے مستدرک مین اور اوس کے غیر نے حدیث بیان کی ہے کہ
لوگ اونٹون کو مسافت دراز مین پیٹ پیٹ کر چلا وینگے پھر بھی کوئی عالم مدینہ کے عالم
زیادہ نہ پاوینگے سفیان ثوری نے کہا ہے کہ وہ عالم مدینہ امام مالک بن انس ہین تمام
ہوا قول امام سیوطی کا اور نیز امام سیوطی نے تبییض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ مین کہا ہے
او تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے امام ابو حنیفہ کوفی کی بشارت دی ہے اوس حدیث مین
جس کو ابو نعیم نے حلیہ مین نقل کیا ہے ابو ہریرہ سے کہا اونہون نے کہ فرمایا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر علم ثریا (چند ستارون کا گچھا) مین معلق ہوتا فارس کے چند مرد اوس کو
حاصل کر لیتے اور شیرازی نے القاب مین نقل کیا ہے قیس بن سعد سے کہا اونہون نے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر علم ثریا مین متعلق ہوتا البتہ فارس کے لوگون کی ایک جماعت
اوس کو حاصل کر لیتی۔ اور ابوہریرہ کی حدیث صحیحین مین اس طور پر ہے اگر ایمان ثریا کے قریب ہوتا البتہ
لے لیتے اوس کو چند لوگ فارس کے اور مسلم مین اس طور پر بھی ہے۔ اگر ایمان ثریا کے پاس ہوتا البتہ اوس کو
فارسیون کا ایک مرد لیجاتا یہان تک کہ اوس کو حاصل کر لیتا اور معجم طبرانی کبیر مین یون ہے اگر ایمان ثریا مین
معلق ہوتا نہ حاصل کرتے اوس کو عرب البتہ اوس کو فارس کے چند لوگ حاصل کر لیتے اور طبرانی مین بروایت عبد اللہ بن مسعود

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كان الدين معلقا بالثريا لتناوله ناس من ابناء
فارس فهذا اصل صحيح يعتمد عليه في البشارة والفضيلة انتهى ذكره الطحاوي في
شرح الدر المختار فهذه الاحاديث تدل على ان المجتهد باعتبار الاتباع والافراد باعتبار
الاصل وهو ابو حنيفة فاتيان رسول الله صلى الله عليه وسلم بذلك الطرق اشارة
الى ان اتباع ذلك الرجل كانوا امثاله فائقين على غيرهم بفضل الاصابة بحق قواعده
واصوله فلذا قال الامام الشافعي من اراد الفقه فليلزم اصحاب ابي حنيفة فان المعاني
قد تيسرت لهم قال العلامة بن حجر المكي في الخيرات الحسان في ترجمة النعمان ومما يصلح
الاستدلال به على عظم شان ابي حنيفة ما روى عنه عليه الصلاة والسلام انه قال
ترفع زينة الدنيا سنة خمسين ومائة ومن ثم قال شمس الائمة الكردري ان هذا
الحديث محمول على ابي حنيفة لانه مات تلك السنة انتهى فشتان بين هذا المدعي وبين
هؤلاء الكرام كما قيل في الفارسية ع چه نسبت خاک را با عالم پاک + وقد رايت في
كتابه هذا عدة اسقام رواية ودراية يجب على اهل السنة والجماعة ازالتها و
بادلة العقل والنقل ازاحتها لان احقاق الحق وابطال الباطل سنة سنية للسالفين
والخالفين من العلماء والمجتهدين وهكذا صنعوا في كل زمان ونصروا الحق و
صانوا الدين المتين من هفوات همزات الشياطين فسبحان من حفظ دينه وعصم

اگر دین ثریا مین لٹکا ہوتا البتہ اوس کو فارسیون کے چند لوگ حاصل کر لیتے پس یہ ایک دلیل صحیح قابل
اعتماد ہے بشارت و فضیلت کے باب مین ذکر کیا اس کو طحطاوی نے در مختار کی شرح مین
پس یہہ چند حدیثین دلالت کرتی ہین اسپر کہ جمع کا صیغہ اتباع و افراد کے اعتبار سے ہے اور مفرد کا
اصل کے اعتبار سے اور وہ اصل امام ابو حنیفہ ہین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان فرمانا
اس طور پر اشارہ ہے اس طرف کہ پیرو اوس مرد کے اوس کے مثل ہون گے کہ اپنے غیر سے
فایق ہون گے صواب کو پانے کی فضیلت مین اوس مرد کے قواعد و اصول کی پابندی سے پس
اسی وجہ سے امام شافعی نے فرمایا ہے کہ جو شخص فقہ کا ارادہ کرے پس اوس کو ابو حنیفہ کے
اصحاب کی اتباع لازم ہے اس لئے کہ تحقیق معانی اون پر آسان ہو گئے ہین اور علامہ ابن حجر
مکی نے خیرات حسان فی ترجمۃ النعمان مین بیان کیا ہے کہ اون دلائل مین سے کہ جن کے ساتھ
امام ابو حنیفہ کی عظمت شان پر استدلال ہو سکتا ہے وہ حدیث ہے کہ جو روایت کی گئی ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے فرمایا ہے دنیا کی آرایش اوٹھ جاے گی سن ایکسو پچاس
مین - اور یہین سے شمس الائمہ کردری نے فرمایا ہے کہ تحقیق یہہ حدیث امام ابی حنیفہ پر
محمول ہے اس لئے کہ انہون نے اسی سال مین وفات پائی ہے تمام ہوا کلام ابن حجر مکی کا
پس بڑا فرق ہے اس مدعی اور ان اکابرین مین جیسا کہ فارسی زبان مین کہا گیا ہے
ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ؛ اور تحقیق دیکھی اس کی اس کتاب مین رد و ایضاد و درایت کے
لحاظ سے چند ایسی خرابیان دیکھی ہین کہ اہل سنت پر اون کا دور کرنا اور عقلی و نقلی دلیلون
اون کا رد کرنا واجب ہے اس لئے کہ حق کو ثابت کرنا اور باطل کو جھٹلانا سلف و خلف کے علماء مجتہدین
کا عمدہ طریقہ ہے اور ہر زمانہ مین انہون نے ایسا ہی کیا ہے اور انہون نے حق کی مدد کی ہے اور دین مین کجی یا
بے شیاطین کے اتباع کی بیہودہ خیال سے پس پاک ہے وہ کہ جس نے اپنے دین کو محفوظ رکہا اور نگہبانی کی

نبيه ونصر حزبه وخزل عدوه ووفق المؤمنين لضرب اعناق الجاحدين ورد اقوال الحاسدين للدين فى الى
وان اعلم بانى لست من ارباب التدوين والتاليف وليس الفراغ لى من نفسوا لى غيرى للاجمية
الحق الصراح وحماية الصدق الصراح ومطالبة بعض الخلان والاجلة من الاخوان دعانى الى هذا
التاليف فالان اشرع فى رد اقاويله التى وقعت فى كتابه بحيث انقل اولا من عبارته جمله معنونا بها
بعنوان قال واورد جوابه بعد نقله قولا قولا بعنوان قوله وما اقدح به عليه بعنوان اقول والمامول
من اهل الانصاف ان ينظروا فى هذا الكتاب بعين الانصاف لا بالعناد والاعتساف

مقدمة الكتاب

وليعلم اولا ان المصنف فى كتابه هذا قد خلط الحق والباطل وفتح باب الطعن والبهتان
على اهل الفضائل ونسب الاكاذيب اليهم ترويجا لمذهبه الفاسد وتمويها لمتاعه الكاسد فى
مواضع فمنها ما قال فى صفحة (٣٣) قال اعظم الفقهاء الاربعة ابو حنيفة فى الفقه الاكبر اه اختار الفقهاء
الاربعة وكف لسانه عن لفظ الائمة الاربعة لما فى ضميره من سوء الاعتقاد فيهم ولانحصار الائمة
فى الاثنى عشر تقليدا للشيعة واظهر به ان الامام جمع بنفسه الفقه الاكبر الذى نقل منه
هذا القول كما ينبئ من لفظ قال وهذا غلط منه وبهتان على الامام الاعظم تعمدا وانما وقع فى هذه
الورطة بتقليد امامه ابن تيمية فانه نقل فى فتاواه اقوالا عن الفقه الاكبر المتداول ونسبها اليه ورده
العلامة الحلبى كما نقله المفتى محمد سعيد فى التنبيه وقال فيه فى صفحة (٣٣٣) قلت هذه الرواية
لو نقلها العلامة الحلبى عنه لما نتكلم فيها بشئ والمراد بالفقه الاكبر هذا هو غير المتداول
نحو جزء برواية ابى مطيع الحكم بن عبد الله البلخى عن الامام ابى حنيفة وما نقل ابن تيمية من
اوله بقوله سئلت ابا حنيفة الخ هو عبارة غير المتداول واما المتداول المنسوب الى الامام الذى

اپنے نبی کی امداد اپنے گروہ کی مدد فرمائی اور اپنے دشمن کو رسوا کیا اور مومنوں کو منکروں کی گردن مارنے اور دین کے مفسدوں کے اقوال کو رد کرنے کی توفیق دی اور میں اگرچہ جانتا ہوں کہ میں تصنیف و تالیف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں اور نہ مجھکو اپنے نفس کے محاسبے سے غیر کی طرف متوجہ ہونیکی فراغت ہے لیکن حق صرف کی تائید اور خالص سچائی کی حمایت نے اور بعض دوستوں اور جلیل القدر دینی بھائیوں کے تقاضا نے مجھکو اس تالیف کی طرف بلا لیا پس میں مصنف کے اقوال کا رد شروع کرتا ہوں جو اس کتاب میں واقع ہوئے ہیں اس طرح پر کہ پہلے اوسکی عبارت نقل کروں گا اور کہیں شروع میں قال لکھ کر پھر اوسکا جواب لکھونگا اور کہیں پوری کلام اوسکا یا ایک قطعہ اوسکا نقل کر کے اوسکی تنقیح کیا اور جو کچھ قدح کرونگا اقول کے عنوان سے لکھونگا اور منصف لوگوں سے امید ہے کہ اس کتاب میں انصاف کی آنکھ سے نظر کریں نہ عناد اور بے انصافی سے ۱۲

مقدمہ کتاب کا

پہلے جاننا چاہیے کہ مصنف نے اپنی اس کتاب میں حق اور باطل کو مخلوط کر دیا اور دین کے اکابر پر طعن و بہتان کا دروازہ کھول دیا اور اونکی طرف جھوٹے اقوال کو منسوب کیا اپنے مذہب کے رواج دینے اور کھوٹی پونجی کی بناوٹ کے واسطے چند مقاموں میں منجملہ اون مقامات کے وہ ہے کہ صفحہ ۴۳ میں کہا ہے کہ فقہائے اربعہ کے بزرگ ابو حنیفہ نے فقہ اکبر میں کہ فقہا نے اوسکو اختیار کیا اور ائمہ اربعہ کہنے سے زبان کو روکا اسواسطے کہ اوسکے دل میں ان چاروں سے اعتقاد ہی اور نیز اوسکے نزدیک امامت بارہ ہی میں منحصر ہے باتباع شیعہ اور ظاہر کیا اس قول میں کہ فقہ اکبر کو امام ابو حنیفہ نے خود جمع کیا ہے جس میں مصنف نے امام کا قول نقل کیا ہے ایسا کہ لفظ قال سے سمجھا جاتا ہے اور یہ مصنف کی غلطی ہے اور امام پر دانستہ بہتان باندھا ہے مصنف اس مضمون میں اپنے امام ابن تیمیہ کی پیروی کر رہا ہے اسواسطے کہ ابن تیمیہ نے اپنی فتاوی حمویہ میں چند اقوال اوس فقہ اکبر سے نقل کئے ہیں جو مذکور پا گئی ہی اور ان اقوال کو امام اعظم کی طرف منسوب کیا اور علامہ حلبی نے ابن تیمیہ کے اس قسم کلام کا رد لکھا ہے چنانچہ مفتی محمد سعید صاحب نے تنبیہ میں اوسکو نقل کیا ہے اور تنبیہ کے صفحہ ۳۴۳ میں کہا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ اس روایت کو علامہ حلبی نے اوس سے نقل نہیں کیا اور نہ اوسمیں کچھ کلام کیا اور مراد اس فقہ اکبر سے وہ ہے کہ جو غیر مشہور ہے بقدر ایک جزو کے بروایت ابو مطیع حکم بن عبد اللہ بلخی امام اعظم صاحب سے اور جو عبارت ابن تیمیہ نے اوس کی شروع سے نقل کی ہے اپنے قول سألت ابا حنیفہ کے ساتھ وہ عبارت فقہ اکبر غیر مشہور کی ہے اور لیکن مشہور فقہ اکبر جو امام صاحب کی طرف منسوب ہے اور جس کی

وشرحه علي بن محمد القاري من متاخري الحنفية فهو لابي حنيفة نعمان بن ثابت الكوفي بل لابي حنيفة
محمد بن يوسف البخاري كما حققه العلامة ابن نجيم في فتاواه ونقله العلامة الطحطاوي في
حاشية الدر عنه انتهى وقال ايضا بعيد هذا ثم هذه العبارة ما وجدتها في نسخة قديمة عندنا
من الفقه الاكبر للامام ابي حنيفة برواية صاحبه ابي مطيع رواه ابو المعين ميمون بن محمد بن محمد
بن معتمد المكحولي النسفي عن الامام ابي عبد الله الحسين بن ابي الحسن الكاشغري الملقب بالفضل
عن ابي مالك نصران بن نصر بن الختلي عن ابي الحسن علي بن الحسن بن محمد الغزالي عن ابي الحسين
علي بن احمد الفارسي عن نصير بن يحيى الفقيه قال سمعت ابا مطيع الحكم بن عبد الله البلخي قال
سئلت ابا حنيفة النعمان بن ثابت عن الفقه الاكبر قال فذكره وهي قد كتبت سنة
تسع وخمسين وستمائة نعم قد رايتها في نسخ جديدة ذكر في اولها حدثنا الشيخ ابو الفضل عبد المؤمن
الخ انتهى فالعجب من المصنف انه يعلم ان هذه الرواية الفاسدة ليست في نسخ الغير المتداولة
للفقه الاكبر الذي هو موجود عنه كما علمته ومع ذلك ينقل هذه الرواية من المتداول وينسبها
الى الامام ان هذا الاختلاق وغير المتداول ايضا ليس من تاليف الامام بل كتب سنة
تسع وخمسين وستمائة برواية تلميذ الامام ابي مطيع البلخي فهو مجروح كما مر فكيف يصح
قوله قال اعظم الفقهاء الاربعة في الفقه الاكبر ان هذا الا التعود بالوضع واتباع الكرامية
والطائفة المبتدعة كما قال السيد السندي في اصول الحديث الملحقة في اول السنن الترمذي
وقد ذهب الكرامية والطائفة المبتدعة الى جواز وضع الحديث كما سيجي في ادعية الترغيب تحريمًا
عن ابي عصمة نوح بن ابي مريم انتهى فظهر من هذا ان المصنف يتعمد بالاكاذيب
والاباطيل اشاعة للباطل واتباعا لهوى النفس الباطل نعوذ بالله سبحانه منه ومنهم واما قال
في صفحة (١٣٢) قال اعظم الفقهاء الاربعة واقدم متكلمي صفاء الشرع المتبعة الخ

ملا علی قاری نے لکھی ہے جو پچھلا حنفیہ ہین وہ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی کی نہین ہے بلکہ ابوحنیفہ محمد بن یوسف بخاری کی
ہے جیسا کہ علامہ ابن حجر نے اپنے فتاوے مین اس کی تحقیق کی ہے اور علامہ طحطاوی نے درمختار کے حاشیہ مین اس کو نقل
کیا ہے تمام ہوا کلام مفتی صاحب کا اور اس کلام کے کچھ بعد نیز مفتی صاحب نے کہا ہے (پھر اس عبارت کو مینے نہین پایا
فقہ اکبر امام اعظم کے قدیم نسخہ مین جو میرے پاس موجود ہے بروایت ابومطیع تلمیذ امام روایت کیا اس کو ابوالمعین
میمون بن محمد بن محمد بن معتمد مکحولی نسفی نے امام عبد اللہ حسین بن ابی الحسین کاشغری سے جو ملقب ہین ساتھ فضل کے انہون نے
روایت کیا ابی مالک نصران بن نصر بن ختلی سے اور انہون نے ابوالحسن علی بن حسن محمد غزالی سے انہون نے
ابوالحسین علی بن احمد فارسی سے انہون نے نصیر بن یحیی الفقیہ سے کہا انہون نے سنا مین نے ابومطیع حکم بن عبد اللہ
بلخی سے کہا انہون نے پوچھا مینے ابوحنیفہ نعمان بن ثابت سے فقہ اکبر کو کہا پس ذکر کیا امام نے اوس کو اور وہ
لکھی گئی ہے سنہ ۵۹۶ھ مین کہا ہان اس عبارت کو مین نے دیکھا ہے جدید نسخہ مین کہ جس کے شروع مین یہ
حدیث بیان کی ہم سے شیخ ابوالفضل عبد المومن نے آخر تک تمام ہوا کلام مفتی صاحب کا (تنبیہ مین) پس
تعجب ہے مصنف سے اس پر کہ وہ جانتا ہے کہ یہ عبارت فاسد فقہ اکبر غیر مشہور مین نہین ہے جو اور
موجود ہے جیسا کہ ہم کو معلوم ہے اور باوجود اس کے اس روایت کو مشہور فقہ اکبر سے نقل کر کے
امام اعظم کے طرف منسوب کیا ہے یہ فعل محض بناوٹ ہے اور فقہ اکبر غیر مشہور بھی امام اعظم کی
تصنیف نہین ہے بلکہ سنہ ۵۹۶ھ مین لکھی گئی ہے بروایت تلمیذ امام ابومطیع بلخی ایک جزء کے مقدار مین جیسا کہ
گذرا پھر مصنف کا یہ قول کہ (امام اعظم فقہا اربعہ نے فقہ اکبر مین) کیونکر صحیح ہو سکتا ہے یہ تو دانستہ جھوٹ جوڑا ہے اور گمراہ
گروہ اہل بدعت کی پیروی کرتا ہے جیسا کہ سید سند نے کہا ہے اصول حدیث مین جو ترمذی کی شروع مین لگا ہوا ہے (اور گمراہ
اور ایک جماعت اہل بدعت کی گئی ہے طرف جواز وضع حدیث کے ترغیب اور ترہیب کے باب مین اور اسی قبیل کے ہے جو کہ روایت کیا گیا ہے ابو عصمہ نوح بن
ابی مریم نے تمام ہوا کلام سید سند کا پس اس نقل سے ظاہر ہو گیا کہ مصنف دانستہ جھوٹی روایتین اور بے اصل باتین نقل کرتا ہے یعنی باطل بات کو بھیسا اور یہی ناکارہ لوگون کی
پیروی کرتا ہے ہم پناہ مانگتے ہین ساتھ خدا کے اس فعل اور انہین مواقع مین سے ہے جو کہا صفحہ ۱۳۲ مین کہا اعظم فقہا اربعہ اور [illegible]

فما تبادر له لفظ اعظم الفقها وكف لسانه من لفظ الامام وجعله فيه من صغار التبع مع انه من التابعين فكيف
يصح جعله من صغار تبعهم معاذ الله من هذا الكذب وغض البصر من فضل الامام قال الشيخ الشيخ في السند
في اصول الحديث ووجيه الدين في شرح الشرح والشيخ محمد في خاتمة مجمع البحار قيل لابي عصمة
نوح بن ابي مريم من اين لك عن عكرمة عن ابن عباس في فضائل القرآن سورة سورة فقال
رأيت الناس قد اعرضوا عن القرآن واشتغلوا بفقه ابي حنيفة ومغازي ابن اسحاق فوضعتها
حسبة انتهى وابو عصمة نوح من كبار تبع التابعين ومن معاصري الامام مالك كما قال ابن حجر
في التقريب نوح بن ابي مريم ابو عصمة المروزي القرشي مشهور بكنيته ويعرف بالجامع
لجمعه العلوم لكن كذبوه في الحديث من السابعة مات سنة ثلاث وسبعين ومائة ومالك بن
انس المدني الفقيه امام دار الهجرة من السابعة مات سنة تسع وسبعين ومائة انتهى وقال ايضا
في صدره السابعة كبار اتباع التابعين كمالك وقال الامام محمد في شرح موطا قوله اخبرنا
مالك بن انس مشهور انه من تبع التابعين وقيل ادرك بعض الصحابة كابي الطفيل وقيل انه روى
عن عائشة بنت ابي وقاص فعلى هذا يكون تابعيا كابي حنيفة الا انه تابعي بلا اختلاف كما
بينته في مسند الامام شرح الامام والتوبري انتهى فمن هذا القول من نوح تصريح بان
الناس اهل القرن الثاني والثالث والرابع كانوا مشتغلين بفقه الامام ابي حنيفة وانه
كان مقبول الناس في زمانه في باب الدين وانه من التابعين لا من صغار تبعهم لما زعمه
المصنف لانه لو كان من صغار التبع كيف يشتغل كبارهم بفقهه وان نوح بن مريم
كان وضاع الحديث ومن حاسدي الامام ابي حنيفة ولما اخذ المصنف بروايته وذكره
ثبت حسده البالغ مع الامام وكونه خصيما للخائنين وقد قال الله تعالى ولا تكن
للخائنين خصيما ونقل في صفحه ١٣٦، قصة مناظرة المرأة الجهمية مع الامام

بس اختیار کیا لفظ اعظم فقہا کو اور لفظ امام تابعی سے اپنی زبان کو روکا اور بعضا تبع تابعین میں امام کو قرار دیا باوجودیکہ
امام اعظم صاحب تابعین میں داخل ہیں پس کیونکر صحیح ہوتا ہے اونکو بعضا تبع تابعین میں قرار دینا خدا کی پناہ ایسی جہوٹ سے
اور امام کی بزرگی سے چشم پوشی کرنے سے سید سند نے اصول حدیث میں اور وجیہ الدین نے شرح الشرح میں اور شیخ محمد نے مجمع البحار
کے خاتمہ میں لکہا ہے کہ ابوعصمہ نوح بن ابی مریم سے پوچہا گیا کہ تم کو کہان سے حاصل ہوئی روایت عکرمہ کی ابن عباس سے فضائل
قرآن میں ایک ایک سورت کے باب میں پس ابوعصمہ نے کہا کہ میں نے لوگون کو دیکہا کہ اونہون نے قرآن سے مونہہ پہیر لیا اور
ابوحنیفہ کی فقہ اور ابن اسحاق کی مغازی میں مشغول ہوگئے لہذا میں نے اون روایتون کو گہڑ لیا بغرض طلب ثواب تمام ہوا کلام
اونکا اور ابوعصمہ نوح کبار تبع تابعین سے ہے اور امام مالک کے ہمعصرون میں داخل ہے جیسا کہ علامہ ابن حجر نے تقریب التہذیب
میں کہا ہے نوح بن ابی مریم ابوعصمہ مروزی قرشی اپنی کنیت کے ساتہ مشہور ہیں اور جامع کرکے مشہور ہیں اسواسطے کہ اونہوں نے علوم
کو جمع کیا ہے لیکن محدثین نے علم روایت حدیث میں اونکو جہوٹا کہا ہے وہ ساتوین طبقے سے ہیں ۱۷۳ھ میں مرے اور مالک بن انس فقیہ دار الہجرۃ
امام بہی ساتوین طبقے کے ہیں ۱۷۹ھ میں انہون نے وفات پائی تمام ہوا کلام ابن حجر کا اور نیز اوسی کتاب کے شروع میں ابن حجر نے کہا ہے ساتوین طبقہ
کبار تبع تابعین کا ہے جیسے کہ امام مالک اور شرح موطا میں کہا ہے اور امام محمد نے اخبرنا مالک بن انس کی شرح میں مشہور ہے کہ امام مالک تبع تابعین ہیں اور کہا ہے
کہ انہون نے بعض صحابہ کو پایا ہے جیسے کہ ابوالطفیل صحابی اور کہا گیا ہے کہ انہون نے عائشہ بنت ابی وقاص سے روایت بہی کی تو اس اعتبار سے تابعی ہیں
مثل امام ابی حنیفہ کے مگر فرق یہہ ہے کہ امام ابوحنیفہ بلا اختلاف تابعین میں ہیں جیسا کہ میں نے اوسکو بیان کیا ہے مسند امام میں اور امام نووی نے تہذیب میں نوح کا یہہ کلام
تصریح ہے اسبات کی کہ دوسرے اور تیسرے اور چوتہے قرن کے لوگ امام ابوحنیفہ کی فقہ سے مشغول رہتے تہے اور وہ اپنے زمانہ کے لوگون میں
مقبول تہے دین کے معاملہ میں اور وہ تابعین سے تہے نہ بعضا تبع تابعین سے جیسا کہ مصنف نے کہا ہے اسلیے کہ اگر وہ بعضا تبع تابعین میں ہوتے تو
ان سے کبار امام کی فقہ سے کیونکر مشغول رہتے اور نوح کے کلام سے یہہ بہی معلوم ہوا کہ نوح بن مریم حدیث بنانیوالا تہا اور امام اعظم کے
حاسدین میں تہا اور جبکہ مصنف نے اسکی روایت کو لیا اور اوسکا تذکرہ بیان کیا تو امام اعظم کے ساتہ
مصنف کا حسد رکہنا اور اہل خیانت کی طرفداری کرنا بہی ثابت ہوگیا حالانکہ حق تعالے نے فرمایا ہے
کہ تو خیانت کرنے والونکا طرفدار مت بن اور صفحہ (۱۲۱) میں مصنف نے نقل کیا ہے قصیدہ جیمیہ شہرت کی بنا پر کہ امام

الاعظمؒ برواية ابي عصمة وما من نقلها الطعن عليه بانه عجز وسكت في مقابلة امراة و
قال في صفحة (١٣٠) فاعن بعضهم في ابي حنيفة ومحمد بن الحسن انهما جهميان فهو في غاية البطلان
انتهى اراد بهذا القول تزكية الامام وتلميذه من الجهمية ظاهرا
واعلان كونهما ممن يتخلف في جهميتهم باطنا والجهمية يقال
لاصحاب جهم بن صفوان وهو من الجبرية الخالصة ظهرت بدعته بترمذ وقتله سالم بن
احوز المازني بمرو في آخر ملك بني امية ووافق المعتزلة في نفي الصفات الازلية وزاد عليهم باشياء
كما في الملل والنحل ومنها ما نقل في صفحة (١٣٨) برواية ابي عصمة يعني قول الامام ابي حنيفة
في جواب رجل سأله عن اية وَاللّٰهُ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ انه قال هو كما تكتب الى الرجل
اني معك وانت غائب عنه والمعنى بالسماء في حديث الجارية السوداء وقول ابي حنيفة
الجهة السامية انتهى فهذه الرواية ايضا بهتان على الامام واختلقها ابو عصمة
حسدا عليه كما اعترف به فيما حكى عنه واثبات الجهة لله تعالى ليس من مذهب
الامام حاشاه عن ذلك بل افتراه المصنف كذبا عليه نعوذ بالله منه ومنها ما قال
في صفحة (٢٣) وقال في الوصية الايمان اقرار باللسان وتصديق بالجنان الى ان نقل
وكذلك المعرفة وحدها اي مجرد التصديق لا يكون ايمانا انتهى اراد بنقله من كتاب
الوصية ان الامام الاعظمؒ موافق له بزعمه في ان مجرد التصديق ليس بايمان ولهذا
فسرها به بقوله اي مجرد التصديق فلزم ان التصديق وحده ليس بايمان عند الامام
وهذا تعمدا بالكذب على مذهبه لان مجرد التصديق عنده ايمان والاقرار شرط له
في احكام الدنيا كما هو مصرح في كتب العقائد وسنذكره في محله ان شاء الله تعالى
ومنها ما نقل في صفحة (٢٦) من مناظرة الامام ابي يوسفؒ مع شيخه الامام ابي حنيفة

کے ساتھ جس کا راوی ابو عصمہ مذکور ہی اور اوس قصہ کی نقل سے امام اعظم صاحب پر طعن کا قصد کیا ہے بایں طور کہ وہ ایک عورت کے مقابلہ مین
عاجز و ساکت ہو گئے اور صفحہ (۱۴۰) مین کہا ہی کہ ابو حنیفہ اور اون کے شاگرد محمد بن حسن کے باب مین جو بعض لوگون سے منقول ہی کہ وہ دونون جہمی
تھے پس وہ بالکل بے اصل ہی انتہی اس قول مین بظاہر تو ان دونونکا جہمی ہونیسے تبریہ کا قصد کیا ہے اور درحقیقت اس بات کے اعلان کا قصد کیا ہے
کہ دونون ایسے ہین کہ جن کے جہمی ہونے مین لوگون کا اختلاف ہی اور جہمیہ کہا جاتا ہی جہم بن صفوان کے اصحاب کو اور وہ جبریہ خالصہ مین سے ہی اوسکی بدعت
ترمذ مین ظاہر ہوئی اور سالم بن احوز مازنی نے اوسکو بنی امیہ کی اخیر حکومت مین مرو مین قتل کر ڈالا اور جہم مذکور معتزلہ کے موافق تہا صفات
ازلیہ کے نفی کرنے مین اور کچھ معتزلہ کے اقوال پر اور بھی اضافہ کئے ہین جیسا کہ ملل و نحل مین ہے اور انہین مواضع مین سے وہ ہی ہے جو صفحہ (۱۳۶) مین بروایت ابو عصمہ نقل کیا ہے
یعنی امام ابو حنیفہ کا قول ایک مرد کے جواب مین کہ جس نے امام اعظم سے آیت (اللہ تمہارے ساتھ ہی جہان کہین تم ہو) کا مطلب پوچھا تھا وہ قول یہ ہے
کہ امام صاحب نے کہا کہ یہ ایسا ہی کہ جیسے تو کسیکو لکھے کہ مین تیرے ساتھ ہون اور تو اوس سے دور ہو اور معنی ہمارے کے حال پر سودا کی حدیث مین اور انتہی
کے قول پر جو ہے نصہ الیہ یہ تمام ہوا کلام مصنف کا اس روایت مین بہی امام صاحب پر اور اس روایت کو ابو عصمہ نے امام صاحب پر حسد کرنیکی وجہ سے بنایا ہے
چنانچہ ابو عصمہ نے اسکے بنانیکا اقرار کیا ہے اس قول مین جو ابو عصمہ سے منقول ہی اور جہت کو اللہ تعالی کے واسطے ثابت کرنا امام صاحب کا مذہب نہین ہے
وہ اس سے پاک ہین بلکہ مصنف نے امام صاحب پر جھوٹ بولنے کے واسطے یہ افترا پردازی کی ہی خدا کی پناہ اس افترا سے اور بعض اون مواقع مین
سے وہ ہے کہ جو صفحہ (۱۴۴) مین کہا ہے (اور کہا امام ابو حنیفہ نے وصیت مین ایمان نام ہے زبان سے اقرار کرنے اور دل سے
سچا جاننے کا یہانتک کہ نقل کیا اور اسی طرح سے معرفت تنہا یعنی صرف تصدیق ایمان نہین ہے انتہی اس قول کو کتاب الوصیت سے
نقل کرنے سے یہ ارادہ کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ مصنف کے موافق ہین مصنف کے نزدیک اس امر مین کہ صرف تصدیق ایمان نہین ہے
اور اسی وجہ سے معرفت کی تفسیر تصدیق کے ساتھ بیان کی اپنے قول لے مجرد التصدیق سے پس لازم آیا کہ تنہا تصدیق
امام صاحب کے نزدیک ایمان نہین ہے اور یہ دانستہ جھوٹ بولنا ہے امام صاحب کے مذہب پر اس لئے کہ صرف تصدیق
امام صاحب کے نزدیک ایمان ہے اور زبان سے اقرار کرنا ایمان کیلیے شرط ہے دنیاوی احکام مین جیساکہ
یہ امر عقاید کی کتابون مین بصراحت مذکور ہے اور ہم اس کو اس کے مقام مین عنقریب بیان کرین اگر خدا نے
چاہا اور بعض اون مواقع سے وہ ہی جو صفحہ (۱۲۶) مین نقل کیا ہی یعنی مناظرہ کرنا امام ابو یوسف کا اپنے شیخ امام ابو حنیفہ کی تقلید ایکبار

برواية البيهقي الى سنة جوداء ثم استقرار رايهما على عدم خلق القرآن وفي هذا النقل ايضا
مزيد تزكيتهما بحسب الظاهر ويظهر كونهما من المختلفين في خلقه في بدء الامر وهذه
الصيغة من المصنف مع انه يدعي نصرة مذهب الامام ابي حنيفة وكونه من اهل السنة والجماعة
وكونه رادا لمذهب الشيعة ومحبا لعلوم اهل البيت ومجددا لهذا العصر من العجائب كيف
ولو كان صادقا في هذه الدعاوى لما غض البصر عن فضائل اكابر اهل السنة ولما سرد
المصنف مثالب الامام الاعظم التي سردت اجوبتها منا مجملة وسنبينها في مقامها مفصلة وغض
البصر عن فضائله حان لنا ان نذكرها هنا نبذا منها تنشيطا للقلوب وتمحيصا للحق الصريح على
طالبيه سيما اخواننا القادرية لان الامام الاعظم شيخ شيخنا اعني داود الطائي كما قال الاستاذ
ابو القاسم القشيري في رسالة مع صلابته في مذهبه وتقدمه في هذه الطريقة من ابي
القاسم النصيرابادي قال انا اخذت هذه من الشبلي وهو اخذها من الجنيد وهو ا
اخذها من السري السقطي وهو من معروف الكرخي وهو من داود الطائي وهو اخذ العلم والطريقة
من ابي حنيفة وكل اثنى عليه واقر بفضله انتهى واذا تمهد هذا فاعلموا اخواني ان ابا حنيفة
النعمان من اعظم معجزات المصطفى بعد القرآن لانه اخبر به قبل وجوده بالاحاديث
الواردة التي ذكرنا بعضا منها آنفا فانها حملت عليه قطعا وحسبك من مناقبه اشتهار
مذهبه في الآفاق ما قال قولا الا اخذ به امام من الائمة الاعلام وقد جعل الله
الحكم لاصحابه واتباعه من زمنه الى هذه الايام الى ان يحكم بمذهبه عيسى بن مريم عليه السلام
وهذا يدل على امر عظيم اختص به من بين سائر العلماء العظام كيف لا وهو كالصديق رضي الله
عنه له اجره واجر من دون الفقه وفرع احكامه على اصوله العظام الى يوم الحشر والقيام
وقد اتبعه على مذهبه كثير من الاولياء الكرام ممن اتصف بثبات المجاهدة

بروایت بیہقی بہر دو نون کی راے کا قرآن کے مخلوق نہ ہونے کا ٹہرجانا اور اس نقل مین کہولدن دونون کی ہستیاں کا ارادہ کرتا ہے
ظاہر مین اور اعلان کرتا ہے اس کا کہ وہ دونون ابتدائی امر مین قرآن کے مخلوق ہونے مین اختلاف کرنیوالون مین سے تھے مصنف کی
یہہ حرکت باآنکہ وہ مدعی ہے مذہب امام کی نصرت کا اور اپنے سنی ہونے کا اور مذہب شیعہ کا رد کرنیوالا اور علوم اہل بیت کو زندہ کرنیوالا اور
اس زمانہ کا مجدد ہونیکا عجائبات سے ہی کیونکہ اگر مصنف ان دعوون مین سچا ہوتا تو اکابر اہل سنت کے فضائل سے چشم پوشی نہ کرتا
اور جبکہ مصنف نے امام اعظم کے معائب کو بیان کیا ہے کہ جس کے جوابات مجمل طور پر ہماری طرف سے دئے گئے اور ہم اون کے مقام مین مفصل
طور پر بیان کرین گے اور امام صاحب کے فضائل سے چشم پوشی کی تو ہم کو موقع ملا کہ ہم بیان کچہ فضائل امام صاحب کے بیان کر دین تا کہ طالب صادق
متنبہ ہون اور حق بات طالبین حق پر کہل جاوے خاصکر ہمارے فادر یہ بہائیون پر اس لئے کہ امام اعظم صاحب ہمارے
شیخ طریقت حضرت داود طائی کے شیخ ہین چنانچہ استاد ابو القاسم قشیری نے اپنی رسالہ قشیریہ مین بیان کیا ہے حالانکہ اون کو اپنی مذہب مین
تشدد رہا ہے اور وہ طریقت مین سبقت رکہتے ہین کہ سنا مین استاد ابو علی دقاق سے کہ وہ کہتے تھے کہ مینے یہہ طریقہ حاصل کیا حضرت
ابو القاسم نصیر آبادی سے انہون نے کہا کہ مینے اس کو حاصل کیا حضرت شبلی سے اور شبلی نے حاصل کیا حضرت جنید سے اور حضرت جنید نے
حاصل کیا حضرت سری سقطی سے اور انہون نے حضرت معروف کرخی سے اور انہون نے حضرت داود طائی سے اور انہون نے علم طریقت کو حاصل کیا امام ابو حنیفہ
اور ان سب بزرگون نے امام صاحب کی تعریف بیان کی اور اون کی بزرگی کا اقرار کیا اور جبکہ یہہ مقدمہ بیان ہو چکا پس جاننا تو چاہئے
میرے بہائیو بیشک ابو حنیفہ نعمان حضرت نبی مصطفے صلعم کے بڑے معجزون مین سے ہین بعد قرآن کے اسوجہ سے کہ اونکی خبر دی گئی ہے اونکی پیدائش
قبل اون حدیثون مین جنمین سے بعض کا ذکر ابہی ہم کر چکے پس وہ حدیثین قطعی طور پر امام صاحب پر ہی حمل کی گئی ہین اور امام صاحب کی اوصاف مین سے
جہان مین اون کے مذہب کی شہرت ہے جو بات انہون نے کہی کسی نہ کسی امام جلیل القدر نے اوس پر عمل درآمد کر لیا ہے اور اللہ تعالی اون کی اصحاب اور تابعین
کا حصر کر دیا فوت ہونے امام صاحب کے زمانہ سے لیکر اس زمانہ تک یہان تک کہ حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام امام صاحب ہی کے مذہب پر فتوے دینگے
اور یہہ امر دلیل ہے امام صاحب کی بڑی فضیلت پر جس کے ساتھ اور نہین خصوصیت ہے تمام علما اعلام پر کیونکر نہ ہو حال یہہ ہے کہ حضرت امام اعظم علما مین ایسے ہین کہ
حضرت صدیق اکبر کے ہین صحابہ مین اون کو اجر ہے اون کے اجر کا اور اجر ہے اس شخص کا کہ جس نے علم فقہ کو جمع کیا اور فقہ کے
امام صاحب کے بزرگ اصول پر بنائے قیامت تک اور امام صاحب کی نسبت مین پیروی ہے اولیاء کرام کی جو موجود تھے مجاہدہ مین اور ثابت قدم رہے

واتباع احكام الاسلام بكمال الاهتمام كما مر ذكرهم في رسالة تنبيه الم تكن لك اسوة حسنة
في هؤلاء السادات الكرام اما كانوا مهتدين في هذه الاقرار والافتخار وهم ائمة هذه
الطريقة وارباب الشريعة والحقيقة ومن بعدهم في هذه الامر فلهم تبع وكل ما خالف
ما اعتمدوه فمردود محدث وايضا فقد اتبع على مذهب ممن اتصف بثبات المجاهدة
وركض في ميدان المشاهدة ابراهيم بن ادهم وشقيق البلخي ومعروف الكرخي وابو يزيد
بسطامي وفضيل بن عياض ووكيع بن الجراح وابو بكر الوراق وعبد الله بن المبارك
وغيرهم ممن لا يحصى عددهم وقد قال بعض الاكابر من العلماء تنقل هذا العلم من الله
عز وجل الى محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم صار الى الصحابة ثم صار الى
التابعين ثم صار الى ابي حنيفة فمن شاء فليرض ومن شاء فليسخط ومنها انه نقل قصة
الاحراق بالنار التي هي مما يذكره الخارجيون في مطاعن سيدنا علي كرم الله تعالى وجهه
التي يتبرء منها اهل السنة والشيعة من محبي ذلك الجناب ويدفعونها عنه باجوبة انيقة
في كتبهم في صفحة (٥٨) بعنوان التنبيه عن فتح الباري وقال بعد تمامها وقد حدثت
في هذا الزمان احداث على آثارهم يهرعون وانا لله وانا اليه راجعون يجب اشد
الوجوب على اولى الامر ويتحتم اكد التحتم على اهل العلم والقدرة ان يعتنوا ويهتموا له ابانة
هذا الامر وعظا وبيانا وتعيينا وهم غاية التغذير حبسا وضربا وقتلا اعلانا انتهى
ومقصوده من نقلها اغراء اولى الامر على تعذيب اهل الحق الذين قالوا بتنزيه الصفات
لله عز وجل من صفات المخلوق كما يشهد به ابتانه بهذه القصة بعدما بينهم وما
درى ان هذه القصة وان كانت صحيحة من حيث النقل الا انها مردودة مرجوع
عنها كالمنسوخ وصارت كانها لم تكن ويتضح ذلك من حديث عكرمة ان عليا حرق

اور احکام اسلام کی پیروی کرنے کے ساتھ کمال اہتمام سے جیسا کہ مذکور ہوا قشیریہ کی عبارت منقولہ مین کیا اون سادات
کرام کے باب مین تیرے لیئے نیک پیروی نہین ہے کیا یہ اکابر فضل امام اعظم کے اقرار اور اون کے طریقہ عالیہ اقتدا کر نہین ہدایت
نہ تھے حالانکہ یہی حضرات طریقت کے پیشوا اور شریعت و حقیقت والے تھے اور اون کے بعد جو امر شریعت مین پیرو ہین اور جو فیصلہ ان اکابر کے
علم کے خلاف ہے مردود و بدعت ہے اور نیز امام اعظم کے مذہب کی پیروی کی ہی اونھین سے جو ثبات مجاہدہ اور میدان مشاہدہ مین گھوڑا کدانیکے ساتھ
موصوف تھے حضرت ابراہیم بن ادہم اور شقیق بلخی و معروف کرخی و ابا یزید بسطامی و فضیل بن عیاض و وکیع بن جراح و ابو بکر وراق و عبد اللہ بن
مبارک نے اور اون کے سوا بہت سے اکابر نے جن کا عدد و شمار مین نہین آسکتا اور بعض اکابر نے کہا ہی کہ آیا یہ علم اللہ عز و جل کے پاس سے
محمد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مین آیا پھر اون سے صحابہ مین آیا پھر تابعین مین آکر امام ابو حنیفہ مین جمع ہو گیا اب جو چاہے
اون سے اس فضیلت پر خوش ہو اور جو چاہے ناخوش ہوا اور اون مواضع مین سے یہ ہے کہ مصنف نے آگ مین جلانیکا قصہ جو
اون قبایح مین سے ہے کہ جن کو خارجی حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے اون مطاعن مین ذکر کیا کرتے ہین کہ جن سے
سنی و شیعہ تمام آنجناب سے محبت رکھنے والے بیزار ہین اور آن جناب کے طرف سے اپنی کتابون مین عمدہ
جوابات دے کر اون کو دفع کرتے ہین صفحہ (۱۰۵) مین بعنوان تنبیہ فتح الباری سے نقل کیا ہے اور اوس کے
خاتمہ پر کہا ہے اور اس زمانہ مین کچھ لوگ پیدا ہوئے ہین اونہین سوختگان کے نقش قدم پر دوڑتے ہین
اور ہم اللہ ہی کے ہین اور اللہ ہی کے طرف لوٹنے والے ہین حکام وقت پر واجب ہے اشد وجوب اور
علمائے ذی مرتبہ لوگون پر لازم ہے اوکد لزوم کر کے یہ کہ اس بدعت کے دور کرنے مین توجہ کرین اور
وعظ بیان سے اہتمام کرین اور حبس و ضرب و قتل و اعلان کے ساتھ ان بدعتیون کے حد و رجم کی تعزیر
دیوین انتہی اور اس قصہ کے نقل کرنے سے مصنف کا مقصود حکام کو آمادہ کرنا ہے اوپر اون اہل حق کو عذاب
کرنے پر کہ جو صفات الٰہی کو صفات مخلوق سے منزہ کرنیکے قائل ہین چنانچہ ان لوگون کا ذکر کرنے کے بعد اس قصہ کو نقل کرنا
ہمارے مدعا پر شاہد ہی اور مصنف نے سمجھا کہ یہ قصہ اگرچہ نقل کے اعتبار سے صحیح ہے لیکن وہ مردود ہے کہ اوس کا رجوع
ثابت ہے بمنزلہ منسوخ کے گویا اوس کا وجود ہی نہ تھا اور یہ امر حضرت عکرمہ کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت علی

قوما ارتدوا عن الاسلام فبلغ ذلك ابن عباس فقال لو كنت انا لقتلتهم لقول رسول الله صلى الله عليه وسلم من بدّل دينا فاقتلوه ولم اكن لاحرقهم لان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تعذبوا بعذاب الله فبلغ عليا فقال صدق ابن عباس رواه الترمذي وقال هذا حسن صحيح انتهى فلا يجترى على نقلها وحدها الخارجون الذين يسبّون عليا ويظهرون مثالبه ويعدون نهاسر المنكرات ومثالبه قسمان الاول ما تفرد به النواصب الطائفتان اللتان هما من محبيه انكرتاه وهذا القسم مما لا يعبأ به لانه من مفتريات النواصب كالشركة في قتل عثمان وفي قذف عائشة وان نزول والذي تولى كبره منهم له عذاب عظيم في حقه نعوذ بالله منه والثاني ما نقل في كتب الطائفتين بطرق صحيحة وقد تصدى الطائفتان لجوابه كما اجاب الشريف مرتضى في تنزيه الانبياء والائمة من علماء الشيعة وابن حزم في التفصيل من علماء اهل السنة ومنه وما قيل انه تصرف في سلاح عثمان وماله بعد قتله وما رده على ورثته وان طلبوه منه ومال المسلم لا يستحل بوجه من الوجوه ومنه الاحراق بالنار كذا في التحفة ومنها انه كذب وافترى على الامام الهمام ذي الحسب الزكي والنسب العلي سيد العلماء وارث خير الانبياء جعفر الصادق وجعله من مثبتي الجهة لله عز وجل وتعالى عنها علوا كبيرا وتصرف في كلامه الشريف لاثبات مرامه مع انه برهان جلي على نفيه فضلا من ان يثبته كما قال في صفحة (٠) وقال حافظ الصوفية ابو القاسم عبد الكريم القشيري في الرسالة المشهورة وقال جعفر الصادق من زعم ان الله في شيء او من شيء او على شيء فقد اشرك اذ لو كان على شيء لكان محمولا زاد المصنف ههنا من عنده) اي وليس محمولا بل هو حامل بقدرته وحافظ برحمته كل حامل ومحمول (ولو كان في شيء لكان محصورا) زاد بعده (اي وليس محصورا ولا مقصورا

اوس قوم کو جلا دیا جو دین اسلام سے پھر گئے تھے پس یہ خبر حضرت عبد اللہ بن عباس کو پہونچی انہون نے کہا کہ اگر مین ہوتا تو ان لوگون کو
قتل کرتا بسبب فرمانے رسول اللہ صلعم کے کہ جو شخص دین کو بدل ڈالے پس اوسکو مار ڈالو اور مین اونکو نہ جلاتا اس لیے کہ حضرت رسول اللہ صلعم نے
فرمایا ہے کہ مت عذاب دو تم آگ کا عذاب پس یہ فرمانا حضرت عبد اللہ بن عباس کا حضرت علی تک پہونچا تو آپ نے فرمایا سچ کہا ابن
عباس نے اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ حسن صحیح ہے انتہی پس تمہارا اس قصہ کو نقل کرنے کی ضرورت خارج کرتے ہین کہ
جو حضرت علی کو گالیان دیتے ہین اور اونکے عیوب بیان کرتے ہین اور اون عیوب کو منکرات سے شمار کرتے ہین اور عیوب حضرت علی کو
جو بیان کئے جاتے ہین دو طرح کے ہین پہلی قسم وہ عیوب ہین جن کے بیان کرنے مین فرقہ ناصبیہ ہی منفرد ہے اور حضرت علی سے محبت
رکھنے والے دونون فرقے اون عیوب کا انکار کرتے اور اس قسم کا کچھ اعتبار نہین ہے اسوجہ سے کہ یہ فرقہ ناصبیہ گھڑت اور بناوٹ
جیسا کہ حضرت عثمان کے قتل مین اور حضرت عائشہ صدیقہ پر تہمت لگانے مین شریک ہونا اور یہ کہ آیت والذی تولی کبرہ منہم لہ عذاب
عظیم کا نزول حضرت علی کے حق مین نعوذ باللہ منہ اور دوسری قسم وہ عیوب ہین جو سنی شیعہ دونون گروہ کی کتابون مین صحیح طریقون سے منقول
ہین اور یہ دونون فرقونکی جواب دہی کیواسطے ہوئے ہین چنانچہ علماء شیعہ مین سے شریف مرتضی نے تنزیہ الانبیا والائمہ مین اور علماء اہل سنت مین
ابن حزم نے فصل مین جواب دیا ہے اور اسی قسم ثانی مین سے ہے جو کہا گیا کہ حضرت علی نے حضرت عثمان کے سامان و مال مین اونکے قتل ہونیکے بعد قبضہ کر لیا اور
ورثہ بے ہر چند مطالبہ کیا مگر اونکو نہ دیا حالانکہ مسلمان کا مال کسی حیثیت سے حلال نہین سمجھا جاتا ہے اور اسی قبیل سے کئی اور ہین چنانچہ یہ سب تحفہ اثنا
مین مذکور ہے اور انہین مواضع مین سے یہ ہے کہ مصنف نے امام ہمام صاحب حسب اور نسب علی سید علماء وارث خیر الانبیا حضرت
امام جعفر صادق پر دروغ گوئی و افترا پردازی کی اور اون کو اس جماعت مین داخل کر دیا جو کہ اللہ عز و جل کے جہت علو ہونے کا
اثبات کرتے ہین اور امام موصوف کے کلام مین اپنا مدعا ثابت کرنے کو کمی بیشی کی حالانکہ وہ کلام شریف روشن برہان ہے جہت
کی نفی پر چہ جائیکہ جہت کا مثبت سمجھا جائے جیسا کہ صفحہ (۰ ۰) مین کہا ہے اور کہا امام فقیہ ابو القاسم عبد الکریم قشیری نے اپنے
رسالہ مشہورہ مین اور کہا امام جعفر صادق نے جس نے اعتقاد کیا کہ اللہ کسی شے مین ہے یا کسی شے سے ہے یا کسی شے پر ہے
تو وہ بیشک مشرک ہو گیا اسلیے کہ اللہ کسی شے پر ہوتا تو وہ اٹھایا ہوا ہوتا (یہان مصنف نے اپنی طرف سے اضافہ کیا) یعنی اور وہ اٹھایا ہوا نہین ہے بلکہ وہ اٹھانیوالا ہی
قدرت اور نگہبانی سے اور اگر کسی شے مین ہوتا تو البتہ گہیرا ہوا ہوتا (اسکے بعد مصنف نے اضافہ کیا) یعنی اور وہ گہیرا ہوا ہے اور نہ وہ کا ہوا ہے

بل هو حاضر وقاصر لكل محصور ومقصور وانما نحو قوله تعالى الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى
وقوله تعالى ءَ اَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَآءِ تجل على عظمته و تعلى جلاله فخلقه من تجلياته و
تعلياته من غير ان تكون له حاجة الى العرش ولا شئ من الفرش و سيبين (ولو كان
من شئ لكان محدثا) زاد بعده اى وهو ممتنع مطلقا انتهى واهل الحق الذين يقولون
بنفي الجهة لله تعالى يستدلون بهذا الكلام الشريف والبيان المنيف بدون التصرف
فيه كما قال المفتي محمد سعيد في التنبيه في صفحہ (۴۰) البرهان الاول وهو المقتبس من
ذي الحسب الزكي والنسب العلي سيد العلماء وارث الانبياء وجعفر الصادق قال
لو كان الله في شئ لكان محصورا وتقرير هذه الدلالة انه لو كان في جهة مشار اليه
لزم تناهيه وذلك لانه اذا كان في هذه الجهة دون غيرها فقد حصل فيها دون غيرها
ولا معنى لتناهيه الا ذلك وكل متناه محدث لان تخصيصه بهذا المقدار دون سائر
المقادير لا بد له لذلك من مخصص فقد ظهر بهذا البرهان الذي يبهر العقول ان القول
بالجهة يوجب كون الخالق مخلوقا والربّ مربوبا وان ذاته متصرف فيها ويقبل الزيادة
والنقصان تعالى الله عما يقول الظالمون علوا كبيرا انتهى والشيعة ايضا على حسب مقتضاء
هذا الكلام المنيف قائلون بنفي الجهة لله تعالى كما قال العلامة القوشجي في شرح التجريد
للمحقق الطوسي ويدل وجوب الوجود على نفي الجهة لان كل ما هو في جهة فهو جسم او
جسماني وكل منهما ممكن بل حادث لما بينا من حدوث الاجسام انتهى وقال في نهج المسترشدين
في اصول الدين من كتب مذهب الشيعة انه تعالى ليس في جهة انتهى كذا في التنبيه فعلم من هذا
التحقيق ان المصنف لاثبات ما هو بصدده وهو المذهب اليه الوهابية النجدية
يتصرف في كلام الاكابر من الائمة ويفتري عليهم ما هم بريئون عنه كما شهد

بلکہ وہ گھیرنیوالا ہے اور روکنے والا ہے ہر گھیرے ہوئے اور روکے ہوئے کا اور مثل قول خدا تعالےٰ الرحمن علی العرش استوی ہوا اور قول خدا تعالےٰ
کیا بے ڈر ہو گئے تم اوس سے جو آسمانوں میں ہے نہیں ہے مگر ایک عظیم الشان تجلی اور روشن و بزرگ تعلی اوس کی تجلیون
و تعلیون مین سے بغیر اس کے کہ اوسکو حاجت ہو عرش کی یا کسی فرش کی اور یہہ تقریب بیان کیا جائے گا
(اور اگر ہوتا کسی شے سے تو ہوتا نوپیدا) اس کے بعد اضافہ کیا اور یہہ مطلقاً محال ہے اور اہل حق جو حق تعالیٰ سے
جہت کی نفی کے قایل ہین دلیل لاتے ہین اس کلام شریف کو بیان مصنف سے نفی جہت پر بدون کمی بیشی کے چنانچہ
مفتی محمد سعید نے کتاب تنبیہ کے صفحہ (۴۴) مین کہا ہے پہلے برہان اور رد وہ نکالی ہوئی ہے صاحب حسب
ونسب علی سید علما وارث انبیا امام جعفر صادق کے کلام سے یہہ ہے کہ اونہون نے فرمایا (اگر ہوتا اللہ کسی
شے مین تو ہوتا گھیرا ہوا) اور بیان اس دلیل کا یہہ ہے کہ اگر خدا ئے تعالےٰ کسی جہت مشار الیہ
مین ہوتا تو اوس کا فنا ہی و محدود ہونا لازم آتا یہہ اس وجہ سے کہ وہ جبکہ ہوا کسی جہت مین نہ اوس کے
غیر مین تو اسی مین موجود ہوتا نہ اوس کے غیر مین اور اوس کے محدود ہونے کے یہی معنی ہین اور محدود
نوپیدا ہے اسوجہ سے کہ اوس کا خاص ہونا اس مقدار معین کے ساتھ نہ اور مقدارون کے ساتھ
بالضرور محتاج ہے خاص کرنے والے کا۔ پس اس برہان سے جو کہ عقول کو دنگ کرنے والی ہے
ظاہر ہو گیا کہ جہت کا قول واجب کرتا ہے خالق کے مخلوق ہونے اور رب کے مربوب ہونے کو نیز
اور اوس کے ذات مین غیر کے متصرف ہونے اور کمی و بیشی کے قابل ہونے کو برتر ہے خدا اون نسبتون اور صفات
جن کو ظلم کرنیوالے اوسکی طرف منسوب کرتے ہین بہت برتر ہونا انتہی اور شیعہ بھی اس کلام شریف کے مطابق خدا تعالےٰ سے جہت کی نفی کرنیکے قایل
ہین چنانچہ علامہ قوشجی نے محقق طوسی کی تجرید کی شرح مین کہا ہے اور وجوب وجود دلالت کرتا ہے جہت کی نفی پر اس لئے کہ جو چیز جہت مین ہے
جسم ہوتی ہے یا جسمانی اور یہہ دونون ممکن ہین بلکہ نوپیدا ہین اس لئے کہ جسمونکا نوپیدا ہونا ہم بیان کر چکے ہین انتہی اور نہج المسترشدین فی اصول الدین
مین جو کہ شیعون کی کتاب ہے لکہا ہے کہ اللہ تعالیٰ جہت مین نہین ہے انتہی جیسا کہ تنبیہہ مین ہے پس اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ مصنف اپنا مذہب ثابت کرنیکے
واسطے جو کہ درحقیقت وہابیہ نجدیہ کا مذہب ہے بڑے بڑے بزرگان دین کی کلام مین تصرفات کرتا ہے اور اوپر تہمت لگاتا ہے اون قائلون کی کہ مصنف وہ بزرگ ہین چنانچہ انکی برابر

به علماء اهل السنة والشيعة كلهم في كتب عقائدهم فالعجب من المصنف انه يدعي
حب اهل البيت واحياء علومهم ونصرة اهل السنة في مقابلة الشيعة ويأتي في كتبه
بعجائب لا يرضى بها احد منهم منها ما قال في حاشية صفحة (٣٢) لا يخفى ما في هذا وما
مضى من اخلاص خواص اهل السنة المودة على اختصاص العقيدة من دون تقية
شقية في هؤلاء الائمة التقية النقية منها انتهى اودع في صنعة هذه العبارة ان التقية
قسمان شقية ونقية فالاول مذهب الامامية والثاني مذهب خواص اهل السنة الذين
سلك المصنف مسلكهم وهم النجدية لا عوامهم اهل سنة من مقلدي الائمة الاربعة
ونقول في جوابه ان اهل السنة والامامية كلهم يجوزون التقية في القول والفعل جميعا وهي كلها
عندهم شقية وحرام وتقسيمها الى قسميها المذكورين انما هو مختار المصنف وائمته الذين
هم النجدية كما قال صاحب الملل والنحل وكان نجدة بن عامر ونافع بن ازرق قد اجتمعا
مع الخوارج على ابن زبير ثم تفرقا عنه فاختلف نافع ونجدة فصار نافع الى البصرة ونجدة
الى اليمامة وكان سبب اختلافهما ان نافعا قال التقية لا تحل والقعود عن القتال كفر
واحتج بقول الله تعالى يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ وبقوله تعالى
اذا فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ وخالفه نجدة وقال التقية جائزة واحتج
بقوله تعالى وَقَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ وقال القعود جائز
والجهاد اذا امكنه افضل وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا وقال
نافع هذا في اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم حين كانوا مقهورين واما في غيرهم
مع الامكان فالقعود كفر لقوله تعالى وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وقالوا
اي الامامية والخوارج بحرمة التقية في القول والفعل واحتجوا بان التقية كتمان امر

وشیعہ کے علما نے اپنی کتابون مین شہادت دی ہے پس مصنف سے تعجب ہے کہ وہ حب اہل بیت اور ان کے علوم کے زندہ کرنے اور شیعہ کے مقابلہ مین سنیون کی تائید کرنے کا دعوے کرتا ہے اور اپنی کتاب مین ایسے عجائب امور لاتا ہے کہ جنسے نہ سنی راضی ہین نہ شیعہ اونہین مقامات سے وہ ہے کہ جو صفحہ ۲۴ کے حاشیہ مین لکھا ہے کہ دپوشیدہ نہین ہے جو کہ اس مقام مین ہے اور اس کے پہلے گذشتہ مقام مین یعنے مخلص ہونا اہل سنت مودت کے خواص کا عقیدہ کی خصوصیت پر بدون تقیہ شنیعہ کے ان امامون کے باب مین کہ جو تقیہ و نقیہ والے ہین انتہی اس عبارت کی بناوشت مین یہ بات رکھی ہے کہ تقیہ دو قسم پر ہے ایک شنیعہ دوسرا نقیہ پس قسم اول امامیہ کا مذہب ہے اور قسم ثانی خواص اہل سنت کا مذہب ہے جن کے مذہب پر مصنف چلا ہے اور وہ نجدیہ ہین نہ عوام اہل سنت کا جو ائمہ اربعہ کے مقلد ہین ہم اس کے جواب مین کہتے ہین کہ اہل سنت وامامیہ تمام تقیہ کو چاہے قول مین ہو یا فعل حرام جانتے ہین اور نقیہ مطلقا ان کے نزدیک شنیعہ و حرام ہے اور تقیہ کی تقسیم کہ بناء دو قسمون مذکورہ کی مصنف اور اوس کے امامون ہی کے مذہب مین مختار ہے جو نجدیہ ہین جیسا کہ صاحب ملل ونحل نے کہا ہے اور نجدۃ بن عامر اور نافع بن ازرق خارجیون کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی مخالفت پر جمع ہوئی تھے پھر متفرق ہوگئے اور اوس سے اور مختلف مقام مین چلے گئے پس نافع بصرہ مین چلا گیا اور نجدۃ یمامہ مین اور اون کے اختلاف کا سبب یہ ہوا کہ نافع نے کہا تقیہ حلال نہین ہے اور جنگ سے بیٹھ رہنا کفر ہے اور وہ حجت لایا اللہ تعالے کے اس قول سے (قتال کرتے ہین اللہ کی راہ مین اور ملامت کرنے کی ملامت سے باک نہین رکھتے) اور اس قول سے ناگاہ ایک گروہ اون مین کا ڈرتا ہے لوگون سے خدا سے ڈرنیکی طرح اور مخالف ہوا اس قول کا نجدۃ اور اللہ تعالی کے کلام سے حجت لایا (اور کہا ایک ایماندار مرد نے آل فرعون مین سے جو کہ اپنے ایمان کو چھپاتا تھا) اور کہا لڑائی سے بیٹھ رہنا جائز ہے اور جہاد جبکہ ہو سکے افضل ہے اور فضیلت دی خدا نے جہاد کرنیوالون کو بیٹھ رہنے والون پر بہت بڑا اجر اور نافع نے کہا یہ کلام اصحاب نبی صلعم کے باب مین وارد ہے جبکہ وہ مغلوب تھے اور لیکن اون کے غیر مین باوجود امکان جنگ کے پس بیٹھ رہنا کفر ہے بسبب قول خدا تعالے کے (اور بیٹھ رہے وہ لوگ کہ جنہون نے اللہ اور اوس کے رسول سے جھوٹ کہا) اور اباضیہ خوارج نے کہا کہ تقیہ قول و فعل مین حرام ہے اور اس پر حجت لائے باین طور کہ تقیہ ایمان کو چھپانا ہے

واظهار خلافه دفعاً للضرر فهو نفاق والنفاق حرام فالتقية كذلك وبانها لو جازت
لجاز على الانبياء اظهار كلمة الكفر تقيةً ولو جاز على الانبياء لعدم الدين بالكلية
لاسيما في اوائل الاوقات لابتداء الدعوة لكثرة العدو والمنكر حينئذٍ وذلك
باطل انتهى وايضاً روى محمد بن يعقوب الكليني في الكافي عن عبد الله بن المنكدر
قال لا ينبغي للمؤمن ان يجلس مجلساً يعصى الله فيه فلا يقدر انتهى فما رامه المصنف
في هذا القول من نسبة التقية الشقية الى الامامية على طور التعريض بمخالفيهم
وما ارتضاه لخواص اهل السنة من عزاء التقية الشقية اليهم كناية يعرفها العاقلون
فان اراد بهم النجدية فهو صحيح لكنهم ليسوا من اهل السنة فضلاً ان يكون من خواصهم
وان اراد بهم اكابر اهل السنة فهو افتراء عليهم حاشاهم عن ذلك فافهم ولا تغفل
ومنها انه نقل المذهب المردود لتيمية وشيخ النجدية بن تيمية من رسالة النزول
وفتاوى الحموية في تشبيه الصفات لله تعالى واثبات الجهة له قال في صفحه (٠) بعبارة
طويلة ما حاصله انه هو لما نور عن السلف وائمتهم وفي صفحه (٠٠) والاخبار والآثار
في الباب اهل البيت النبوة والاصحاب لا تعد ولا تحصى والكتب الالهية السابقة
مملوة من اثبات الجهة الفائقة وكذا كلام الانبياء المتقدمين وادعيتهم يوجد بعضها
الى الآن في التوراة والانجيل وصحائف انبياء بني اسرائيل ويوجد الفاظها متفرقة
في مواضع شتى وكثير منها لا يوجد الآن في هذه الكتب الموجودة انتهى وهكذا
ايد بيانه ومشيد اركانه وبسط كل البسط بسرد الادلة ونقل الاقوال للائمة
وتطبيق كلام السلف والخلف عليها بالتصرفات الواهية حتى سود سطوراً من كتب
هذه بيانات فاسدة واستدلالات كاسدة يمجها الطبع السليم ويستخفها الفهم

اور اوسکے خلاف کو ظاہر کرنا دفع ضرر کے لئے اور یہہ نفاق ہے اور نفاق حرام ہے پس
اور بایں طور کہ اگر تقیہ جائز ہوتا البتہ انبیاء کو کلمۂ کفر کہنا بطور تقیہ کے جائز ہوتا اور انبیاء کو کلمۂ کفر
کہنا اگر جائز ہوتا تو دین بالکل معدوم ہوجاتا خاص کر شروع دعوت اسلام کے ابتدائی اوقات مین
دشمنون اور منکرون کے زیادہ ہونے کے سبب سے اسوقت مین اور یہہ امر باطل ہے انتہی اور
نیز محمد بن یعقوب کلینی نے کافی مین عبد اللہ بن منکدر سے روایت کی ہے کہ انہون نے
کہا مومن کو لایق نہین ہے کہ ایسی مجلس مین بیٹھے کہ جس مین خدا کی نافرمانی کیجاوے
اور اسکو دفع کی قدرت نہو انتہی پس مصنف نے اس قول سے جو تقیہ شقشقیہ کی نسبت بطور
تعریض کے امامیہ کی طرف قصد کی ہے اون کے مذہب کے خلاف ہے اور تقیہ تقیہ کو
منسوب کرنا خواص اہل سنت کے طرف جو پسند کیا ہے بطور کنایہ کے کہ جس کو عقلا سمجھتے ہین
پس خواص اہل سنت سے نجدیہ کو ارادہ کیا ہے تو یہہ نسبت کرنا صحیح ہے لیکن نجدیہ اہل سنت ہی کا
نہین ہین چہ جائیکہ اہل سنت کے خواص مین سے ہون اور اگر اہل سنت کو ارادہ کیا ہے تو یہہ اون پر
افترا پردازی ہے وہ اس سے بری ہین ای ناظر کتاب تو اس کو سمجھ لے اور غافل نہو اور ان مواضع مین
سے یہہ ہے کہ مصنف نے اپنی اور نجدیہ کے شیخ ابن تیمیہ کا مردود مذہب نقل کیا ہے رسالہ نزول و فتاوی حمویہ
خدائے تعالی کی صفات مین تشبیہ اور اوس کیلئے اثبات جہت کے باب مین اور صفحہ (..) مین ایک طول طویل عبارت
کہا ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ یہی مذہب سلف صالحین اور اونکے اماموں سے منقول ہے اور اتباع و اخبار و آثار اہل بیت نبوت اصحاب کے ساتھ بھی اسی مین
اور پہلی کتب الہیہ سے فوقیت کی اثبات سے بالا مالا ہین اور اسیطرح انبیاء سابقین کا کلام اور اونکی دعائین کہ بعض اونمین سے ابتک تورات و انجیل و صحائف انبیائے بنی اسرائیل مین موجود ہین
اور اونکی الفاظ متفرق طور سے مختلف مقامات مین پائی جاتی ہین اور بہت سی مفقود ہوگئی ہین ان کتب موجودہ مین انتہی اور اسیطرح پر اوس بیان کو قوت دی اور اوسکے
ارکان کو محکم بنایا اور پھیلایا اور کھڑا کیا اوس کو پھیلایا دلائل سے بیان کرنے اور اماموں کے اقوال نقل کرنے اور علمائے سلف و خلف کے کلام سے
کرنیکے ساتھ واہی تصرفات کرکے یہان تک کہ ایک بڑا حصہ اپنی اوس کتاب کا سیاہ کردیا تاویلات فاسدہ اور توہمات کاسدہ کہ جن کو طبع سلیم رد کرتی ہو اور فہم

المستقيم فنقول بتوفيق الله تعالى وعونه ان المصنف في هذا الباب اقتدى بمذهب ابن تيمية
وهو مبني على اصلين احدهما التلفيق بين مذهب المتكلمين ومذهب المشبهة
كما هو دأب الوهابية خذلهم الله تعالى وثانيهما تجويز ترجمة الصفات المتشابهة
بلغة اخرى وهو ايضا مخالف لقول السلف صريحا ويتضح ذلك من التنبيه للعلامة
المفتي محمد سعيد وعبارته هذا قال ابن تيمية في الحموية وجماع الامر ان الاقسام
الممكنة في آيات الصفات واحاديثها ستة اقسام كل قسم عليه طائفة من اهل القبلة
قسمان يقولون على ظواهرها ويقولون على ظواهرها وقسمان يسكتون اما الاولون فقسمان
احدهما من يجريها على ظاهرها ويجعل ظاهرها من جنس صفات المخلوقات فهؤلاء
المشبهة ومذهبهم باطل انكره السلف واليه توجه الرد بالحق والثاني من يجريها على
ظاهرها اللائق بجلال الله انتهى اقول فاجراءهما على الظاهر ثم انصرافه باللائق بالجلال
جمع بين مذهب المجسمة والمتكلمين فان المجسمة حملتها على الظاهر والمتكلمين اعتقدوا
لها معنى لائقا بجلال الله من غير تعيين وارادة الظاهر تعيين للمعنى المراد ووصفه
باللائق بالجلال غير تعيين له انتهى فالذي اختاره ابن تيمية لمذهبه في الصفات كلام
متعارض ومتناقض وتلفيق وجمع بين المذهبين وفيه ايضا فما قاله ابن تيمية في الحموية
الاستواء معلوم يعلم معناه وتفسيره ويترجم بلغة اخرين واما كيفية ذلك الاستواء
فهو التاويل الذي لا يعلمه الا الله مخالف لقول السلف صريحا فان الاستواء وان كان
معناه معلوما في اللغة لا يجوز لانه لفظ مشترك بين معان متعددة وكثير تعيين المراد
منه متوقف ومفوض الى الله ولهذا لا يجوز تفسيره ولا يترجم انتهى فما ترجم المصنف
من الصفات بالهندية هكذا صفحه (۱۴۹) اور اللہ کا چہرہ ہی ہے ہر شئے ہلاک ہوگی بجز اس کے

درست خفیف سمجھتی ہے پس ہم کہتے ہین اللہ کی توفیق اور اوسکی مدد سے کہ مصنف تنبیہ نے اتباع ابن تیمیہ کے مذہب کی پیروی کی ہے اور یہہ مذہب ابن تیمیہ
دو اصل پر مبنی ہی ایک اون مین سے ملا دینا اور جمع کردینا ہے مذہب متکلمین و مذہب مشبہہ کو جیسا کہ وہابیون کا خاصہ ہی خدا اونکو خوار کرے
اور دوسری اصل صفات متشابہہ کا ترجمہ دوسری زبان مین کرنیکو جائز کردینا ہے اور یہہ ہی علمائے سلف کے قول سے صریح مخالف ہے اور یہہ امر مفتی
محمد سعید علامہ کی تنبیہہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوسکی عبارت یہہ ہے (ابن تیمیہ نے حمویہ مین کہا ہے) اور خلاصہ اس امر کا یہہ ہے کہ آیات
واحادیث صفات متشابہہ مین جس قدر احتمالات ممکن ہین چہہ قسم پر ہین اور اون مین سے ہر ایک قسم اہل قبلہ کے گروہ کا مذہب ہے دو گروہ
اون کے ظاہری معنے کے قایل ہین اور دو گروہ اون کے خلاف ظاہر کے قائل ہین اور دو گروہ اون مین سکوت کرتے ہین لیکن پہلے دو گروہ
دو قسم پر ہین ایک گروہ اون مین کا وہ ہی کہ ظاہری معنے پر اونکو جاری کرتا ہے اور اس ظاہری معنی کو صفات مخلوقات کی جنس سے قرار دیتا ہے
پس یہہ گروہ تو مشبہہ ہین اور اون کا مذہب باطل ہی کہ علمائے سلف نے اس کا انکار کیا ہی اور اسی مذہب پر اہل حق کا رد وارد ہوتا ہے اور دوسرا
گروہ وہ ہی کہ اونکو ظاہر معنی پر جاری تو کرتا ہی پر اوس ظاہری معنی کو جلال الٰہی کے لایق ارادہ کرتا ہی انتہی فائدہ یہی اخیر گروہ ابن تیمیہ کا
ہی جو ہم ہی مشبہہ و متکلمین کے دونون مذہبون کو خلط ملط کردیا ہی جس کو مفتی صاحب اس طرح پر رد کرتے ہین (مین کہتا ہون پس اونکو جاری کرنا
اون کے ظاہری معنی کو پہر اوس کو معنی موصوف کرنا لائق جلال الٰہی کے ساتہہ جمع کردینا ہے مجسمہ و متکلمین کے مذہبون کو اس لئے کہ مجسمہ نے
اون کو ظاہر پر حمل کیا ہے اور متکلمین نے اون کے ایسے ارادہ کئے ہین جو جلال الٰہی کے لایق ہون بدون تعیین کرنے کسی خاص معنی کے
اور ظاہر معنی کو ارادہ کرنا معنی مرادی کو معین کردینا ہے اور اوس ظاہر کو لایق بجلال الٰہی کے موصوف کرنا یعنی مراد کو غیر متعین کرنا ہے
تمام ہوا کلام مفتی صاحب کا) پس جس مذہب کو ابن تیمیہ نے نفی صفات مین اختیار کیا ہے وہ ایک متعارض و متناقض قول ہی اور خلط کردینا ہی
دو مذہب مذکور کو اور نیز تنبیہہ مین مذکور ہی دلیل یہہ جو حمویہ مین ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ استوا معلوم ہی اوسکی معنی اور اوسکی تفسیر جانی جاتی ہین)
اور دوسری زبان مین ترجمہ کئے جاتی ہین اور لیکن استوا کی کیفیت پس وہ ہی اوس کی تاویل ہے کہ جسکو بجز خدا کے کوئی نہین جانتا ہی یہہ قول علمائے سلف کے قول
سے صریح مخالف ہی اس لئے کہ استوی کی معنی لغوی اگرچہ معلوم ہین کہ وہ ایک لفظ مشترک ہی چند معانی مین لیکن جو معنی کہ اوس سے مراد لئے گئے ہین
اون مین توقف کیا گیا ہے اور وہ اللہ کی مشیت مین سونپے گئے ہین اور اسی وجہ سے نہ اوسکی تفسیر درست ہے اور نہ اوس کا ترجمہ
کیا جاتا ہے انتہی پس جو مصنف نے صفات متشابہہ کا ترجمہ کیا ہی سندھی زبان مین صفحہ ۲۹۰ مین اس طرح (اور اسکی چہرہ بہی ہی ہر شئے ہالک ہوگی بجز اوس کے

چھپ سکے۔ اسے محمد نثر نے رب صاحب کرامت کا چہرہ باقی رہیگا صفحہ (۱۵۱) اور اللہ آسمان دنیا پر اوترتا
اور اوسکا نانہیں ہی اور اللہ کیلئے اونگلی بھی ہے کوئی دل نہیں مگر وہ اللہ عزوجل کے انگلیوں میں سے دو انگلیونکے
اندر ہے بلند ہے اونچا ہے عرش پر اپنی مخلوق سے جدا ہے صفحہ (۱۵۳) ساتوین آسمان پر اپنے عرش کے اوپر اپنی مخلوق سے
جدا ہے اور اوسکا علم و قدرت ہر مکان میں ہے اللہ تعالے عرش پر ہی اور کرسی اوسکے دونوں پیرون کی جگہ ہے صفحہ ۱۵۵
اللہ عزوجل اپنے عرش پر بیٹھا ہے صفحہ (۱۵۶) اور ہم کل مسلمانونکو دعا کیوقت آسمانکی طرف ہاتھ اوٹھاتے ہوئے دیکھتے ہیں اسلئے
اللہ عزوجل عرش پر بیٹھا ہی جو آسمان کے اوپر ہی اگر وہ عرش پر نہوتا تو عرش کے طرف مسلمان اپنے ہاتھ نہ اٹھاتے وعلی ہذا القیاس فی موضع آخر

فنقول له فی جوابه ما تقول فیما ورد من ذکر العیون بصیغة الجمع وذکر الجنب وذکر الساق الواحد وذکر الایدی فان اخذت بظاهرها یلزمك اثبات شخص له وجه واحد علیه عیون کثیرة وله جنب واحد وعلیه اید کثیرة وله ساق واحد فای شخص یکون فی الدنیا ابشع من هذا وان تصرفت فیه بجمع وتفریق بالتاویل ففیه اما اولا فهو خلاف مذهبك واما ثانیا فلم یذکره الله ورسوله وسلف الامة قال العلامة الحلبی قادحا علی ابن تیمیه فیما زعم فلیت شعری هل هذا فی کلام الله تعالی علی هذه الصورة التی نقلها عن کتاب ربه وسنة نبیه صلی الله علیه وسلم وهل فی کتب الله تعالی کلمة مما قال حتی یقول ان فیه نصا والنص هو الذی لا یحتمل التاویل البتة وهذا مراده فانه جعله غیر الظاهر یعطفه له علیه وای آیة فی کتاب الله تعالی نص بهذا الاعتبار انتهی قال المحقق الدوانی فی شرح العضدیة ولابن تیمیة واصحابه میل عظیم الی اثبات الجهة ومبالغة فی القدح فی نفیها وقد صرح بکون الفوق جهة لله تعالی حقیقة من غیر تجوز انتهی فقد علم مما سبق ان عقیدة الجهة باطل واهل السنة والشیعة وائمتهم کلهم علی خلافها وقد قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اتبعوا السواد الاعظم فمن شذ شذ فی النار وایضا من

چہرہ کے - اسے محمد بنی سے صاحب کرامت کا چہرہ باقی رہیگا صفحہ (۱۵۱) اللہ آسمان دنیا پر اوترتا ہے اور اللہ کا ناہین ہی اور اللہ کیلئے بھی
بھی ہے کوئی دل نہین مگر وہ اللہ عزوجل کی انگلیون مین سے دو انگلیون کے اندر ہے بلند ہے اونچا ہے عرش پر اپنی مخلوق سے جدا ہے
صفحہ (۱۵۲) ساتوین آسمان پر اپنے عرش کے اوپر اپنی مخلوق سے جدا ہی اور اس کا علم وقدرت ہر مکان مین ہے اللہ تعالی عرش پر ہے اور
کرسی اوسکے دونون پیرون کی جگہ ہے صفحہ (۱۵۵) اللہ عزوجل اپنے عرش پر بیٹھا ہے صفحہ (۱۵۶) اور ہم کل مسلمانون کو دعا کیوقت
آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھاتے ہوئے دیکھتے ہین اس لئے کہ اللہ عزوجل اپنے عرش پر بیٹھا ہے جو آسمانون کے اوپر ہے اگر وہ عرش پر نہوتا
تو عرش کیطرف مسلمان اپنے ہاتھ نہ اوٹھاتے اور اسیطرح سے اور مقامات مین ترجمہ کیا ہے پس ہم اوس کے جواب مین کہتے ہین کیا کہوگا
تو اون حدیثون مین کہ جنمین چند آنکھونکا ذکر ہے جمع کے صیغہ کے ساتھ اور ایک پہلو اور ایک پنڈلی اور چند ہاتھون کا ذکر ہی پس اگر ظاہر
معنی پر تو نے عمل کیا تو لازم آئیگا تجھپر ثابت کرنا ایسے شخص کا کہ جس کا ایک چہرہ ہے اور اوس پر بہت آنکھین ہین اور اوسکے ایک پہلو ہی اور اوسکے
بہت ہاتھ ہین اور اوسکی ایک پنڈلی ہی پس کون شخص دنیا مین اس سے زیادہ بدصورت ہوگا اور اگر تو نے جمع وتفریق کے ساتھ تاویل کرکے اون مین
تصرف کیا پس اسمین پہلا اعتراض یہہ ہی کہ تاویل تیرے مذہب مذکور کے مخالف ہی اور دوسرا اعتراض یہہ ہے تیری اس تاویل کو نہ خدا نے
ذکر کیا ہی نہ اوس کے رسول نے اور نہ امت کے سلف صالحین نے علامہ حلبی نے فرمایا ہے پس کاش مین جانتا کہ آیا یہہ کلام اللہ مین وارد ہوا ہے
جس طرح پر کہ ابن تیمیہ نے نقل کیا ہی اپنے رب کی کتاب سے اور اوس کے نبی کی حدیث مین ہی اور کیا کلام اللہ مین اوس کے قول کا ایک کلمہ وارد ہوا ہے
جسکی وجہ سے یہہ کہتا ہی کہ اسمین نص وارد ہی اور نص تو وہی کلام ہے کہ جو قطعاً تاویل کا احتمال نہ رکھے اور یہی ابن تیمیہ کی مراد ہی اس لئے کہ
اوسنے تاویل کو غیر ظاہر قرار دیا ہے تاویل کا عطف ظاہر پر کرکے اور کلام اللہ مین اس لحاظ سے کونسی آیت اس بات مین اور اوسکی نفی پر قدح
کرنے مین مبالغہ اور صاف طور سے بیان کر دیا ہی خدا تعالی کیلئے حقیقتاً جہت فوق ہونیکو بلا ارادہ مجاز کے انتہی مری ہی رغبت ہی خدا تعالی
کے لئے جہت کے اثبات مین اور اوس کے نفی پر قدح کرنے مین مبالغہ اور اس نے صاف طور سے بیان کر دیا ہے
خدائے تعالے کے لئے حقیقتاً جہت فوق ہونے کو بلا ارادہ مجاز کے انتہی اور بیان سابق سے معلوم ہوچکا کہ
عقیدہ اثبات جہت کا باطل ہے اور سنی وشیعہ اور اون کے کل ائمہ اوس کے خلاف پر ہین اور رسول اللہ صلعم
نے فرمایا ہے کہ تم بڑے گروہ کی اتباع کرو کہ جو اون سے جدا ہوا دوزخ کی آگ مین جا پڑا اور نیز فرمایا ہے جو شخص

فارق الجماعة فاقتلوه فيجب على الموجودين في زماننا من الطائفتين ان لا يقبلوا ما اتى
به المؤلف في هذا الكتاب اتباعاً لشيخه ابن تيمية ونشراً لمذهبه في الامة بل يردوه وينكروه
كل الانكار ولا يحسبوه من اخوانهم الاخيار واعوانهم والانصار فانه من انصار اهل البدعة
الذين مضوا قبله على هذه العقيدة ولو لم يكن من اجالهم الا نسج على منوالهم والا لطبق
قوله باقوالهم وهم المشابهة اعني الهشاميين هشام بن الحكم صاحب المقالة في التشبيه
وهشام بن سالم الجواليقي الذي نسج على منواله في التشبيه وكان هشام بن الحكم من متكلمي
الشيعة وجرت بينه وبين ابي الهذيل مناظرات في علم الكلام منها في التشبيه حكى ابن الراوندي
عن هشام بن الحكم انه قال ان بين معبوده وبين الاجسام تشابها ما بوجه من الوجوه ولو
لا ذلك لا دلت عليه وحكى الكعبي عنه انه قال هو جسم ذو ابعاض له قدر من الاقدار
ولكن لا يشبه شيئاً من المخلوقات ولا يشبهه شيء ونقل عنه انه قال هو سبعة اشبار
بشبر نفسه وانه في مكان مخصوص وجهة مخصوصة وانه يتحرك وحركته فعله وليست من
مكان الى مكان وقال هو متناهٍ بالذات غير متناهٍ بالقدرة وحكى عنه ابو عيسى الوراق
انه قال ان الله تعالى مماس لعرشه لا يفضل منه شيء وقال هشام بن سالم انه تعالى
على صورة انسان اعلاه مجوف واسفله مصمت وهو نور اسود لكنه ليس بلحم ولا دم و
هذا هشام بن الحكم صاحب غور في الاصول لا يجوز ان يغفل عن الزاماته على المعتزلة
فان هذا الرجل وراء ما يلزمه على الخصم ودون ما يظهره من التشبيه وذلك
انه لزم العلاف فقال انك تقول الباري تعالى عالم بعلم وعلمه ذاته فيشارك المحدثات
في انه عالم بعلم ويباينها في انه علمه ذاته فيكون عالما لا كالعالمين فلم لا تقول هو جسم
لا كالاجسام وصورة لا كالصور وله قدر لا كالاقدار الى غير ذلك ومحمد بن نعمان الملقب

جماعت نے ایسی اس کو قتل کردو پس آخر زمانے کے موجودین سنی و شیعہ پر واجب ہے کہ جو کچھ مصنف اس کتاب میں لایا ہی باتباع اپنی شیخ
ابن تیمیہ کے اور ابن قیم جو متعین اوس کا مذہب پہلا ہی کی غرض سے اوسکو قبول نکریں بلکہ اوسکو رد کریں اور پوری طرح سے اوسکا انکار
کریں اور مصنف کو اپنی نیک بیانوں میں شامل نکریں اور نہ اپنا خواں و انصار جانیں اسلیے کہ مصنف اون بد عقیدوں کے انصار میں ہے جو اوس
پہلی اس عقیدہ پر گذری ہیں اور اگر یہ اون کا تابع نہوتا تو اون کے طریقہ پر اپنی کتاب نہ لکھتا اور اپنا قول اون کے اقوال سے
مطابق نکرتا اور بعضی لوگ کہ شامی ہیں دو ہشام کے پیرو ایک ہشام بن حکم جس نے تشبیہ میں ایک کتاب لکھی ہی اور دوسرا
ہشام بن سالم جوالیقی جو پہلی ہشام کے طریقہ پر چلا ہی تشبیہ کیا ہے اور ہشام بن حکم متکلمین شیعہ سے تھا اور اوسمیں ابو الہذیل میں بہت
مناظرے ہوئے ہیں علم کلام میں ان میں مناظروں میں ایک مناظرہ تشبیہ میں ہوا ہے ابن راوندی نے ہشام بن حکم سے حکایت کی ہی کہ اوس نے بیان
بیان کیا ہی کہ اوس کے معبود اور اجسام میں ایک قسم کی مشابہت ہے اور اگر وہ مشابہت نہوتی تو اجسام او سپر دلالت کرتے اور کعبی نے اوس سے روایت
کی ہی کہ اوس نے کہا ہی کہ معبود ایک جسم ہی کہ جس کے اجزا ہیں اور اوسکی ایک مقدار ہی مقادیر میں ولیکن وہ مخلوقات میں کسی کے مشابہ نہیں
اور نہ کوئی شی اوس کے مشابہ ہی اور اوس سے منقول ہی کہ اوس نے کہا ہی کہ اللہ اپنے نفس کی بالشت سے سات بالشت کا ہی اور وہ خاص جگہ میں ہی اور خاص
جہت میں اور وہ حرکت کرتا ہی اور اوسکی حرکت اوس کا فعل ہی اور اوسکی حرکت ایک جگہ سے دوسری جگہ تک نہیں ہی اور کہا ہی کہ وہ باعتبار اپنی ذات کے
محدود ہی اور باعتبار اپنی قدرت کے غیر محدود ہی اور ابو عیسیٰ وراق نے اوس سے نقل کیا ہی کہ اوس نے کہا ہی کہ اللہ تعالی اپنی عرش سے ملا ہوا ہی کہ نہ
عرش کا اوس سے چہوٹا ہوتا ہی نہیں ہی اور ہشام بن سالم نے کہا ہی کہ اللہ تعالی آدمی کی صورت پر ہے اور اوپر کا حصہ اوس کا خولدار ہی اور نیچے کا حصہ
ٹہوس ہی اور وہ سیاہ نور ہی لیکن وہ گوشت اور خون نہیں ہی اور یہ ہشام بن حکم کہ جس نے اصول میں بڑا ایک کتاب لکھا ہی اوسکی
جو الزامات معتزلہ پر وارد کی ہیں یاد رکھنے کے لائق ہیں اسلیے کہ یہ شخص دشمنوں کو الزام دینے میں بلند پرواز ہے اور تشبیہ کے
پیچ گیا ہوا ہی اور اوسکا بیان یہ ہی کہ اوس نے علاف کو الزام دیا کہ تو کہتا ہی کہ خدا تعالی عالم ہی ساتھ صفت علم کی اور اوسکا علم عین ذات ہی پس لازم آیا
چیزوں کی وہ شریک ہو گیا اس صفت میں کہ وہ عالم ہے ساتھ صفت علم کے اور اون کے مخالف ہوا اس امر میں کہ اوس کا
علم اوس کی ذات کا عین ہی پس وہ عالم ہوگا نہ مثل اور عالموں کے پس تو کیوں نہیں کہتا ہے کہ وہ جسم ہے نہ مثل اجسام کے اور صورت
ہے نہ مثل اور صورتوں کے اور اوس کو مقدار ہی نہ مثل اور مقادیر کے اسی طرح پر ہیں اور صفات اوس کے اور محمد بن نعمان جس کا لقب

شيطان الطاق والشيعة تقول هو مؤمن الطاق وافق هشام بن الحكم في ان الله تعالى
نور على صورة انسان ويأبى ان يكون جسما لكنه قال قد ورد في الخبر ان الله خلق ادم
على صورته وعلى صورة الرحمن فلا بد من تصديق الخبر ويحكى عن مقاتل بن سليمان
مثل مقالته في الصورة وكذا يحكى عن داود الجواربي ونعيم بن حماد المصري وغيرهما
من اصحاب الحديث انه تعالى ذو صورة واعضاء ويحكى عن داود الجواربي انه قال
اعفوني عن الفرج واللحية واسألوني عما وراء ذلك فان في الاخبار ما يثبت
ذلك ويونس بن عبد الرحمن القمي مولى آل يقطين زعم ان الملائكة تحمل العرش والعرش
يحمل الرب تعالى اذ قد ورد في الخبر ان الملائكة تئط احيانا من وطأة عظمة الله تعالى
على العرش كذا في الملل للشهرستاني ومنهم محمد بن كرام السجستاني شيخ الكرامية سقط
من الحديث على بدعته قال ابن حبان خذل حتى التقط من المذاهب ارداها ومن الاحاديث
اوهاها وايضا قال جعل محمد بن كرام الايمان قولا بلا معرفة وقال ابن كرام الايمان قول
باللسان ومن اعتقد الكفر بقلبه فهو مؤمن ومن بدع الكرامية قولهم في المعبود تعالى
انه جسم لا كالاجسام وقد سقت اخبار ابن كرام في تاريخي الكبير وله اتباع ومريدون
وقد سجن بنيسابور لاجل بدعته ثمانية اعوام ثم اخرج وسار الى بيت المقدس ومات
بالشام في سنة خمس وخمسين ومائتين وعكف اصحابه على قبره مدة كذا في الميزان
الاعتدال للذهبي قال المفتي محمد سعيد في التنبيه في صفحه (٢٠٣) هذه اقوال المحدثين
سيما قول الامام الطحاوي والبيهقي من اهل الرواية والدراية والمحققين من الفقهاء
والمحدثين والمتكلمين والصوفية وغيرهم اول دليل على انه تعالى منزه عن الجهة باتفاق
اهل السنة وخالفت في ذلك المشبهة فخصصوه بجهة الفوق اتفاقا ثم اختلفوا

تصانیف منقولہ مین منتشر ہو گئے ہین اور بہت سے الفاظ اون عبارات کے ان کتب موجودہ مین اب مفقود ہین پس احتمال
ہو سکتا ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اپنی عادت مشہورہ کے مطابق اون الفاظ کو نکال ڈالا ہو جیسا کہ نصاریٰ کے مفسرین نے اسکا
اقرار کیا ہے اور یہہ بھی احتمال ہے کہ وہ عبارتین حضرت موسیٰ کی احادیث کی کتابون سے اور نیز انبیاے بنی اسرائیل کی
کتابون سے نقل کی گئی ہون انتہی پہر صفحہ (۲۰۶) مین لکہا کہ (اور دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ توراۃ و زبور و انجیل وغیرہ دنیا سے
مفقود ہو گئی ہین انتہی فقط اس فرقہ سے محققین علماے اسلام کی جماعت مراد ہے۔ پہر اس فرقہ پر اسی صفحہ کے آخر مین اسطرح
فتوے دیا ہے پس یہہ لوگ قواعد شرعیہ کے خلاف کرتے ہین اور کتب منزلہ کی شان مین ایسے کلمات بولتے ہین کہ جن سے مومنون کے
رونگٹے کہڑے ہو جاتے ہین پس اگر انکی تکفیر مین کوئی شخص احتیاط کرے اس وجہ سے کہ یہہ لوگ کتابون کی اصلیت کا اقرار کرتے ہین
اور اون کے گم ہو جانے کا اعتقاد رکہتے ہین پس اس مین تو شک نہین ہے کہ یہہ لوگ بہت بڑے بدعتی ہین جس کی وجہ
کفر کے قریب پہونچ گئے ہین ہم کہتے ہین دیکہیے خداون کی تزویر تو دیکہیے انتہی ان عبارتون سے مصنف کے چند دعوے معلوم ہوے
اول یہہ کہ کتب سابقہ ہنوز موجود ہین دوم یہہ کہ قرآن ان موجودہ کتب کو مانتا ہے سوم یہہ کہ اہل کتاب مین مفسرین و محدث
ہوتے ہین چہارم یہہ کہ جو شخص کتب سابقہ کے موجود ہونیکا انکار کرے وہ بدعتی ہے کہ کافر ہونیکے قریب ہے اور یہہ تمام دعوے باطل ہین
قوت القلوب کے مصنف نے اوسکی جلد ثانی کے صفحہ (۱۳۰) مین لکہا ہے (اور ان امور مین سے کہ جنکی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اس امت کو
باقی تمام امتون پر فضیلت بخشی ہے اور اسی امت کو اونکے ساتھہ خاص کیا ہے تین چیزین ہین ایک اس امت مین اسناد کا باقی رکہنا ہے
بالکلیہ سلف سے لیکر خلف تک کہ متصل ہے ہمارے نبی صلعم تک ہمارے علما کے سوا دوسرون مین یہہ بات نہین ہے اگلی امتون مین صرف
یہہ بات تہی کہ صحیفون کو لکہہ رکہتے تہے جب وہ پرانے و بوسیدہ ہو جاتے دوسرا صحیفہ لکہہ کر تیار کر لیتے پس یہی طریقہ علم کے نقل کا اون مین
تہا اور دوسرا امر اس امت مین قرآن شریف کو بر زبان کرلینا ہے اور اگلی امتین اپنی کتابون کو صرف ناظرہ تلاوت
کرتی تہین اور کوئی کتاب آسمانی بتمامہ کبہی حفظ نہین کی گئی ہماری کتاب یعنے قرآن کے سوا مگر
ہان جس کو خدا تعالیٰ نے حضرت عزیر پر الہام کیا تہا یعنی توراۃ بعد اس کے کہ بخت نصر نے توراۃ کے کل نسخون کو
جلا دیا تہا جبکہ اوسنے بیت المقدس کو جلا دیا تہا اور اسی سبب سے یہود کے ایک گروہ نے کہا ہے

سبطهم اليهود انه ابن الله عز وجل عن ذلك علوا كبيرا لاختصاصه به وافراده من حفظ جميع التورية
والثالث كل مومن من هذه الامة يسئل عن علم الايمان ويسمع قوله ويوخذ من
رائه وعلمه مع حدوث سنه ولم يكونوا فيما مضى يسمعون العلم الا من الاحبار
والقسيسين والرهبان لا غير من الناس ثم فما نسيه ان بتقية الاسناد خصيصة لنا
لا لغيرنا فلما لم يكن ذريعة بقاء العلم التي هي رواية الاسناد موجودة في غيرنا فكيف يظن
ببقاء العلم المنزل فيهم وايضا وقعت فيهم حوادث عظيمة في زمن بخت نصر وغيره
فهابا اغنا فهم واحرقت كتبهم واولادهم حتى صارت كانها لم تكن شيئا مذكورا فكيف
يستيقن ان هذه الموجودة في ايدي النصارى واليهود التي اثنى عليها المصنف وسماها فيها
كذا وكذا هي المنزلة من الله ويؤيده ما نقل صاحب عقائد الاسلام من علماء الاعلام
وقد صرح به الامام القرطبي في الاعلام والامام الرازي وغيره جميع علماء الاسلام
حتى صارت هذه المسئلة مما اتفقت عليه الامة لسيد الانس والجن وسياتي بيانها
في مقامها ان شاء الله تعالى فعلم ان حكم الابتداع والتفسيق على منكري الكتب الموجودة
منه ليس بصحيح ومنها ان المصنف لما راى بين عقيدة الجهة والاستقرار على العرش
تخالفه صريحا لعقيدة العينية والوحدة ذهب الى ابطال العينية وشمر ذيله لتكفير
ارباب وحدة الوجود وافترى على شيخ المعرفة واصحابه بانهم موافقون له في اثبات
الجهة وبينونة وجود الخالق عن الخلق حيث قال في صفحه (٦٣) واما قول الملاحدة
ماتنة الاماتري فانكار لوجود الحق سبحانه تعالى ملحدة لانهم يقولون العالم كله
هو الله وليس غيره شيء معه موجود في الخارج كالكلي الطبيعي وجزئياته ليس غيرها
موجود ولا شك ان قول التنية بهذه المعنى كفر صريح بل اشد كفرا اذ ليس كافر ولا مشرك

عزیر اللہ کے بیٹے ہین اور اللہ اون کے اس قول سے بہت پاک ہے یہہ زعم یہود کو اسوجہ سے ہوا کہ حفظ تورات کے ساتھ ہمہ
عزیر علیہ السلام ہی کو خاص و منفرد کیا اور تیسرا امر یہہ ہے اس امت کے مسلمان سے مسئلہ ایمان مین سوال کیا جاتا ہے اور
اسکا قول سنا جاتا ہے اور اوس کی رائے عمل کیا جاتا ہے اگرچہ وہ کم سن ہو اور اگلی امتین صرف احبار و قسیسین
و رہبانون سے علم کو دریافت کرتے تہے نہ دوسرے لوگون سے انتہی پس اس نقل سے معلوم ہوا کہ اسناد باقی رکہنا
ہمارا ہی خاصہ ہے نہ ہمارے غیر کا پہر اہل کتاب مین علم کے باقی رہنی کا اعتقاد کیونکر کیا جاوے اور نیز بخت نصر کے
زمانہ مین اور پہر بڑے بڑے حادثے برپا ہوئے ہین کہ جن مین اون کی گردنین ماری گئی اور اونکی کتابین اور اوراق
جلائے گئے یہان تک کہ گویا اون کتابون کا وجود ہی نہ تہا پہر کیونکر یقین کر لیا جاوے کہ یہہ کتابین جو یہود و نصاریٰ
کے ہاتہون مین موجود ہین اور جن کی مصنف نے تعریف کی ہے اور جہان جہان اون کے اوصاف بیان کئے ہین
وہی کتابین ہین جو خدا کے پاس سے نازل کی گئی تہین اور اسی کی تائید کرتا ہے وہ کلام جسکو عقاید الاسلام کے مصنف نے
نقل کیا ہے زبردست علماء سے اور امام قرطبی نے اعلام مین اور امام رازی وغیرہ تمام علمائے اسلام نے اسکی صراحت
کردی ہے یہان تک کہ یہہ مسئلہ حضرت سید انس و جان صلعم کی امت مین متفق علیہا ہو گیا ہے اور اس کا بیان عنقریب
اس کے مقام مین آئیگا پس معلوم ہوا کہ کتب موجودہ کے انکار کرنے والون پر بدعتی و فاسق ہونے کا فتوے دینا
صحیح نہین ہے اور اون مواقع مین سے یہہ ہے کہ مصنف نے جبکہ جہت و عرش پر ہونے مین اور وجودیہ و وحدت
صریح مخالفت دیکہی پس شیعیت کے باطل کرنیکی طرف قدم بڑہایا اور وحدت وجود کے قائلین کو کافر کہنے پر آمادہ ہوا
اور معرفت کے شیخ محی الدین ابن العربی اور اون کے اصحاب پر افترا پردازی کی کہ یہہ لوگ اثبات جہت اور وجود حق
کے مخلوق سے باین ہونے مین مصنف کے موافق تہے چنانچہ صفحہ (۴۶) مین لکہا ہے (اور لیکن ملحدون کا یہہ قول کہ
نہین ہے مگر یہہ کہ تو دیکہ رہا ہے پس یہہ انکار ہے حق تعالیٰ کے علیحدہ موجود ہونیکا اسواسطے کہ یہہ لوگ کہتے ہین
کہ عالم تمام اللہ ہی ہے اور اون کا پیدا کرنے والا کوئی شے اوس کے سوا نہ خارج مین موجود نہین ہے جس طرح کلی طبعی اور اوسکی جزئیات مین کہ غیر اونکا
موجود نہین ہے اور [illegible] کا قول کرنا [illegible] کہلا کفر ہے بلکہ بدتر ہے کفر [illegible] اسلئے کہ [illegible]

ينكر وجود الحق علينة عن تعالى عما يقول الظالمون علوا كبيرا انتهى وقال في صفحة (۲۲) وقد

اكثر الشيخ وغيره من اهل المعرفة السالفة والخالفة في تصانيفهم من ذكر مثال ظل

الانسان وعكسه في المرأة فقولهم موافق لقول علماء السلف ان الله على عرشه

بائن من خلقه فان الانسان بائن من ظله وعكسه انتهى فنقول بتوفيق الله وعونه ان

اهل الاسلام في مسئلة وجود الحق تعالى على ثلثة انحاء ايجادية وشهودية ووجودية

فالاولون ذهبوا الى غيرية وجود الحق تعالى عن وجود الخلق والنسبة بينهما عندهم

كالكلال والكوزة والشهودية وهم اصحاب الظل والعكس قالون بان وجود الحق

اصل ووجود الخلق ظله وعكسه وعلى قول هذه الطائفة لا يأتي الحمل بالمواطاة

فلا يقال همه اوست بل يقال همه از وست والوجودية ارباب العينية والوحدة يقولون

ان الوجود هو الله ولا وجود غير الله فالموجود هو الله والله هو الموجود وعندهم

يصح الحمل بالمواطاة ويقال همه اوست كما قال عارف بالله المرزا مظهر جانجانانا

في المكتوبات الثالث من مكتوباته بالفارسية بدانكه نسبت در لغت عرب عبارتست

از علاقه بين الطرفين ودر اصطلاح صوفيه مراد از علاقه ايست كه خالق جل مجده وخلق واقع ست ومتكلمين تعبير

ازان نسبت بصانعيت ومصنوعيت ميكنند چون نسبت كلال با كوزه از كتاب وسنت همين معلوم مى شود و

صوفيه اگر وجوديه اند تعبير ازان نسبت بظهور وحدت در كثرت ميكنند مثل ظهور آب در صور موج و حباب

و ميگويند كه اين كثرت اعتباري مزاحم وحدت حقيقي با مطلق نيست وحاصل اين تعبير اثبات عينيت

خلق است با حق واين معنى را بتاويلات وتمثيلات شرع ومعقول مى سازند اگر شهوديه اند نسبت

ظل با اصل چون نسبت اضواء منبسطه شمس با شمس ميفرمايند وظل اينجا بمعنى تجلى است يعني ظهور شى

در مرتبه ثانيه واين كثرت ظلي نيز مخل وحدت حقيقي شمس نمى تواند شد اين قدر فرق ست ميان اين تعبير

اللہ تعالےٰ علیحدہ وجود کا منکر نہیں ہے یہ برتر ہے خدا ان ظالمون کے قول سے بہت بڑا بہت انتہی اور فصوص صفحہ ۳۴
مین لکہا ہے اور محقق شیخ محی الدین عربی اور دوسرے پچھلے عارفون نے اپنی کتابون مین انسان کے سامنے
اور آئینہ مین اوس کے عکس کی مثال کو اکثر بیان کیا ہے پس ان بزرگون کا قول علماے سلف کے قول
موافق ہے کہ اللہ اپنے عرش پر ہے اپنی مخلوق سے جدا ہے اس لئے کہ انسان اپنے سامنے اور عکس سے جدا ہے
انتہی اب ہم اللہ کی توفیق اور اوسکی مدد سے کہتے ہین کہ تمام مسلمان وجود وغیرہ کے مسئلہ مین تین قسم پر ہین ایک اتحادیہ
وشہودیہ وجودیہ پس اتحادیہ یہ قائل ہین کہ وجود حق عین ہے وجود مخلوق کا اور غیر [illegible] ان دونون وجودون مین اوس کے
نزدیک کوزہ گر اور کوزہ کی ہے اور شہودیہ اور یہی لوگ ظل و عکس کی مثال دیتے ہین [illegible] قائل ہین کہ وجود حق اصل
ہے اور وجود مخلوق اوس کا ظل و عکس ہے اور اس گروہ کے قول پر الامر الاطلاق [illegible] کہا جائیگا کہ
سب ہی ہے بلکہ کہا جائیگا کہ سب اوس سے ہین اور وجودیہ کی جماعت اور وحدت وجود کا قول کرتے ہین اون کا قول
یہ ہے کہ وجود ایک ہی ہے اور کوئی وجود اللہ کا غیر نہیں ہے پس موجود اللہ ہی ہے اور اشیا معدوم [illegible]
مذہب پر حمل بالمراد [illegible] ہے اور کہا جاتا ہے کہ سب اشیا وہی ہین جیسا کہ عارف باللہ حضرت مرزا مظہر جان جانان
نے اپنی مکتوبات کے تیسرے مکتوب مین فارسی عبارت مین فرمایا ہے (جاننا چاہئے کہ نسبت عربی زبان مین
دو چیزون مین علاقہ سے عبارت ہے اور صوفیہ کی اصطلاح مین عبارت ہے اوس علاقہ سے کہ خالق جل مجدہ اور
اوس کی مخلوق کے درمیان واقع ہے اور علم کلام والے اوس نسبت کی تعبیر صانعیت و مصنوعیت کیا
کرتے ہین جیسے کوزہ گر کو کوزہ سے نسبت ہے اور کاتب و کتابت [illegible] یہی معلوم ہوتا ہے اور صوفیہ
اگر وجودیہ ہین اوس نسبت کی تعبیر کثرت مین وحدت کے ظاہر ہونے [illegible] کرتے ہین [illegible] کیا [illegible] صورتون [illegible]
اور کہتے ہین کہ یہ اعتباری کثرت مطلق [illegible] حقیقی [illegible]
اور اس معنی کو [illegible] مثالون سے [illegible] کرتے ہین اور اگر شہودیہ ہین اصل و ظل کی نسبت سے تعبیر کرتے ہین جیسا کہ آفتاب [illegible]
کہ [illegible] آفتاب [illegible] نسبت ہے اور ظل کی معنی [illegible] تجلی [illegible] یعنی شی کا ظاہر ہونا دوسرے مرتبہ مین [illegible]

اول و ثانی که جز سایه ظل بالحقیقت و بگوئیم از اصل او نیست همان اصل در مرتبه ثانی ظهور کرده خود را ظل وانموده است
امثال و امثال دیگر بهم نرسید از نیاتی نیست در صورت امواج و دریا هیچ نیست پس شهود و بیان این تعبیر منبعث
اثبات غیریت میکنند بطوریکه در توحید وجود حقیقی خلل نکند و بعضی را از کتاب و سنت باسانی توان استنباط
کرد انتهی فعلم ان الصوفیة وجودیة کانت او شهودیة کلهم متفقون فی مسئلة الوحدة
غیر قائلین بالمباینة کما فهمه المصنف من مثال الظل والعکس غایة ما فی الباب ان الشهودیة
منهم قائلون بالمغائرة الاعتباریة من وجه بحیث لا یخل بالوحدة الحقیقیة اصلا
واین المغائرة الاعتباریة من المباینة الحقیقیة فنسبة المباینة الحقیقیة الیهم سیما الی
شیخ المعرفة وهو امام الوجودیة عجیب جدا ولما تمهد هذا فنقول ان الشیخ محی الدین
بن عربی قدس الله سره العزیز من الوجودیة بل هو امامهم فی هذا الباب کما قال
صاحب جواهر الحقائق فی صفحه (۲۸) شیخ محی الدین بن عربی بحر حقائق است کلامات و
از مصنفات شیخ خصوصاً فصوص و فتوحات شیخ هویداست متقدمان و هر یکی در غلبات سکر سخنان
توحید و اتحاد باشارات و رموز انا الحق سبحانی گفته اند اما هیچ یکی ازین طائفه پیش از شیخ بتفصیل ان پرداخته
و وجه اتحاد را باین نهج بیان نکرده و باین علوم و اسرار زبان نگشاده است اوست که سخن معرفت و
عرفان بنیاد نهاده است و شرح و بسط داده اوست که از توحید و اتحاد و تفصیل آن سخن گفته و منشاء تعدد و
تکثر را بیان فرموده است و اوست که بیرون خانه علم ظهور سے اثبات نکرده و در یادر امجالے و مظاهر
شهود و مشاهده و رد بیت تجویز نموده است و اوست که وجود را بالکل بحق سبحانه داده و عالم موهوم
و متخیل ساخته است و اوست که عالم را عین حق دانسته است و متاخرین او از کاشفی و استفاضه نموده
از معارف شیخ خط وافر گرفته اند و بحکم عیالی داند پس شیخ بر ایشان متقدمان و محبت متاخران ست
جزاه الله سبحانه عنا جزاء الخیر و قدوه قائلان وحدت وجود ست بسیاری از فقها و علما ظاهر در وطعن کرده اند

پہلی اور دوسری تشبیہ میں اسی قدر فرق ہے کہ اگرچہ سایہ کی کوئی حقیقت اپنی اصل کے سوا نہیں ہے اوسی اصل نے دوسرے
مرتبہ میں ظاہر ہوکر اپنے سامنے کو ظاہر کیا ہے لیکن حمل ہو اطلاقات اوسکا دوسرے پر اس قول پر صحیح نہیں ہے اور موج و
دریا کی صورت میں صحیح ہے پس شہودیہ اس تشبیہ سے اس طرح کی غیریت ثابت کرتے ہیں ایسی طور پر کہ وجود حقیقی کی توحید میں
خلل انداز نہو اور اسمعنی کو کتاب و سنت سے بآسانی ثابت کرنا ممکن ہے انتہی پس اس نقل سے معلوم ہوا کہ تمام صوفیہ وجودیہ ہوں
یا شہودیہ وحدت وجود کے مسئلہ میں متفق ہیں اور مباین ہونیکے قائل نہیں ہیں جیسا کہ مصنف نے ظل و عکس کی
مثال سے سمجھ لیا ہے غایت یہ ہے کہ شہودیہ ایک قسم کی مغایرت اعتباری کے قائل ہیں اس طرح پر کہ وحدت حقیقیہ
میں اصلا خلل انداز نہیں ہے اور اعتباری مغایرت کو حقیقی مباینت سے کیا نسبت پھر مباینت حقیقی کی نسبت
کرنا صوفیہ کیطرف خصوصا معرفت کے شیخ محی الدین بن العربی کیطرف جو وجودیہ کے امام ہیں قطعا عجیب ہے
اور جبکہ یہ مقدمہ ثابت ہو چکا تو ہم کہتے ہیں کہ شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ العزیز وجودیہ میں ہیں
بلکہ وہ اصحاب میں وجودیہ کے امام ہیں چنانچہ جواہر الحقایق کے مصنف نے صفحہ (۲۸) میں لکھا ہے کہ شیخ محی الدین
بن عربی نے حقایق کو دریا میں اون کے کمالات اونکی کتابوں سے خاصکر اونکی فصوص اور فتوحات سے روشن
ہیں اون سے پہلوں نے اگرچہ سکر کے غلبہ میں توحید و اتحاد کی باتیں اناالحق و سبحانی کے رموز و اشارات میں
کہے ہیں لیکن کوئی شخص اس گروہ میں سے شیخ سے پیشتر اوس کی تفصیل میں مشغول نہیں ہوا اور اتحاد
وجود کو شیخ کے مانند بیان نہیں کیا اور ان علوم و اسرار میں زبان نہیں کہولی اوسی نے معرفت و عرفان کے مسئلہ کی
بنیاد قایم کی اور اوسکو اچھی طرح بیان بسیط کے ساتھ بیان کیا اوس نے توحید و اتحاد اور اوسکی تفصیل میں کلام کیا اور بعد کے ذکر کو اشارۃ [illegible]
اور اوسی نے خانہ علم کی بابت کسی طور کا اثبات جائز نہیں رکھا اور عیانی و ظاہر کے اسرار میں شہود و مشاہدہ و رویت کو ناجائز رکھا اور اوسی
وجود کو بالکل حق سبحانہ میں منحصر کردیا اور عالم کو محض موہوم اور خیالی قرار دیا اور اوسی نے عالم کو عین حق جانا اور [illegible]
برکات سے فیض پایا اور اوسکے معارف کا حصہ لیا اور اوس عبارت میں [illegible] پس شیخ پہلوں کے بیان اور پچھلوں کی [illegible]
اوسکو ہر طرف سے اچھا بدلا دے وحدت وجود کے قائلین کا وہ پیشوا ہے پہلے سے ملا اور [illegible]

نعم من هذا التحقيق ان ما نسب المصنف الى الشيخ من مثال الظل والعكس ليس
على التحقيق لانه تصوير لمذهب الشهودية وقول الشيخ من الوجودية فكيف يتمشى هذا
المثال على قول الوجودية ايضا نسبة الجبرية والاستقرار اليه افتراء عظيم عليه حاشاه عن
ذلك اما بيان مسئلة الجبر على وجه الاجمال بحيث ينكشف حقيقة الحال فنقول
بتوفيق الله تعالى وعونه ان حقيقة الحق سبحانه عند الوجودية هو الوجود المطلق وليست
شيئا سواه والوجود هو تلك الحقيقة فليس هو شيئا غيرها وتلك الحقيقة هي الموجود
فليست هي غير موجود اصلا والوجود هو تلك الحقيقة فلا موجود ما سواها فلذا في
مظهر القرآن حقيقة كل شيء عندهم هي الحقيقة الشخصية مع اعتبار ما من الاعتبارات
اللاحقة لها المقتضية للآثار والاحكام فيلزم سراية الحقيقة في الحقائق كلها
وهو يستلزم تحقق جميع الاعتبارات في كل حقيقة لكن الآثار اللازمة لها وهو ترتب
الآثار في كل منها لاجل كونها مقتضيات للاعتبارات ولهذا التزمهم القول
باندراج كل شيء وترتب آثار جميع الاشياء على كل شيء الا ان اصحاب الكمون
والبروز خصوا الاندراج بالاجسام والصوفية عمموا في جميع الحقائق كلها وكون
الحقائق حقيقية عند اصحاب الكمون اعتبارية عند الصوفية لكن في مظهر النور وقال
الشيخ قدس سره ان النظام اصاب في قوله بان العالم اعراض مجتمعة ولكن اخطأ في انه لم يقل
بقيام تلك الاعراض بالذات ولهذا قيومتها المرتبة حقيقية غير حقيقة الحق سبحانه
على خبر الاستقلال قالت الصوفية حقائق العالم كلها اعراض مجتمعة بعضها الى بعض
وقائمة تلك الاعراض بالذات القائمة بالذات القيومية فالذات لو فصلت حقيقة
الانسان وحللتها لم تجد فيها الا اعراضا متعلقة كالنطق والحيوة والحركة

پس اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ مصنف نے ظل و عکس کی مثال لا کر اونکی نسبت جو شیخ کی طرف کی ہے خلاف تحقیق ہے اس لیے کہ یہ مثال
شہودیہ کے مذہب کی تصویر ہے اور شیخ محی الدین ابن عربی وجودیہ میں سے ہیں پس یہ مثال اون کے مذہب پر کیونکر درست
ہوگی اور یہیں پایں ہوا اور یہ شیخ پر شیخین کا عقیدہ شیخ کی طرف منسوب کرنا شیخ پر بہت بڑی تہمت ہے شیخ اس سے بری ہیں پھر شیخ اس سے بری ہیں
لیکن عینیت کے مسئلہ کا بیان اجمالی طور پر جس سے حقیقت حال کھلجای پس ہم بیان کرتے ہیں خدا کی توفیق و مدد سے کہ حق سبحانہ
کی حقیقت وجودیہ کے مذہب میں صرف وجود مطلق ہے پس حقیقت بجز وجود مطلق اور کچھ نہیں ہے اور وجود مطلق عین
حقیقت حق ہے پس سوا حقیقت حق وجود مطلق اور کچھ نہیں ہے اور وہی حقیقت موجود ہے پس جو اوسکے
غیر موجود نہیں اور موجود وہی حقیقت ہے پس غیر حقیقت موجود نہیں ہے اسیطرح لکھا ہے مظہر نور میں اور
ہر شے کی حقیقت وجودیہ کے نزدیک وہی حقیقت حقہ ہے مع ایک اعتبار کے اور اوسکے اعتبارات ہیں جو کہ اوسکو
لازم ہیں اور آثار اور احکام خارجیہ کے مقتضی ہیں پس اس قول پر حقیقت حقہ کا سرایت کرنا تمام حقایق میں لازم
ہے اور وہ حقیقت ہر ہر حقیقت میں پائی جاتی ہے اسواسطے اپنے جملہ اعتبارات کے پائے جانیکو مستلزم ہے کیونکہ وہ
اعتبارات حقیقت حقہ کو لازم ہیں اور وہ مرتب ہوتا ہے آثار کا ہر حقیقت میں کیونکہ وہ حقایق اعتبارات کے مقتضی
ہیں اسی وجہ سے اون پر لازم ہوگیا ہے قول کرنا اندراج کل کا کل میں اور وہ مرتب ہونا آثار تمام اشیاء کا ہر ہر
پر مگر اصحاب کمون و بروز نے اندراج کو اجسام ہی کیساتھ خاص کیا ہے اور صوفیہ نے جملہ اشیاء میں اندراج کو
عام رکھا ہے ایسا ہی لکھا ہے مظہر نور میں اور شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ نظام اپنے اس
قول میں کہ عالم نام ہے اعراض مجتمعہ کا مصیب ہے لیکن وہ چوک گیا ہے اس میں کہ وہ ان اعراض کے قایم ہونے کا ایک
ذات میں کہ اونکی قایم رکھنی والی ہے قایل نہیں ہوا پس جبکہ کوئی حقیقت مستقل طور پر حقیقت حق کے سوا ثابت نہوئی صوفیہ
قایل ہوگئے کہ عالم کی حقایق سب کی سب اعراض مجتمعہ ہیں بعض اون کے بعض کے ساتھ اور اون سب کا قیام ذات حق کے ساتھ ہے
کہ جو بالذات قایم ہے اور دوسرے حقایق کو قایم رکھنے والی ہے اس لئے کہ تو اگر انسان کی حقیقت کی تفصیل کرے
اور اوسکو کھول کر دیکھے اوسمیں اعراض متعددہ کے سوا کچھ نہ پاوے گا کہ وہ نطق و حس و حرکت ہے انتہی

قال صاحب جواهر الحقائق باید دانست کہ نزد ارباب وحدۃ الوجود وجود خارجی عین وجود حق سبحانہ تعالیٰ
است بدلیل آیۃ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی وکریمہ ہو الاول والآخر والظاہر
والباطن وحدیث لو دلیتم احدکم الی الارض السابعۃ لہبط علی اللہ وحدیث واذا مرضت
فلم تعدنی الا وغیرہا من الآیات والاحادیث والاقاویل والدلائل الدالۃ علی العینیۃ
چنانچہ موج عین بحر وسیب عین جسم است ہمچنان وجود خارجی عین وجود عام بود چہ نزد وجود یہ موجود بکون خارج
بود وآثار خارجی بروئے مترتب شود در وجود محتاج بضمیمہ است یا نہ اول ممکن بود وثانی واجب واین ضمیمہ
وجود منبسط ہمہ باکل موجود است وقایم بذاتہ ومقوم لغیرہ است وبالذات متعین شود وبنوعی از آثار کہ
عند الناس معلوم اند مختص نباشد در قدیم قدیم ودر حادث حادث واورا وجود وصادر اول نیز گویند
اما صدور او مقارن حق ازلیت (وقال فی ہامشہ) صفحہ (۶۲) چہ وجود بمنزلہ کلی طبعی است بوجود
یک فرد موجود میشود وچون وجود حقیقی فردے از افراد است پس بتحقیق وجود حق در ازل این
وجود منبسط نیز از ازل متحقق خواہد شد وزمانے نیست انتہی بقدر الحاجۃ ومن شاء التفصیل
فلیرجع الیہ وقال مولانا عبد الرحمن الصوفی فی کلمۃ الحق ان التوحید اقدم رکن من
ارکان الایمان وکلمۃ التوحید لا الہ الا اللہ اول الکلمات الخمس التی بنی علیہا الاسلام
والتصدیق بحقیۃ مضمونہا واجبۃ علی کل مسلم ومسلمۃ والامۃ المرحومۃ کلہا الا واحدۃ
من الصوفیۃ الصافیۃ قدست اسرارہم زعموا ان لا مدلول للکلمۃ الطیبۃ الا انہ سبحانہ
واحد ومستحق للعبادۃ ولیس الامر کذلک لان مشرکی العرب ایضاً کانوا مصدقین بوحدتہ
سبحانہ ومقرین بان اللہ مستحق للعبادۃ ولم یقل احد للصنم انہ اللہ رب العالمین
بقولہم ما نعبدہم الا لیقربونا الی اللہ زلفی وہؤلاء شفعاؤنا عند
اللہ فلو کان مدلول الکلمۃ الطیبۃ ہو

جواہر الحقایق کے مصنف نے کہا ہے (جاننا چاہیے کہ وجودیہ کے نزدیک وجود خارجی وجود حق سبحانہ کا عین ہے بدلیل آیت (اور نہیں پھینکا تو نے جبکہ پھینکا تو نے لیکن اللہ نے پھینکا) اور بدلیل آیت (وہی اول اور آخر اور ظاہر اور باطن ہے) و بدلیل حدیث (اگر پھینکا جائے ایک تم مین کا ساتوین زمین کے طرف اللہ ہی پر جاکر منتہی ہوگا) و بدلیل حدیث (اور جبکہ مین بیمار ہوا پس تو نے میری عیادت نہ کی) اور اس کے سوا اور بہت سی آیتین و حدیثین و اقوال و دلائل ہین کہ وجود کے عین ہونے پر دلالت کرتی ہین جیسا کہ موج عین دریا ہے اور تلوار عین جسم ہے اسی طرح وجود خارجی عین وجود عام ہے اس لئے کہ وجودیہ کے نزدیک جو موجود کہ خارج مین ہے اور آثار خارجی اوس پر مترتب ہوتے ہین وجود مین ضمیمہ ملانے کا محتاج ہے یا نہین ہے اول ممکن ہے اور دوسرا واجب اور یہہ ضمیمہ ایک وجود ہے کہ تمام موجودات کے ہیکلون پر پھیلا ہوا ہی اور اپنی ذات سے قایم اور اپنے غیر کا قایم کرنے والا ہے اور بذات خود غیر متعین ہے اور خاص قسم کے آثار سے کہ جو لوگون کو معلوم ہین مخصوص نہین ہے قدیم مین قدیم ہے اور حادث مین حادث ہی اور اوسی کو وجود عام اور صادر اول بھی کہتے ہین لیکن اوس کا صدور حق ازلی کے مقارن ہے (اور اوس کے حاشیہ مین کہا ہے) اس لئے کہ وجود بمنزلہ کلی طبعی کے ہی ایک فرد کے وجود سے موجود ہوجاتا ہی اور جبکہ وجود حقیقی اوس وجود عام کا ایک فرد ہے پس وجود حق کے ازل مین ہونے سے یہ وجود منبسط بھی ازل مین پایا جائیگا اور زمانہ کی ساتھہ مقید نہین ہے

تمام ہوا کلام صاحب جواہر الحقایق کا بقدر حاجت اور جو شخص تفصیل کو چاہے اس کتاب کے طرف رجوع کرے اور مولانا عبد الرحمن صوفی نے کلمۃ الحق مین لکھا ہی (تحقیق کہ توحید ارکان ایمان کا پہلا رکن ہے اور کلمہ توحید لا الہ الا اللہ اول اون پانچ کلمات کا ہی کہ جن پر اسلام بنا کیا گیا ہے اور اس کلمہ کے مضمون کی تصدیق واجب ہے ہر مسلم و مسلمہ پر اور کل امت مرحومہ نے سوائے صوفیہ کرام کے اعتقاد کرلیا ہی کہ کلمہ طیبہ کے معنی یہی ہین کہ اللہ پاک یکتا ہے اور عبادت کا مستحق ہے حالانکہ کلمہ طیبہ کا مضمون ایسا نہین ہے اس لئے عرب کے مشرک بھی خدائے پاک کی یکتائی کے قائل تھے اور اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ اللہ ہی عبادت کا مستحق ہی اور کسی مشرک نے نہین کہا کہ بت خدا ہین پیدا کرنے والے پروردگار سارے جہان کے اون کا قول تو یہہ تہا کہ ہم بتون کو صرف خدا کی یہان نزدیکی حاصل ہونیکو اسواسطے مانتے ہین کہ بت ہماری سفارش کرنیوالے ہین خدا کی درگاہ مین پس اگر کلمہ طیبہ کا مضمون یہی

المعنى المذكور فقط لم يكن بين المشركين والمسلمين فرق ولا ريب انها نزلت لرد زعم
المشركين وجميع الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام امروا بالقائها اليهم مطلقًا وقال نبينا و
شفيعنا محمد رسول الله صلعم امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله فعلم
ان مدلول الكلمة الطيبة امر قد انكره المشركون انكارًا شديدًا او زعموا الغيرية بينه
سبحانه وبين الالهة وسائر الاشياء فنزلت في ردهم لا اله الا الله يعني كلما
توهمتموه غير الله ليس بغير الله بل عينه وسيظهر صحة هذا المعنى بالامزيد عليه
انشاء الله تعالى انتهى فقد ظهر من هذه النقول ان المصنف غلط في فهم مذهب
الصوفية ومنشائه انه لما كان منهمكا ومستغرقًا في لجج العقائد الباطلة من اثبات
الجهة والاستقرار على العرش والبينونة وغيرها لله تعالى وكان مصداقًا
للكريمة والذين في قلوبهم زيغ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة
وابتغاء تاويله وما يعلم تاويله الا الله نظر وقاس كلام العرفاء على ما ارتكز في
زعمه واشرب في قلبه وشغفه حبه فوقع فيما وقع لا محالة والعجب منه انه يدعي الصوفية
ويصف نفسه بهذا الوصف ولا يعلم ما التصوف وما التوحيد عند ارباب هذا العلم
ولو كان من مسترشدي هذه الطائفة العالية وطالبيهم ومريديهم ومصاحبيهم
لبلغ مبلغهم ودرك مسلكهم ومشربهم كما قال صاحب مظهر النور بنيان معتقد
الصوفية في هذه المسئلة بل في جميع المسائل ليس على الاقضية والدلائل بل على
العيان الصريح والكشف الصحيح وما يحصل به الكشف والعيان نور يودعه الله تعالى
في عين القلب يرى به الاشياء على ما هي عليه ويدرك به ما لا سبيل للعقل اليه وملاك
ظهور هذا النور وان كان على عناية الله تعالى التي يجتبي بها من يشاء من عباده لكنه قد يطلبه الله تعالى

معنی مذکور ہوتا تو مشرکون اور مسلمانون میں کچھ فرق نہوتا اور اس میں شک نہین کہ کلمہ طیبہ مشرکونکا عقیدہ رد
کرنے کے واسطے نازل ہوا ہے اور کل انبیا علیہم السلام مامور ہوئے ہین اس کلمہ پاک کو مطلقاً اپنی امتون میں شایع کرنیکو واسطے
اور یہانتک نبی اور شفاعت کرنیوالے محمد رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ مجھکو حکم ہوا ہے کہ مین لوگونسے جہاد کرون یہانتک
کہ وے لا الہ الا اللہ کا اقرار کرین پس معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ کا مضمون ایسا امر ہے کہ جسکا مشرکین منکر تھے اور اسکا انکار کرتے تھے
اور اونکا قصد یہ ہوتا کہ خدا سے پاک ہین اور بتون اور تمام اشیا اور دیگر چیزین پس اس عقیدہ کے رد مین نازل ہوا کہ
لا الہ الا اللہ یعنی جسکو تم نے خدا کا غیر سمجھ لیا ہے وہ خدا کا غیر نہین ہے بلکہ خدا کا عین ہے اور اس معنی کی صحت
عنقریب ظاہر ہو جاویگی اس تفصیل سے کہ جس پر زیادتی نہین ہوگی کہ اگر خدا سے جدا ہو تو [illegible] پس اون [illegible]
ظاہر ہو گیا کہ صوفیہ کا مذہب سمجھنے میں مصنف نے غلطی کی ہے اور اس غلطی کا منشا یہ ہے کہ مصنف [illegible]
گمراہون میں [illegible] ہوا اور انتہا [illegible] ایسے لوگون سے ثابت کرتا اور [illegible] اور [illegible] اونکا قول [illegible]
اور اس [illegible] کا مسلمان میں [illegible] اور اون میں [illegible] مشابہ [illegible] تلاش [illegible]
اور [illegible] انکار [illegible] لہذا مصنف نے اپنی مرکوز خاطر بیچارہ صوفی کی کلام کو بھی [illegible]
کردیا پس [illegible] کہ وہ صوفی ہونیکا دعوی کرتا ہے اور اس
[illegible] کے ساتھ اپنے کو موصوف کرتا ہے اور اوسکو یہ بھی معلوم نہین ہے کہ صوفیون کے مذہب میں [illegible]
اور اس طائفہ عالیہ کے معتقدون اور طالبون اور مریدون اور صحبت یافتہ لوگون مین ہوتا تو ضرور اونکی مبلغ کو
پہونچتا اور اونکا طریقہ معلوم کرتا جیسا کہ منظہر النور کے مصنف نے کہا ہے (صوفیہ کے اعتقاد کی بنا مسئلہ توحید میں
بلکہ تمام مسائل میں عقلی فقط اور عقلی دلائل نہین ہے بلکہ کہلا مشاہدہ اور کشف صحیح ہے اور جس چیز کشف و مشاہدہ حاصل ہوتا ہے
جسکو حق تعالی [illegible] کرتا ہے تمام اشیا کی حقیقت کہلجاتی ہے اور وہ چیزین معلوم ہوجاتی ہین کہ جنکی طرف عقل کا گذر نہین ہے
اور اس روشنی کے ظہور کے مدار اگرچہ حق تعالے کی عنایت پر ہے کہ جسکی وجہ سے جس کو
چاہتا ہے اپنے بندون مین مقبول کر لیتا ہے لیکن حق تعالے نے اوسکو مربوط کر دیا ہے قبلہ ارادت کے جانب

بالتوجه التام الى القبلة الاحدية وعلى طريقة النسب الله يجتبي اليه من يشاء ويهدي
اليه من ينيب انتهى وقال ايضا وللتوجه طرق شتى يهدي السالكون ويرشدون اليها
على حسب مراتبهم ومناسباتهم لها وشرائطها كثيرة اعظمها تفريغ القلب وتطهيرها بقلع
الاغيار التي تدنس بها وقطع علومها وادراكات القاها اليه الاباء واملاها المعلمون الجاهلون
في اول الامر وبدء الفطرة كما علموا وقلدوا من اباءهم ومعلميهم حين كانت نفوسهم هيولانية
حتى صارت عندها كانها ضروريات اوليات او فطريات وعلوم استخرجها من انتاج التي
مبادئها انانية العلوم الملحوظة الكاذبة الموهمة بالصدق والبداهة حتى يرتكز فيها
نتيجته ولبه انتهى هذا واما تكفير الارباب الغيبية فهل من المقام والمسلمين المخالفين لهم في
عقائدهم الباطلة فهو لغير امر فليس من صنيع الصحابة ولا التابعين ولا من سنة اهل
السنة وائمتهم ومقلديهم بل هو من خصائص الخوارج وشنائع اهل البدعة كما قال
صاحب الصواعق الالهية في الرد على الوهابية المطبوعة في تحفة الاحباب في المصر في صفحه (١٣)
ان الخوارج اعتزلوا بعد المسلمين الامام وبدءوه بالقتال فسار عليهم علي رضي الله
عنه وجرى للمسلمين منهم امور هائلة يطول وصفها ومع هذا كله لم يكفرهم الصحابة
والتابعون ولا ائمة الاسلام ولا قال لهم علي ولا غيره من الصحابة واما عليكم
الحكم فينا الحق فانظر رحمك الله الى طريقة اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم
في الاجماع على تكفير من رفع الاسلام انتهى وايضا قال في صفحه ... اليوم ابتلي
الناس بمن ينتسب الى الكتاب والسنة ويستنبط من علومهما ولا يبالي بمن خالفه واذا
طالبت منه ان يعرض كلامه على اهل العلم لم يفعل بل يوجب على الناس الاخذ بقوله
وبمفهومه ومن خالفه فهو عنده كافر هذا وهو لم يكن فيه خصلة واحدة من خصال

پوری توجہ کرنیکے ساتھ اپنے باطن [illegible] کو اللہ پاک کیطرف کرلیتا ہے جسکا [illegible] اور ہدایت کرتا ہے اپنی ارشاد سے اوسکو جو اوسکی طرف پوری توجہ کرے
انتہی اور نیز [illegible] مقام میں [illegible] اور [illegible] طرف [illegible] کی رہنمائی کیجاتی ہے اوسکے مراتب اور مناسبات کے موافق
اور توجہ کی [illegible] سے دلکو [illegible] پاک کرتا ہے اون آثار سے کہ [illegible] کے ساتھ دل آلودہ ہو گیا ہے
اور وہ آثار [illegible] علوم [illegible] دل میں [illegible] اور [illegible] اول امر
[illegible] کیا [illegible] استاد [illegible] دیکھا تھا [illegible] عقل
[illegible] کے [illegible] اور [illegible] ہو گئے
اور نیز [illegible] علوم [illegible] کیا [illegible] مقامات [illegible] علوم
[illegible] کو [illegible] اون کا [illegible] دلائل کے [illegible] ثابت کر لیا
انتہی اسکو یاد رکھنا چاہیئے [illegible] قائلین ہمارے مقام میں اور اون کا
جو [illegible] مقامات [illegible] صحابہ کا فعل تھا [illegible] تابعین اور [illegible] اہل سنت کا عمل
اور [illegible] کے [illegible] جیسا کہ صاحب صواعق المحرقہ [illegible]
اس کتاب [illegible] مطبع [illegible] صفحہ (۱۱) میں کہا ہے [illegible] کہ خارجی علی [illegible] اور مسلمانوں اور اونکے امام کے ساتھ لڑنا شروع
کیا [illegible] علی رضی اللہ عنہ [illegible] اور [illegible] جو اونکا [illegible] اور باوجود اونکی تمام حرکات
کے اونکو [illegible] کافر کیا [illegible] اسلام کے پیشوا اور صحابہ میں [illegible] علی [illegible] اور تمہارے ساتھ
ہم [illegible] کو بیان کردیا [illegible] خدا رحم کرے اصحاب رسول اللہ صلعم کے سکوت [illegible] اور لوگوں کی تکفیر سے کہ جو اسلام
مدعی تھے انتہی اور نیز اسی کتاب کے صفحہ (۴) میں کہا ہے [illegible] کتاب و سنت پر عمل کا دعوی کرتا ہے اور کہتا ہے [illegible]
علوم کا اثبات کرتا ہے [illegible] کتاب و سنت سے [illegible] اور جب اوس سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ تو اپنے کلام کو
علماؤں کے سامنے پیش کر تو نہیں مانتا ہے بلکہ اپنے قول پر عمل کرنا لوگوں پر واجب کرتا ہے اور جو کوئی اوسکی خلاف کا
قائل ہے وہ اوسکے نزدیک کافر ہے [illegible] ایسا شخص [illegible] ایک صفت بھی

اهل الاجتهاد ولا والله عشر واحد ومع هذا فراج كلامه على كثير من الجهال فانا لله
وانا اليه راجعون انتهى ومنها انه شيد اركان الامامة كالامامية على نحو يوافق
الامامية ويخالف اهل السنة والجماعة وتفصيله ان اصول الامامة التي هي مدار الاختلاف
بين الفريقين خمسة عند الشيعة كما نص عليه عمدة المفسرين وزبدة المحدثين مولانا شاه
عبد العزيز في التحفة حيث قال في صفحة (٢٣٩) بايد دانست كه مدار مخالفت ميان شيعه واهل
سنت در امامت ومسائل امامت بر پنج اصول موقوف است وهر كه اين پنج اصل ثابت شود البته
قائل شيعيان باشد اصل اول آنكه حضرت امير امام بود بلا فصل اصل دوم آنكه امامت منصوص [illegible]
لا يثبت [illegible] اصل [illegible] طول عمر امام آخر واختفا او يا رجعت او بعد الموت
على اختلاف فرقهم في ذلك اين [illegible] امر [illegible] كتاب الله واخبار متواتره هرگز بثبوت نرسيده
ونخواهد رسيد اصل [illegible] صحابه وكتمان حق [illegible] اجماع همه ايشان بر امور شنيعه با وجود
[illegible] اصل [illegible] ايشان [illegible] اعتقاد تقيه در جناب ائمه
كه ايشان چيزي با ظاهر ميفرمودند كه از ديگران مخفي ومستور ميداشتند حالانكه آن ديگران هم شاگردان و
تلامذه آنحضرت بودند واخذ علم وطريقه از ايشان كرده اند بلا وجه وبدون باعث دروغ گفتن حضرات
ائمه را تجويز نمودند انتهى بقدر الحاجة واذا تمهد هذا فنقول بتوفيق الله تعالى وعونه ان المصنف
قد اورد هذه الاصول الخمسة التي عند الشيعة في باب الامامة بمنزلة الاركان الخمسة
للاسلام في هذا الكتاب وغيره من مصنفاته متفرقة ليعلم الناظر المؤمنون انه من
مقلدي الشيعة في هذا الباب ومادحها ان المؤمن يعرف بفراسة الايمان وينظر بنور الله
المنان فالاصل الاول وهو ما ايده بحديث غدير الذي اورده في هذا الكتاب غير مرة
كما ان الشيعة ايضا يأتون به لاثبات الاصل الاول واهل السنة يجيبون [illegible]

نہین ہوسکتا بلکہ ایک صفت کا دعوان جسے بہی ادس ہین نہین اور اس علم و دانش پر وہ اپنا کلام بہت جاہلون مین پہیلاتا
ہے پس ہم اللہ ہی کے ہین اور ہم اوسی کے طرف لوٹنے والے ہین انتہی اور منجملہ اون مقامات کے یہہ ہی کہ مصنف نے امامت کے
ارکان کو بلند کیا ہی امامت کے طور پر اس طرح سے کہ امامیہ کے موافق ہی اور اہل سنت کے مخالف ہے تفصیل اسکی یہہ ہی کہ امامت کے
اصول کہ جن پر شیعہ و اہل سنت کی مخالفت کا مدار ہے شیعہ کی نزدیک پانچ ہین جیسا کہ عمدۃ المفسرین و زبدۃ المحققین مولانا شاہ
عبد العزیز نے تحفہ اثنا عشریہ مین اس کی تصریح کی ہے چنانچہ تحفہ کے صفحہ ۳۰۹ مین فرمایا ہے (جاننا چاہیئے کہ شیعہ و اہلسنت
مین مخالفت کا مدار امامت کا مسئلہ ہے اور یہہ مسئلہ پانچ اصول پر موقوف ہے اور ان پانچ اصول مین ہر ایک ثابت ہوتی
ہے ایسی دلیل سے کہ شیعہ کے قائل ہین پہلی اصل یہہ ہی کہ حضرت امیر بلا فاصلہ امام تہے دوسری اصل یہہ ہے کہ امامت کے
کل امام ایک خاص عدد مین منحصر ہین نہ اوس سے زیادہ ہین نہ کم ہین تیسری اصل یہہ ہے کہ پچہلا امام دراز
عمر ہے اور مختفی ہے یا یہہ کہ مر گیا ہے پہر لوٹیگا یہہ بہی اون کے باہم اختلاف ہے یہہ تینون اصول قرآن
و حدیث متواتر سے ہرگز ثابت نہ ہوئے ہین اور نہ ہوں گے چوتہی اصل صحابہ کا مرتد و کافر ہونا اور حق کو چہپانا
اور باطل کو ظاہر کرنا اور اون سب کا امور شنیعہ پر اتفاق کرنا باآنکہ کہلی کہلی آیتین اون کے حال اور کمال کی
خوبی پر صریح ناطق ہین پانچوین اصل جناب ائمہ مین تقیہ کا اعتقاد کرنا کہ شیعون کے لئے ایسی باتین ظاہر کرتے تہے کہ دوسرے
اون کو مخفی سمجہتے تہے حالانکہ وہ دوسرے بہی اون حضرات کے شاگرد رشید تہے اور علم طریقت کو انہون ہی سے انہون نے لیا ہی اور بے سبب
حضرات ائمہ کو جہوٹ بولنا کیا ضرور تہا انتہی بقدر حاجت اور جبکہ یہہ تمہید ہو چکی تو ہم خدا تعالیٰ کی توفیق اور اوسکی مدد سے کہتے ہین کہ مصنف
ان پانچون اصول کو جو شیعہ کی نزدیک امامت کے باب مین ارکان خمسہ اسلام کے درجہ مین ہین اس کتاب مین اور اپنی دوسری
تصانیف مین متفرق طور پر لایا ہے تاکہ مسلمانونکو جو فراست ایمانی رکہتے ہین معلوم ہو جائے کہ مصنف اسباب مین شیعہ کا مقلد
اور مصنف نے یہہ نجانا کہ مومن سمجہہ لیتا ہے ایمانی فراست سے اور دیکہہ لیتا ہے خداے منان کی نور سے پس
پہلی اصل کے طرف اشارہ کیا ہے حدیث خم غدیر سے جسکو مصنف اس کتاب مین کئی مرتبہ لایا ہی جیسا کہ شیعہ بہی
اس حدیث کو اصل اولیٰ کے اثبات مین نقل کرتے ہین اور اہل سنت اس حدیث کو مان کر ایسے عمدہ جواب دیتے ہین

هذا الحديث بأمثاله انه لا يثبت بها مطلوبهم ولا ينقض كلامهم كما هو مبسوط
في كتب اهل السنة والاصل الثاني لمح اليه بما قاله في اثناء السند المعتبر المسلسل بالائمة
العشرة الكمل فان العشرة تثبت من هذا القول والاثنان يثبتان باضافة السيد
المحجوب الذي اثبت غيبته في صفحة (٣٠) والامام الحسن الذي هو مقبول الطرفين
فيتم العدد ويكمل الى اثنا عشر الذي هو عقيدة الشيعة مقبول ولا يزيد عليه ولا ينقص
منه والاصل الثالث اثبته بعبارات الحاشية في صفحة (٣٠) هكذا (ايضا امام محمد
بن حسن جن کا مخفی ہونا کا واقعہ مشہور ہے کہ آپ بعمر پنج سالگی موضع سرمن رای میں
ایک غار کے اندر تشریف فرما ہوئے اور غائب ہو گئے تھے انتہی) فلما ذکر هذه القصة ولما لها على
الشهرة وقبل مضمونها بانه سكت بعد نقلها وما رد عليها وانكر علم انها مقبولة
عنده وصحيحة لان السكوت في معرض البيان بيان والاصل الرابع اشار اليه
بتحريف عبارة الدعاء المنقولة من الصحيفة السجادية بالزيادة والنقصان حيث قال
في صفحة (٢٩) واتباع الرسل عامة واتباع حبيبك محمد خاصة الذين احسنوا الصحابة
انتهى فانه يوهم بزيادة لفظة عامة وخاصة وتغيير احسنوا الصحبة الذي كان في
الاصل بصيغة الماضي من الاحسان وبصيغة المصدر المفعول به للماضي المذكور وبدون
لفظة خاصة قبله وكان يفيد الدعاء الخير لجميع الصحابة الى احسنوا الصحابة بصيغة
افعل التفضيل من الحسن واضافته يوهم الى ان بعض الصحابة ليسوا كذلك بل هم
جائرون نائون عن الحق وان هو الا ما عليه الشيعة من الاصل الرابع واهل السنة يقولون
الصحابة كلهم عدول ثقة ثبت حجة دلائل الرشاد ونجوم الاقتداء لحديث اصحابي
كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم وغيره مما ورد في هذا الباب فهذه التي نص

لہٰذا اس سے شیعوں کا مدعا ثابت نہیں ہوتا اور اونکا کلام ناتمام رہجاتا ہے جیسا کہ اہل سنت کی کتابوں میں مفصل طور پر مذکور ہے
اور دوسری اصل کی طرف مصنف نے اشارہ کیا ہی اثنا عشر مذہب یا بطور کہ کہا (المختص للسلسل بالائمۃ العشر الاکمل)
اس لئے کہ دس اماموں کا ثبوت تو اس قول سے کیا اور دو امام ثابت ہوتے ہیں سید محمد کے ماننے سے جن کے غائب ہونے کو
ثابت کیا ہے صفحہ (۱۹۳) میں اور امام حسن کے ماننے سے جو طرفین میں مقبول و مسلم ہیں پس اماموں کا عدد پہنچتا ہے اور کامل
ہوجاتا ہے بارہ تک کہ جو شیعوں کے نزدیک مقبول و معتبر ہے اور اس سے عدد ائمہ نہ زیادہ ہے نہ کم ہے اور تیسری اصل کو حاشیہ
صفحہ (۳۰۵) کی عبارت میں اس طرح ثابت کیا (یعنی امام محمد مہدی کے غائب ہونیکا واقعہ یہ ہے کہ آپ بعمر پنجسالگی موضع سرمن راے میں
ایک غار کے اندر تشریف فرما ہوئے اور غائب ہوگئے تھے) پس جبکہ امر غیبت کو ذکر کیا اور شہرت پر حوالہ کیا اور اس کے مضمون کو
قبول کرلیا باینوجہ کہ اس کے نقل کرنیکے بعد سکوت کیا اور اسکا رد و انکار نہ کیا اس سے معلوم ہوگیا کہ یہ عقیدہ مصنف کے
نزدیک مقبول ہے اور عقیدہ کے موافق ہے اس لئے کہ بیان کے موقع پر سکوت کرنا بمنزلہ بیان ہے اور
چوتھی اصل کی طرف اشارہ کیا ہے اوس دعا کی عبارت میں تحریف کرکے کہ جس کو کسی وظیفہ کے ساتھ صحیفہ سجادیہ
نقل کیا ہے چنانچہ صفحہ (۲۰۴) میں کہا ہے (اور رسولوں کے عام اتباع پر اور اپنے حبیب محمدؐ کے خاص اتباع پر
جو صحابہ میں بہتر تھے) انتہی اس لئے کہ اس کلام میں لفظ عامہ و خاصہ کا اضافہ ہے اور احسنوا الصحبۃ کو جو اصل
دعا میں تھا ماضی کے صیغہ پر باب افعال سے اور مصدر کا صیغہ مفعول بہ تھا ماضی مذکور کا اور لفظ خاصہ
اس کے قبل نہ تھا اور تمام صحابہ کے واسطے دعا خیر کا متضمن تھا مگر مصنف نے بدل دیا ہے احسنوا الصحابہ کے
ساتھ کہ جس میں احسنوا کا لفظ اسم تفضیل ہے حسن سے اور اوسکی اضافت صحابہ کے طرف اشارہ کرتی
ہے اس امر کا کہ بعض صحابہ ایسے نہ تھے بلکہ وے صاحب جور تھے حق سے دور تھے اور یہہ
مضمون وہی شیعہ کی چوتھی اصل ہے اور اہل سنت کہتے ہیں کہ تمام صحابہ متقی ہیں ثقہ ہیں قابل وثوق ہیں حجت ہیں
راستی کی دلیلیں ہیں راہ پانیکے ستارے ہیں اس حدیث سے (میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں
تم نے جس کی پیروی اون میں سے کی راہ حق پالیا) اور اس کے سوا دوسری حدیثوں سے جو اس باب میں وارد ہیں

فيها المصنف ينقل من قبل اهل السنة فى مقابلة الشيعة فى ان الائمة كانوا راضين
من الصحابة كلهم وداعين لهم بالخير والرضا من الله عزّ وجل فالامر فيها المصنف
الى ما عرفت من ان زعم الشيعة ضعيف و بطل تثبيت اهل السنة بها والاول
الحرى الشبيه بالعبارة الصريحة المندرجة فى حاشية صفحة (٢٣) لا يخفى ما فى هذا
وفيما مضى من اخلاص خواص اهل السنة المودة على اختصاص العقيدة من دون
تقية شقية فى هؤلاء الائمة النقية التقية منه ووجه الاثبات قد مضى هنا فى
بيان هذه العبارة فلا نعيدها ولنرجع اليه ومنها انه سلك مسلك الشيعة فى
آخر هذا الكتاب ايضا سلكه فى اولها فى ان القرآن الموجود فى ايدى الامة
ناقص والتكميل غايتا فى بعض القرآن الذى كان لعلى اليه وهو الآن مفقود منا و
مدفون فى موضع سر من راى ومتى يظهر الامام الاخير يكمل به هذا الموجود فى
ايدينا حيث قال فى صفحة (٢٥٢) وهى الصفحة الاخيرة لهذا الكتاب فقد علم انه
كرّم الله وجهه جمع القرآن قديما الى ان قال ثم جمعه بعد وفاته صلى الله عليه وسلم
كما تقرر فى الروضة الاخيرة الى ان قال فكان كانه العلم كله قال ابن حجر مكى فى المنح
المكية واختلى اى المرتضى بعد موته صلى الله عليه وسلم فكتب كتابا فيه العلم
الجمة حتى قال ابن سيرين لو اصبت ذلك الكتب لظفرت بالعلم كله انتهى وقد
تمت مضامين هذا الكتب الى هذه العبارة فعلم منه ان القرآن الكريم لم يكمل بعد
ما لم يضم اليه ذلك الكتب الذى تمنى ابن سيرين باصابته والذى عليه اهل السنة
لا سيما على كرم الله وجهه ان هذا القرآن الموجود جامع لجميع العلوم وشامل
لجملة ما اتى به نبى صلعم بطريق الوحى المتلو وما بقى دونه حرف وحقيقته ان اول

اور یہ عبارت جس کو مصنف نے تصرف کرکے نقل کیا ہے اسکو اہل سنت شیعہ کے مقابلہ میں لاتے ہیں اس
امر کے اثبات میں کہ ائمہ اہل بیت تمام صحابہ سے راضی تھے اور اون کے لیے دعاء خیر کیا کرتے تھے اور
خدا کی خشنودی چاہتے تھے پس چونکہ مصنف نے اس عبارت کو بدل دیا اسطرح پر کہ جس سے شیعہ کا عقیدہ قوی ہو گیا اور اہل سنت کا
اس عبارت سے دلیل لانا ضعیف و باطل ہو گیا اور پانچویں اصل کو ثابت کیا ہے اوس عبارت سے جس کو مصنف نے
لکھکر صفحہ (۲۴۳) کے حاشیہ میں درج کیا ہے (پوشیدہ نہیں ہے کہ جو کچھ اس میں ہے اور گذشتہ مضمونوں میں سے
یعنی اخلاص خواص اہل سنت مودت کا عقیدہ کے خالص کرنے پر بدون تقیہ شیعہ کے ان اماموں کے باب میں
جو تقیہ تقیہ والے ہیں) اور اس عبارت سے پانچویں اصل کے اثبات کی وجہ مذکور ہو چکی ہے اس عبارت کے بیان میں
لہذا یہاں ہم اوس کا اعادہ نہیں کرتے جسکو دیکھنا ہو وہاں دیکھ لے اور منجملہ اون مقامات کے یہ ہے کہ اس کتاب کے
آخر میں بھی مصنف شیعہ کے چال چلا ہے جیسا کہ اس کے اول میں چلا تھا اس امر کے بیان میں کہ جو قرآن کہ امت کے
ہاتھوں میں موجود ہے ناقص ہے اور اس کی تکمیل جب ہو گی کہ حضرت علی کا قرآن اوس میں شامل کیا جاویگا اور
وہ قرآن اس وقت مفقود ہے اور موضع سر من رای میں مدفون ہے اور جب امام آخر اوس کو لیکر ظاہر ہونگے
تب یہ قرآن تکمیل ہو گا چنانچہ صفحہ (۲۵۴) میں کہ جو اس کتاب مطبوعہ کا آخر صفحہ ہے بیان کیا ہے پس تحقیق
معلوم ہو کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے پہلے ایک قرآن جمع کیا تھا) یہانتک کہ لکھا ہے اور پھر جمع کیا نبی صلعم کی وفات کے بعد جیسا کہ ثابت ہوا تھا
آخیر دور میں) یہانتک کہ کہا ہے پس گویا کہ تمام علوم وحی قرآن تھا ابن حجر مکی نے صواعق میں لکھا ہے کہ تنہائی کی کہ حضرت نے نبی صلعم کی
وفات کے بعد پس ایسی ایک کتاب لکھی کہ جس میں تمام علوم تھے یہانتک کہ امام ابن سیرین نے کہا ہے کہ اگر ملتی مجھکو وہ کتاب تو پاتا اسمیں علم اور آگاہ ہوجاتا
اس کتاب کے مضامین اوس عبارت مذکورہ تک تمام ہو چکے پس اس عبارت سے معلوم ہوا کہ قرآن کریم میں ہنوز بہت علوم نہیں ہیں جن کا
کتاب اوسکے ساتھہ ملائی جائے کہ جس کے پانیکی تمنا امام ابن سیرین کو تھی اور جس عقیدہ پر اہل سنت ہیں خاصکر حضرت علی کا وہی
عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ یہی موجودہ قرآن ہمارا ہے تمام علوم کا اور شامل ہے تمام اون امور کو کہ جنکو نبی صلعم
وحی متلو کے طریق سے لائے ہیں اور اس کے سوا ایک حرف باقی نہیں رہا اور تحقیق اس عقیدہ کی یہ ہے کہ اول

من جمع القرآن ابوبكر الصديق فانه جمع اولاً خمس صحايف ارسلها الى الاطراف وامسك
واحدة عنده ثم لما استشهد القراء في اخر زمن عمر الفاروق واختلف الصحابة في
القراءة وفهم ابن مسعود ان المعوذتين ليستا من القرآن بل هما من الادعية وزاد
بعضهم فيه تفسيرا سمع من النبي صلى الله عليه وسلم وايقن انه من القرآن حتى
اتى زمن عثمان وقال له حذيفة بن اليمان ادرك هذه الامة قبل ان يختلفوا في
الكتب اختلاف اليهود والنصارى جمع عثمان جملة المصاحف التي كانت متفرقة
عندهم حتى ان ابن مسعود لما توقف في اعطاء المصحف الذي كان عنده تشدد عليه
واخذ منه جبرا وجمع الموجود بين الدفتين وحرق ما دونه صونا له وما بقي شيء عند
احد سواه اما هذا القرآن حتى اجتمع الصحابة كلهم على انه هو القرآن وما عداه
ليس بقرآن وكان علي يقول في خطباته غير مرة ان ما سوى هذا الذي جمعه
عثمان ليس عندي لكني رجل اوتي فهما لو شئت لاوقرت سبعين بعيرا من تفسير
سورة الفاتحة انتهى وما تشبث به من رواية ابن سيرين في هذا الباب فجوابه انه ضعيف
كما صرح به الملا علي القاري في المرقات وقد ثبت بسند جيد عن علي رضي الله عنه انه
قال اعظم الناس في المصاحف اجرا ابوبكر رحمة الله على ابي بكر هو اول من جمع كتاب الله انتهى ولا
ينافيه رواية محمد بن سيرين لانه ضعيف كما مر والشرط في التعارض ان يكون المتعارضان
متساويين في القوة والضعف وفيه ايضا وعلى تقدير الصحة فالمراد بالجمع الحفظ في راسه
او الجمع منفردا واما جمع ابي بكر فهو اجماعي لا يحتمل الزيادة والنقصان من المتعددين ولهذا
استحسن علي جمع ابي بكر ودعا له بالاجر والرحمة والله اعلم بالصواب وعنده ام الكتاب

تمت المقدمة ههنا بفضل الله تعالى وعونه

جس نے قرآن کو جمع کیا وہ حضرت ابو بکر صدیق ہیں اس لیے کہ انہوں نے پہلے پانچ صحیفے جمع کیے جنکو اطراف ملک میں بھیج دیا اور ایک اپنے
اپنے پاس رکھ لیا پھر حضرت عمر فاروق کے آخر زمانہ میں قاری شہید ہو گئے اور صحابہ نے قراءت میں اختلاف کیا حضرت ابن مسعود نے سمجھ لیا کہ معوذتین
قرآن میں نہیں ہیں یا یہ دونوں دعائیں ہیں اور بعض صحابہ نے جو تفسیر نبی صلعم سے سنی تھی قرآن میں بڑھا دی اور یہ یقین کر لیا کہ یہ قرآن کا
جزو ہی ہے یہاں تک کہ حضرت عثمان کا زمانہ خلافت آگیا اور حذیفہ بن الیمان نے عرض کیا کہ اس امت کو سنبھالو قبل اس کے کہ اختلاف کریں
قرآن میں یہود و نصاری کی طرح سے پس کیا انہوں نے یعنی حضرت عثمان نے اور ان تمام مصاحف کو جمع کیا جو اس وقت لوگوں کے
پاس پھیلے ہوئے تھے یہاں تک کہ ان کو منگوا بھیجا اس سے جو حفصہ کی ڈیوڑھی میں تھا یعنی جو ان کے پاس تھا اور پھر منگا کی اور پھر ان
سے لیا اور جو کچھ لکھیں فقط وہی جو اس وقت موجود تھی اس کو جمع کیا اور اس کی حفاظت کی واسطے اس کے ماسوا کو جلا دیا اسکا کوئی جز
قرآن کا اس موجود کے سوا کسی کے پاس نہ رہا یہاں تک کہ تمام صحابہ نے اتفاق کر لیا اس پر کہ یہی موجود قرآن ہے اور اس کے ماسوا قرآن
نہیں ہے اور حضرت علی اپنے خطبوں میں بار بار فرماتے تھے کہ سوا اس قرآن کے جسکو عثمان نے جمع کیا میرے پاس نہیں ہے لیکن میں ایک
مرد ہوں کہ جسکو فہم دی گئی ہے اگر چاہوں تو سورہ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ کو لادوں انتہی اور وہ جو روایت ابن سیرین
سے مصنف نے اس باب میں استدلال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ ملا علی قاری نے مرقات میں اسکی
تصریح کی ہے اور باسناد صحیح حضرت علی سے ثابت ہوا ہے کہ انہوں نے فرمایا قرآن جمع کرنے والوں میں زیادہ اجر ابو بکر کو ہے خدا کی رحمت
ہو ابو بکر پر سب سے پہلے انہوں نے قرآن کو جمع کیا انتہی اور اس روایت کا معارضہ محمد بن سیرین کی روایت سے نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ
ضعیف ہے جیسا کہ گذر چکا اور تعارض میں شرط ہے کہ دونوں دلیلیں قوت و ضعف میں برابر ہوں اور نیز مرقات میں ہے کہ بر تقدیر
صحت پس مراد جمع سے پورے قرآن کو یاد کرنا ہے نہ یہ کہ جمع کرنا ہے اور ابو بکر صدیق کا جمع کرنا اجماع سے ہوا ہے کہ جس میں دو شخصوں کی
طرف سے کمی و بیشی کا احتمال نہیں ہے اور اسی وجہ سے حضرت امیر نے ابو بکر صدیق کے جمع کو پسند فرمایا اور ان کو دعا
خیر دی اور اسند یاد رکھنا ہے امر حق کو اور راوی کو اصل کتاب کا علم ہے یہاں تک خدا کی توفیق و مدد سے
مقدمہ کتاب کا تمام ہوا فقط

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي وفقنا باتمام المقدمة من كتبنا فلما اتممنا اليه ان نرد على مقدمة النفحة الاحسن
المولوي حسن الزمان التركماني تسلوا لحبيبنا بادي موطننا فاشرع فيه بعون المعبود الصمد المحمود
قال الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى اللهم لك الحمد واليك المشتكى وانت المستعان ولا حول
ولا قوة الا بالله العلي العظيم ونستعينك على افساد دينا ونسئلك صلاح امرنا كله الحمد لله الذي
احيا من شاء من عباده علوم اهل البيت لسيد عباده عليه وآله صلوة وداده وجمع على يده
ما تفرق منها وانتشر الزبر لاهل السنة بعد ما شذ وندر وكاد ان يكون ثم اقل فقد وانذرع
ما تفضل عليه به والقى في قلبه من تحقيقات وتدقيقات واجتهادات واستنباطات واستدراكات
ونشر بين الجن والبشر تشويقًا الى ذلك وتوفيقًا له من فضله لما فقه له به وقد تحقق له هذا المصداق
حديث ان الله يبعث لهذه الامة على راس كل مائة سنة من يجدد لها امر دينها وحديث
وان عالم قريش يملأ طباق الارض انتهى قوله الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى
اقول ومن الله التوفيق كان عليه ان يصلي اولا ثم يسلم لان السلام دون الصلوة لا يفيد في الاستعمال
بالنبي صلى الله عليه وعلى آله وسلم ولا يصلى على غيره الا تبعًا والسلام عام له ولغيره وما اتى به دونها ترك
عليه ايرادان احدهما ان ترك الصلوة لا سيما في مقامها ليس من سنن المحدثين كما قال في مقدمة سنن
الدارمي في ذكر فضيلة علم الحديث ومن شرف اهله ايضًا ما روينا من حديث ابن مسعود رضي الله تعالى عنه
قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان اولى الناس بي يوم القيمة اكثرهم علي صلوة رواه الترمذي وحسنه
قال ابن حبان في صحيحه في هذا الحديث بيان صحيح على ان اولى الناس برسول الله صلعم في القيمة اصحاب الحديث وليس من هذه
الامة قوم اكثر صلوة عليه منهم انتهى فعلم ان كتبه هذا ليس على سنن كتبهم وثانيهما انه سلك فيه مسلك الشيعة لانهم قائلون بان ائمة اهل البيت
معصومون كالانبياء ويستقلون في استحقاق الدعاء لهم وافراد الصلوة عليهم مثلهم ولهذا يتركون لفظة
على ويقولون اللهم صل على محمد وآل محمد ويستدلون عليه بما روى من فرق بيني وبين آلي بلفظ على فقد
جفاني واهل السنة كثرهم الله تعالى يذكرون ههنا بلفظ علي بكسر اللام والياء المشددة ويقولون ان معناه
ان اولاد الحسنين يقال لهم آل محمد ولا يقال لهم آل علي فالمصنف لما كان يصلد اقتداء الشيعة واقتفاء ثم
اختار من اول الامر مختارهم واقتفى في بدئه آثارهم قوله اللهم لك الحمد واليك المشتكى الخ اقول
هذا الدعاء محجوب لانه ترك فيه الصلوة وقد اخرج الديلمي انه صلى الله عليه وسلم قال الدعاء محجوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible] جس [illegible] ہم کو ہماری اس کتاب کا مقدمہ تمام کرنیکی توفیق عطا فرمائی پھر ہمارا قصد اُس کتاب کے مقدمہ کا رد کرنیکی طرف متوجہ کیا جو مولوی
[illegible] القرآن [illegible] آبادی کی تصنیف ہے [illegible] چاہتے کہ ہم کتاب مذکور کے مقدمہ کا رد شروع کریں [illegible] وخلائق کی مدد سے کہا مصنف نے
[illegible] لوگوں کا شکوہ بیان کیا جاتا ہے اور توہین
[illegible] اور فساد کے دور کرنیں
[illegible] عباد
یعنی رسول اللہ کے اہل بیت کے [illegible] اہل سنت کی کتابوں میں [illegible]
[illegible]
[illegible] لوگوں کو [illegible]
[illegible] حدیث کا [illegible]
[illegible] ایک قریشی عالم کا [illegible]
[illegible] کہا [illegible] اور اسلام [illegible]
[illegible]
[illegible] اعتراض [illegible] ایک [illegible]
[illegible] محدثین کی فضیلت میں ہے وہ
[illegible] روایت حضرت عبداللہ بن مسعود سے ہم کو پہنچی ہے [illegible] قیامت کے دن [illegible] زیادہ پڑھیں گے
اس حدیث کو ترمذی [illegible] قیامت کے دن [illegible] حدیث میں کا اسا
[illegible] جماعت [illegible] مصنف نے [illegible]
[illegible] انبیا کی طرح حق رکھتے ہیں [illegible] اللھم صل علی محمد
[illegible] اس حدیث [illegible] علی کے ساتھ [illegible] اور اہل سنت [illegible] جماعت [illegible]
اس مقام میں علی کو [illegible] حدیث [illegible] کی اولاد کو آل محمد کہا جاتا ہے اور
[illegible] مصنف [illegible] شیعہ کی [illegible] پیروی [illegible] مذہب [illegible] اختیار کیا اور شروع ہی میں [illegible]
[illegible] مصنف نے کہا ہے خدا [illegible] لوگوں کا شکوہ بیان کیا جاتا ہے تا آخر
میں کہتا ہوں کہ [illegible] ذکر چھوڑ دیا ہے [illegible] حدیث [illegible] صلعم نے فرمایا کہ دعا [illegible]

حتى يصلي محمد واهل بيته قوله الحمد لله الذي احيا بمن شاء من عباده علوم اهل البيت لسيد عبادة
الى اخره اقول في الصدر اقول ومن الله سبحانه التوفيق كل ادعاء باطل واستدعاء عاطل لا ينبغي
لاهل الفضل ان يتكلموا به لانفسهم ويفتخروا عليه بانفسهم وايضا ليس هو من داب اهل السنة بل هو
من عادات الشيعة فان اهل السنة لما راوا ان مقصود الدين وهو التقرب الى الله تعالى انما يحصل بالاتباع لما
جاء به النبي صلى الله عليه وعلى اله وسلم من الايات والاحاديث وحاملوه هم الصحابة واهل البيت رضوان
الله عليهم اجمعين وكلهم عندهم عدول في باب الدين جمعوا ونشروا ما رووا منهم بالطرق الصحيحة والاسانيد
المعتبرة من دون فرق بين طائفة وشخص منهم والشيعة لما اعتقدوا ان الائمة المخصوصين هم المعصومون من
بين الامة والصحابة اكثرهم منافقون عندهم نعوذ بالله تعالى منه اعتقدوا التخصيص في الرواية بالائمة المخصوصين
وتركوا ما دونهم فعلم من هذا البيان ان المصنف في هذا التشنيع من مقلدي مذهب الشيعة وان ادعى انه
من اهل السنة كثرهم الله تعالى واما بطلان ما ادعاه من انه احيى وجمع ونشر علوم اهل البيت بعد ما صارت
مندرسة منتشرة في زبر اهل السنة فلان اهل السنة جمعوا ونشروا جملة العلوم لجملة اهل البيت كما هو ملاق
مبسوط في كتبهم كل البسط وتفصيله ان علوم اهل البيت على ثلثة اقسام الاول ما رووه عن النبي صلى الله
عليه وعلى اله وسلم بدون الواسطة والثاني ما نقلوه عنه بواسطة غيرهم والثالث ما افادوه من عند انفسهم
ويقال لها علوم لدنية كما روي في التفسير النيسابوري عن علي كرم الله وجهه انه قال ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم ادخل لسانه في فمي فانفتح في قلبي الف باب من العلم وقال لو شئت لاوقرت سبعين بعيرا من
تفسير سورة الفاتحة وقال لو بنيت لي وسادة فجلست عليها لحكمت لاهل التورية بتوريتهم ولاهل الانجيل
بانجيلهم ولاهل الزبور بزبورهم ولاهل الفرقان بفرقانهم انتهى وهذا القسم الاخير اصل علم الطريقة
الذي وصل الينا من اولاد سيد الاولياء علي كرم الله تعالى وجهه بواسطة معروف كرخي وبايزيد بسطامي
رضي الله تعالى عنهما ويعمل به في جميع السلاسل للاولياء الكرام واما اهل البيت عند اهل السنة فهم الازواج
المطهرات وبنو فاطمة الذين يقال لهم ال العباء وبنو عباس الذين يقال لهم ال سلاطين وبنو هاشم ومروياتهم
كثيرة لا يحصى عددها كما وقع في تذهيب التهذيب وغيره من ان مرويات المرتضى علي خمسمائة وست وثمانون
ومرويات فاطمة الزهراء ثماني عشرة ومرويات عائشة الفان ومائتان وعشرون ومرويات حفصة بنت عمر ستون
ومرويات رملة بنت ابي سفيان خمس وستون ومن زينب بنت جحش كثيرة ومن سودة بنت زمعة كثيرة
ومن صفية بنت حيي بن اخطب كثيرة ومن الامام الحسن ثلثة عشر ومن الامام الحسين ثمان ومن عباس بن عبد المطلب
ومن عبد الله بن عباس رضي الله تعالى عنهما ست مائة وثلثون ومن عقيل بن ابي طالب كثيرة و

جیسا کہ شیعہ اور اہل بیت مخالف پر رد و منع ہو جاتا ہے اور مصنف کا یہ قول کہ سب تفسیریں اور ہندا کو جس نے اپنے پیغمبر ہند سے بیان کیا سید اولاد
پیغمبر رسول خدا کے اہل بیت کے علوم کو زندہ کر دیا قول مذکور الصدر کے آخر تک بیچ سمجھتا ہوں اور توفیق خدا سے یا کسی کی طرف سے یہ تمام جھوٹ اور دعوے
ہے اور بیہودہ خواہش ہے اہل فضل کو زیبا نہیں ہے کہ اپنے مرتبہ کے اپنے نفس کے واسطے اس کو بیان کریں اور خود ہی اس دعوے پر اکتفا کریں اور یہ بیان
اہل سنت کا پیرو طریق نہیں ہے بلکہ یہ شیعہ کی عادت ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ اہل سنت نے جیسا کہ دیکھا دین کا مقصود دار و مدار خدا سے قربت حاصل کرنا ہے
آیات و احادیث کی پیروی سے حاصل ہوتا ہے اور راویان سے کچھ نہ پہنچا سوائے صحابہ و اہل بیت کے پس ان دونوں سے راضی ہوا اور سب تا مروین کے پاس سے اہل سنت
ثقہ اور سچے ہیں ان پر چھوڑ کر اہل سنت نے روایات صحیحہ اصحاب و اہل بیت کو پایا اور ان کو جمع کر لیا اور تمام امت میں ان کو شائع کر دیا اور
اسی باب میں انہوں نے صحابہ و اہل بیت میں سے کسی خاص جماعت یا خاص شخص کو ان کی اسناد میں خاص نہیں کیا اگر ان میں کوئی ایسی بات ہو تو اس کو بیان کر دیا
اور جو اس کے خلاف ہو اس کو رد کر دیا اور یہی طریقہ ہے اہل سنت کا اور یہ وہ ہے جس پر ائمہ اہل بیت کی تفسیر کو بھی لیا اور
غیر کی روایات کو بھی قبول کیا ہے اس بیان سے معلوم ہو گیا کہ صرف اپنی ہی سند پر شیعہ کا مذہب ہے کہ وہ دوسروں کو جھٹلاتے ہیں اہل
سنت اور یہ جو مصنف نے دعوے کیا ہے کہ ہم نے علوم اہل بیت کو زندہ کیا اور ان کو شائع کیا یہ بات اس لئے کہ وہ علوم اہل سنت کی کتابوں میں
کامل موجود ہیں ان کو یہ لوگ نہیں جانتے اور یہ دعوے کہ اہل سنت نے تمام علوم اہل بیت کو چھوڑ دیا یہ محض باطل ہے ان کی کتابوں میں
اس لئے کہ یہ علوم مدون ہو چکے ہیں تفصیل اس کی یہ ہے کہ علوم اہل بیت کی دو قسمیں ہیں ایک وہ علوم جن کو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کیا ہے دوسری قسم وہ علوم ہیں جن کو انہوں نے آنحضرت سے بواسطہ پیغمبر کے نقل کیا ہے دوسری قسم وہ علوم ہیں
جن کو انہوں نے اپنی طرف سے افادہ فرمایا ہے اور اس قسم کو علوم لدنیہ کہا جاتا ہے جیسا کہ تفسیر نیشاپوری میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے
مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کو میرے منہ میں داخل فرمایا پس میرے قلب میں علم کے ہزار
باب مفتوح ہو گئے اور نیز فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو سورۂ فاتحہ کی تفسیر ستر اونٹ کا بوجھ لکھا کر دوں اور فرمایا کہ اگر میرے لئے ایک مسند بچھایا جاتا
تو میں اہل توریت کے لئے ان کی توریت کے مطابق فیصلہ کرتا اور اہل انجیل کے لئے ان کی انجیل کے مطابق اور اہل زبور کے لئے ان کی
زبور کے مطابق اور اہل قرآن کے لئے ان کے قرآن کے مطابق انتہی اور یہی پچھلی قسم علم طریقت کی اصل ہے جو ہم کو پہنچا ہے اولیاء حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے حضرت معروف کرخی اور حضرت بایزید بسطامی کے واسطے سے پہنچا ہے اور تمام اولیائے کرام کے سلسلوں میں
اسی پر عمل کیا جاتا ہے اور لیکن حضرات اہل بیت اہل سنت کے مذہب میں پس وہ ازواج مطہرات اور بنی فاطمہ ہیں جن کو آل عبا کہا جاتا
اور بنی عباس جن کو آل ملائے کہا جاتا ہے اور کل بنی ہاشم ہیں اور ان تمام کی احادیث اس قدر ہیں کہ جن کا شمار کرنا دشوار ہے چنانچہ
کتاب تہذیب التہذیب میں ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کی حدیثیں پانسو چھیاسی ہیں اور حضرت فاطمہ زہرا کی اٹھارہ ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ
کی دو ہزار دو سو دس ہیں اور حضرت حفصہ بنت عمر کی ساٹھ ہیں اور ام حبیبہ بنت ابی سفیان کی پینسٹھ ہیں اور زینب بنت جحش
کی گیارہ ہیں اور سودہ بنت زمعہ کی پانچ ہیں اور صفیہ بنت حیی بن اخطب کی دس ہیں اور حضرت امام حسن کی تیرہ ہیں اور حضرت
امام حسین کی آٹھ ہیں اور حضرت عباس بن عبدالمطلب کی پینتیس ہیں اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک ہزار چھ سو ساٹھ ہیں اور حضرت عقیل بن ابی طالب کی

حمزة بن عبد المطلب كثيرة ومن جعفر بن ابي طالب الهاشمي ذو الجناحين بن عم رسول الله صلى الله عليه وسلم
كثيرة روى عنه جماعة من الصحابة والتابعين ومن زبير بن العوام كثيرة وام صفية بنت عبد المطلب و
اسماء بنت ابي بكر وجدة الزبير كثيرة ومن فضل بن عباس ابن عبد المطلب كثيرة ومن سلمان الفارسي
واسامة بن زيد مولى رسول الله صلعم وبن مولاه وبلال بن رباح المؤذن وثوبان الهاشمي مولى النبي
صلعم كثيرة وغيرهم من اهل البيت لحديث مولى القوم منهم ومن الامام زين العابدين برواية الزهري التي
وصفت بأصح الاسانيد في الموطأ كثيرة ومن اولاده الامام محمد باقر والامام عبد الله الباهر والامام
زيد الشهيد والامام عمر الاشرف والامام حسين الاصغر كثيرة ومن اولاد اولاده كثيرة ومن الامام
جعفر الصادق واولاده كثيرة ومن الامام موسى الكاظم واولاده كثيرة ومن الامام علي الرضا و
اولاده كثيرة ومن الامام محمد التقي والامام علي النقي واولاده كثيرة ومن الامام حسن عسكري
واخيه الامام جعفر ومن يكنى بابي كرين كثيرة ومن اولاده وهم الذين يقال لهم رضويون ومن
العلماء العظماء الذين تفاصيلهم مذكورة في كتب النسابة كثيرة ومن اولاد الامام [illegible]
زيد بن الحسن المجتبى واولاده والامام الحسن المثنى واولاده الامام عبد الله المحض والامام
ابراهيم الغمر والامام الحسن المثلث الذي يكنى بابي علي والامام داود والامام جعفر بن حسن ومن
اولاد الامام عبد الله المحض الذين منهم محدثون اجلاء والامام محمد ذي النفس الزكية والامام
ابراهيم القتيل الباخمري والامام موسى الجون والامام يحيى الديلمي والامام سليمان والامام
ادريس كثيرة وبعض مروياتهم مذكورة في الصواعق المحرقة في فضائل الشيخين ومن اولاد
الامام الحسن المثلث الامام ابي الحسن علي العابد واولاده كثيرة وفي تراجم هؤلاء الاكابر و
فضائلهم تصنيف كتاب عمدة الطالب في انساب آل ابي طالب فالاحاديث المروية عن جميعهم تبلغ عددا لا
يحصى وكتب اهل السنة مملوة منها والمصنفين من ... الاحصاء والجمع لهذا العلم مما في
كتاب بجملة مرويات شخص منهم فضلا ان يجمع جميعها والبعض منها الذي اتى به روا
من طرق مجروحة مجروحة تركها علماء اهل السنة مع انها منهم بانها البيت مما يعتد
به ويعتمد عليه وسيأتي بيان ضعفها في موضعه انشاء الله تعالى واما الطعن لكونه قرشيا
فلانه تركا من جهة الاباء لا قرشي كما اعترف في لوح هذا الكتاب حيث قال بأنه
حسن الزمان محمد بن قاسم بن علي بن ذو الفقار علي بن امام قلي الى ان قال والتركماني
الاستجلوي بالانتساب الابوي انتهى والعبرة في الانساب للآباء واما الانتساب الى

اور حضرت حمزہ بن عبد المطلب کی متعدد ہین اور حضرت جعفر بن ابی طالب ہاشمی ذو الجناحین بن عم رسول اللہ صلعم کی متعدد ہین ان سے صحابہ
و تابعین کی بڑی جماعت نے روایت کی ہے اور حضرت زبیر بن العوام کی متعدد ہین اور ان کی والدہ صفیہ بنت عبد المطلب کی اور اسماء
بنت ابی بکر زوجہ حضرت زبیر کی متعدد ہین اور فضل بن عباس بن عبد المطلب کی متعدد ہین اور حضرت سلمان فارسی و اسامہ بن زید کی کہ
خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابن خادم آپ کے تھے اور بلال بن رباح موذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ثوبان ہاشمی خادم حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد ہین اور یہ حضرت بھی اہل بیت مین داخل تھے کیونکہ حدیث مین وارد ہوا ہے (قوم کا غلام بھی قوم مین داخل ہے)
اور احادیث حضرت امام زین العابدین کی زہری کی روایت سے جو موطا مین اعلی درجہ کی سند ہے متعدد ہین اور انکی اولاد امام محمد باقر و امام
عبد اللہ طاہر و امام زید شہید و امام عمر اشرف و امام حسین اصغر کی حدیثین بہت سی ہین اور انکی اولاد کی اولاد سے بیشمار حدیثین مروی ہین اور
امام جعفر صادق اور ان کی اولاد سے متعدد ہین اور امام موسی کاظم اور ان کی اولاد سے متعدد ہین اور امام علی رضا اور اون کی
اولاد سے بہت ہین اور امام محمد تقی سے اور امام علی نقی سے اور انکی اولاد سے بہت ہین اور امام حسن عسکری اور ان کے بھائی امام جعفر
سے جن کی کنیت ابو کرین تھی بہت ہین اور ان کی اولاد سے کہ جنکو رضویہ کہتے ہین اور ان مین بڑے بڑے علما ہوئے ہین کہ جنکی
تفصیلین انساب کی کتابون مین مذکور ہین بہت حدیثین مروی ہین اور امام حسن کی اولاد یعنے امام زید بن حسن مجتبی اور اون کی
اولاد و امام حسن مثنی اور اون کی اولاد و امام عبد اللہ محض اور امام ابراہیم غمر و امام حسن مثلث جن کی کنیت ابو علی ہے
اور امام داؤد و امام جعفر سے بہت ہین اور امام عبد اللہ محض کی اولاد کہ جن مین بعض جلیل القدر محدث ہوئے ہین یعنے
امام محمد صاحب نفس زکیہ و امام ابراہیم قتیل باخمرا و امام موسی جون و امام یحیی دیلمی و امام سلیمان و امام ادریس اکبر
بہت ہین کہ بعض اونین کی صواعق محرقہ مین فضائل شیخین کے باب مین مذکور ہین اور امام حسن مثلث کی اولاد یعنے
امام ابو الحسن علی عابد اور اون کی اولاد سے بہت ہین اور انہین سادات کے احوال و فضائل مین کتاب عمدۃ المطالب
فی انساب آل ابی طالب مدون ہوئی ہے پس ان تمام مذکورین سے جس قدر حدیثین مروی ہین اون کا شمار
کرنا دشوار ہے اور اہل سنت کی کتابین اون سے مالا مال ہین اور مصنف نے باآنکہ ان تمام علوم کو ہیچ و ناند کرنے کا
دعوی کیا لیکن اپنی کتاب مین اہل بیت مذکورین مین سے ایک شخص کی حدیثون کو بھی بیان نہین کیا سب کی کل حدیثون کا ڈھونڈ
و جمع کرنا تو کجا اور بعض حدیثین جو بیان کی ہین سو ایسے مجروح و مجروح طریقون سے کہ جن کو علمائے اہل سنت
نے درشتی چھوڑ دیا ہے نا قابل و غیر معتبر سمجھکر اور اون کے بیان عنقریب اپنے مقام مین آویگا اگر خدا نے
چاہا اور لیکن قریشی ہونے کا دعوی جو مصنف نے کیا ہے اس وجہ سے باطل ہے کہ مصنف باپ دادا کی
طرف سے قریشی نہین ہے بلکہ ترکمانی ہے چنانچہ اپنی [illegible] مین خود اس نے اقرار کیا ہے جہان پر یہ لکھا ہے کہ مؤلف کتاب
حسن الزمان محمد بن قاسم علی بن ذو الفقار علی بن امام قلی تا انگا ترکمانی استجلوی ہے باپ کی طرف سے انتہی اور نسب مین اعتبار باپ دادا کا ہوتا ہے اور

غيرهم فقد ورد منه التحذير العظيم في الشرع فكيف ينتسب الى غيرهم ويفتخر به اما التحذير فقد
روى في صحيح البخاري عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من انتسب الى غير
ابيه او تولى الى غير مواليه فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين والاحاديث في هذا الباب
كثيرة مشهورة فلا نطيل الكتب بذكرها فلما منع من الانتساب الى نسب غير الاب مطلقا فكيف الى
اشرف الانساب الذي هو نسب سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم اعاذنا الله من الكذب عليه وعلى
ابنائه واوليائه من عترته وحشرنا في زمرة اهل البيت النبوي المعظم المكرم فانا من محبيهم وخدمة
جنابهم ومن احب قوما رجا ان يكون معهم بنص الحديث الصحيح وقد قال ابن حجر الهيتمي في الصواعق
المحرقة في نسبه صلى الله عليه وسلم ينبغي لكل احد ان يكون له غيرة على هذا النسب الشريف وضبطه
حتى لا ينتسب اليه صلى الله عليه وسلم احد الا بحق ولم يزل انساب اهل البيت النبوي مضبوطة على
تطاول الايام واحسابهم التي بها يتميزون محفوظة عن ان يدعيها الجهال واللئام قد الهم الله من يقوم
بتصحيحها في كل زمان ومن يعتني بحفظ تفاصيلها في كل اوان خصوصا انساب الطالبيين والمطلبيين ومن
ثم وقع الاصطلاح على اختصاص الذرية الطاهرة بني فاطمة من بين ذوي الشرف كالعباسيين والجعافرة
بلبس الاخضر اظهارا لمزيد شرفهم واما فضل القريش على غيرهم فقد اخرج البخاري في الادب والحاكم
والبيهقي عن ام هاني ان النبي صلى الله عليه وسلم قال فضل الله قريشا بسبع خصال لم يعطها احد
قبلهم ولا يعطاها احد بعدهم فضل الله قريشا اني منهم وان النبوة فيهم وان الحجابة فيهم وان السقاية
فيهم ونصرهم على الفيل وعبدوا الله عشر سنين لا يعبده غيرهم وانزل الله فيهم سورة من القران لم يذكر
فيها احد غيرهم لايلاف قريش انتهى واما بطلان كونه من المجددين الدين فلانه لا يوجد فيه شرط
من شروط التجديد فضلا من ان يتصف بجميع الشروط التي يصح بها كونه مجددا اقلها التفهيم
واقرب الناس الى المجددية المحدثون القدماء كالبخاري ومسلم واحمد بن حنبل قال احمد بن المنادي
سال رجل احمد بن حنبل اذا حفظ الرجل مائة الف حديث هل يكون فقيها قال لا قال فمائتي الف
حديث قال لا قال فثلثمائة الف حديث قال لا قال فاربعمائة الف حديث قال نعم قال ابو الحسين فسالت
جدي كم كان يحفظ احمد قال اجاب عن ستمائة الف حديث قال ابو اسحق لما جلست في جامع المنصور
للفتيا ذكرت هذه المسئلة فقال لي رجل فانت تحفظ هذا المقدار حتى تفتي الناس قلت لا انما افتي
بقول من يحفظ هذا المقدار انتهى وقال صاحب الصواعق الالهية في الرد على الوهابية في صفحة ٣٢
ومنه وقال الامام ابو بكر المروي اجمعت العلماء قاطبة على انه لا يجوز لاحد ان يكون اماما في الدين حتى

غیر کی طرف نسبت بیان کرتے ہیں بڑی مخالفت شرعی وارد ہے پہر کیون کر مصنف اپنے کو غیر آبا کی طرف نسبت کر کے افتخار کرتا ہی اور مخالفت شرعی کی دلیل وہ حدیث ہے جو بخاری مین بروایت حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہا انہون نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کہ اپنے باپ کے غیر کے طرف اپنا نسب لگاوے یا اپنے آقاؤن کے غیر سے اپنی غلامی بتاوے تو اوس پر خدا اور ملائکہ اور تمام لوگون کی پہٹکار ہے اور حدیثین اس باب مین کثیر و شایع ہین لہذا اون کے ذکر سے اس کتاب کو ہم دراز نہین کرتے ہین پس جبکہ باپ کے غیر کے طرف نسب لگانا مطلق منع ہوا پہر کیونکر نہ منع ہوگا نسب لگانا اوس غیر اب کی طرف کہ جو اشرف و بہترین انساب ہے یعنی نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا ہم کو بچاوے حضرت پر اور آپکی اولاد و اصحاب پر جہوٹ جوڑنے سے اور اہل بیت نبوی کے زمرہ مین جو عظمت و کرامت والا ہی ہم کو اوٹہاوے اس لیے کہ ہم اونکو دوست رکہتے ہین اور اونکی درگاہ مقدس کے خادم ہین اور جو شخص دوست رکہتا ہے کسی قوم کو اوس کا حشر ہوتی ہے کہ اون کے ساتہہ ہووے جیسا کہ حدیث صحیح کی نص ہے ثابت ہی اور ابن حجر ہیتمی نے صواعق محرقہ مین نبی صلعم کے نسب شریف کے بابت کہا ہے کہ ہر شخص کو چاہیے کہ اس نسب شریف کے ضبط پر غیرت رکہے تا کہ غیر شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مین خلاف حق ناطہ لگاوے اور اہل بیت نبوی کے انساب ہمیشہ سے مضبوط رہے ہین اور اون کے حالات خاصہ محفوظ رکہے گئے ہین اس امر سے کہ جاہل شخص و نالایق ان کا دعوی کر بیٹہین ہر زمانہ مین حق تعالی الہام فرماتا رہا ہے برگزیدہ اشخاص کو اونکی نسبت قایم رکہنے کا اور اونکی حفظ تفاصیل کا ہر وقت مین اہتمام رکہنے کا خاصکر بنی طالب و بنی مطلب کے انساب کیلیے اور یہین سے اصطلاح واقع ہوگئی ہے نسبت اولاد حضرت فاطمہ کو خاص سبز لباس کیساتہہ کہنی پودے مصر مین ذوی شرف انساب کا عمامہ مین وجہا فرہ وغیرہ بہاسے اون کی سیادت و زیارت شرف کے ظاہر کرنے کے واسطے رہا قریش کا فضل اون کے غیر پر اوس کے ثبوت مین بخاری مفرد ادب مین اور حاکم و بیہقی نے ام ہانی سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی نے قریش کو سات خصال مین فضیلت بخشی ہے کہ وہ اون سے پہلے کسی کو دیگئی نہین اور نہ اون کے بعد والون کو دی جاینگی ایک فضیلت قریش کو یہہ ہے کہ مین اون مین سے ہون دوسری فضیلت یہہ ہے کہ نبوت اون مین ہے تیسری یہہ ہے کہ کعبہ شریف کی دربانی اون مین ہے چوتہی یہہ کہ پانی پلانا حاج و زوار کعبہ کو اون مین ہے پانچوین یہہ کہ خدا نے اصحاب فیل پر اون کو نصرت دی چہٹی یہہ کہ دس برس تک انہون نے خدا کی عبادت کی اس طرح پر کہ اون کے سوا اوس وقت کوئی موحد نتہا ساتوین یہہ کہ قرآن مین خدا نے ایک سورت خاص قریش کے باب مین نازل فرمائی ہے اوس مین اون کے غیر کا ذکر نہ کیا وہ سورہ **لایلف** ہے انتہی اور لیکن باطل ہونا مصنف کے مجدد ہونیکا وہ اسوجہ سے ہے کہ مصنف مین تجدید کی شرطون مین سے ایک شرط بہی موجود نہین ہے چہ جائکہ تمام شرطین تجدید کی کہ جن پر اون کا مجدد ہونا موقوف ہے اوسمین پائی جاتی ہین صاحب تفہیمات نے کہا ہے کہ مجدد ہونیکے قریب تر لوگون مین اگلے محدثین ہین جیسے امام بخاری و مسلم و امام احمد بن حنبل احمد بن منادی نے کہا ہے کہ ایک شخص نے امام احمد بن حنبل سے پوچہا کہ جب کسی شخص کو ایک لاکہہ حدیثین یاد ہون تو کیا وہ فقیہہ یعنی مجتہد ہو جاتا ہے فرمایا نہین کہا اگر دو لاکہہ حدیثین یاد ہون فرمایا نہین کہا اگر تین لاکہہ یاد ہون فرمایا نہین کہا اگر چار لاکہہ یاد ہون تب کہا ہان یعنی ہو سکتا ہے ابو الحسین نے کہا ہے کہ مین نے اپنے دادا سے پوچہا کہ امام احمد بن حنبل کو کسقدر حدیثین یاد تہین کہا کہ جواب دیا امام [illegible] لاکہہ حدیثین [illegible] کہا ہے کہ جب مین جامع منصور مین فتوے دینے کو بیٹہا تو مینے اس مسئلہ کا ذکر کیا اس جہت سے ایک شخص نے پوچہا کہ کیا تم کو چار لاکہہ حدیثین یاد ہین جسکی بنا پر تم لوگون کو فتوے دیتے ہو بیٹہے کہا نہین مین تو صرف فتوے اوس شخص کے قول پر دیتا ہون جسکو یہہ مقدار یاد ہوا انتہی اور صاحب صواعق الہیہ نے اسی کتاب کے صفحہ (۳۰) مین کہا ہے کہ (ابو بکر ہروی کا قول ہے کہ تمام علماے اہل سنت کا اتفاق ہے اسپر کہ کسی شخص کو دین و مذہب مین امام ہونا جایز نہین ہے

المستفيد حتى يكون جامعًا لهذه الخصال وهي: ان يكون حافظًا للغات العرب واختلافها ومعاني اشعارها
واصنافها واختلاف العلماء والفقهاء ويكون عالمًا فقيهًا وحافظًا للاعراب وانواعه والاختلاف عالمًا
بكتب الله حافظًا له وللاختلاف في قراءته واختلاف القراء فيها عالمًا بتفسيره ومحكمه ومتشابهه وناسخه
ومنسوخه وقصصه عالمًا باحاديث الرسول صلى الله عليه وسلم مميزًا بين صحيحها وسقيمها ومتصلها ومنقطعها
ومراسيلها ومسانيدها ومشاهيرها واحاديث الصحابة موقوفها ومسندها ثم يكون ورعًا دينًا صائنًا لنفسه
صدوقًا ثقة يبني مذهبه ودينه على كتاب الله وسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم فاذا جمع هذه الخصال
يجوز ان يكون امامًا وجاز ان يقلد ويجتهد في دينه وفتاويه واذا لم يكن جامعًا لهذه الخصال او اخل
بواحدة منها كان ناقصًا ولم يجز ان يكون امامًا وان يقلده الناس الى ان قال ولو ذهبنا نحكي من حكى الاجماع
لطال وفي هذا الكفاية للمسترشد وانما ذكرت هذه المقدمة لتكون قاعدة يرجع اليها فيما نذكره فان
اليوم ابتلي الناس بمن ينتسب الى الكتاب والسنة ويستنبط من علومهما ولا يبالي من خالفه واذا طلبت
منه ان يعرض كلامه على اهل العلم لم يفعل بل يوجب على الناس الاخذ بقوله وبمفهومه ومن خالفه
فهو كافر عنده هذا وهو لم يكن فيه خصلة واحدة من خصال اهل الاجتهاد ولا والله عشر واحدة ومع
هذا فراج كلامه على كثير من الجهال فَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ انتهى بقدر الحاجة واما بطلان كونه
عالمًا قريش يسع طباق الارض علمًا فقد مر في الخطبة باحسن الوجوه فلا نعيدها قال اشهد ان لا اله
الا الله ربا رؤفًا ملكًا كبيرًا صمدًا سبوحًا قدوسًا رحمن الدنيا والآخرة ورحيمهما واحدا لا شريك له
واشهد ان محمدًا عبده ورسوله وودوده ومقبوله ورضيه وخليله وحبيبه فارد لا شبيه له امنا
بالله كما هو في ذاته الاحدية وصفاته الواحدية وملائكته وكتبه ورسله وانبيائه وما
ورد من الامر في اليوم الآخر والقدر من الله القدير القادر اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما
صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد وبارك على محمد وعلى آل محمد لما باركت
على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد اللهم اجعل صلواتك وبركاتك على محمد النبي وازواجه
امهات المؤمنين وذريته واهل بيته كما صليت على آل ابراهيم انك حميد مجيد اللهم وعلى حملة
عرشك الذين لا يفترون من تسبيحك ولا يسأمون من تقديسك والملائكة الذين اختصهم لنفسك
اللهم وصل على رسولك وانبيائك من آدم الى الخاتم اللهم واتباع الرسل عامة اللهم واصحاب
حبيبك مولانا محمد خاصة الذين احسنوا الصحابة وابلوا البلاء الحسن في نصره وكانفوه واسرعوا
الى وفادته وسابقوا الى دعوته اللهم والتابعين لهم باحسان اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا

جب تک یہہ چند خصال اوسمین نہ ہون اور وہ خصال یہ ہین لغات عرب کا حافظ ہونا مع اختلاف لغت کے اشعار عرب کے معانی کو جاننا مع اونکی اقسام کے اور اختلاف علماء و فقہا کو جاننا اور ذی علم مجتہد ہونا علم نحو سے مسائل مسلمہ و مختلف فیہا سے ماہر ہونا قرآن شریف کا عالم ہونا اور سارے اوس کو یاد رکھنا مع اوس کے اختلاف قرات و اختلاف قرا کے اور قرآن کی تفسیر اور اوس کے محکم و متشابہ و ناسخ و منسوخ او قصص کا عالم ہونا احادیث رسول اللہ سے واقف ہونا معہ انکے صحیح و سقیم و متصل و منقطع و مرسل و مسند و مشہور و غیرہ کے اور اسی طرح احادیث صحابہ سے واقف ہونا اور اون کے موقوف و مسند کے پھر پرہیزگار دیانت دار نفس کو نگاہ رکھنے والا راست گو معتبر ہونا کہ اپنے مذہب دین کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر مبنی کرتا ہو پس جبکہ ان خصال کا جامع ہو تو اوس کو امام ہونا جایز ہے اور یہہ لوگ اوس کی تقلید کرین اور وہ اپنے دین و احکام مین اجتہاد کرے اور جب کہ یہہ سب خصال اوس مین نہ ہون یا ایک ہی ان مین سے کم ہو تو وہ شخص ناقص رہے گا اور اوس کا امام ہونا درست نہ ہوگا اور نہ لوگون کا اوس کی تقلید کرنا جایز ہوگا یہان تک کہ کہا ہے کہ اگر ہم اس مسئلہ مین اتفاق علماء کے اقاویل کو بیان کرنا چاہین تو کتاب دراز ہو جاوے اور اسی قدر کافی ہے طالب راستی کے واسطے اور یہہ مقدمہ اس لیئے ہم نے ذکر کیا ہے کہ یہہ ایک قاعدہ کلیہ ہو جاوے اون مباحث کے لیئے جن کا ہم آگے ذکر کرین گے اس سبب سے کہ آج کل مسلمانون کو ایک ایسے شخص سے کام پڑا ہے کہ جو کتاب و سنت کی طرف اپنے کو منسوب کرتا ہے اور اون کے علوم سے مسائل نکالتا ہے اور کسی کے مخالف ہونے کا کچھ خوف نہین رکھتا ہے اور جب علماء پر اپنا کلام پیش کرنے کے واسطے کہا جاتا ہے تو پیش نہین کرتا ہے بلکہ اپنے ہی قول و مفہوم پر عمل کرنا لوگون پر واجب کرتا ہے اور جو شخص اوس کے قول سے مخالف ہو تو اوس کے نزدیک کافر ہے یہ تو اوس کی حالت ہے اور اوس کی ساتھ کیفیت یہہ ہے کہ اوس مین مجتہدین کے اوصاف مین سے ایک وصف بھی موجود نہین ہے بلکہ سچ ایک وصف کا دسوان حصہ بھی [illegible] نہین ہے اس پر اپنے کلام کو بہت سے جاہلون مین شایع کر دیا ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ تمام ہوا بقدر حاجت اور لیکن مصنف کے اس دعوے کا بطلان کہ مین قریشی عالم ہون جسکا علم روے زمین پر پھیلنے کی حدیث مین بشارت وارد ہے پس مقدمہ مین بخوبی ذکر ہو چکا ہے لہذا یہان ہم اوس کا اعادہ نہین کرتے

کہا مصنف نے مین گواہی دیتا ہون کہ کوئی معبود بجز خدا کے نہین ہے کہ پروردگار مہربان بادشاہ بزرگ بے نیاز پاک و پاکیزہ دنیا و آخرت مین رحمن و رحیم ہے یکتا ہے کہ جس کا کوئی شریک نہین اور گواہی دیتا ہون کہ محمد اوس کے بندے اور رسول و محبوب و مقبول و رضی و خلیل و حبیب ہین ایسے یکتا ہین کہ جنکا نظیر نہین ہے اور ہم خدا پر ایمان لائے جیسا کہ وہ ہر لایق ذات احدیت اور اپنی صفات واحدیت مین اور اوسکے فرشتون اور کتابون اور تمام رسولون و انبیاء پر اور اون امور پر جو آخرت مین ہونیوالے ہین اور خدا قدیر قادر کی اشیاء کو مقدر فرمانے پر اے خدا درود بھیج محمد پر اور آل محمد پر جیسا کہ تونے درود بھیجا ابراہیم و آل ابراہیم پر بیشک تو حمید و مجید ہے اے خدا اپنی رحمتین و برکتین نازل کر محمد ہی پر اور اونکی بیبیون پر کہ مومنون کی مائین ہین اور اون کی اولاد و اہل بیت پر جیسا کہ رحمت نازل کیا تو نے آل ابراہیم پر بیشک تو حمید و مجید ہے اے خدا اور اپنے عرش کے اٹھانیوالے فرشتون پر جو کہ تیری تسبیح سے سستی نہین کرتے اور تیری تقدیس سے نہین تھکتے اور اون فرشتون پر [illegible] اور رسولون کی تابعین پر اے خدا اپنے حبیب ہمارے مولے محمد کے اصحاب پر جو بہترین صحابہ ہین اور اچھی آزمایش مین آزمائے گئے حضرت کے مدد کرنے مین اور محافظ ہوئے حضرت کے اور حضرت کا پیغام پہنچانے مین جلدی کی اور دعوت اسلام کو پہلے قبول کیا اور نیکی مین جو کہ کہتے ہین کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو اور ہمارے بھائیون کو

الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا انك رؤف رحيم انتهى قوله انها
امهات المؤمنين وذريته واهل بيته ١ اقول ومن الله التوفيق في افراد الازواج من اهل البيت مع نقد عميهما
عليهم والفصل بالذرية بينهما ايماء الى انهما خارجة منهم وفي الاتيان بهم بعد الذرية تلميح الى توهم
ان الذرية لا من الازواج فحصل بهذين الكلامين قياس على الترتيب الشكل الثاني ان اهل البيت هم
الذرية والازواج ليست بذرية فاهل البيت ليسوا بالازواج وينعكس الى ان الازواج ليست باهل البيت
ويؤيده ما قال صاحبه في ازالة الخفاء في صفحه ٣١ حضرت عائشة ام المؤمنين محب اهل بيت نبي اند انتهى
يعني انها من محبيهم لا منهم ويؤيده ايضا انه لم يرو في هذه الكتب عنهن حديثا ولا اثرا استقلالا الا
مع ان موضوع مباحث هذه الكتب علوم اهل البيت لا غيرهم وهذا القياس فاسد لان صغراه عقيمة
مخالفة لمذهب اهل السنة لان الازواج المطهرات عندهم من اهل بيت نبي صلى الله عليه وسلم اصالة
والذرية داخلة فيهم تبعا كما نص عليه في التحفة حيث قال في صفحه ٢٢١ فهما البتي و محققين برانند كه صيد
آيت در خطاب ازواج واقعست الحكم العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب جميع اهل بيت دارين بشارت داخلند وجناب
پيغمبر صلعم اين دعا در حق چهار كس موصوف فرموده نظر بخصوص سبب بوده نيز قراين خصوصيت بازواج نسابق و لاحق كلام در يافته ترسيد
كه مبادا خاص بازواج باشد ولهذا در روايت صحيح بيهقي مثل اين معامله با حضرت عباس و پسران او نيز ثابت شده في مدعاى آن
حضرت صلعم همين بود كه جميع اقارب خود را در لفظ اهل البيت كه در خطاب الهي وارد شده داخل سازند مانند آنكه بادشاه كريم
بيك از صاحبان خود را بفرمايد كه اهل خانه خود را حاضر كن تا خلعت دهم و نوازش فرمايم امير صاحب عالى همت همه متوسلان خود
را گويد كه اينها اهل خانه من اند تا در خلعت و نوازش بادشاهي بر همه را نصيب باشد انتهى لقد رحابت قوله على حملة العرش
الذين لا يفترون من التسبيحات ولا يسئمون من ثقل بيلث ١ اقول فيه براعة ظاهرة لما بسطه في هذا
الكتاب من عقايد والمجسمة المشبهة ان الله تعالى جالس على عرشه فوق سبع سموته بائن من
خلقه وجلاله على كرسيه ليس باعور يضحك وينزل الى سماء الدنيا على الحقيقة ونحن نبليغ لهذه
العقائد الفاسدة في حاشية صفحه ٢٢ برواية محمد بن اسحق الذي هو من المدلسين عند المحققين
كما سيأتي في تلك الصفحة من لم يقر ان الله تعالى على عرشه قد استوى فوق سبع سمواته فهو كافر
بربه يستتاب فان تاب والا ضربت عنقه والقى على بعض المزابل حيث لا يتأذى المسلمون ولا
المعاهدون بنتن ريحه وكان ماله فيئا لا يرثه احد من المسلمين اذ المسلم لا يرث الكافر كما
قال صلعم انتهى وهذه العقيدة المردودة من مزعومات اهل البدعة ردها علماء اهل السنة سلفا

جو ایمان مین ہم سے پہلے گذر گئے ہین بخش دے اور ہمارے دلون مین مومنون کے طرف سے کدورت نہ رکھ اے ہمارے پروردگار بیشک تو مہربان
اور رحیم ہے انتہی یہہ جو مصنف کا قول ہے اور اون کی بیبیون پر جو مومنین کے مائین ہین اور اونکی اولاد اور اہل بیت پر مین کہتا ہون ادب
خدا ہی کے طرف سے توفیق ہے ازواج کو اہل بیت سے بالاستقلال ذکر کرنے مین اونکو اہل بیت پر مقدم کرنے کے ساتھہ اور اولاد سے اون دونون مین فرق کرنے
مین اشارہ ہے اسکی طرف کہ ازواج اہل بیت سے خارج ہین اور اہل بیت ذریت کے بعد لانے مین اشارہ ہے اس طرف کہ اہل بیت ذریت مین
ہین نہ ازواج مین سے پس ان دونون کلام کے ملانے سے شکل ثانی کی ترتیب پر یون قیاس مرتب ہوا کہ اہل بیت ذریت مین سے ہین اور ازواج
ذریت مین سے نہین پس اہل بیت ازواج نہین اور اس کا عکس یون ہوگا کہ ازواج اہل بیت نہین ہین اور اسی کو مؤید ہے جو مصنف کے
شاگرد نے ازالۃ الخفا کے صفحہ (۱۱۰) مین لکھا ہے (حضرت عائشہ ام المؤمنین محب اہل بیت تہین) انتہی مراد یہہ ہے کہ حضرت عائشہ اہل بیت کو
دوست رکھنے والی تہین نہ یہہ کہ اہل بیت سے تہین اور نیز اس کا مؤید ہے یہہ کہ مصنف نے اس کتاب مین ازواج مطہرہ سے مستقل طور پر
نہ کوئی حدیث روایت کی نہ کوئی اثر والا کہ اس کتاب کے مباحث کا موضوع اہل بیت کے علوم ہین اور انکا غیر اور یہہ قیاس فاسد ہے اس لئے کہ
اسکا صغری ممنوع ہے اور مذہب اہل سنت کے مخالف ہے کیونکہ ازواج مطہرات اون کے نزدیک اصالتًا اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور حضرت کی
اولاد اون مین داخل ہین تبعًا جیسا کہ تحفہ مین اس کی تصریح کی ہے جہان پر کہ صفحہ (۲۴۴) مین لکھا ہے (اور محققین اہل سنت اس پر ہین کہ ہرچند
یہہ آیت ازواج کے مخاطبہ مین واقع ہے لیکن چونکہ عموم لفظ کا اعتبار ہے نہ خصوص سبب کا کل اہل بیت اس بشارت مین داخل ہین
اور جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہہ دعا چار اشخاص موصوف کے حق مین فرمائی بلحاظ خصوص سبب کے تہی اور نیز ازواج خاص مخاطب کرنے
کلام الٰہی کے سابق و لاحق مین پاکر حضرت کو خیال پیدا ہوا کہ مبادا یہہ بشارت ازواج ہی کیلئے خاص ہو اسی وجہ سے بیہقی کی صحیح روایت
مین اس معاملہ کے مثل حضرت عباس اور اونکی اولاد کے حق مین ہی ثابت ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدعا یہی تہا کہ اپنے تمام اقارب کو اہل بیت کے
لفظ مین جو کہ خدا کے کلام مین واقع ہے داخل کریدین جس طرح سے کہ بادشاہ کریم اپنے کسی مصاحب کو حکم کرے کہ اپنے تمام اہل خانہ کو حاضر کر تا مین
ون پر خلعت وغیرہ سے نوازش کرون یہہ مصاحب عالی ہمت اپنی کل علاقہ دارون کو فراہم لاکر کہدیوے کہ یہہ سب میرے گہر کے
لوگ ہین تاکہ بادشاہی خلعت و عطیہ مین سب حصہ دار ہو جاوین قولہ اور اپنے عرش کے اٹھانے والون پر جو کہ تیری تسبیح سے سستی نہین
کرتے انتہی مین کہتا ہون کہ اس قول مین مصنف براعت استہلال ہے اون عقاید کے لئے جو مصنف نے اس کتاب مین بسط کے ساتھہ
لکھی ہے یعنے مجسمہ و مشبہہ کے عقاید کہ اللہ تعالی نے اپنی عرش پر بیٹھا ہے اپنے سات آسمانون سے اوپر ہے اپنی مخلوق سے جدا ہے اس کے
دونون پیر اوسکے کرسی پر ہین کانا نہین ہے فائدہ یعنی دونون آنکہین اوسکی صحیح و سالم ہین ہنستا ہے اور نیچے کے آسمان کی طرف حقیقتًا اترتا ہے
اور ان عقائد فاسدہ کی تبلیغ کو صفحہ (۲۴۳) کے حاشیہ مین صفحہ ۵ محمد بن اسحاق کی روایت جو کہ محققین کے پاس اس طرح ہے جیسا کہ اوسمین
اسکا اسطرح لکھا ہے (جو شخص کہ اقرار نکرے اسکا کہ اللہ تعالی اپنے عرش پر بیٹھا ہے سات آسمانون کے اوپر وہ اپنے رب کا منکر ہے اوس کو توبہ
کرائی جاے اگر توبہ کرے تو خیر ورنہ اوسکی گردن مار دیجاے اور گھوڑے پر پھینکدیا جاے تاکہ مسلمان اور ذمی کفار اوسکی بدبو سے ایذا نپاوین اور اسکا مال غنیمت کا حکم رکھتا
نہ وارث ہوگا اوسکا کوئی مسلمان اسلیے کہ مسلم کو کافر کا ترکہ نہین پہونچتا جیسا کہ حضرت صلعم نے فرمایا انتہی اور یہہ مردود عقیدہ اہل بدعت کے عقائد مین ہے نہ کہ اہل سنت سلف کے

وخلفا كما مر نبذة منه في المقدمة وسياتي بقيته في مقامه ان شاء الله تعالى قوله اللهم واتباع الرسل
عامة واصحاب حبيبك مولنا محمد خاصة الذين احسنوا الصحابة وابلوا البلاء الحسن الخ اقول و
من الله التوفيق اورد هذه العبارة مقتبسا من الصحيفة السجادية التي هي كالصحيفة الالهية وتنزيل القرآن
لدى الشيعة في الدعوة والصلوة تنشيطا لقلوب الامامية وتغليطا لما زعمه اهل السنة والجماعة وايقاد
النار النائرة التي هي في قلوب الطائفتين كامنة ولذا تصرف فيها بالنقص والزيادة كي يدفع ما اراد
به اهل السنة ويثبت ما رامه الامامية وتفصيله ان اهل السنة قائلون بان الصحابة كلهم عدول ومن
ابغض واحدا منهم او تكلم فيه بشيء فهو مبتدع ضال زنديق داخل في زمرة اهل الشناعة وخارج عن
دائرة اهل السنة والجماعة كما قال ابن حجر في الصواعق المحرقة اعلم ان الذي اجمع عليه اهل السنة والجماعة
انه يجب على كل مسلم تزكية جميع الصحابة باثبات العدالة لهم والكف عن الطعن فيهم والثناء عليهم
فقد اثنى الله سبحانه عليهم في آيات من كتابه منها قوله تعالى كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ فاثبت
الله لهم الخيرية على سائر الامم ولا شيء يعادل شهادة الله لهم بذلك لانه تعالى اعلم بعباده وبما
انطووا عليه من الخيرات وغيرها بل لا يعلم ذلك غيره تعالى فاذا شهد تعالى فيهم بانهم خير الامم وجب
على احد اعتقاد ذلك والايمان به والا كان مكذبا بالله في اخباره ولا شك ان من ارتاب في حقية
شيء مما اخبر الله او رسوله به كان كافرا باجماع المسلمين انتهى بقدر الحاجة وقال امام عصره ابو زرعة
الرازي من اجل شيوخ المسلم اذا رأيت الرجل ينقص احدا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم
فاعلم انه زنديق وذلك ان الرسول حق والقرآن حق وما جاء به حق وانما ادى الينا كله الصحابة فمن جرحهم
انما اراد ابطال الكتاب والسنة فيكون الجرح به الصق والحكم عليه بالزندقة والضلالة والكذب والفساد
هو الاقوم الاحق وقال ابن حزم الصحابة كلهم من اهل الجنة قطعا وانه لا يدخل احد منهم النار لانهم
المخاطبون بالآية انتهى كذا في الصواعق وذهب جمهور العلماء ان الصحابة كلهم عدول قبل فتنة عثمان
وعلي وكذا بعدها كذا في شرح فقه الاكبر وقال ابن دقيق العيد في عقيدته وما نقل فيما شجر بينهم
واختلفوا فيه فمنه باطل وكذب فلا يلتفت اليه وما كان صحيحا اولناه بتاويلات حسنة لان الثناء
عليهم من الله سبق وما نقل من الكلام اللاحق محتمل التاويل والمشكوك والموهوم لا يبطل المحقق
والمعلوم هذا وقال الشافعي تلك دماء طهر الله ايدينا عنها فلا نلوث السنتنا بها انتهى كذا في
شرح فقه الاكبر والشيعة يعتقدون ان بعض الصحابة بل اكثرهم منافقون قد ارتدوا واقل الذين
وغصبوا الخلافة من مستحقيها وجاروا على الامام الحق وافسدوا بين الخلق نعوذ بالله من هذه

سلف تک اس کا رد کرتے آئے ہیں چنانچہ اس کا کچھ بیان مقدمہ میں گذر چکا ہے اور باقی اپنے مقام میں اگر خدا نے چاہا مذکور ہوگا مصنف کا
قول ہے کہ خدا اور رسول کے پیرووں پر عموماً اور اپنے پیغمبر کے یاروں پر خاص کر جنہوں نے صحبت کو اچھی طرح سے کیا
اور ... میں اچھی طرح ... انتہیٰ میں کہتا ہوں کہ اس عبارت کو مصنف نے صحیفہ سجادیہ سے اخذ کیا ہے جو کہ صحیفہ ... اور قرآن ...
شیعوں کے مذہب میں سمجھا جاتا ہے ... اعتبار سے امامیہ کے قلوب خوش کرنے اور اہل سنت کا رد کرنے اور جھگڑے کی
آگ ... دونوں ... کی ... کے اصل عبارت میں تصرف کر کے نقل کیا ہے تا ... کا
استدلال اس عبارت سے دفع ہو جاوے اور امامیہ کا مطلب ثابت ہو جاوے ... تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ... میں ...
... میں ... کہ ... بعض ... کہا ہے کہ ... اس میں ... شخص ... جماعت میں داخل
اور اہل سنت کی ... ہے چنانچہ ... ہے ...
ہے کہ کل صحابہ کی صفائی اور ان کی کا ثبات ... اور ... کا
کہ حق ... کلام مجید کی بہت سی آیتوں میں ان کی مدح فرمائی ہے ... قول خدا ... ہے ... کی ... کے ایمان کی اطلاع
... تمام امتوں سے بہتر ہونا ثابت فرمایا اور ... اور ...
ہو سکا ... ہے ... جاتا ہے ... خدا کے رسول اور ... کا
علم ہی نہیں ہے ... صحابہ کی تمام امتوں سے افضلیت بیان فرمائی ہے ... شخص ... اس ... ہو
حق تعالیٰ کو جھٹلانا لازم آئے گا اور ... شک نہیں کہ جو شخص ... اور ... رسول ... کے حق ... تو ... ہے
اسلام کے اجماع سے کافر ہو جائے گا تمام ہوا یہ کلام لقد ... اور امام وقت ... کہ ... شیعہ ... میں ...
ہے ... کسی کو ... کہ کسی صحابی کی ... کرتا ہے تو ... ہے کہ رسول ...
... ہیں ... ہے اور تمام قرآن ... کرتا ہے ...
کتاب و سنت ... ایسی جرح ... شخص ... جارح ... زیادہ ... اسی طرح ... میں ...
... کہ تمام صحابہ ... حضرت ... اسی طرح ...
اور ... اپنے ... لکھا ہے اور جو کچھ صحابہ کے ... میں منقول ہوا ہے اور جس ... کا ...
ہوا ہے اس کی روایت ... اس ... اور ... کی طرف ... ہے اور جس ... اون میں
صحیح ہیں ... ان ... حق تعالیٰ کے ... کیا ہے اور ... خلاف ...
بعید ہے اور تاویل کا احتمال رکھتا ہے اور ... ہے ... کی وجہ سے ... باطل نہیں ہو سکتا ... اور ...
قول ... صحابہ رحمہم اللہ کے ... اللہ ... ہمارے ... تم کو ... کہا ... ہم ... کیا ہم ... تمام ہوا یہ قول ... کی ...
اور شیعہ کا اعتقاد یہ ہے کہ بعض صحابہ ... منافق ... اور ... اور امام ... ہیں ...

الا افاضيل الواهيات الاباطيل فعلماء اهل السنة ناظروا هم في هذه المسئلة وردوا عليهم في الكتب ودفعوا
هذه المطاعن بطرق معتبرة في البحث والمناظرة فيها انهم ردوا على الامامية ناقلين هذه العبارة من
الصحيفة السجادية قائلين بان الائمة كانوا يحبون الصحابة كلهم ويدعون لهم بالخير وانتم يا معشر الامامية
تدعون حب الائمة وتخالفون سيرتهم في افعالهم وسيرتهم في اقوالهم فلما غير المصنف هذه العبارة حيث
زاد فيه صدرها اللهم واتباع الرسل عامة ونقص كثيرا من اخرها الزم منه ان عموم الدعاء وارد في حق اصحاب
الانبياء السابقين وخصوصه لبعض اصحاب نبينا صلى الله عليه وسلم الذين اتصفوا بالاوصاف المذكورة
واما غير الموصوفين بها كمعاوية وغيره فخارجون منه وان هو الا ما رامه الشيعة ونفاه اهل السنة فقوى
ما زعمه الامامية على رغم اهل السنة وضعف ما استدل به اهل السنة على خلاف الامامية فاشتعل
نار المنازعة بعد ما كانت كامنة في قلوب الجماعة وقد قال الله تعالى وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا
وقال تعالى إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ اعاذنا الله تعالى من افساد المفسدين وايقادهم نار الفتنة
بعد خمودها بين المسلمين قال اما بعد فلقد امتد ما انتهى الي من اقوال الفرق المتشيعة ان اهل السنة
وهم جماعة الموالي لعلي المرتضى وشيعته وخاصته على الحقيقة وان لم يتسموا بذلك اتقاء موضع التهمة خلافا
المتشيعة حيث تسموا بالشيعة والخاصة وسموا اهل السنة بالعامة انهم سلفا وخلفا قد تركوا مذهب
الائمة من اهل البيت النبوة بما سلكوا من مذاهب الصحابة والتبعة في اصول الديانة واصول الرواية و
اصول الدراية وجل الفروع الفقهية على الغاية الكثيرة وتركوا سائر ما عنهم من انواع العلم وكما قالوا مع
ان جل علوم اجل القوم امام الائمة علي المرتضى انما هو عند اهل السنة انتهى اقول بتوفيق الله تعالى وعونه
ان هذا الكلام لا يخلو عن الاسقام ومع ذلك لا يدل على المرام لغاية الابهام اما اولا فلان من في قوله من
اقوال الفرق المتشيعة اما تبعيضية او بيانية على الاول يبقى لفظ ما في قوله ما انتهى الي بغير بيان فلا يدل
على المرام لكمال الابهام وعلى الثاني لا يطابق قوله من اقوال الفرق المتشيعة لما بعده لان ما بعده قول
واحد لا اقوال واما ثانيا فلان لفظ انهم في قوله انهم سلفا وخلفا مكرر لان اهل السنة اسم ان وقوله
قد تركوا الى اخره خبرها فالفائدة في زيادة انهم وان التزم التاكيد الكثير بينه وبين المؤكد منه بون
بعيد واما ثالثا فلان قوله وهم جماعة الموالي لعلي الخ اما من مقولة الشيعة فهو يقلع هذا الاعتراض
من اصله وايضا يخالف زعمهم في الواقع واما من مقولة المصنف كما هو الظاهر فيقتضي التناقض
كما سيأتي واما من مقولة الغير فالسباق والسياق ابيان عنه كل الاباء فلا بد له من البيان وبدونه
فهو في الكلام من ادنى مراتب البلاغة ويشتمل على الحشو لا طائل تحته واما رابعا فلان هذا الاعتراض

شیعون کی ان واہی تباہی باتون سے پس علمائے اہل سنت نے اس مسئلہ مین اون سے مناظرہ کیا اور اپنی کتابون مین شیعون کا رد لکھا او شیعون کے اون
مسئلون کو جن مین مناظرہ کے معتبر طریق سے دفع کیا پس ان طرق مین سے بعض یہہ ہے کہ اہل سنت نے شیعہ کو الزام دیا صحیفہ سجادیہ کی عبارت مذکورہ کو
نقل کرکے باینطور کہ ائمہ اہل بیت تمام صحابہ کو دوست رکھتے تھے اور اونکو دعا خیر دیتے تھے اور تم لوگ اے امامیہ کی جماعت ائمہ کی محبت کا دعوی کرتے ہو
اور اونکی سیرت افعال و سیرت اقوال کے خلاف کرتے ہو پھر جبکہ مصنف نے اس عبارت کو متغیر کردیا اس طرح سے کہ اس کے اول مین صحابہ کا لفظ بڑھا دیا
اور [illegible] کردیا تو اس سے [illegible] کہ عموم دعا کا انبیاء رسالت کے اصحاب کے حق مین وارد ہے اور خصوص [illegible] کا وارد ہے
بعض اصحاب رسول [illegible] جو کہ [illegible] کے ساتھ موصوف تھے اور جو کہ اون اوصاف کے ساتھ موصوف نہین تھے جیسے معاویہ وغیرہ
وہ اس دعا سے خارج ہین اور یہی تو شیعہ کا مدعا ہے [illegible] کے منافی ہے پس اس تغیر مصنف سے امامیہ کا مطلب قوی ہوگیا [illegible] اہلسنت
اور [illegible] سنت کا استدلال شیعون کے مقابلہ مین اس عبارت سے [illegible] کہ لوگون کے دلون مین [illegible]
[illegible] اور حق تعالی نے فرمایا [illegible] زمین مین [illegible] اور [illegible] فرمایا [illegible] کو دوست
نہین رکھتا [illegible] فساد [illegible] کی آگ کو [illegible] مسئلہ کا [illegible] کہا مصنف نے لکن
[illegible] بعد [illegible] شیعون کا یہہ اعتراض [illegible] علی مرتضی کے شیعہ اور [illegible] مین اگرچہ [illegible] شیعہ
[illegible] شیعہ [illegible] شیعون کے [illegible] اور اہل سنت کو [illegible] مین [illegible]
ائمہ اہل بیت کے مذہب کو چھوڑ کر مذہب صحابہ و تابعین کو اختیار کرلیا ہے علم عقائد و علم روایت و اصول و درایت و جملہ مسائل فقہیہ مین
باوجود ان کی کثرت کے اور نیز کل انواع علوم کو جو اہل بیت سے منقول ہین چھوڑ دیا [illegible] شیعہ اس اعتراض کی تقریر
کرتے ہین حالانکہ اجل قوم امام ائمہ علی مرتضی کے علوم کا بڑا ذخیرہ اہل سنت ہی کے ہان ہے تمام ہوا کلام مصنف کا اب خدا کی توفیق
و مدد سے مین کہتا ہون کہ مصنف کا یہہ کلام چند اسقام سے خالی نہین ہے اور باینہمہ غایت ابہام و پیچیدگی کی وجہ سے اصل مطلب پر
دلالت نہین کرتا ہے پہلا سقم یہہ ہے کہ مصنف کے قول (ومن اقوال الفرقة المتشيعة) مین لفظ من یا ابتدائیہ ہے یا بیانیہ ہے شق
اول پر اوس کے قول (وما انتحل الخ) مین لفظ ما بلا بیان رہجاتا ہے پس ابہام کے سبب سے مقصود پر دلالت نہین کرتا اور شق ثانی پر مصنف کا
قول (ومن اقوال الفرقة المتشيعة) اپنے مابعد کے جملہ سے مرتبط نہین ہوتا ہے اس لئے کہ اوس کے بعد مین ایک قول ہے نہ کہ اقوال دوسرا
سقم یہہ ہے کہ مصنف کے قول (انہم سلفنا خلفنا) لفظ انہم کی بھرتی ہے اس لئے کہ اہل السنة اِنَّ کا اسم ہے اور مصنف کا قول قد ترکوا
آخر تک اِنَّ کی خبر ہے پس لفظ انہم کے بڑھانے مین کیا فائدہ ہے اگر تاکید کا دعوے ہو تو تاکید اور مؤکد کے بیچ مین بڑا فاصلہ لازم آتا
جو مصنف کے دعوی تاکید کو مکرر رد کرتا ہے تیسرا سقم یہہ ہے کہ مصنف کا قول وہم جماعة الموالی علی آخر تک یا تو شیعہ کا قرار دیا جاوے
تو یہہ قول اعتراض مذکور کو جڑ سے اوکھاڑ دیتا ہے اور واقعی مین بھی شیعہ اس کے قائل نہین اور یا مصنف کا قول قرار دیا جاوے اور یہی احتمال
ظاہر ہے تو اس تقدیر پر تناقض لازم آتا ہے جیسا کہ آگے اس کا مذکور ہوگا اور یا کسی غیر شخص کا قول ہے پس یہ احتمال سے کلام سابق و لاحق بالکل
انکار کرتا ہے پس اس کے لئے کوئی قرینہ ضرور ہے ورنہ یہہ کلام اوس مرتبہ بلاغت سے نکلجاویگا اور ایک بھرتی ہے کہ جس مین کچھ بھی فائدہ نہین [illegible] ہوجائیگا چوتھا سقم یہہ ہے کہ بعد اعتراض

اما ثانيا فلانه لابد من الدليل يبينه والا فلا يسمع واما ثالثا فلا بد له من التصحيح بان ينسب الى الكتب
من كتب قدمائهم او ثقاتهم من ثقاتهم وكلاهما مفقودان فكيف يصغى اليه بالرد او التسليم واما
خامسا فلان قوله انه موضع التهمة ليس له محل لان اهل السنة يفتخرون بكونهم من شيعة
المرتضى كرم الله وجهه ويباهون ويحقبون به كما صرح به في التحفة في صفحه ٣ اول كتابه
شیعه اولی شیعه مخلصین اند جماعه از مهاجرین وانصار وتابعین ایشان باحسان اند که شایسته متابعت حضرت مرتضی نمودند ودر وقت
خلافت ایشان بودند ملازمت صحبت ایشان اختیار کردند وبا محاربین ایشان جنگها نمودند ومطیع اوامر ونواهی ایشان
ماندند واین فرقه را شیعه مخلصین گویند وابتداء این لقب ... بود بعد از دو صد سال شیعه تفضیلیه ظاهر
شدند الی ان قال بعد از ان ظاهر شد شیعه سبئیه که اعاظم صحابه وامهات المؤمنین را سب وطعن میکردند واینها منفرق شدند بفرق
کثیر ... واین ترتیب ... مذهب ... امیر المؤمنین بود باغواء عبد الله بن سبا
اليهودي الملعون فكيف يتفوه بانهم من مظان التهمة ان هو الا كذب بحت افتراء محض منه
عليهم وانما فعله ليشتعل به نيران الخلاف والشقاق بين الطائفتين اعاذنا الله منه والعجب منه انه
يقول لان اهل السنة يفتخرون به ايضا كما قال وهم جماعة الموالي على المرتضى وشيعته وخاصة على الحنفية مع
دعواه انه منهم من اهل السنة ان هو الا تناقض صريح كما وعدناه سابقا واما سادسا فلان
قوله تقليد مذهب الائمة من اهل بيت النبوة بما سلكوا مذاهب الصحابة والتابعين باطل لان
المذهب يطلق على بعض العلماء من الائمة في فهم الشريعة فيضع ذلك العالم قواعد بعقله
وفقه فهمه يستنبط بها المسائل الشرعية عن ماخذها ولهذا يحتمل الخطاء والصواب فنسبته
الى الصحابة واهل بيت النبوة ليس بمعقول كما وقع من المصنف وتقرر الاعتراض ولهذا لا
ينسب الى الله ورسوله والملائكة واهل السنة ايضا لا ينسبونه الى فقهاء الصحابة مع كونهم افضل من
الائمة الاربعة بيقين عندهم والامام نائب الرسول معصوم من الخطاء عند الامامية فكيف يصح
منهم ان ينسب المذهب اليه بل نسبته الى ائمة اهل البيت او الصحابة غير خالية عن سوء الادب
وانما اقوال الائمة والصحابة ماخذ المذاهب لانفسها كذا في التحفة واما سابعا فقوله في اصول
الدينية واصول الرواية واصول الدراية وجعل الفروع الفقهية على غاية الكثرة ايضا لا يخلو
عن شطحة لان هذه الفنون انما دونت بعد قرون الثلثة المشهود عليها بالخير وما كانت
في زمن النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه من العلوم هي علم الايمان وعلم القرآن وعلم الروايات
وعلم الفتيا كذا في قوت القلوب والنحو ايضا دون بامر المرتضى كرم الله وجهه في زمنه فكيف

جس کو مصنف نے شیعون کے جانب سے نقل کیا ہے یا تو مصنف کو ادعا محض ہے تو اس کیلئے دلیل کا ہونا ضرور ہے ورنہ قابل سماعت
نہ سمجھا جائیگا یا نقل ہے پس اس کی تصحیح کیلئے مصنف پر لازم ہے کہ شیعہ کی کسی کتاب یا اون کے کسی معتبر شخص کا حوالہ نقل کرے اور
یہہ دونون امر یہان پر مفقود ہین پھر کیونکر تسلیم یا رد کے طور پر اس اعتراض کے طرف توجہ کیجائے پانچوان سقم یہہ ہے کہ مصنف کا
قول (اتقاء موضع التہمۃ) بے محل ہے اس لئے کہ اہل سنت سیدنا علی کے شیعہ ہونے پر فخر کرتے ہین اور قابل مباہات و حسنات سمجھتے
ہین چنانچہ مولانا نے تحفہ کے صفحہ ۹۳ مین اس کی تصریح کی ہے جس کا نام شیعہ رکھا گیا مہاجرین وانصار اور اون کے تابعین باحسان کی جماعت
ہے کہ جنہون نے حضرت مرتضی کی رفاقت و اطاعت کی تھی اون کی خلافت کے زمانے مین اور ہمراہی صحبت کو لازم پکڑکر اون کے مخالفین
لڑے اور نہ ہو اوان کے احکام کی اطاعت کرتے رہے اور انہین کو شیعہ مخلصین کہتے ہین اور اس لقب کی ابتدا سن سنتیس
ہجری مین ہوئی پھر دوسرا فرقہ ان کے بعد شیعہ تفضیلیہ ظاہر ہوا ہے پھر اس کے بعد شیعہ سبیہ ظاہر ہوئے کہ جو برے صحابہ اور
امہات مومنین پر لعن طعن کرتے ہین پھر ان کے بعد شیعہ غلاۃ ہوئے جیسا کہ مذکور ہوا اور یہہ ترتیب [illegible] ظاہر
ہونے کے لحاظ سے ہے ورنہ چھپا ہوا ان سب فرقون کا حضرت امیر کے عہد مین [illegible] سمجھا کہ [illegible]
ہوا ہے تمام ہوا یہہ کلام اوتقا بمرام پھر کیونکر اس کو موضع تہمت سمجھکر اس سے احتراز کرین گے پہلا تو [illegible] اور
مصنف کے طرف سے شیعون کے اوپر افترا ہے اور یہہ جو مصنف نے [illegible] کیا ہے کہ اس کو [illegible] شیعہ
و سنی دونون فرقون مین مخالفت و عداوت کی آگ خوب روشن ہو خدا اس سے پناہ مین رکھے اور تعجب تو
مصنف سے یہہ ہے کہ خود ہی ایسا کہتا ہے اور خود ہی فخر کرتا ہے جیسا کہ قول مصنف (وہم الجماعۃ الاولی [illegible]
وشیعتہ وخاصتہ علی الحقیقۃ) سے ظاہر ہے اور اپنے سنی ہونے کا دعوے بھی مصنف کو ہے پس مصنف کے اس
کلام مین تناقض صریح لازم آگیا جیسا کہ ہم نے سابق مین وعدہ کیا تھا چھٹا سقم یہہ ہے کہ قول مصنف (قد ترکوا مذاہب
الائمۃ من اہل بیت النبوۃ بما سلکوا مذہب الصحابۃ والتبعۃ) باطل ہے اس لئے کہ مذہب ایسا طریقہ کہ بغیر
علمائے امت کے کہولا جائے مسائل شریعت کے سمجھنے کو پس وہ عالم کچھ قاعدے بناوے اپنی عقل اور [illegible]
فہم سے جن کی بنا پر شرعی مسائل کو اون کے ماخذ سے نکالے اور اسی وجہ سے مذہب حنفی [illegible] دونون کا اجما
پس مذہب کی نسبت صحابہ و اہل بیت نبوی کی طرف جیسا کہ مصنف نے اعتراض کی تقریر مین واقع ہوئی ہے سراسر نامعقول ہے اور اسی وجہ خدا و
رسول و شیعتو کی طرف مذہب کی نسبت نہین کیجاتی اور نیز اہل سنت فقہا صحابہ کی طرف اپنے مذہب کی نسبت نہین کرتے بالکل [illegible] یقینا
صحابہ افضل ہین ائمہ اربعہ [illegible] اور شیعہ کے نزدیک امام [illegible] معصوم [illegible] کیونکہ اون کی جانب مذہب کی نسبت امام کیجانب کرنا درست ہو سکتا ہے
بلکہ مذہب کی نسبت اہل سنت یا صحابہ کیطرف بے ادبی سے خالی نہین ہے کیونکہ صحابہ و ائمہ اہل بیت کے اقوال [illegible] مذہب [illegible]
مانند [illegible] ساتوان سقم یہہ ہے کہ قول مصنف (فی اصول الدیانات و [illegible] الفروع الفقہیۃ [illegible])
کی [illegible] زمانے مین [illegible] علم الایمان و علم القرآن [illegible]

يصح قوله بما اسلكوه من مذاهب الصحابة والتبعة في اصول الدينية الخ ان هذا الاختلاف وانما
ثانيًا فلان تركه مذهب الائمة من اهل النبوة ففي هذه الفنون ايضًا غير صحيح لان اهل السنة
كلهم متفقون في عقائدهم غير مختلفين فيها والاشعري منهاجهم كما قال الحافظ ابن عساكر
في تبيين كذب المفتري ليست الائمة الاربعة في اصول الدين مختلفين انتهى وقال الشيخ
تاج الدين السبكي في معيد النعم ومبيد النقم وهذه المذاهب الاربعة ولله الحمد في العقائد
واحدة الا من لحق منها باهل الاعتزال والتجسيم والا فجمهورها على الحق يقرون عقيدة ابي جعفر
الطحاوي التي تلقاها العلماء سلفًا وخلفًا بالقبول ويدينون الله برأي شيخ السنة ابي الحسن الاشعري
الذي لم يعارضه الا مبتدع انتهى وامهات العقائد قد اخذوها من ائمة اهل بيت النبوة كما قال
في التحفة صفحه (٢٣٣) از رئيس فقهاء اهل سنت ابو حنيفه مرویست که گفت قلت لابي عبد الله جعفر بن محمد
الصادق يا ابن رسول الله هل فوض الله الامر الى العباد فقال الله اجل من ان يفوض الربوبية
الى العباد فقلت هل اجبرهم على ذلك فقال الله اعدل من ان يجبرهم على ذلك فقلت وكيف فقال بين بين
لا جبر ولا تفويض ولا اكراه ولا تسليط انتهى برين روايت اهل سنت بنائے مذهب خود نهاده اند ودر نفي خلق
از عباد واثبات كسب برائے ايشان مطابق ارشاد حضرت صادق اعتقاد كرده اند حالانكه اين روايت را بعينها از كتب شيعه
واثنا عشريه نيز با نسبه ما صدق وكذب اهل سنت ظاهر گردد وروى محمد بن يعقوب الكليني عن ابي عبد الله انه
قال لا جبر ولا تفويض ولكن امر بين امرين وروى الكليني ايضا عن ابراهيم عن ابي عبد الله مثل ذلك
وروى الكليني ايضا عن ابي الحسن محمد بن رضا نحوه انتهى فظهر من هذه الروايات المتفق عليها
بين الطائفتين ان مذهب الائمة من اهل البيت لا جبر ولا قدر ولكن بين بين وان هو الا اعتقاد
اهل السنة والشيعة على خلافه يقولون بخلق العباد للافعال ويأولون قول الامام الى تاويلات ركيكة
سخيفة لا يقبلها السليم ان رضي بها السفيه فلزم عليهم ما الزموه على اهل السنة من تركهم مذاهب
الائمة والمصنف ما رضي عن هذا الجواب وان كان قويًا مسكتًا للخصم مصرحًا به الكتب لانه
ليس في الحقيقة من منتصري اهل السنة بل هو من مقلدي مذهب المجسمة والمشبهة والوهابية
الذين هم اصحاب الجهة والنزول والاستقرار وغيرها من العقائد الباطلة كما هي مبسوطة في كتبهم
هذا او كان مرامه من تصنيف هذا الكتاب ترويج هذه العقائد الواهية وهي مردودة غير
مقبولة كلها عند الطائفتين من السني والشيعة كما ستبين ان شاء الله تعالى في هذا الكتاب فكيف
يمكن ترويجها بينهما فاخترع من عند نفسه دسيسة عجيبة مختلفة من الدسيسين من

صحیح ہو سکتا ہے مصنف کا یہ قول (رجالکم من مذاہب الصحابۃ والتابعین فی اصول الدیانۃ) یہہ تو محض بنا رشیقا اشعری پر ہے تم ہنہہ پہنچے

ائمہ اہل سنت ہونے کے مذہب کو ان فقہوں ترک کرنا بھی غیر صحیح ہے اس لئے کہ تمام اہل سنت عقاید میں متفق ہیں اصلا اختلاف نہیں رکھتے اور امام

اشعری اون کے طریقہ پر ہیں جیسا کہ حافظ ابن عساکر نے کتاب تبیین کذب المفتری میں کہا ہے کہ ہم ائمہ اربعہ کو عقاید میں مخالف نہیں دیکھتے ہیں

انتہی اور شیخ تاج الدین سبکی نے کتاب معید النعم و مبید النقم میں کہا ہے اور یہہ چاروں مذہب خدا کا شکر ہے کہ عقاید میں ایک ہیں مگر جو

ان میں سے معتزلی اور مجسم ہو گیا اور جمہور مذاہب اربعہ کے حق پر ہیں اور ابو جعفر امام طحاوی کا عقیدہ جس کو اگلے پچھلے تمام نے مقبول کر لیا ہے

تسلیم کرتے ہیں اور ... عبادت کرتے ہیں ... شیخ سنت امام ابو الحسن اشعری کے جن کا مخالف نہیں ہے مگر ... انتہی

اور اصل الاصول عقاید کو علما نے مذاہب اربعہ ... اتفاق اہل سنت ... [illegible] ... ۳۲۲ میں ... [illegible]

کے سردار امام ابو حنیفہ ... [illegible]

[illegible] ... فرمایا ... [illegible]

فرمایا کہ ... [illegible]

بالکل ... [illegible]

بندوں سے ... [illegible]

ہیں ... [illegible]

ہو جاتے ... امام جعفر صادق ... [illegible]

لیکن ایک شخص ... [illegible] ... امام جعفر صادق ... [illegible]

اور نیز کلینی نے امام ابو الحسن ... [illegible] ... روایتوں سے ... شیعہ

و سنی دونوں متفق ہیں ... [illegible] ... دونوں کے درمیان ہے

اور یہی عقیدہ ہے اہل سنت و الجماعت کا ... [illegible] ... اور امام جعفر صادق کے

قول مذکور کی طرح ... [illegible] ... صحیح المزاج آدمی ... نہیں کرتا اگرچہ بد مزاج آدمی

اون سے خوش ہو جاتے ... [illegible] ... اہل سنت پر ... الزام رکھا یا تو وہ عذرا

شیعہ پر الٹ پڑا اور مصنف نے اس جواب کو پسند کیا حالانکہ یہہ جواب خود ہی ... خصم کا ساکت ہے اور کتب اہل سنت میں صراحت مذکور ہے کہ

یہہ ہی کہ درحقیقت مصنف اہل سنت کی طرف داری نہیں ہے ... شیعہ ... مذہب کا جن کے عقاید باطل ہوتے ہیں اثبات بیت وزیارت

واستقرار وغیرہ جیسا کہ ... مصنف نے ... اور ... مصنف کی اصل غرض یہی ہے ... رواج دینا تھا

حالانکہ یہہ تمام عقیدہ شیعہ و سنی دونوں کے مذہب میں نا مقبول وہ ... چنانچہ ہم اوس کو اگر خدا نے چاہا آگے چل کر بیان کریں گے اور اسی کتاب میں

پس اس کیفیت کیساتھ ان عقاید باطل کو سنی و شیعہ میں رواج دینا مصنف کیونکر ہو سکتا ہے پس ایسے ہی سے ایک عجیب فریب کی بات بنائی ہوئی کہ

دسائس الشيعة المذكورتين في التحفة هكذا اكيد شصت وهشتم آنکه طعن کنند بر اهلسنت که ایشان در روایت و احادیث
تمیز نمیکنند در منافقین و مخلصین زیرا که بعد از وفات آنحضرت صلعم منافق از مخلصین متمیز نمی شد با نقطاع وحی و ایشان
نیز معتقد بر روایت وارند بخلاف شیعه که ایشان غیر اهل بیت روایت نمی کنند و پاکی و طهارت اهل بیت و وجوب رجوع از
ایشان قطعی است انتهی کید هشتاد و پنجم آنکه طعن کنند بر اهل سنت و جماعت که ایشان مذهب ابو حنیفه و شافعی و مالک و احمد را قبول
می کنند و مذهب ائمه را قبول نمی کنند حالانکه ائمه احق اند با تباع انتهی ونسب تلك الدسيسة بعنوان الاعتراض
الى الشيعة وضع هذا الكتاب موضع جوابه من جانب اهل السنة ونسب جملة ما املاها فيه
الى ائمة اهل البيت واكابرهم واطبق اقوال الاكابر علماءهم عليها رجاء ان يقبلها العوام من الطائفتين بحسن
ظنهم بالاكابر الذين نسب المصنف الاقاويل الموضوعة في هذا الكتاب اليهم وما درى ان الناقد بصير
واللبيب خبير واما ثانيا فلان قوله وتركوا سائر ما عندهم من انواع العلم الخ كما قالوا في غاية البطلان و
نهاية البهتان على الطائفتين لان مزعوم الشيعة ان اهل السنة لا يحتاطون في اخذ الروايات والمذاهب
لانهم لا يقتصرون فيه على الائمة المعصومين بل ياخذونها عنهم وعن غيرهم من الصحابة والتابعين فبناء
مزعومهم ان مذهب اهل السنة صار مشتبها مختلطا بالحق والباطل بخلاف مذهب الشيعة فانه
ماخوذ من المعصومين فلهذا بقي على صرافة الحق ومحوضة الصدق وما نسبه المصنف اليهم في
هذا القول فحاشاهم عنه وان ادعى به فعليه النقل عن ثقة او كتب معتبر عندهم وكيف يقولون به
وانهم يتلون الكتاب قال الله تعالى قَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ
الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ وقال الشاعر اقلي اللوم عاذل والعتابن وقولي ان اصبت لقد اصابن
واما ثالثا فلان قوله مع ان جل علوم اجل القوم امام الائمة علي المرتضى انما هو عند اهل السنة
ايضا لا يخلو عن خدشة لان علومه المعتبرة عندهم قسمان معارف وغيرها والاول معمول به في طرق
الصوفية القاطبة والثاني ما هو مذكور في الصحاح منتهى عدده خمسمائة وستة وثمانون فان اراد
بها هذه فلا غبار عليه وان اراد بها غيرهما فهم بريئون عنه وليسوا براضين عن هذه الجملة قال فمما
عليه من علومه عندهم مسند له ويسمى سيرة علي خرجه حافظ اليمن من همدان الجوال الرحال ابو
اسحق ابراهيم بن الحسين بن ديزيل الكسائي المتوفى في آخر شعبان سنة احدى وثمانين ومائتين و
كان تصنيفه بعد مائة وخمسين سنة - ومسند له خرجه حافظ بغداد احمد بن ابراهيم الدورقي صاحب
التصانيف المتوفى سنة ثلاثين وست اربعين عن ثمان وسبعين - ومسند له خرجه حافظ حجة
المحدثين الكبير ابو عبد الله محمد بن عبد الله بن سنجر صاحب المسند المتوفى في ربيع الاول سنة مائتين وثمان

شیعون کے دو کیدون سے منجملہ ان کیدون کے جو تحفہ میں مذکور ہیں اس طرح سے سترھوان کید یہ ہے کہ سنیون پر طعن کرتے ہین کہ یہ لوگ احادیث
و روایت میں منافقون اور مخلصون میں تمیز نہیں کرتے ہیں کہ اس وجہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مخلص سے منافق کی تمیز ہوتی تھی
بسبب انقطاع وحی کے اور سُنّی صحابی سے روایت کرتے ہیں بخلاف شیعہ کے کہ یہ لوگ اہل بیت کے غیر سے روایت نہیں لیتے اور اہل بیت کی
پاکی و صفائی اور پارسائی کا اونسے دور ہونا قطعی امر ہے انتہی پچاسوان کید یہ ہے کہ سنیون پر طعن کرتے ہیں کہ یہ لوگ ابو حنیفہ و شافعی
و مالک و احمد کا مذہب اختیار کرتے ہیں اور ائمہ اہل بیت کا مذہب اختیار نہیں کرتے حالانکہ ائمہ اتباع کے زیادہ حقدار ہیں انتہی
اور مصنف نے اس فریب کی بات کو شیعون کا اعتراض قرار دے کر [illegible] تصنیف کتاب کی تمہید میں ذکر کیا اور اپنی اس کتاب کو
سنیون کی طرف سے اعتراض مذکور کا جواب قرار دیا اور سمجھا اس کتاب میں کہا اوس کو ائمہ و اکابر اہل بیت کا مذہب قرار دیا
اور اہل سنت کے اکابر علماء کے اقوال اوس پر منطبق کئے اس امید پر کہ دونون گروہ کے عوام الناس توافق عقیدہ ہونے کی وجہ
سے [illegible] مصنف نے اس کتاب کے اقوال علماء [illegible] کو منسوب کیا ہے [illegible]
لطف ہے اور ہوشیار باخبر کے لئے [illegible] کہ مصنف کا قول [illegible] من انواع العلم [illegible] بالکل
اور پہلے سرے کا بہتان ہے دو گروہ [illegible] اس لئے کہ شیعہ کا قول یہ ہے کہ اہل سنت روایت [illegible] اختیار کرتے ہیں [illegible]
اس وجہ سے کہ وہ ائمہ معصومین پر [illegible] نہیں کرتے [illegible] اون سے اور [illegible] روایت کرتے [illegible] حاصل قول
شیعہ کا یہ ہے کہ اہل سنت کا مذہب [illegible]
لیا گیا ہے اسی وجہ سے حق [illegible] اور صدق [illegible] باقی ہے اور مصنف نے اس قول میں [illegible] منسوب کیا ہے وہ اس
سے بری ہیں اور اگر مصنف کو دعوی ہو تو شیعہ کے کسی ثقہ کے قول یا اونکی کتاب معتبر سے اسکو ثابت کرے [illegible] ایسا کہہ سکتے ہیں وہ یہی تو
آخر کتاب الٰہی کی تلاوت کرتے ہیں فرمایا خدا تعالیٰ نے کہ یہود نے کہا نہیں ہیں نصاری کسی شے پر اور نصاری نے کہا کہ نہیں ہیں یہود کسی شے پر
حالانکہ یہ سب کتاب کی تلاوت کرتے ہیں [illegible] اگر حق بات کہون اوس کی نسبت تو کہہ
کہ حق بات کہا [illegible] یہ ہے کہ مصنف کا یہ قول [illegible] الائمۃ علی المرتضی [illegible] عند اہل السنۃ) بھی [illegible] سے
خالی نہیں ہے اس لئے کہ حضرت امیر کے علوم جو اہل سنت کے [illegible] پہلی قسم پر تمام سلاسل صوفیہ [illegible] کا عمل دار مدار ہے
اور دوسری قسم وہ ہے کہ جو کتب احادیث صحیحہ میں مذکور ہے [illegible] اقتباس نہیں
اور اگر انکا [illegible] کیا ہے [illegible] نہیں کہا مصنف نے [illegible] اہل سنت کے پاس [illegible]
منجملہ اون کے ایک مسئلہ [illegible] ہے اور [illegible] کا مصنف حافظ [illegible] ابو اسحق ابراہیم بن محمد بن
[illegible] کی وفات آخر شعبان [illegible] تصنیف کیا تھا [illegible]
جس کا مصنف حافظ [illegible] ابراہیم [illegible]
جس کا مصنف حافظ [illegible] جسکی وفات ماہ ربیع الاول [illegible] ہجری میں ہوئی

وخمسين قال الحافظ قطب الدين عبد الكريم الحلبي ثم المصري الحنفي في تاريخ مصر وعندي مسند علي شيخ
فيه عن يحيى بن عبيد ويزيد بن هارون وابن نمير وخلائق انتهى في تذكرة الحفاظ للحافظ الذهبي الشافعي
ومسند له ونسند يسمى أخبار علي ويسمى أيضاً تضمنه لم أخرجه حافظ البصرة نزيل بغداد الحافظ الشهير
يعقوب بن شيبة السدوسي صاحب المسند الكبير الذي ما صنف مسند أحسن منه ولكنه ما أتمه
قال الذهبي بلغني أن مسند علي في خمس مجلدات ومات في ربيع الأول سنة مائتين واثنتين وستين
ومسند خرجه حافظ العراق قاضي المالكية إسمعيل بن إسحق المتوفى سنة مائتين واثنتين وثمانين
ومسند خرجه حافظ مصر والقاضي أبو بكر أحمد بن حنبل صاحب كتب العلم وكتب حجة المتوفى سنة
مائتين وتسعين واثنتين ومسند خرجه حافظ حضرموت أبو جعفر محمد بن عبد الله عرف بمطين
المتوفى سنة مائتين وسبع وتسعين وهو في اثني عشر جزءً - ومسند خرجه حافظ نسا أحمد بن شعيب
ثالث أئمة الحديث الستة المتوفى سنة ثلث وثلثمائة - ومسند خرجه الحافظ أبو محمد عبد الرحمن بن عثمان
بن أبي نصر المتوفى سنة - وجملة صالحة من أخباره وآثاره في كتاب خلاف أهل العراق عليا وعبد الله
أئمة المذاهب الأربعة الشافعي وفي كتب الأم له وفي كتب أخرى سواهما له أيضاً وفي كتب خلاف أهل
العراق عليا وعبد الله محمد بن نصر المروزي وكذا أخبار وآثار جمة عن المولى المرتضى علي والذرية
العلية في كتب الحفاظ الأيقاظ المتقدمة الأئمة من أهل السنة ككتاب السنن والآثار لابن شهاب
الزهري المدني التابعي مع خاصة الإمام زين العابدين وهو أول كتب في الباب والسيرة والسنن لصالح
بن كيسان المدني ومصنف هشام بن حسان البصري والسنن لابن جريج المكي والجامع لمعمر بن
راشد البصري نزيل اليمن والسنن لسعيد بن عروبة البصري ومصنف الربيع بن صبيح البصري أول من
صنف الكتب بالبصرة والجامع والفرائض لسفيان الثوري الكوفي والخراج لأبي يوسف الكوفي
ومسند له تخريج أبي عوانة الحراني له وتصانيف نعمان بن عبد السلام الأصبهاني وتصانيف عبد الحكيم
بن سليمن الأشل المروزي نزيل الكوفة ومحمد بن الحسن الشيباني الكوفي والوليد بن مسلم الدمشقي و
وكيع بن الجراح الكوفي وجامع عبد الله بن وهب المصري وموطاه وجمع سفيان بن عيينة الكوفي
ثم المكي وسننه وتفسيره وكتب يحيى بن آدم الكوفي ومسند أبي داود سليمن بن داود الطيالسي
البصري والتفسير والعلم لآدم بن أبي إياس العسقلاني وفي كتب أبي عبيد القاسم بن سلام البغدادي
وأصبغ بن الفرج المصري والسنن لسعيد بن منصور الخراساني نزيل مكة وكتب نعيم بن حماد
المروزي نزيل مصر ومسند مسدد بن مسرهد البصري وإسحق بن راهويه المروزي ورابع الأئمة المذاهب

حافظ قطب الدین عبد الکریم حلبی نے جو مصری حنفی ہے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ مسند اس حافظ جرجان مذکور کا ایک مسند علی ہے جس میں انہوں نے یعلی بن عبید و یزید بن ہارون و ابن نمیر و خلائق کثیر سے روایت کی ہے ایسا ہی مذکور ہے حافظ ذہبی شافعی کی کتاب تذکرۃ الحفاظ میں چوتھا مسند علی ہے کہ جس کا نام اخبار علی وسیلہ ہی ہے اس وجہ سے کہ اوس میں آپ کا سیرت لکھی ہیں اور اوس کا مصنف حافظ بصیر و نبیل ابو یوسف حافظ مشہور یعقوب بن شیبہ سدوسی ہے کہ جس نے ایسا بڑا مسند لکھا ہے کہ جس سے بڑا کسی نے مسند تصنیف نہیں کیا ہے لیکن وہ اوسے کو تمام کرنے نہیں پایا ذہبی نے کہا ہے کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ سدوسی کا مسند علی کی پانچ جلدیں ہیں اور وہ ماہ ربیع الاول سنہ ۲۶۲ھ میں وفات پائی ہے اور پانچواں مسند ہے کہ جس کو حافظ عراق مالکی کے قاضی اسمعیل بن اسحق نے کہ وفات ۲۸۲ھ میں ہوئی ہے تصنیف کیا ہے چھٹا مسند ہے کہ جس کو حافظ مروزی قاضی ابو بکر احمد بن علی نے تصنیف کیا ہے کہ جو مصنف کتاب علم و بہت سی کتابوں کا ہے ۲۹۲ھ میں اوس نے وفات پائی ہے ساتواں مسند ہے کہ جس کو حافظ حضرت ابو جعفر محمد بن عبد اللہ عرف مطین نے کہ جس کی وفات ۲۹۷ھ میں ہوئی ہے تصنیف کیا ہے اور یہ مسند بارہ جز میں ہے آٹھواں مسند ہے کہ جس کو حافظ نسائی احمد بن شعیب نے کہ جو صحاح ستہ کے مصنفوں میں سے ایک ہے اور ۳۰۳ھ میں وفات پائی ہے تصنیف کیا ہے نواں مسند کہ جس کو حافظ ابو محمد عبد الرحمن بن عثمان بن ابی نصر نے تصنیف کیا ہے کہ جن کی وفات سنہ میں ہوئی ہے اور ایک بڑا مجموعہ حضرت کے اخبار و آثار کا کتاب خلافت [illegible] عبد اللہ میں ہے کہ جو محمد بن نصر مروزی کی تصنیف ہے اور اسی طرح اخبار و آثار کثیرہ مولی مرتضیٰ اور ذریت علیہ کے حفاظ ایقاظ سابقہ کی کتب میں ہیں کہ جو اہل سنت کے امام تھے جیسے کتاب السنن و الآثار ابن شہاب زہری مدنی تابعی کی کہ جو امام زین العابدین کے خاص لوگوں میں سے تھے اور یہ اسباب میں پہلے کتاب ہے اور جیسے جزء علی و سنن علی صالح بن کیسان مدنی کی اور جیسے مصنف ہشام بن حسان بصری کی اور سنن ابن جریج مکی کی اور جامع معمر بن راشد بصری نزیل یمن کی اور سنن سعید بن ابی عروبہ بصری کی اور مصنف ربیع بن صبیح بصری کی جو بصرہ کے مصنفین میں پہلا ہے اور جامع سفیان ثوری کوفی کی اور جامع ابو یوسف کوفی کی اور سنن اوزاعی کی کہ جس کو ابو عوانہ حرانی نے اون سے روایت کیا ہے اور تصانیف نعمان بن عبد السلام اصبہانی کی اور تصانیف عبد الرحیم بن سلیمان اشل مروزی نزیل کوفہ کی اور محمد بن حسن شیبانی کوفی کی اور مولیٰ بن مسلم دمشقی اور وکیع بن جراح کوفی کی اور جامع سفیان بن عیینہ کوفی مکی کی اور انس کی سنن و تفسیر اور کتب یحییٰ بن آدم کوفی کی اور مسند ابی داود و مسند سلیمان بن داود طیالسی بصری کی اور کتاب التفسیر و العلم آدم بن ابی ایاس عسقلانی کی اور کتب ابو عبید قاسم بن سلام بغدادی اور اصبغ بن فرج مصری کی اور سنن سعید بن منصور خراسانی نزیل مکہ اور کتاب نعیم بن حماد مروزی مقیم مصر اور مسدد بن مسرہد بصری اور اسحاق بن راہویہ حنظلی [illegible]

الاربعة احمد بن محمد بن حنبل المروزی نزیل البغداد و محمد بن یحیی بن ابی عمر العدنی نزیل المکة و احمد بن
منیع البغوی نزیل البغداد و عبد بن حمید الکشی و یعقوب بن ابراهیم الدورقی و اخیه احمد و ائمة
الحدیث الستة و ائمة جمة لا یحصون کثرة و مسند علی من الافعال فضلا عن الاقوال من جمع الجوامع
لخاتمة الحفاظ جلال الدین السیوطی مع حذف السند مجلد و سوی ذلک عنه فی زبره سیما تفسیره
الدر المنثور وجملة جلیلة و لیس من جمیع ذلک المذکور عند المتشیعة نبذة و لا یوجد لهم عنه مسند صغیر
فضلا عن کبیر و لسیدة نساء العالمین فاطمة الزهراء و مسند تخرجه حافظ العراق ابو حفص عمر بن شاهین
البغدادی و فی مسانید الحفاظ الایقاظ عنها جملة یعتد بها و کذا فی سائر اصناف الکتب الحدیثیة و للحافظ
الحنفیة ابی بشر محمد بن احمد الدولابی من متقدمین کتب الذریة الطاهرة و للحافظ الحنابلة عبد العزیز
بن الاخضر الجنابذی البغدادی من المتاخرین معالم العترة النبویة و معارف اهل البیت الفاطمیة و
فیهما من مسانیدهم ما فیهما و قد صنف مفید بغداد فی وقته المحدث المکثر مؤلف مسند ابی حنیفة ابو
عبد الله الحسین بن محمد بن خسرو البلخی الحنفی مناقب اهل البیت و کلام الائمة و کذا اعتنی حفاظ
اهل السنة سواهم کحافظ صنعاء و الیمن عبد الرزاق و حافظ الکوفة و العراق بن ابی شیبة و حافظ الاندلس
و المغرب بقی بن مخلد فی تفاسیرهم و مصنفاتهم و کذا اعتنی جمیع سواهم عن المولی علی و الذریة
العلیة المکرمة الی الامام جعفر الصادق رضی الله عنهم علوم جمة و جعلها مستند الیها علما و معتمد
علیها عملا و عملا اعتقادا انتهی اقول بتوفیق الله تعالی و عونه قد اجاب المصنف عن الاعتراض الذی
فی هذه العبارة بان اهل السنة ما ترکوا علوم اهل بیت النبوة بل جملة علومهم عندهم و سرد فی بیانه ما
کتب صرح باسامی بعضها و ابهم لجمهورها لا یبلغ عددها خمسین و افتخر و قال و لیس من جمیع ذلک
المذکور عند المتشیعة نبذة و لا یوجد لهم عنه مسند صغیر فضلا عن کبیر و ما دری ان هذا الجواب لیس
بمسکت لهم و لا بمرضی لاهل السنة اما اولا فلان کتب علوم الائمة من اهل بیت النبوة عندهم
اربعمائة من اربعمائة العلماء کما قال صاحب التحفة فی صفحه ۲۳۳ و اما کتب اخبار یعنی احادیث پیغمبر و ائمه
پس خیلی بسیارند و المعتمدة فی الروایة علیهم چهار صد نسخه بود از چهار صد مصنف که آنها را اصول می گفتند و در تدوینه
آن همه نسخها ضایع شده و جماعه تلخیص آن نسخها نموده چند نسخه پرداخته اند انتهی فکیف یوزن ذلک العدد الیسیر
بهذا العدد الکثیر و کیف یباهی به بل یضحک الخصم و یصیر باعثا لشماتة الاعداء علی الاحبا و موهنا
الاقویاء بایدی الضعفاء و اما ثانیا فلان ما ذکره من المسانید و السنن و الجوامع و السیر و کتب
الاخبار و التواریخ فحالها عند اهل السنة عند لا تعتبرها المرتبین مولفوها غثها من سمینها

جیسے امام احمد بن محمد حنبل مروزی مقیم بغداد اور محمد بن یحیی بن ابی عمر عدنی مقیم مکہ اور احمد بن منیع بغوی وارد بغداد اور عبد بن حمید
کشی اور یعقوب بن ابراہیم دورقی اور اون کے بھائی احمد اور صحاح ستہ کے مصنفین اور دوسرے بہت سے اماموں کی کہ
جنکا شمار کرنا دشوار ہے اور مسند علی امام جلال الدین سیوطی کی کہ حافظ سند کیا تھا ایک مجلد ہے اور اس کے سوا امام سیوطی کی اور
کتابوں میں جیسے جمع الجوامع اونکی و درمنثور میں حضرت امیر کی روایات کا ایک بڑا مجموعہ ہے اور شیعہ کے پاس اس تمام مذکور میں سے
کچھ بھی نہیں ہے اور نہ اون کے یہاں حضرت امیر کا کوئی چھوٹا سا مسند ہے بڑا مسند تو کجا اور تمام جہان کی سردار حضرت فاطمہ زہرا
کا ایک مسند ہے کہ جس کو حافظ عراق ابو حفص عمر بن شاہین بغدادی نے تصنیف کیا ہے اور حفاظ ایقاظ کی بہت سی مسندوں میں
حضرت فاطمہ زہرا کی روایات کا ایک اچھا ذخیرہ ہے اور اسیطرح کتب حدیث کی اصناف میں اور حافظ خیثمہ ابی بشر محمد بن احمد دولابی
کہ جو متقدمین میں سے ہیں کتاب الذریۃ الطاہرہ میں اور حافظ جنابذی عبد العزیز بن الاخضر جنابذی بغدادی کی کہ جو متاخرین میں سے ہیں کتاب
معالم العترۃ النبویہ ہے اور دوسری معارف اہل البیت الفاطمیہ ہے اور ان دونوں میں اہل بیت اطہار کے مسانید بہت کچھ ہیں اور
اپنے شیخ کے مرتبہ بغداد محدث کثیر مسند ابی حنیفہ کے مؤلف ابو عبد اللہ حسین بن محمد خسرو بلخی حنفی نے مناقب اہل بیت و کلام ائمہ
کو جمع کیا ہے اور اسی طرح اہل سنت کے دوسرے حفاظ حدیث کے پاس جیسے کہ حافظ صنعاء یمن عبد الرزاق و حافظ کوفہ عراق
ابن ابی شیبہ و حافظ اندلس و مغرب بقی بن مخلد ان ائمہ کی تفسیروں اور تصنیفوں میں اور اسی طرح ان کے علاوہ ایک جماعت علما
کے پاس موصلی حلبی اور مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم تک کے علوم اہل بیت کا بڑا مجموعہ ہے کہ وہ تمام اونکی طرف منسوب
ہے اور علم و عمل کے باب میں تمام علما کے نزدیک اوسپر اعتماد ہے تمام ہوا کلام مصنف کا۔ میں کہتا ہوں خدا تعالی کی توفیق
و مدد سے کہ مصنف نے اس عبارت میں اعتراض مذکور کا جواب دیا ہے یا یہ کہ اہل سنت نے علوم اہل بیت نبوۃ کو ترک نہیں کیا ہے
بلکہ اہل بیت کے تمام علوم اہل سنت ہی کے یہاں موجود ہیں اور اس دعوے کے بیان میں چند کتابیں بتائیں کہ جن کے بعض کا نام
ذکر کیا اور بعض کو مبہم رکھا اور اون تمام کتابوں کا عدد پچاس تک نہیں پہونچتا ہے اور اسی قدر پر مصنف نے فخر کیا ہے کہا ہے کہ شیعہ کے
پاس اس مذکور میں سے کچھ نہیں ہے اور نہ اون کے پاس کوئی چھوٹا سا مسند علی ہے بڑا تو کجا اور مصنف کو یہ خیال ہوا کہ یہ جواب
شیعوں کے لئے ساکت نہیں ہے اور نہ اہل سنت کو مقبول ہے امر اول کا بیان یہ ہے کہ ائمہ اہل بیت کے علوم کی کتابیں
شیعہ کے یہاں چار سو ہیں جنکو چار سو عالموں نے تصنیف کیا ہے جیسا کہ تحفہ اثنا عشریہ کے صفحہ (۲۲۳) میں کہا ہے کہ کتب
اخبار یعنی احادیث پیغمبر و ائمہ کے متعلق شیعہ کا قول ہے (اور ذمہ اس قول کی روایت کا اونہیں پر ہے) کہ چار سو نسخے تھے چار سو
مصنفوں کی تصنیف سے کہ اون کتب کو اصول کہتے تھے رفتہ رفتہ وہ تمام کتابیں ضایع ہو گئیں اور ایک گروہ علما نے اون کل کتابوں
سے چند کتابیں بنائی ہیں انتہی پس مصنف کا بتایا ہوا عدد قابل اس عدد کثیر کے کیونکر ہو سکتا ہے اور اس پر کیونکر فخر کیا جائے بلکہ
خصم کے ہنسنے اور دشمنوں کے طعنہ مارنے کا باعث اور ضعیف نگاہ کی تہمت ہوا اور اون کو کمزور بنانیوالا ہے اور دوسرے امر کا بیان یہ ہے کہ مصنف نے
جسقدر مسانید و سنن و جوامع و کتب اخبار و تواریخ کو ذکر کیا ہے ان کا حال اہل سنت کے نزدیک یہ ہے کہ ہرگز قابل اعتبار نہیں ہو سکتی تا وقتیکہ ان کے مصنفین الخ کو

و دیمامن زبرنیا اولم یطالعوها باعمال النظر وتحقق الفکرات ومرات ولم یحصلوها کما قال سند المتاخرین
فی بستان المحدثین فی صفحه (۱۳۰) بر هر عاقل پوشیده نیست که مرویات شخص از هر رطب و یابس مجموع و مخلوط
می باشد تا وقتیکه خود آن شخص که اعتقاد بزرگی و فضیلت او داریم آن مخلوط را تمیز نکند و بارها بنظر امعان و تعمق مطالعه
نماید و شاگردان خود را تعلیم نکند محل اعتماد چه قسم تواند بود تفصیل این اجمال آنکه مسند امام اعظم که بالفعل مشهور است تالیف
قاضی القضاة ابوالموید محمد بن محمود بن محمد الخوارزمی است که در سن ششصد و هفتاد و چهار آنرا رایج ساخته مسانید امام اعظم
را که علمای سابق پرداخته بودند درین مسند جمع کرده بترتیب فقه چیزی را از مرویات امام اعظم ترک نکرده و قبل ازوی سیزده
مسانید بسیار بر مرویات امام اعظم ساخته بودند چنانچه خود کشی در خطبه این مسند نام آنها و مصنفین آنها و سند خود با این
مصنفین بیان نموده اما بیشتر رایج و مشهور دو مسند بود و تا حال موجود مسند اول است اول مسند حافظ الحدیث محمد بن یعقوب
بن الحارثی دوم مسند حافظ الوقت حسین بن محمد بن خسرو رحمة الله علیه چنانچه اجازت این هر دو مسند براقم الحروف نیز از شیوخ
رسیده پس این مسند را نسبت بحضرت امام کردن ازان باب است که مسند ابی بکر را مثلا از مسند امام احمد نسبت بحضرت ابی بکر
صدیق نمایم و از تصانیف ایشان انگاریم و آن غلطی بیش نیست انتهی و ایضا قال فی صفحه باید دانست که قاعده مقرره اهل
سنت است که حدیثی را که بعض ائمه فن حدیث در کتابهای روایت کنند و صحت ما فی الکتاب را التزام نکرده باشند مثل
بخاری و مسلم و بقیه اصحاب صحاح و بصحت آن حدیث بالخصوص صاحب آن کتاب یا غیر او از محدثین ثقات تصریح نکرده
باشد قابل احتجاج نیست زیرا که جماعة از محدثین اهل سنت که در طبقه متاخر پیدا شده اند مثل دیلمی و خطیب و ابن عساکر چون
دیدند که احادیث صحاح و حسان را متقدمین مضبوط کرده رفته و جای سعی آنها نمانده مائل شدند بجمع احادیث ضعیفه و
موضوعه و مقلوبة الاسانید المتون تا بطریق بیاض یکجا فراهم آورده نظر ثانی نمایند و موضوعات را از حسان لغیرها
ممتاز سازند لیکن بسبب قلت فرصت و کوتاهی عمر خود آنها را این مهم انجام نشد اما متاخرین که از ایشان بعدتر پیدا شدند بر آنها تعاقب
کردند ابن الجوزی موضوعات را جدا ساخت و سخاوی حسان لغیرها را در مقاصد حسنه علیحده نوشت و سیوطی در تفسیر در منثور
پرداخت و غیر آن جمع کنندگان در مقدمات کتب خود این غرض را و شگافت گفته اند با وجود علم بحال آن کتب
بتصریح مصنفین آنها دریافته باشیم احتجاج بان حدیث چگونه روا باشد و لهذا صاحب جامع الاصول نقل کرده که
خطیب از تفسیر ثعلبی برادر بعضی احادیث شیعه روایت کرده است بهمین غرض که بعد از جمع و تالیف در آنها نظر
کنند و تنقیح نمایند که گستاخی دارند انتهی فما قاله المصنف فی اخر هذا القول من ان جلها مستند الیها و تعقد
علیها عملا و عقدا عند جلهم ففی غاية السخافة و مما لا ینبغی ان یصغی الیه ما دام لم یثبت هذا الکلام
بتصحیح النقل عن کتاب معتبر او ثقة معتمد و اما قوله و کذا عند جمع سواهم عن الموطأ علی
ان الذی بید العامة المکرمة الامام جعفر صادق رضی الله عنهم علی وجه انتهی ففیه السوال من ثلاث

اور بہت وجہ تو یہ ہے کہ ہر بار پورے نظر غور کر تعمق کے ساتھ بار بار ان کا مطالعہ نہ کیا ہو اور طالب العلموں کو چند مرتبہ تعلیم نہ کیا ہو
جیسا کہ سند متاخرین نے بستان المحدثین کے صفحہ (۲۳۰) میں فرمایا ہے (ہر عاقل پر مخفی نہیں ہے کہ مرویات انسان کی ہر رطب
و یابس سے مجموع و مخلوط ہوتی ہیں جب تک کہ وہ خود انسان کہ ہم اوسکی بزرگی و فضیلت کا اعتقاد رکھتے ہیں اوس مخلوط کو
الگ نہ کر دیوے اور بار بار امعان و تعمق کے ساتھ اون کا مطالعہ نہ کرے اور اپنے شاگردوں کو اون کی تعلیم نہ کرے جب تک
محل اعتماد کیونکر ہو سکتی ہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ مسند حضرت امام اعظم کی کہ آج کل مشہور ہے قاضی القضاۃ
ابو المؤید محمد بن محمود بن محمد خوارزمی کی تالیف ہے کہ سنہ ۶۶۴ میں اوس کو رواج دیا ہے یعنی مسانید امام اعظم کہ علما کے
سابق نے بنائی تہی اون مسندوں میں جمع کر کے اپنے گمان میں امام اعظم کے مرویات کچھ بہی نہ چھوڑا تہا اور اوس سے
پہلے اگرچہ بہت سے مسند امام اعظم کی مرویات کے علما نے بنائے تہے چنانچہ مصنف اس مسند کے خطبہ میں اون
مسانید اور راوی اون کے مصنفین کے نام اور اپنی سند کو اون مصنفین کے طرف بیان کیا ہے لیکن زیادہ تر رائج و
مشہور وہی مسند تہے اور مشہور یہہ بہی ہے جو وہ مستعمل میں ہیں یا مسند حافظ محدث شیخ ابن یعقوب بن حارثی کا دوسرا
مسند حافظ وقت حسین بن محمد بن خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا چنانچہ ان تینوں مسندوں کی اجازت راقم الحروف
بہی اپنے اساتذہ سے پہنچی ہے پس اس مسند کو حضرت امام کے طرف منسوب کرنا از قبیل سے ہے کہ
مثلاً مسند ابو بکر کو جو امام احمد نے بنایا ہے حضرت صدیق کے طرف منسوب کریں اور انہیں کی تصنیف کہا
کریں اور یہہ محض غلطی ہے انتہی اور نیز تحفہ میں فرمایا ہے وجاننا چاہیئے کہ اہل سنت کا ایک قاعدہ مسلمہ ہے
کہ جس حدیث کو بعض ائمہ فن حدیث کسی کتاب میں روایت کریں اور مؤلف الکتاب کی صحت کا التزام انہوں
نہ کیا ہو جیسا کہ امام بخاری و مسلم و باقی اصحاب صحاح نے کیا تہا اور اس حدیث کی صحت خاص طور پر اوس
کتاب کے مصنف یا دوسرے ثقہ محدثین نے بصراحت بیان نہ کی ہو وہ قابل احتجاج کے نہیں ہے اس لئے کہ ایک جماعت محدثین اہل سنت
کی کہ پچھلے طبقہ میں گذری ہے جیسے کہ دیلمی و خطیب و ابن عساکر وغیرہ کہا کہ احادیث صحاح و حسان کو پہلے محدثین بالکل ضبط کر چکے ہیں اور
اونہیں سعی کر چکے ہیں مگر باقی نہیں ہیں احادیث ضعیفہ و موضوعہ و مقلوبۃ الاسانید کی جمع کرنے کی طرف متوجہ ہو گئے تاکہ بعد کے لوگ بطور پرکہ کے نظر ثانی کریں اور
موضوع حدیثوں کو حسن اور صحیح سے علیحدہ کر دیویں لیکن وہمی و عمر کی کوتاہی کی سبب سے اون سے اس مہم کا سرانجام نہ ہوا پچھلے محدثین نے کہ اون کے بعد پیدا ہوئے
علیحدہ کر دیا چنانچہ ابن جوزی نے موضوع حدیثوں کو علیحدہ کر کے اونکو مقابلہ میں حسان لغیرہا کو مقاصد حسنہ اپنی کتاب میں علیحدہ لکہا اور سیوطی نے تفسیر در منثور میں اون کو
اون کی جمع کرنیوالوں نے اپنی کتب کے مقدمات میں اس غرض کو صاف صاف کہدیا ہے پس ہم کو اون کتابوں کا حال اون کے مصنفوں کی تصریحات سے معلوم ہوا ہو گا اوس حدیث سے
دلیل لانا کیونکر جائز ہو اور اسیوجہ سے جامع الاصول کے مصنف نے نقل کیا ہے کہ خطیب نے شریف مرتضیٰ رضی سے کہ مبالی سے شیعہ کی حدیثیں روایت کی ہے صرف اسی غرض سے کہ جمع کرنیکو بعد اونہیں
نظر کر کے بحث کریں سو کیا اوکی کوئی اصل ہے یا نہیں انتہی پس جو کہ مصنف نے قول امام کو آخر میں کہدیا کہ وہ کل حدیث قابل اعتماد ہو وقتیکہ ان میں علما و عقلا اس کی تزویر کیا منقول نہ تحفہ ہی اور قابل
[illegible] امام جعفر صادق تک [illegible]

الجماعة على المصنف بانه لم لم يصرح باسماء اشخاصها ولو كشف عن اساميهم لبحثنا عن احوالهم
والبحث على عدم التصريح بها انهم جماعة من الامامية يقال لها الحكمية والهشامية ومذهبهم
مذهب المجسمة فلما كان المصنف موافقاً لهم في مذهبهم سلك معهم مسلك الخليط الشاطر و
اخفى اسماءهم وبرّأهم من عيب الغريب النظر وما درى الناقد البصير فنحن نخبر الناظرين عن حالهم
ومقالهم لكي يتضح عليهم ما ستره المصنف من بالهم قال صاحب التحفة في صفحة ١٣٠ واما امامية
پس در مذهب ایشان و قاعده مشترک و متفق جمیع فرق ایشان آنست که زمان تکلیف خالی نمی باشد از امام فاطمی و
مجموع ایشان سی و نه فرقه اند الی ان قال سیوم حکمیه اند و ایشان را هشامیه نیز گویند اصحاب هشام بن الحکم گویند که بعد از امام حسین علیه السلام
امامت تعلق با امام حسین و اولاد ایشان گرفت و تا امام جعفر صادق بترتیب معتقد امامت اند لیکن در حق باری تعالی قائل
تجسیم صریح میشوند گویند معبود ایشان بصورت جسمی است طویل و عریض و عمیق و ابعاد ثلاثه او باهم متساوی اند و صورتی
از صور متعارفه اجسام ندارد انتهی فمنهم هشام بن الحكم وهشام بن سالم ومحمد بن نعمان ابوجعفر الاحول الملقب
بشيطان الطاق والشيعة تقول هو مؤمن الطاق ويونس بن عبد الرحمن القمي مولى آل يقطين وغيرهم من الشيعة و
كذلك يحكى عن مقاتل بن سليمان وداود الجواربي ونعيم بن حماد المصري وغيرهم من اصحاب الحديث ومن عقائدهم
انه تعالى ذو صورة واعضاء وانه على صورة انسان ويحكى عن داود انه قال اعفوني عن الفرج واللحية واسألوني
عن ما وراء ذلك فان في الاخبار ما يثبت ذلك ومنها ان الملائكة تحمل العرش والعرش يحمل الرب تعالى اذ قد
ورد في الخبر ان الملائكة تئط احياناً من وطأة عظمة الله تعالى على العرش كذا في الملل والنحل ومنها ما ذكرناه
في المقدمة ومن متابعة المصنف لهذه الفرقة انه ملأ هذه العقائد في هذا الكتاب حيثما وجد لها مناسبة
في مواقع شتى ومنها انه استعمل فيه الفاظاً مصطلحة لهم كلفظة العامة والخاصة كما قال في صفحه (١٠)
وهو فقه العلم وايمان العامة يستوي فيه الخاصة والعامة انتهى وهو موافق لما روي ان ابن نعمان الملقب
بشيطان الطاق قد صنّف كتاباً حجة الشيعة منها افعل لم فعلت ومنها افعل لا تفعل وذكر فيها ان
كبار الفرق اربعة القدرية والخوارج والعامة والشيعة ثم عين الشيعة بالنجاة في الآخرة من هذه
الفرق كذا في الملل وعنى بالعامة اهل السنة والجماعة الذين لا يدخلون الجنة في زعمه نعوذ بالله منه
ومن متابعة لهذه الفرقة انه ترك ذكر عدة من الامام الحسن المجتبى واولاده الامجاد وبعض اولاد الامام
الحسين الذين ليسوا بائمة عند هذه الفرقة في هذا الكتاب مع التزامه لاحياء علوم اهل البيت وايضاً
ذكرهم في سلسلة الائمة وهذا لان هذه الفرقة تعتقدون ان الامامة منحصرة في سلسلة اولاد الامام
الحسين ومنقطعة عن اولاد الامام الحسن المجتبى وهذا يفضي الى سوء الادب معهم وترك لبعض ما وجب

پس اس قول میں مصنف پر سوال ہوتا ہے کہ وہ جماعت کونسی ہے جن کے اشخاص کے نام مصنف نے ذکر نہیں کیے اگر اون کے نام ذکر
کر دیتا تو پھر احوال سے تشکیک اور نام نہ ذکر کرنے کی وجہ یہہ ہے کہ وہ امامیہ کی ایک جماعت ہے کہ جنکو حکمیہ و ہشامیہ کہا جاتا ہے
اور اون کا مجسمہ کا مذہب ہے پس چونکہ مصنف اون کے مذہب میں خود اون کا موافق تہا لہذا اون کے ساتہہ چالاک مکرانہ کی چال چلا
اور اون کے نام و نشان کو پوشیدہ اہل نظر کی آنکھوں سے چہپا دیا اور یہہ نہ سمجھا کہ صفحہ زمانہ دیکھنے والا ہے پس ہم ناظرین کو اوس جماعت کا
حال و قال بتائے دیتے ہیں تاکہ جو کچہ مصنف نے چہپایا ہے اون پر واضح ہو جائے مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی نے تحفہ کے صفحہ (۳۱)
میں فرمایا ہے (اور امامیہ پس اون کے مذہب کا مدار اور اون کے کل فرقوں کے عقاید میں قدر مشترک یہہ امر ہے کہ اون کے نزدیک زمانہ تکلیف کا
زمانہ کسی امام فاطمی سے خالی نہیں ہوتا ہے اور اون سب کے کل انتالیس فرقے ہیں یہاں تک کہ فرمایا تیسرا فرقہ حکمیہ ہے اور ان کو ہشامیہ
بہی کہتے ہیں یہہ لوگ ہشام بن الحکم کے اصحاب ہیں اُن کا قول ہے کہ امام حسن کے بعد امامت کا تعلق امام حسین اور اون کی اولاد کے
ساتہہ ہو گیا اور امام جعفر صادق تک ترتیب امامت کے معتقد ہیں لیکن حق تعالی کے حق میں صریح مجسم ہونے کے قایل ہیں کہ ہمارا
معبود جسم کی صورت میں ہے لمبا چوڑا گہرا اور اوس کی تینوں مقداریں برابر ہیں مگر اجسام کی صورتوں میں سے کسی صورت میں نہیں ہے انتہی
پس اوسی جماعت میں سے ہیں ہشام بن حکم و ہشام بن سالم و محمد بن نعمان ابو جعفر احول ملقب بشیطان الطاق ہے اور شیعہ اوس کو مومن الطاق کہتے
ہیں اور یونس عبد الرحمن قمی مولی آل یقطین وغیرہم شیعہ کی جماعت سے اور ایسا ہی منقول ہے مقاتل بن سلیمان و داود جواربی و نعیم بن حماد مصری
وغیرہم اصحاب حدیث سے اور بعض اون کے عقیدہ یہہ ہے کہ اللہ تعالی صورت و اعضا رکہتا ہے اور وہ انسان کی شکل میں ہے اور داود جواربی سے منقول ہے
کہ اوس نے کہا ہے کہ فرج و ریش کے سوال کو معاف رکہو [illegible] کہ دنیا میں اس کا ثبوت موجود ہے [illegible]
اون کا یہہ ہے کہ فرشتے عرش کو اوٹہائے ہوئے ہیں اور عرش پر [illegible] کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ فرشتے کبہی کبہی خدا کے بوجہ سے
جو عرش پر ہے آواز کرنے لگتے ہیں جیسا کہ [illegible] اور اون کے [illegible] ہم مقدمہ میں ذکر کر چکے ہیں اور اسی فرقہ کی پیروی سے کہ [illegible] مصنف نے
اُن عقاید کو اپنی اس کتاب میں متفرق مقامات میں [illegible] اس کتاب میں اکثر مصطلح الفاظ کو مصنف نے
استعمال کیا ہے جیسا کہ لفظ عامہ و خاصہ چنانچہ صفحہ [illegible] میں کہا ہے [illegible] انتہی اور یہہ اصطلاح میں [illegible]
اوس روایت کے کہ ابن نعمان ملقب بشیطان الطاق [illegible] کتابیں تصنیف کی ہیں اون میں سے ایک کا نام
(افعل لم فعلت) ہے اور ایک کا نام (افعل لا تفعل) ہے اور اون کتابوں میں ذکر کیا ہے کہ بڑے فرقے چار ہیں قدریہ و خوارج و عامہ و شیعہ پہر تجا
انروی شیعہ کے ساتہہ متعین کی ان چاروں میں سے اسی طرح [illegible] اہل سنت کو عامہ کیا [illegible] نعوذ باللہ منہ جنت میں
داخل نہ ہوں گے اور اسی فرقہ کی اتباع کی وجہ سے مصنف نے امام حسن مجتبی اور انکی اولاد امجاد کے علوم کو اس کتاب میں ذکر نہیں کیا اور نہ اون بعض اولاد
امام حسین کے علوم کو ذکر کیا کہ جو اس فرقہ کے نزدیک امام نہ تہے با آنکہ مصنف نے التزام کیا ہے اس کتاب میں علوم اہل بیت کو زندہ کرنے کا اور نیز
اماموں کے سلسلہ میں اون کا ذکر ترک کر دیا اور یہہ اس وجہ سے کہ اس فرقہ کے عقیدہ میں امامت منحصر ہے امام حسین کی اولاد کے ساتہہ ہی اور
امام حسن مجتبی کی اولاد سے امامت منقطع ہے اور اس سے اون کی بڑی شان میں بے ادبی لازم آتی ہے اور بعض امر واجب الاتباع

علينا في باب ... يجب علينا ان نذكر شيئا من فضائل اولاد الحسن المجتبى واولاد الحسين الذين ترك المصنف ذكر
هم وشيئا من علومهم حيث انا اثبتنا المتن في هذا الباب وتكملة لما اثبته مع احداثه احيانا في هذا الكتاب
والله الموفق للصواب والميسر للصعاب فنقول بتوفيقه تعالى وعونه ان الامام الحسن المجتبى سبط النبي
المصطفى صلى الله عليه وسلم وله ثلاثة عشر ذكرا وست بنات فاعقب من ولده اربعة زيد والحسن المثنى
والحسين الاثرم وعمر الا ان الحسين الاثرم وعمر انقرضا سريعا وبقي عقبه من رجلين لا غير زيد والحسن المثنى
فسيدنا الامام ابو الحسن زيد عاش مائة سنة وامه فاطمة بنت ابي مسعود الانصاري ومن ولده نفيسة
بنت زيد بن الحسن المجتبى قبرها في مصر يزوره الناس ويعظمونه ويتبركون به ومنهم الامام الحسن
بن زيد اعقب سبعة ذكور منهم قاسم وعلي وزيد وابراهيم وعبد الله واسحق فاعقب من الامام القاسم
عبد الرحمن الشجري وحمزة ومحمد البطحاني الذي هو اكثر الاولاد في طبرستان وري وقم وغيرهما من محل
المغاربة وتفصيلهم في عمدة الطالب في ال ابي طالب والامام الحسن المثنى بن الامام الحسن المجتبى كان قد خطب
الى عمه الامام الحسين احدى بناته فابرز اليه فاطمة وسكينة وقال يا ابن اخي اختر ايهما شئت فاستحيى
الحسن وسكت فقال الامام الحسين رضي الله عنه قد زوجتك فاطمة فانها اشبه الناس بامي فاطمة بنت
رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال البخاري ان اتخذ الحسن فاطمة بنت عمه الحسين وكان يتولى صدقات
امير المؤمنين علي كرم الله وجهه فنازعه فيها الامام زين العابدين علي بن الحسين رضي الله عنهما ثم
سلمها له فلما كان زمن الحجاج قال له عمر بن علي كرم الله وجهه ان يشركه فيها فابى فاستشفع عمر
بن علي من الحجاج فبينا الحسن يسائره ذات يوم قال له الحجاج يا ابا محمد ان عمر بن علي عمك وبقية ولد علي
فاشركه معك في صدقات ابيه فقال الحسن والله ما غير ما شرط علي فيها ولا ادخل فيها من لم يدخله وكان
امير المؤمنين قد شرط ان يتولى صدقاته ولده من فاطمة دون غيرهم من اولاده فقال الحجاج اذن ادخله
معك فنكص عنه الحسن حين سمع كلامه وذهب من فوره الى الشام فامر عبد الملك بادخاله فدخل فعظمه
واكرمه واجلسه معه على سريره قال ما الذي جاء بك يا ابا محمد فذكر له حكاية عمه عمر فكتب عبد الملك الى
الحجاج كتابا ان لا يعارض الحسن بن الحسن في صدقات جده ولا يدخل معه من لم يدخله علي وختم
الكتاب وسلمه اليه وامر له بجائزة وصرفه اكراما ثم لحق بالمدينة ومات مسموما وعمره اذ ذاك خمس
وثلاثون سنة وكان اشبه برسول الله صلى الله عليه وسلم وعقب من خمسة رجال عبد الله المحض و
ابراهيم الغمر والحسن المثلث وداود وجعفر فعبد الله المحض امه فاطمة بنت الامام الحسين ولقب بالمحض لانه من
الحسنين لان اباه الحسن بن الحسن المجتبى وامه فاطمة بنت الحسين وكان يشبه جده رسول الله صلى الله عليه وسلم

ترک ہوا اوسے ہم آیا ہے پس ہم کو ضرور ہوا کہ اولاد حسن مجتبیٰ اور بعض اولاد امام حسین کہ جن کے علوم کو مصنف نے نہیں ذکر کیا ہے اون کے کچھ فضائل
اور کچھ علوم بیان کر دیویں تاکہ مصنف نے جو کچھ اس باب میں کمی کی ہے اوس کا جبیرہ اور تکمیل ہو جاوے حالانکہ اس کتاب میں مصنف کا مقصود
ہے احیاے علوم اہل بیت کا اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور دشواریوں کا آسان کرنیوالا ہے پس خدا کی توفیق و امداد سے ہم کہتے ہیں کہ امام
حسن مجتبیٰ سبط نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ فرزند ذکور تھے اور دختر تھیں پر اون کے پدر اون کی اولاد میں سے چار شخص باقی رہے زید و حسن مثنیٰ و حسین
اثرم و عمر بکر دو نے بچپن جلد گذر گئے اور اولاد امام حسن مجتبیٰ صرف دو مردوں زید و حسن مثنیٰ سے جاری رہی ہے پس ہمارے سردار امام
ابو الحسن زید سو سال تک زندہ رہے اون کی والدہ فاطمہ ابو مسعود انصاری کی بیٹی ہیں اور اونہیں کی بیٹی نفیسہ ہیں کہ جن کی قبر مصر میں ہے
کہ مسلمان اوس کی تعظیم و زیارت کرتے ہیں اور اوس سے برکت لیتے ہیں اور اونہیں کی اولاد میں سے ہیں امام حسن بن زید کہ جن کے
سات بیٹے ہوئے کہ جن میں سے قاسم و علی و [illegible] ابراہیم و عبداللہ و اسحق ہیں پس امام قاسم کی اولاد سے عبدالرحمن شجری و حمزہ و محمد بطحائی
ہیں اور محمد بطحائی کی اولاد کثیر ہے کہ جن کا مسکن طبرستان و ری و قم وغیرہ میں تھا رہے ہیں اور اون کی تفصیل کتاب عمدۃ المطالب فی آل
ابی طالب میں مذکور ہے اور امام حسن مثنیٰ بن امام حسن مجتبیٰ نے اپنے چچا امام حسین سے ان کی ایک صاحبزادی کے لیے خواستگاری کی درخواست
کی تھی پس امام حسین نے فاطمہ و سکینہ کو اون کے سامنے کر کے فرمایا کہ اے بھتیجے ان میں سے جس کو جی چاہے پسند کر لے پس امام
شرما کر خاموش ہو گئے اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تم سے فاطمہ کا عقد کر دیا اس لیے کہ یہ لڑکی میری والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ سے
ساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے اور [illegible] روایت کی ہے کہ امام حسن مثنیٰ نے اپنے چچا کی دختر فاطمہ کو پسند کر لیا تھا اور آپ ہی حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کے صدقات کے متولی تھے پس امام زین العابدین حضرت علی بن الحسین رضی اللہ عنہما سے [illegible] میں آپ نے نزاع کی [illegible]
امام حسن مثنیٰ صدقات اون کے حوالہ کر دی اور جب حجاج کا زمانہ آیا تو آپ کے چچا عمر بن علی کرم اللہ وجہہ نے [illegible] شریک [illegible]
آپ نے نا منظور کیا تو عمر بن علی نے اس باب میں حجاج سے سفارش چاہی پس ایک دن امام حسن حجاج کے ہمراہ تشریف لیجاتے تھے کہ حجاج نے آپ سے کہا [illegible]
عمر بن علی تمہارا چچا ہے اور تمہارے دادا کی اولاد کا بقیہ ہے پس اس کو بھی اپنے ساتھ اپنے پدر کے صدقات میں شریک کر لو امام حسن نے فرمایا کہ میں
حضرت علی کی شرط کو نہ بدلوں گا اور صدقات میں جسکو انہوں نے داخل نہیں کیا میں نہ داخل کرونگا اور حضرت علی نے شرط لگائی تھی کہ آپ کے صدقات
کی تولیت اولاد فاطمہ زہرا کے لیے مخصوص ہے پس حجاج نے کہا اب میں اوسکو تمہارے ساتھ داخل کر دونگا پس حضرت حسن [illegible] امام حسن کے [illegible]
اور [illegible] شام کی طرف روانہ ہوئے پس عبدالملک نے [illegible] داخل شام ہو کر [illegible] آپ داخل ہوئے تو بہت کچھ آپ کی تعظیم و تکریم بجا لایا اور اپنے ساتھ
تخت پر بٹھایا پھر پوچھا کہ اے ابو محمد کس وجہ سے تشریف لائے ہیں آپ نے اپنے چچا عمر کا قصہ اوس سے بیان کر دیا تو عبدالملک نے حجاج کے نام ایک خط لکھا کہ حسن بن حسن
اور حسن کے دادا کی [illegible] میں اوس شخص کو شریک کیا جاوے اور خط تمام کر کے آپ کو دیدیا اور ایک بڑے جائزہ کا آپ کی [illegible] میں پیش کرنے کا
حکم دیا اور بہت تعظیم سے آپکو واپس کیا پھر آپ [illegible] زہر [illegible] وفات پائی اور آپ کی عمر اوس وقت پینتیس برس کی تھی اور آپ حضرت صلعم کے ساتھ بہت زیادہ مشابہ تھے
اور آپکے پانچ بیٹے ہوئے عبداللہ محض ، ابراہیم غمر ، حسن مثلث ، داود ، جعفر پس عبداللہ محض کی والدہ فاطمہ بنت امام حسین ہیں اور آپ کا لقب اس وجہ سے ہوا کہ
آپ کو والدین کی طرف سے حسنین سے قرابت ہے اس لیے کہ آپکے والد حسن بن حسن مجتبیٰ ہیں اور آپکی والدہ فاطمہ بنت حسین ہیں اور آپ رسول اللہ صلعم کے مشابہ تھے

كان شيخ بني هاشم في زمانه وقيل له بما صرتم افضل الناس قال لان الناس كلهم يتمنون ان يكونوا منا
ولا نتمنى ان نكون من احد وكان اقوى الناس شجاعا وربما قال من الشعر ولما قدم ابو العباس السفاح واهله ابو سلمة
الخلال الكوفة ستر امرهم وعزم ان يجعلها شورى بين اولاد علي والعباس حتى يختاروا هم من ارادوهم ثم قال اخاف
ان لا يتفقوا فعزم على ان يعدل بالامر الى ولد علي من الحسن والحسين فكتب الى ثلاثة نفر منهم جعفر بن محمد بن
علي بن الحسين وعمر بن علي بن الحسين وعبد الله بن الحسن بن الحسن ووجه بالكتب مع رجل من مواليهم من
ساكني الكوفة فبدا بجعفر بن محمد فلقيه ليلا واعلمه انه رسول ابي سلمة وان معه كتابا اليه فقال وما انا و
ابو سلمة هو شيعة لغيري فقال الرسول تقرا الكتاب وتجيب عليه بما رايت فقال جعفر لخادمه قدم مني السراج
فقربه فوضع عليه كتاب ابي سلمة فاحرقه فقال الا تجيبه فقال قد رايت الجواب فخرج من عنده واتى عبد الله
بن الحسن بن الحسن فقبل كتابه وركب الى جعفر بن محمد فقال له جعفر اي امر جاء بك يا ابا محمد لو اعلمتني
لجئتك فقال هو امر يجل عن الوصف قال وما هو يا ابا محمد فقال هذا كتاب ابي سلمة يدعوني الى امر ويراني احق
الناس به وقد جاءت شيعتنا من خراسان فقال له جعفر الصادق عليه السلام ومتى صاروا شيعتك
انت وجهت ابا مسلم الى خراسان وامرته بلبس السواد هل تعرف منهم احدا باسمه ونسبه كيف يكونون
من شيعتك وانت لا تعرفهم ولا يعرفونك فقال عبد الله ان كان هذا الكلام منك لشيء فقال جعفر قد
علم الله تعالى اني اوجبت على نفسي النصح لكل مسلم فكيف ادخره عنك فلا تمنين نفسك الاباطيل فان هذه
الدولة ستتم لهؤلاء القوم ولا تتم لاحد من آل ابي طالب وقد جاءني مثل ما جاءك فانصرف غير راض
بما قاله واما عمر بن علي بن الحسين فرد الكتب وقال ما اعرف كاتبه فاجيبه ومات عبد الله المحض في حبس
ابي جعفر الدوانيقي مخنوقا وتوفي عبد الله وهو ابن خمس وسبعين وكان يشبه في صدقات امير المؤمنين
علي عليه السلام بعد ابيه الحسن المثنى والحسن المثلث يكنى ابا علي عدة اولاد منهم ابو الحسن علي العابد
ذو الثفنات استقطع ابوه عن مروان فكان لا ياكل منها تحرزا وكان مجتهدا في العبادة وحبسه الدوانيقي مع
اهله فمات في الحبس وهو ساجد فحركوه فاذا هو ميت ومن اولاد الامام عبد الله المحض محمد ذو النفس الزكية
وابراهيم القتيل بباخمرى وموسى نقل في الصواعق في صفحة ١٤٣ اه وفضائلهم اخيه يحيى صاحب الديلم قيل
قصة الامام جعفر الصادق انه سعي به (اي بجعفر الصادق) عند المنصور لما حج فلما احضر الساعي به يشهد
قال له اتحلف قال نعم فحلف بالله العظيم الى آخره فقال احلفه يا امير المؤمنين بما اراه فقال له حلفه فقال له
قل برئت من حول الله وقوته والتجأت الى حولي وقوتي لقد فعل جعفر كذا وكذا وقال كذا وكذا فامتنع الرجل
ثم حلف فما تم حتى مات فقال امير المؤمنين لجعفر لا باس عليك انت المبرأ الساحة المأمون الى آخره ثم

اور اپنے زمانہ میں بنی ہاشم کے سردار تھے آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کا گھرانہ کس وجہ سے تمام جہان کے لوگوں سے افضل ہو گیا آپ نے جواب دیا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ
تمام لوگ ہم میں سے ہونے کی تمنا رکھتے ہیں اور ہم کو کسی غیر سے ہونے کی تمنا نہیں ہے اور آپ بڑے قوی بہادر تھے اور کبھی کبھی شعر بھی کہا کرتے تھے جبکہ ابو العباس سفاح اور اس کا
مصاحب ابو سلمہ خلال کوفہ میں آئے تو سفاح نے امر خلافت کو مخفی رکھا اور عزم کر لیا کہ اولاد علی و عباس کے مشورہ پر اوسکو موقوف رکھے تاکہ وہ جسکو چاہیں خلافت کے لیے انتخاب کر لیویں پھر
اوس نے کہا کہ مجھکو اسمیں اندیشہ ہے اس کام کی ہی قدرت ہے کہ وہ سب باسباب اتفاق نہ کریں گے پس اپنے عزم کو حسین کی اولاد سے شوری کرنیکی طرف پھیر دیا اور تین اشخاص کی طرف خطوط لکھے ایک جعفر
بن محمد بن علی بن حسین کی طرف دوسرا عمر بن علی بن حسین کی طرف تیسرا عبد اللہ بن حسن بن حسن کی طرف اور یہ تینوں خط ایک غلام کوفی کے ہاتھ روانہ کئے پس وہ پہلے جعفر بن محمد کے پاس رات کے وقت
پہونچا اور کہا کہ میں ابو سلمہ کا ایلچی ہوں اور آپکے نام اوس کا ایک خط میرے ساتھ ہے انہوں نے جواب دیا کہ مجکو ابو سلمہ سے کیا علاقہ وہ ہمارے غیر کی گروہ سے ہے ایلچی نے کہا خط پڑھ لیجیے پھر جو کچھ آپکی رائے
ہو جواب لکھیے پس حضرت نے خادم سے چراغ طلب کیا جب چراغ قریب آیا آپ نے ابو سلمہ کا خط اوس پر رکھکر جلا دیا ایلچی نے کہا کیا آپ اس کا جواب نہیں دیتے آپ نے فرمایا جواب تو نے دیکھ لیا پس
ایلچی وہاں سے نکلکر حضرت عبد اللہ بن حسن بن حسن کے پاس پہونچا اونہوں نے خط کو لے لیا اور جعفر بن محمد کے پاس تشریف لائے حضرت جعفر نے فرمایا کونسا کام تمکو یہاں لایا اے ابو محمد اگر آپ مجھکو اطلاع
کرتے تو میں خود آ جاتا حضرت عبد اللہ نے فرمایا وہ کام بہت عظیم الشان ہے کہا وہ کیا ہے اے ابو محمد کہا یہ ابو سلمہ کا خط ہے وہ مجھکو بلاتا ہے ایسے کام کے لیے جس کے واسطے مجھکو زیادہ حقدار جانتا ہے
سب لوگوں سے اور ہماری جماعت خراسان آگئی ہے پس جعفر صادق نے کہا وہ لوگ آپکی جماعت کب ہو گئے آپ نے ابو سلمہ کو خراسان میں بھیجا تھا اور آپ نے اوسکو سیاہ لباس پہننے کا حکم دیا تھا کیا آپ اون میں
کسی شخص کا نام و نسب جانتے ہیں آپکو معلوم ہے کیونکر وہ لوگ آپکی جماعت ہو گئے حالانکہ آپ اونکو پہچانتے نہیں اور نہ وہ آپ کو پہچانتے ہیں پس حضرت عبد اللہ نے کہا اگر اونکا یہ کلام کسی حاجت کے واسطے ہے
ہوتا تو آگاہ کر دیجیے پس حضرت جعفر نے فرمایا کہ خدا جانتا ہے میں نے اپنے نفس پر ہر مسلمان کی خیر خواہی کو واجب کر لیا ہے پھر آپ سے کیونکر نہ کروں پس آپکو لازم ہے کہ آپ ہرگز اپنے نفس کو آرزو
میں نہ الجھائیں اور یہ دولت عنقریب انہیں لوگوں کے لیے بالکل ہو جائے گی اور زائل ابو سلمہ میں سے کسی راستہ سے آئیگی اور میرے پاس بھی تمہارے خط کے مضمون کا ایک خط آیا ہے
پس حضرت عبد اللہ اون کے کلام سے خوش نہ ہوئے اور واپس آگئے اور لیکن عمر بن علی بن حسین پس انہوں نے ابو سلمہ کا خط واپس کر دیا اور کہہ دیا کہ اس کے کاتب کو میں نہیں جانتا ہوں کہ جواب
لکھوں اور عبد اللہ محض نے قید خانہ میں وفات پائی جبکہ ابو جعفر دوانقی نے بخوف امارت آپ کو قید کر دیا تھا اور آپ کی عمر پچھتر سال تھی آپ ہی ابو محمد الحسن مثلث کے بھائی اور حضرت
امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے صدقات کے متولی تھے اور حضرت حسن مثلث کے جنکی کنیت ابو علی ہے چند ولد تھے منجملہ اون کے ابو الحسن علی عابد ذو الثفنات ہیں آپ کے
والد نے مروان سے ایک باغ خرید لیا تھا آپ اوسکی آمدنی پرہیزگاری کے سبب سے نہیں لیتے تھے اور عبادت میں نہایت کوشان تھے آپکو دوانقی نے مع اہل و عیال کے قید کر دیا تھا پس
اوسی قید میں سجدہ کرتے ہوئے آپ نے دنیا سے انتقال فرمایا جب لوگوں نے ہلا کر دیکھا تو آپ مردہ تھے اور امام عبد اللہ محض کی اولاد میں سے تھے محمد ذو النفس الزکیہ اور ابراہیم قتیل
باخمری اور موسی جون اور یحیی صاحب دیلم اور ادریس جنہوں نے اقصی مغرب فتح کیا ۱۷۵ھ میں حضرت موسی جون اور اون کے بھائی یحیی صاحب دیلم کے فضائل میں نقل کیا ہے کہ امام جعفر صادق کے قصہ کی
ابتدا اس طرح پر کہ حضرت جعفر صادق کی منصور کے دربار میں کچھ برائی بیان کی گئی جبکہ اوس نے حج کیا تھا پھر جبکہ چغلخور دربار میں قسم کھانے کو طلب کیا گیا منصور نے اوسکو کہا کیا تو
قسم کھائیگا کہا ہاں پس اسنے اللہ کی قسم کھا کر آخر تک اوس نے بیان کیا پس امام جعفر صادق نے کہا اے امیر المومنین جسطرح میں کہوں اوس سے قسم لو منصور نے کہا کہ آپ ہی
اوس سے قسم لیلو پس آپ نے چغلخور سے کہا کہ کہہ کہ میں اللہ کی حول و قوت سے علیحدہ ہو کر اپنی حول و قوۃ کے اعتماد پر کہتا ہوں کہ جعفر نے ایسا ایسا کام کیا
ہے اور ایسی ایسی بات کہی ہے پس وہ شخص پہلے تو رکا پھر قسم بطریق مذکور کھا گیا ہنوز اوس کی قسم پوری ہونے نہ پائی تھی کہ اوسی جگہ مر فوت ہو گیا
پس امیر المومنین نے امام جعفر صادق سے کہا کہ آپ پر اس کے متعلق کچھ الزام نہیں ہے آپ کا میدان میرا ہی اور اس کے شبہ سے آپ محفوظ ہیں

فانصرف فحلفه الربيع بجائزة حسنة وكسوة سنية والحكاية تامة ومن عجيب ما وقع من الحكاية ليحيى بن عبد الله بن حسن
بن الحسن المثنى بن الحسن السبط ان شخصا ادعى انه سعى به للرشيد فطلب تحليفه فتلعثم فزجره الرشيد فقال يحيى
تحليفه بذلك فما تم يمينه حتى اضطرب وسقط لجنبه فاخذوا برجله وجروه فمات فسال الرشيد يحيى عن سر ذلك فقال
يحيى الله في اليمين مع العاجلة في العقوبة وذكر المسعودي ان هذه القصة كانت مع موسى بن عبد الله الملقب بابي موسى
الجون وان الزبيري سعى به للرشيد فطال الكلام بينهما فطلب موسى تحليفه فحلفه بما امر فقال له قال موسى
الله اكبر حدثني ابي عن جدي عن ابيه عن جده علي ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ما حلف احد بهذه اليمين
اي وهي تقلدت الحول والقوة دون حول الله وقوته الى حولي وقوتي ما فعلت كذا وكذا وهو كاذب الا عجل الله له العقوبة
قبل ثلاث والله ما كذبت ولا كذبت فوكل علي يا امير المؤمنين فان مضت ثلاث ولم يحدث بالزبيري حادث فدمي لك
حلال فوكل به فلم يمض عصر ذلك اليوم حتى اصاب الزبيري جذام فتورم حتى صار كالزق فما مضى الا قليل حتى
ترقق ولما انزل في قبره انخسف قبره وخرجت رائحة منتنة فطرحت فيه احمال الشوك فانخسف ثانيا فاخبر
الرشيد بذلك فزاد تعجبه ثم امر لموسى بالف دينار وساله عن تلك اليمين فروى له حديثا عن جده علي بن
ابي طالب عن النبي صلى الله عليه ما من احد يحلف بيمين مجد الله فيها الا استحيى من عقوبته وما من احد حلف
بيمين كاذبة نازع الله فيها حوله وقوته الا عجل الله له العقوبة قبل ثلث انتهى الجون ويحيى صاحب الديلم وسليمان
وادريس واخوتهم محمد النفس الزكية ويكنى ابا عبد الله وقيل ابا القاسم ويلقب المهدي وهو المقتول باحجار الزيت
قال وانما لقب المهدي للحديث المشهور عن رسول الله صلى الله عليه وسلم المهدي من ولدي اسمه اسمي واسم
ابيه اسم ابي تطلعت نفوس بني هاشم وعظمته وكان جم الفضائل كثير المناقب وحكى ان الشيخ ابو الفرج الاصفهاني
انه لما بكا به ذات يوم حتى ركب فقيل له في ذلك فقال وجدت هذا مهدينا اهل البيت وكان المنصور قد بايع له و
لاخيه ابراهيم مع جماعة من بني هاشم فلما بويع لبني العباس اختفى محمد وابراهيم مدة خلافة السفاح فلما ملك المنصور
وعلم انهما على عزم الخروج جد في طلبهما وقبض على ابيهما وجماعة من اهلهما فلما بلغ ابا جعفر المنصور خروج
محمد بن عبد الله المحض خلا ببعض اصحابه فقال له وجاءت قد ظهر محمد قال واين ظهر قال بالمدينة فقال غلبت عليه
ورب الكعبة قال وكيف قال لانه خرج بحيث لا مال ولا رجال فعاجله بالحرب فارسل اليه عيسى بن موسى بن
محمد بن عبد الله العباسي بجيش كثيف فحاصر محمدا خارج المدينة وتفرق اصحابه عنه حتى بقي وحده فلما احس بالخذل
لان دخل داره وامر بالتنور فسجر ثم عمد الى الدفتر الذي فيه اسماء الذين بايعوه فالقاه في التنور فاحترق ثم خرج فقاتل
حتى قتل باحجار الزيت كان ذلك مصداق تلقيبه النفس الزكية لانه روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال يقتل باحجار
الزيت من ولدي النفس الزكية وكان مالك بن انس الفقيه ممن افتى الناس بالخروج مع محمد بايعه ولذلك نقم عليه المنصور

پھر آپ وہاں سے چلے گئے تو ربیع آپ کے پاس نعمت مختلفہ و خلعت فاخرہ امیر کی طرف سے لایا اور اس قصہ کا تتمہ یہ ہے اور اس قصہ کے مثل بھی ایک قصہ
منقول ہے ... ایسا ہی واقع ہوا ہے اس طرح پر کہ ایک زبیری نے خلیفہ رشید کے دربار میں آپ کی چغلی کھائی پس رشید نے اوس سے
حلف طلب کیا تو وہ حلف کو آیا لیکن رشید نے اوس کو ... اوس سے حلف بطور مذکور لینے کے واسطے متولی ہوئے پس جونہی قسم پوری نکرنے پایا
تھا کہ ... گر پڑا اور لوگوں نے اوس کا پیر ... اور اسی حال میں ہلاک ہو گیا پس رشید نے اس ... سے پوچھا پس آپ نے فرمایا کہ قسم میں خدا کی تعظیم دینا
سکے ... اور زبیری نے موسی جون کی چغلی رشید کے
دربار میں کہا ... پس زبیری نے ... جب حلف کھا لیا تو موسی جون
نے فرمایا کہ اللہ اکبر ... حدیث بیان ... اون کے دادا ... کہ نبی صلعم نے فرمایا ہے کہ نہیں قسم
کھائی کسی نے ... ایسا نہیں کہا) اور وہ اس جگہ سے چھوٹا ہو
گر چلا ... اگر تین دن زبیری کو ... عادت کے گذرے تو
میرا خون ... حلال ہے ... پس اوسی دن ... نہیں گذرا تھا کہ زبیری کو ... ہوا اور ... ہو گیا
ہو گیا پس ... قبر میں رکھا گیا تو قبر دھنس گئی ... پھر دوبارہ
دھنس گئی جب رشید کو اوس کی اطلاع دی گئی تو ... ہوا ... کا حکم دیا ... دریافت کیا
پس انہوں نے رشید سے ایک حدیث بیان کی بروایت اپنے ... رسول اللہ صلعم سے کہ نہیں کوئی شخص کہ اپنی قسم میں خدا کی عظمت کا بیان کرتا ہے مگر یہ کہ اوسکو خدا ...
شرماتا ہے اور نہیں کوئی شخص کہ جھوٹی قسم کہاے اس طرح پر کہ خدا ... حضرت امام عبداللہ محض کے فرزند محمد نفس
الزکیہ ... آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے ... ابوالقاسم کہا ہے ... آپ کا لقب ایک حدیث
مشہور نبوی کی وجہ سے ہوا تھا کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ مہدی میری اولاد سے ہوگا نام اوس کا میرا نام اور اوس کے باپ کا نام ہوگا بنی ہاشم کے ... روشن و بلند مرتبہ
ہیں اور آپ ... مروی ہے کہ شیخ ابوالفرج ... اوس کا سبب پوچھا تو انہوں نے ... سے کہا
تیری خرابی ہو یہ شخص ... بنی ہاشم کی ایک جماعت ... بیعت ہوا تھا ... لوگ بیعت ہو گئے تو خلافت
سفاح کی ... منصور بادشاہ ہوا ... ان دونوں کی طلب میں ساعی ہوا اور ان ...
اور ... حضرت محمد نفس زکیہ کے خروج کی خبر ... پکڑا گیا ہے اوس نے کہا کس جگہ
کہا ... کہا ... جلدی کر ... آپکی طرف
منصور نے عیسی بن موسی بن عبداللہ عباسی کو ... لشکر کے ہمراہ روانہ کیا ... حضرت امام محمد ... مدینہ ... آپ تن تنہا رہ گئے پھر
پھر آپ نے ... کا مشاہدہ کیا تو گھر میں جا کر ... ڈال کر جلا دیا پھر
باہر تشریف لا کر لڑنا شروع کیا یہاں تک کہ احجار زیت ... شہید ہو گئے ... آپ کا لقب نفس زکیہ اس وجہ سے ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے
فرمایا احجار زیت ... منصور ... امام مالک ...

واما ابراهيم قتيل باخمرى بن عبد الله المحض ويكنى ابا الحسن وكان شديد الايد فيحكى انه كان واقفا مع اخيه محمد
وابيه وابل لهم ترد فرأى فيها ناقة شرودا لا تفلت فاقبلت مع الابل ترد فقال محمد لابراهيم وهو ملتف في شملة ان رددتها
فلك كذا وكذا فوثب ابراهيم فقبض على ذنبها فاشرأبت وتبعها ابراهيم حتى غاب عن اعينهم فقال عبد الله المحض
يا بني ما صنعت عرضت اخاك للتلف فلما كان بعد ساعة اتى ابراهيم ملتفا بشملة فقال له محمد الم اقل لك انك
لا تقدر على ردها فاخرج ذنب الناقة فالقاه وقال ما اعتذر من جاء بهذا وكان ابراهيم من كبار العلماء في فنون
كثيرة فقال انه كان ايام اختفائه بالبصرة وقد اختفى عند المفضل بن محمد الضبي فطلب منه دواوين العرب
ليطالعها فاتاه بها فاقبل عليها فاعلم ابراهيم على ثمانين قصيدة فلما قتل ابراهيم استخرجها المفضل وسماها بالمفضليات
وقرئت بعده على الاصمعي فزاد فيها وظهر ابراهيم ليلة الاثنين غرة رمضان سنة خمس واربعين ومائة بالبصرة
وبايعه وجوه الناس منهم بشر الرحال والاعمش وسليمان بن مهران وعباد بن المنصور القاضي صاحب مسجد
عباد بالبصرة والمفضل بن محمد في نظرائهم ويقال ان ابا حنيفة الفقيه بايعه ايضا وكان قد افتى الناس بالخروج
معه فيحكى ان امرأة اتته فقالت انك افتيت ابني بالخروج مع ابراهيم فخرج فقتل فقال لها ليتني كنت مكان
ابنك كذا في عمدة المطالب واما ادريس بن عبد الله المحض فخرج بالمغرب في ايام ابي جعفر المنصور كذا في الملل
والنحل وهذا انبذ من فضائلهم واما شيء من علومهم فقد اخرج الدارقطني عن عبد الله المحض انه سئل عن مسح
الخفين فقال امسح فقد مسح عمر فقال له السائل انما سألتك انت تمسح قال ذلك اعجز لك اخبرك عن عمر وتسألني عن
رأيي فعمر خير مني وملاء الارض فقيل له هذه التقية فقال نحن بين القبر والمنبر اللهم هذا قولي في السر والعلانية فلا
تسمع قول احد بعدي كذا في الصواعق المحرقة وهذا الكلام الشريف منه يدل دلالة نيرة كالشمس في نصف النهار
على ان التقية ليس من سنن السادات الكرام بل هي من خصائص اهل البدع اللئام وايضا واخرج عنه انه قال
من هذا الذي يزعم ان عليا كان مقهورا وان النبي صلعم امره بامر فلم ينفذه فكفى بهذا ازراء ومنقصة له انتهى
واخرج الدارقطني ايضا عن ولده الملقب بالنفس الزكية انه لما سئل عن الشيخين لهما عندي افضل من علي انتهى وايضا اخرج
عن محمد الباقر انه قال اجمع بنو فاطمة رضي الله عنهم على ان يقولوا في الشيخين احسن ما يكون من القول واخرج ايضا
عن جعفر الصادق عن ابيه محمد الباقر انه جاء رجل الى ابيه زين العابدين علي بن الحسين رضي الله تعالى عنهم فقال اخبرني
عن ابي بكر فقال عن الصديق فقال وتسميه الصديق فقال ثكلتك امك قد سماه صديقا رسول الله صلى الله عليه وسلم والمهاجرون والانصار
ومن لم يسمه صديقا فلا صدق الله عز وجل قوله في الدنيا والآخرة اذهب فاحب ابا بكر وعمر رضي الله عنهما واخرج
ايضا عن عروة بن عبد الله سألت ابا جعفر الباقر عن حلية السيف قال لا بأس به قد حلى ابو بكر الصديق سيفه
قال قلت وتقول الصديق قال نعم الصديق نعم الصديق نعم الصديق فمن لم يقل الصديق فلا صدق الله قوله في الدنيا

اور لیکن ابراہیم قتیل باخمری بن عبداللہ محض آپکی کنیت ابو الحسن تھی اور آپکے دست بازو بہت قوی تھے چنانچہ منقول ہی کہ ایکدن آپ اپنے بھائی محمد و باپ کیساتھ
لڑکے تھے اور اونکے اونٹ دوڑتے تھے اون میں ایک مست اونٹنی تھی کہ جسپر قبضہ کرنا دشوار تھا پس وہ اونٹوں کے ہمراہ پانی پینے کو آئی پس محمد نے ابراہیم سے کہا اور وہ اوسوقت
چادر میں لپٹے ہوئے تھے کہ اگر تم اس اونٹنی کو کھینچ لیا تو تم کو اتنا مال دونگا پس ابراہیم نے کود کر اونٹنی کی دم پکڑ لی تو وہ بھاگی اور ابراہیم اوسکی دم پکڑے ہوئے
اوسکے پیچھے ہولیے یہانتک کہ دونوں لوگوں کی نظر سے غائب ہوگئے پس حضرت عبداللہ محض نے اپنے فرزند محمد سے کہا تمنے بہت برا کیا اپنے بھائی کو ہلاکت میں
ڈالدیا پھر جبکہ ایک ساعت گذری ابراہیم چادر اوڑھے ہوئے سامنے آئے محمد نے اونسے کہا کیا یہی تم سے کہا تھا کہ تم اوسکو واپس لانے پر قادر نہیں ہو
پس ابراہیم نے اونٹنی کی دم نکال کر سامنے ڈالدیا اور کہا کیا تم معذور نہیں رکھتے اوسکو کہ جو اوسکی دم کو لے آئے اور نیز ابراہیم بہتسے فنون میں عالم کہار میں
چنانچہ مروی ہے کہ جب آپ بصرہ میں مفضل بن محمد ضبی کے گھر میں مخفی تھے تو آپنے دواوین عرب کا مطالعہ کیا اور منگائے پس جسقدر ممکن ہوا اونسے فراہم کرکے
پس آپنے انتخاب قصیدہ و نشان کردیا تھا پھر جبکہ آپ مقتول ہوگئے تو مفضل نے اون قصاید کو نکالا اور اونکا نام مفضلیات رکھا یعنی عمدہ منتخب قصیدے اور مفضل
ابعد وہ قصاید امام اصمعی کے درس میں داخل ہوئے اور اصمعی نے اون قصاید میں کچھ اور قصاید بھی اضافہ کئے اور ابراہیم کا ظہور شب دوشنبہ یکم رمضان ۱۴۵ھ کو
بصرہ میں ہوا ہے اور جلیل القدر اشخاص نے آپکے بیعت کی ہے اون میں سے بشیر رحال اور اعمش و سلیمان بن مہران و عباد بن منصور قاضی کہ جنہوں نے بصرہ میں
مسجد عباد بنائی تھی وغیرہ ہیں اور مفضل بن محمد اونکا [illegible] تھے اور مروی ہے کہ امام ابوحنیفہ فقیہ بھی اونسے بیعت ہوئے تھے اور لوگوں کو اونکے ہمراہ جا کر جہاد کرنے کا
فتوی اونہوں نے دیا تھا پس منقول ہے کہ ایک عورت نے آکر کہا تونے ہی حکم دیا تھا میرے بیٹے کو ابراہیم کیساتھ خروج کرنیکا پس اوس نے خروج کیا اور مارا گیا پس امام
ابوحنیفہ نے کہا اوکاش میں تیرے بیٹے کے قایم مقام ہوتا الیاسی نے ذکر [illegible] عمدة المطالب میں اور لیکن ادریس بن عبداللہ محض [illegible] منصور کی زمانہ میں خروج کیا
جیسا کہ ملل و نحل میں مذکور ہی اور یہہ بیان تھا [illegible] فضایل کا ہے کچھ بیان اونکے علوم کا ہے دار قطنی نے عبداللہ محض سے روایت کی ہی کہ اون سے پوچھا گیا کہ کیا آپ
موزوں پر مسح کرتے ہیں فرمایا کہ میں مسح کرتا ہوں [illegible] عمر نے مسح کیا ہے پس سائل نے کہا کہ میں تو آپکے مسح کو پوچھتا ہوں فرمایا کہ میرا جواب تیرے حق میں زیادہ ساکت
میں تجھکو عمر کا حال کہہ رہا ہوں اور تو میری رائے کو دریافت کرتا ہے پس عمر مجھ سے زیادہ ہے اور تجھ برابر زمین کی بھری ہی سے پھر کہا گیا آپ کیا یہہ تقیہ ہے تو کہا کہ
ہم قبر و منبر شریف کے درمیان میں [illegible] یہہ کلام ہی [illegible] پس تو میرے بعد کسی کی بات نہ سن الیاسی نے ذکر کیا ہے [illegible] میں اور آپکا یہہ کلام شمس
آفتاب نصف النہار کیطرح صاف و روشن دلالت کرتا ہے اس پر کہ شیعہ سادات کرام کے خصائل سے نہیں ہے بلکہ یہہ اہل بدعت و نا اہلوں کی عادت سے ہے
اور نیز دار قطنی نے عبداللہ محض سے روایت کی ہی کہ انہوں نے فرمایا [illegible] کہ حضرت علی کو پیغمبر صلعم [illegible] انہوں نے اوسکو نافذ کیا پر
اونکو منقصت و عیب لگانا [illegible] کلام بہت [illegible] اور نیز دار قطنی نے اونکے فرزند [illegible] سے روایت کی ہی کہ انہوں نے فرمایا کہ [illegible] شیخین کا [illegible] گیا کہ
میرے نزدیک وے دونوں افضل ہیں علی سے انتہی اور نیز دار قطنی نے محمد باقر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ بنی فاطمہ کا اتفاق ہی اس پر کہ
شیخین کے باب میں اعلی درجہ کا کلام کہیں اور نیز جعفر صادق سے انہوں نے اپنے باپ محمد باقر سے روایت کی ہی کہ ایکشخص میرے باپ زین العابدین علی بن حسین
پاس آیا کہا کہ مجھکو ابوبکر کا حال کچھ سناؤ پس کہا انہوں نے کہ صدیق کا حال سناؤں [illegible] کہا کہ آپ اونکا نام صدیق رکھتے ہیں پس فرمایا [illegible] اونکا نام صدیق
رسول اللہ صلعم نے رکھا ہے اور مہاجرین و انصار نے اور جو اونکو صدیق نہ کہے [illegible] اوسکا قول دنیا و آخرت میں [illegible] شیخین رضی اللہ عنہما کو دوست رکھو اور نیز عروہ نے [illegible] محمد باقر سے روایت کی
کہ پوچھا [illegible] کا مسئلہ پوچھا تو جواب دیا کہ جائز ہے کیونکہ ابوبکر صدیق نے بھی اپنی تلوار پر زیور چڑھایا تھا میں نے کہا کہ آپ صدیق کہتے ہیں فرمایا کہ ہاں صدیق ہاں صدیق ہاں صدیق اور جو کہ صدیق

والآخرة وأخرجه ابن الجوزي في صفوة الصفوة وزاد فوثب وثبة واستقبل القبلة فقال نعم الصديق نعم الصديق
نعم الصديق الخبر وأخرج أيضا عن جعفر الصادق أنه قال ما أرجو من شفاعة علي شيئا إلا وأنا أرجو من شفاعة أبي بكر مثله
ولقد ولدني مرتين وأخرج أيضا عن زيد الشهيد بن علي أنه قال لمن تبرأ منهما اعلم والله أن البراءة من
الشيخين البراءة من علي فتقدم أو تأخر وزيد هذا كان إماما جليلا استشهد في صفر سنة إحدى وعشرين و
مائة ولما صلب عريانا جاءت العنكبوت ونسجت على عورته حتى خفيت عن رؤية الناس فإنه استمر مصلوبا
مدة طويلة وكان قد خرج وبايعه خلق من الكوفة وحضر إليه كثير من الشيعة فقالوا له ابرأ عن الشيخين ونحن
نبايعك فأبى فقالوا إذا نرفضك فقال اذهبوا فأنتم الرافضة فمن حينئذ سموا الرافضة وسميت الشيعة به بالزيدية
وأخرج الحافظ عمر بن شبة أن زيدا هذا الإمام الجليل قيل له أن أبا بكر انتزع من فاطمة فدك فقال إنه كان
رحيما وكان يكره أن يغير شيئا تركه رسول الله صلى الله عليه وسلم فأتته فاطمة رضي الله عنها فقالت له إن
رسول الله صلعم أعطاني فدك فقال هل لك بينة فشهد لها علي وأم أيمن فقال لها فبرجل وامرأة
تستحقيها ثم قال زيد والله لو رجع الأمر فيها إلي لقضيت قضاء أبي بكر رضي الله عنه وأخرج عنه أيضا قال
انطلقت الخوارج فبرئت ممن دون أبي بكر وعمر ولم يستطيعوا أن يقولوا فيهما شيئا وانطلقتم أنتم فطفرتم أي وثبتم
فوق ذلك فبرئتم منهما فمن بقي فوالله ما بقي أحد إلا برئتم منه وأخرج أيضا وابن عساكر عن سالم بن أبي الجعد قال قلت
لمحمد بن الحنفية هل كان أبو بكر أول القوم إسلاما قال لا قلت فبم علا أبو بكر وسبق حتى لا يذكر أحد غير أبي بكر قال لأنه كان
أفضلهم إسلاما حين أسلم حتى لحق بربه وأخرج الدارقطني عن سالم بن أبي حفصة وهو شيعي لكنه ثقة قال سألت أبا جعفر محمد
بن علي وجعفر بن محمد عن الشيخين فقال يا سالم تولهما وابرأ من عدوهما فإنهما كانا إمامي هدى وأخرج عنه أيضا قال دخلت على
أبي جعفر وفي رواية على جعفر بن محمد فقال وأراه قال ذلك من أجلي اللهم إني أتولاهما أبا بكر وعمر وأحبهما اللهم
إن كان في نفسي غير هذا فلا نالتني شفاعة محمد صلعم يوم القيامة وأخرج عنه أيضا قال جعفر يا سالم
أيسب الرجل جده أبو بكر جدي لا نالتني شفاعة محمد صلى الله عليه وسلم إن لم أكن أتولاهما وأبرأ من عدوهما
وأخرج عن جعفر أيضا أنه قيل له إن فلانا يزعم أنك تبرأ من أبي بكر وعمر فقال برئ الله من فلان إني لأرجو أن ينفعني
الله بقرابتي من أبي بكر ولقد مرضت فأوصيت إلى خالي عبد الرحمن بن القاسم بن محمد بن أبي بكر رضي الله عنهم و
أخرج هو أيضا والحافظ عمر بن شبة عن كثير قلت لأبي جعفر محمد بن علي أخبرني أظلمكم أبو بكر وعمر من حقكم شيئا فقال
ومنزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيرا ما ظلمانا من حقنا ما يزن حبة خردل قلت أفأتولاهما
جعلني الله فداك قال نعم يا كثير تولهما في الدنيا والآخرة قال وجعل يصك عنق نفسه ويقول ما أصابك فبعنقي
هذا ثم قال برئ الله ورسوله من المغيرة بن سعيد وبيان فإنهما كذبا علينا أهل البيت وأخرج أيضا عن

ہونگے تو خدا اوسکی بات کو دنیا و آخرت میں سچی کریگا اور روایت کو ابن جوزی نے صفوۃ الصفوۃ مین نقل کیا ہے اور اسمین اسقدر اور بڑہا دیا ہے پس آپ اور وہ
رو بقبلہ ہو کر فرمانے لگے ہان صدیق ہان صدیق ہان صدیق آخر تک اور نیز جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ انہون نے فرمایا جس امر مین علی کی عترت سے شفاعت کی امید ہے اوسکا
بھی مین امیدوار ہون مثل علی کے اور مجھکو دونو نے اور تولد حاصل ہی اور نیز زید شہید بن علی سے روایت کی ہے کہ انہون نے فرمایا او شخص کے جو شیخین سے بیزار تہا جاننا چاہیے
سجا ابن آیا کہ شیخین سے بیزار ایسی ہی علی سے پس آگے بڑھا اسپنا مین پانچسو سوار اور یہ زید بیٹے امام زین العابدین کے تھے ماہ صفر ۱۲۱ سنہ مین شہید ہوا اور جبکہ اونکو بیٹے کر کے سولی پر چڑہایا تو
لکڑی پر آکر اونکی شرمگاہ پر جالا تنا یہانتک کہ لوگونکی نظرون سے چھپا دیا اس لیے کہ وہ اوتنک سولی پر رہے تھے اور انہون نے خروج کیا تہا اور کوفہ کی بہت سی مخلوق نے اون
سے بیعت کرلی تہی اور بہت سے لوگ جا حاضر ہوکر کہا کہ آپ شیخین سے تبرا کرین تو ہم آپکی بیعت کرین آپنے اس سے انکار کیا تو شیعون نے کہا کہ ہم آپکو چھوڑتے ہین پس
آپنے فرمایا کہ جاو تم سب رافضی ہو لہذا وسیوقت سے اون شیعونکا نام رافضی ہوگیا اور آپکی جماعت کا نام زیدیہ رکھا گیا اور حافظ عمر بن شبہ نے روایت کی ہے کہ اس زید امام
جلیل القدر سے کہا گیا کہ ابو بکر نے فاطمہ سے فدک کو غصب کر لیا آپنے یہ جواب دیا کہ ابوبکر رحمدل تہے اور مکروہ جانتے تہے رسول اللہ صلعم کے ترکہ مین تغیر کرنا پس فاطمہ رضی اللہ
عنہا اونکے پاس آئین اور کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فدک مجھکو دیا تہا ابی نے کہا کہ آپکے پاس گواہ بھی ہین پس فاطمہ علی کو گواہی دلانے لائین اور ام ایمن کو پس ابوبکر نے فاطمہ سے کہا کہ
صرف ایک مرد اور ایک عورت کی شہادت پر تم فدک کو لینا چاہتی ہو پھر اسکے بعد امام زید نے فرمایا کہ قسم ہے خدا کی اگر فدک کا مقدمہ میرے پاس فیصل ہوتا تو مین ابوبکر کی طرح فیصلہ کرتا
اور نیز اون سے روایت کی ہے کہ فرمایا انہون نے کہ خارجیون نے ایک چال چلی ہے پس بجز اسکے شیخین سے بیزار ہوگئے مگر اونکو شیخین کے باب مین ان لوگونکا مرتبہ حاصل نہ ہوسکا اور تم لوگ ایک
راہ اختیار کی پس کود پڑے تم اوس کے اوپر کہ تم شیخین سے بیزار ہوگئے پس اب کوئی بھی تمہاری بیزاری سے نہ بچا اور نیز دارقطنی وابن عساکر نے سالم بن ابی الجعد سے
روایت کی ہے کہ مین نے محمد بن الحنفیہ سے پوچھا کہ کیا ابوبکر اسلام مین سب سے پہلے تھے کہا نہین پہر کہا کہ کسوجہ سے وہ بلند و سابق ہوگئے یہانتک کہ غیر ابو بکر کا ذکر
نہین ہوتا کہا اسکی وجہ یہ ہے کہ ابوبکر کا اسلام سب سے افضل تہا جبکہ وہ اسلام لائے یہانتک کہ اپنے رب سے جا ملے اور دارقطنی نے سالم بن ابی حفصہ سے
روایت کی ہے اور سالم شیعی تہا پر ثقہ تہا ایک روایت مین کہا سالم نے کہ مین نے جعفر کے باپ محمد بن علی و جعفر بن محمد سے شیخین کا مرتبہ پوچھا تو دونون نے فرمایا کہ اے
سالم تو اون دونونکو دوست رکھہ اور اون دشمنون سے بیزاری کر اسلئے کہ شیخین رہنما کے دو امام تہے اور نیز سالم سے روایت کی ہے کہا اوسنے کہ مین ابوجعفر کے پاس
گیا اور ایک روایت مین جعفر بن محمد کے پاس پس کہا انہون نے اور مین گمان کرتا ہون مجھے کو سنا کر کہا تہا اے خدا مین دوست رکھتا ہون ابوبکر اور عمر کو اور محبت کرتا
ہون اونکو اے خدا اگر میرے دل مین اسکا غیر ہو تو مجھکو قیامت کے دن محمد صلعم کی شفاعت نصیب نہ ہو اور نیز سالم سے روایت کی کہا مجھسے جعفر صادق نے
اے سالم کیا کوئی شخص اپنے دادا کو گالی دیتا ہے ابوبکر میرے دادا ہوتے ہین مجھکو محمد صلعم کی شفاعت نصیب نہ ہو اگر مین اون دونون کو دوست نہ رکہون اور اون کے
دشمن سے بیزار نہ ہون اور نیز دارقطنی نے جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ اون سے کہا گیا کہ فلان شخص کہتا ہے کہ ابوبکر و عمر سے بیزار ہین پس فرمایا کہ خدا اوس شخص
سے بیزار ہو مین تو اوس کا امیدوار ہون کہ مجھکو نفع دیگا خدا ابو بکر کی قرابت سے جو مجھکو حاصل ہے اور مین بیمار ہوا تہا تو وصیت اپنے ماموں عبد الرحمن بن قاسم بن محمد بن ابو بکر کو
اوسی امر کی وصیت کی تہی اور نیز دارقطنی نے حنان بن سدیر سے روایت کی ہے کہ مین نے ابوجعفر محمد بن علی سے کہا کہ مجھکو خبر دو کیا ابوبکر و عمر نے اہل بیت کے
حق مین کچھہ ظلم کیا تہا پس جواب دیا کہ اپنی بندہ پر قرآن اوتارنیوالے کی قسم ہے تا کہ وہ بندہ سارے جہان کو عذاب الٰہی سے ڈراوے کہ اون دونون نے
ہمارا حق مین رائی کے دانہ برابر بھی ظلم نہین کیا کہا کہ پھر مین نے پوچھا کیا مین اونکو دوست رکھون خدا آپ پر قربان کرے کہا ہان اے کثیر تو اونکو دنیا و آخرت مین دوست رکھہ
کہا اور اپنی گردنکو پیٹ کر فرمانے لگے کہ جو کچھ اس باب مین تجھے پہونچے میری گردن پر اوس کا ذمہ پھر فرمایا کہ خدا اور رسول مغیرہ بن سعید اور بیان سے بیزار ہوا کیونکہ انہون نے ہم اہلبیت پر جھوٹ باندہا

لبسام الصيرفي قلت لابي جعفر ما تقول في ابي بكر وعمر فقال والله اني لاتولاهما واستغفر لهما وما ادركت احدا من
اهل بيتي الا وهو يتولاهما واخرج ايضا عن الشعبي رضي الله عنه عن جعفر بن ابي طالب قال ولينا ابو بكر فخير خليفة
وارحمه لنا واحناه علينا وفي رواية فما ولينا احد من الناس مثله وفي اخرى فما رأينا قط كان خيرا منه واخرج
ايضا عن ابي جعفر الباقر انه قيل له ان فلانا حدثني ان علي بن الحسين قال ان هذه الاية وَنَزَعْنَا مَا فِي
صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ نزلت في ابي بكر وعمر وعلي قال والله انها لفيهم انزلت ففيمن انزلت الا فيهم قيل فاي
غل هو قال غل الجاهلية ان بني تيم وعدي وبني هاشم كان بينهم شيء في الجاهلية فلما اسلم هؤلاء القوم
تحابوا فاخذت ابا بكر الخاصرة فجعل علي يسخن يده ويكمد بها خاصرة ابي بكر فنزلت هذه الاية وفي
رواية له عنه ايضا قلت لابي جعفر وسالته عن ابي بكر وعمر فقال من شك فيهما فقد شك في السنة ثم ذكر
ان كان بين تلك القبائل شحناء فلما اسلموا تحابوا ونزع الله ذلك من قلوبهم حتى ان ابا بكر لما اشتكى خاصرته
سخن علي يده وضمد بها فنزلت فيهم الاية واخرج ايضا عن علي ان هذه الاية نزلت في هذه البطون
الثلاثة تيم وعدي وبني هاشم وقال منهم انا وابو بكر وعمر واخرج ايضا عن ابي جعفر الباقر انه قيل له هل كان
احد من اهل البيت يسب ابا بكر وعمر قال معاذ الله بل يتولونهما ويستغفرون لهما ويترحمون عليهما واخرج
عن ابي جعفر ايضا عن ابيه علي بن الحسين رضي الله عنهما انه قال لجماعة خاضوا في ابي بكر وعمر ثم عثمان الا تخبروني
انتم المهاجرون الاولون الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنصُرُونَ اللَّهَ
وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ قالوا لا قال فانتم الذين تبوؤا الدار والايمان من قبلهم يحبون من هاجر اليهم ولا
يجدون في صدورهم حاجة مما اوتوا ويؤثرون على انفسهم ولو كان بهم خصاصة وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُونَ قالوا لا قال اما انتم فقد برئتم ان تكونوا في احد هذين الفريقين وانا اشهد انكم لستم من الذين
قال الله عز وجل فيهم وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ
فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ واخرج ايضا عن فضيل بن مرزوق سمعت ابراهيم بن الحسن
بن الحسن اخا عبد الله بن الحسن يقول والله قد مرقت علينا الرافضة كما مرقت الحرورية على علي رضي الله عنه
واخرج عنه ايضا سمعت حسن بن حسن يقول لرجل من الرافضة والله لان امكننا الله منكم لنقطعن ايديكم و
ارجلكم من خلاف ولا نقبل منكم توبة واخرج ايضا عن محمد بن حاطب قال ذكروا عثمان عند الحسن والحسين
رضي الله عنهم فقالا هذا امير المؤمنين اي علي يأتيكم الآن يخبركم عنه فجاء علي قال الراوي ما اظنه الا سمعهم
يذكرون عثمان او سالوه عنه فقال عثمان مِنَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَآمَنُوا ثُمَّ مِنَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَأَحْسَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ
واخرج عنه ايضا من طرق قال دخلت على علي فقلت يا امير المؤمنين اني اريد الحجاز وان الناس يسئلوني

اور نیز ہشام صیرفی سے روایت کی ہے کہ مین نے ابو جعفر سے کہا کہ ابوبکر و عمر کے باب مین تم کیا کہتے ہو کہا کہ بخدا مین تو ان دونون کو
دوست رکھتا ہون اور اونکے لئے طلب مغفرت کرتا ہون اور جنکو اہلبیت مین سے پایا انکو دوست رکھتے ہوئے پایا اور نیز امام محمد
سے اونہون نے جعفر بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ کہا اونہون نے کہ حاکم ہوئے ہمپر ابوبکر بہتر خلق خدا کے اور رحم دل زیادہ اور مہربان
زیادہ تمام لوگون سے ہمپر اور ایک روایت مین ہے پس اونکے مثل لوگون مین سے کوئی ہمپر حاکم نہین ہوا اور ایک روایت مین ہے کہ ہمنے کبھی اونسا ہی کسیکو
نہین پایا اور نیز جعفر کے باپ محمد باقر سے روایت کی ہے کہ اونسے کہا گیا کہ فلان شخص نے مجھسے بیان کیا کہ علی بن الحسین نے کہا ہے کہ آیت (ونزعنا ما فی صدورهم من غل) ابوبکر و عمر و علی کے باب مین نازل ہوئی ہے کہا اونہون نے بخدا کہ یہ آیت انہین کے باب مین نازل ہوئی ہے اور کسکے باب مین تو پھر کسکے باب مین پوچھا گیا کہ آیت مذکورہ مین غل سے
کیا مراد ہے کہا کہ مراد جاہلیت کا کینہ ہے کہ بنی تیم و عدی و بنی ہاشم مین ایام جاہلیت مین کچھ رنجش تھی پھر جبکہ یہ لوگ مسلمان ہوئے تو باہم دوست ہو گئے
ابوبکر کے پہلو مین درد پیدا ہوا تو علی اپنا ہاتھ گرم کر کے ابوبکر کے پہلو کو سینکتے تھے پس یہ آیت انکے باب مین نازل ہوئی اور ایک روایت مین ہے کہ زید بن علی نے جعفر سے
ابوبکر و عمر کا حال دریافت کیا پس فرمایا کہ جس نے شک کیا ان دونون مین تو اوسنے سنت مین شک کیا اسکے بعد فرمایا کہ قبائل مذکورہ مین غل سے عداوت ہے جب
ہو گئے آپس مین دوست ہو گئے اور خدا نے انکے دلون مین سے عداوت کو نکال لیا یہانتک کہ ایکبار ابوبکر کے پہلو مین درد پیدا ہوا تو علی اپنا ہاتھ گرم کر کے اونکے پہلو کو
سینکتا پس یہ آیت انکے باب مین نازل ہوئی اور نیز دارقطنی نے علی سے روایت کی ہے کہ اس آیت کا نزول انہی تین قبیلون یعنی تیم و عدی و بنی ہاشم کے باب مین ہوا اور
انہین قبائل مین سے ہین اور ابوبکر و عمر ہین اور نیز جعفر کے باپ محمد باقر سے روایت کی ہے کہ اونسے پوچھا گیا کہ آیا اہلبیت مین سے کوئی ابوبکر و عمر کو برا کہتا تھا فرمایا کہ
خدا کی پناہ بلکہ اہلبیت انکو دوست رکھتے تھے اور انکے لئے دعائے مغفرت کرتے تھے اور انپر مہربانی رکھتے تھے اور نیز ابو جعفر سے روایت کی ہے اور یہ اونہون نے اپنے
باپ علی بن حسین سے کہ فرمایا انہون نے چند لوگون کو کہ ابوبکر و عمر کے باب مین کلام کر رہے تھے پھر شان پر یہ جرح کرتے تھے تم مجھے بتاؤ کہ تم مہاجرین اولین
اولین سے ہو جو کہ اپنے وطنون و اموال سے نکالے گئے اور وہ خدا کے فضل و خوشنودی کے طالب ہین اور خدا و رسول کی مدد کرتے تھے وہی لوگ سچے ہین کہا لوگون نے کہ نہین
پھر پوچھا کیا پھر تم انصار سے ہو کہ جنہون نے اونکے آنے سے پہلے دار الہجرت و ایمان کو وطن کر رکھا تھا اور جو اونکے پاس ہجرت کر کے آتا تھا اوسکو دوست رکھتے
تھے اور اپنے اموال مین اپنے دلون کی خواہش نہین پاتے تھے اور دوسرون کو اپنے نفسون پر ترجیح دیتے تھے اگرچہ وہ خود ہی صاحب حاجت تھے اور جو لوگ بخل نفس الٰہی
محفوظ ہون وہی مراد کو پہنچے ہین کہا اونلوگون نے کہ نہین پس فرمایا کہ ان دونون جماعتون سے تو تم علیحدہ ہو گئے اور مین گواہی دیتا ہون کہ تم لوگ اون
گروہ سے بھی نہین ہو جنکی نسبت اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ (اور جو لوگ کہ انکے بعد آئے کہتے ہین کہ اے ہمارے پروردگار بخشدے ہمکو اور ہمارے بھائیون کو جو ایمان مین
ہمسے سابق ہو چکے ہین اور ہمارے دلون مین مومنون کی عداوت نہ پیدا کر اے ہمارے پروردگار تو مہربان رحیم ہے) نکل جاؤ میرے پاس سے اور نیز فضیل بن مرزوق نے
روایت کی ہے کہ سنا مین نے ابراہیم بن حسن بن حسن سے کہ وہ بیان کرتے ہین کہ بخدا اللہ ان لوگون کو ہلاک کرے کہ وہ کہتے ہین کہ اسکو مضبوط کرنا ہمکو افضل ہے جیسا کہ لعنت کرنا علی کو
قوم حروریہ کی اور نیز فضیل سے روایت کی ہے کہ مین نے حسن بن حسن کو کہتے ہوئے سنا کہ ایک رافضی سے کہ بخدا اگر تمکو خدا نے قدرت دی تو ہم تمہارے ہاتھ پاؤن
قطع کرینگے کاش تم لوگ اور تمہاری توبہ قبول نہ کرینگے اور نیز محمد بن حاطب سے روایت کی ہے کہا اونہون نے کہ حسین کے پاس عثمان کا ذکر ہوا
راضی ہو خدا اون سے پس حسین نے کہا کہ یہ امیر المومنین ابھی تمہارے باپ علی اسوقت آوینگے اور اونکا حال بیان فرماوینگے اسکے تھوڑی دیر بعد علی آئے
راوی کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہین ہوا یا حضرت علی نے عثمان کا ذکر کیا یا حسین نے اون سے پوچھا پس فرمایا کہ عثمان اون لوگون سے

ثم انما تقول في قتل عثمان وكان متكئا فجلس وقال يا ابن حاطب والله اني لارجو ان اكون انا وهو كما قال الله تعالى ونزعنا ما في صدورهم
من غل الآية واخرج ايضا عن سالم بن ابي الجعد قال كنت جالسا عند محمد بن الحنفية فذكروا عثمان فنهانا محمد وقال كفوا عنه
فغدونا يوما آخر فنلنا منه اكثر مما كان قبل فقال الم انهكم عن هذا الرجل قال وابن عباس كان جالسا عنده فقال يا ابن عباس
تذكر عشية الجمل وانا عن يمين علي وفي يدي الراية وانت عن يساره اذ سمع هدة في المربد فارسل رسولا فجاء الرسول فقال هذه
عائشة تلعن قتلة عثمان فرفع علي يديه حتى بلغ بهما وجهه مرتين او ثلاثا وقال وانا العن قتلة عثمان لعنهم الله في السهل
والجبل قال فصدقه ابن عباس ثم اقبل علينا فقال في وفي هذا لكم شاهدا عدل واخرج ايضا عن الحسين بن محمد بن الحنفية
انه قال يا اهل الكوفة اتقوا الله عز وجل ولا تقولوا لابي بكر وعمر ما ليسا له باهل ان ابا بكر الصديق رضي الله عنه
كان مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في الغار ثاني اثنين وان عمر اعز الله به الدين واخرج ايضا عن
جندب الاسدي ان محمد بن عبد الله بن الحسن اتاه قوم من اهل الكوفة والجزيرة فسألوه عن ابي بكر وعمر فالتفت الي
فقال انظر الى اهل بلادك يسألوني عن ابي بكر وعمر لهما عندي افضل من علي واخرج ايضا عن عبد الله بن الحسن
انه قال والله لا يقبل الله عز وجل توبة عبد تبرأ من ابي بكر وعمر وانهما ليعرضان على قلبي فادعو الله عز
وجل لهما اتقرب به الى الله عز وجل واخرج ايضا عن فضيل بن مرزوق انه قال قلت لعمر بن علي بن
الحسين رضي الله عنهم افيكم امام تفترض طاعته تعرفون ذلك له من لم يعرف ذلك له فمات ميتة
جاهلية فقال لا والله ما ذاك فينا من قال هذا فهو كاذب فقلت له انهم يقولون ان هذه المنزلة
كانت لعلي ان رسول الله صلعم اوصى اليه ثم كانت للحسن ان عليا اوصى اليه ثم كانت للحسين بن علي
ان الحسن اوصى اليه ثم كانت لعلي بن الحسين ان الحسين اوصى اليه ثم كانت لمحمد بن علي الباقر اخي عمر
المذكور ان علي بن الحسين اوصى اليه فقال عمر بن علي بن الحسين فوالله ما اوصى ابي بحرفين اثنين قاتل
هم الله لو ان رجلا اوصى في ماله وولده وما يترك بعده ويلهم ما هذا من الدين والله ما هؤلاء الا متأكلين
بنا واخرج ايضا عنه انه سئل عنهما فقال ابرأ ممن ذكرهما الا بخير فقيل له لعلك تقول ذلك تقية فقال
انا اذا من المشركين ولا نالتني شفاعة محمد صلى الله عليه وسلم واخرج عنه ايضا انه قال ان الخبثاء
من اهل العراق يزعمون انا نقع في ابي بكر وعمر وهما والداي اي لان امه ام فروة بنت القاسم
الفقيه بن محمد بن ابي بكر وامها اسماء بنت عبد الرحمن بن ابي بكر ومن ثم سبق قوله ولدني ابو بكر مرتين
واخرج ايضا عنه اي جعفر الباقر قال من لم يعرف فضل ابي بكر وعمر فقد جهل السنة قال بعض
ائمة اهل البيت صدق والله انما نشأ من الشيعة والرافضة وغيرهما ما نشأ من البدع والجهالات
من جهلهم بالسنة وفي الطيوريات بسنده الى جعفر بن محمد عن ابيه قال قال رجل لعلي بن

ہیں جو فوت ہو گئی کہ ایمان لائے پھر تقویٰ کی پھر احسان کے درجہ کو پایا اور خدا احسان کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے اور نیز محمد بن حاطب سے چند طرق کی ساتھ
روایت کی ہے کہ میں حضرت علیؓ کے پاس گیا میں نے کہا کہ اے امیر المومنین میں نے حجاز کا ارادہ کیا ہے اور لوگ مجھ سے عثمان کا واقعہ دریافت کرینگے پس آپ کا قول
اس باب میں کیا ہے حضرت علی تکیہ لگائے ہوئے تھے سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا اے ابن حاطب بخدا میں امیدوار ہوں اسکا کہ میں اور عثمان دونوں ایسے ہی ہونگے
جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے (اور ہم نے دور کر دیا جو کچھ انکے دلوں میں کینہ تھا) اور نیز سالم بن ابی الجعد سے روایت کی ہے کہا اوس نے کہ محمد بن الحنفیہ کے پاس ہم بیٹھے تھے
پس لوگوں نے عثمان غنی کا تذکرہ شروع کر دیا پس محمد نے ہمکو منع کیا اور فرمایا کہ عثمان کے باب میں بس نہ کرو پھر ہم ایک روز علی الصباح انکے پاس گئے تو پہلی مرتبہ سے زیادہ
ہمنے انکو منع کرتے پایا اور فرمایا کہ کیا میں تمکو انکے باب میں گفتگو کرنے سے منع نہیں کرچکا یہ کہا اور ابن عباس انکے پاس بیٹھے ہوئے تھے پھر اونہوں نے پوچھا کہ اے ابن عباس تمکو جنگ جمل
کی شام کا ماجرا یاد ہے اور میں اوس وقت حضرت علیؓ کے دہنے بازو کی طرف تھا اور میرے ہاتھ میں جھنڈا تھا اور تم انکے بائیں طرف تھے کہ یکایک ایک میدان سے [illegible]
پس ایک شخص کو بھیجکر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ عائشہ صدیقہ قاتلین عثمان پر لعنت کر رہی ہیں پس علی نے اپنے دونوں ہاتھ اوٹھائے یہاں تک کہ اونکو چہرہ تک
پہونچایا دو مرتبہ یا تین مرتبہ اور کہا کہ میں بھی قاتلین عثمان پر لعنت کرتا ہوں خدا اون پر لعنت کرے میدان میں ہوں یا پہاڑ پر کہا کہ اس حکایت کی ابن عباس
نے تصدیق کی پھر ہماری طرف متوجہ ہوکر کہا کہ ہم دونوں تمہارے لئے گواہ ہیں اور نیز حسین بن محمد بن حنفیہ سے روایت کی ہے کہ کہا اونہوں نے اے اہل کوفہ خدا سے
ڈرو اور ابوبکر و عمر کی بابت میں نازیبا بات مت کہو ابوبکر صدیق غار میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ دو میں کے دوسرے تھے اور عمر سے خدا نے دین کو عزت دی اور نیز
حنظلہ اسدی سے روایت کی ہے کہ محمد بن عبد اللہ بن حسن کے پاس کوفہ جزیرہ کے کچھ لوگ آئے اور شیخین کا حال پوچھنے لگے پس میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ یہ
ہم وطنوں کو دیکھو ابوبکر و عمر کا حال پوچھتے ہیں میرے نزدیک وہ دونوں یقیناً علی سے افضل ہیں اور نیز عبد اللہ بن حسن سے روایت کی ہے کہا اونہوں نے کہ خدا
اوس شخص کی توبہ قبول کرے جو ابوبکر و عمر سے بیزار ہو اور بیشک وہ دونوں میرے دلمیں جگہ رکھتے ہیں اور میں انکے لئے خدائے پاک کی حضور میں دعائے خیر کرتا ہوں
اور اوسکو سبب قرب الٰہی سمجھتا ہوں اور نیز فضیل بن مرزوق سے روایت کی ہے کہ میں نے زید بن علی بن حسین سے کہا کیا آپکے گھرانے میں کوئی شخص امام ہے کہ جسکی اطاعت
اہل اسلام پر فرض ہو وہی آپ اوسکو مستحق امامت سمجھتے ہیں اور جو اوسکو حق امامت نہ جانے تو اوسکی موت موت جاہلیت ہوگی کہا بخدا ہم میں کوئی ایسا نہیں ہے
جو ایسا کہے جو ہم میں سے ایسا کہے جھوٹا ہے پھر میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ یہ مرتبہ علیؓ کا تھا اسلئے کہ حضرت صلعم نے انکو وصی بنایا تھا پھر امام حسن کا یہ مرتبہ ہوا اسلئے کہ انکو علیؓ نے وصی بنایا پھر حسین
بن علی کا ہوا اسلئے کہ امام حسن نے انکو وصی بنایا پھر علی بن حسین کا ہوا اسلئے کہ امام حسین نے انکو وصی بنایا پھر محمد باقر بن علی کا ہوا جو عمر مذکور کے بھائی تھے اسلئے
کہ علی بن حسین نے انکو وصی بنایا پس عمر بن علی بن حسین نے فرمایا کہ بخدا میرے باپ نے دو حرف کی بھی وصیت نہیں کی خدا ان رافضیوں کو ہلاک کرے وصیت تو مردوں کی مال و
اولاد و ترکہ میں ہوا کرتی ہے خرابی ہو انکی اسکو دین سے کیا علاقہ بخدا یہ رافضی تو ہمارے حق میں ناسزا ہو گئے ہیں اور نیز انہیں سے روایت کی ہے کہ ان سے شیخین کا حال
پوچھا گیا پس فرمایا کہ میں بیزار ہوں اوس سے جو انکا ذکر خیر کے ساتھ نہ کرے پھر کہا گیا کہ شاید یہ آپکا قول تقیہ کے طور پر ہوگا تو فرمایا کہ اگر ایسا ہو تو میں مشرک ہوں
اور مجھکو محمد صلعم کی شفاعت نصیب نہو اور نیز انہیں سے روایت کی ہے کہ فرمایا اونہوں نے کہ عراق کے اہلسنت لوگ کہتے ہیں کہ ہم اہلبیت شیخین کی اہانت کرتے ہیں
حالانکہ وہ دونوں میرے اجداد ہیں یعنی ماں انکی ام فروہ بنت قاسم فقیہ بن محمد بن ابوبکر ہے اور نانی انکی اسماء بنت عبد الرحمن بن ابوبکر ہیں اور انکا یہ
انکا کلام گذرچکا ہے کہ میں دو بار ابوبکر سے تولد ہوا ہوں اور نیز محمد باقر سے روایت کی ہے کہ انکا قول ہے کہ جس نے ابوبکر و عمر کا فضل نہ جانا تو وہ سنت سے
جاہل رہا اس کلام شریف کی نسبت بعض ائمہ اہلبیت نے کہا ہے کہ واللہ شیخ فرمایا ہے اسلئے کہ شیعہ وغیرہ سنیوں کے متبعین اور جہالت کی باتیں

ابي طالب تسمعك تقول في الخطبة اللهم اصلحنا بما اصلحت به الخلفاء الراشدين المهديين فمنهم فاغرورقت
عيناه فقال هم حبيباي ابو بكر وعمر اماما الهدى وشيخا الاسلام ورجلا قريش المقتدى بهما بعد رسول الله
صلى الله عليه وسلم من اقتدى بهما عصم ومن تبع آثارهما هدى الى الصراط المستقيم ومن تمسك
بهما فهو من حزب الله انتهى فهذه اقاويل المعتبرين من اهل البيت رواها عنهم الائمة الحفاظ الذين عليهم المعول في
معرفة الاحاديث والآثار وتمييز صحيحها من سقيمها باسانيدهم المتصلة كذا في الصواعق ولم ينقلها المؤلف
مع دعوته الاحياء علوم اهل البيت الما مرفقة ثم قال محشي الغيرة بحق الحق علي ان عهدت وعلى فضل الله
اعتمدت الى ان ادون علوم المولى المرتضى والذرية الطيبة رضي الله عنهم في تسعة عشر كتابا لتكون لما
بلغني من علومهم نموذجا الكتاب الاول كتاب فقه الايمان المسمى كتاب الفقه الاكبر عن اهل البيت الاطهر
الكتاب الثاني كتاب العلم المترجم بكتاب اصول رواية العلم عن اهل البيت مدينة العلم - الكتاب الثالث
كتاب اصول الدراية عن اهل بيت الهداية - الكتاب الرابع كتاب اصول المسائل عن اهل بيت الفضائل
الكتاب الخامس كتاب فقه الاسلام عن اهل بيت النبوة الاعلام - الكتاب السادس كتاب قراءات
القرآن عن اهل بيت الذكر والاتقان الكتاب السابع كتاب علوم القرآن عن اهل بيت النبوة والعرفان - الكتاب
الثامن كتاب انباء العالم عن آل النبي المكرم صلى الله تعالى عليه وآله وسلم الكتاب التاسع كتاب الحكمة و
الموعظة عن اهل البيت الفطنة والمعرفة - الكتاب العاشر كتاب الادب عن اهل بيت النبي المؤدب عليه
وعليهم صلوة الرب الكتاب الحادي عشر كتاب الطب عن اهل البيت المحب صلى الله عليه وآله وسلم كما يرضى
ويحب الكتاب الثاني عشر كتاب الادعية والاذكار عن اهل البيت الاطهار الملقب بالصحيفة الفاضلة
الكتاب الثالث عشر كتاب فقه الاحسان عن اهل بيت الحكمة والعرفان الكتاب الرابع عشر كتاب آيات النبوة
عن روايات الفتوة الكتاب الخامس عشر كتاب جوامع الاخبار والآثار عن اهل البيت الاخيار الكتاب السادس عشر
كتاب الصحف المطهرة للعلومة الموفرة العلوية الكتاب السابع عشر كتاب اصول العربية المحصول من الحضرة
العلوية اذكر فيه الاصول النحوية والقواعد الصرفية والمآخذ الاشتقاقية واتخلص الى نوادر اللغة
العربية والعجمية المروية عن اهل بيت النبوة واللطائف البديعية والبيانية والظرائف العرفية
والاشعار الادبية المأثورة عن اهل بيت النبوة الكتاب الثامن عشر كتاب الكتب والخطب عن آل
بيت علو الرتب الملقب بمنهاج البلاغة الكتاب التاسع عشر كتاب معرفة الرجال الرواة عن اهل
بيت الكمال فهل امع ان قلت بضاعتي مما كانت قومي ان ذلك لوقفني من اضاعة وقتي فنح بعد
استخارة الله واستشارة اهل الله ما هممت به في الامر بعيما مستعينا بالله وولي الهداية انتهى

عالم مین فائش ہو لی این سنت کے نجات دینے سے ہولی اور شیعہ روایات مین باسند دارقطنی جعفر بن محمد کی روایت اپنے باپ سے ہے کہ کہا کہ ایک شخص نے علی بن ابی طالب سے کہا کہ ہم
آپ سے خطبہ مین سنتے ہیں کہ آپ فرماتے ہیں کہ الٰہی خدایا ہمکو درست بنا اون افعال کے ساتھ کہ جن سے تو نے خلفاء راشدین مہدیین کو درست بنایا (پس یہ خلفاء کون لوگ ہین پس انکی
حضرت علی کی آنکھین آنسو بھر لائی اور فرمایا کہ یہ خلفا میرے دو حبیب ابوبکر و عمر ہین کہ ہدایت کے دو امام اور اسلام کے دو بزرگ اور قریش کے دو مرد تھے جنکی اقتدا
کیگئی رسول اللہ صلعم کے بعد جسنے کہ انکی اتباع کی محفوظ رہا اور جو انکے نقش قدم پر چلا ہدایت کیا گیا سیدھے راستہ کی طرف اور جس نے ان سے تمسک کیا وہ خدا کے گروہ مین
داخل ہوگیا انتہی پس یہ احادیث اقوال اہلبیت کے معتبر اشخاص سے مروی ہین بروایت ایسے حفاظ حدیث کے کہ معرفت حدیث کا جنکے قول پر دارومدار ہے اور حدیث
صحیح وغیر صحیح مین امتیاز انکی اسانید متصلہ پر موقوف ہے جیسا صواعق محرقہ مین علامہ ابن حجر نے بیان کیا ہے مولف ان حدیثون کو نقل کیا تاکہ علوم اہلبیت کے
زندہ کرنیکا دعویٰ جو اس وجہ سے کرتے ہین وہ بیان کر دین تو یاد کر لین کہا مصنف نے پس مجھکو امر حق کی غیرت نے اسپر آمادہ کر دیا کہ مین نے قصد کیا اور خدا کے
فضل پر اعتماد کیا اس امر مین کہ منتہی علی اور ذریۃ علیہ رضی اللہ عنہم کے علوم کو انیس کتابون مین جمع کرون کہ وہ کتابین میری تمام معلومات کا جو علوم اہلبیت کے متعلق ہین
حاوی ہین نصاب ہو جاوین پہلی کتاب فقہ الایمان ہے جسکا نام فقہ اکبر از اہلبیت اطہار دوسری کتاب کتاب العلم ہے جسکا نام ہے کتاب اصول روایت علم از اہلبیت پیغمبر علم
(تیسری) کتاب اصول درایت از اہلبیت ہدایت (چوتھی) کتاب اصول مسائل از اہلبیت فضائل (پانچوین) کتاب فقہ الاسلام از اہلبیت نبوت اعلام (چھٹی)
کتاب قرأت قرآن از اہلبیت ذکر و اتقان (ساتوین) کتاب علوم قرآن از اہلبیت نبوت و عرفان (آٹھوین) کتاب انباء عالم از آل نبی اکرم صلعم (نوین) کتاب
حکمت و موعظت از اہلبیت فطنت و معرفت (دسوین) کتاب ادب از اہلبیت نبی مودب بروردگار بادب او استادیب (گیارہوین) کتاب طب
از اہلبیت حبیب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بزرگی و طیب (بارہوین) کتاب ادعیہ و اذکار اہلبیت اطہار جسکا لقب صحیفہ فاضلہ ہے (تیرہوین) کتاب فقہ احسان
از اہلبیت حکمت و عرفان (چودہوین) کتاب آیات نبوت از رایات فتوت (پندرہوین) کتاب جوامع اخبار و آثار از اہلبیت اخیار (سولہوین) کتاب
صحف مطہرہ علویہ برای بارگاہ باوقار علویہ (سترہوین) کتاب اصول عربیت محصول از درگاہ علویت جسمین اصول نحوی و قواعد صرفی و ماخذ
اشتقاقی کو مین ذکر کرونگا اور لغات عربی و عجمی کے نادرات کو جو اہلبیت نبوت سے مروی ہین اور فن بدیع و بیان کے لطائف و معنوی اطراف
و الٰہی اشعار کو جو اہلبیت نبوت سے منقول ہین ملخص کرونگا (اٹھارہوین) کتاب کتب و خطب از اہلبیت طہارت جسکا لقب
منہاج البلاغت ہے (انیسوین) کتاب معرفت رجال روایت کنندگان از اہلبیت کمال) یہ قصد تو ہوا مگر میری بے بضاعتی نسا اوقات
وہم دلاتی تھی کہ اس کام مین میری تضیع اوقات ہوگی بالآخر استخارہ اور اہل اللہ کے اشارہ سے جس کام کا مین نے پختہ عزم کر لیا ہے
مجھپر ظاہر ہوگیا در انحالیکہ مین طالب مدد تنہا خدا سے کہ ہدایت کا مالک ہے انتہی مین کہتا ہون اور خدا ہی کی طرف سے توفیق ہے
یہ تمام مصنف کی تقریر باطل ہے نہ اسکا کچھ حاصل ہے اور اسکے سننے مین کچھ فائدہ ہے لیکن بطلان اسکے اس کلام کا کہ (فمشتنی الغیرۃ
حق الحق علی ان عمدت علی فضل اللہ لتعمدت الی ان ادون علوم المولی المرتضی والذریۃ الطیبۃ
فی تسعۃ عشر کتابا تکون لما بلغنی من علومہم نصابا) پس اس وجہ سے ہے کہ آجتک مصنف نے مولی علی و ذریت علیہ
کے علوم کو ایک پوری کتاب مین بھی تصنیف نہین کیا چہ جائیکہ ۱۹ کتابین تصنیف کی ہون اور انکو علوم مذکورہ کا نصاب بنایا ہو اور
جسقدر تصنیف کیا ہے وہ صرف کتاب فقہ اکبر کا ایک حصہ ہے جیسا کہ اس کتاب کے آخر مین لکھا ہے کہ (کتاب فقہ اکبر کا پہلا حصہ پورا

اقول ومن الله التوفيق هذا الكلام باطل فليس له حاصل ولا تحته طائل اما بطلان قوله فحتى العشرة يحيى الحي على ان عددت او على فضل الله اعتقدت الى ان ادون العلوم الموهوبة المرتضى والذرية العلية في تسعة عشر كتابا تكون لما بلغني من علومهم نصابا انتهى فلانه ما دون علوم المولى المرتضى والذرية العلية الى الآن في كتب تام فضلا ان دونها في تسعة عشر كتابا وسماها لها نصابا وما دونه انما هو جزء من هذه الكتب كما قال في آخر كمل الجزء الاول من كتب الفقه الاكبر ويتلوه الجزء الثاني من الايمان بانبياء الله ورسله تعالى ولو دونها كما ذكر في هذا او فيما غيره من موضع آخر لطبعها في الزبر قبل ان يناله الكبر ويرد الى ارذل العمر فعليه في هذا الباب ببيت قوله ويجوز عن الاتيان بواحد منها ومن ما ادعى به طول عمره انه سبعا وثمانين سنة والشهادة العقلية من الكبر والسنة فان لم يف بما وعده لاهل هذا الزمان فحتى ياتي بما هو الا وادعاه بالتشهير والاعلان فحق عليه الوعيد بهذا الخطاب المجيد يا ايها الذين آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون كبر مقتا عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون فعليه ان يتوب الى ذي العزة والجبروت من هذه الدعاوى التي فاتت منه او تفوت قبل ان يهرم او يموت واما الاسماء التي اخترعها للكتب من نفسه فليس لها من سلطان ولا على مصاديقها ومسمياتها من برهان وانما هي دسيسة عظيمة منه رام بها شهرته في الامصار بكونه جامعا لفضائل العلوم والآثار ليقتنص بها المجد والفخار والجاه والاعتبار ويجلب القنطار من ايدي الامراء والاخيار ومع هذا ابو جو عليها الثواب من الكريم الوهاب حيث قال في صفحه (١٦) وارجو من فضل ربي ذي المنن ان يمن على لسوح خليقيه الرحمة وارفقه بحسن اتمامها وزين قبولها وبان لا يجعلها عملا ينقطع عقيب وفات كاسبه بل يجعلها علما ينتفع به بعد ممات صاحبه انتهى وما درى انه سيسئل في القبر والمحشر بين يدي خالق القوى والقدر عما اودعه في هذه الاوراق من العقايد الفاسدة المشهورة في الآفاق بالبطلان والاختلاق وبانها منسوبة الى اهل النفاق والشقاق غير معزية الى ارباب المعارف والاذواق واصحاب الفضائل ومكارم الاخلاق فلما عزاها الى الائمة الحذاق ليس له عليها في الآخرة من خلاق وان وصلت سهام ادعيته الى السبع الطباق وقد قال الله تعالى ليس للانسان الا ما سعى وان سعيه سوف يرى والى الله المشتكى واليه المآل والرجعى وما سمع انه قد قيل طوبى لمن مات فماتت ذنوبه معه ولم يؤخذ بها بعد وقال بعض العلماء لا تذنب فان كان لا بد فلا تحمل غيرك على الذنب فتكتسب ذنبين وقد يعيش العبد اربعين سنة ثم يموت فتبقى ذنوبه بعد مائة سنة يعاقب عليها في قبره اذ كان قد سن سنة سيئة واتبع عليها الى ان تندرس او يموت من كان يعمل بها ثم تسقط عنه ولا ينتج منها واما عد هذه الاسماء المخترعة فهو ايضا غير مضبوط بعد ما قد علم من التقريظ

ہوگیا اور اسکے بعد دوسرے حصہ کا آغاز ایمان بالنبیاء ورسل سے ہوگا اور اگر اون اوپر کی کتابون کو تصنیف کرچکا ہوتا جیسا کہ مصنف نے
اس کتاب مین اور اشتہار وغیرہ دوسرے مواقع مین اوسکو ذکر کیا ہی تو ضرور اونکو طبع کرا دیتا قبل اسکے کہ بڑھاپا آئے اور ارذل عمر کی
طرف مصنف کو رد کیا جائے لیکن اس بارہ مین مصنف کا فعل اوسکے قول کو رد کر رہا ہے اور ایک کتاب پوری پیش کرنے سے عاجز ہے اور
دعوی کو ست کرتا ہے حالانکہ اسکی عمر اسی برس سے تجاوز کر گئی اور کلان سالی کیوجہ سے غفلت اور اونگہہ نے مصنف کو دبا لیا ہے
اگر ہنوز مصنف نے اپنے وعدہ کو پورا نہین کیا تو پھر کب وفا کریگا وہ کتابین جنکی اوسکو ہوس ہے اور تشہیر و اعلان کے ساتھہ اونکی
تصنیف کا دعوی کر رہا ہے پس مصنف پر کلام مجید کی یہ وعید چسپان ہو رہی ہے کہ (اے ایمان والو کیون کہتے ہو جو کام تم نہین کرتے
اللہ کے نزدیک نہایت ناپسند ہی یہ کہ تمہارا قول تمہارے فعل کے برخلاف ہے) پس مصنف پر واجب ہے کہ رب العزت کی حضور مین توبہ کرے
اپنے دعاوی سے جو مصنف سے نہوسکے یا نہوسکینگے پھر فرصت ہو نہ ہو یا مرنے سے پہلے اور لیکن نام اون کتابونکے کہ جنکو مصنف نے
اپنے جی سے بنا لیا ہے پس اون کیلئے یہی کوئی کچھ نہین ہے اور بنا دینے کے مصداق و مسمی پر کوئی گواہی و دلیل ہے بلکہ صرف یہ مصنف کا ایک
بہت بڑا منصوبہ ہے کہ جسکے ذریعہ سے شہر و مین اپنی شہرت مصنف کو مطلوب ہے یا یہ طور کہ مصنف علوم و آثار کے فضائل کا جامع ہے تاکہ
مجد و فخار و جاہ و اقتدار کو شکار کرے اور امرا و اغنیا سے دولت کا ذخیرہ ہاتھہ مین لائے اور اس بہانے سے خدا کے کریم و دانا سے
ثواب کا بھی امیدوار ہے جیسا کہ صفحہ ۱۶۱ مین کہا ہے وارجو من فضل ربی ذی المنن ان یمن علی بحسن سابقۃ الی رحمتہ
ورافتہ بحسن اتمامہا وزین قبولہا وبان لایجعلہا عملا ینقطع عقب وفات کاسبہ بل یجعلہا عملا
ینتفع بہ بعد ممات صاحبہ انتہی اور یہ نہین سمجھا کہ قبر و محشر مین خالق قوی قدیر کے سامنے سوال کیا جائیگا
اون عقائد فاسدہ کا کہ جنکو ان اوراق مین مصنف نے درج کیا ہے اور جہان مین اونکا بطلان و فساد مشہور ہے اور یہ بھی مشہور ہے کہ وہ عقائد منافقین و
مخالفین اسلام کی طرف منسوب ہین نہ کہ اولیاء اللہ و علما و صلحا کی طرف اور مصنف نے جبکہ ائمہ کاملین کی طرف اون عقائد فاسدہ کو منسوب کر دیا
تو آخرت مین اس حرکت پر کوئی حصہ نہ ملیگا اگرچہ مصنف دعاؤن کے تیرون کو ساتون آسمان تک پہونچا دے اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ (انسان کو
کچھہ ثواب نہ ملیگا مگر اپنی سعی کا اور قریب ہے کہ اپنی سعی اوسکو معلوم ہو جائیگی) اور خدا ہی کے سامنے ہمارا شکوہ ہے اور اوسیکی طرف مآل و رجوع ہے اور
مصنف نے بعض علما کا قول نہین سنا ہے کہ (مژدہ ہو اوسکو کہ اوسکی موت کے ساتھہ ہی اوسکے گناہ بھی مر جائین اور اوسکی بعد اوس پر عمل نہ کیا جائے اور بعض علما
نے کہا ہے کہ (گناہ مت کر پس اگر ضرور ہی کرتا ہے تو اپنے گناہ پر دوسرے کو آمادہ مت کر کیونکہ اس صورت مین دو گناہ تیرے ذمہ لکھے جائینگے اور
بعض اوقات بندہ کی عمر چالیس برس کی ہوتی ہے پھر مر جاتا ہے اور اوسکے گناہ اوسکے بعد سو برس تک باقی رہتے ہین اور قبر مین
اونکا عذاب اوسکو دیا جاتا ہے جبکہ اوسنے کوئی برا طریقہ جاری کیا تہا اور اوسکی اتباع لوگون نے کی تہی یہانتک کہ وہ برا طریقہ
مٹجائے یا اوسپر عمل کرنے والے مر جائین تب اوس بندہ سے وہ گناہ ساقط ہوتا ہے اور اوسکو اپنے گناہ سے
فراغت ملتی ہے اور لیکن شمار ان بے بنیاد نامونکی سو وہ بھی ہنوز غیر منضبط ہے اس لئے کہ جو تقریظ اس کتاب
کے شروع مین مولوی حیدر علی مرحوم کی طرف منسوب کیگئی ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتابین بارہ ہین

المنسوبة الى المولوى حيدر على الرهو[؟] انها اثنا عشر وكتب اصول العلم مدون فى الرواية والدراية وعلم من قوله هذا انها
تسعة عشر وكتب اصول العلم مدون فى الرواية فقط وما دون فى الدراية فهو كتب على حدة وايضا علم من التقريظ المذكور ان
كتب فقه الاسلام المترجم باحياء الميت بفقه اهل البيت كتب لخراسن نفسه فى فهرست هذا الكتب ولا اتفق له ان تكون
عشرين لا تسعة عشر كما اشتهر وعلم منها مشتملا على صنفهم من هذه الكتب انها ستة الفقه الاكبر وكتب اصول الرواية
العلم وكتب علم القران وكتب اصول الدراية عن اهل بيت الهداية وكتب اصول المسائل وكتب فقه
الاحسان فهذه الاضطراب والاختلاف فى عددها يدل دلالة واضحة على انها فرضيات محضة
ومخترعات صرفة ليست بواقعة على اصل يستند ولا على مبنى يعتمد ومع ذلك تشتهر فى الاشتهار
انها التجديد به مؤلفها من الايات ولولاية من الكرامات وعلى تخصيصه من بين سائر الامة من البنا
نعوذ بالله من هذه الخرافات والكلمات الواهيات والدعاوى المهلكات التى يلد عنها من تشتها
وعلى صاحبها من القاصمات واما قوله هذا مع ان قلت بضاعتى ربما كانت توهمنى ان ذلك
لوقفنى من اضاعتى حتى سنح لى بعد استخارة الله واستشارة اهل الله ما هممت به فى الامر تصميما
مستعينا بالله ولى الهداية انتهى فهذا ايضا يخبر عن كذبه ويأبى عن صدقه لان الصدق ابلج والباطل
تلجلج وشرح الصدر علامة الايقان وضيق القلب اثارة البطلان واضاعة الوقت انما هى فى
السيئات لا فى الحسنات التى هى من الباقيات الصالحات والاستخارة والاستشارة ايضا ينبغى
ان تكونا فى امر لا يلوح خيره بل يخطر فى القلب خيره وشره وما كان من اوضح الخيرات واكمل الحسنات
فلا حاجة فيه الى الاستخارة ولا الى الاستشارة لانهما يرجحان احد جانبى الامر الذى يحتمل الخير
والشر وما كان خيره او شره قطعيا فلابد فيه من الامتثال ان كان خيرا ومن الاجتناب ان كان شرا
ومن ثم قال الواعظ در كار خير حاجت هيچ استخاره نيست وايضا قوله مع ان قلة بضاعتى
توهمنى ان كان صدقا فكيف يكون قليل البضاعة من المجددين فدعواه التجديد ينافيه وان كان كذبا
فلا يكون الكاذب مجددا ولا واسطة بينهما على قول الجمهور فان تشبث بقول الجاحظ وافتى بالواسطة
فيلزم دخوله فى المجانين والمجنون ايضا لا يستطيع التجديد فلزم الفرار على ما عنه الفرار واما نفس
اسامى الكتب فهى ايضا ليست على ما ينبغى لان بعضها مسروق من اسامى الكتب المشهورة للشيعة
كالصحيفة الفاضلة حرف من الصحيفة الكاملة للشيعة ومنهاج البلاغة محرف من نهج البلاغة
الشيعة وبعضها طويل عريض فى ثلثة سطور لا يكاد يوجد نظيره فى الكتب المشهورة للعلماء من المتقدمين
والمتأخرين وقد قيل خير الكلام ما قل ودل فكيف بالاسم الذى يقصد منه تعبير المسمى باوجز لفظ واخصر

اور کتاب اصول علم تصنیف کی گئی ہے روایت و درایت دونوں کے بیان میں اور اس قول مصنف سے جو مذکور ہوا یہ معلوم ہوا کہ
وہ کتابیں انیس ہیں اور کتاب اصول علوم صرف روایت کے بیان میں لکھی گئی اور درایت کے بیان میں علیحدہ ایک اور کتاب لکھی گئی
ہے اور نیز اُس قرینہ مذکورہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کتاب فقہ الاسلام کہ جسکا نام احیاء المیت بفقہ اہل البیت ہے علیحدہ ایک کتاب ہے
کہ جسکا اس کتاب کی فہرست مذکورہ میں نام ہے نہ نشان ہے پس لازم آیا کہ وہ کتابیں بیس ہوں نہ کہ انیس جیسا کہ مصنف نے شہرت دی ہے
اور اس کتاب کے صفحہ (۲۰) کے حاشیہ میں مصنف کی تحریر سے معلوم ہوا کہ وہ کتابیں جو ہیں فقہ اکبر۔ کتاب اصول روایۃ العلم۔ کتاب علوم القرآن
کتاب اصول الدرایۃ عن اہل البیت۔ الہدایۃ ذکتاب اصول المسائل۔ کتاب فقہ الاحسان۔ پس اون کتابوں میں کی شمار میں اسقدر افتراء
وانتشار صاف صاف دلالت کرتا ہے کہ یہ اسماء فرضی کا محض اختراعی صرف ہیں نہ انکی کوئی اصل ہے اور نہ بنیاد ہے اس حالت پر اشتہاروں میں تصنیف
شہرت دیگر یا ہے کہ یہ کتابیں مؤلف کے مجدد ہونیکی آئینہ ہیں اور اوسکی ولایت کی گواہ ہیں اور تمام امت میں مؤلف کی خصوصیت کے واسطے
مخصوص ہیں خدا کی پناہ ہے ان خرافات کلمات و اسباب و دعاوی باطلہ سے جو اپنے رتبہ کو فضیحت کرنے والے ہیں اور اپنے صاحب کو بیجا
لگانے والے اور لیکن مصنف کا یہ قول (مع ان قلتہ بضاعتی وبما کانت توہمنی ان ذلک لوقفتی من اضاعتی حتی تبیح
لی بعد استخارۃ اللہ واستشارۃ اہل اللہ ما صممت بہ فی الامر تصمیما مستعینا باللہ علی الہدایۃ انتہی)
پس یہ قول بھی مصنف کے کذب کا مخبر ہے اور صدق سے منکر ہے اسلئے کہ صدق اور روشن ہوتا ہے اور باطل ظاہر ہو جاتا ہے اور سیئہ کا فرق ہوتا ہے ان کا
نشان ہے اور دل کی تنگی بطلان کی علامت ہے اور دقت کی تنبیہ رائج نہیں ہوتی ہے کہ کیونکہ مومن کہ جنکی صفت باقیات صالحات ہے اور استخارہ واجب
شئی بھی ایسی امور میں ہوتی چاہئیں کہ جنکی خوبی واضح نہ ہو بلکہ خیر و شر دونوں کا دل میں خطرہ گذرتا ہے اور جو عمل کہ واضح خیرات کا ہو اور انکی حسنات کا
تو اوس میں نہ استخارہ کی حاجت ہے اور نہ طلب مشورت کی اسلئے کہ یہ دونوں ایک جانب کو ترجیح دیا کرتے ہیں ایسی کام کی کہ جو خیر و شر دونوں کا
احتمال رکھتا ہو اور جس کام کی خوبی یا برائی معین ہو تو اوس میں کرنا ہی معین ہے اگر وہ کام خیر ہے اور ترک ہی معین ہے اگر شر ہے اور ہمیں یہی دیا گیا ہے
کہ نیک کام میں استخارہ کی حاجت کچھ نہیں ہے اور نیز مصنف کا قول (مع ان قلتہ بضاعتی توہمنی) اگر صادق ہے تو قلیل البضاعۃ کیونکر
مجدد ہو سکتا ہے پس تجدید کا دعوی اس قول کی مخالفت ہے اور اگر دروغ ہے تو دروغ گو مجدد نہیں ہوتا ہے اور کلام خبری کیلئے صدق اور کذب کا
ہوا جمہور علما کے مذہب میں تیسری قسم نہیں ہے اور اگر مصنف نے واسطہ کا مذہب اختیار کرکے واسطہ کا اقرار کیا ہے اور مصنف کا مجنون ہونا لازم
آئیگا اور مجنون بھی تجدید کا اہل نہیں ہے پس جس سے فرار کیا تھا اوسی قرار لازم آگیا اور لیکن کتب کے یہ اسامی فی نفسہا ہی قابل مناقشہ نہیں ہیں بلکہ
اسلئے کہ بعض علماء شیعہ نے مشہور کتب کے ناموں اپنی تحریرات کے بنا رکھی ہیں جیسا کہ (صحیفہ فاضلہ) بمقابلہ شیعہ کی صحیفہ کاملہ کے اور جیسا کہ
منہاج البلاغۃ بمقابلہ شیعہ کی نہج البلاغۃ کے اور بعض اونہیں ناموں کے بیچ توڑ ہے میں تین سطروں تک کہ جنکا نظیر علماء متقدمین
و متاخرین کی مشہور کتابوں میں نہ نکلیگا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اچھا کلام وہ ہے کہ کم ہو اور پر مضمون پس اس
اسم کا کیا حال ہوگا کہ جس سے مقصود معنی کو بیان کرتا ہے چھوٹے لفظ اور مختصر کلمے کے ساتھ تاکہ اوسکے
معنی کی طرف جلد انتقال ذہنی ہو جاوے اور اسم سے مراد مضمون اور حکایتوں کی تصویر نہیں ہوتی تھی کہ بہر حال

كلمة كي ينتقل منه الى الشيء بالسرعة ولا يراد منه تصوير القصص والحكايات حتى كالجلالات المطولات كما لا يخفى على الماهر الاديب والشاعر الاريب قال والقصد حينئذ الراجد الرواية عن هؤلاء ائمة الولاية من القسم ان اورد من رواياتهم من غيرهم من فضلاء الصحابة والتبعة وقليلا ما هو وما اقله وفي كل مسئلة معضلة او فوائد او شيء من علوم القران او غير ذلك من العلوم ان اشتمل قدر ما تيسر في ذلك عن الصحابة والتبعة واهل المذاهب المتبعة وغيرهم من الاجلة تقوية بالشهادة لسند الرواية وتوطية للموافقة والمتابعة في الدراية وكل ذلك مع الاهتمام بالالتزام التصحيح والتعليل والجرح والتعديل بشروطها اهل السنة الحسنى باتباعها يحكى في بعض كتبنا مما لا زمام له ولا خطام هنا الا تعليقات اهل الرواية الثقات كالفقهاء الاربعة واصحابهم فالبخاري والترمذي فابن المنذر فابي عمر بن عبد البر وجماعات اخر فانهما اخذ فيها وافق من بفضل الله مسلم الصواب في كل باب من كل كتب ما ناسب ذلك من ايات اعظم الثقلين كتب الله الحكيم العليم الوهاب ثم نورد المرفوع والموقوف والمقطوع عن ثاني الثقلين الاذواب ولا اعتمد الا ما قد ورد بسند جيد معتمد صحيح او حسن او مقارب بما له من عاضد او عواضد من المتابعات او الشواهد وارجو من فضل ربي ذي المنن ان يمن على اوجح خليفته الى رحمته برافة يحسن تمامها وزين قبولها وبان لا يجعلها عملا ينقطع عقب وفاتي كاسباه بل يجعلها عملا ينتفع به بعد ممات صاحبه اللهم امين بجاه حبيبك الامين انتهى اقول بتوفيق الله تعالى وعونه ان المصنف قد اتى في هذه الكتب بما يخالف دعوله في هذا القول وبيانه انه ادعى في هذا القول بدعاوى الاول انه يورد في هذه الكتب روايات الائمة من اهل البيت في كل باب وان لم يجد بها من القسم في رواياتهم من غيرهم من الصحابة والتبعة الثاني انه يشفع في ذلك الباب عن غيرهم من الاجلة تقوية بالشهادة لسند الرواية وتوطية للموافقة والمتابعة في الدراية الثالث انه يفعل كل ذلك مع الاهتمام بالتزام التصحيح والتعليل والجرح والتعديل بالشروط المعتبرة عند اهل السنة الرابع انه يجتنب عما يحكى في بعض كتب اهل السنة بدون السند المعتبر الا ما علقها الثقات من اهل الرواية الخامس انه يقدم في كل باب ما ناسبه من الكتب ثم يورد المرفوع والموقوف والمقطوع من السنة السادس انه لا يعتمد على غير ما ورد بسند جيد معتمد صحيح او حسن او مقارب بما له عاضد او عواضد من المتابعات او الشواهد وبعد هذه الدعاوى الستة رجاء من الله ان يمن عليه بحسن اتمام هذه الكتب وزين قبولها في الحيوة وبعد الممات ونحن نذكر منها ما اتى به

جملوں کے مانند بڑھا دیا جائے جیسا کہ یہ امر باعث تضییع و ضیاع اذہان ہے پر مخفی نہیں ہے کہ جو مصنف نے اور قصد یہ ہے کہ جس
مسئلہ میں خاص ان ائمہ ولایت کی روایت پاؤنگا تو اور صحابہ و تابعین سے جو اونکی روایات ملینگی اونکو لکھدونگا اور ایسا
بہت ہی کم اتفاق ہوا ہے اور سیر و شواہد مسئلہ یا قراءت یا ورسنے میں علوم قرآن سے ہو یا دیگر علوم سے یہ قصد ہے کہ جو کچھہ روایات
صحابہ و تابعین و اہل مذاہب متبعہ وغیرہ کی میسر ہونگی اونکو بھی ظاہر کرونگا اسناد روایت کی شہادت کا تقویہ ہو جائے اور درایت میں
موافقت و پیروی کی تنبیہ ہو جائے اور اس تمام کے ساتھ تصحیح و تعلیل و تجریح و تعدیل کا بھی اہتمام کے ساتھ التزام رکھا جائیگا
اون عمدہ شروط کے ساتھ کہ جو اہلسنت کے نزدیک معتبر ہیں اور اون کتب اہل سنت کے حوالے سے اجتناب کیا جائیگا کہ جنکا کچھہ اعتبار
نہیں ہے بلا سند ہونیکی سبب سے ہاں البتہ بلا سند و اتھین ثقہ راویوں کی جیسے امام احمد اور اونکے اصحاب بخاری و ترمذی نیز ابن
منذر و ابی عمر بن عبد البر اور دوسرے معتبر جامعین کہ اونکو بھی اس کتاب میں لیا جائیگا اور میں ابتدائی ہر مہم اسیکے فضل سے
کتاب کے ہر ایک باب میں پہلے کتاب اللہ کی آیتیں جو مناسب اوس باب کے ہیں ذکر کرونگا پھر حدیث مرفوع و موقوف و مقطوع اہلبیت
کرام کی نقل کرونگا اور راوی حدیث پر اعتماد کرونگا کہ جنکی سند جید قابل اعتماد ہو صحیح یا حسن یا قریب حسن کہ جنکی توابع و شواہد سے قوت ہو
اور میں اپنے پروردگار ذوالمنن کے فضل سے امید کرتا ہوں کہ اپنی رحمت و کرم کے زیادہ محتاج بندہ پر احسان فرمائے اس کتاب کے حسن اتمام و
زینت قبول سے اور اوسکو ایسا کام نہ بناوے کہ جو اپنے فاعل کی وفات کے بعد منقطع ہو جاتا ہے بلکہ اوسکو ایک ایسا علم بناوے کہ جس سے مصنف کے
مرنے کے پیچھے بھی اہل اسی نفع ہوتا رہے اور اسکا صلہ قبول کرا جیسے حبیب رسول امین کی برکت سے انتہی میں کہتا ہوں خدا کی توفیق و مدد
کہ مصنف نے اس کتاب میں ایسی باتیں ذکر کی ہیں جو اوسکے اس قول کے دعوی ضمنیہ کے مخالف ہیں بیان اس امر کا یہ ہے کہ مصنف نے
اس قول میں چند دعوی کیے ہیں اول یہ کہ اس کتاب میں ہر ایک باب کے ثبوت میں ائمہ اہلبیت کی روایتیں ذکر کرینگا اور اگر اونکی
وافی روایات کسی موقع پر نملیں تو اونہوں نے جو روایتیں اپنے شہر و ان صحابہ و تابعین سے بیان فرمائی ہیں اونکو ذکر کریگا دوم یہ کہ ایسا
باب میں غیر اہلبیت سے مثل اجلہ صحابہ و تابعین وغیرہم کے جو روایات ہونگی سند روایت کے تقویت کرنے اور عقیدہ میں موافقت
ہونیکی تنبیہ کیلئے اونکو بھی ذکر کریگا سوم یہ کہ یہ سب کام نہایت اہتمام سے اور تصحیح و تعلیل و جرح و تعدیل کے التزام کیساتھ
کریگا اون شروط کی جو اہلسنت کے یہاں معتبر ہیں چہارم یہ کہ جو روایتیں بعض کتب میں بلا سند معتبر کے مذکور ہیں
اونکے ذکر سے اجتناب کریگا ہاں جو اون میں سے ثقہ لوگوں کی مرویات ہونگی وہ ترک نہ کیجائینگی پنجم یہ کہ ہر باب میں
پہلے اوسکے مناسب کتاب اللہ کی آیت ذکر کریگا پھر حدیث مرفوع و موقوف و مقطوع کو ششم یہ غیر جید حدیث پر اعتماد
نہ کریگا بلکہ صحیح ہو یا حسن یا مقارب حسن شواہد و متابعات کی وجہ سے اوسی سے دلیل لاویگا پھر ان چہ دعووں کے
بعد خدا سے امید کی ہے اس کتاب کے حسن اتمام و زینت قبول کی حیات و ممات دونوں کے زمانہ میں اب ہم
اس کتاب کی حصہ مطبوعہ کی کچھہ عبارت نقل کرتے ہیں جس سے مصنف کے دعوی کا کذب اور ہمارے قول کا
صدق ظاہر ہو جائیگا پس ہم کہتے ہیں کہ مصنف نے اس کتاب کو ایمان کے مسئلہ سے شروع کیا ہے اور اوسکی

في الجزء المطبوع من هذا الكتاب كي يتبين كذب ما ادعاه وصدق ما قلناه فنقول انه يورد في هذا
الكتاب في مسئلة الايمان واورد لاثباته اربعة احاديث اثنان منها عن علي بن موسى رضا برواية
ابي الصلت الهروي احدهما في صفحة (٢٠) هكذا قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
الايمان اقرار باللسان ومعرفة بالقلب وعمل بالجوارح انتهى وثانيهما في صفحة (٢٢) هكذا قال
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن جبرئيل عليه السلام قال قال الله تعالى اني انا الله الذي
لا اله الا انا فاعبدوني يا عبادي فمن جاء منكم بشهادة ان لا اله الا الله بالاخلاص دخل في
حصني ومن دخل في حصني امن من عذابي انتهى واثنان اخران منهما عن الامام حسن العسكري برواية بلاذري
احدهما الذي قال انه مسلسل بالائمة العشرة مع ان في سنده محمد بن علي رضا وليس له استماع الحديث
من ابيه باتفاق الطائفتين لان اباه توفي في المشهد وهو حينئذ ابن خمس او ست كان في بغداد
فكيف يكون حديثه مسلسلا بالائمة لان الامامة في هذا السن لا تعتبر عند احد والمسلسل
بالائمة هو الذي تكون رواته كلهم ائمة فكونه مسلسلا مخالف لما عليه الجمهور من المحدثين وهذا
الحديث نقله في صفحة (٢٣) هكذا قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الايمان معرفة بالقلب
وقول باللسان وعمل بالاركان انتهى وثانيهما ما نقله في صفحة (٣٨) هكذا قال حدثني محمد بن عبد الله
سيد الانبياء قال حدثني جبرئيل سيد الملائكة قال قال الله سيد السادات اني انا الله لا اله
الا انا من اقر لي بالتوحيد دخل حصني ومن دخل في حصني امن من عذابي انتهى ونقل في سند هذا الحديث
قصة اختفاء ابي سعيد المجوسي النار في فمه ووضع سنه من رائحة ولما ثبتت هذه القصة في حاشية تلك الصفحة
على الشهرة وهذا ايضا مخالف لاهل السنة كلهم مردود عندهم فكيف اورده في هذا الكتاب
مع كونه مخالفا لمعرفة السادة من الذي مر ذكره في تلخيص هذا القول هنا وقال لهذا الحديث
ايضا انه مسلسل بالائمة العشرة الكمل وفيه ايضا ما فيه ثم قال لهذا الحديث في صفحة (٤٣)
وكذا الحديث الاول المسلسل بالائمة العشرة الكمل في فضل الايمان انتهى وناظر ذلك في عدم
دخول العمل في اصل الايمان انتهى وقال في صفحة (٣٣) والظاهر من هذه الاحاديث والاثار عن
اهل البيت الاطهار ونحوها ذهب اصحاب الحديث ومالك والشافعي واحمد والاوزاعي كمذهب
اهل البيت ان العمل داخل في الايمان انتهى ونحن نتكلم اولا في سند هذه الاحاديث ونقول اما
الحديثان الاولان ففي سندهما ابو الصلت الهروي وهو مجروح بالتشيع ومتهم بالكذب عند
الثقات كما قال الذهبي في ميزان الاعتدال في ترجمة علي بن موسى بن جعفر الرضا قال ابن طاهر ياتي

اثبات کیلئے چار حدیثین لایا ہی دو انمین علی موسی رضا سی ہین ابو الصلت ہروی کی روایت سے پہلی صفحہ ۲۳۲ مین اسطرح ہی (قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
الایمان اقرار باللسان ومعرفۃ بالقلب وعمل بالجوارح انتہی اور دوسری صفحہ ۲۴۳ مین ہی اسطرح ہی (قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن جبرئیل علیہ السلام
قال قال اللہ تعالی انی انا اللہ الذی لا الہ الا انا فاعبدونی یا عبادی من جاء منکم بشہادۃ ان لا الہ الا اللہ بالاخلاص دخل فی حصنی ومن دخل فی حصنی امن
من عذابی انتہی اور دوسری دو حدیثین انمین کی امام حسن عسکری سے ہین بروایت بلاذری ایک وہ ہی کہ جسکو مصنف نے کہا ہی کہ یہ حدیث ذریات ائمہ کی
روایت سے مسلسل ہی حالانکہ اسکی سند مین محمد بن علی رضا ہین اور انکو حضرت علی رضا سے حدیث کی سماعت باتفاق سنی و شیعہ ثابت نہین ہی اسوجہ سے
کہ علی رضا نے جب مشہد مین وفات پائی تو محمد اسوقت پانچ یا چھ سال کے بغداد مین تہے پھر کیونکر انکی حدیث مسلسل بائمہ ہوسکتی ہی کیونکہ اس سن مین امام
ہونا کسیکے مذہب مین معتبر نہین ہی اور مسلسل بائمہ وہی حدیث ہوتی ہی کہ جسکو کل راوی امام ہوون پس اس حدیث کا مسلسل ہونا جمہور محدثین کی اصطلاح کے
مخالف ہی اور اسی حدیث مین صفحہ ۲۴۴ اسطرح سے لایا ہی (قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الایمان معرفۃ بالقلب وقول باللسان وعمل بالارکان) انتہی اور
دوسری انمین کی وہ حدیث ہی کہ جسکو صفحہ ۲۸۷ مین اسطرح پر لایا ہی (قال حدثنی محمد بن عبد اللہ سید الانبیاء قال حدثنی جبرئیل سید الملائکۃ قال قال اللہ
سید السادات انی انا اللہ لا الہ الا انا من اقر لی بالتوحید دخل حصنی ومن دخل حصنی امن من عذابی) انتہی اور اس حدیث کی سند مین ابو الصلت کی نیشاپور کی
راہ مین چھینکی کا قصہ نقل کیا ہی اور اسکی ثبوت کا اوسی صفحہ کے حاشیہ مین شہرت پر حوالہ کیا ہی اور یہ بہی تمام سنیون کے مخالف ہی اور انکے نزدیک مردود ہی
پس اس کتاب کی کیونکر اس قصہ کو ذکر کیا حالانکہ یہ مخالف مصنف کے قول مذکور مین جو دعوے کا جسکو ہم اوسکی عبارت مین بلفظہ اوپر کی فصل مین ذکر کیا ہی
اور اسی حدیث کو بہی مصنف نے مسلسل بائمہ عشرہ کہکر نقل کیا ہی اور اسمین بہی وہی اعتراض مذکور وارد ہی پر اسکا حدیث کی نسبت صفحہ ۲۴۴ مین کہا ہی
وکذا الحدیث الالہی المسلسل بالائمۃ العشرۃ الکمل فی فضل الایمان انما ہو ظاہر فی عدم دخول العمل فی اصل الایمان انتہی اور صفحہ ۲۴۳ مین کہا ہی
ودلالۃ ظاہر ہذہ الاحادیث والآثار عن اہل البیت الاطہار ونحوہا مذہب اصحاب الحدیث ومالک والشافعی واحمد والاوزاعی کذہب اہل البیت
ان العمل داخل فی الایمان انتہی اور ہم پہلے ان حدیثون کی سند مین کلام کرتے ہین اور کہتے ہین کہ پہلی دو حدیثونکی سند مین ابو الصلت ہروی ہی
اور وہ تشیع کے ساتہہ مجروح ہی اور ثقات محدثین کے نزدیک متہم بالکذب ہی جیسا کہ ذہبی نے میزان الاعتدال مین علی بن موسی بن جعفر رضا کے
احوال مین کہا ہی کہ ابن طاہر نے کہا ہی کہ اپنے باپ سے عجائب نقل کرتے ہین مین کہتا ہون کہ اسکی طرف سند کو ثبوت مین بحث ہی ورنہ پس یہ
ایسا شخص ہی کہ جسپر جہوٹ کہا جاتا ہی اور ایک کتاب مشہور اوسکی نسبت بنائی گئی ہی جیسا کہ اوسکے دادا جعفر صادق پر جہوٹ جوڑا گیا ہے
پس اونسی ہی ابو الصلت ہروی کہ متہم لوگون مین سے ہی روایت کی ہی اور دارقطنی نے کہا ہی کہ اوسکو ابن حبان نے خبر دی ہی اور کہا ہے
کہ علی بن موسی رضا نے اپنے باپ کی طرف سے عجیب باتین روایت کرتے ہین اور وہم وخطا سے خالی نہین ہی اور ابی احمد عامر بن سلیمان طائی کی
ایک بڑی کتاب اون سے مروی ہی اور داود بن سلیمان غزونی کی اوسکی طرف سے ایک کتاب ہی اور علی بن مہدی قاضی کی اوسکی جانب
سے ایک کتاب ہی انتہی اور چونکہ مصنف نے جواب دیا ہی اون جرحونکا جو ابو الصلت ہروی پر ثقات محدثین کی طرف سے کیگئی ہین اور
اوسکی اس حدیث کو ترک کردینے کا صفحہ ۲۴۴ مین بایں طور (اور لیکن ہروی کی ابو الصلت کی اس حدیث کی روایت مین علی رضا
سے محمد بن اسلم نے پس ذکر کیا اوسکو بیہقی نے شعب الایمان مین کہا کہ متکلم ہے ابو الصلت اس حدیث کی ذمہ داری سے انتہی لیس بثابت

عن ابيه بعجائب قلت انما الشان فی ثبوت السند الیه والا فالرجل قد کذب علیه ووضع علیه نسخة
سائرة کما کذب علی جده جعفر الصادق فروی ابو الصلت الهروی احد المتهمین وقال الدار قطنی
اخبرنا ابن حبان قال علی بن موسی رضا یروی عن ابیه عجائب یهم ویخطی ولابی احمد عامر بن سلیمان الطائی
عنه نسخة کبیرة ولداود بن سلیمان الجرجانی عنه نسخة ولعلی بن مهدی القاضی عنه نسخة انتهی
(٣٠) وما اجاب به المصنف عن جروح الثقات علیه وترکهم هذا الحدیث المروی عنه من قوله فی صفحه
ولکن تابعه علی روایة هذا الحدیث عن الرضی محمد بن اسلم فذکره عن البیهقی فی الشعب قال فخرج
ابو الصلت من عهدته انتهی ففی غایة البطلان ونهایة البهتان لان ما خرجه محمد بن اسلم الطوسی هو من الحدیث
المتروک انما هو حدیث آخر مقبول عند اهل السنة کما قال فی الصواعق ابی زرعة الرازی ومحمد بن اسلم الطوسی عن الامام علی الرضا
قال حدثنی ابی موسی الکاظم عن آبائه عن المرتضی عن المصطفی قال حدثنی حبیبی وقرة عینی رسول الله صلعم قال حدثنی جبرئیل قال سمعت
رب العزت یقول لا اله الا الله حصنی فمن قالها دخل حصنی ومن دخل حصنی امن عذابی وفی روایة ان الحدیث المروی
الایمان معرفة بالقلب واقرار باللسان وعمل بالارکان ولعلهما واقعتان انتهی فعلم من هذا النقل ان
المصنف قد کذب علی ابن محمد بن الطوسی حیث جعله تابعا للهروی فی حدیثه المتروک من جهة
والعیاذ بالله تعالی من هذه الفریة واما تزکیة المصنف الهروی علی خلاف جمهور المحدثین
واجلتهم فمما یناقض دعوته الثالث واما الحدیثان الآخران ففی سندهما ابو محمد البلاذری وهو
شیعی مستور الحال غیر مقبول الروایة لاسیما فیما یتقوی به مذهبه قال صاحب العجالة النافعة
علامت وضع حدیث وکذب راوی چند چیز است اول آنکه مخالف تاریخ مشهور روایت کند
دوم آنکه راوی رافضی باشد وحدیث در تائید مذهب خود روایت کند وناصبی باشد
وحدیث در مطاعن اهل بیت کند وعلی هذا القیاس سوم آنکه چیزے روایت کند که بر جمیع
مکلفین معرفت آن وعمل بر آن فرض باشد واو منفرد بود در روایت چهارم آنکه وقت وحال قرینه
باشد بر کذب او پنجم آنکه مخالفه مقتضای عقل وشرع روایت کند وقواعد شرعیه او را تکذیب
نماید ششم آنکه در حدیث قصه سائر باشد از امر حسی واقعی که اگر بالحقیقت متحقق میشد
هزاران کس از ان نقل میکرد انتهی وهذه الوجوه الستة متحققة فی هذه الروایة للبلاذری
دالة علی کذبه فی هذه اما الاول فلانه خالف التاریخ المشهور بین الطائفتین فی ان سماع
محمد الجواد عن ابیه غیر ثابت لما مر بیانه منا واما الثانی فلانه شیعی کما بینهم من قوله فی
سند الحدیث الرابع ابو السید المحبوب امام عصره بمکة لان بقاء الامام فی کل عصر انما هو من معتقد الشیعة

بطلان مین ہے اور حسد درجہ کا بہتان ہے اسلئے کہ جس حدیث کو محمد بن اسلم طوسی نے روایت کیا ہے وہ یہ حدیث مشہور نہیں ہے
بلکہ وہ اہل سنت کے نزدیک حدیث الٰہی مقبول ہے جیسا کہ صواعق محرقہ مین بروایت ابو زرعہ رازی و محمد بن اسلم طوسی امام علی رضا سے
روایت کی ہے کہ حدیث بیان کی ہمسے میرے باپ موسی کاظم نے اپنے اجداد کی روایت سے حضرت علی مرتضی سے اونہون نے مصطفی صلعم
سے فرمایا کہ حدیث بیان کی مجھسے میرے حبیب و میری آنکھ کی ٹھنڈک رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مجھسے بیان کیا جبرئیل نے کہ سنا
مین نے رب العزت سے کہ فرماتا ہے (لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے پس جس نے کہا اسکو کہ وہ میرے قلعہ مین داخل ہوگیا اور جو شخص میرے
قلعہ مین داخل ہوا وہ میرے عذاب سے امن مین رہا اور ایک روایت مین ہے کہ اس روایت کی حدیث یہ ہے کہ (الایمان معرفۃ بالقلب
اقرار باللسان و عمل بالارکان اور شاید وہ واقعہ جنمین ایسا ہوا ہو انتہی پس اس نقل سے معلوم ہوا کہ مصنف تحفہ نے محمد بن اسلم طوسی کا
بہتان لگایا ہے کہ اوسکو ہمردی کی حدیث مشترک کا تابع بنایا ہے حالانکہ بنا اس بہتان کا واسطے جو کہ مصنف نے برخلاف مشہور روایت
کے اور جلیل القدر لوگون کو ہمردی کی روایت بیان کی ہے سو وہ مصنف کے پیچھے دعوی کی مخالفت ہے لیکن دوسری وجہ یہ ہے کہ اونکی
سند مین ابو محمد بلاذری داخل ہے اور یہ شخص شیعی مستور الحال غیر مقبول الروایت ہے خصوصا ایسی حدیث مین کہ اسکے مذہب کو قوت
کرتا ہے مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی نے اپنی عجالہ نافعہ مین کہا ہے کہ حدیث کے موضوع ہونے اور کذب راوی کی علامت چند ہین
اول یہ کہ تاریخ مشہور کے خلاف روایت کرے دوم یہ کہ راوی رافضی ہو اور حدیث اپنے مذہب کی تائید مین روایت کرے یا ناصبی ہو اور اہل بیت
کے مطاعن مین حدیث روایت کرے اور علی ہذا القیاس سوم یہ کہ ایسی چیز کی روایت کرے کہ جملہ مکلف لوگون پر اوسکی معرفت اور اوسپر عمل
کرنا [illegible] فرض ہووے اور وہ شخص روایت مین تنہا ہووے چہارم یہ کہ وقت اور حالت اوسکی کذب پر قرینہ ہووے پنجم مقتضائے عقل و شرع
کے برخلاف روایت کرے اور قواعد شرعیہ اوس روایت کی تکذیب کرین ششم یہ کہ اوس حدیث مین ایک شی واقعی محسوس کا قصہ مذکور ہو
کہ اگر حقیقت مین وہ قصہ واقع ہوتا ہزارون آدمی اوسکو نقل کرتے انتہی اور چھوٹون چیزین بلاذری کی اس روایت مین موجود ہین
اور اس حدیث مین اوسکی کاذب ہونے پر دلالت کرتی ہین وجہ اول اسوجہ سے موجود ہے کہ بلاذری نے اس حدیث کی روایت مین خلاف
کیا ہے اوس تاریخ کا جو سنی شیعہ کے دونون گروہ مین مشہور ہے اسباب مین محمد جواد کا استماع حدیث اپنے باپ سے غیر ثابت ہے جیسا کہ ہم
اسکو بیان کر چکے ہین دوسری وجہ کا ثبوت اسوجہ سے ہے کہ بلاذری شیعی ہے جیسا کہ ہم چوتھی حدیث کی سند مین اوسکا یہ قول (ابو السید
المحبوب امام عصرہ بمکۃ) اسپر دال ہے اسلئے کہ امام کا باقی رہنا ہر زمانہ مین شیعہ کے عقائد سے ہے اور مسئلہ امامت کو ثابت کرنیکی غرض سے
اوس نے یہ حدیث اسطرحپر روایت کی ہے تیسری وجہ کا ثبوت اسلئے ہے کہ اوس نے ایسا مسئلہ روایت کیا ہے کہ جملہ مکلفین پر اوسپر عمل کرنا
واجب ہے اور وہ مسئلہ ایمان ہے باینطور کہ ایمان مرکب ہے امور ثلثہ مذکورہ سے اور بلاذری اس قول مین تنہا ہے اسلئے کہ تمام اہل سنت کا
اجماع اسکے خلاف پر ہے کیونکہ اونکے نزدیک ایمان صرف تصدیق کا نام ہے اور اقرار شرط ایمان ہے دنیوی احکام جاری
ہونیکے واسطے اور امور ثلثہ مذکورہ اہلسنت کے نزدیک ایمان مین غیر معتبر ہین نہ تنہا تنہا نہ اونکا مجموعہ جیسا کہ ہم اگر خدا نے
چاہا اسکو بیان کرینگے اور چوتھی وجہ کا وجود اسلئے ہے کہ وقت اور حال دونون اوسکی روایت کو جھٹلاتے ہین اسلئے کہ جو شخص

الشيعة وروى هذا الحديث بهذا الوجه لغرض اثبات سلسلة الائمة واما الثالث فلانه روى
شيئا يجب العمل به على سائر المكلفين وهو الايمان بان الايمان مركب من هذه الامور الثلثة وهو متفرد
في هذا القول لان اهل السنة والجماعة كلهم مجمعون على خلافه لان الايمان عندهم هو التصديق والاقرار
شرط له في الاحكام الدنيوية وهذه الامور الثلاثة غير معتبرة عندهم في الايمان لا انفرادا ولا
اجتماعا كما سنبين ان شاء الله تعالى واما الرابع فلان الوقت والحال يكذبان ما رواه لان المحدثين
الموجودين في زمنه مع كثرتهم واهتمامهم بهذا الشان لم ينقلوا هذه الرواية ممن اخذها منه وقد
ذكر السيوطي في تاريخ الخلفاء كل من كانوا من المحدثين الاعلام في زمن الامام علي رضا الى زمن الحسن
العسكري وقد توفي الامام علي رضا سنة ٢٠٣ المائتين والاثنين والثالث ومن هذا الزمان كان المحدثون المتقنون
كسفيان بن عيينة والامام الشافعي وعبد الرحمن المهدي وابي داود الطيالسي وغيرهم المذكورين
في تاريخ الخلفاء واسامي من مات ايام المعتصم من الاعلام الحميدي شيخ البخاري وابو نعيم وغيرهما و
من مات في خلافة الواثق بالله المسدد وخلف بن هشام والبويطي صاحب الشافعي والآخرون و
في خلافة المتوكل ابو ثور والامام احمد حنبل واخرون وفي ايام المعتز السري السقطي والعتبي و
هرون بن سعيد وفي ايام المعتمد البخاري ومسلم والترمذي وابن ماجة والمزني وغيرهم وقد
توفي الامام الحسن العسكري في ايام المعتمد كذا في تاريخ الخلفاء فهؤلاء الاكابر كانوا في هذا الزمان
من اجلة المحدثين ومع ذلك لم يأخذ وهذه الرواية فالوقت والحال مكذبان لها لا
محالة واما الخامس فلان هذه الرواية مما يكذبه العقل والنقل لان الايمان هو الاذعان والقبول
ومحله القلب والقول والعمل كلاهما من الجوارح فلا دخل فيهما للقلب والمعرفة وان كانت من
القلب لكنها تحصل اضطرارا للكفار ايضا يعرفون الدين والرسول كالمؤمنين لكنهم ليسوا مؤمنين
كالمؤمنين كما قال الله تعالى يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وقال الله تعالى وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ
النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ فالمعرفة كانت حاصلة لهم فلما طلب منهم التصديق احالوه
السفاهة وايضا كون المعرفة والقول والعمل من الايمان مخالف للآيات والاحاديث المتواترة معنى الواردة
في باب الايمان كالحديث الآتي المذكور وغيره ولهذا اجمع اهل السنة على ان الايمان هو التصديق لا غير قال
العلامة التفتازاني في شرح العقائد في صفحه ٩٦، الايمان في اللغة التصديق اي اذعان حكم المخبر وقبوله
وجعله صادقا انتهى وقال فيه ايضا في صفحه ٩٧، واذا عرفت حقيقة معنى التصديق ان الايمان في الشرع
بما جاء به الرسول من عند الله تعالى اي تصديق النبي عم بالقلب في جميع ما علم بضرورة مجيه

بلاذری کے ہمعصر تھے انہون نے باوجود اپنی کثرت اور امر حدیث کے اہتمام کی اس حدیث کو بلاذری کے مروی عنہ سے نقل نہین کیا ہے اور علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفا مین ذکر کیا ہے جتنے اشخاص کہ محدثین اعلام مین سے امام علی رضا سے حسن عسکری کے زمانہ تک موجود تھے اور امام علی رضا کی وفات سنہ ۲۰۲ھ یا ۲۰۳ھ مین ہوئی ہے اور اس زمانہ سے حسن عسکری کے زمان وفات تک کہ جو مامون کی خلافت کا زمانہ ہے اجلہ محدثین مثل سفیان بن عیینہ و امام شافعی و عبد الرحمن مہدی و ابو داود طیالسی وغیرہ جنکا ذکر تاریخ الخلفا مین مبسوط ہے موجود تھے اور ان محدثین کے نام کہ جنکی وفات معتصم باللہ کے زمانہ مین ہوئی ہے حمیدی شیخ بخاری و ابو نعیم وغیرہ ہین اور جن محدثین کی وفات واثق باللہ کی خلافت مین ہوئی ہے مسدد و خلف بن ہشام و بویطی صاحب امام شافعی اور دیگر محدثین ہین اور متوکل کی خلافت کے محدثین ابو ثور و امام احمد حنبل و دیگر اشخاص ہین اور معتز کی خلافت کے محدثین سری سقطی و قعنبی و ہارون بن سعید ہین اور معتمد کے زمانہ مین بخاری و مسلم و ترمذی و ابن ماجہ و مزنی وغیرہ تھے اور اسی زمانہ مین امام حسن عسکری نے وفات پائی ہے جیسا کہ تاریخ الخلفا مین مذکور ہے پس اس زمانہ مین اجلہ محدثین جنکے یہ اکابر موجود تھے اور باوجود اس کے بلاذری کی حدیث کو انہون نے اخذ نہین کیا پس لا محالہ وقت و حال دونون اوس کے مکذب ہین اور پانچوین وجہ ثبوت اس لئے ہے کہ عقل و نقل اس روایت کو جھٹلاتی ہین اس لئے کہ ایمان صرف اذعان و قبول کا نام ہے اور اس کا محل قلب ہے اور قول و عمل دونون جوارح کے فعل ہین اون مین قلب کو کچھ دخل نہین ہے اور معرفت اگرچہ قلب سے ہوتی ہے لیکن اوس کا وجود بے اختیار ہو جاتا ہے اور کفار کو بھی دین و رسول کی معرفت حاصل تھی لیکن اون کو مومنون کی طرح تصدیق نہ تھی جیسا کہ حق تعالے فرمایا ہے پہچانتے ہین اوسکو جیسا کہ پہچانتے ہین اپنی اولاد کو اور نیز فرمایا ہے کہ جبکہ اون سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ جیسا کہ اور لوگ لائے ہین تو کہتے ہین کیا ہم بیوقوفون کی طرح ایمان لائین اور معرفت تو کفار کو حاصل ہی تھی پھر جب اون سے تصدیق کا مطالبہ کیا گیا تو اوسکو انہون نے بیوقوفی قرار دیا اور نیز معرفت و قول و عمل کا جزو ایمان ہونا مخالف ہے آیات و احادیث کے جو معنی متواتر ہین اور ایمان کے باب مین وارد ہین جیسے کہ حدیث الٰہی مذکور وغیرہ اور اسیوجہ سے اہل سنت کا اجماع ہو گیا ہے اس پر کہ ایمان صرف تصدیق سے عبارت ہے علامہ تفتازانی نے شرح عقاید کے صفحہ (۶۲) مین کہا ہے کہ ایمان لغت مین تصدیق ہے یعنی اعتقاد مخبر کے حکم کا اور قبول کرنا اوس کو اور صادق قرار دینا انتہی اور نیز اوسکے صفحہ (۶۷) مین کہا ہے اور جبکہ تجھکو معنی تصدیق کی حقیقت معلوم ہو گئی پس جان تو کہ ایمان

به من عند الله تعالى اجمالا فانه كاف في الخروج عن عهدة الايمان ولا يحط درجته عن
الايمان التفصيلي انتهى وقال فيه ايضا في صفحه (٧٨) وذهب جمهور المحققين الى انه هو التصديق
بالقلب وانما الاقرار شرط لاجراء الاحكام في الدنيا لما ان التصديق القلب امر باطن لا
بد له من علامة فمن صدق بقلبه ولم يقر بلسانه فهو مؤمن عند الله وان لم يكن مؤمنا في
احكام الدنيا انتهى وقال فيه ايضا وايضا الاجماع منعقد على ايمان من صدق بقلبه وقصد الاقرار
باللسان ومنعه منه مانع من خرس ونحوه انتهى واما السادس فلان هذه الرواية مخبرة
عن حقيقة الايمان وهو من الامور الضرورية التي لا بد منها للمسلم بل هو اولها واجلها
لان مدار النجاة في الآخرة والتكاليف بالامور الشرعية الفرعية عليه فلو كانت
هذا هو حقيقة الايمان لما انعقد على خلافه اجماع اهل السنة وصار متواترا بين
اخبار الامة فعلم كذب متن الحديث ووضعه بغير الطريق الاتم وايضا ظاهر
ما قال المصنف في صفحة (٣٢) والى ظاهر هذه الاحاديث والآثار عن اهل بيت الطهارة
نحو ما ذهب اصحاب الحديث ومالك والشافعي واحمد والاوزاعي عن مذهب اهل البيت
ان العمل داخل في الايمان انتهى ثم نتكلم ثانيا في نفس هذه الاحاديث ونقول ان الاول
والثالث منها نص على ان المعرفة والاقرار والعمل كلها داخل في الايمان والثاني والرابع
منها نص على ان الايمان نفس التصديق لا غير والامور الثلاثة المذكورة ليست من
الايمان والحديث الاخير الذي نقله برواية الحاكم من تاريخ نيسابور عن علي رضي الله
تعالى عنه في صفحه (٣٦) هكذا قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الايمان
قول وعمل انتهى وفي مسنده ايضا ابو الصلت الهروي احد المتهمين دال على ان التصديق
والمعرفة ايضا خارجان من الايمان فهذه الخمس المذكورة متعارضة ومتناقضة معنى
فاذا تعارضت تساقطت عن الاعتبار والاحتجاج بها فبطل كلما بني عليها المصنف
واخرها اي السند مسلسل بالائمة السبعة والائمة العشرة وقصار المصنف
كالتي نقضت غزلها وسود به الصحف من كتبه من الجرح والتعديل والتصحيح في
التعليل وبطل جل دعاويه المذكورة في هذا القول وسنبين بطلانها في ما سيأتي

شرع مین تصدیق کرنا اون احکام کی کہ جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کیطرف سے لائے ہین یعنی سچا جاننا نبی
علیہ السلام کو دل سے ان تمام امور مین جنکا منزل من اللہ ہونا بالبداہت معلوم ہے اجمالی طور پر اس لئے کہ اسقدر
کافی ہے ایمان کے عہدہ سے نکلنے کے واسطے اور اس کا درجہ تفصیلی ایمان سے کم نہین ہے انتہی اور نیز اوسکے
صفحہ (۸۰) مین کہا ہے (اور جمہور محققین اسی طرف گئے ہین کہ ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے اور اقرار
شرط ایمان ہے اجراے احکام کے واسطے دنیا مین اس لئے کہ تصدیق قلبی ایک باطنی امر ہے کہ جسکے لئے کوئی علامت
ضرور چاہئے پس جس شخص نے دل سے مان لیا اور زبان سے اقرار نکیا تو وہ شخص خدا کے نزدیک با ایمان ہے اگرچہ
دنیا مین اوسکو مومن نا جانا جائے انتہی اور نیز اوسی مین کہا ہے (اور نیز اجماع منعقد ہوا اوس شخص کے مومن ہونے پر کہ جس نے
اپنے دل سے مان لیا اور زبان اقرار کرنے کا ارادہ کیا پر اوسکو عرص وغیرہ اقرار کرنے سے مانع ہو گئی انتہی اور جس کی
وجہ سے ثابت ہے کہ یہ روایت حقیقت ایمان کی مخبر ہے اور وہ ان امور ضروریہ سے ہے کہ جن کا وجود مسلمان
کے لئے ضروری ہے بلکہ حقیقت ایمان کا جاننا امور ضروریہ مین اول واجل ہے اس لئے کہ مدار نجات کا آخرت مین
اور مسائل شرعیہ فرعیہ کی تکلیف کا دنیا مین اسی پر ہے پس اگر قول وعمل ومعرفت کا ہی مجموعہ ایمان کی حقیقت
ہوتی تو اوسکے خلاف پر اہل سنت کا اجماع منعقد نہ ہوتا اور یہی مجموعہ اخبار امت مین متواتر ہو جاتا پس اس وجہ سے اوس
حدیث بلاذری کا کذب وموضوع ہونا کھل گیا اور اوس کا کذب بھی معلوم ہو گیا جو کہ مصنف نے صفحہ (۲۲) مین کہا ہے
کہ (والی ظاہر ہذہ الاحادیث والآثار عن اہل بیت الاطہار ونحوہا ذہب اصحاب الحدیث ومالک
والشافعی واحمد والاوزاعی ومذہب اہل البیت ان العمل داخل فی الایمان) انتہی پھر ہم دوسری مرتبہ نفس
ون احادیث مین کلام کرتے ہین اور کہتے ہین کہ پہلی اور تیسری و چوتھی ان چارون مین سے نص ہے اسپر کہ معرفت و اقرار
وعمل مین سے ہر ایک ایمان مین داخل ہے اور دوسری چوتھی حدیث ان مین سے نص ہے اس پر کہ ایمان صرف تصدیق ہی ہے
اور اس اوپر تینون امور مذکورہ ایمان مین داخل نہین ہے اور ایک حدیث جسکو مصنف نے بروایت حاکم
تاریخ نیشاپور سے حضرت علی سے صفحہ (۲۲) مین اس طرح سے نقل کیا ہے (قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم الایمان قول وعمل) انتہی دال ہے اس پر کہ تصدیق اور معرفت بھی ایمان سے خارج ہے اور اس حدیث کی
سند مین بھی ابو الصلت ہروی احد المتہمین داخل ہے پس یہ پانچون احادیث مذکورہ آپس مین باعتبار معنی کے
متعارض ومتناقض ہین پس جبکہ متناقض ہے تو اعتبار واحتجاج کے قابل نہ رہے پس باطل ہو گیا جو کچھ مصنف نے ان حدیثون پر بنا کیا اور اوسپر
فخر کیا اور اپنی کتاب کے صفحون کو اوس سے سیاہ کیا یعنے جرح وتعدیل وتصحیح وتعلیل اور اوسکے وضع ہونے پر قبول نکرینگے

من مواضعها ببيان شاف لا مزيد عليه ان شاء الله تعالى قال تنبيه قال خاتم الحفاظ
جلال الدين سيوطي في اول كتابه جمع الجوامع بعد ما ذكر ما ومز البخاري ومسلم و
ابن حبان والحاكم في المستدرك والضياء المقدسي في المختارة وجميع ما في هذه الكتب
الخمسة صحيح فالعزو اليها معلم بالصحة سوى ما في المستدرك من المتعقب فانبه عليه
قلت ما تعقب الذهبي في تلخيص المستدرك فبعضه عندي متعقب مستدرك ولم
ينبه عليه من بعده كافي علمي فانا انبه عليه في هذه الكتب حيث اقف ان شاء الله
تعالى انتهى نقول انه ما وفا بهذا الوعد في هذا الجزء المطبوع فنرتب به نجيبه ان شاء الله
تعالى قال وكذا ما في موطا مالك وصحيح ابن خزيمة وابي عوانة وابن السكن والمنتقى
لابن الجارود والمستخرجات فالعزو اليها معلم بالصحة ايضاً قال بعد ذكر رمز
ابي داود وما سكت عليه فهو صالح وما بين ضعفه نقلت عنه وذكر رمز الترمذي
قال وانقل كلامه على الحديث قلت وما ينبغي من الكلام على رواتهما انبه عليه
ان شاء الله تعالى ثم ذكر رمز ابن ماجه والنسائي وابي داود الطيالسي وعبد الرزاق
وسعيد بن منصور وابن ابي شيبة واحمد وابنه عبد الله وابي يعلى والطبراني
والدارقطني وابو نعيم والبيهقي قال وهذه فيها الصحيح والحسن والضعيف فابينه
غالبا قلت وحيث لم يبينه فانا ابينه حيث اقف عليه ان شاء الله تعالى قال وكل ما
كان في مسند احمد فهو مقبول فان الضعيف الذي فيه يقرب من الحسن قلت
وانا انبه عليه ان شاء الله تعالى والبحث فيه مستوفى في القول المستحسن في فخر الحسن
وذكر رموز العقيلي في الضعفاء وابن عدي في الكامل والخطيب وابن عساكر
في تاريخه قال وكل ما عزي لهؤلاء الاربعة او الحكيم الترمذي في نوادر الاصول
او الحاكم في تاريخه او الديلمي في مسند الفردوس فهو ضعيف فيستغنى بالعزو
اليها او الى بعضها عن بيان ضعفه قلت وجملة صالحة للاعتداد منها صالحة
للاحتجاج بها فانبه عليه حيث اقف ان شاء الله تعالى وقد جرى السيوطي على هذا
الاصطلاح في كتبه الدر المنثور في تفسير الماثور وسائر كتبه والناس عنه غافلون

گذرے ہین باطل ہوگئے اور ہم اون کا بطلان آیندہ مواقع مین بہی بیان شافی کے ساتہہ جس پر زیادتی نہین ہوسکتی
بیان کرینگے اگر خدا نے برتر نے چاہا۔ کہا مصنف نے (تنبیہ) کہا خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی نے
اپنی پہلی کتاب جمع الجوامع مین بعد اس کے کہ ذکر کیا رموز بخاری و مسلم و ابن حبان کو و رموز حاکم کو مستدرک
مین اور رموز ضیاء مقدسی کو مختارہ مین (اور جو کچہہ ان پانچون کتابون مین مذکور ہے صحیح ہے) پس ان کتابون
کی طرف نسبت کرنا صحت کی نشانی ہے سوائے اون حدیثون مستدرک کے جنکا تعقب کیا گیا ہے پس مین
اون کو بتادونگا (مین کہتا ہون) جن حدیثون پر ذہبی نے تلخیص مستدرک مین تعقب کیا ہے پس بعض تعقب ذہبی
کے میرے نزدیک تعقب کے قابل ہین اور قابل گرفت ہین اور اوس کے بعد والے اوس پر مطلع نہین ہو
پس مین ان کتابون مین جسجگہ اوس پر مطلع ہونگا اوسکو بتادونگا اگر خدا نے برتر نے چاہا انتہی ہم کہتے
ہین کہ مصنف نے اس وعدہ کو اس جزو مطبوع مین پورا نہین کیا پس جبکہ اوس کو پورا کریگا انشاء اللہ تعالی
ہم اوسکا جواب دینگے (کہا مصنف نے) اور اسی طرح جو حدیثین موطا امام مالک و صحیح ابن خزیمہ و ابی
عوانہ و ابن سکن و منتقی ابن جارود و دیگر مستخرجات مین ہین وہ بہی صحت کا نشان رکہتی ہین اور کہا سیوطی نے
ابوداود کے رموز ذکر کرنیکے بعد اور جن حدیثون پر ابوداود نے سکوت کیا ہے وہ بہی صالح احتجاج
کی ہین اور جن کا ضعف اوس نے بیان کیا ہے اوس کو مین نے ابوداود سے نقل کردیا ہے اور ترمذی کی رمز
کو ذکر کیا اور کہا کہ مین اوس کا کلام جس حدیث پر ہے نقل کرونگا مین کہتا ہون کہ جو کچہہ کلام ان دونون
کے روایت پر وارد ہوتا ہے مین اوسکو بتادونگا اگر خدا نے چاہا پہر سیوطی نے رموز ابن ماجہ و نسائی
و ابوداود طیالسی و عبد الرزاق و سعید بن منصور و ابن ابی شیبہ و احمد اور اون کے فرزند عبد اللہ کو و رموز
ابویعلی و طبرانی و دارقطنی و ابونعیم و بیہقی کو ذکر کرکے کہا اور ان کتابون مین صحیح و حسن و ضعیف حدیثین موجود
ہین پس اون کو غالبًا بتادونگا مین کہتا ہون اور جن حدیثون کو سیوطی نے نہین بتایا مین جسجگہ اون پر واقف
ہونگا بتادونگا اگر خدا نے چاہا کہا سیوطی نے مسند احمد مین جسقدر حدیثین ہین مقبول ہین اس لیے
کہ اوسکی ضعیف حدیث بہی حسن کے قریب ہین کہتا ہون اور مین اون کو بتادونگا اگر خدا تعالی نے
چاہا اور اون کی بحث پورے طور پر ہماری کتاب (القول المستحسن فی فخر الحسن) مین مذکور ہے اور
سیوطی نے عقیلی کی رموز ضعفاء مین اور ابن عدی کی رموز کامل مین اور خطیب و ابن عساکر کی رموز
اوسکی تاریخ مین ذکر کرنے کے بعد کہا اور جو حدیثین ان چارون کے طرف یا حکیم ترمذی کی طرف

[illegible]

فليكن منك على ذكر ولم يذكر السيوطي تهذيب الآثار لابن جرير في كتب الصحيح والظاهر
من تسمية اياه به انه عنده مهذب صحيح خلافا لما صرح انه غير صحيح قال تلميذ لابي محمد الفرغاني
وابن جرير ابتدا بتصنيف كتب تهذيب الآثار وهو من عجائب كتبه ابتدأه بما رواه ابو بكر الصديق
مما صح وتكلم على كل حديث وعلله وطرقه وما فيه من الفقه واختلاف العلماء وحججهم واللغة
فتم مسند العشرة واهل البيت والموالي ومن مسند ابن عباس قطعة ومات وقال الخطيب
وله كتاب تهذيب الآثار لم ار مثله في معناه انتهى ولم يتمه ثم ههنا اقول بتوفيق الله تعالى
وعونه تنبيه ومما يجب ان يعلم في هذا المقام ان المصنف في كتابه هذا الذي صنفه لاثبات
اصول الدين على طبق مذهب اهل البيت ومذهب اهل السنة والجماعة قد اثبت مسئلة
الايمان بالاحاديث المروية بالطرق الواهية والاسناد المتروكة الشاذة وعدل رواتها مع
كونهم من المتهمين المجروحين عند الثقات المتقدمين من اجلة المحدثين كالامام احمد والدارقطني
والسيوطي والحاكم وغيرهم وادعى وفور علمه وعثور فهمه في مقابلتهم في علم الحديث واني اعلم
قدره في هذا الشان وفي جل العلوم لاني معاصريه ومن تلامذة استاذه ومن اهل بلده عشت
معه منذ سنين ودارسته وباحثته في زمرة الطالبين فلما رايت عجبه برايه واعتماده على نفسه
دون غيره من السالفين والخالفين مع زلة قدمه عن جادة التحقيق وزيغ قلبه في مقام
التدقيق واتباعه الباطل معرضا عن الحق الحقيق وجب علي ان انبهه وابين له ما وقع فيه نفسه
وما ازل عنه قدمه نصحا في الدين له ولسائر المسلمين وما ابرئ نفسي ان النفس لامارة
بالسوء الا ما رحم ربي ان ربي غفور رحيم قال الامام ابن حجر المكي في الزواجر الكبيرة التاسعة
عشرة الكبر والفخر والخيلاء والعجب والتيه وسياتي في باب اللباس بسطه وكذلك العلماء الذين
ظهرت عليهم سيما الصالحين يسرع اليهم الكبر لان الناس يترددون اليهم بقضاء مآربهم والمبالغة
في اكرامهم فيرون حينئذ انهم ارفع واحق بان يكون الناس دونهم لعلمهم ووصولهم الى صورة علمهم
وما دروا ان ذلك ربما يكون سببا لسلبهم كما وقع لكثير وقال ابن مسعود الهلاك في اثنين القنوط
والعجب اي لان القانط ايس من نفع الاعمال ومن لازم ذلك تركها والمعجب يرى انه سعد
والظفر بمراده فلا يتكلم لعمل ومن ثم قال تعالى فلا تزكوا انفسكم هو اعلم بمن اتقى ومن

مسند فردوس میں منسوب ہیں وہ ضعیف ہیں پس اون کی نسبت کرنا اون کتابوں کے کل یا بعض کیطرف
بیان ضعیف سے مستغنی ہے میں کہتا ہوں کہ ان کتب کی حدیثوں کا ایک معتدبہ مجموعہ کی تحقیق ہونیکے قابل ہے
میں اوسکو بتاؤنگا جس مقام میں کہ اوسپر اطلاع پاؤنگا اگر خدا نے چاہا اور سیوطی اپنی کتاب تفسیر
در منثور میں اور اپنی کتابوں میں سے اسی اصطلاح پر چلا ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں تجکو یاد رکہنا
چاہیے اور سیوطی نے صحیح حدیث کی کتابوں میں ابن جریر کی تہذیب الآثار کو ذکر نہیں کیا ہے اور اس کتاب کے
نام ہی سے ظاہر ہے کہ مصنف کے نزدیک اسکی احادیث مہذب و صحیح ہیں بجز اون حدیثوں کے کہ جن کے
صحیح نہ ہونے پر اوس نے تصریح کردی ہے ابو محمد فرغانی کے تلمیذ نے کہا ہے کہ ابن جریر نے کتاب تہذیب الآثار
کی تصنیف سے ابتدا کی ہے اور یہ اوس کے عجیب کتابوں میں سے ہے اس کی ابتدا ابو بکر صدیق کی مرویات
صحیحہ سے ہوئی ہے اور ہر حدیث پر مصنف نے کلام کیا ہے اور اسکی اور اسکے طرق کی علت بیان کی ہے اور
جو مسئلہ اوس سے نکلتا ہے اور جو کچھ اوسمیں علما کا اختلاف اور اون کی حجتیں ہیں اور اوس کے معانی
لغویہ یہ سب امور بتائے ہیں پس عشرہ مبشرہ و اہل بیت اور اون کے موالی کا ایک کامل مسند ہوگیا
ہے اور مسند ابن عباس میں سے بھی کچھ مذکور ہے اور انتقال کرگیا خطیب نے کہا ہے ابن جریر کی کتاب
تہذیب الآثار ایسی ہے کہ اوس کی صفت میں اوس کا مثل میں نے نہیں دیکھا ہے تمام ہوا کلام مصنف کا اور اسکی
کتاب فقہ اکبر کا مقدمہ یہانتک تمام ہوگیا میں کہتا ہوں خدا کی توفیق اور تائید (تنبیہ) اور منجملہ اون امور کے کہ جنکا جاننا اسمقام
میں واجب ہے ایک یہ امر ہے کہ مصنف نے اپنی اس کتاب میں کہ جسکو عقائد سنیہ مطابق اہل بیت و مذہب
اہل سنت بیان کرنے کی غرض سے تصنیف کیا ہے ایمان کا مسئلہ ایسی حدیثوں سے ثابت کیا ہے کہ جو مروی
ہیں واہی طریقوں اور متروک و شاذ سندوں سے اور اون کے راویوں کی صفائی بیان کی ہے باوجودیکہ وہ ثقات
متقدمین اور اجلہ محدثین کے نزدیک متہم و مجروح ہیں مثلاً امام احمد حنبل اور دارقطنی و سیوطی و حاکم وغیرہم
نے اون راویوں کی خوب قلعی کہولدی ہے پر مصنف نے ان بزرگوں کے مقابلہ میں علم حدیث میں اپنی وفور
علم و تنویر فہم کا دعوے کیا ہے اور مجہکو اس علم میں اور دوسرے علوم عقلیہ میں مصنف کی مقدار معلوم ہے
اس لئے کہ میں مصنف کا ہمعصر ہوں اور اوسکے استاد کا شاگرد ہوں اس کا ہم وطن ہوں برسوں سے
اس کے ساتھ رہا ہوں اور طالب العلموں کی جماعت میں اوس کا ہمدرس و ہمکلام رہا ہوں پس جبکہ میں نے
اوس کا عجب اپنی رائے پر اور اوس کا اعتماد اپنے نفس پر نہ متقدمین و متاخرین میں سے کسی پر معائنہ

تركيبة اعتقاد انها بارة وهو معنى العجب انتهى وقال فيه ايضا وللعجب افات كثيرة منها انه يولد
الكبر عنه كما مر فتكون افات الكبر افات العجب لانه الاصل هذا مع العباد والعجب غرته نفسه بربه
فامن مكره وعقابه وعد نفسه ان له على الله حقا بعمله فزكى واعجب برايه وعقله وعلمه
حتى استبد بذلك ولم تطمئن نفسه ان يرجع لغيره في علم ولا عمل فلا يسمع نصحا ولا وعظا
لنظره الغير بعين الاحتقار وقد علم منه الفرق بين الكبر والعجب وايضا ان الكبر اما باطن وهو
خلق في النفس واسم الكبر بهذا احق واما ظاهر وهو اعمال تصدر من الجوارح وهي ثمرات
ذلك الخلق وعند ظهورها يقال له تكبر وعند عدمها يقال في نفسه كبر وقد اخبر صلى الله
عليه وسلم ان هذا يغلب في اخر هذه الامة اذ جميع اهل البدع والضلال انما اصروا عليها
لعجبهم بارائهم الفاسدة وبذلك اهلكت الامم السابقة لما افترقوا فرقا واعجب كل برائه كل
حزب بما لديهم فرحون انتهى وقال فيه ايضا ومن ثم جعل صلى الله عليه وسلم من علامة
الكبر بطر الحق اي رده وغمط الناس اي احتقارهم وازدرائهم ثم الحامل على التكبر هو اعتقاد كمال
تميزه على الغير بعلم او عمل او نسب او مال او جاه او قوة او كثرة اتباع فالتكبر اسرع الى العلماء
الذين لم يمنحوا نور التوفيق منه الى غيرهم لان الواحد منهم يرى غيره بالنسبة اليه كالبهيمة
في قصره في حقوقه التي طلبها الشارع منه كالسلام والعيادة والبشر ويطالب منه ان لا يخل
بشيء من حقوقه لمحبته الترفع عليه وفاعل ذلك اجهل الجاهلين لانه جهل مقداره نفسه وربه
وخطر الخاتمة وعكس الموضوع اذ من شان العلم ان يوجب مزيد الخوف والتواضع لعظم حجة
الله عليه بالعلم وتقصيره في شكر نعمته لكن سبب ذلك ان علمه اما يرجع الى الدنيا او لانه
لم يخلص النية فيه فخاض فيه على غير وجهه فانتج له تلك النتائج انتهى بقدر الحاجة وفيه
الكفاية لطالب الهداية ومن شاء الزيادة بادر الى الزواجر بحسن النية والارادة والله ولي
العصمة ومنه الوقاية عن الفواسير هذا بيان ما اوقع فيه نفسه واما بيان ما ازل عنه قدمه
فتفصيله سياتي في رد كتابه بكمال البسط والتكميل وههنا نذكر نبذة منه على حسب ما يقتضيه
كلامه في هذا المقام فنقول ان المصنف قد عد نفسه من المحدثين ومن اجلة المحدثين ومن اصحب
الجرح والتعديل ومن ارباب الارشاد والتكميل فلذا اشتغال في كل باب منها اكابر رجاله في الفقه

کیا باآنکہ اوس کا قدم جادہ تحقیق سے لغزش کر گیا اور مقام تدقیق مین اوس کا قلب کج ہو گیا اور باطل کا پیرو و حق حقیق سے منحرف ہو گیا تو مجہپر واجب ہو گیا کہ اوس کو ہوشیار کر دون اور جن مواقع مین اوسنے اپنی نفس کو گرایا اور اپنے قدم کو ڈگایا اوس کے اور تمام مسلمانون کی خیر خواہی کی غرض سے اون مواقع کو بیان کر دون اور مین اپنے نفس کو خطا سے بری نہین کرتا ہون بیشک نفس بدی کا حکم کرنیوالا ہے مگر جسپر میرے رب نے رحم کیا کیونکہ میرا رب مغفرت و رحم کرنیوالا ہے امام ابن حجر مکی نے زواجر مین لکھا ہے کہ اونیسوان کبیرہ کبر اور فخر اور خیلا و عجب اور اترانا ہے اور اوس کا بیان خوب بسط کے ساتھ باب اللباس مین عنقریب آنے والا ہے اور اسیطرح پر وہ علما کہ جن سے صالحین کے آثار نمایان ہین اون کے طرف کبر بہت جلد جاتا ہے اسوجہ سے کہ لوگون کو اپنے قضائے حوائج کے لیے اون کے پاس آمد و رفت کرنی ہوتی ہے اور اون کی تعظیم مین مبالغہ کرتے ہین تو اونکو اوسوقت گمان ہوتا ہے کہ ہمین سب سے بلند ہین اور مستحق ہین اس کے کہ اور لوگ ہمارے تحت حکم رہین یہ خیال اون کو اسوجہ سے پیدا ہوا کہ اور لوگ اون کے اعمال ظاہری تک نہین پہنچے ہین اور یہ نہ سمجھے کہ یہ خیال بسا اوقات اون کے سلب کمال کا سبب ہو جائے گا جیسا کہ بہت سے علما کے حق مین واقع ہوا ہے اور ابن مسعود نے فرمایا ہے ہلاکی دو مین ہے ناامیدی و خود پسندی اس لیے کہ ناامید اعمال کے نفع کی امید نہین رکھتا ہے اور جس کو یہ خیال لازم ہو جائے اعمال کو ترک کر دیتا ہے اور خود پسند خیال کرتا ہے کہ مین نیک بخت ہون اور اپنی مراد کو پہنچ گیا ہون اسوجہ سے عمل کا محتاج نہین رہتا ہے اور یہین سے حق تعالی نے فرمایا ہے کہ تم اپنے نفسون کو پاکیزہ مت سمجھو خدا ہی کو خوب معلوم ہے جو شخص کہ متقی ہے اور پاکیزہ سمجھنے ہی سے یہ خیال ہوتا ہے کہ میرا نفس نیک ہے اور یہی معنی ہین خود پسندی کے اور نیز زواجر مین کہا ہے اور عجب کے آفات بہت ہین منجملہ اون کے پیدا ہونا کبر کا ہے عجب کے سبب جیسا کہ گذرا پس کبر کے آفات بھی عجب کے آفات ہین اس لیے کہ عجب ہی تو کبر کی اصل ہے یہ تو بندون کے نسبت عجب کا حال ہے اور پروردگار کے ساتھ ہی صاحب عجب کو اوس کے نفس نے دہوکا دیا ہے اس لیے کہ اوس کے مکر و عذاب سے بیخوف ہو گیا ہے اور سمجھ لیا ہے کہ میرا اللہ پر حق ہو گیا ہے بسبب عمل کرنے کے پس نفس کو پاکیزہ سمجھ لیا اور اپنی رائے و عقل و علم کو عجب کے گمان کیا یہان تک کہ اوس پر استقلال کر لیا اور اوس کا نفس غیر کیطرف علم و عمل مین رجوع کرنے پر راضی نہین ہے پس نصیحت سنتا ہے نہ وعظ اپنے غیر کو حقارت کی آنکھ سے دیکھنے کے سبب سے اور بیان مذکور سے کبر و عجب مین فرق معلوم ہو گیا تفصیل اوسکی یہ ہے کہ کبر ایک باطنی حالت ہے اور وہ نفس کی عادت ہے اور لفظ کبر اسی پر زیادہ چسپان ہی ہے یا ظاہری حالت ہے اور وہ اعمال ظاہری ہین

قابل الفقہا الاربعہ وفی الحدیث قابل ابن حجر المکی والسیوطی والحاکم واحمد بن حنبل والذہبی
وغیرہم من اجلۃ ہذا الفن وفی اصول الحدیث قابل اکابرہ وفی التصوف والمعرفۃ قابل الشیخ
محی الدین بن العربی والقشیری وغیرہما من کبراء ہذا الفن وہذا القول الذی ذکرہ لعنوان
التنبیہ فی آخر مقدمۃ ہذا الکتاب یشیر الی موافقۃ المحدثین واصحاب الجرح والتعدیل ومن
مقتضاہا ان یہون بعض ما وثقوہ ویقوی ما ضعفوہ فلہذا اجترء اولاً علی تعقبات الذہبی
فی تلخیص المستدرک التی سلمہا السیوطی وغیرہ من المحققین فی ہذا الشان وقال قلت ما
تعقب الذہبی فی تلخیص المستدرک فبعضہ عندی متعقب مستدرک اقول بتوفیق اللہ تعالی
وعونہ وجہ مخالفتہ للذہبی فی بعض ما تعقبہ فی المستدرک انہ رأی ذلک البعض موافقاً
لمذہبہ فی تفضیل علی رضی اللہ عنہ علی عثمان رضی اللہ عنہ ولہذا ترک ذکر عثمان رضی اللہ عنہ
فی ہذا الکتاب والحاکم صاحب المستدرک ایضاً کان یری ذلک وقال مولانا شاہ عبد العزیز
فی بستان المحدثین فی صفحہ (۲۲۲) لیکن خطیب بغدادی در حال او نوشتہ است کان
الحاکم ثقۃ وکان یمیل الی التشیع بعضی از علما گفتہ اند کہ معنی تشیع او آنست کہ قائل بود
بتفضیل حضرت علی بر حضرت عثمان کہ مذہب جمعی از اسلاف ہم بود واللہ اعلم وجمع بسیار
از احادیث مستدرک کہ او حکم بصحت آنہا نمودہ مثل احادیث صحیحین انگاشتہ علماء ابطال
او در خطبہ کردہ اند وبر وی انکار نمودہ از انجملہ است حدیث الطیر کہ در مناقب حضرت
مرتضی علی مشہور ومعروف است ولہذا ذہبی گفتہ است کہ حلال نیست کسی را کہ بر
تصحیح حاکم غرہ شود تا وقتیکہ تعقبات وتلخیصات مرا نہ بیند ونیز گفتہ است احادیث
بسیار است در مستدرک کہ بر شرط صحت نیست بلکہ بعضی از احادیث موضوعہ نیز ہست کہ
تمام مستدرک بآنہا معیوب گشتہ انتہی وہذا کما یقوی بعض ما ضعفوہ ثم تحریر علی السیوطی بعد ما ذکر قولہ ہکذا قال
قال وکل ما عزی لہؤلاء الاربعۃ او الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول او الحاکم فی تاریخہ
والدیلمی فی مسند الفردوس فہو ضعیف فیستغنی بالعزو الیہا او الی بعضہا عن بیان
ضعفہ قلت وجملۃ صالحۃ للاعتداد منہا صالحۃ للاحتجاج بہا فانہ علیہ حدیث
اقف ان شاء اللہ تعالی اقول بتوفیق اللہ تعالی وعونہ وجہ مخالفۃ للسیوطی فی ہذا القول

کہ ظاہر اعضا سے صادر ہوتی ہین اور اسی تکبر باطنی کے ثمرات ہین جب یہہ اعمال ظاہر ہوتے ہین تو اوسکو کہا جاتا ہے کہ فلان نے تکبر کیا اور انکی نظاہر تکبر صفت کہا جاتا ہے کہ اوسکے نفس مین تکبر ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ تکبر غالب ہوجائے گا اس امت کے پچھلون مین) اسوجہ سے کہ تمام بدعت و گمراہی واسطے اپنی بدعات پر جو مصر ہوئے تو صرف اپنی آرا سے فاسدہ کو اچھا جانکر اور اسی صفت کے سبب پہلی امتین ہلاک ہوگئین کیونکہ وے فرقہ فرقہ ہوگئے اور ہر ایک نے اپنی راے کو پسند کیا ہر گروہ اپنے خیالات پر خوش ہے انتہی اور زواجر مین لکہا ہے اور اسی وجہ سے نبی صلعم نے کبر کی علامت قرار دیا حق کو رد کرنا اور لوگون کو حقیر جاننا اور عیب لگانا پہر تکبر کا باعث اپنے کمال امتیاز کا اعتقاد ہے غیر پر علم یا عمل یا نسب یا مال یا جاہ یا قوت یا کثرت اتباع مین پس تکبر جلدی آجاتا ہے ایسے عالمون مین کہ جنہون نے نہین عطا کی گئی نور خدا کو بہ نسبت غیر اونکی کو اس لئے کہ اون مین کا ہر ایک اپنی نسبت غیر کو چار پاؤن کی طرح سمجہتا ہے پس غیر کے حقوق مین کہ جن کا شارع نے اوس سے مطالبہ کیا ہے جیسے سلام کرنا بیمار پرسی خندہ روئی کمی کرتا ہے اور غیر سے چاہتا ہے کہ غیر حقوق مین ذرہ برابر کمی نکرے اپنی ترفع کو دوست رکہنے کی وجہ سے اور ایسا شخص چارپاؤن سے زیادہ جاہل ہے اس لئے کہ وہ اپنے نفس اور اپنے رب کی مقدار سے انجان ہے اور خاتمہ کے اندیشہ سے ناواقف کے اور معاملہ برعکس ہوجانے سے غافل ہے اس لئے کہ علم کی شان سے زیادہ ہونا خوف و تواضع کا کیونکہ علم کی وجہ سے اسکی حجت اوس پر تمام ہوگئی اور نعمت پروردگار کے شکر مین اوس کے تقصیر ظاہر ہوگئی لیکن اوس کا سبب یہی معلوم ہوتا ہے کہ یا تو اوس کا علم دنیاوی حاجت کے لئے حاصل ہوا ہے یا یہ کہ اوس نے تحصیل علم کیوقت نیت کو خالص نہین کیا تہا پس علم کو بطور حاصل کیا الہ جسکی وجہ سے یہہ نتایج پیدا ہوگئے تمام ہوا کلام ابن حجر کا بقدر حاجت اور طالب ہدایت کے لئے اسی قدر مین کفایت ہوسکتی ہے اور جو شخص زیادہ کا خواہان ہے تو حسن نیت و ارادہ کے ساتہ زواجر کیطرف سبقت کرے اور خدا ہی مالک ہے حفاظت کا اور اوس کے طرف سے بچاؤ گمراہی سے یہہ بیان ہے اوس موقع کا کہ جس مین مصنف نے اپنی نفس کو گرا دیا اور لیکن بیان اوس محل کا کہ جس سے مصنف نے اپنا قدم ڈگا دیا تو اوسکی تفصیل کمال بسط و تکمیل کے ساتہ اوس کی کتاب کے رد مین عنقریب آنیوالی ہے اور یہان بہی ہم اوسمین سے تہوڑا سا بیان کرتے ہین کہ جس قدر کو مصنف کا کلام اس مقام مین مقتضی ہے پس ہم کہتے ہین کہ مصنف نے اپنے نفس کو شمار کیا ہے مجددین مین اور راجح محدثین مین اور اصحاب جرح و تعدیل و ارباب ارشاد و تکمیل مین پس اسی وجہ سے فنون مذکورہ بالا مین ہر ایک کے باب مین اکابر رجال سے مقابلہ کیا ہے پس فقہ مین مقابلہ کیا ہے فقہاے اربعہ سے اور حدیث مین مقابلہ کیا ہے ابن حجر مکی و سیوطی و حاکم و احمد بن حنبل و ذہبی وغیرہ اس فن کے اجلہ سے اور اصول حدیث مین اوس کے اکابر سے مقابلہ

انه رای مادة الادلة مذهبه فی هذا الکتب فاراد تزکیتها ولا احتج باحادیثها الضعاف
فی مقام من المناسبة ثانیا فنقول فی جوابه ان الاحتجاج باخبار الاحاد لاثبات العقائد الدینیة
مخالفة لما علیه الطائفتان من اهل السنة والشیعة قال الامام النووی فی شرح صحیح مسلم فی
باب صحة الاحتجاج بالحدیث المعنعن قال العلماء الخبر ضربان متواتر واحاد فالمتواتر ما نقله
عدد لا یمکن تواطئهم علی الکذب ویستوی طرفاه والوسط ویخبرون عن حسی لا مظنون و
یحصل العلم بقولهم واما خبر الواحد فهو ما لم یوجد فیه شروط المتواتر سواء کان الراوی له
واحدا او اکثر واختلف فی حکمه فالذی علیه جماهیر المسلمین من الصحابة والتابعین فمن
بعدهم من المحدثین والفقهاء واصحاب الاصول ان خبر الواحد الثقة حجة من حجج الشرع یلزم
العمل ویفید الظن ولا یفید العلم انتهی وقال صاحب الکنز فی منار الاصول الاول فرض وهو
ما ثبت بدلیل لا شبهة فیه کالایمان والارکان الاربعة وحکمه اللزوم علما وتصدیقا
بالقلب وعملا بالبدن حتی یکفر جاحده ویفسق تارکه بلا عذر والثانی واجب وهو
ما ثبت بدلیل فیه شبهة کصدقة الفطر والاضحیة وحکمه اللزوم عملا لا علما حتی
لا یکفر جاحده انتهی وقال ابن خلدون فی مقدمة تاریخه ولا یرجع الی تعدیل الرواة
حتی یعلم ان ذلک الخبر فی نفسه ممکن او ممتنع واما اذا کان مستحیلا فلا فائدة للنظر
فی التعدیل والتجریح انتهی هذا ما نصه المحققون من اهل السنة فی هذا الباب واما اقوال الامامیه
فمنها ما ذکره فی آیات البینات فی صفحه (۱۱۳) هکذا اجاب مولنا سید محمد مجتہد صاحب
جیسا یہ بیں فرماتے ہیں کہ متکلمین و مجتہدین امامیہ اصول دین میں دلائل قطعیہ پر اعتماد کرتے ہیں انتہی
وقال فیه ایضا فی صفحہ (۱۰۹) هکذا اجاب مولانا دلدار علی صاحب نے صوارم میں متعلق اخبار احاد
کے اپنے مذہب کا یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ فرقہ حقہ امامیہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ اصول اور اعتقادات میں
یقین حاصل کرتے ہیں اور ظن اور تقلید کو اصول دین میں جائز نہیں رکھتے انتہی فما ذهب الیه المصنف
فی هذا الکتب من الاحتجاج بالاحاد لاثبات الاصول الدینیه والعقائد الشرعیه مردود
عند الطائفتین وغیر مرضی لاحد منهما ثم قال وقد جری السیوطی علی هذا الاصطلاح
فی کتابه الدر المنثور فی تفسیر الماثور وسائر کتبه والناس عنه غافلون فلیکن

کیا اور تصوف و معرفت مین شیخ محی الدین بن العربی وقشیری وغیرہ اس فن کے کبرا سے مقابلہ کیا ہے اور یہ قول کہ جسکو مصنف نے تنبیہ کے عنوان سے مقدمۂ فقہ اکبر کے آخر مین ذکر کیا ہے محدثین واصحاب جرح وتعدیل سے مقابلہ کرنیکی طرف اشارہ کرتا ہے اور مقابلہ کے لوازم سے ہے یہ کہ ضعیف کرے بعض اون امور کو کہ جنکو اونہون نے قوی کیا اور قوی کرے بعض اون امور کو کہ جنکو اونہون نے ضعیف کیا پس اسیوجہ سے پہلے تعقبات ذہبی پر کہ جنکو ذہبی نے تلخیص المستدرک مین ذکر کیا ہے اور سیوطی وغیرہ اس فن کے محققین نے اون کو مان لیا ہے جرح کی اور کہا کہ مین کہتا ہون تلخیص مستدرک مین جو ذہبی نے تعقبات کئے ہین پس بعض اونکے میرے نزدیک قابل تعقب و مستدرک ہین آخر تک) مین کہتا ہون خدا تعالی کی توفیق و مدد سے مصنف نے جو بعض تعقبات ذہبی سے مخالفت کی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اوس بعض کو مصنف نے اپنے مذہب کے موافق دیکھا حضرت علیؓ کو فضیلت دینے مین عثمان غنیؓ پر اور اسی سبب سے حضرت عثمانؓ کا ذکر اس کتاب مین نہین کیا اور حاکم صاحب مستدرک کا عقیدہ بھی ایسا ہی تھا چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز نے بستان المحدثین کے صفحہ ۷۲ مین فرمایا ہے لیکن خطیب بغدادی نے حاکم کے حال مین لکھا ہے کہ حاکم ثقہ تھا اور کسیقدر شیعیت کی طرف میل رکھتا تھا بعض علما نے کہا ہے کہ تشیع حاکم کے معنے یہ ہین کہ وہ قائل تھا حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر فضیلت دینے کا کہ یہ مذہب ایک جماعت کا متقدمین مین سے بھی رہا ہے اور خدا دانا تر ہے اور مستدرک کی بہت سی حدیثین کہ حاکم نے اون کو مثل احادیث صحیحین گمان کیا ہے جلیل القدر علما کے نزدیک حاکم نے اون مین خطا کی ہے اور وہ حدیثین منکر ہین منجملہ اون کے ایک حدیث الطیر ہے کہ حضرت علیؓ کے مناقب مین مشہور و معروف ہے اور اسیوجہ سے ذہبی نے کہا ہے کہ کسیکو حلال نہین ہے یہ کہ حاکم کی تصحیح پر مغرور ہو جاوے جبتک کہ میرے تعقبات والحاقات کو نہ دیکھلے اور یہ بھی کہا ہے کہ مستدرک کی بہت سی حدیثین صحت کی شرط پر نہین ہین بلکہ بعض حدیثین موضوع بھی اوسمین ہین جنکی وجہ سے تمام مستدرک عیب دار ہو گئی ہے انتہی۔ اسکے بعد مصنف نے سیوطی پر جرح کی بعد ذکر کرنے قول سیوطی کے اسطرحپر (قال وکل ما عزی للعقیلی والاربعة او الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول او الحاکم فی تاریخہ او الدیلمی فی مسند الفردوس فہو ضعیف فیستغنی بالعزو الیہا او الی بعضہا عن بیان ضعفہ قلت وجملة صالحة لا اعتداد منہا صالحة للاحتجاج بہا فانبہ علیہ حیث اقف انشاء اللہ تعالی) مین کہتا ہون خدا کی توفیق و مدد سے کہ مصنف نے اس قول مین سیوطی کی مخالفت اسوجہ سے کی ہے کہ ان کتابون مین مصنف کو اپنے مذہب کی ادلّہ کا مادہ نظر آیا پس پہلے اون کی صفائی بیان کرنیکا ارادہ کیا تاجس مقام کے مناسب اونکی ضعیف حدیثون سے استدلال کا موقع معلوم ہو تو وہان اون سے حجت لاسکے پس ہم اسکے جواب مین کہتے ہین

مناشه على ذكره اقول ومن الله التوفيق هذا منه افتراء عظيم على السيوطي وما
نسبه على الناس من غفلتهم عن هذا الاصطلاح منسوب اليه والناس بفضل الله
تعالى بريئون عنه كيف وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم يد الله على الجماعة وعليكم
بالجماعة فمن شذ شذ في النار والامام السيوطي رح في هذا الشان موافق للجمهور وما
اخترع اصطلاحا مخالفا لهم لا في تفسيره الدر المنثور ولا في سائر كتبه بل جعل
لها مراتب ومنازل في بين غرضها فيها كما صرح به في التحفة حيث قال بايد دانست
كه قاعده مقرره اهل سنت است كه حديثي را كه بعض ائمه فن حديث در
كتابي روايت كنند وصحت ما في الكتاب را التزام نكرده باشند مثل بخاري
ومسلم وبقيه اصحاب صحاح ولصحت آن حديث بالخصوص صاحب آن كتاب
يا غير او از محدثين اهل سنت كه در طبقه متاخر پيدا شدند نيست زيرا
كه جماعه از محدثين اهل سنت كه در طبقه متاخر پيدا شدند مثل ديلمي
وخطيب وابن عساكر چون ديدند كه احاديث صحاح وحسان را متقدمين
مضبوط كرده رفته وجاي سعي دران نمانده مائل شدند بجميع احاديث
ضعيفه وموضوعه ومقلوبة الاسانيد والمتون تا بطريق بياض بجا فراهم
آورده نظر ثاني كنند وموضوعات را از حسان لغيرها ممتاز سازند بسبب
قلت فرصت وكوتاهي عمر خود انها را اين مهم سرانجام نشد اما متاخرين كه از
ايشان بعد تر پيدا شدند امتياز كردند ابن الجوزي موضوعات را جدا
ساخت وسخاوي حسان لغيرها را در مقاصد حسنه علحده نوشت وسيوطي
در تفسير در منثور پرداخت وخود ان جمع كنندگان در مقدمات كتب
خود اين غرض را واشگاف گفته اند با وجود علم بحال ان كتب كه بتصريح
مصنفين انها دريافته باشيم احتجاج بان حديث چگونه روا باشد انتهى
ولهذا اجمع السيوطي رح مروياته المتواترة علحدة في كتابه الفوائد المتكاثرة
في الاخبار المتواترة ثم لخص منه رسالة وجيزة سماها بالازهار المتناثرة في الاخبار

کہ اخبار احاد سے حجت لانا عقائد دینیہ کے اثبات کیلئے سُنّی و شیعہ دونون گروہ کے مخالف ہے چنانچہ امام
نووی نے صحیح مسلم کی شرح مین حدیث معنعن سے حجت لانیکی صحت کے بیان مین کہا ہے (کہا علما نے کہ حدیث
کی دو قسم ہین متواتر و خبر واحد پس متواتر وہ حدیث ہے کہ جسکو نقل کرنیوالے اتنے ثقہ لوگ ہون کہ جنکا جھوٹ پر
اتفاق کرنا غیر ممکن ہو اور اوسکے دونون کنارے اور بیچین برابر یہی صفت پائی جاوے اور مضمون اونکی صفت کا
امر محسوس ہو نہ ظنی و خیالی اور اونکے قول سے یقین حاصل ہو جاوے۔ اور خبر واحد وہ ہے کہ اوسمین متواتر کی
شرطین نپائی جائین چاہے اوسکا راوی ایک ہو یا زیادہ اور اوسکے حکم مین علماء کا اختلاف ہے پس جمہور اہل
اسلام یعنے صحابہ و تابعین اور اونکے بعد والے محدثین و فقہاء و اصولین کی رائے قایم ہے یہ ہے کہ ایک
شخص معتبر کی خبر شرعی حجتون مین سے ایک حجت ہے کہ جسپر عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے اور مفید ظن ہوتی ہے مفید
یقین نہین ہوتی ہے۔ انتہی۔ اور صاحب کنز نے منار الاصول مین کہا ہے (اور قسم اول فرض ہے اور فرض وہ
حکم ہے کہ جسکا ثبوت قطعی دلیل سے ہو جیسا کہ ایمان اور چارون ارکان اور فرض کا حکم لازم ہو جاتا ہے دل سے
ماننے اور یقین کرنے اور بدن سے اوسپر عمل کرنیکی رو سے یہانتک کہ اوسکا منکر کافر ہو جاتا ہے اور اوسکا تارک
بلا عذر فاسق ہو جاتا ہے اور دوسری قسم واجب ہے اور واجب ایسا حکم شرعی ہے کہ جسکا ثبوت دلیل ظنی سے ہو جیسے
صدقۂ فطر و قربانی اور اوسکا حکم لازم ہوتا ہے باعتبار عمل کے نہ کہ باعتبار یقین کے یہانتک کہ اوسکا منکر کافر نہین ہوتا
ہے۔ انتہی اور ابن خلدون نے اپنی تاریخ کے مقدمہ مین کہا ہے اور راویونکی صفائی کی طرف رجوع نہ کیا جاوے جبتک
یہ معلوم نہ ہو کہ وہ خبر فی نفسہ ممکن ہے یا ممتنع ہے اسلئے کہ جب خبر ممتنع ہو تو صفائی و جرح رواۃ مین نظر کرنا بے سود ہے انتہی
یہ وہ قاعدہ ہے کہ جسکے محققین اہل سنت نے اسباب مین تصریح فرمائی ہے ولیکن شیعون کے اقوال پس منجملہ اونکے ایک
قول یہ ہے کہ جسکو آیات بینات کے صفحہ ۱۱۱ مین اسطرح بیان کیا ہے جناب مولنا سید محمد مجتہد نے ضربت حیدریہ مین فرماتے
ہین کہ متکلمین و مجتہدین امامیہ اصول دین مین دلائل قطعیہ پر اعتماد کرتے ہین اور بس انتہی۔ اور نیز اوسکے صفحہ ۱۰۹ مین
اسطرح بیان کیا ہے کہ جناب مولنا دلدار علی صاحب نے صوارم مین متعلق اخبار و احادیث کے اپنے مذہب کا یہ
اصول بیان فرمایا ہے کہ فرقہ حقہ امامیہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ اصول اور اعتقادات مین یقین حاصل کرتے ہین اور
ظن اور تقلید کو اصول دین مین جایز نہین رکھتے انتہی۔ پس جو کہ مصنف نے اس کتاب مین اخبار احاد سے اصول
دینیہ و عقائد شرعیہ کا اثبات اختیار کیا ہے دونون گروہ سنی و شیعہ کے نزدیک مردود ہے اور ان دونون مین سے
کسیکے نزدیک پسندیدہ نہین ہے   پھر کہا مصنف نے (وقد جری السیوطی علی ہذا الاصطلاح فی کتابہ الدر المنثور

المتواترة وقال في ديباجتها وبعد فاني جمعت كتابا سميته الفوائد المتكاثرة
في اخبار المتواترة اوردت فيه ما رواه من الصحابة عشرة فصاعدا
متوعبا طرق كل حديث والفاظه فجاء كتابا حافلا لم اسبق الى مثله
الا انه لكثرة ما فيه من الاسانيد انما يرغب فيه من له عناية بعلم الحديث
واعتبار رجال وقليل ما هم فرايت تجريد مقاصده في هذه الكراسة ليعم
نفعه بان اذكر الحديث وعدة من رواه من الصحابة مقرونا بالعزو
الى من خرجه من الائمة المشهورين وفي ذلك مقنع المستفيدين وسميته
الازهار المتناثرة في اخبار المتواترة ورتبته على الابواب كاصله انتهى
ثم اخذ السيوطي لعدم ذكره تهذيب الآثار لابن جرير في كتب الصحيح
بان الظاهر من تسمية ابن جرير هذا الكتاب بتهذيب الآثار انه مهذب
صحيح عنده واشهد على صحته بقولين احدهما قول تلميذ ابي محمد الفرغاني
وثانيهما قول الخطيب واشار الى ما فيه بالاجمال بحيث يعلم منه انه مشتمل
على علوم اهل البيت فحصل ما هو بصدده من جمع علومهم بذلك الكتب
ايضا ولا يخفى على الماهرين الكاملين بهذا القدر من البيان لا يتم ما عناه
ولا ينكشف معناه بل قوله خلاف ما صرح انه غير صحيح يوهن ما ادعاه
ويضرمك عاه وايضا ترك السيوطي اياه وعدم عده به في الصحاح مع
تجره وعثوره وجلالة شانه ووفوره لا يخلو عن شيء ومع ذلك قد صرح
العلماء واجمعوا على ان للكتب الحديث طبقات ودرجات بعضها فوق بعض
وبينوها وعينوها بان ما يصلح منها للاحتجاج فهو مقبول وما ليس
فليس كما قال في مقدمة سنن الدارمي الفصل الاول في انواع كتب هذا
العلم كثر الله تعالى اهلها وما يتصل بذلك ولها طرق متنوعة منها الجامع
وهو ما يوجد فيه جميع اقسام الحديث من العقائد والاحكام والرقاق
وآداب الاكل والشرب والسفر والقيام وما يتعلق بالتفسير والتاريخ

فی التفسیر المأثور وسائر کتبه والناس عنه غافلون فلیکن منک علی ذکر منی) مین کہتا ہون یہ مصنف کی طرف سے
علامہ سیوطی پر بہتان عظیم ہے اور لوگون کی طرف جو اس اصطلاح سے غافل ہونا منسوب کیا ہے درحقیقت
مصنف کی طرف راجع ہے اور لوگ اس سے بفضلہ تعالی بری ہین کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (اللہ
کا ید جماعت پر ہے) اور تم جماعت کو لازم پکڑو اسلئے کہ جو علیحدہ ہوا جماعت سے علیحدہ ہوا آگ مین) اور امام سیوطیؒ
اس امر مین جمہور کے موافق ہین اونہون نے کوئی اصطلاح مخالف جمہور نہین تراشی نہ اپنی تفسیر درمنثور مین اور نہ اپنی
اور کتابون مین بلکہ اونہون نے کتابون کے مراتب اور درجے مقرر کئے ہین اور جو کچھ اونکی تدوین سے غرض
تھی اون مین اوس غرض کو بیان کردیا ہے چنانچہ تحفۂ اثنا عشریہ مین اسکی تصریح موجود ہے جسجگہ کہ فرمایا ہے
(جاننا چاہیئے کہ اہل سنت کا قاعدہ مقررہ ہے کہ جس حدیث کو بعض امام فن حدیث کے کسی کتاب مین
روایت کرین اور اوس کتاب کی حدیثون کی صحت کا التزام اونہون نے نہ کیا ہو جسطرح کہ امام بخاری و مسلم
اور باقی اصحاب صحاح نے التزام کیا ہے اور خاص اوس حدیث کی صحت کو اوس کتاب کے مصنف یا دوسرے
اہل سنت کے ثقہ محدثین نے بصراحت بیان کیا ہو وہ حدیث قابل دلیل بنانیکے نہین ہے اسلئے کہ ایک
جماعت محدثین اہل سنت نے جو پچھلے طبقہ مین پیدا ہوئے ہین جیسے دیلمی و خطیب و ابن عساکر جب یکھا
کہ صحیح و حسن حدیثون کو پہلے محدثین مضبوط کر گئے ہین اور اب اونمین سعی کرنیکی جگہہ نہین رہی لہذا احادیث
ضعیفہ و موضوعہ و مقلوبہ کے جمع کرنیکی طرف متوجہ ہو گئے اس غرض سے کہ بیاض کے طور پر سب کو ایک جگہ
فراہم کرکے نظر ثانی کرین اور موضوع حدیثون کو حسان لغیرہا سے علیحدہ کردین پر کم فرصتی اور عمر کی کوتاہی
کے سبب سے اونسے یہ مہم انجام کو نہ پہونچا لیکن اون سے بعد کے محدثین نے جدا کردیا ابن جوزی نے موضوع
حدیثون کو جدا کردیا اور اون کے مقابل حسان لغیرہا کو مقاصد حسنہ مین علیحدہ لکھا اور سیوطی نے تفسیر منثور
بنائی اور خود ہی ان جمع کرنیوالون نے اپنی کتابون کے مقدمون مین اس غرض کو صاف بتادیا ہے پھر ان کتابونکا
حال معلوم ہوتے ہوئے کہ اون کے مصنفون کی تصریح سے ہمکو معلوم ہوا ہے اوس حدیث سے دلیل پکڑنا کیونکر
جائز ہے انتہی- اور اسیوجہ سے امام سیوطیؒ علیہ نے اپنی احادیث مرویہ متواترہ کو علیحدہ کتاب مسمی بفوائد
متکاثرہ فی الاخبار المتواترہ) مین جمع کردیا پھر اوس کتاب سے تلخیص کرکے ایک چھوٹا سا رسالہ بنایا اور اوسکا
نام (الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ) رکھا اور اوسکے دیباچہ مین لکھا (اور حمد و صلوۃ کے بعد معلوم ہو
کہ مین نے ایک کتاب مسمی بفوائد متکاثرہ در اخبار متواترہ) لکھی اوسمین وہ حدیثین لایا کہ جنکے راوی دس

والسير والفتن والمناقب والمثالب ومنها المسند وهو ما يذكر فيه
الاحاديث على ترتيب الصحابة بحيث يوافق حروف الهجاء او السوابق الاسلامية
او الشرافة النسبية ومنها المعجم وهو ما تذكر فيه الاحاديث على ترتيب الشيوخ
والغالب هو الترتيب على حروف الهجاء ومنها الجزء وهو تاليف الاحاديث
المروية عن رجل واحد من الصحابة او من بعدهم وقد يختارون من المطالب
المذكورة في صفة الجامع مطلبا جزئيا يصنفون فيه مبسوطا ومنها السنن و
هو الكتب المرتب على ابواب الفقه من الايمان والطهارة والصلوة والصيام
الى آخره ومن المستخرج وهو ما استخرج لاثبات احاديث كتاب آخر مع رعاية
ترتيبه ومتونه وطرق اسناده ومنتهى سنده الى شيخ ذلك المصنف او شيخ
شيخه وهلم جرا بحيث لا يحول المصنف بينه وبين ملتقا السند ومنها المستدرك
وهو ما ذكر فيه ما فات من كتاب آخر على شرطه واما طبقات كتب هذا العلم
فالاولى من الموطا والصحيحين اما الصحيحان فقد اتفق المحدثون على ان جميع
ما فيهما من المتصل المرفوع صحيح بالقطع وانهما متواتران الى مصنفيهما وانه
كل من يهون امرهما فهو مبتدع متبع غير سبيل المومنين والموطا كالام
لهما وآثار الصحابة والتابعين في الموطا تزيد عليهما والثانية منها كتب لم تبلغ
مبلغ الموطا والصحيحين ولكنها تتلوها في الوثوق كسنن ابي داود وجامع
الترمذي ومجتبى النسائي وكاد مسند احمد يكون من جملة هذه الطبقة والثالثة
منها مسانيد وجوامع ومصنفات قبل الشيخين او في زمانهما او بعدهما ولم يشتهر
في العلماء ذلك الاشتهار وان زال عنها اسم النكارة المطلقة كمسند ابي يعلى
ومصنف عبد الرزاق ومصنف ابي بكر بن ابي شيبة ومسند عبد بن حميد والطيالسي
وكتب البيهقي والطحاوي والطبراني وكان قصدهم جمع ما وجدوه لا تلخيصه
وتهذيبه وتقريبه من العمل وبين هذه الكتب تفاوت وتفاضل بعضها اقوى
من بعض منها سنن ابن ماجة ومسند الدارمي وسنن دارقطني وصحيح ابن حبان

یا زیادہ صحابی ہین اور ہر حدیث کے تمام طرق و الفاظ کو پورے طور پر لکھا پس ایک ایسی عجیب کتاب ہو گئی کہ اوسکی مثل مجھسے پہلے کوئی کتاب نہین لکھی گئی مگر کثرت اسناد کی وجہ کر جو اوسمین لکھی گئی تھی اوس کتاب کی جانب تھوڑی لوگ متوجہ ہوے کہ جنکو علم حدیث مین اہتمام مد نظر ہے اور ایسے لوگ کمتر ہوتے ہین پس مین نے اوسکے مقاصد کو ملخص کرکے اس مختصر مین لکھدیا تا اوسکا نفع عام ہو جاے باین طور کہ حدیث کو مع عدد روات کے کہ وہ صحابہ ہین ذکر کر دیا اور اسکے ساتھ اوسکے مخرجین کو کہ ائمہ مشہورین تھے بھی بتا دیا اور اس رسالہ مین فائدہ لوگونکو حصول قناعت ہے اور اس رسالہ کا نام (الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ) رکھا اور اسکے ابواب کی ترتیب اسکے اصل کے مطابق رکھی — پھر مصنف نے سیوطی پر مواخذہ کیا کہ ابن جریر کی تہذیب الآثار کو سیوطی نے کتب صحاح مین ذکر نہین کیا حالانکہ اس کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب مصنف کے نزدیک مہذب اور صحیح ہے اور دو قول سے اسکی صحت پر شہادت لایا ایک قول تلمیذ ابی محمد فرغانی کا اور دوسرا قول خطیب کا اور اس کتاب کے مضامین کیطرف اجمالاً اشارہ کر دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسمین علوم اہل بیت مدون ہین پس جسکے مصنف درپے ہے یعنی علوم اہل بیت کا جمع کرنا اس کتاب سے بھی حاصل ہو گیا اور ناظرین کاملین پر مخفی نہین ہے کہ اسقدر بیان سے کتاب کا مدعا تمام نہین ہو سکتا ہے اور نہ اوسکے مضمون کا انکشاف ہو سکتا ہے بلکہ اوسکا قول (خلا ما صرح انہ غیر صحیح) اوسکے دعوے کو سست کرتا ہے اور اوسکے مدعا کو مضر ہے اور نیز سیوطی کا اس کتاب کو چھوڑ دینا اور کتب صحاح مین اوسکو شمار نکرنا باوجود سیوطی کی تبحر و عثور و جلالت شان و وفور علم کے شبہہ سے خالی نہین ہے اور نیز علما نے تصریح کی ہے اور اتفاق کر لیا ہے اسپر کہ کتب حدیث کی طبقے اور مراتب ہین بعض اونمین فوق ہین بعض سے اور اون طبقات و مراتب کو بیان کر دیا اور مقرر کر دیا باین طور کہ جو اون مین سے احتجاج کے قابل ہے مقبول ہے اور جو ایسی نہین ہے مقبول بھی نہین ہے چنانچہ سنن دارمی کے مقدمہ مین لکھا ہے (پہلی فصل کتب علم حدیث کی اقسام کے بیان مین. زیادہ کرے اللہ تعالی اس علم کے علما کو اور اوس چیز کے بیان مین جو اس بیان کے ساتھ مناسب ہے) کتب حدیث کے متعدد اقسام ہین منجملہ اونکے ایک قسم جامع ہے اور جامع وہ کتاب ہے کہ جسمین ہر قسم کی حدیثین از قسم عقائد و احکام و رقاق و آداب اکل و شرب و سفر و قیام اور متعلقات تفسیر و تاریخ و سیر و فتن و مناقب و مثالب کی پائی جائین اور دوسری قسم مسند ہے اور مسند وہ کتاب ہے کہ جسمین صحابہ کی ترتیب پر حدیثین ذکر کیجائین اسطرح کہ حروف ہجا یا سوابق اسلامیہ یا شرافت نسبیہ موافق ہو اور تیسری قسم معجم ہے اور وہ ایسی کتاب ہے کہ اوسمین حدیثین شیوخ کی

و مسند الحاكم والرابعة منها كتب قصد مصنفوها بعد قرون متطاولة جمع
ما لم يوجد في الطبقتين الاولين وخلطوا وضبطوا فيها ومظنة هذه كتاب الضعفاء
لابن حبان وكامل ابن عدي وكتب الخطيب وابي نعيم والجوزقاني وابن عساكر وابن
النجار والديلمي وكاد مسند الخوارزمي يكون من هذه الطبقة ما كان ضعيفا محتملا و
اسواءها ما كان موضوعا او مقلوبا شديد النكارة وهذه الطبقة مادة كتاب
الموضوعات لابن الجوزي فليت هذه الاحاديث صالحة للاعتماد عليها حتى
يتمسك بها في اثبات عقيدة او اثبات عمل ولنعم ما قيل شعر فان كنت لا تدري فتلك
مصيبة * وان كنت تدري فالمصيبة اعظم * ومنها كتب الضعفاء للعقيلي وتصانيف
الحاكم وتصانيف ابن مردويه وتصانيف ابن شاهين وفردوس الديلمي وتصانيف
ابي الشيخ والخامسة منها ما اشتهر على السنة الفقهاء والصوفية والمؤرخين
ومن نحوهم وليس لها اصل في هذه الطبقات الاربع اما الطبقة الاولى والثانية
فعليهما اعتماد المحدثين وحوم حماهما مرتعهم والثالثة فلا يباشرها للعمل عليها
والقول بها الا النحارير الجهابذة الذين يحفظون اسماء الرجال وعلل الاحاديث
نعم ربما يؤخذ منها المتابعات والشواهد وقد جعل الله لكل شيء قدرا
واما الرابعة فالاشتغال بجمعها او الاستنباط منها نوع تعمق من المتاخرين وان
شئت الحق فطوائف المبتدعين من الرافضة والمعتزلة والمبتدعة وغيرهم خذلهم
الله تعالى يتمكنون بادنى عناية ان يلخصوا منها شواهد مذاهبهم فالانتصار
عليها غير صحيح في معارك العلما بالحديث هذا ملخص ما في حجة الله البالغة
وغيره واما الاحتجاج في الاحكام فبالخبر الصحيح مجمع عليه وكذلك بالحسن
لذاته عند عامة العلماء وهو ملحق بالصحيح في باب الاحتجاج وان كان دونه
في المرتبة والحديث الضعيف الذي بلغ بتعدد الطرق مرتبة الحسن لغيره
ايضا يحتج به وهو احسن من الراي فيه مباحث كثيرة التصدي لبيانها العلما
في كتب اصول الحديث لا نطول بذكرها ولكل قسم من هذه الاقسام الثلاثة

ترتیب پر مذکور ہون اور اسمین ترتیب اکثر حروف ہجا پر ہوتی ہے اور چوتھی قسم جزء ہے اور وہ ایسی کتاب ہے کہ جسمین ایک شخص کی احادیث مرویہ جمع کی جائین وہ شخص صحابی ہو یا بعد والون مین سے اور کبھی اون مصاحف مین سے کہ جنکا ذکر جامع کے بیان مین گذرا ایک خاص صفت کو لیکر اوس کے بیان مین بڑی کتاب تصنیف کرتے ہین اور پانچوین قسم سنن ہے اور وہ ایسی کتاب ہے کہ جسمین ابواب فقہ یعنی ایمان و طہارۃ و صلوۃ و صیام وغیرہ کی ترتیب پر حدیثین مرتب ہون اور چھٹی قسم مستخرج ہے اور وہ ایسی کتاب ہے کہ جسمین دوسری کتاب کی حدیثین ثابت کی جائین مگر اسکے ساتھ اصل کتاب کی ترتیب اور متون و اسناد احادیث بھی ملحوظ رہے اور منتہی اسناد کا مصنف کے شیخ تک ہو یا اسکے اوپر جہانتک چاہین پر مصنف اصل کتاب کا سند مین مذکور نہ ہو۔ ساتوین قسم مستخرج ہے اور وہ ایسی کتاب ہے کہ جسمین وہ حدیثین مذکور ہون کہ جنکا ذکر دوسری کتاب مین چھوٹ گیا ہے حالانکہ وہ حدیثین اوس کتاب کی شرط کے موافق تھین اور لیکن کتب حدیث کے طبقے پس پہلا طبقہ اون مین موطا و صحیحین ہین صحیحین کی یہ کیفیت ہے کہ کل محدثین کا اتفاق ہوگیا ہے اسپر کہ جو حدیثین ان دونون مین متصل مرفوع ہین قطعاً صحیح ہین اور اسپر کہ یہ دونون کتابین اپنے اپنے مصنف تک متواتر ہین اور اسپر کہ جو شخص انکی اہانت کرے بدعتی ہے غیر سبیل مومنین کا پیرو ہے اور موطا بمنزلہ انکی اصل کے ہے اور صحابہ و تابعین کے آثار موطا مین صحیحین سے زائد ہین اور دوسرا طبقہ اون مین وہ کتابین ہین کہ جو اگرچہ پہلے طبقہ کے مرتبہ مین نہین ہین لیکن وثوق مین اوسکے قریب ہین جیسے سنن ابو داود و جامع ترمذی و مجتبی النسائی اور مسند احمد بھی ایسی قابل ہے کہ اس طبقہ مین شمار کیا جاسے اور تیسرا طبقہ اون مین ایسی مسند اور جوامع اور دوسری کتابین ہین کہ جنکی تصنیف شیخین سے پہلے یا اونکے زمانہ مین یا بعد ہوئی ہے مگر صحیحین کی مانند علما مین اون کی شہرت نہین ہوئی گو بالکل مجہول بھی نرہی ہون جیسے مسند ابو یعلی و مصنف عبد الرزاق و مصنف ابو بکر بن ابی شیبہ و مسند عبد بن حمید و مسند طیالسی و کتب بیہقی و طحاوی و طبرانی۔ ان کتب کے مصنفین کا قصد اسیقدر تھا کہ جو کچھ اون کو ملے جمع ہو جاسے اور اوسکو ملخص کرنا یا مہذب کرنا مقصود نہ تھا اور نہ یہ کہ یہ کتابین عمل کے قابل ہو جائین اور ان کتابون مین بعض بعض سے اقوی ہین اور انہین مین سنن ابن ماجہ و مسند دارمی و سنن دارقطنی و صحیح ابن حبان و مستدرک حاکم داخل ہین اور چوتھا طبقہ اون مین ایسی کتابین ہین کہ جنکے مصنفون نے بعد گزرنے قرنون دراز کے وہ حدیثین جمع کردی ہین کہ جو پہلے دو طبقون مین

انواع كثيرة تكفلت لشرحها كتب الحفاظ والمحدثين كالحافظ ابن حجر وامثاله رحمهم
الله وبلاد الهند لم تزل محرومة من هذا العلم الشريف الذي هو اصل من اصول الدين منذ فتحها
اهل الاسلام بل كان غريباً جداً وانما صناعة اهلها من قديم الزمان فنون الفلسفة وحكمة
اليونان مع اضرابهم عن علوم السنة والقرآن الا ما يذكر من الفقه الحنفي الى ان درج على
ذلك زمن كثير ودهر طويل حتى من الله عليها بافاضة هذا العلم على بعض علمائها
كالشيخ ولي الله المحدث الدهلوي واولاده الامجاد فاضمحل بهم بعض هذا العلم غضاً طرياً
بعد ما صار نسياً منسياً وقد نفع الله تعالى بعلومهم كثيراً من عباده المؤمنين
ما ليس بخاف على احد من العالمين وانما معدن ذلك بلاد الحجاز لاسيما قطر
اليمن وما يليه كما ورد في الحديث الايمان يمان والحكمة يمانية ومن ثم ظهر به
جمع جم من العلماء الاعلام والمجتهدين الكرام الى هذا اليوم ولكن الخفي من ينتهي
اليهم ويعول عليهم كما يتضح ذلك بالعثور على تاليفهم وهم الذين ينطبق عليهم التعديل
النبوي الوارد في الاحاديث الصحيحة ولذلك قال صاحب التفهيمات واقرب الناس
الى المجدد في القرون الثلاثة كالبخاري ومسلم واشباههم انتهى وهو كما قال وقال
ايضاً المجدد رجل رزقه الله سبحانه حظاً من علم القرآن والحديث ثم البس لباس
السكينة فجعل يقيم التحليل والتحريم والوجوب والكراهة والاستحباب والاباحة مواضعها
وينقح الشريعة عن الاحاديث الموضوعة واقيسة القائسين وعن كل افراط وتفريط
في الدين وبالله التوفيق انتهى وانما طولنا في هذه المقدمة بذكر هذا الفصل الشريف
بتمامه لينكشف الغطاء عن احوال المصنف ودعوى تجديده وتتضح على الناظرين
مقتضياً تشييده وتمهيده وكونه من المبتدعين المخربين في الدين لا من المحدثين
المجددين وذلك لانه تشبث باقوال الروافض والمشبهة والوهابية والمجسمة
المسروقة في كتبهم المطروحة المردودة عند اكابر اهل السنة والجماعة كثرهم
الله تعالى ونصرهم وجعلهم من حزبه وجنده وايدهم من عنده باتباع عبده الذي
لا نبي من بعده وقال فيهم وعلينا نصر المؤمنين وحزب الله هم الغالبون ممن نصرهم

موجود نہین ہین اور اونمین بہت کچھ خلط ربط کیا ہے اور اس طبقہ کا مظنہ ہے کتاب الضعفا ابن حبان کی اور
کامل ابن عدی کی اور خطیب و ابونعیم و جوزقانی و ابن عساکر و ابن نجار و دیلمی کی کتابین اور مسند خوارزمی
اسی طبقہ مین ہونیکے قابل ہے اور بہتر اس طبقہ کی وہ حدیث ہے کہ ضعیف محتمل الصحة ہو اور بدتر وہ حدیث
ہے کہ موضوع یا مقلوب شدید النکارة ہو اور اسی طبقہ کی کتابین ابن جوزی کی کتاب الموضوعات کا مادہ ہین
پس ایسی حدیثین اعتماد کے قابل نہین ہین یہانتک کہ اون سے کوئی عقیدہ یا عمل ثابت کیا جاے اور البتہ
کیا خوب کسی نے کہا ہے کہ اگر تو اون کو نہین جانتا ہے تو یہ مصیبت ہے اور اگر تو جانتا ہے تو یہ اور زیادہ مصیبت
ہے اور اسی طبقہ مین داخل ہین کتاب الضعفاء عقیلی کی اور حاکم و ابن مردویہ و ابن شاہین و ابن الشیخ کی تصانیف
اور فردوس دیلمی کی اور پانچوان طبقہ اون مین وہ احادیث ہین کہ فقہاء و صوفیہ و مورخین اور اونکے امثال کی
زبانون پر جاری ہین اور اونکی اصل ان چارون طبقون مین نہین ہے اور پہلے دونون طبقے پس اونہین دونون پر
محدثین کا اعتماد ہے اور اونہین کی چار دیواری کے آس پاس اونکی چراگاہ ہے اور تیسرا طبقہ پس اوس سے
تمسک کرنیکا حق نہین ہے مگر بڑے محققین ماہرین کو کہ جنکو اسماء رجال و علل احادیث از بر یاد ہون البتہ بعض اوقات
متابعات اور شواہد اس طبقہ سے لیلئے جاتے ہین اور تحقیق اللہ نے ہر شئے کیلئے ایک مرتبہ رکھا ہے اور لیکن چوتھا
طبقہ پس اوسکے جمع کرنے مین مشغول ہونے اور اون سے استنباط مسائل کرنے مین متاخرین علما کو ایک طرح کا تعمق
ہے اور اگر تو حق بات کا طالب ہے تو روافض و معتزلہ و مبتدعہ کے کل فرقے خدا انکو رسوا کرے ادنی سے معاملین
اپنے مذہب کے شواہد ان کتابون سے تلاش کرنے لگتے ہین پس علماء کاملین کے معرکون مین ان کتابون پر بس کرنا
صحیح نہین ہے یہ بیان ملخص ہے حجة اللہ البالغہ اور دوسری کتابون کا اور لیکن احکام فقہ کیلئے حجة لانا خبر صحیح سے
تو مجمع علیہ ہے اور ایسا ہی حسن لذاتہ سے عام علماء کے نزدیک کیونکہ وہ حجة کے باب مین خبر صحیح کے ساتھ ملحق
ہے اگرچہ مرتبہ مین اوس سے کم ہے اور حدیث ضعیف بھی جبکہ تعدد طرق سے حسن لغیرہ کے مرتبہ مین آگئی ہو حجة
مانی جاتی ہے اور مجرد قیاس سے احسن ہے اور اسکے متعلق بہت سے مباحث ہین جنکو علما نے اصول حدیث کی
کتابون مین بیان کیا ہے اون مباحث کے ذکر سے ہمکو طول دینا منظور نہین ہے اور تین قسمون سے ہر ایک کی
بہت سی قسمین ہین جنکے بیان کے ذمہ دار حفاظ محدثین مثل حافظ ابن حجر وغیرہ کی کتابین ہین اور ہند کے شہرون مین
یہ علم شریف کہ دین کے اصول کی اصل ہے نہ تھا جبسے کہ ہند کو اہل اسلام نے فتح کیا ہے بلکہ نہایت ناموجود تھا اہل ہند
کی صناعت تو قدیم زمانہ سے فنون فلسفہ و حکمت یونان تھی اور علوم سنت و قرآن سے بجز فقہ حنفی کے چند مسائل کے

نصر ومن غدر بهم وخان فيهم خذل ونرجو فلله المنة والاحسان وعليه الاعتماد و
التكلان وقد ابغض المصنف رئيس المحدثين ورأسهم في الهند ومولنا ومقتدانا الشيخ
ولي الله الدهلوي ونجله الرشيد وولده السعيد سند المحدثين والمفسرين مولنا شاه
عبد العزيز مع ان سنده في الحديث يصل اليهما وهما من اكابر شيوخه في هذا العلم فكيف
يصح سنده وكيف تبقى سلسلته في اسناد الحديث بل صار سنده مقطوعًا واصله مقلوعًا
ومن بغضه اياهما انه كفر الشيخ ولي الله رحمه الله في بعض المسائل وجهل ابنه الرشيد في
حواشي كتبه هذا الحديث قال في هامش صفحة (۱۳۰) ورواه الكليني في الكافي عن ابي جعفر في
التوحيد وعيون اخبار الرضى عنه عن آبائه الى المرتضى عن المصطفى عليه وآله السلام
وفي ذلك استدراك على صاحب التحفة الاثنى عشرية حيث جهله كله ۱۲ لكاتبه انتهى
وهذا كله مما يوجب نقمته وحرمانه وخيبته وخسرانه لان الشكر النعمة يزيدها و
كفرانها ينقصها ويبيدها وقد قال تعالى لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي
لَشَدِيدٌ وقال قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا وقال صلى الله عليه وسلم من لم يشكر الناس
لم يشكر الله فالى الله المشتكى وهو الموئل والملتجا والمجد دشانه ان ينقح الحق
الحقيق ويميزه الباطل الذي لا يليق والمصنف قد صنع خلافه حيث وضع الحديث الغريب والمردود
من جهة ابي الصلت الهروي موضع الحديث الالهي المتواتر معنى المقبول متنا وسندا
الذي اخرجه الحافظ ابن حجر في الصواعق عن ابي زرعة الرازي ومحمد بن اسلم الطوسي
وقد قال في آخره قال احمد لو قرأت هذا الاسناد على مجنون لبرئ من جنته انتهى
فهذا الفضل انما هو السند الالهي المروي لمحمد بن اسلم الطوسي لا السند ما رواه
الهروي فشرع المصنف الباطل بالحق واثبت فضل سند الالهي بسند الحديث
الهروي حيث قال في صفحة (۴۳) وكان بعض سلفنا من المحدثين اذا روى بهذا
الاسناد قال لو قرئ هذا الاسناد على مجنون لافاق انتهى وجعل رواية الهروي المردودة حديثًا
اصلا ورواية محمد بن اسلم الطوسي تبعًا حيث قال في صفحة (۴۳) ولكن تابعه على روايته

بالکل اعراض تھا یہانتک کہ اسی حالت پر ایک زمانہ دراز اور مدت طویلہ گذر گئی بالآخر اہل ہند پر خدا نے احسان کیا کہ
بعض علماے ہند پر (جیسے شیخ ولی اللہ محدث دہلوی اور اونکی اولاد امجاد) اس علم کا افاضہ فرمایا پس ان حضرات کیوجہ
سے یہ علم کسیقدر تر و تازہ ہو گیا بعد اسکے کہ اضمحلال پا گیا تھا اور حق تعالی اونکے علوم سے بہت سے مومن بندونکو
وہ نفع بخشا کہ کسی پر مخفی نہین بلکہ اس علم کا معدن تو ملک حجاز ہے فاصلہ بین اور اوسکے قریب وجوار کا حصہ جیسا کہ حدیث
مین وارد ہوا ہے کہ ایمان یمانی ہے اور حکمت یمانیہ ہے) اور اسی خطہ سے ابتک بڑے بڑے جید علما کی ایک جماعت
اور مجتہدین کرام کا ظہور ہوا ہے اور اسیطرح وہ لوگ کہ اونکے مقلد و تلامذہ ہین چنانچہ یہ امر اونکی تصنیفات کو معلوم کرنے
سے ظاہر ہو جاتا ہے اور یہ وہ لوگ ہین کہ تغیر و تبدیل نبوی جو صحیح حدیثون مین وارد ہوئی ہے متعلق ہے اسیوجہ سے صاحب
تفہیمات نے کہا ہے (مجدد ہونیکے قریب تر قدماے محدثین ہین جیسے بخاری و مسلم اور اونکے امثال انتہی۔ اور ایسا ہی
ہے — اور نیز کہا ہے کہ مجدد وہ مرد ہے کہ جسکو حق سبحانہ نے علم قرآن و حدیث کا بڑا حصہ عطا کیا ہو پھر لباس سکینہ سے اسکی
مشروعیت کیا ہو پھر وہ تحلیل و تحریم و وجوب و کراہت و استحباب و اباحت کو اونکے مواقع مین رکھنا شروع کرے اور بنائی ہوئی
باتون اور قیاسات واہیہ اور دین مین ہر قسم کی افراط و تفریط سے شریعت کو پاک وصاف کر دیوے اور خدا ہی کیطرف
سے توفیق ہے انتہی اور ہمنے تمام فصل کی نقل سے اس مقدمہ کے رد کو اسوجہ سے طول دیا ہے کہ ناظرین پر مصنف
کی حقیقت حال اور اوسکے دعوی تجدید کی قلعی کھلجاے اور معلوم ہو جاے کہ مصنف اہل بدعت اور دین کے خراب
کرنیوالون مین سے ہے نہ کہ محدثین و مجددین سے اور یہ اسلیئے کہ مصنف نے روافض و وہابیہ و مجسمہ کے اون اقوال
کو دستاویز بنایا ہے جو اونہین کی کتابون مین درج ہین اور اکابر اہل سنت و جماعت کے نزدیک مطروح و مردود ہین حق تعالی
نے اہل سنت ہی کو بڑہایا اور اون کا مددگار ہوا اور اپنے گروہ و لشکر مین سے اونکو بنایا اور اپنی طرف سے اون کو
قوت بخشی بسبب اتباع نبی کریم کے کہ جنکے بعد کوئی نبی نہوگا اور اہل سنت ہی کے باب مین فرمایا کہ (ہمپر لازم ہے
مدد کرنی مومنین کی) اور اللہ کی جماعت ہی غالب رہتی ہے پس جسنے اہل سنت کی مدد کی وہ مدد کیا گیا اور جسنے
اونسے غدر کیا اور اونکے معاملہ مین خیانت کی رسوا ہوا اور پچھڑ گیا پس خدا کا شکر و احسان ہے اور اوسی پر اعتماد و توکل
ہے اور مصنف کو سید رئیس المحدثین اور اونکے سردار ہمارے مولے اور ہمارے پیشوا الشیخ ولی اللہ دہلوی اور
اونکے فرزند رشید و ولد سعید مسند المحدثین و رئیس المفسرین مولنا شاہ عبد العزیز کے ساتھ بغض ہے حالانکہ حدیث کی
سند مصنف کی اونہین کے سلسلے سے ہے اور یہ دونون مصنف کے اکابر شیوخ سے ہین علم حدیث مین پھر کیونکر
مصنف کی سند فن حدیث مین صحیح ہو سکتی ہے اور کسطرح اسناد احادیث مین اوسکا سلسلہ باقی رہ سکتا ہے بلکہ اوسکی

هذا الحديث عن الرضى محمد بن اسلم انتهى وان هذا الا ترجيح المرجوح
وتفضيل المتبوح وايضاً اخرج حديث البلاذرى عن الحسن العسكرى
المتقطع من جهة محمد التقى وافتخر به افتخاراً عظيماً حيث قال في
صفحه (٢٢) ولم يتشرف احد ممن صنف واشتهر ما صنف من ذوى
الرواية بالاجتماع بالامام على الرضى وحفيده ابنه الامام الحسن العسكرى
والاستماع منهما الا اهل السنة ولله المنة انتهى وهذا الافتخار انما
يصح اذا ثبت الاجتماع والاستماع لاحد من افراد اهل السنة وهو بعد غير
مسلم الخصم وبدونه خرط القتاد والعهدة فيه على المصنف ولان
اثبته للبلاذرى او لابى الصلت الهروى فهما ليسا من اهل السنة كما في
ميزان الاعتدال فلزمه الافتخار المذكور للخصم وهو مخالف لما ادعاه و
ليس هذا من شان المجدد المويد بل من شان المفترى المجرب
وقد تم بتوفيق الله تعالى ومقدمته الى
ههنا ويتلوه رد كتابه الفقه الاكبر
عن اهل البيت الاطهر
انشاء الله تعالى

سند کٹ گئی اور اوسکی اصل اوکھڑ گئی اور اون دونون سے بغض رکھنے کی وجہ سے بعض مسائل مین مصنف نے شیخ ولی اللہ صاحب
کی تکفیر کی ہے اور اونکے فرزند رشید کو جاہل کہا ہے اسی کتاب کے بعض حواشی مین جیسا کہ صفحہ ۱۲ کے حاشیہ مین کہا ہے اور روایت
کیا اوسکو کلینی نے کافی مین ابو جعفر سے اور قمی نے توحید مین اور عیون اخبار الرضی مین اوسنے اونکے آبائی سلسلہ سے
مرتضی تک اونہون نے محمد مصطفی صلعم سے اور اسمین استدراک ہے تحفہ اثنا عشریہ کے مصنف پر کہ ان سب کو
اوسنے بہلا دیا انتہی اور یہ کل حرکات مصنف کے نقصان حرمان و غیبت و خسران کا موجب ہین اسلئے کہ نعمت کا
شکر نعمت کو زیادہ کرتا ہے اور ناشکری نقصان و ہلاکت مین ڈالتی ہے اور حق تعالی نے فرمایا ہے (اگر تم شکر کروگے
تو ہم اور زیادہ تمکو دینگے اور اگر کفران نعمت کروگے تو پھر میرا عذاب البتہ سخت ہے) اور فرمایا کہو اے محمد کیا ہم بتادین
تمکو اعمال مین زیادہ نقصان والون کو یہ وہ لوگ ہین کہ جنکی سعی دنیا کی زندگی مین بہک گئی اور وہ سمجھتے ہین کہ ہم اچھا کام
کرتے ہین اور نبی صلعم نے فرمایا جسنے مخلوق کا شکر نکیا اوسنے خدا کا شکر بھی نہین کیا پس خدا ہی کیطرف شکر ہے اور
وہی ہمارا مرجع وماوا ہے اور مجدد کی شان یہ ہے کہ حق کی حمایت مین کرے اور باطل نالائق کو علیحدہ کر دیوے اور
مصنف نے بالکل اسکے برخلاف کیا ہے اسلئے کہ حدیث غریب ابو الصلت ہروی کی جہت سے مردود کو برگزیدہ کیا ہے
حدیث الہی کی جگہ مین جو متواتر ہے معنًی اور مقبول ہے متناً و سنداً جسکی تخریج کی ہے حافظ ابن حجر نے صواعق مین ابو زرعہ
رازی و محمد بن اسلم طوسی سے اور اوسکے آخر مین کہا کہ امام احمد حنبل کا قول ہے کہ اگر اس حدیث کی یہ سند مجنون پر پڑھی جا
تو وہ اپنے جنون سے اچھا ہو جاتا انتہی پس یہ فضیلت حدیث الہی کی سند کیلئے ہے جسکی روایت محمد بن اسلم طوسی نے کی ہے نہ کہ
ہروی کی حدیث کی سند کیلئے پس مصنف نے باطل کو حق کے عوض خرید لیا اور سند حدیث الہی کا فضل حدیث ہروی کی سند کیلئے
ثابت کر دیا جیسا کہ صفحہ ۴۹ مین لکھا ہے کہ ہمارے بعض محدثین سلف جب اس سند کی روایت کرتے تو کہتے تھے کہ اگر یہ سند مجنون پر پڑھی جاتی تو اچھا
ہو جاتا انتہی اور ہروی کی مردود روایت کو اصل بنایا اور محمد بن اسلم کی مقبول روایت کو اوسکا تابع بنایا جیسا کہ صفحہ ۴۹ مین کہا ہے اور لیکن اس حدیث
کو جسکو ہروی نے علی رضا سے روایت کیا ہے محمد بن اسلم نے بھی روایت کیا انتہی اور یہ قول مصنف کا مرجوح کو راجح کرتا ہے اور تبع کو فضیلت دیتا ہے اور نیز بلا دلیل حدیث کو
جو حسن عسکری نے [illegible] اور محمد تقی کی جہت سے منقطع ہے مصنف نے نقل کیا اور بہت افتخار کیا جیسا کہ صفحہ ۲۲ مین لکھا ہے کہ [illegible] مصنف اہل روایت کی انکی
تعداد [illegible] معروف ہین کوئی [illegible] امام علی رضا اور انکے پوتے امام حسن عسکری کی استماع حدیث مشہور نہین ہے [illegible] اہل حدیث کا انتہی اور یہ افتخار
صحیح ہوتا اگر [illegible] حدیث [illegible] کرنا [illegible] ثابت ہوا [illegible] دونون [illegible]
چھپانا یعنی [illegible] اور اگر اسکا ثبوت بلا ذریعہ ابو الصلت ہروی کیلئے مصنف نے [illegible] تو یہ دونون اہل سنت [illegible] نہین
ہین جیسا کہ میزان الاعتدال مین مذکور ہے پس [illegible] آیا [illegible] کہ مصنف کیلئے اور اللہ تعالی کی توفیق سے مصنف کے مقدمہ کا رد بیان

فبشر عبادِ الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه

من الكتاب المستطاب المسمى الذريعة

للسد عن الاقوال الشنيعة

مؤلفات تلميذ محقق المسائل الفقهية بالآيات

الصريحة والاحاديث الصحيحة المدقق

الفريد مولانا الحاج المولوي

ابي رجا محمد زمان خان

الشهيد محمد شاه

قدس سره القادري

كان الله

له

مطبع [illegible] واقع بلدة حيدرآباد دكن صينت عن الشر والفتن

بسم الله الرحمن الرحيم

واذ قد فرغنا من رد مقدمته بعونه تعالى فحان لنا ان نشرح في رد
كتابه على السنن الذي مر في رد مقدمته قال هذا ولنشرع الان في
مقاصد الكتب الاول بعون الله الكريم الوهاب كتاب الفقه الاكبر
عن اهل البيت الاطهر وقد يقال ذلك الدين القيم للمرء المسلم وهو فقه
العلم وايمان العامة يستوي فيه الخاصة والعامة فيه الابانة عن اصول الديانة
من عدة عقيدة لا بد من اعتقادها لكل داخل في الملة واليه الاشارة
في حديث جبرئيل عليه السلام بالايمان انتهى وقال في هامشه على اصول
الديانة ص ٢ اعلم ان الاصول لما به الى مقصود الدين اصول نوعان اصول
الشريعة واصول الطريقة فاصول الشريعة ثلثة انواع اصول الديانة
وهي العقائد كما في هذا الكتب والفقه الاكبر الحنفي واصول الرواية وهي
اصول علم الاثر كما في كتاب اصول رواية العلم عن اهل بيت مدينة العلم
وما في الكفاية في علم الرواية للخطيب اصول الدراية وهي نوعان اصول
التفسير كما في مقدمة كتاب علوم القران عن اهل بيت النبوة والعرفان وما

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور جبکہ ہم مصنف کی کتاب فقہ اکبر کے مقدمہ کا رد کرنے سے بعونہ تعالیٰ فارغ ہو چکے تو ہمارے لئے وقت آگیا
کہ ہم اوس کی کتاب مذکور کا رد شروع کرین اوسی طرز پر کہ اوس کے مقدمہ کے رد مین گذر چکا ہے۔ کہا
مصنف نے (مقدمہ کا مضمون تمام ہوا اور اب ہم کو چاہیے کہ پہلے کتاب کے مقاصد کا بیان شروع کرین خداوند
کریم بخشنے والے کی مدد سے (کتاب فقہ اکبر اہل بیت اطہر) اور کبھی اس کو دین قیم مرد مسلم کا بھی
کہا جاتا ہے اور یہ فقہ علم و ایمان عامہ ہے اس مین فرقۂ خاصہ اور عامہ برابر ہے اس مین اظہار ہے اصول
دیانت کے چند عقیدون کا کہ جن کا اعتقاد رکھنا ملت اسلام مین ہر ایک داخل ہونے والے پر واجب و فرض ہے
اور انہین عقاید کے طرف اشارہ ہے جبرئیل علیہ السلام کی حدیث مین لفظ ایمان سے انتہیٰ اور مصنف نے اس
حاشیہ مین اصول دیانت کی تحقیق پر لکھا ہے سنہ جان تو کہ اصول اس چیز کے کہ جس سے مقصود دین تک
پہونچنا ہوتا ہے دو قسم ہین۔ ۱ اصول شریعت۔ ۲ واصول طریقت۔ پھر اصول شریعت تین قسم کے ہین ایک اصول
دیانت اور اسی کو عقاید کہتے ہین جیسا کہ اس کتاب فقہ اکبر حنفی مین مذکور ہے اور ۲ اصول روایت اور اس کو
اصول علم اثر کہتے ہین جیسا کہ اصول روایت علم عن اہلبیت مدینۃ العلم مین اور کفایہ فی علم الروایۃ مصنفہ خطیب مین
مذکور ہے اور ۳ اصول درایت اور یہ بھی دو قسم پر ہے ایک اصول تفسیر جیسا کہ
کتاب علوم القران عن اہل بیت النبوۃ والعرفان کے مقدمہ مین او

فی الاتقان فی علوم القرآن واصول فقه الفروع وهی نوعان احدهما
اصول الدلائل کما فی کتاب اصول الدرایة عن اهل بیت الهدایة و
اصول الجصاص والسرخسی والبزدوی ورسالة الشافعی ومابعدها و
غالب اصول الروایة یندرج فی مباحث السنة من اصول الدلائل وثانیهما
اصول المسائل کما فی کتاب اصول المسائل عن اهل بیت الفضائل وکتاب
اصول الرضا ولا اعلم الی الآن فیها کتابا قبله ولا بعده مثله علی عظم حجمه
فانه فی اربع مجلدات مع اختصار لکثیر علمه ولم یظفر به ابن نجیم صاحب الاشباه
والنظائر کما یظهر منه وکذا لم یعثر علیه ممن قبله الجلال السیوطی فقال
فی اشباهه النحویة واول من فتح هذا الباب شیخ الاسلام بن عبد السلام
فی قواعده الکبری فتبعه الزرکشی فی القواعد الی آخر ما ذکر وقد رأیت
بمکة المبارکة کتابا فیه للحنابلة واما اصول الطریقة فتعرف بعلم التصوف
والزهد والرقاق کما فی کتاب فقه الاحسان عن اهل بیت الحکمة والعرفان
واول من صنف فیه عبد الله بن المبارک ووکیع ومن اوسطهم احمد بن حنبل
والحارث المحاسبی ومن آخرهم صاحب التعرف والقوت والسلمی وابو نعیم والبیهقی
والقشیری والهروی ومن بعدهم هذا ما بدا لی فی وقتی هذا والحمد لله تعالی
انتهی اقول بتوفیق الله تعالی وعونه قد سمی هذا الکتاب بالفقه الاکبر للتعریض
علی الامام الهمام اعظم الائمة ابی حنیفة النعمان بان الفقه الاکبر الذی صنفه
الامام وان کان فی العقائد لکنه لیس مبنیا علی عقائد اهل البیت الکرام فمست
الحاجة الی ان یدون کتاب حافل لعقائدهم التی هی ضروریة لکل داخل فی
ملة الاسلام سواء کان من العامة ای اهل السنة او من الخاصة ای الشیعة

اور اتقان فی علوم القرآن مین مذکور ہے اور اصول فقہ الفروع اور اس کی بھی دو قسم ہین۔ ایک
اصول دلائل جیسا کہ اصول درایت عن اہلبیت الہدایۃ مین اور جیسا س و سرخسی و بزدوی کے
اصول اور رسالہ شافعی مین اور اس کے بعد کی کتابون مین مذکور ہے اور اکثر اصول روایت اصول
دلائل کے مباحث سنت مین داخل ہین دوسری قسم اصول مسائل عن اہلبیت فضائل ہین اور
کتاب اصول رضا مین مذکور ہے۔ اور ابتک مجکو معلوم نہین ہوئی کوئی کتاب اصول الرضا کے
نہ اس کے پہلے اور نہ اوس کے پیچھے بقدر اوس کے حجم کے اس لئے کہ یہ کتاب باوجود اختصار کے کیونکہ
اس کا علم کثیر ہے چار جلدون مین ہے اور ابن نجیم صاحب اشباہ النظائر کو یہہ کتاب دستیاب نہین ہوئی جیسا
کہ اشباہ کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے اور اسی طرح ابن نجیم سے پہلے جلال الدین سیوطی کو بھی اس کتاب سے
لاعلمی تھی اسلئے کہ اپنی کتاب اشباہ نحویہ مین انھون نے لکھا ہے کہ اول جسنے یہ دروازہ کھولا ہی وہ شیخ الاسلام
بن عبد السلام ہی مصنف قواعد کبریٰ کے پھر زرکشی بیان قواعد مین اوس کا پیرو ہے تا آخر اور مین نے اس فن مین
حنبلیون کی ایک کتاب مکہ معظمہ مین دیکھی ہی اور لیکن اصول طریقت پس اونکا بیان علم تصوف و زہد و رقاق مین
مذکور ہے جیسا کہ کتاب فقہ الاحسان عن اہل بیت الحکمۃ و العرفان مین مذکور ہے اور علم تصوف مین پہلی تصنیف
عبد اللہ بن مبارک و وکیع نے کی ہے اوس کے بعد مصنف احمد بن حنبل و حارث محاسبی ہین اور اخیر کے مصنفین ہین
صاحب تعرف و قوت و سلمی اور ابو نعیم و بیہقی و قشیری و ہروی اور اون کے بعد والے ہین
یہہ تحقیق وہ ہے جو مجکو اس وقت معلوم ہوئی اور حمد ثابت ہے حق تعالی کو انتہی مین کہتا
ہون حق تعالی کی توفیق و مدد سے کہ مصنف نے اس کتاب کا نام فقہ اکبر امام اعظم صاحب کی
چوٹ کرنے کو رکھا ہے بانیظور کے امام اعظم کی فقہ اکبر بھی اگرچہ عقاید مین ہے لیکن اوسمین اہلبیت
کرام کے عقاید کا بیان نہین ہے پس لامحالہ ضرورت داعی ہوئی کہ تمام اہل اسلام کیلئے
ایک کتاب عقاید مین ایسی بنائی جاوے کہ جس مین عقاید اہل بیت مذکور ہون چاہیے کہ وہ
مسلمان فرقہ عامہ یعنے اہل سنت مین سے ہون یا فرقہ خاصہ یعنے شیعان پاک مین سے ہون

خصوصيتهم لانهم هم المحبون لاهل البيت والمفضلون لهم على غيرهم بخلاف اهل السنة
لانهم يعاملون معهم كما ملتهم مع غيرهم من الصحابة والتبعة والفقها الاكبر الحنفي ليس كذالك
ولاهو في مرتبة هذا الكتب والماصرون من علماء اهل السنة والشيعة كلهم يعلمون
علما يقينيا ان اهل البيت الاطهار بريون مما عزا اليهم المصنف في هذا الكتب من العقائد
الباطلة المذعنة للفرق المبتدعة من الكرامية والمشبهة المجسمة والوهابية النجدية
والمقالدة لليهود والنصارى في اسرائليات فعلم ان تسميته اياه بهذا انما هى
من قبيل تسمية الشي بضده او نقيضه كما يقال للزنجي انه كافور وانما اختار هذه
التسمية للتعريض المذكور ولترويج عقائده الباطلة بين الطايفتين وتلقيهما
اياها بالقبول وقد فرغنا من بيان اصطلاحه العامة والخاصة باقتداء شيخه
الملقب بالشيطان الطاق في المقدمة فليتذكر واما قوله في الهامش اعلم ان
الاصول لما به الى مقصود الدين اصول نوعان اصول الشريعة واصول الطريقة
فاقول ومن الله التوفيق الاصول جمع اصل وهو لفظ مشترك في معانى منها المسائل
كما يقال اصول الصرف واصول النحو اى مسائلهما ومنها الدلائل كما يقال اصول الفقه
واصول الحديث اى دلائلهما ومنها الاباء كما يقال حرم على المراة اصولها اى الاباء
ومنها المعانى اللغوية كما يقال الصلوة في الاصل الدعاء اى بحسب اللغة ولا يستقيم
منها ههنا الا الاولان فان اراد بها الاول فاذا اراد بلفظة ما ان اراد بها الدين
فتقسيم اصول الدين الى اصول الشريعة واصول الطريقة يقتضى تقسيم الشئ الى نفسه
والى غيره لان الدين والشريعة وكذا الملة والمذهب متحدة بالذات ومختلفة بالاعتبار
فان الشريعة من حيث انها تطاع تسمى دينا ومن حيث انها تجمع تسمى ملة ومن حيث
انها ترجع اليها تسمى مذهبا وايضا الدين الى الله تعالى كما ورد في القرآن الكريم

اور شیعہ کو خاصہ اسوجہ سے کہا کہ یہی حضرات اہل بیت کے دوست رکھنے والے ہین اور اہلبیت اطہار کو اون کے لیئے فضیلت
دینے والے ہین بہ خلاف اہل سنت کے کہ اونکا معاملہ اہلبیت سے ایسا کہ جیسا غیر اہل بیت صحابہ و تابعین سے اور فقہ اکبر
حنفی کا نہ یہ مرتبہ ہی اور نہ ایسا بیان ہے جیسا ہماری فقہ اکبر کا ہے اور اہل سنت و شیعہ کے ماہرین علما کو یقینی طور پر معلوم
کہ اہل بیت اطہار ان عقاید سے مبرا ہے کہ جن عقاید باطلہ کو مصنف نے اس کتاب مین اونکی طرف منسوب کیا ہے یہ
عقاید تو بدعتی فرقون کے ہین کرامیہ و مشبہہ مجسمہ و وہابیہ نجدیہ و دیگر اشخاص کہ جو اسرائیلیات کی روایتون مین یہود و
نصاری کے مقلد ہین پس اس بیان سے معلوم ہوا کہ مصنف نے اس کتاب کا نام فقہ اکبر کہا ایسا کہ جس طرح کسی شی کا
نام اوس کے ضد و نقیض کے نام سے کہا جاتا جیسا کہ زنگی کا فور کہتے ہین اور اس نام کو اختیار کرنے مین ایک تو تعریض مذکور
ملحوظ ہے اور دوسرا امر یہ ہے کہ مصنف کے عقاید باطلہ دونون فرقون سنی و شیعہ مین رواج پا جائین اور یہ دونو
گروہ ان عقاید کو بدل قبول کرلین اور لفظ عامہ و خاصہ کی جو اصطلاح مصنف نے باقرار اپنے شیخ طریقت ابلیس
بشیطان طاق کے قرار دی ہے کہ اوسکو ہم مقدمہ مین بیان کر چکے ہین پس اسکو یاد کر لیا جاوے اور جو کہ حاشیہ کی
عبارت مین مصنف کا قول ہے اعلم ان الاصول المایہ الی المقصود الیقین اصول نوعان اصول الشریعة
و اصول الطریقة پس مین کہتا ہون اور خدا ہی کی طرف سے توفیق ہے کہ اصول لفظ اصل کی جمع ہی اور یہ لفظ چند معانی مین مشترک ہے
ایک اونمین سے مسائل ہے جیسا کہ کہا جاتا ہی اصول صرف و اصول نحو یعنی ان دونو کے مسائل اور دوسرے معنی اونمین سے دلائل ہین جیسا کہا جاتا ہے اصول
الفقہ و اصول الحدیث یعنی ان دونو کے دلائل اور تیسرے معنی آبا ہین جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ عمر پر اوس کے اصول حرام ہین یعنی اوس کے باپ دادا وغیرہ چوتھے اونمین سے
معانی لغویہ ہین جیسا کہ کہا جاتا ہی کہ نماز اصل مین دعا ہے یعنی لغت کے اعتبار سے اور ان معانی مین سے اس مقام مین صرف
دو پہلے بن سکتے ہین پس اگر لفظ اصول سے معنی اول کو ارادہ کیا ہے تو لفظ ماسو کیا ارادہ کیا ہی اگر دوسرا ارادہ کیا ہی تو اصول دین کی
تقسیم اصول شریعت و اصول طریقت کی طرف کرنے سے شے کی تقسیم اوس کے نفس اور اوسکے غیر کی طرف لازم آتی ہی اس لیئے کہ
دین و شریعت اور اسی طرح ملت و مذہب ایک ہی شے کے نام ہین اونمین فرق اعتبار کا ہی اسلیئے کہ شریعت اس اعتبار سے
کہ اوسکی پیروی کیجاتی ہے دین ہے اور اس لحاظ سے کہ جمع کیجاتی ہے ملت ہے اور اس خیال سے کہ اوسکی جانب
رجوع کیا جاتا ہے مذہب ہے اور نیز دین کی اضافت خدا کے طرف کی جاتی ہے جیسا کہ قرآن کریم مین وارد ہوا ہے

وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا۔ والملة تنسب الى النبيؐ كما ورد فيه ايضًا واتبع ملة ابراهيم حنيفا والمذهب ينسب الى المجتهد كما يقال الزكوة فى حلى النساء فرض فى مذهب الامام ابى حنيفةؒ وليست بفرض فى مذهب الامام الشافعىؒ كذا فى مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر مع زيادة الامثلة منا للتوضيح وان اراد بها الثانى فالتقسيم الى النوعين المذكورين لا يستقيم على مذهب ما لان اصول الدين الاربعة عند اهل السنة الكتاب والسنة والاجماع والقياس وايضًا عند الامامية الثلاثة الاول والعقل كما صرح به فى الضربة الحيدرية واثنان عند النجدية الكتب والسنة وكلها يخالف لهما وان اراد بها كليهما فيلزم عموم المشترك وهو غير جائز عند المحققين كما قال فى الصواعق وايضًا تعيين بعض معانى المشترك بدون القرينة يقتضيه تحكم لا يعتد وتعميمه فى مفاهيمه كلها لا يسوغ والذى عليه جمهور الاصوليين وعلماء البيان واقتضاه استعمالات الفصحاء انه لا يعم جميع معانيه انتهى وان اراد بلفظة ما العلم او العمل او كليهما فهو ايضًا لا يستقيم لانهما متفرعان على الدين فاصولهما هى اصول الدين لا غير وبالجملة هذا التقسيم باطل وانما ابدع التقسيم بهذا النظام لئلا يظهر بطلانه على الاعلام بل يظهر علو شانه فى العربية بين الانام وهذا المترجم مع انه التزم ترجمة الكتب لتقريب المرام الى افهام العوام وهكذا صنيعه فى هوامش هذا الكتب ونحن نبينها ان شاء الله تعالى حيث نجدها مناسبة للمقام والله الموفق وبه الاعتصام قوله فاصول الشريعة ثلاثة انواع اُصول الديانة وهى العقائد كما فى هذا الكتب والفقه الاكبر الحنفى واُصول الرواية وهو اصول علم الاثر كما فى كتب رواية العلم عن اهل بيت مدينة العلم وما فى الكفاية فى علم الرواية للخطيب واصول الدراية

(اى النوعين ۱۲)

(اور دیکھیگا تو لوگون کو کہ داخل ہوتے ہین دین مین اللہ کے فوج فوج) اور ملت نبی کے طرف منسوب ہوتی ہے جیساکہ قرآن مین وارد ہے (اور پیروی کر ابراہیم حنیف کے ملت کی) اور مذہب کی نسبت مجتہد کیطرف ہوتی ہے جیساکہ کہا جاتا ہے زکوٰۃ عورتون کے زیور مین فرض ہے مذہب امام ابوحنیفہؒ مین اور مذہب امام شافعیؒ مین فرض نہین ہی اسیطرح مذکور ہے مجمع انہر شرح ملتقی الابحر مین صرف مثالین اضافہ کی ہین توضیح کی غرض سے اور اگر دوسرے معنی یعنی دلایل ارادہ کئے ہین تو یہ تقسیم کسی مذہب پر درست نہین ہوتی اسلئے کہ اصول دین اہل سنت کے مذہب مین چار ہین کتاب و سنت اجماع و قیاس اور نیز شیعون کے یہان چار ہین تین پہلے اور عقل جیساکہ ضربۃ حیدریہ مین اسکی تصریح کی ہے اور نجا بیروا ہیہ کے نزدیک دو ہین کتاب و سنت اور یہ سب اقسام مصنف کے قسمون کے برخلاف ہین اور اگر دونون معنی کو ایک ساتھ ارادہ کیا ہے تو لفظ مشترک کا عموم لازم آتا ہے اور وہ محققین کے نزدیک ناجائز ہے چنانچہ صواعق مین لکھا ہے کہ (اور نیز خاص کر لینا مشترک کے معانی کو بدون قرینہ کے محض تحکم ہے کہ جسکا کچھ اعتبار نہین ہے اور مشترک عام کر لینا اوسکے تمام معانی مین درست نہین ہے جمہور اصولیین و علماء بیان کے مذہب سے اور استعمالات فصحی کے اقتضاء سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مشترک اپنے سب معانی مین عام نہین ہوتا ہے انتہی) اور اگر لفظ ما سے علم یا عمل یا دونون کو ارادہ کیا ہے تو یہ بھی نادرست ہے اسلئے کہ علم و عمل دین پر متفرع ہین پس ان دونون کے اور دین کے اصول ایک ہی طرح کے ہونگے اور حاصل کلام یہ تقسیم باطل ہے اور مصنف نے اس عنوان سے یہ تقسیم اسلئے تراشی ہے کہ اس کا بطلان علما پر کھل نہ جاوے بلکہ مصنف کی علو شان و علو مرتبہ لوگون پر ظاہر ہو جاوے اسی وجہ سے حاشیہ کی عبارت کا ترجمہ نہین کیا با انکہ مصنف نے اس کتاب کا ترجمہ کرنا عوام کے ذہن نشین کرنیکے واسطے لازم کر لیا ہے اور اسیطرح پر ہے مصنف کی صنعت اس کتاب کی جابجا حاشیہ مین اور ہم اوسکو جس جگہ مناسب مقام سمجھین گے بیان کر دین گے اور اللہ ہی توفیق دینے والا اور اوس پر ہم کو اعتماد ہے (قول مصنف کا) فاصول الشریعۃ ثلاثۃ انواع اصول الدینیۃ وھو العقائد کما فی ھذا الکتاب والفقہ الاکبر للحنفی و اصول الروایۃ وھو اصول الاثر کما فی کتاب ھدایۃ العلم عن ھدایت مدینۃ العلم و ما فی الکفایۃ فی علم الروایۃ للخطیب و اصول الدرایۃ

اقول ومن الله التوفيق هذا التقسيم ايضًا لا يخلو عن الفساد لان الدينة عبارة عن التديّن والتعبّد كما في الصُّراح دينة بالكسر ديند ارى وهو لا يحصل الا بالعلم بما جاء به النبي صلى الله عليه وسلم وهو لا يتاتى الا بصحة الدّراية اى التفقه وصحة الرواية اى الاسناد فالشريعة هي ما جاء به النبي صلعم واصولها هي الادلة الاربعة لا غير فاصول الدّينة انما هي اصول الشريعة لا قسيمها وارادة المسائل من اصول الشريعة مما لا يتعارف بين العلماء ولا يكاد يصح لان الشريعة ليست بعلم واحد يتميز من غيرها من العلوم بحسب موضوعه وغايته حتّى يقال ان اصول الشريعة هي مسائلها وقواعدها فجعل اصول الدّينة قسيمًا لاصول الشريعة مما لا وجه له قوله وهي نوعان اصول التفسير و اصول فقه الفروع وهي نوعان احدهما اصول الدّلائل وثانيهما اصول المسائل كما في كتاب اصول المسائل عن اهل بيت الفضائل وكتاب اصول الرّضا انتهى اقول ومن الله التوفيق لا يخفى على ارباب العقول ما في اضافة لفظ الاصول الى الدّلائل والمسائل من الذهول عما يتعارفه الفحول من علماء المعقول والمنقول وما في تقسيم اصول الدّراية الى اصول التفسير واصول فقه الفروع فان الدّراية هي العلم والتفقه واصولها هي ما تحصل منه من الادلة الاربعة والمبادى اللغوية والشرائط الاجتهادية التي تشتمل على اصول الرّواية ايضًا فحصر اصول الدّراية في اصول التفسير واصول فقه الفروع مما لا يصح اصلا على ان اضافة الاصول الى التفسير يفيد الاستغراق وهو لا يتم الا بدخول الجزء الاعظم من اصول التفسير الذى هو علم الرّواية لان التفسير بالراى حرام فيرد عليه جعل اصول الرّواية قسيمًا لاصول الدّراية قسمًا سابقًا وقسمًا لها لاحقًا وهو باطل قوله ولا اعلم الى الآن فيها كتابًا قبله ولا بعده مثله على عظم حجمه فانه في اربع مجلدات مختصًا الكثير علمه اقول ومن الله التوفيق قد اكثر في توصيفه وبالغ في تعريفه ومع ذلك لم يفهم ما حاله واى مذهب منواله

مین کہتا ہون اور توفیق خدا کے طرف سے ہے یہ تقسیم بھی فساد سے خالی نہین اسواسطے کہ دیانت عبارت ہے تدین و تعبد سے جیسا کہ صراح مین ہے دیانت بالکسر دینداری اور تدین نہین حاصل ہوتا ہے مگر علم شریعت سے اور علم شریعت نہین حاصل ہوتا ہے مگر درایت یعنی تفقہ کی صحت سے اور نیز روایت یعنی اسناد کی صحت سے پس شریعت تو وہ امور ہین کہ جنکو نبی صلعم لائے اور اون کے اصول بھی ادلہ اربعہ ہین اور بس پس اصول دیانت بھی اصول شریعت ہی ہین نہ کہ اون کی قسم اور اصول شریعت سے مسائل ارادہ کرنا علما مین غیر متعارف اور صحیح بھی معلوم نہین ہوتا اسلئے کہ شریعت ایک علم نہین ہے کہ اور علوم سے اپنے موضوع و غایت کے اعتبار سے علاحدہ ہو و یہانتک کہ کہا جائے کہ اصول شریعت عبارت ہے مسائل شریعت اور اوس کے قواعد سے پس اصول دیانت کو اصول شریعت کی قسم بنانا محض بیوجہ ہے قول مصنف کا، وهي نوعان اصول التفسير واصول فقه الفروع وهي نوعان احدهما اصول الدلائل وثانيهما اصول المسائل كما في كتاب اصول المسائل عن اهل البيت الفضائل وكتاب اصول الرضا انتهى مین کہتا ہون اور توفیق خدا کیطرف سے اہل عقل پر پوشیدہ نہین جو کچھ مصنف کو لفظ اصول کی اضافت ادلائل و مسائل کیطرف کرنے مین خلاف علما کے امر متعارف سے ذہول ہوا ہے اور جو کچھ خرابی اصول درایت کی تقسیم اصول فقہ و اصول تفسیر کے طرف کرنے مین واقع اسلئے کہ درایت نام ہے علم اور تفقہ کا اور اوس کے اصول وہی ہین کہ جن سے وہ حاصل ہوتی ہین یعنی ادلہ اربعہ و مبادی لغویہ و شرائط اجتہادیہ کہ جس مین اصول روایت بھی داخل ہین پس اصول درایت کا حصر اصول تفسیر و اصول فقہ مین کرنا بالکل غیر صحیح ہے اسکے علاوہ لفظ اصول کی اضافت تفسیر کے طرف مفید استغراق ہے اور استغراق جب ہی پورا ہوگا کہ اصول تفسیر کا جزء اعظم کہ وہ علم روایت ہے اصول تفسیر مین داخل رہے اسواسطے کہ تفسیر رائے سے کرنا تو حرام ہے پس اسپر وارد ہوتا ہے اصول روایت کو پہلے اصول درایت کا قسیم بنانا اور بعد مین اوسکی قسم بنانا اور یہ امر باطل ہے قول مصنف کا، ولا اعلم الى الآن فيها كتابا قبله ولا بعده شكر الله عظيم جهده فانه في اربع مجلدات مع الاختصار للكثير عليه انتهى مین کہتا ہون اور توفیق خدا کے طرف سے ہے مصنف نے کتاب اصول الرضا کی توصیف مین غلو کیا ہے اور اوس کی تعریف مین مبالغہ کیا ہے اور پھر بھی اوس کا حال نہ کھلا اور یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ کتاب کس مذہب کی ہے

ومن الفقه ورتبه وصححه ونقحه وهذبه وانما صنع ما صنع في هذا القول لاظهار علمه
وسعة عثوره وفضله وتفوقه بعبوره على من كان قبله او في عصره من العلماء الراسخين
كابن نجيم والسيوطي وغيرهما من المتقدمين لحي بعد من المجددين ولا يعتد به في
القاصرين وسيعلم مما اتى به في هذا الكتاب انه من المدعين في هذا الباب والى الله
المشتكى من هتك الفاضح وبتك القادح قوله واما اصول الطريقة فتعرف بعلم التصوف
والزهد والرقاق كما في الكتاب فقه الاحسان عن اهل بيت الحكمة والعرفان واول
من صنف فيه عبد الله بن المبارك ووكيع ومن اوسطهم احمد بن حنبل والحارث
المحاسبي ومن آخرهم صاحب التعرف والقوت والسلمي وابو نعيم والبيهقي والقشيري والهروي
ومن بعدهم هذا ما بدا لي في وقتي هذا اقول ومن الله التوفيق جعل اصول الطريقة
قسيما لاصول الشريعة وحكم بانها تعرف بعلم التصوف والزهد والرقاق وشابهة كتب
وجعل مؤلفيها على ثلاث طبقات وهذا كله فاسد اما الاول فلان اصول الطريقة
هي اصول الشريعة لا غير لان ما رده الشريعة فهي زندقة فالمغايرة بينهما ليست من
حيث الاصول بل من حيث ان الشريعة عبارة عما جاء به النبي صلعم وروى الينا
بالاسناد الصحيح والطريقة عبارة عما القاه الله تعالى على قلوب الاصفياء من
الحقائق والمعارف لصفاء اذهانهم وتزكية نفوسهم بالاعراض عما سوى الله فالطريقة
نتيجة الشريعة من حيث العلم والعمل بها لا قسيمها او قسيمها ويتضح ذلك مما افاده امام
الطريقة وشيخ المعرفة ابن عربي في فتوحاته المكية وهو هذا فان قلت فلخص لي
هذه الطريقة التي تدعي انها الطريقة الشريفة الموصلة سالكها الى الله تعالى وما
تنطوي عليه من الحقائق والمقامات باقرب عبارة واوجز لفظ وابلغه حتى
اعول عليه فاعلم ان الطريقة الى الله تعالى الذي سلكت عليه الخاصة من المؤمنين

اور اس کا مولف کون ہے اور اس قول مین بہی مصنف نے اپنی علمیت وزیادت تحقیق وفضل وتفوق
کا اظہار کیا ہے بہ نسبت علمائے سابقین ومعاصرین کے مثل ابن نجیم وسیوطی وغیرہما کے علماء سے
متقدمین مین سے تاکہ مجددین مین مصنف کا بہی شمار ہو جاوے اور ناقصون مین سے نہ سمجہا جاوے
اور اس کتاب کے مضامین سے معلوم ہو جائیگا کہ اس باب مین مصنف کا صرف دعوی ہی دعوی ہے اور ہمارا شکوہ
خدا ہی کے سامنے ہے فضیحت کرنیوالے کی پردہ دری اور معترض کی قطع وبرید سے (مصنف کا قول) واما اصول
الطریقة فتعرف بعلم التصوف والزہد والرقاق کما فی کتب ہذہ الاخبار عن اہل البیت الحکمة والعرفان
واول من صنف فیہ عبد اللہ بن المبارک ووکیع ومن اوسطہم احمد بن حنبل والحارث المحاسبی
ومن اخرہم صاحب التعرف والقوت والسلمی وابو نعیم والبیہقی والقشیری والہروی ومن بعدہم
ہلم جرا الی فی وقتی ہذا الفقیر مین کہتا ہون اور توفیق خدا ہی کی طرف سے ہے (مصنف نے اصول
طریقت کو اصول شریعت کا قسیم بنا کر یہ حکم لگایا کہ اصول طریقت کی معرفت علم تصوف وزہد ورقاق سے حاصل
ہوتی ہی اور چند کتابین علم تصوف کی مثالین بتا کر اون کے مصنفون کے تین طبقے بتائے اور یہ تمام بیان فاسد ہے
امر اول کا فساد اسوجہ سے ہے کہ اصول طریقت بہی اصول شریعت ہین نہ اونکا غیر اسوجہ سے کہ جن امور کو شریعت نے
رد کیا ہے وہ امور بیدینی سے ہین پس ان دونون مین فرق اصول کے لحاظ سے نہین ہی بلکہ اسوجہ سے ہی کہ شریعت
وہ احکام ہین جو باسناد صحیحہ نبی صلعم سے ہمارے طرف پہونچے ہین اور طریقت عبارت ہے اون امور سے کہ پاکیزہ
لوگون کے دلونپر حق تعالی کے طرف سے اونکا القا ہوا ہے یعنی حقایق ومعارف اون کے اذہان کی صفائی اور
اون کے نفسون کی پاکی کی وجہ سے غیر اللہ سے کنارہ کشی کے سبب پس طریقت نتیجہ ہے شریعت کا شریعت کے علم وعمل کے
لحاظ سے نہ کہ شریعت کی قسم یا قسیم اور اس امر کی وضاحت اوس بیان سے بخوبی ہو جاتی ہے کہ جس کا افادہ فرمایا ہے
امام طریقت وشیخ معرفت نے فتوحات مکیہ مین اور وہ یہ ہے (پس اگر تو کہے کہ میرے لئے اوس طریقہ کا خلاصہ کردے کہ جس کو
طریقت شریفہ کہا جاتا ہے اور یہ وہ کہ جو سالک کو خدا تک پہونچاتا ہے اور جو کچھ اوسمین حقایق ومقامات پیچیدہ ہین
واضح عبارت ومختصر الفاظ وبلیغ تر کلام مین تاکہ مین اوسپر عمل کرون پس معلوم کر تو کہ حق تعالی کا ارشاد ہے کہ جسپر مومنین

[illegible] طریقت [illegible] اصول الطریقة [illegible] واما [illegible] اصول طریقت کو اصول الدین [illegible] کیونکہ اصول الدین اوسی امر سے

الطالبين نجاتهم دون العامة الذين شغلوا انفسهم بغير ما خلقت له على اربع
شعب بواعث ودواع واخلاق وحقايق الى اخر الفصل من شاء التحقيق فليرجع
اليه واما الثانى فلان حكمه بانها تعرف بعلم التصوف والزهد والرقاق غير تام
لانها كما تعرف منها تعرف من سائر العلوم الشرعية فتخصيص معرفتها بها مما
لا يصغى اليه واما الثالث فلان جعله ارباب الكتب المذكورة على الطبقات المذكورة
خلاف التحقيق كما يظهر من جواهر الحقايق حيث قال مولفه اول كسى كه اين راه را علم
نهاد حارث محاسبى است كنيتش ابو عبد الله است از علماى مشائخست وقدماى
ايشان انتهى فعلم منه ان طبقاته الثلاث غير ناشئة عن علم من ابتدأ الفن
فى الحال بتوفيق العزيز المتعال ومنه البداية واليه المآل قال الله تعالى فلولا
نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فى الدين فرض الايمان الاكمل قال الله تعالى
قل آمنا بالله وما انزل علينا وما انزل على ابراهيم واسمعيل واسحق ويعقوب
والاسباط وما اوتى موسى وعيسى والنبيون من ربهم لا نفرق بين احد منهم
ونحن له مسلمون وقال تعالى يا ايها الذين آمنوا آمنوا بالله ورسوله والكتب
الذى نزل على رسوله والكتب الذى انزل من قبل ومن يكفر بالله وملئكته
وكتبه ورسله واليوم الآخر فقد ضل ضلالا بعيدا وقال انما المؤمنون
الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم واذا تليت عليهم اياته زادتهم ايمانا وعلى
ربهم يتوكلون الذين يقيمون الصلوٰة ومما رزقناهم ينفقون اولئك هم المؤمنون
حقا الاية قال حافظ الاولياء صاحب الكرامات العلى محمد بن اسلم الطوسى صاحب
المسند ثنا محمد ثنا على بن موسى الرضا عن ابيه ثنا ابى جعفر عن ابيه محمد بن
بن على عن ابيه على بن الحسين عن ابيه الحسين عن ابيه على رضى الله عنهم قال

طالبین نجات میں سے خاص لوگ چلی ہیں نہ کہ عوام الناس کہ جنہوں نے اپنی نفسوں کو مشغول کر دیا ہی اون کاموں میں کہ جن کے
لیے وہ پیدا نہیں کیے گئے چار قسم پر ہے شعبہ جو بلوغت و دواعی و اخلاق آخر فصل تک جسکو تحقیق مدنظر ہو فتوحات کو دیکھے
اور امر دوم کا فساد اسوجہ سے ہی کہ مصنف نے جو حکم لگایا ہے کہ اصول طریقت کی معرفت علم تصوف و زہد و رقاق سے حاصل
ہوتی ہے ناتمام ہے اسلیے کہ جس طرح ان سے ہوتی ہے اور علوم شرعیہ سے بھی ہوتی ہے پس معرفت مذکورہ کو انہیں کے ساتھ
خاص کر دینا قابل التفات نہیں ہے اور تیسرے امر کا فساد اسوجہ سے ہے کہ مصنف کا مصنفین کتب تصوف کو طبقات
مذکورہ پر قرار دینا خلاف تحقیق ہی جیسا کہ جواہر الحقائق سے ظاہر ہوتا ہی جس مقام میں کہ اسکے مصنف نے کہا ہی کہ پہلے جس نے علم
تصوف کی بنیاد قایم کی حارث محاسبی ہی کنیت اونکی ابو عبد اللہ علما و مشائخ سے ہی اور اونکی اولیں ہیں انتہی پس معلوم ہوا
مصنف کے طبقات ثلاثہ مذکورہ علم سے ناشی نہیں ہیں یہ وہ تحقیق ہے جو ہمپر اسوقت منکشف ہوئی ایزد متعال کی
توفیق سے اور اوسی سے آغاز ہی اور اوسی کیطرف انجام ہی کہا مصنف نے فرمایا حق تعالی نے (پس کیوں نہیں سفر کرتا ہر ایک گروہ میں
ایک جماعت دین میں سمجھ پیدا کرنیکے واسطے) فرض ایمان اکمل کا فرمایا حق تعالی نے کہو کہ ایمان لائے ہم خدا پر اور جو کتاب ہمپر اوتری
اور جو کتابیں کہ ابراہیم و اسمعیل و اسحق و یعقوب و اسباط پر اتری ہیں اور جو کتابیں کہ موسی و عیسی کو اور دوسرے انبیا کو دیگئی
ہیں ہم نبیوں میں سے کسیکو جدا نہیں سمجھتے ہیں اور ہم خدا ہی کے مطیع فرمان ہیں اور فرمایا حق تعالی نے اے ایمان والو تم ایمان لاؤ خدا پر
اور اوسکے رسول پر اور اس کتاب پر جسکو خدا نے اپنے رسول پر نازل فرمایا ہے اور جو پہلے نازل کی گئی اور جو شخص کفر کریگا خدا سے
اور اوسکے فرشتوں سے اور کتابوں اور رسولوں اور آخری دن سے تو وہ بیشک بہک گیا دور کا بہکنا) اور فرمایا (ایمان دار
وہ لوگ ہیں کہ جب خدا کا ذکر کیا جائے تو اون کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب کلام الہی کی آیتیں اونکے سامنے تلاوت کیجاتی ہیں
تو اون کے ایمان کو زیادہ کرتی ہیں اور وے اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں جو کہ نماز قایم رکھتے ہیں اور
ہمارے دیے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں یہی لوگ واقعی ایمان دار ہیں آیت کے آخر تک فرمایا اولیاے اصحاب
کرامات کے بڑے حافظ محمد بن اسلم طوسی مسند مجود کے مصنف نے کہ ہم سے حدیث بیان کی علی بن موسے رضا نے
اپنے باپ کی روایت سے کہ ہم سے حدیث بیان کی میرے باپ جعفر نے اپنے والد محمد بن علی کی روایت سے انہوں نے اپنے
والد علی بن حسین کی روایت سے انہوں نے اپنے والد حسین سے انہوں نے اپنے والد علی رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا انہوں نے کہ فرمایا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الايمان اقرار باللسان ومعرفة بالقلب
وعمل بالجوارح ورواه البيهقي في شعب الايمان ثنا ابو محمد عبيد بن محمد
بن مهدي القشيري انا ابو محمد عبد الله بن محمد بن موسى بن كعب ثنا ابو محمد
الفضل بن محمد بن المسيب ثنا ابو الصلت الهروي عبد السلام ومحمد بن
اسلم الطوسي قالا ثنا علي بن موسى الرضى عن ابيه فذكره به وسنده مسلسل
بالائمة السبعة اولي المرفعة الكمل وقوله عليه الصلوة والسلام اقرار
باللسان اي بتوحيد الله وتصديق رسوله وما جاء به - وقال الحافظ البلاذري
ابو محمد احمد بن محمد بن ابراهيم بن هاشم صاحب الصحيح على وضع صحيح مسلم
ثنا الحسن بن علي بن محمد بن علي بن موسى ابو السيد المحجوب ثني ابي علي بن
محمد ثني ابي محمد بن علي ثني ابي علي بن موسى الرضى قال ثني ابي موسى بن
جعفر قال ثني ابي جعفر عن ابيه محمد بن علي عن ابيه علي بن الحسين عن ابيه الحسين عن ابيه
علي رضي الله عنهم قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الايمان
معرفة بالقلب وقول باللسان وعمل بالاركان - وقال الحافظ ابو بكر احمد
بن عبد الرحمن الفارسي الشيرازي في القاب ثنا ابو بكر محمد بن احمد بن
عقيل الوراق ثنا ابو محمد احمد بن محمد بن ابراهيم بن هاشم البلاذري الحافظ
فذكره عنه به وسنده مسلسل بالائمة العشرة الكمل فذلك السند العالي
هو السلسلة الذهبية او عقد اللآلي بل بحر الجواهر المهذبة لا بل هذا
تقصير لفضله الكبير وسيروى بنده من فضيلة كل من هؤلاء الائمة
انشاء الله تعالى ولم يتشرف احد ممن صنف واشتهر ما صنف من
ذوي الروايه بالاجتماع بالامام علي الرضى وحفيده ابنه الامام الحسن العسكري

وان تفسيره المعرفة بالقلب التصديق تفسير بالرأي

فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ ایمان اقرار کرنا ہے زبان سے اور معرفت ہے دل سے اور
عمل کرنا ہے جوارح سے) اور یہ روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں اس طرح سے کہ
بیان کیا ہم سے ابو محمد عبید بن محمد بن محمد بن مہدی قشیری نے کہ ہم کو خبر دی ابو محمد عبد اللہ
بن موسی بن کعب نے کہ ہم سے بیان کیا ابو محمد فضل بن محمد بن مسیب نے کہ ہم سے بیان کیا
ابو الصلت الہروی عبد السلام و محمد بن اسلم نے دونوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا علی
بن موسی رضا نے اپنے باپ کی روایت سے پس ذکر کیا حدیث مذکور کو بسند مذکور اور
اس حدیث کی سند سات اماموں رفیع الشان کاملین کے مسلسل ہے اور قول حضرت
علیہ الصلوۃ والسلام کا اقرار باللسان ہے اقرار کرنا اللہ کی توحید کا اور سچا ماننا اوسکے
رسول کو اور اوس کی شریعت کو اور کہا حافظ بلاذری ابو محمد احمد بن محمد بن ابراہیم بن ہاشم
نے کہ جو مصنف ہے ایک صحیح کا صحیح مسلم کی وضع پر کہ ہم سے بیان کیا حسن بن علی بن محمد
بن علی بن موسی سید محجوب کے باپ نے کہ مجھ سے کہا میرے باپ علی بن محمد نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ محمد بن
علی نے کہ مجھ سے کہا میرے باپ علی بن موسی رضا نے کہ مجھ سے کہا میرے باپ موسی بن جعفر نے کہا مجھ سے بیان کیا میرے باپ جعفر نے
اپنے باپ محمد بن علی کی روایت سے انہوں نے اپنے باپ علی بن حسین سے انہوں نے اپنے باپ حسین سے انہوں نے اپنے باپ علی سے انہوں نے
ہو کہا فرمایا رسول اللہ صلعم کہ ایمان دل سے جاننا اور زبان سے کہنا اور جوارح سے عمل کرنا ہے اور کہا حافظ ابو بکر احمد بن عبد العزیز
فارسی شیرازی نے القاب میں کہ ہم سے بیان کیا ابو بکر محمد بن احمد بن عقیل وراق نے کہ بیان کیا ہم سے ابو محمد احمد بن محمد بن ابراہیم
بن ہاشم بلاذری حافظ نے پس ذکر کیا حدیث مذکور کو بلاذری نے بسند مذکور اور بلاذری کی
سند مسلسل ہے دس اماموں کاملین سے پس یہ سند عالی سونے کی مالا ہے یا موتیوں کا ہار ہے
بلکہ جواہر کی آراستہ تسبیح ہے نہیں بلکہ یہ اوس کے فضل کبیر کو گھٹاتا ہے اور عنقریب کچھ فضائل
ان اماموں میں سے ہر ایک کی روایت کئے جائیں گے اگر خدا کو منظور ہے اور ہر ایک کو اون اہل
تصنیف میں سے کہ جنکی تصانیف مشہور ہیں محدثین میں امام علی رضا اور اونکے پوتے امام حسن عسکری کو شمار

الاسماع منهما الا اهل السنة ولله المنة انتهى اقول بتوفيق الله تعالى وعونه لما فرغ من بيان
تسمية كتبه من ابا الفقه الاكبر وبيان موضوعه من عقائد اهل البيت شرع باول
العقائد الذى هو الايمان واستدل عليه بعدة ايات واحاديث بذكر اسانيدها
التى افتخر بها كل الافتخار ولما كان فى زعمه ان الايمان مركب من القول والمعرفة
والعمل سرد ثلاث ايات تدل كل منها على كل منها فالاية الاولى اعنى قولوا امنا
بالله الخ تدل على جزئية القول والثانية اعنى يا ايها الذين امنوا امنوا بالله الخ
تدل على جزئية المعرفة والثالثة اعنى انما المؤمنون الذين اذا ذكر الله وجلت
قلوبهم الخ تدل على جزئيه لان التوكل واقامة الصلوة والانفاق من الرزق
من الاعمال ثم قصد التصريح بهذه الامور الثلاثة بحديث محمد بن اسلم الطوسى
اعنى الايمان اقرار باللسان ومعرفة بالقلب وعمل بالجوارح فذكره وابدى بذكر
طرقه وتوابعه وتوصيف رواته فنقول فى جوابه ان هذا المحشى ليس له فهم
تلك الايات ولا هو ابن محدث لا يعى وان ادعى انه منهم للوضعى او الاحمق لان الاية الاولى
انما تدل على وجوب القول بالايمان لا على جزئية له وانما هى منها بمراحل والثانية
لا ذكر فيها للمعرفة حتى تدل على جزئيتها للايمان وسياتى بيانه مفصلا والثالثة
لا دخل لها فى جزئية الاعمال للايمان وانما هى تدل على ان الاعمال المذكورة فيها
من امارات الايمان فبطل كلما ادعاه فى زعمه على رغم انفه وما ثبت من القران
فى باب الايمان عند اهل السنة انه هو تصديق بالقلب لا غير كما فيهم من ابوة
او الشك كتب فى قلوبهم الايمان ومن اكره وقلبه مطمئن بالايمان وصوول
ولما يدخل الايمان فى قلوبكم وغير ذلك والاحاديث ايضا تدل عليه كما قال
عليه السلام اللهم ثبت قلبى على دينك وقال عليه السلام لاسامة حين قتل

جمع ہونے اور ان دونون سے حدیث سننے کا شرف حاصل نہین ہوا ہے بجز اہل سنت کے اور خدا ہی کا احسان ہے
انتہی مین کہتا ہون حق تعالی کی توفیق و مدد سے کہ ہرگاہ مصنف کو اس کتاب کا نام بتانے اور اوسکی موضوع کے بیان
کے بیان سے کہ وہ اہلبیت کے عقائد مین فراغت ہوئی تو مسئلہ ایمان کو کہ سب عقاید مین اول ہے بیان کرنا شروع
کیا اور چند آیتین اور چند حدیثین ایسی کہ اونکی سندون کو ذکر کرکے اقتصار کیا ہے پورا اقتصار کرنا دلیل مین
لایا اور چونکہ مصنف کے زعم مین ایمان مرکب تہا قول و معرفت و عمل سے تو تین آیتین بیان کی کہ اونمین سے
ہر ایک دلیل ہے ہر ایک جزو ایمان کی پس پہلی آیت یعنی قل امنا باللہ آخر تک دلیل ہے قول کے
جزو ایمان ہونے کی اور دوسری آیت یعنی یا ایہا الذین امنوا امنوا باللہ آخر تک دلیل ہے معرفت کے جزو
ایمان ہونے کی اور تیسری آیت یعنی انما المومنون الذین اذا ذکرت وجلت قلوبہم آخر تک دلیل ہے عمل کے
جزو ایمان ہونیکی اس لیے کہ توکل کرنا اور نماز کو قایم رکھنا اور روزی مین سے خرچ کرنا اعمال کے قبیل
سے ہے پھر چاہا کہ ان تینون امور کے جزو ایمان ہونیکی تصریح بھی بیان کردیوے محمد ابن اسلم الطوسی کی
حدیث یعنی (الایمان اقرار باللسان و معرفۃ بالقلب و عمل بالجوارح) سے پس حدیث مذکور کو ذکر کیا اور اوس کے طرق و دواعی
بیان سے اوسکی تائید کی اور اوسکے راویون کی صفت کے بیان سے پس اوسکے جواب مین کہتے ہین کہ اس سعی کو جو اپنی مرضی کا فہم اور
محدثین کا بیٹا نہ اوسکا لی پالک کو اسکو ہوی ہر کہین جماعت محدثین مین [illegible] ہون اس کے پہلی آیت کے [illegible] کو
زبان سے کہنے وجوب سمجھا جاتا ہے نہ کہ زبان سے کہنا ایمان کا جزو ہے جزئیت قول از مضمون آیت سمجھ لون [illegible] اور دوسری
آیت مین معرفت کا ذکر بھی نہین ہے معرفت کی جزو ایمان ہونے پر دلالت کرنا تو کجا اور اسکا بیان مفصل طور پر قریب مین آئیگا اور تیسری آیت
کو اعمال کی جزو ایمان ہونے مین اصلا مداخلت نہین ہے اور اس سے تو اسقدر سمجھا جاتا ہے کہ جو اعمال اس آیت مین مذکور ہین ایمان کے ثمرات اور علامات مین سے ہین
کچھ مصنف اپنے خیال مین مضبوط قایم کیا تہا اوسکی بنا اتنا باطل ہوگیا اور اہل سنت کے نزدیک [illegible] قرآن ایمان کے باب مین اسقدر ثابت ہے کہ ایمان فقط
تصدیق قلبی کا نام ہے اور بس جیسا کہ آیت ان لوگون کے دلون مین خدا نے ایمان کو لکھدیا اور [illegible] اور اوس کا [illegible] ایمان اور حق [illegible] کے
قول [illegible] ایمان کا گذر نہین ہوا اور دوسری آیتون سے سمجھا جاتا ہے اور [illegible] مین ہی [illegible] حضرت علیہ السلام
نے فرمایا ہے ای خدا ثابت کر میرے دل کو اپنے دین پر اور اسامہ سے ارشاد فرمایا جبکہ انہون نے ایک کلمہ گو کو قتل کرڈالا

من قال لا اله الا الله هلا شققت قلبه وغير ذلك منها ومن ثم ذهب جمهور
المحققين الى ما قلنا خلافا لما ادعى به هذا المدعي كما نص عليه العلامة التفتازاني
في شرح للعقائد النسفية حيث قال وذهب جمهور المحققين الى انه هو التصديق
بالقلب وانما الاقرار شرط لاجراء الاحكام في الدنيا لما ان تصديق القلب امر
باطني لابد له من علامة فمن صدق بقلبه ولم يقر بلسانه فهو مؤمن عند الله
وان لم يكن مؤمنا في احكام الدنيا انتهى هذا في ما استدل به من الايات واما
الاحاديث فنقول في جوابها بعونه تعالى ان قوله قال حافظ الاولياء صاحب
الكرامات الشيخ محمد بن اسلم الطوسي صاحب المسند الجيد حدثنا علي بن موسى
الرضى عن ابيه الخ يوهم الى ان محمد بن اسلم مخرج هذا الحديث وانه لم يجد في
مسنده الخ وكلاهما باطلان اما الاول فلانه مخرج الحديث الا في هذا السند
المعتبر وتخريجه هذا الحديث غير ثابت عند المحدثين واما الثاني فلانه اخرج
الحديث الذي رواه بهذا السند في تاريخه النيسابوري لا في الجيد والدليل
على ما قلنا انه قال العلامة ابن حجر في الصواعق المحرقة ذيل ترجمة الامام
علي الرضا في صفحه (١٨٠) ولما دخل نيسابور كما في تاريخها وشق سوقها وعليه
مظلة لا يرى من ورائها تعرض له الحافظان ابو زرعة الرازي ومحمد بن اسلم
الطوسي ومعهما من الطلبة والحديث ما لا يحصى فتضرعا اليه ان يريهم وجهه
ويروي لهم حديثا عن ابائه فاستوقف البغلة وامر غلمانه بكشف المظلة
واقر عيون تلك الخلائق برؤية طلعته المباركة فكانت له ذوابتان مدليتان
على عاتقه والناس بين صارخ وباك ومتمرغ في التراب ومقبل لحافر بغلته
فصاحت علماء معاشر الناس انصتوا واستملى منه الحافظان المذكوران فقال

تو نے اوس کے دل کو کیوں نہ چیر ڈالا) اور دوسری حدیثیں ہیں ان کے سوا اسی سبب سے جمہور محققین نے
ہمارے قول کو مذہب قرار دیا ہے برخلاف مدعائے مصنف کے چنانچہ علامہ تفتازانی نے عقاید نسفی کی شرح
شرح میں اسکی تصریح کر دی ہے جس مقام میں کہ کہا ہے (اور جمہور محققین کا مذہب ہے کہ ایمان تصدیق بالقلب ہے
اور اقرار احکام دنیاوی کے جاری کرنیکو شرط ایمان ہے اس لئے کہ تصدیق قلبی ایک باطنی امر ہے کہ جس کیلئے
کوئی علامت چاہئے ہیں جس نے دل سے مان لیا اور زبان سے اقرار نہیں کیا تو وہ خدا کے نزدیک مومن ہے
اگرچہ احکام دنیا میں مومن نہو انتہی) یہ تو جواب ہوا اون آیات کا کہ جن سے مصنف دلیل لایا ہے اور لیکن حدیثیں اونکے
جواب میں کہتے ہیں خدا کی مدد سے کہ مصنف کا قول (قال حافظ الاولیاء اصحاب الکرامات العلی) تا آخر اسکا
وہم دلاتا ہے کہ محمد بن اسلم حدیث مذکور کا راوی ہے اور اس حدیث کو اپنی سند میں اوسنے روایت کیا ہے اور یہ دونوں باتیں باطل ہیں
اول کا بطلان اس وجہ سے ہے کہ محمد بن اسلم نے اس سند معتبر سے حدیث الٰہی کو روایت کیا ہے اور اس حدیث کی روایت
محمد بن اسلم سے محدثین کے نزدیک ثابت نہیں ہے اور دوم کا بطلان اس وجہ سے کہ محمد بن اسلم نے جس حدیث کو اوس سند
سے روایت کیا ہے تو اوسکی روایت تاریخ نیشاپوری میں کی ہے کہ مسند میں موجود نہیں اور ہمارے اس قول کی دلیل یہ ہے کہ علامہ
ابن حجر نے صواعق محرقہ میں امام علی رضا کے ترجمے کے بیچ صفحہ ۱۰۸ میں لکھا ہے (اور جبکہ نیشاپور میں داخل ہوئے جیسا کہ تاریخ
نیشاپور میں مذکور ہے اور اوسکے بازار میں گئے اور آپکے اوپر ایک پردہ تھا جسکی سبب سے آپ نظر نہ آتے تھے آپکے سامنے
دو حافظ آئے ابو زرعہ رازی و محمد بن اسلم طوسی اور ان دونوں کے ہمراہ علم حدیث کے طالب بیشمار تھے پس ان دونوں
نے نہایت الحاح کی کہ اپنا چہرہ انور حاضرین کو دکھائیں اور اپنے آبا کی طرف سے ایک حدیث انسے روایت فرمائیں پس اپنے خچر کو
ٹھہرایا اور خدام کو پردہ اٹھانیکا حکم دیا اور مخلوق کی آنکھوں کو صورت مبارک کے دیدار سے ٹھنڈا کیا پس آپکے دو گیسو
کندھے پر لٹکے ہوئے اور لوگوں کی یہ حالت ہو گئی کہ کوئی چیخ مار رہا تھا اور کوئی روتا تھا اور کوئی مٹی میں
لوٹتا تھا اور کوئی آپکے خچر کے سم کو چومتا تھا پس علما نے شور کیا کہ اے حاضرین خاموش ہو
پس سب خاموش ہوگئے اور دونوں حافظ مذکور نے آپ سے حدیث کا کہنا چاہا پس فرمایا

حدثني ابي موسى الكاظم عن ابيه جعفر الصادق عن ابيه محمد الباقر عن ابيه
زين العابدين عن ابيه الحسين عن ابيه علي بن ابيطالب رضي الله عنهم قال حدثني
حبيبي وقرة عيني رسول الله صلى الله عليه وسلم قال حدثني جبرئيل قال سمعت رب
العزة يقول لا اله الا الله حصني فمن قالها دخل حصني ومن دخل حصني امن من
عذابي ثم رخى الستر وسار فعد اهل المحابر والدوى الذين كانوا يكتبون فانافوا
على عشرين الفا وفي رواية ان الحديث المروي الايمان معرفة بالقلب واقرار باللسان
وعمل بالاركان ولعلهما واقعتان قال احمد لو قرأت هذا الاسناد على مجنون لبرئ
من جنته انتهى فهذا النقل المطابق للعقل اول دليل على ان المروي عن الامام
علي الرضا بالسند المعتبر البالغ حد التواتر بالمعنى الموصوف بالشفاء للمجنون عند
اجلة المحدثين هو الحديث الالهي الذي رواه الحافظان ابو زرعة ومحمد بن اسلم
الطوسي واما هذا الحديث الذي استدل به المصنف فهو غير ثابت بالنقل
الصحيح ولا يخلو سنده عن ضعف ولهذا قال العلامة ابن حجر في بابه وفي
روايته وايضا قال ولعلهما واقعتان يعني انه غير ثابت وعلى التسليم فيقال
لعلهما واقعتان وايضا قال الدارقطني بعد ذكر هذا الحديث من الهروي
انه متهم بوضعه لم يحدث به الا من سرقه منه فهو الابتداء في هذا الحديث
وقال ابن الجوزي فيه ايضا انه موضوع ووافقه في هذا القول السخاوي في
المقاصد الحسنة ولهذا ترك هذا الحديث واقتصر على روايته ابن ماجة
فبعد تصريح هؤلاء الجهابذة بكذب الهروي ووضعه هذا الحديث كيف
يسوغ الاستدلال وان هذه المكابرة لا يرتكب عليها الا المجترئ ولعله من مقولته
تضع المصنف صنيع المخادع حيث جعل محمد بن اسلم مصحبا له وابي الصلت

بیان کیا مجھ سے میرے باپ موسی کاظم نے اپنے باپ جعفر صادق کی روایت سے انہون نے اپنے باپ
محمد باقر کی روایت سے انہون نے باپ زین العابدین کی روایت سے انہون نے اپنے باپ حسین کی روایت سے
انہون نے اپنے باپ علی ابن ابی طالب کی روایت سے راضی ہے حق تعالی اون سب سے ہون کہا حضرت علی نے کہ مجھسے
میرے حبیب اور میرے آنکھون کی ٹھنڈک رسول خدا صلعم نے کہ مجھسے بیان کیا جبرئیل نے کہ سنا مین نے رب العزت سے
کہ فرماتا ہے لا اله الا الله میرا قلعہ ہے پس جس نے یہ کلمہ کہا وہ داخل ہوا میرے قلعہ مین اور جو داخل ہوا میرے قلعہ مین امن
پایا میرے عذاب سے پھر پردہ چھوڑ کر روانہ ہوگئے پس نہ شمار کی دوات والے جو وہان پر لکھ رہے تھے جب اون کا شمار کیا گیا تو
کچھ اوپر بیس ہزار تھے اور ایک روایت مین ہے کہ حدیث مذکور الایمان معرفة بالقلب واقرار باللسان وعمل بالارکان
ہے اور شاید کہ یہ دو واقعہ ہون گے احمد نے کہا ہے کہ اگر یہ اسناد مجنون پر پڑھی جاوے تو اپنے جنون سے
اچھا ہو جاوے انتہی یہ نقل عقل کے بھی مطابق ہے بہت بڑی دلیل ہے اس پر کہ حدیث ہروی امام علی رضا
بسند معتبر کہ جو تواتر معنوی کو حد تک پہنچائی ہے اور اجلہ محدثین کے نزدیک شفای مجنون کی فضیلت سے موصوف ہے
وہی حدیث الٰہی ہے کہ جس کے راوی دو حافظ حدیث ہین ابو زرعہ رازی و محمد بن اسلم طوسی اور لیکن یہ حدیث
کہ جسکو مصنف نے دلیل گردانا ہے پس اسکا ثبوت نقل صحیح سے نہین ہے اور اسکی سند ضعف سے خالی نہین ہے اسی وجہ
علامہ ابن حجر نے اس کے بارے مین وفی روایته کہا اور نیز کہا کہ لعلهما واقعتان یعنی اول تو یہ حدیث غیر ثابت ہے
اور بر تقدیر تسلیم ثبوت کہا جائیگا کہ شاید یہ دو واقعہ ہون گے اور نیز دار قطنی نے ہروی کی اس حدیث کو ذکر
کرنیکے بعد کہا ہی کہ ہروی پر اس حدیث کے وضع کرنیکی تہمت قائم ہے کسی نے اسکو روایت نہین کیا ہے مگر ہروی
سے جرا کرین قول ہی اوسکی وضع مین اور ابن جوزی نے بھی اسکو موضوع کہا ہے اور سخاوی نے مقاصد حسنہ
مین ابن جوزی کے اس قول کی موافقت کی ہے اسی وجہ سے اس حدیث کو چھوڑ دیا اور ابن ماجہ کی روایت پر بس کیا پس ان اکابر
محدثین کے تصریح کرنیکی بعد کذب ہروی اور اس حدیث کے موضوع ہونے پر کیونکر اس حدیث سے دلیل لانا جائز ہو
یہ تو مکابرہ ہے کہ جس کا ارتکاب دین مین جرأت والا کرتا ہی اور حدیث ہروی کے غیر مقبول ہونے کی
وجہ سے مصنف نے دہوکا دینے والے کا کام کیا ہی کہ محمد بن اسلم کو اوس کا راوی قرار دیا اور ابو الصلت

المجروح شاهد البحث قال بعد تخريجه عن محمد بن اسلم ورواه البيهقي في شعب
الايمان ثنا ابو محمد الى ان قال ثنا ابو الصلت الهروي عبد السلام ومحمد بن اسلم
قالا حدثنا علي بن موسى الرضا عن ابيه فذكره وسنده مسلسل بالائمة
السبعة او الى الرفعة الكمل انتهى وهذا ايضاً لا يخلو عن شيء لان تخريج محمد بن اسلم
عن الامام علي الرضا انما وقع في نيسابور وكان معه حينئذ الحافظ ابو زرعة
الرازي لا الهروي فكيف يصح جعله الهروي شاهد الطوسي ان هذا الا
اختلاق وايضاً خدع خديعة اخرى وبيانها انه وضع المردود ههنا موضع
الالى المقبول واثبت اوصاف المقبول المردود ثم وضع الالى المقبول موضع المردود
في صفحه (٢٢) واثبت صفاته اياه ان هذا الا اختلاق ثم استدل عليه بحديث
البلاذري الذي قال فيه ابن الجزري كذا وقع هذا الحديث بهذا السياق
من المسلسلات السعيدية والعهدة فيه على البلاذري انتهى وحاول تزكية
في اثناء السند حيث قال انه صاحب الصحيح على وضع الحديث واثبت كونه
مقبول الرواية باخذ الشيرازي هذا الحديث منه في الالقاب ثم اثنى على سنده
بما لا مزيد عليه حيث قال وسنده مسلسل بالائمة العشرة الكمل وهذا هو
السند العالي هو السلسلة الذهبية او عقد اللآلي او سبحة الجواهر المهذبة
لا بل هذا تقصير بفضله الكبير ثم افتخر بتخريج الحديث بهذا السند اعني
البلاذري على الشيعة حيث قال ولم يتشرف احد ممن صنف واشتهر
ما صنف من ذوي الرواية بالاجتماع بالامام علي الرضا وحفيد ابنه
الامام الحسن العسكري والاستماع منهما الا اهل السنة ولله المنة وهذا كله
ليس الا كنسج العنكبوت وان اوهن البيوت او كالتي نقضت غزلها ثم جعلها انكاثا

مجروح کو اوسکا شاہد بنایا اس لئے کہ اس حدیث کی روایت محمد بن اسلم سے کرکے کہا کہ اسکو روایت کیا بیہقی
نے شعب الایمان میں کہ ہمسے بیان کیا ابو محمد نے یہانتک کہ کہا بیان ہمسے ابو الصلت ہروی علیہ السلام
اور محمد بن اسلم نے کہا دونوں نے کہ بیان کیا ہمسے علی بن موسیٰ رضا نے اپنے باپ کی روایت سے پس
ذکر کیا اوس کو بسند مذکور اور اوس کی سند مسلسل ہے ساتھ اماموں رفیع الشان کاملین سے انتہی
اور یہ امر بھی فساد سے خالی نہیں ہے اسلئے کہ محمد بن اسلم کی روایت امام علی رضا سے نیشاپور میں واقع
ہوئی ہے اور اوسوقت اون کی ساتھ حافظ ابو زرعہ رازی تھے نہ کہ ہروی پس مصنف کا ہروی کو طوسی کا
شاہد بنانا کسطرح صحیح ہوسکتا ہے یہ تو محض بناوٹ ہے اور نیز ایک اور فریب کیا ہے بیان اوسکا یہ
ہے کہ مصنف نے اس مقام میں حدیث مردود کو حدیث الٰہی مقبول کی جگہ میں رکھا ہے اور مقبول کے
اوصاف کمال مردود کیلئے ثابت کئے پھر صفحہ (۲۴۴) میں حدیث الٰہی مقبول کو مردود کی جگہ میں بیان اور صفات
مردود مقبول کیلئے ثابت کئے یہ بھی ایک عداوت کا اصل ہے پھر دعویٰ ذکر یہ بلاذری کی حدیث سے دلیل لایا
جس کے بابمیں ابن جوزی نے کہا ہے کہ اسی طرح مذکور ہے یہ حدیث مسلسلات سعید میں پر اس کی صحت کا
ذمہ بلاذری پر ہے انتہی اور بلاذری کا تذکرہ کیا مصنف نے اثنائے سند میں اس طرح پر کہ بلاذری کی
نسبت کہا کہ وہ ایک صحیح کا مصنف ہے صحیح مسلم کی بنیاد پر اور اوسکی مقبول الروایت ہونا ثابت کیا اس
حدیث کو شیرازی سے نقل کرنیسے بروایت بلاذری القاب میں پھر اوسکی سند کی تعریف بیان کی اسقدر کہ
اوسپر زیادتی دشوار ہے چنانچہ کہا اور اوسکی سند دس اماموں کاملین سے مسلسل ہے یہ سند عالی ہونیکی بالائی یا ہونیکا
ہے بلکہ موتیونکی آراستہ تسبیح ہی نہیں بلکہ یہ بیان اوس کے بڑے فضل کو گھٹاتا ہی ہے اسکے کیساتھ اس حدیث کے
راوی یعنی بلاذری کیوجہ سے شیعوں پر تحفہ بیان کیا ہی اس طرح پر کہ کہا محدثین اصحابنا تصنیفات میں کہ جنکی تصانیف مشہور
ہیں امام علی رضا اور انکی پوتے امام حسن عسکری کا سنہ صحیح ہونے اور راوی دونوں سے حدیث سننے کا شرف کیو
حاصل نہیں ہوا بجز اہل سنت کے اور خدا ہی کا احسان ہے اور یہ تمام تقریر بلاذری کے کیا ہے سے ظلم نہیں ہے
کہ جو تمام گھروں نار گشتہ ہے یا مثل اوس عورت کے ہے جو اپنی کاتی ہوئی کو توم والتی تھی اور اوسکو ٹکڑے ٹکڑے کردیتی تھی

وكالغريق يتشبث بالحشيش ويحفر الجبل لاخراج التبن وانعم ما قيل ع
ولن يصلح العطار ما افسده الدهر ، لان البلاذري وكذا ابو الصلت الهروي
وعلي بن غراب وغيرهم من الذين تشبث المصنف باحاديثهم كلهم من الشيعة الغلاة
والمفضلة يجمع رواياتهم المردودة لاثبات مسئلة الامامة التي هي اعظم العقائد عندهم ولها
تعلق بمذهب اهل السنة دال على كمال الخباثة ونهاية البلاهة ومع ذلك هذه
الاحاديث في انفسها مخالفة للآيات والاحاديث المتواترة واجماع الامة والقواعد
كما ذكرناه في المقدمة وسنذكره بعد ان شاء الله وكون هذا السند مسلسلا بالائمة
العشرة ايضا غير صحيح لان المسلسل من الاحاديث ما يتفق رجال سنده كما هو مصطلح
اهل الحديث وصرح به فقها اهل البيت على تفقه في البيت هكذا فان اتفق الرواة
في صيغ الاداء او الحالات وغيرها فهو المسلسل وان كان الرواة من اهل البيت فهو
سلسلة الذهب كحديث علي بن موسى الرضا عن ابيه الى النبي صلى الله عليه وسلم
وفي هذا السند محمد بن علي مات ابوه في المشهد وهو بن خمس سنين كان في بغداد و
لهذا ما اتفق له استماع الحديث ولا اخذ مناهج الامامة المعتبرة عند الشيعة كما قال في
الملل والنحل ومن قال بعلي بن موسى اولا في محمد بن علي انقضى ابوه وهو صغير غير مستحق للامامة
ولا علم عنده بمناهجها انتهى فانقطع هذا السند عن ابيه متفق عليه بين الامامية واهل
السنة فبطل كونه مسلسلا بالائمة العشرة وايضا ولم يتشرف احد ممن صنف ا مح
غير ثابت البلاذري ولا الهروي وان ادعى فعليه البيان وما دام لم يثبت فلا افتخار
به ليس الا من الامور الاخلاقية والاعاجيب وان سلمنا فكونهما من الشيعة يناقض
دعوته ويبطل مدعاه وايضا نقل المصنف في هذا الكتب ولا في غيره حديثا برواية
الهروي والبلاذري بحيث العلم منه ان احدهما قد تشرف بالاستماع منهما

یا مثل ڈوبتے کے ہے کہ تنکے کا سہارا لیتا ہے یا پہاڑ کو اوکھیڑتا ہے تنکا نکالنے کیواسطے اور کیا خوب کہا ہے کسی نے کہ
اوس دوا کو درست نہیں کر سکتا ہے کہ جسمین زمانہ نے فساد پیدا کر دیا ہو اس لئے کہ بلاذری اور اسی طرح ابو الصلت
اور علی بن غراب اور اونکے سوا دوسرے راوی کہ جنکی حدیثوں سے مصنف دلیل لایا ہے یہ تمام راوی غالی شیعہ تھے
یا تفضیلیہ تھے پس اونکی روایات مردودہ کو مسلمانوں کے ثابت کرنیکے واسطے جمع کرنا اور یہ مسئلہ عقائد یہ میں اعظم
اول ہے مذہب اہل سنت کے طور پر کمال خلافت اور ثابت ہونے پر دال ہے اور اوسکے ساتھ جو حدیثیں دلالت
خود مخالف ہیں آیات و احادیث متواترہ و اجماع امت و قیاس ہے جیسا کہ بعضے اسکو مقامات میں ذکر کیا ہے اور آئندہ بھی
ہم اوسکو ذکر کرینگے اور حدیث بلاذری کی سند کا مسلسل بیان ہونا اماموں سے ہونا اوسکی صحیح نہیں ہے اس لئے کہ حدیث
مسلسل وہ ہے کہ جسکی سند کے راوی ایک طرح کے ہوں جیسا کہ محدثین کی اصطلاح ہے اور فقہاء اہل بیت میں
لفظ بلفظ ایسے ہی ہیں اسکی تصحیح کی ہے اس طرح کہ پس اگر راوی حدیث کے متفق ہوں یا اوکے صیغوں میں یا افعال وغیرہ میں
تو وہ حدیث مسلسل ہوگی اور اگر کل راوی اہل بیت ہوں تو وہ سلسلۃ الذہب ہے جیسے کہ حدیث علی بن موسیٰ رضا کی اوپر
اپنے باپ سے اخیر تک انتہی اور حدیث بلاذری کی سند میں محمد بن علی ہیں کہ وہ پانچ برس کے سن میں بغداد میں تھے جبکہ اونکے
باپ نے مشہد میں وفات پائی اور اسیوجہ سے اونکو حدیث سننا اور مناہج امامت سیکھنے کا جو کہ شیعہ لیے بیان کرتے
ہیں اتفاق نہیں ہوا جیسا کہ ملل و نحل میں لکھا ہے کہ اور جو کہ علی کا قائل ہوا تو اوسنے پہلے ہی محمد بن علی کے باب میں
شک کیا اسلئے کہ اونکے باپ نے وفات پائی اور وہ ہنوز صغیر سن غیر مستحق امامت تھے اور نہ اونکو مناہج امامت کا علم تھا انتہی
پس اس سند کا منقطع ہونا اونکے باپ سے سنی شیعہ دونوں کا متفق علیہ ہے پس وہ حدیث بلاذری کا مسلسل ہونا اس انقطاع کے
ساتھ باطل ہو گیا اور نیز مصنف کا قول علم تشریف اصحاب حنیف آہ نہ بلاذری کے حق میں ثابت ہے اور نہ دوسرے کے
اگر مصنف کو دعوے ہے تو دلیل لانا اوسکے ذمہ ہے اور جبتک کہ اوسکو ثابت نکرے
اسپر افتخار کرنا ہنسنا اور تعجب کرنیکی بات نہیں ہے اور اگر ہم اسکو مان بھی لیں تو ان دونوں کا شیعہ ہونا مصنف کے دعوے کے برخلاف
اور اس کے منزل کو منہدم کرتا ہے اور نیز مصنف نے اس کتاب میں نقل کیا اور نہ اوسکے غیر میں کسی حدیث کو مہری یا بلاذری کی
روایت اس طرح کہ اوسکی سند سے معلوم ہوتا کہ ان دونوں نے دونوں امام مذکور سے حدیث سنی اور اونکی صحبت حاصل کی ہو تشرف ہوا

والاخفاء بهما فكيف يصح الّا الادعاء والا فقد ثبت بامرهما ثم غيره مذكور صراحة ولا
اشارة قال وقال الحافظ الناقد ابو حاتم محمد بن ادريس الرازي ثنا محمد بن زياد السلمي
ثنا علي بن موسى الرضى فذكره به وقال الحافظ ابو عثمان اسمعيل بن عبد الرحمن
الصابوني النيسابوري في المائتين انبا ابو بكر بن مهران ثنا ابو محمد زنجويه بن محمد بن
الحسن اللباد ثنا ابو حاتم محمد بن ادريس الرازي فذكره به قال الصابوني هذا حديث
غريب لم اكتبه الا من حديث اهل البيت وقال الحافظ ابو بكر احمد بن محمد بن اسحق
المعروف بابن السني الدينوري في كتاب الاخوة والاخوات اخبرني ابو يحيى الساجي
الحافظ زكريا صاحب الجرح والتعديل ثنا عبد العزيز بن محمد بن الحسن بن زبالة
ثنا عبد الله بن موسى بن جعفر حدثني علي بن موسى به وعبد العزيز قال ابن حبان
ياتي عن المدينيين بالاشياء المعضلات فبطل الاحتجاج به قلت قد برئ
من عهدته بما هنا وثبت حديثه هذا وعزي لابي سعيد ابن الاعرابي الحافظ
في معجمه بسنده عن عبد الله بن موسى به فليراجع وقال ابن ماجة حافظ
قزوين وسادس ائمة الحديث الستة في سننه ثنا سهل بن ابي سهل الرازي ومحمد
بن اسماعيل قالا ثنا عبد السلام بن صالح ابو الصلت الهروي ثنا علي بن موسى
الرضى به قال ابو الصلت لو قرئ هذا الاسناد على مجنون لبرأ وخرجه من جهة
الهروي الحافظ ابو بكر بن ابي داود وابو البشر الدولابي في الكنى والطبراني في
الكبير وابو الاجري في الشريعة فابو نعيم الاصبهاني والحاكم خارج المستدرك
في تاريخ نيسابور وغيره فالبيهقي في شعب الايمان وابن مردويه في التفسير وابو نصر
بن ابي القاسم القشيري وابن الجوزي والتاج بن السبكي في طبقات الشافعية وابن
الجزري في اسنى المطالب في مناقب الامام علي بن ابي طالب بطرق وما بعد

پھر کیونکر جائز ہوسکتا ہے مصنف کا دعوے کرنا اور اترنا ایک امر نامعلوم پر کہ نہ صراحتًا مذکور ہے اور نہ اشارۃً کہا مصنف نے
داور کہا حافظ ناقد ابو حاتم محمد بن ادریس رازی نے کہ بیان کیا ہم سے محمد بن زیاد سلمی نے کہ بیان کیا ہم سے علی بن موسی رضا نے
پس ذکر کیا حدیث مذکور کو بروایت مذکورہ اور کہا حافظ ابو عثمان اسمعیل بن عبدالرحمن صابونی نیشاپوری نے مائتین میں لکھا
ہے کہ خبر دی ہم کو ابوبکر بن مہران نے کہ بیان کیا ہم سے ابو محمد زنجویہ بن محمد بن حسن لبّاد نے کہ بیان کیا ہم سے ابو حاتم محمد بن
ادریس رازی نے پس ذکر کیا حدیث مذکور بسند مذکور کہا صابونی نے یہ حدیث غریب ہے میں نے اس کو اہل بیت ہی کی
حدیث سے لکھا ہے اور کہا حافظ ابوبکر احمد بن محمد بن اسحق معروف بہ ابن سنی دینوری نے کتاب اخوۃ واخوات میں کہ مجھکو خبر
دی ابو یحیی ساجی یعنے حافظ زکریا صاحب جرح وتعدیل نے کہ بیان کیا ہم سے عبدالعزیز بن محمد بن حسن بن زبالہ نے کہ بیان
کیا ہم سے عبداللہ بن موسی بن جعفر نے کہ بیان کیا مجھ سے علی بن موسی نے اسکو اور عبدالعزیز مدینی سے ہے بچیدہ امور کو
نقل کرتا ہے پس اس حدیث سے دلیل لانا باطل ہوا میں کہتا ہوں کہ وہ بری ہے اپنی ذمہ داری سے اوس حدیث
کی وجہ سے اور اوس کی یہ حدیث بھی ثابت ہوگئی اور اس حدیث کو اوس نے ابو سعید بن اعرابی حافظ کی طرف بھی ذکر
معجم میں منسوب کیا ہے اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن موسی سے پس چاہئے کہ معجم مذکور کی طرف رجوع کیا جاوے ۔

اور ابن ماجہ حافظ قزوینی نے کہ ائمہ حدیث صحاح ستہ کا چھٹا امام ہے اپنی سنن میں کہا ہے کہ بیان کیا ہم سے سہل
بن ابی سہل رازی و محمد بن اسمعیل نے کہا ان دونوں نے کہ بیان کیا ہم سے عبدالسلام بن صالح ابوالصلت ہروی نے کہ ہم سے
بیان کیا علی بن موسی رضا نے اس حدیث کو کہا ابوالصلت نے کہ اگر یہہ اسناد مجنون پر پڑھی جاوے تو اچھا ہو جاوے
اور اس حدیث کو روایت کیا ہے ہروی کی روایت سے حفاظ ابوبکر بن ابی داؤد اور ابوالمبرد اولابی نے کنی میں اور طبرانی نے
کبیر میں اور ابوبکر اجری نے شریعت میں پھر روایت کیا اسکو ابونعیم اصبہانی نے اور حاکم نے مستدرک سے علیحدہ تاریخ
نیشاپور وغیرہ میں پھر بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن مردویہ نے تفسیر میں اور ابونصر بن ابوالقاسم قشیری و ابن جوزی
نے اور تاج بن سبکی نے طبقات شافعیہ میں اور ابن جزری نے اسنی المطالب
فی مناقب الامام علی بن ابی طالب میں چند طرق سے اور لائق ہے کہ

ان يستدرك على الحاكم كونه لم يخرجه في صحيحه المستدرك مع كونه صحيحا على رأيه في
الهروي حيث انه صحح حديث انا مدينة العلم وانما فوقه ائمة اهل بيت النبوة الذين
هو يحفظهم فقتبه انتهى - اقول بتوفيق الله تعالى وعونه قد ابى المصنف على حديث ابى الصلت
الهروي الموضوع من جهة الهروي بتوابعات وشواهدات منها حديث البلاذري وقد
مر بطلانه ومنها حديث ابى حاتم محمد بن ادريس ومنها حديث ابى عثمان اسماعيل الصابوني
ومنها حديث ابن السني الدينوري يرويه عبد العزيز الذي قال فيه ابن حبان انه
ياتي عن المدنيين بالاشياء المعضلات فبطل الاحتجاج به ومنها حديث ابى سعيد بن
الاعرابي وقد مر بطلانه ومنها حديث ابن ماجه برواية ابى الصلت الهروي وفيه انه
ايضا من الهروي وهو متهم بالكذب في حديث الامام على الرضا كما صرحنا به في المقدمة
نقلا عن ميزان الاعتدال للذهبي وقول الهروي بانه لو قرئ هذا الاسناد على مجنون
لبرأ ايضا مسروق من قول الامام احمد في باب الاسناد لحديث الاهلي لمحمد بن اسلم الطوسي
كما نقلنا عن الصواعق مفصلا ومنها تخريج الحفاظ ابى بكر بن داود وابى بشر الدولابي والطبراني
وابى بكر الآجري وابى نعيم الاصبهاني والحاكم خارج المستدرك والبيهقي في الشعب وابن
مردويه وابى نصر وابن الجوزي والتاج السبكي وابن الجزري بطرق منه وهذه التخاريج
المبهمة ايضا لا تجدي نفعا لان كلها راجعة الى ابى الصلت الهروي وهو مجروح متهم
بالكذب في باب الامام على الرضى فكيف يوثق به في هذا الحديث وقد صرح الائمة من
المحدثين كالدارقطني وابن الجزري وابن حجر وابن الجوزي بموضوعيته خاصة فبطل
كلما اورده ههنا غير مفيد لتصحيحه واما قوله في جواب جرح ابن حبان على عبد العزيز
بانه قد برئ من عهدته ههنا وثبت حديثه هذا فما لا يلتفت اليه لان مجرد

کہ حاکم پر استدراک کیا جاے اس امر کا کہ اوسنے اس حدیث کو اپنی صحیح مستدرک مین کیون نہ روایت کیا
باآنکہ یہ حدیث صحیح ہے اوسکی راے پر ہروی کے باب مین اس لیئے کہ حاکم نے ہروی کی حدیث انا مدینۃ العلم کو صحیح قرار دیا ہے
اور ہروی سے اوپر کے راوی تو اہل بیت نبوت کے امام ہین کہ حاکم جن کی تعظیم کرتا ہے بس تو ہوشیار ہو جا انتہی صفحہ ۱۷
مین کہتا ہون خدا تعالی کی توفیق و مدد سے کہ ابو الصلت ہروی کی حدیث پر کہ جوہری کی جہت سے موضوع ہے مصنف نے
چند توابع و شواہد کو یہان پر ذکر کیا ہے منجملہ اون کے ایک حدیث بلاذری ہے اور اوسکا بطلان تو گذر چکا اور اون مین سے ایک
حدیث ابو حاتم محمد بن ادریس کی ہے اور اونہین مین سے ابو عثمان اسمعیل صابونی کی حدیث ہے اور اونہین سے ہے
ابن سنی دینوری کی حدیث عبد العزیز کی روایت سے جس کے باب مین ابن حبان نے کہا ہے کہ وہ مدنیون سے عجیبہ باتین
نقل کرتا ہے تو اس حدیث سے حجت لانا باطل ہوا اور اونہین مین سے ابو سعید بن اعرابی کی حدیث ہے اور اوسکا بطلان
بھی گذر چکا اور اونہین مین سے ابن ماجہ کی حدیث ہے ابو الصلت ہروی کی روایت سے اور اس حدیث پر یہ جرح وارد ہے
کہ اسکا راوی ابو الصلت ہے کہ جس کی روایت امام علی رضا سے غیر منقول ہے کیونکہ اس خاص روایت مین اوسپر
کذب کی تہمت ہے چنانچہ ہم نے مقدمہ مین اسکی تصریح کردی ہے ذہبی کی میزان الاعتدال سے نقل لا کر اور ہروی کا
یہ قول کہ اگر یہ اسناد مجنون پر پڑھی جاے تو اچھا ہو جاے بہت معروف ہے امام احمد کے قول سے جو وارد ہے محمد بن
اسلم طوسی کی حدیث الٰہی کی سند کے باب مین جیسا کہ ہم نے اس کو صواعق محرقہ سے بتفصیل نقل کیا ہے اور منجملہ اون کے
چند روایتین ہین حفاظ ابو بکر بن داؤد و ابو بشر دولابی و طبرانی و ابو بکر آجری و ابو نعیم اصبہانی و حاکم کی خارج مستدرک مین اور بیہقی کی
شعب مین اور ابن مردویہ و ابو نصر و ابن جوزی و تاج سبکی و ابن جزری کی چند طرق سے اور یہ سب روایتین کچھ نفع بخش نہین ہین
اس لیئے کہ ان سب کی انتہا ابو الصلت ہروی تک ہے اور وہ مجروح ہے اور امام علی رضا کے باب مین متہم بکذب ہے
پھر اس حدیث مین کیونکر اوسپر اعتماد کیا جاے اور چند ائمہ حدیث نے مثل دار قطنی و ابن جزری و ابن حجر و ابن جوزی کے خاص
اس حدیث کے موضوع ہونیکی تصریح بھی کردی ہے بس جس قدر روایات مبہمہ کہ اون کی صحت بیان نہین کی گئی اور مصنف نے یہان
نقل کی ہین باطل ہو گئین اور لیکن مصنف کا قول جواب مین ابن حبان کی جرح کے جو اوس نے عبد العزیز کی ہے کہ عبد العزیز
بری ہو گیا اپنی ذمہ داری سے اوس حدیث کے سبب سے جو منجملہ منکرات اوسکے ہے اور اوسکی یہ حدیث ثابت ہو گئی پس قابل التفات نہین ہے اس لیے

اخذ الساجی روایته کیف یبرأ عن جرح ابن حبان علیه وهو من قدماء المحدثین فی التعدیل
من المتاخر بعد جرح المتقدم غیر مقبول عند المحدثین کما سیتبین فکیف یجرد اخذ الروایة
الذی لیس من التعدیل فی شیٔ واما قوله ومما ینبغی ان یستدل علی الحاکم کونه لم یخرجه
فی صحیحه المستدرک مع کونه صحیحا علی رأیه فی الهروی حیث انه صحح له حدیث انا
مدینة العلم وانما فوقه ائمة اهل بیت النبوة الذین هو یعظمهم فتنبه انتهی - اما اولا فلما لا
یقبله العقل السلیم ویمجه الطبع المستقیم لان حدیث انا مدینة العلم ایضا موضوع عند
الثقات من المحدثین کما قال فی التحفة حدیث پنجم بروایت جابر ان النبی صلعم قال انا مدینة
العلم وعلی بابها این حدیث نیز خلاف اصول درایة است ونیز مطعون قال یحیی
بن معین لا اصل له وقال البخاری انه منکر لیس له وجه صحیح وقال الترمذی انه منکر غریب
وذکره ابن الجوزی فی الموضوعات وقال الشیخ تقی الدین بن دقیق العید هذا الحدیث
لم یثبتوه وقال الشیخ محی الدین النووی والحافظ شمس الدین الجزری انه موضوع الیس
تمسک بامثال این حدیث که اهل سنت آنرا ازدائرهٔ تمسک واحتجاج خارج کرده اند
در مقام الزام الیشان دلیل صریح بیست بر دانشمندی الیشان انتهی) وثانیا ولکون
الهروی متهما بالوضع ما اورد الحاکم حدیث الایمان منه فی المستدرک بل اتی به فی
تاریخه وهذا یدل علی انه غیر معتبر عنده ایضا فالاتیان بحدیث الایمان الذی
ذکره المصنف فی الاستدلال فی التاریخ والتصریح منه بکون الهروی متهما بوضعه
اول دلیل علی کونه موضوعا متروکا سنده ایضا واما ثالثا فالاتیان بحدیث انا مدینة
العلم فی المستدرک بدون توثیقه من جهة الهروی فلا یصلح دلیلا علی مقبولیته عنده
من جهته حتی یرجح مواخذة المصنف الیه وعلی التسلیم فلا مانع من ان یعتبر احد الحدیثین

کہ محض ساجی کا اوس کی روایت کو اخذ کرنا کیونکر ابن حبان کی جرح سے اوس کو بری کرسکتا ہے حالانکہ ابن حبان قدما سے محدثین سے ہے اور تعدیل متاخر کی جرح متقدم کی بعد محدثین کے نزدیک غیر مقبول ہے چنانچہ ہم اوس کو بیان کرینگے پھر جائے کہ محض اخذ روایت کہ جس کو تعدیل مین کچھہ بھی دخل نہین ہے دفع جرح متقدم مین مفید سمجھی جاوے اور لیکن مصنف کا یہہ قول (وما ینبغی ان یستدل علی الحاکم کونہ لم یخرجہ فی صحیحہ المستدرک مع کونہ صحیحا علی مارآیہ فی الھروی حیث انہ صحح لہ حدیث انا مدینۃ العلم وانا فوقہ ائمۃ اھلبیت النبوۃ الذین ھو یعطاہم فتنہ انتھی) پس عقل سلیم اس کو قبول نہین کرتی ہے اور مستقیم طبیعت کے نزدیک مطروح ہے اس لئے کہ حدیث انا مدینۃ العلم بھی ثقات محدثین کے نزدیک موضوع ہے چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ مین لکھا ہے (پانچوین حدیث بروایت جابر کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ مین علم کا شہر ہون اور علی اوس کا دروازہ ہے) یہہ حدیث بھی اصول درایت کے مخالف ہے اور بہر مطعون ہے یحیی بن معین نے کہا ہے کہ اس حدیث کی کچھہ اصل نہین ہے اور بخاری نے کہا ہے کہ منکر ہے اس کے لئے کوئی صحیح طریقہ نہین ہے۔ اور ترمذی نے کہا ہے کہ منکر ہے غریب ہے اور ابن جوزی نے اس کو موضوعات مین ذکر کیا ہے اور شیخ تقی الدین بن دقیق العید کا قول ہے کہ محدثین کے نزدیک یہہ حدیث ثابت نہین ہے اور شیخ محی الدین نووی و حافظ شمس الدین ذہبی و شیخ شمس الدین جزری کا قول ہے کہ یہہ حدیث موضوع ہے پس ایسی حدیث ہے کہ جس کو اہل سنت نے دستاویز بنانے اور حجت لانے کے دائرہ سے باہر کردیا ہے اون کو الزام دینے کے مقام مین دلیل لانا شیعون کی دانشمندی پر کھلی دلیل ہے انتہی اور اس حدیث کی روایت مین ہروی کے متہم بوضع ہونے کی وجہ سے حاکم نے ہروی کی حدیث ایمان کو مستدرک مین نہین لکھا بلکہ اسکو تاریخ مین نقل کیا ہین چنانچہ یہ قول دال ہے کہ حدیث ایمان ہروی کی حاکم کے نزدیک غیر معتبر ہے پس حاکم کا ہروی کی حدیث ایمان کو جس سے مصنف نے استدلال کیا ہے تاریخ مین لانا اور ہروی کی متہم بوضع ہونیکی تصریح کرنا بہت بڑی دلیل ہے اس امر کیلئے کہ حاکم کی نزدیک بھی حدیث مذکور موضوع و متروک ہے اور لیکن حدیث انا مدینۃ العلم کو مستدرک مین لانا اور ہروی کی جہت سے اسکی توثیق نہ کرنا اس امر کی دلیل نہین ہوسکتا ہے کہ حدیث انا مدینۃ العلم ہروی کی جہت سے حاکم کے نزدیک مقبول ہے یہانتک کہ مصنف کا اعتراض حاکم پر وارد ہوسکے اور اگر ورود اعتراض کو مان بھی لیا جاوے تو کون مانع ہے اس امر سے کہ حاکم ہروی کی اس حدیث کا اختیار کرے

منه لما راه من تابع له او شاهد عليه ولا يعتبر الاخر منه بعد كونه متبوعا او مشهودا
عليه فكيف يصح مواخذته على الحاكم مالم يبد مع هذا الاحتمال الصحيح وقد قيل اذا جاء
الاحتمال بطل الاستدلال فسقط كلما بنى وبطل كلما ادعى ولله المنة قال وللحاكم في تاريخ
نيسابور بسند ليس فيه من ذكر بجرح عن محمد بن عبد الله بن طاهر نائب العراق
وابن نائبها قال كنت وقفا على راس ابي وعنده احمد بن محمد بن حنبل واسحق بن راهويه
وابو الصلت الهروي فقال ابي ليحدث كل رجل منكم بحديث فقال ابو الصلت ثني علي
بن موسى الرضى وكان والله كما سمي عن ابيه موسى بن جعفر عن ابيه جعفر بن محمد عن
ابيه محمد بن علي عن ابيه علي بن الحسين عن ابيه الحسين بن علي عن ابيه علي رضي الله
تعالى عنهم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الايمان قول وعمل - فقال بعضهم ما
هذا الاسناد فقال له ابي هذا اسعوط المجانين اذا اسعط به المجنون برأ ورواه علي بن
غراب حدثنا علي بن موسى الرضى به باللفظ الاول اخرجه الخطيب في التاريخ بغداد
وابن غراب وثقه ابن معين والدارقطني وقال احمد كان يدلس وما اراه الا كان
صدوقا روى له ابن ماجة والنسائي وقال الخطيب تكلم فيه لاجل مذهبه كان غاليا
في التشيع واما روايته فوصفوه فيها بالصدق وقال ابن حجر افرط ابن حبان في تضعيفه قال
السيوطي ومثل هذا يصلح في المتابعة ومحمد بن سهل بن عامر البجلي ثنا علي بن موسى الرضى
به اخرجه الخطيب والبجلي قال ابن الجوزي مجهول وقال السيوطي ما رايت له ترجمة ولا في
الميزان وعبد الله بن احمد الطائي ثني ابي ثني علي به اخرجه الخطيب والطائي متكلم فيه
وابو احمد داؤد بن سليمان بن وهب الغازي ثنا علي بن موسى الرضى به اخرجه ابو
زكريا البخاري في فوائده والغازي مجهول وبالجملة فقد استسعد برواية هذا الحديث

رکھ لے اس وجہ سے کہ اوس کا کوئی تابع یا شاہد حاکم نے دیکھا ہو اور دوسری حدیث کا اعتبار نہ کرے بہ سبب نہ پانے کسی
تابع یا شاہد کے پھر کیونکر مصنف کا حاکم پر مواخذہ کرنا صحیح ہو سکتا ہے جب تک کہ مصنف احتمال مذکور کو دفع نہ کر لے اور
علما کا قول ہے کہ جب احتمال موجود ہو تو دلیل لانا درست نہیں ہے پس جو کچھ مصنف نے بنایا تھا گر گیا اور جو کچھ دعوی
کیا تھا باطل ہو گیا اور خدا ہی کے لئے احسان ہے (کہا مصنف نے) اور حاکم کی تاریخ نیشاپور میں مروی ہے ایسی سند
کے ساتھ کہ جس میں جرح کا ذکر نہیں ہے محمد بن عبداللہ بن طاہر نائب عراق و ابن نائب عراق سے کہ کہا اوس نے
کہ میں اپنے باپ کے سرہانے کھڑا تھا اور اون کے پاس احمد بن محمد بن حنبل و اسحق بن راہویہ و ابو الصلت ہروی
موجود تھے پس میرے والد نے کہا چاہیے کہ تم میں سے ہر شخص بیان کرے صفحہ (۱۹) ایک حدیث کو پس ابو الصلت نے
کہا کہ مجھ سے بیان کیا علی بن موسی رضا نے اور بخدا وہ خدا سے راضی تھے جیسا کہ اونکا نام رضا رکھا گیا اپنے باپ موسی بن جعفر کی روایت کو کہ روایت
کی انہوں نے اپنے باپ جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے باپ محمد بن علی سے انہوں نے اپنے باپ علی بن حسین سے انہوں نے اپنے باپ حسین بن علی
سے انہوں نے اپنے باپ علی سے خوش ہو اللہ ان سے انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ ایمان قول و عمل ہے پھر کہا بعض حاضرین نے کہ یہ اسناد
کیسی ہے پس میرے باپ نے جواب دیا کہ یہ مجنونوں کی ناس ہے کہ جب اسکو مجنون سونگھے فوراً اچھا ہو جاوے اور اس حدیث کو علی بن غراب نے اس طرح سے روایت کیا ہے کہ
ہم سے بیان کیا علی بن موسی رضا نے اس حدیث کو بلفظ اول کے ساتھ خطیب نے تاریخ بغداد میں اسکو روایت کیا ہے اور ابن معین و دارقطنی نے ابن غراب کو
ثقہ کہا ہے اور احمد کا قول ہے کہ وہ مدلس تھا اور میں تو اسکو بہت اچھا جانتا ہوں اور ابن ماجہ و نسائی نے اس سے روایت کی ہے اور خطیب کا قول ہے
کہ محدثین نے اوس میں کلام کیا ہے اسکے مذہب کی وجہ سے وہ تشیع میں غلو رکھتا تھا اور لیکن روایات کے باب میں اسکو سچا کہا ہے اور ابن حجر کا قول ہے کہ
ابن حبان نے ابن غراب کو ضعیف بتانے میں افراط کیا ہے سیوطی کا قول ہے کہ ایسا شخص متابع ہو سکتا ہے اور روایت کیا حدیث مذکور کو محمد بن سہل بن عامر بجلی نے
اس طور کہ بیان کیا ہم سے علی موسی رضا نے بسند مذکور خطیب نے اسکو نقل کیا ہے اور ابن جوزی نے بجلی کو مجہول کہا ہے اور سیوطی کا قول ہے کہ میں نے بجلی کا احوال
کہیں نہیں دیکھا ہے اور میزان ذہبی میں مذکور ہے اور روایت کیا حدیث مذکور کو عبداللہ بن احمد طائی نے اس طور کہ بیان کیا مجھ سے میرے باپ نے
کہ روایت کیا مجھ سے علی نے بسند مذکور خطیب نے اوسکو نقل کیا ہے اور طائی میں کلام کیا گیا ہے اور روایت کیا اسکو ابو احمد داؤد بن سلیمان بن وہب
غازی نے کہ ہم سے روایت کی علی بن موسی رضا نے بسند مذکور نقل کیا اسکو ابو زکریا بخاری نے فوائد میں اور غازی مجہول اور صالح الکلام ہے ستادعالی کی
اس حدیث مجوہ کی روایت کرنے سے

المجود عن الامام الهمام ابي الحسن علي الرضى مسلسلا عن آبائه من جهة اهل بيته وتبعته
جملة جماعة من حفاظ اهل السنة والجماعة ولله المنة على الصناعة ولا يضر كون بعض الرواة
عن الامام محل الكلام كونه آخرين ثقات الانام من الاعلام وذكر ابن السبكي انه رواه عن
الرضى الهيثم بن عبد الله وعلي بن الازهر السرخسي ايضا وعن الكاظم محمد بن صدقة
ومحمد بن تميم وان الرواية مجاهيل وقال تمام في فوائده ثنا احمد بن محمد الطبرستاني ثنا الحسن
بن علي التميمي ثنا محمد بن صدقة العنبري ثنا موسى بن جعفر عن ابيه وثنا احمد بن محمد الطبرستاني
ثنا احمد بن عيسى العلوي ثنا عباد بن صهيب عن جعفر بن محمد به وعزى لابي عمرو بن حمدان
في فوائده عن علي قال سألت النبي صلى الله عليه وآله وسلم عن الايمان ما هو قال معرفة
بالقلب واقرار باللسان وعمل بالاركان ولابن مردويه عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم الايمان اقرار باللسان وعقد بالقلب وعمل بالجوارح والاركان وهو يزيد وينقص
قال السيوطي وسنده ضعيف فليراجع وبالجملة فالحديث له عن المولى علي المرتضى طرق
جمة عند الائمة الجلة وللشيرازي والديلمي عن عائشة رفعا كلفظ الاول وكذا لابن
الجوزي عن انس رفعا وسندهما ضعيف قال البيهقي في خبر اهل البيت وشاهد هذا
الحديث ما انا ابو نصر بن قتادة فذكر بسنده عن ابي قتادة رفعه من شهد ان
لا اله الا الله وان محمدا رسول الله فذل بها لسانه واطمأن بها قلبه لم تطعمه النار قلت
بل هو شاهد الحديث الاتي في فرض الايمان الاجمالي فالمجمل قاصر ومع هذا اكثر فقيل الدار
قطني وذكر رواية الهروي له وهو متهم بوضع لم يحدث به الا من سرقه منه فهو الا
بتداء في هذا الحديث وقيل ابن الجوزي كلاهما مما لا يعول عليه ولا يلتفت اليه وكذا
فقد قصر ابن السبكي هنا فقصر لما اغتر بما ذكر في الهروي واقتصر السخاوي في المقاصد

امام ہمام ابو الحسن علی رضی سے سلسلا ہوا اور اونکے آبا سے اور اونکے گہر کے لوگون اور رفقا و موالی کی جہت سے اہل سنت والجماعت
کے حفاظ حدیث کی بڑی جماعت نے اور ان کا احسان ہے اس صناعت پر اور امام سے بعض روایت کرنیوالون کا تحمل کا ثابت ہونا
کچھ مضر نہیں ہے اس لئے کہ وہ مثل دوسرے راوی ابو حاتم کے ثقہ جیسے علما ہیں اور ابن سبکی نے ذکر کیا ہے کہ بزار نے اس حدیث کو
امام علی رضی سے روایت کیا ہے [illegible] ابن عبد اللہ وعلی بن ابراہیم مصری نے اور کاظم سے روایت کیا ہے محمد بن صدقہ و
محمد بن تمیم نے اور یہ چارون مجہول الحال ہیں اور کہا امام نے فوائد میں کہ بتلایا احمد بن محمد طرسانی نے ہم کو کہ ابن ابی علی کا [illegible] کہا
کہا محمد بن صدقہ عنبری نے کہ ہم سے کہا موسی ابن جعفر نے اپنے باپ کی روایت سے اور بیان کیا ہم سے احمد بن محمد طرسانی
نے کہا ہم سے احمد بن [illegible] علوی نے کہ ہم سے روایت کی عباد بن صہیب نے جعفر بن محمد سے اسناد مذکور اور ابی محمد بن حماد
کی طرف منسوب ہے اونکی کتاب فوائد میں حضرت علی کی روایت کہ پوچھا ابن [illegible] نبی صلعم سے کہ ایمان کیا چیز ہے کہا
پہچاننا دل سے اور اقرار کرنا زبان سے اور عمل کرنا اعضا سے اور ابن مردویہ کی روایت حضرت علی سے یہی کہا انہون
کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ ایمان اقرار کرنا ہے زبان سے اور اعتقاد کرنا ہے دل سے اور عمل کرنا ہے جوارح اور اعضا
سے اور وہ کم و بیش ہوتا ہے سیوطی کا قول ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے پس چاہیے کہ اسکی تحقیق کیجاے اور رجال کا حال [illegible]
لئے ہیں کے طرق ابن موسی علی الرضی سے بہت سے ائمہ حدیث کے نزدیک اور شیرازی و دیلمی کی روایت حضرت عائشہ سے
سے رفع کیا ہے بالفاظ مذکورہ اور اسی طرح ابن جوزی کی روایت رفع کیا ہے انس سے اور ان دونو کی سند ضعیف ہے
بیہقی کا قول ہے خبر [illegible] ہیں اور شاہد اس حدیث کا یہ ہے کہ خبر دی ہم کو ابو نصر بن قتادہ نے پس ذکر کیا ساتھ اپنی
سند کے ابو قتادہ سے رفع اسکا کہ جس نے گواہی دی کہ نہیں کوئی معبود خدا کے سوا اور یہ کہ محمد رسول خدا ہیں پس موافق ہوئی
اس کلمہ سے زبان اونکی اور مطمئن اس سے دل اوسکا تو نہ کہا ویگی اوسکو آگ میں کہتا ہون بلکہ یہ حدیث شاہد ہے دوسری
حدیث کا جو عرض ایمان اجمل فالمجمل میں آئیگی پس تو غور کر لے اور باوجود اس تمام بیان کے پس دارقطنی کا قول
اس حدیث کی روایت ہروی سے ذکر کرکے (کہ ہروی پر تہمت ہے اس حدیث کے وضع کرنیکی نہیں بیان کیا اس
حدیث کو مگر اوس شخص نے کہ چرا لیا اوسکو ہروی سے پس ہروی ہی اس حدیث کی روایت میں پہلا شخص ہے) اور ابن
جوزی کا قول دونون قابل اعتماد نہیں ہیں اور نہ التفات کے لائق ہیں اور اسیطرح ابن [illegible] کی قصور رہا ہے پس اوسکا
قصور اس وجہ سے ہی کہ ہروی کے باب میں دو قول مذکور دیکھنے سے [illegible] ہو گیا کہنا اور [illegible] نے [illegible]

الحسنة بل رواية ابن ماجة وحكم ابن الجوزي بوضعه رواية الامام لا ينبغي بل عند الذهبي
له سند وكل ذلك قصور في العثور واورده السيوطي في الجامع الصغير برواية ابن ماجه
والطبراني ورمز له في الهامش بالضعف وقال في الدرر المنتثرة وذكر ايراد الزركشي له عن
ابن ماجة قلت واورده ابن الجوزي في الموضوعات فلم يصب وقد ذكر السيوطي في اللآلي
المصنوعة اكثر الطرق المذكورة وقال ابن الجزري في اسنى المطالب في حديث الهروي
حديث حسن اللفظ والمعنى رجال اسناده ثقات غير الهروي وهو خادم الامام الرضى
فانهم ضعفوه مع صلاحه وقد روى ايضا عن مالك وحماد بن زيد وروى عنه احمد
بن ابي خيثمة وعبد الله بن احمد وجماعة ولكن تابعه على رواية هذا الحديث عن الامام
محمد بن اسلم فذكره عن البيهقي في الشعب قال فخرج ابو الصلت من عهدته انتهى ثم
والكلام فيه هذا وقد جاء مبسوط في غير هذا المقام انتهى . اقول بتوفيق الله تعالى وعونه
قد بالغ المصنف في هذا القول كل المبالغة في توثيق حديث الهروي وتائيده وتشييده
وتسديده وما تبع حتى قال والكلام فيه هذا وقد جاء مبسوط في غير هذا المقام وما درى
ان الناقد لبصير والفرس لخبير وان العاقل تكفيه الاشارة والكامل لا تكيده المكائدة
ولا تقيده الامارة وما سلم المكثار ولا العادي عن العثار وقد قابل فيه اجلة المحدثين
بالتجهيل والتوهين حيث قال في جواب قول الامام احمد في علي بن غراب كان يدلس
وما اراه الا كان صدوقا فهذا الكلام في مقابلة الامام ليس الا كالخفاش يتضرر من
ضوء الشمس ويعيبه وشتان ما بينه وبين هذا الامام الهمام وهو في هذا الشان
من اجلة المحدثين واقدمهم كان عارفا بصيرا باسباب الجرح والتعديل حافظا
لسبع مائة الف وخمسين الفا من الاحاديث بطرقها كذا في بستان المحدثين ايضا

حسن میں روایت ابن ماجہ پر بس کیا اور حکم ابن جوزی کا اور قصہ روایت کرنے امام کا اس حدیث کو نبیا اور میں دیلمی کے
نزدیک بلا سند اور بیچ میں کمی ہے اطلاع میں اور سیوطی نے اسکو جامع صغیر میں بروایت ابن ماجہ نقل کیا ہے اور
اوسکے حاشیہ میں اس حدیث کے ضعف کیطرف اشارہ کیا ہے اور درر منتشرہ میں کہا بعد اسکے کہ ذکر کیا زرکشی کا
نقل کرنا اس حدیث کو ابن ماجہ سے (میں) کہتا ہوں کہ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں نقل کیا ہے
پر امر نا صواب ہے) اور سیوطی نے لآلی مصنوعہ میں ذکر کیا ہے اکثر طرق مذکورہ کو اور ابن جوزی نے اسنی المطالب
میں ہروی کی حدیث کے باب میں کہا ہے کہ الفاظ معنی اسکے حسن ہیں راوی اسکی سند و نکتے ثقہ ہیں بجز ہروی کے
اور ہروی امام رضا کا خدمتگار تھا بس اوس کو محدثین نے ضعیف کہا ہے باوجود اوس کی صلاح کے اور نیز مالک و حماد
بن زید سے اوس نے روایت کی ہے اور اس سے احمد بن ابی خیثمہ و عبداللہ بن احمد اور ایک جماعت نے روایت کی اور لیکن
ہروی کا تابع ہے اس حدیث کو امام رضی سے اوسکے روایت کرنے میں محمد بن اسلم پھر ذکر کیا اوسکو بیہقی سے شعب میں
کہا کہ ابو الصلت اس حدیث کی ذمہ داری سے بری ہو گیا انتہی اور کلام حدیث ہروی کے باب میں مدح و قدح کی
اعتبار سے خوب بسط سے مذکور ہی اس مقام کے تحریر میں انتہی۔ میں کہتا ہوں خدا کی توفیق و مدد سے کہ مصنف نے اس
قول میں خوب مبالغہ کیا ہے ہروی کی حدیث کی توثیق میں اور اوس کی تائید و تشدید و اصلاح میں اور پھر بھی بس نہ ہوا
یہانتک کہ کہا کہ کلام اس میں مدح و قدح کے اعتبار سے اس مقام کے غیر میں بسوط ہے اور یہ نہ سمجھا کہ پہ کہنے والا دیکھتا
ہے اور صاحب فراست واقف ہی اور عاقل کو اشارہ کافی ہوتا ہے اور کامل کو نہ کوئی مکارہ فکر میں لا سکتی ہے اور نقل ماری
اوسکو ہلاک کر سکتا ہے اور زیادہ گو خطا سے بچا اور کرنیوالا ٹھوکر سے نہیں بچا ہے اور اس قول میں مصنف نے احلہ محدثین کا
تجہیل و توہین کیا اور یہ مقابلہ کیا ہے چنانچہ امام احمد کا قول علی بن غراب کے باب میں کہ وہ مدلس تھا) اسطرح پر رد کیا ز
میرے علم میں تو وہ بڑا سچا تھا) پس مصنف کا یہ کلام امام احمد کے مقابلہ میں ایسا ہے کہ جیسے چمگادڑ کو سورج کی روشنی سی ضرر
پہونچتا ہے اور وہ اوسکو عیب دار سمجھتی ہے اور مصنف میں اور امام احمد حنبل میں زمین آسمان کا فرق ہے امام احمد اس فن میں
اعلی درجے کے محدث اور قدما میں سے ہیں اسباب جرح و تعدیل کے عارف و بصیر تھے سات لاکھ پچاس ہزار حدیثیں مع اونکے طرق
و احوال روات کے اونکو حفظ تہیں اور اونکے مجموعے سے چنکر ایک مسند تصنیف کی جب اوسکے مسودہ سے فارغ ہوئے تو اپنی
اولاد کو بلا کر کہا کہ اس کتاب کو میں نے جمع کیا ہے اور سات لاکھ پچاس ہزار حدیثوں سے لیتے اون کے طرق
سے اوس کو انتخاب کیا ہے جیسا کہ بستان المحدثین میں مذکور ہے۔ اور نیز

قال الدارقطني في توضيعه حديث الهروي بانه متهم بوضعه لم يحدث به الا من سرقه منه فهو الابتداء في هذا الحديث وفي هذا القول تصريح بليغ بوضعية هذا الحديث باي طريق روي وعلى اي منوال نسج لانه لا يخلو عن الانتهاء الى الهروي في جميع طرقه فمن رواه من الهروي فهو سارقه منه ومن اخذ من السارق شيئا مسروقا لا يملكه ولا يحل له بل هو ايضا يتهم بالسرقة فلما اخذ المصنف هذا الحديث ممن رووه عن الهروي دخل في زمرة سارقيه وهكذا كل من يرويه منه الى يوم القيامة فبطل كلما ادعى به من توثيق طرقه والثناء على سنده من تحت الهروي او من فوقه والدارقطني هذا والامام احمد ايضا ممن يقبل جرحهم مطلقا مبهما كان او مفسرا كما نقل في الرفع والتكميل من ان الجرح والتعديل لا يجب بيان سببهما اذا كان الجارح والمعدل عارفا بصيرا باسبابهما مثل احمد وغيره الى الدارقطني انتهى

وقال صاحب فقه اهل البيت لمن تفقه في البيت في صفحه (١٧) اتفق المحدثون على ان احمد بن حنبل حاذق ماهر وقاف صراف نقاد ليس كمثله في طبقته وطبقة ما تحته فاذا قال عملت هذا الكتاب اماما اذا اختلف الناس في سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم رجع اليه وقال ان هذا الكتاب قد جمعته انتقيته من اكثر من سبع مأته الف وخمسين الفا فما اختلف المسلمون فيه من سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم فارجعوا اليه فان وجدتموه فيه والا فليس بحجة فاريد ان يكون كتابه اصح الصحاح ولثنا ان ثلاثياته كثيرة من ان تحصى ولا تحصر له ولغيره حتى كالبخاري فثلاثياته وهي اثنان وعشرون والثالث انه الامام البارع المجمع على امامته وجلالته وورعه و زهده وفضله ووفور علمه وسيادته وزيادة فهمه بمعرفة صحيح الحديث وسقيمه (١١)

دار قطنی کا مقابلہ کیا اس امر مین کہ ہروی کی حدیث کو انہون نے موضوع کہا ہے باین طور کہ ہروی اوسکے وضع کرنے مین متہم ہے
اس حدیث کو روایت کیا ہے مگر اوسی شخص سے لیکے کہ ہروی نے اوسکو چرایا ہے پس اس حدیث کی وضع مین ہروی پہلا شخص ہی) اور دار قطنی
کے اس کلام مین پوری تصریح ہے اس حدیث کے موضوع ہونے پر جس طریق سے روایت کیجاے اور جس لکڑی تک پہنچی جاے اس لیے کہ اسکے کل طرق
مین یہ حدیث ہروی تک پہونچنے سے خالی نہین پس جن لوگون نے ہروی سے اسکو نقل کیا ہے وہ اسکا ہروی سے چرانیوالا ہے اور جو شخص کہ غیر
چور کا مال لیتا ہے تو نہ اوسکا مال ہوتا ہے اور نہ اوسکو وہ مال حلال ہے بلکہ وہ بھی چوری مین متہم ہوجاتا ہی پس جبکہ مصنف نے اس
حدیث کو ہروی کے راویون سے اخذ کیا تو وہ بھی اسکے سارقون کی جماعت مین داخل ہوگیا اور اسی طرح ہے جو شخص کہ قیامت تک
ہروی سے اس کی روایت کرے گا پس جس قدر اس حدیث کے طرق کی مصنف نے توثیق بیان کی تھی اور ہروی سے اوپر
اور نیچے کے لوگون کی جو کچھ ثنا کی تھی سب باطل ہوگئی اور دار قطنی و امام احمد اون محدثین مین سے ہین کہ جنکی جرح مطلقا
مقبول ہے مبہم ہو یا مفسر جیسا کہ کتاب الرفع والتکمیل مین منقول ہے کہ جرح و تعدیل کا سبب بیان کرنیکی ضرورت نہین
ہے جبکہ جرح کرنے والا اور تعدیل کرنے والا ان دونون کے اسباب کا واقف و بصیر ہو جیسے امام احمد وغیرہ دار قطنی
تک انتہی اور کتاب تحفۂ اہل بیت لمن تفقہ فی البیت کے مصنف نے صفحہ ۷ مین لکھا ہے کہ تمام محدثون کا اتفاق ہے
اسپر کہ امام احمد بن حنبل بڑے حاذق ماہر واقف صراف نقاد ہین کہ اون کے طبقہ مین کوئی محدث اون کے
مثل نہین ہے اور نہ اون کے بعد اون کا مثل ہے پس جبکہ اونہون نے فرمایا کہ مین نے اس کتاب کو
بنایا ہے ایسا امام کہ سنت رسول مین جب لوگون کا اختلاف ہو تو اوس کی طرف رجوع کیا جاسکے اور فرمایا کہ
اس کتاب کو مین نے جمع کیا اور منتخب کیا ہے سات لاکھ پچاس ہزار سے زیادہ احادیث سے پس جس حدیث
رسول صلعم مین اختلاف واقع ہو تو اس کتاب کی طرف رجوع کرو پس اگر اوس حدیث کو اس مین پاؤ تو خیر ورنہ وہ حدیث
حجت نہین ہے) پس ضرور ہوا کہ مسند امام احمد کل صحاح سے اصح ہو اور دوسرا امر یہ ہے کہ امام احمد کی ثلاثیات بیشمار ہین اور
اون کو اوسپر کچھ فخر نہین ہے اور اون کے غیر کو فخر ہے جیسے بخاری کہ اپنی ثلاثیات پر فخر کرتے ہین اور وہ کل
بائیس ہین اور تیسرا امر یہ کہ امام احمد زبردست امام ہین کہ جن کی امامت اور ورع و زہد و حفظ اور وفور علم
و سیادت و نیابت فہم حدیث صحیح و سقیم کی معرفت مین مجمع علیہ ہے — اور چوتھا امر یہ

انه تلمذ بسیاری از اجلة الحفاظ کعبد الله و صالح و حنبل بن اسحاق و عبد الرزاق و یحیی
بن آدم و ابی الولید و ابن مهدی و یزید بن هارون و علی المدینی و البخاری و مسلم
و ابی زرعة و خلائق کثیرة انتهی وقال فی بستان المحدثین فی ترجمة الدارقطنی نام و
نسب او علی بن عمر بن احمد بن مهدی بن مسعود بن دینار بن عبد الله است و کنیت
او ابو الحسن در مذهب شافعی است و در سکنی بغدادی دارقطنی است و دارقطن
اسم محله کلان است در بغداد و در سال ستۀ سیصد و شش متولد شد
و از ابو القاسم بغوی و ابو بکر بن ابی داؤد و ابن صاعد و حسین محاملی و دیگر علمای بسیار
سماع حدیث حاصل کرده و در بغداد و کوفه و بصره و شام و واسط و مصر و دیگر بلاد
اسلام گردیده و حاکم و عبد الغنی منذری صاحب ترغیب و ترهیب و تمام رازی
صاحب فوائد مشهوره و ابو نعیم اصفهانی صاحب حلیة الاولیاء از وی تلمذ شاگردی
کرده اند و در علم قرأت و نحو نیز دستگاه تمام داشت و در فن معرفت علل الحدیث
و اسماء الرجال بی نظیر وقت و یگانه عصر خود بود چنانچه خطیب و حاکم و دیگر
ائمه این صنعت بتفوق او گواهی داده اند انتهی فعلم من هذا النقل ان الدار
قطنی امام محقق فی الجرح والتعدیل وقد قبل الکل قوله فی الرجال وقد صرح بوضع الهروی
لهذا الحدیث فلا یجوز لمن بعده غیر تقلیده فقول المصنف کلاهما امام لا یدل
علیه ولا یلتفت الیه لا بما اول الا السیوطی الاصابه و مما تشبث به صاحب التحفة
فی هذا القول ما نقله من تاریخ نیشاپور و قال فیه انه بسند لیس فیه من ذکر
بجرح و هذا لا یجدیه نفعاً لان مخرجه ایضا ابو الصلت الهروی وقد علم من
تصریح الثقات انه من الوضاعین سیما فی ما یرویه عن الامام علی الرضی فکیف یتمسک

کہ اون سے بہت شاگرد بزرگتر خلایق کے ہین جیسے عبد اللہ و صالح و حنبل بن اسحق و عبد الرزاق و یحی بن آدم و ابی و ملک بن مہدی و یزید بن ہارون و علی مدنی و بخاری و مسلم و ابو داؤد و ابو زرعہ و بہت سے لوگ انتہی اور بستان المحدثین ہین دارقطنی کے احوال ہین لکہا ہے کہ نام و نسب اون کا علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن دینار بن عبد اللہ ہے اور کنیت اون کی ابو الحسن ہے مذہب ہین شافعی ہین اور مسکن ہین بغدادی دارقطنی ہین اور دارقطن قاف کے ضمہ سے ایک بڑا محلہ ہے بغداد مین اور سال تین سو چھ ہین پیدا ہوئی ہین اور ابو القاسم بغوی و ابو بکر ابن ابو داؤد و ابن صاعد و حسین محاملی اور دوسرے بہت علما سے حدیث کی سماعت حاصل کی اور بغداد و کوفہ و بصرہ و شام و واسط و مصر ہمیشہ و سکے بلاد اسلام ہین رہتے ہین اور حاکم و عبد الغنی منذری مصنف ترغیب و ترہیب و تمام رازی مصنف فوائد مشہورہ و ابو نعیم اصفہانی مصنف حلیۃ الاولیا اون سے تلمذ و شاگردی کی ہے اور علم قرأت و نحو مین بھی پوری دستگاہ رکہتے تہے اور فن معرفت علل حدیث و اسماء رجال ہین بے نظیر وقت اور اپنے زمانہ کے یکتا تہے چنانچہ خطیب اور حاکم نے اور اس فن کے دوسرے اماموں نے اون کے فایق ہونے کی گواہی دی ہے انتہی پس اس نقل سے معلوم ہوگیا کہ دارقطنی فن جرح و تعدیل ہین امام ہین اور تحقیق کیا گیا ہے کہ فن کے لئے رجال ہین اور جبکہ دارقطنی تصریح کردی ہروی کے وضع کرنے کی اس حدیث کو تو اون کے بعد والون کو اس باب ہین اون کی تقلید کے سوا چارہ نہین ہے۔ پس مصنف کا قول (کلاہما لا یعول علیہ ولا یلتفت الیہ) مصنف ہی کے طرف عاید ہے اور اوسی پر منطبق ہے اور منجملہ اون روایات کے کہ جن سے اس قول مین دلیل لایا ہے وہ حدیث ہے کہ جس کو تاریخ نیشاپور سے نقل کیا ہے اور اوسی کی شان مین کہا ہے کہ اس کی سند مین جرح کا ذکر نہین ہے اور یہ حدیث مصنف کو مفید نہین ہے اس لئے کہ اس کا راوی بھی ابو الصلت ہروی ہے اور ثقات کی تصریح سے معلوم ہو چکا ہے کہ وہ حدیثین وضع کرنے والون مین سے ہے خاصکر اون حدیثون مین کہ جن کو امام علی رضا سے روایت کرتا ہے پھر کیونکر اوس کی حدیث سے تمسک کیا جا کر

به في مسئلة الايمان الذي لا يصلح للاستدلال عليه الا ما يفيد العلم وهو
المتواتر لا غير وما نقل لفضيلة سنة كذا انه سعوط اليمانين هذه ايضا من مقالات
ابي الصلت فلا يصلح للافتخار ثم استشهد عليه برواية علي بن غراب وهو
ايضا مطعون بالغلو في التشيع والتدليس كما قال الخطيب انه تكلم فيه لاجل انه
كان غاليا في التشيع وقال الامام الهمام احمد بن حنبل انه كان يدلس وكون الراوي
خاطئا في الرواية او غاليا في التشيع مما لا يحتاج الى البيان وشهد التدليس عيب
يعد من تلبيس ابليس عن المحدثين كما نقله في الآيات البينات هكذا ومن تلبيس
ابليس على علماء المحدثين رواية الحديث الموضوع من غير ان يبينوا انه موضوع
وهذا خيانة منهم على الشرع ومقصودهم تنفيق احاديثهم وكثرة رواياتهم وقد
قال النبي صلعم من روى عني حديثا يرى انه كذب فهو احد الكاذبين ومن
هذا القبيل تدليسهم في الرواية فيقول احدهم فلان عن فلان يوهم انه سمع منه
ولم يسمع وهذا قبيح لانه يجعل المنقطع في مرتبة المتصل انتهى فسقط قوله وما
اراه الا كان صدوقا لان التعديل من المتاخر بعد جرح المتقدم غير مقبول
وما قال من انه وثقه ابن معين والدارقطني من غير نقل توثيقهم بعباراتهم
فلا يسمع في معرض البيان واذا اختلف في احد بالجرح والتعديل وكان الجرح
مفسرا والجارح عارفا بصيرا قدم الجرح على التعديل كما هو مصرح في فن اصول
الحديث وما وثق برواية ابن ماجه والنسائي عنه فهو لا يفيده لان مجرد الرواية
عن احد لا يفيد تعديله بل الرواية عن المجروحين والمطعونين يجعل الراوي
ساقطا من درجة الاعتبار لما روى الطبراني بسند جيد عن ابي قتادة قال
رسول الله صلعم هلاك امتي في ثلث في القدرية والعصبية والرواية

ایمان کے مسئلہ مین کہ جس کے لئے وہی حدیث دلیل ہو سکتی ہے کہ جو مفید یقین ہے اور وہ متواتر کے سوا احد حدیث
نہین ہے اور جو کہ اوس کی سند کی فضیلت مین نقل کیا ہے کہ وہ مجنونون کی ناس ہے یہ جملہ بھی ابو الصلت کے
اقوال مین سے ہے پس احتجاج کے قابل نہین ہے پھر اوسپر شاہد لانا علی بن غراب کی روایت کو اور یہ شخص بھی غلو
تشیع اور تدلیس کے سبب سے مطعون ہے جیسا کہ خطیب کا قول ہے کہ (اوس مین کلام کیا گیا ہے بسبب اوس کی
مذہب کے تشیع مین غلو رکھتا تھا اور امام ہمام احمد بن حنبل نے کہا ہے کہ مدلس تھا) اور راوی کا روایت مین خطا کرنیوالا
یا تشیع مین غلو رکھنے والا ہونا تو بیان کا احتیاج نہین ہے اور صرف تدلیس ایک ایسا عیب ہے کہ محدثین کے نزدیک
تلبیس ابلیس شمار کیا جاتا ہے چنانچہ آیات بینات مین اس طرح نقل کیا ہے (اور ابلیس کی تلبیس سے ہے کہ علما
محدثین پر روایت کرنا حدیث موضوع کو بغیر اوس کے موضوع ہونے کے بیان کرتے ہین اور یہ فعل اون کی ایک طرح کی
خیانت ہے شرع کے اوپر اور اون کا مقصود اپنی حدیثون کو رواج دینا اور اپنے روایات کا زیادہ ہونا ہے حالانکہ
نبی صلعم نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھ سے حدیث روایت کی اور وہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ ایک شخص دو جھوٹون مین ہے
اور اسی قبیل سے ہے محدثین کی تدلیس روایات مین کہ ایک اون مین کا کہتا ہے فلان عن فلان وہم ولاتا ہے اس کا
کہ فلان نے فلان سے سنا ہے حالانکہ نہین سنا ہے اور یہ قبیح ہے اس لئے کہ وہ شخص منقطع کو متصل کے مرتبہ مین قرار
دیتا ہے انتہی) پس مصنف کا یہ قول کہ (وما لہ الا ان کان صدوقا) ساقط ہو گیا اس لئے کہ تعدیل متاخر کی متقدم کی
جرح کے بعد غیر مقبول ہے اور یہ جو مصنف نے کہا ہے کہ ابن معین و دارقطنی نے اوسکو ثقہ کہا ہے بدون نقل کرنے انکی عبارت
توثیق کے پس غیر مسموع ہے بیان اول کے مقام مین اور جبکہ کسی کے باب مین جرح و تعدیل دونون پائی جاتین اور جرح مفسر
ہو اور جرح کرنیوالا عارف بصیر ہو تو اس صورت مین جرح مقدم ہوگی تعدیل پر جیسا کہ فن اصول حدیث مین مقرر ہے اور یہ جو ابن ماجہ و نسائی
کے حدیث روایت کرنیکو بھروسی اوسکی توثیق مین لایا ہے تو یہ مصنف کو مفید نہین اس لئے کہ صرف روایت کرنا کسی راوی کا
اوس کی تعدیل کا مفید نہین ہے بلکہ مجروح و مطعون اشخاص سے روایت کرنا راوی کو درجہ اعتبار سے گرا دیتا ہے اسیطرح
کہ طبرانی نے بسند جید ابو قتادہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ (میری امت کی
ہلاکت تین امر مین ہے - مذہب قدریہ مین - اور ناحق کی طرف داری مین اور غیر معتبر سے روایت کرنے مین

من غير تثبت وقال الامام مالك اذا سئل اشهب عن الرافضة فقال لا تكلمهم
ولا ترو عنهم وقال الحسن لا تجالسوا اهل الهوى ولا تسمعوا منهم وقال ابن سيرين
لم يكونوا يسألون عن الاسناد حتى وقعت الفتنة فلما وقعت نظر ومن كان من اهل السنة
اخذوا احاديثه ومن كان من اهل البدعة ترك احاديثه وقال رسول الله صلعم
يظهر في آخر الزمان قوم يسمون الرافضة يرفضون الاسلام وفي الباب احاديث
وآثار واقوال الثقات تركناها خوفا للاطناب وفي ما ذكرناه كفاية لاولي الالباب
وما تمسك به من قول السيوطي ومثل هذا يصلح في المتابعة معناه انه يصلح في
المتابعة لما ورد في فضائل الاعمال واما في العقائد فلا لان فيها غير المتواتر لا يفيد
اصلا ولا يصلح للاستدلال به عليها وهكذا حال البجلي والغازي لانهما من
المجهولين فلا يتمسك بروايتهما لاسيما في باب العقائد واما قوله وبالجملة فقد
استسعد بروايته هذا الحديث المجود عن الامام الهمام ابي الحسن علي الرضى مسلسلا
عن آبائه من جهة اهل بيته وتبعته جلة جماعة من حفاظ اهل السنة والجماعة
ولله المنة على الصناعة فباطل كل البطلان ومغالطة عظيمة للمؤمنين في هذا
الشان لان هذا الحديث ليس بمجود وانما المجود هو الحديث الاخر كما نقلنا
من الصواعق وهو المتواتر ايضا استسعد برواية الحافظان محمد بن اسلم الطوسي
وابو زرعة الرازي واستاده وخلق كثير لا يحصى عددهم من المحدثين في ذلك
الزمان واما حديث الهروي هذا فهو موضوع من جهة ومخالف للمتواتر
من الحديث والقرآن ولهذا تركه كل من يتمسك بقولهم في هذا الشان
وامثال رواته فبينوا فساده من جهة الهروي وكونه موضوعا منه فبئست
اصناعه صناعة المصنف ولو كان من الانقياء لتبرأ كل التبرأ من هذا الصنيع القبيح

اور امام مالک رح کا قول ہے جبکہ اون سے اشہب نے رافضیون کا حال پوچھا تو کہا کہ نہ تو اون سے بات کر اور نہ اون سے روایت کر اور حسن نے کہا ہے مت ابتداے کلام کر واہل ہوی سے اور نہ حدیث سنو اون سے اور ابن سیرین کا قول ہے کہ پہلے اسناد کی تحقیق نہین کیجاتی تھی جب تک کہ فتنہ واقع ہوا پہر جبکہ واقع ہو گیا تو علما نے جس کو اہل سنت دیکہا اوس کی حدیث کو لے لیا اور جس کو بدعتی دیکہا اوس کی حدیث کو چہوڑ دیا اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے (کہ اخیر زمانہ مین ایک قوم ظاہر ہوگی جن کا نام روافض ہوگا چہوڑ دین گے وہ لوگ دین اسلام کو) اور اس باب مین اور بہت سی حدیثین و آثار صحابہ اور ثقہ لوگون کے اقوال ہین کہ جنکو ہم نے ترک کر دیا ہے طوالت کتاب کے خوف سے اور ہمارا اس قدر بیان عقلمندون کے واسطے کافی ہے اور جو کہ مصنف نے سیوطی کے اس قول سے تمسک کیا ہے (ومثل ہذا یصلح للمتابعۃ) اس کے معنی یہ ہین کہ ایسا شخص متابعت کی صلاحیت رکہتا ہے اون احادیث کے لئے کہ جو فضائل اعمال مین وارد ہین اور لیکن عقائد مین پس ہرگز نہین اس لئے کہ عقائد مین حدیث متواتر کے سوا افادہ مفید نہین ہے اور نہ غیر متواتر مین عقائد کے لئے دلیل لانے کی صلاحیت ہے اور یہی حال ہے ختلی اور غازی کا اس لئے کہ یہ دونو مجہول الحال ہین پس ان کی روایت سے تمسک کرنا خاصکر باب عقائد مین جائز نہین اور لیکن مصنف کا یہ قول

(وبالجملہ فقد استسعد بروایۃ ہذا الحدیث المروی عن الامام الہمام ابی الحسن علی الرضی مسلسلہ عن آبائہ من جہلۃ اہل بیتہ وتبعتہ جملۃ جماعۃ من حفاظ اہل السنۃ والجماعۃ وللہ المنۃ علی الصناعۃ)

پس محض بیدلیل ہے اور مسلمانون کو مغالطہ دینا ہے باب عقائد مین اس لئے کہ یہ حدیث موجود نہین ہے صحیح حدیث موجود تو حدیث الہی ہے جیسا کہ ہم صواعق سے نقل کر چکے ہین اور وہی معناً متواتر بھی ہے اوسکی روایت سے سعادت حاصل کی ہے دو حافظ حدیث محمد بن اسلم طوسی و ابو زرعہ رازی نے اور اوسکو لکہہ لیا خلق کثیر نے محدثین بلاد سے اور اوس زمانہ مین جنکی عدد کو ضبط کرنا دشوار ہے اور لیکن ہروی کی یہ حدیث پس ہروی کی جہت سے موضوع ہے اور حدیث متواتر و قرآن کی مخالف اسی وجہ سے فن حدیث کے ائمہ نے اسکو چہوڑ دیا ہے اور جب اوسکو روایت کیا تو ہروی کی جہت سے اسکا فساد و موضوع ہونا بیان کر دیا ہے کہ یہ بناوٹ نہایت بُری ہے اور شعار علماے اہل تقوی سے بعید ہے

ولله المنة ومنه العصمة واما قوله ولا يضر كون بعض الرواة عن الامام محل الكلام يكون
اخرين ثقات الانام من الاعلام فلا يخلو ايضا من تغليط وتمويه لان المتبادر من
قول بعض الرواة عن الامام هم الذين رووه عنه بلا واسطة وما رواه عنه بلا
واسطة الهروي وهو محل الكلام قطعا كما مر واما غير الهروي فانما رواه من
الهروي وقد قال الدارقطني فيه انه سرقه من الهروي فكيف يصدق
قوله لكون اخرين ثقات الانام من الاعلام عليه لكونه من السارقين في باب الدين
وما استشهد به عليه من تخريج الهيثم بن عبد الله وعلي بن الازهر السرخسي لهذا
الحديث عن الامام علي الرضى ومحمد بن صدقة ومحمد بن تميم عن الامام الكاظم
فلا يصلح فساد حديث الهروي لما ذكره ابن السبكي من ان الاربعة مجاهيل
وما استشهد بقول تمام في الفوائد والعشاء لابي محمد ان في فوائده فهو ايضا لا يخلو
عن شيء لان مجرد ذكر الرواية بدون ذكر الرواة صحتها او مقبوليتها لا يكفي للا
ستشهاد كما صرح به في المقدمة منقولا عن التحفة وما نقل به من رواية ابن
مردويه فسنده ضعيف كما صرح به السيوطي فليراجع واما قوله بالجملة فا
الحديث له عن المولى علي المرتضى طرق جمة عند الائمة الجلة فنقول في جوابه ان
كلها مجروحة مطعونة بالوضع او المجهولية او الضعف فلا تصلح للاعتبار والاستشهاد
والاستدلال بها في باب العقائد وكذا رواية الشيرازي والديلمي عن عائشة
ورواية ابن الجوزي عن النبي فاسندهما ضعيف فلا تستدل بهما في باب
العقائد وما اعترض به على البيهقي في قوله وشاهد هذا الحديث ما انا
ابو نصر ابن قتادة بسنده عن ابي قتادة من شهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله
فذل بها لسانه واطمان بها قلبه لم تطعمه النار بقوله قلت بل هو شاهد الحديث

اور خدا کا احسان ہے اور اوسی کی طرف سے خطا سے حفاظت ہے اور لیکن مصنف کا قول (و لو فرضنا ثبوت
بعض الرواۃ عن الامام محل الکلام لکون آخرین ثقات الافاضل من الاعلام) پس یہ قول بھی
مغالطہ دہی و بناوٹ سے خالی نہیں ہے اس لیئے کہ اوس کے قول بعض الرواۃ عن الامام سے تبادر وہ لوگ
ہیں کہ جن کی روایت امام سے بلا واسطہ ہے اور بلا واسطہ راوی اس حدیث کا امام علی رضا سے بجز ہروی کے
کوئی نہیں ہے اور وہ قطعاً محل کلام ہے جیسا کہ مذکور ہوا اور لیکن بجز ہروی نہیں اوس کی روایت ہروی
ہی سے ہے اور دارقطنی نے اوس کے بابت یہ کہا ہے کہ اوس نے اس حدیث کو ہروی سے سرقہ
کیا ہے پھر کیونکر صادق آسکیگا مصنف کا قول (لکون الآخرین ثقات الافاضل من الاعلام) غیر ہروی
پر کیونکہ وہ بابت وہیں ہیں سرقہ کرنے والوں میں سے ہے اور جو کہ اس حدیث کے لیئے مصنف نے استشہاد
کیا ہے ہیثم بن عبد اللہ و علی بن ازہر سرخسی و محمد بن صدقہ و محمد بن اسلم کی حدیثوں سے پس اس سے ہروی کی
حدیث کا ضعف دفع نہیں ہو سکتا ہے اس لیئے کہ ابن جوزی نے کہا ہے کہ یہ چاروں مجہول الحال ہیں اور جو کہ تمام
قول کو اور ابو جعفر حمدان کے منسوب کرنے کو فوائد میں تابع بنایا ہے یہ بھی شبہہ سے خالی نہیں ہے اس لیئے کہ مجرد روایت
کو ذکر کرنا بدون ذکر کرنے راوی کے اوسکی صحت و مقبولیت کو استشہاد کیلئے کفایت نہیں کرتا ہے جیسا کہ مقدمہ
میں تحفہ کی عبارت سے اس کی تصریح ہو چکی ہے اور جو کہ ابن مردویہ کی روایت کو نقل کیا ہے پس اسکی سند ضعیف ہے
جیسا کہ سیوطی نے اسکی تصریح کی ہے پھر قول سیوطی کیطرف رجوع کیا جاتا ہے اور لیکن مصنف کا قول (و بالجملۃ فالحدیث له طرق الی
علی المرتضی طرق جمیعۃ عند الائمۃ الجلۃ) ہم اسکے جواب میں کہتے ہیں کہ وہ سب کے سب مجروح و مطعون ہیں ساتھ وضع حدیث یا مجہول
ہونیکے یا ضعف کے پس اعتبار و استشہاد و استدلال کے قابل نہیں ہیں باتفاق ہیں اور اسیطرح شیرازی و دیلمی کی روایت مرفوع
عائشہ صدیقہ سے اور ابن جوزی کی روایت مرفوع حضرت انس سے ان دونوں کی سند ضعیف ہے پس باب متنازعہ میں اوسکی دلیل
نہ لائی جائیگی اور جو کہ مصنف نے بیہقی پر اعتراض کیا ہے اسکے اوس قول میں (و شاہد هذا الحدیث ما انا ابو نصر بن قتادۃ بسنده عن
ابی قتادۃ من شهد ان لا اله الا الله و ان محمد الرسول الله فذل بها لسانه و اطمأن بها قلبه لم تطعمه النار) ــ اپنے اس
قول سے (قلت بل هو شاهد الحديث الاول فی فرض الايمان الاجمالی

الاوثق فی فرض الایمان الا اجمل فالمجمل فتامل انتهى فانما یتوجه علیه لو استشهد
البیهقی به علی حدیث الهروی ولیس کذلک بل هو استشهد ومنه علی
الحدیث الذی رواه الحافظان الوضع عنه ومحمد بن اسلم لانه المقبول عند
اهل السنة والذی رواه ابو الصلت متروک عن جهته فلا یستدل به
ولا یستشهد علیه عندهم فالنسبة الی البیهقی بالاستشهاد علی حدیث
الهروی لهذا الحدیث والاعتراض علیه بعد صحته بناء الفاسد
علی الفاسد فتفکروا واما قوله وصح هذا کله فقبل الدارقطنی وذکروا فی
الهروی له وهو متهم بوضعه لم یحدث به الا من سرقه منه فهو الآفة انه
فی حدیث وقیل ابن الجوزی موضوع کلاهما مما لا یعول علیه ولا
یلتفت الیه انتهى فهو دلیل علی جادته علی الائمة وجرأته علی الاجلة
ومرا الطاله منافی ابتداء هذا الوقلید کره واما قوله وکذا فی ابن السبکی
هنا فقصور لما اغتر بما ذکر فی الهروی واقتصر السخاوی علی روایته ابن ماجه
وحکم ابن الجوزی وقصته روایة الامام له نیسابور عند الدیلمی بلا سند
وکل ذلک قصور فی الشوا انتهى فاقول بتوفیق الله تعالى وعونه انه لیس کما
قال المصنف بل هو دلیل علی کمال غثوهم فی الروایات وجهالة عوامهم فی
احوال الرواة وعلی انهما قد نزل الناس علی منازلهم حیث تشبثا بالمقبول وترک
المردود والمجهول واعتمد علی اقوال ائمة الفن فی باب الذین واعرضا عن ما روی
عن المردودین او المجهولین والعجب من المصنف انه مع علمه بهذه الاقاویل و
دعواه بانه من اهل السنة کیف یعترض علی ائمتهم واجلتهم فی الدرایة والروایة
وکیف یتمسک باقوال المردودة التی صدرت من الرواة المجروحة وکیف یفتری

فالجمل فتامل انتہی) پس یہ اعتراض بیہقی پر جب متوجہ ہوتا کہ جب وہ اس قول سے ہروی کی حدیث
پر شاہد لاتا اور ایسا نہیں ہے بلکہ اس قول میں استشہاد ہے حدیث الہی پر جس کے راوی دو حافظ
ابو زرعہ و محمد بن اسلم ہیں کیونکہ اہل سنت کے یہاں وہی حدیث مقبول ہے اور ہروی کی حدیث بحیثیت
ہروی متروک ہے تو اوس کو دلیل بنایا جاتا ہے اور نہ اوس پر شاہد لایا جاتا ہے اہل سنت کے نزدیک
پس بیہقی کی طرف حدیث ہروی کے لئے شاہد بنانے کی نسبت کرنا اور پھر عدم صلاحیت استشہاد ہذا
کا اوس پر اعتراض کرنا بناء فاسد علی الفاسد ہے اس کو سمجھ لے اور لیکن قول مصنف کا (ومع ہذا
کله فقیل الدارقطنی وغیرہ روایۃ الهروی له وهو متهم بوضعه لم یحدث به
الا من سرقه منه فهو الابتداء فی هذا الحدیث وقال ابن الجوزی موضوع
کلاهما مما لا یعول علیه ولا یلتفت الیه انتہی) پس یہ دلیل ہے مصنف کے بیباک ہونے
اور دلیری کرنے کی ائمہ و اکابر دین پر اور اس کا بطلان تو ہم اس رد کے شروع میں کر چکے ہیں پس
وہاں دیکھ لیا جاے اور لیکن مصنف کا قول (ولکن اقتصر ابن السبکی لما اعترض ما ذکر فی الهروی
واقتصر السخاوی فی المقاصد الحسنة علی روایۃ ابن ماجة وحکم ابن الجوزی فی قصة
روایۃ الامام لانفسا او عند الدیلمی بلا سند وکل ذلک فی العقود انتہی) پس میں کہتا ہوں خدا
کی توفیق و مدد سے کہ امر مذکور ایسا نہیں ہے کہ جیسا مصنف نے کہا ہے بلکہ اس سے اون کا کمال علمی روایا میں
اور اون کی جلالت شان احوال رواۃ میں ثابت ہے اور یہ کہ وہ دونوں لوگوں کو اون کے مراتب میں رکھتے تھے
اس لئے کہ ان دونوں نے مقبول حدیث کو دستاویز بنایا اور مردود و مجہول چھوڑ دیا اور دین کے باب میں ائمہ فن کے
اقوال پر اعتماد کیا ہے اور مردود و مجہول اشخاص کے مرویات سے اعتراض کیا ہے اور تعجب تو مصنف سے ہے کہ وہ ان
اقوال کا علم رکھتا ہے اور اہل سنت میں اپنے داخل ہونے کا دعوے کرتا ہے پھر کیونکر اہل سنت کی ائمہ و اکابر پر درایت
یا روایت میں اعتراض کرتا ہے اور کیونکر دستاویز بناتا ہے ان مردود اقوال کو کہ جو
مجروح راویوں سے صادر ہوئے ہیں اور کس طرح پر افترا و کذب

ويكذب على اهل بيت النبوة وانهم بعزاء الاقوال المردودة الهم فالى الله المشتكى
من صنيع هذا المفتري وجسارته وفضيحته هذا المدعي وجراءته واما تمسكه
بايراد السيوطي حديث الهروي في الجامع الصغير وانه ابن ماجه
والطبراني مع رمزه اياه بالضعف فمما يضحك الطلبة فضلا عن الكملة وايضا
سقط به تمسكه بما نقله عن الدرر المنتثرة واللآلي المصنوعة للسيوطي لان غايته
ما فهم من هذين الكتابين له ان حديث الهروي عنده ليس بموضوع
ولكنه لا يخلو عن الضعف لا يتمسك به في العقائد فبطل ما رامه المصنف
من هذا النقل من الاحتجاج وكسد متاعه الفاسد في سوق النقادين
وما راج واما قوله وقال ابن الجزري في اسنى المطالب في حديث الهروي
حديث حسن اللفظ والمعنى رجال اسناده ثقات غير الهروي وهو خادم
الامام الرضي فانهم ضعفوه وصلاحه انتهى فلا يفيده لان هذا القول مصرح
بان الهروي غير ثقة لان المحدثين ضعفوه وما رواه الضعيف فلا يعتبر
ولا يحتج به واما قوله مع صلاحه في المحدثين لا في الرواية يخالف
تصريح المحدثين بوضع الهروي وكذبه لان الصلاح في الشرع ضد
الفسق والفسق هو المعصية في العمل دون الاعتقاد لانه داخل في البدعة
والبدعة اعتقاد الامر المحدث الذي لم يوجد في القرون الثلاثة على
خلاف ما عرف في الدين كما في فقه اهل السنة والهروي مع كونه شيعيا
كيف يراد صلاحه الشرعي لان التشيع ابتداء في الاعتقاد لعصمة الائمة وبغض
الشيخين وانتصار الامة في العدد المعلوم ولما لم يجتمع الصلاح مع الفسق
فكيف يجتمع مع الابتداء الذي هو اعلى من الفسق وقوله وقد روى ايضا

کرتا ہے اہل بیت نبوت اور اون کے امامون پر اقوال مردوده کی نسبت کرنے مین اون کی طرف - پس خدا ہی
کے سامنے ہماری شکایت ہے اس افترا پردازی کی حرکت اور اس مدعی کی جسارت وفضیحت وجرأت کے باب مین
اور لیکن دلیل لانا مصنف کا کہ اس امر کو کہ سیوطی نے ہروی کی حدیث کو ابن ماجہ وطبرانی کی روایت سے جامع صغیر
مین نقل کیا ہے اور اوس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے - پس کاملین تو کجا طالب العلمون کو بھی
ہنسی آتی ہے اور نیز قول سیوطی سے ساقط ہو گیا تمسک کرنا مصنف کا اس کلام سے کہ جس کو
مصنف نے درر منتثره ولآلی مصنوعہ مولفہ سیوطی سے نقل کیا ہے اس لئے کہ غایت کلام ان دونون
کتب سیوطی سے اسی قدر مفہوم ہے کہ حدیث ہروی سیوطی کے نزدیک موضوع نہین ہے اور لیکن
حدیث ہروی ضعف سے خالی نہین ہے اور ضعیف سے عقائد مین تمسک جائز نہین پس مصنف کا جو مقصد
ان نقول سے تھا باطل ہوگیا اور اوس کی متاع فاسد جیسے کہ اون کے بازار مین کاسد ہو گئی اور رائج نہوئی
اور لیکن مصنف کا قول (وقال ابن الجوزی فی اسنی المطالب فی حدیث الہروی ہذا
حسن اللفظ والمعانی رجال اسناده ثقات غیر الہروی فہو وان کان من الامامیۃ فانہ صدوق
صحیح صالح انتہی) پس مصنف کو مفید نہین ہے اس وجہ سے کہ اس قول مین صراحت ہے اس امر کی کہ ہروی
غیر ثقہ ہے کیونکہ محدثین نے اسکو ضعیف کہا ہے اور ضعیف کی روایت غیر معتبر و غیر معتمد بہ ہے رہا قول ابن جزری کا
صحیح صالح اس سے مراد خدمت کی صلاحیت ہی ہے نہ کہ صلاحیت فی الروایت تا کہ محدثین کی تصحیح سے مخالفت نہ لازم
آئے جو انہون نے ہروی کی حدیث وضع کرنے اور کذب فی الروایۃ مین فرمائی ہے اس لئے کہ شرع مین صلاح ضد ہے
فسق کا اور فسق نام ہے عمل مین معصیت کرنیکا نہ کہ اعتقاد مین اس لئے کہ معصیت فی الاعتقاد بدعت مین داخل ہے
بدعت اعتقاد کرنا ہے جدید امر کا کہ جس کا وجود قرون ثلاثہ مین نہ ہوا اور مخالف ہو دین کے متعارف امر سے جیسا کہ فقہ اصول
مین مذکور ہے اور ہروی جبکہ شیعی ہے تو اسکی صلاح سے مراد صلاح شرعی کیونکر ہو سکتی ہے اس لئے کہ تشیع بدعت ہے کما لا
اعتقاد مین امامونکی معصوم ہونیکے باب مین اور شیخین سے بغض رکھنے اور اماموں کو عدد معین مین منحصر جاننے مین اور جبکہ فسق کیساتھ
صلاح کا اجتماع نہین تا ہم پس اتحاد کیساتھ کیونکر جمع ہوگی کہ جو فسق سے بڑھکر ہے اور مصنف کا یہ قول (وقد مدحہ ایضا)

عن مالك وحماد بن زيد روى عنه احمد بن ابي خيثمة وعبد الله بن احمد وغيرهما
اقول هذا ايضا لا يدفع الفساد ولا يفيد المراد لان الهروي لما كان ثقة لم يكذب على
الامام موسى الرضى الذي هو اعلى وافضل من الامام مالك وغيره فكيف
تومن غائلته فيمن هو ادون منه كالامام مالك وحماد بن زيد
وغيرهما واما الذين رووا عن الهروي كابن ابي خيثمة وعبد الله بن احمد
وغيرهما فرواياتهم مسروقة من الهروي كما صرح به الدارقطني امام فن الجرح
والتعديل وقوله ولكن تابعه على روايته هذا الحديث عن الرضى محمد بن اسلم
فذكره عن البيهقي في الشعب قال فخرج ابو الصلت من عهدته انتهى اقول
بتوفيق الله تعالى وعونه هذا النقل يوهن كيد المصنف ويشفي شيئا لانه صرح
في ان مخرج هذا الحديث هو ابو الصلت لا غير ومحمد بن اسلم انما هو تابع له
وان كان تبعيته للهروي غير ثابت على الاصح والمصنف قد خالف هذا النقل
عمدا ترويجا لهذا الحديث حيث جعله حديثا مجهودا في صدد الاستدلال
وجعل محمد بن اسلم مخرجا له والهروي تابعا له وهذا الكيد عظيم لا يعرفه
الا العريف وخروج الهروي عن عهدة هذا الحديث انما يثبت اذا ثبت
تخريج محمد بن اسلم لهذا الحديث وهو بعد غير ثابت قال وقوله سلام الله عليه
وقوله معرفة بالقلب اي بالالوهية للرب والنبوة لرسوله بما اوجب ولاحمد
في المسند عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الاسلام ان يسلم
قلبك وان يسلم المسلمون من لسانك ويدك قيل فاي الاسلام
افضل قال الايمان قيل ما الايمان قال ان تومن بالله وملائكته وكتبه ورسله والبعث
بعد الموت قيل فاي الايمان افضل قال الهجرة قيل ما الهجرة قال ان تهجر السوء قيل

عن مالك وحماد بن زيد وروى عنه احمد بن ابي خيثمة وعبد الله بن احمد وجماعته
انتهى) مین کہتا ہون کہ یہ قول بھی استدلال مصنف کے فساد کو دفع نہین کرتا ہے اور نہ مفید مراد ہے اس لئے
کہ ہروی پر جبکہ امام علی رضاؑ سے روایت کرتے ہین کاذب ہونے کی تہمت ہے کہ جو امام مالکؒ وغیرہ سے
اعلی وافضل ہین پھر اوس کی آمیزش سے کیونکر امن ہوسکتا ہے ان لوگون کے باب مین جو امام علی رضاؑ سے
کم درجہ مین ہین مثل امام مالک وحماد بن زید وغیرہ کے اور لیکن جنہون نے ہروی سے روایت کی ہے جیسے ابن
ابی خیثمہ وعبد اللہ بن احمد وغیرہ لہذا اون کی روایت شرکی گئی ہے ہروی سے جیسا کہ دارقطنی فن جرح وتعدیل
کے امام نے اس کی تصریح کی ہے اور مصنف کا قول (ولكن تابعه ورواه هذا الحديث عن الطوسي محمد
بن اسلم فذكره عن البيهقي في الشعب قال فخرج ابو الصلت من عهدته انتهى) مین کہتا ہون
خدا تعالی کی توفیق ومدد سے کہ یہ نقل مصنف کے کید کو کمزور کرتی ہے اور اوسکے مکر کو ظاہر کر رہی ہے اس لئے کہ اسمین
صراحت ہے اس امر کی کہ اس حدیث کا اصل راوی ابو الصلت ہے اور محمد بن اسلم اوس کا تابع ہے اگرچہ اس باب مین
اوسکا تابع ہونا قول اصح پر ثابت نہین ہے اور مصنف نے جان بوجھکر اس نقل کا خلاف کیا ہے اس حدیث کو رواج
دینے کیواسطے اس طرح پر کہ اس کو استدلال کے شروع مین حدیث محمد قرار دیا اور محمد بن اسلم کو اس کا اصل راوی
قرار دیا اور ہروی کو اوس کا تابع بنایا اور یہ ایک بڑا مکر ہے کہ جس کو بڑا ماہر حدیث پہچانتا ہے اور ہروی کا اس حدیث کی
ذمہ داری سے خارج ہونا جب ثابت ہوگا کہ جب محمد بن اسلم کا اصل راوی اس حدیث کا ہونا ثابت ہو جاوے اور یہ امر
ہنوز غیر ثابت ہے (کہا مصنف نے) اور قول حضرت صلعم کا پہچاننا دل سے یعنی خدا کی الوہیت اور رسول کی نبوت
کو ساتھ ضروریات دین کے اور امام احمد کی روایت سے مسند مین حضرت علیؓ سے کہ کہا انہون نے فرمایا رسول خدا صلعم نے اسلام
یہ ہے کہ تیرا دل مان لیوے اور یہ کہ مسلمان تیرے دست وزبان سے سلامت رہین پوچھا گیا کہ کون سا اسلام افضل ہے
فرمایا کہ ایمان۔ پوچھا گیا کہ ایمان کیا شے ہے۔ فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو اعتقاد رکھے اللہ پر اور اوسکے
فرشتون پر اور اوس کی کتابون پر اور اوس کے رسولون پر اور مرنیکے بعد اٹھنے پر۔ پوچھا گیا پس کون سا
ایمان افضل ہے۔ فرمایا کہ ہجرت۔ پوچھا گیا کہ ہجرت کیا شے ہے۔ فرمایا کہ ہجرت یہ ہے کہ تو بدی کو چھوڑے۔ پوچھا گیا

فاى الهجرة افضل قال الجهاد الحديث واحمد والطبرانى فى الكبير بسند ثقات
عن عمرو بن عبسة نحوه وهذا فى الايمان والاسلام والهجرة وجهته من الشيعة
والعبد الرزاق وابن ابى شيبة ورسته فى الايمان واللالكائى فى السنة والبيهقى
فى الشعب وابن عساكر عن عدى بن عدى قال حدثنا على بن ابى طالب ان الهوى
نصف الايمان وابى ظاهر هذه الاحاديث والآثار عن اهل البيت الاطهار
ونحوها ذهب اصحاب الحديث ومالك والشافعى واحمد والاوزاعى
كما ذهب اهل البيت ان العمل داخل فى الايمان الا انه لا يزول اصل الايمان
بزوال العمل كما لا يزول اصل الشجرة بزوال الفرع والثمر والرجل لا يخرج عن قيمه
بقطع الايدى والارجل فالمعنى بالايمان فيهما هو الايمان الكامل الذى من
يقتضى بعد الاتيان به الى ان يعذب عن صاحبه وهو المقرون بالاسلام دون
المرجحة وقوله وهو يزيد وينقص اى فى الاوصاف الثلثة فالزائد فيها الايمان
الخاصة والناقص ايمان العامة اما فى المعرفة والتصديق فمن جهة القرات
والعادة لا اصل التصديق فانه ان نقص كان شكا محضا من الايمان واما
فى الاقرار فانها حيث القتل ان اقر بالايمان فلم يبق فهو ناقص وان اقر فهو الايمان
الزائد الكامل واما فى العمل بالاركان فلا يحتاج الى البيان ومما يشيد ما ذكرنا
ما عن المولى المرتضى قال كانت السورة اذا نزلت على عهد رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم او الآية او اكثر زادت المؤمنين ايمانا وخشوعا وفهما وانتهوا
اخرجه محمد بن اسمعيل الوراق فى اماليه والعسكرى فى المواعظ وابن مردويه
فى تفسيره وسنده حسن قاله السيوطى وكذا الحديث الاولى المسلسل
بالائمة العشرة الاكمل فى فضل الايمان انما هو ناظر فى عدم دخول العمل

پس کونسی ہجرت افضل ہے فرمایا کہ جہاد (آخر حدیث تک) اور احمد اور طبرانی کی روایت ہے کہ جس میں ثقہ راویون کی سند کے ساتھ عمرو بن عبسہ سے مثل حدیث مذکور کے اور بیہقی ایمان و اسلام میں اور ہجرت کے باب میں ایک شرعی طریقہ ہے اور عبد الرزاق و ابن ابی شیبہ و رستہ کی روایت ہے ایمان میں اور لالکائی کی روایت ہے سنت میں اور بیہقی کی روایت ہے شعب میں اور ابن عساکر کی روایت ہے حجر بن عدی سے کہا اوس نے کہ ہم سے بیان کیا علی بن ابی طالب نے کہ پاکی کرنا نصف ایمان ہے اور ان احادیث و آثار اہل بیت اطہار اور انکی مثال کے ظاہر معانی کی طرف محدثین و مالک و شافعی و احمد و اوزاعی کا مذہب ہے مثل مذہب اہل بیت کے اس مسئلہ میں کہ عمل ایمان میں داخل ہے مگر زوال عمل سے اصل ایمان زائل نہیں ہوتا جیسا کہ شاخون اور ثمر کے زوال سے اصل درخت کا زوال نہیں ہوتا ہے اور ہاتھ پیر کاٹنے سے انسان اپنی نوع سے خارج نہیں ہوتا ہے پس ان احادیث میں ایمان سے مراد ایمان کامل ہے کہ جس کے حاصل کرنے کے بعد مومن کو حذر کرنے کی حاجت نہیں ہوتی اور وہ ایسا ایمان ہے کہ اسلام سے ملا ہوا ہے نہ وہ ایمان کہ اسلام سے مجرد ہے اور قول حضرت کا (اور ایمان گھٹا بڑھتا ہے) یعنی تینون اوصاف مذکورہ میں پس اوصاف ثلثہ میں بڑھنے والا خاصہ کا ایمان ہے (یعنے شیعون کا) اور کم ہونے والا عامہ کا ایمان ہے (یعنے سنیون کا) لیکن معرفت و تصدیق میں پس باعتبار ثمرات و حلاوت کے نہ باعتبار اصل تصدیق کے اسلئے کہ اگر اصل تصدیق گھٹ جاوے تو وہ شک ہو جائیگا جو ایمان سے نکالدیتا تھا اور لیکن اقرار میں پس جب کہ قتل سے ڈرایا جاوے اگر ایمان کا اقرار کرے پس اقرار نہ کیا تو وہ ناقص ہے اور اگر اقرار کر لیا تو وہ ایمان زاید کامل ہے اور لیکن عمل یا لا ارکان کے اعتبار سے پس اوسکے لئے بیان کی حاجت نہیں ہے اور منجملہ ان دلائل کے جو ہمارے اس دعوے کو قوی کرتی ہین وہ حدیث ہے کہ جو مولی مرتضی سے مروی ہے کہا انہون نے کہ حضرت کے زمانہ میں جب کوئی سورت یا آیت زیادہ نازل ہوتی تو ایمان و خشوع مومنون کا زیادہ ہو جاتا تھا اور وہ سورت و آیت ان کو ممنوعات سے روکتی تھی روایت کیا اسکو محمد بن اسمعیل وراق نے امالی میں اور عسکری نے مواعظ میں اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں اور اسکی سند حسن بیان کیا اسکو سیوطی نے اور اسی طرح حدیثیں الہی جو مومن کامل کے ثبات مسلسل اعمال تمام عمل و اعمال ہونیکی طرف ناظر و ظاہر ہے

في اصل الايمان وسيروى انشاء الله تعالى اقول بتوفيق الله تعالى وعونه لما فرغ عن
سرد الادلة على اثبات دعواه وبيان طرقها وتعديل رواتها شرع في بيان بعض معانيها
وما يترتب على ذلك في زعمه وقد بينا ان الادلة بعضها غير مثبت للدعواه وبعضها
غير ثابت بنفسه فكيف يثبت به مدعاه والان نبين ما في هذا القول من الفساد
ونكشف الغطاء عن وجه ما حكم به على ما اعتقده وما اراده ويعلم قبل بيان
المقصود ان لفظ العامة والخاصة مما اصطلح عليه محمد بن نعمان الذي كان في المائة
الثانية في زمان الخليفة المهدي وكنى بابي جعفر الاحول ويلقب بالشيطان
الطاق والشيعة تقول له المؤمن الطاق فانه قد اخترع المذهب النعمانية
وصنف لاثباته كتبا منها افعل لم فعلت ومنها افعل لا تفعل وذكر في بعضها
ان المذاهب اربعة القدرية والخوارج والعامة والخاصة واراد بالعامة اهل
السنة وبالخاصة الشيعة واثبت النجاة للخاصة دون من سواها كما ذكرنا
في المقدمة نقلا عن الملل والنحل وسلك المصنف مسلكه في هذا الاصطلاح
تبعا وجرى على هذا الاصطلاح حيث قال في صفحه (٢) حيث تسموا بالشيعة
والخاصة وسموا اهل السنة بالعامة ثم جرى على هذا الاصطلاح ثانيا
حيث قال في صفحه (٢٠) وهو فقه العلم والايمان العامة يستوي فيه الخاصة
والعامة ثم فضل الخاصة على العامة بالاصطلاح المذكور ثالثا حيث قال
في صفحة (٢٣) فالزائد فيها ايمان الخاصة والناقص ايمان العامة فوجه الظهور
ان الشيعة عنده اكمل ايمانا من اهل السنة وهو المعنى من تجديده للدين
وكونه من المجددين من بين المسلمين اذا تمهد هذا فلنشرع في جواب ما قاله في
قوله هذا ما اقوله وقوله سلام الله عليه وطوله ليس على ما ينبغي الطول

اور وہ عنقریب روایت کیجائیگی۔ اگر خدا نے چاہا۔ مین کہتا ہون خدا کی توفیق اور اوس کی مدد سے کہ ہر گاہ مصنف
فارغ ہوا بیان دلائل سے اپنے دعوے پر اور اون کے طرق و تعدیل رواۃ کے بیان سے شروع کیا اون کے
بعض معانی اور احکام کے بیان مین جو مصنف کے زعم مین تھے اور ہم بیان کر چکے ہین کہ بعض دلائل مصنف کے
اوس کے دعوے کو ثابت نہین کرتے ہین اور بعض اون مین سے بذات خود ثابت نہین ہین پھر اون سے
مصنف کا دعوے کیونکر ثابت ہو سکتا ہے اور اب ہم مصنف کے اس قول کا فساد بیان کرتے ہین اور
جس وجہ سے مصنف نے واقدم پر حکم لگایا ہے اور جو کچھ مراد لیا ہے اوس کے چہرے سے پردہ کھولدیتے
ہین اور بیان مقصود سے پہلے جاننا چاہیے کہ لفظ عامہ و خاصہ محمد بن نعمان کے مصطلحات سے ہے جو کہ دوسری
صدی مین خلیفہ مہدی کے زمانہ مین تھا اور اوس کی کنیت ابوجعفر احول ہے اور لقب اوس کا شیطان طاق
ہے اور شیعہ اوس کو مومن طاق کہتے ہین پس اوس نے مذہب نعمانیہ کو اختراع کیا اور اوس کے اثبات کیلئے
چند کتب تصنیف کی ایک اون مین سے افعل لم فعلت ہے) اور ایک کا نام (افعل لا تفعل ہے) اور اپنی اون بعض
کتب مین ذکر کیا کہ اصل مذہب چار ہین قدریہ و خوارج و عامہ و خاصہ اور عامہ سے اہل سنت کو ارادہ کیا اور خاصہ
سے شیعہ کو اور نجات خاصہ کے واسطے ثابت کی اور پس جیسا کہ ہم نے اس کو مقدمہ مین ملل و نحل سے نقل
کیا ہے اور چونکہ اس اصطلاح مین مصنف نے شیطان طاق کا مسلک اختیار کیا ہے لہذا پہلے
اس اصطلاح کی طرف تنبیہ کی صفحہ (۲) مین اور کہا (حیث تسموا بالشیعۃ والخاصۃ وسموا اہل
السنۃ بالعامۃ) پھر دوسری مرتبہ اسی اصطلاح پر چلا صفحہ (۲۰) مین اور کہا (وہو فقہ العلم والایمان
العامۃ یستوی فیہ الخاصۃ والعامۃ) پھر تیسری مرتبہ اسی اصطلاح کے مطابق خاصہ کو عامہ
پر فضیلت دی صفحہ (۳۲) مین اور کہا (فالزائد فیہما ایمان الخاصۃ والناقص ایمان العامۃ) اور اس
حکم سے ظاہر ہوگیا کہ مصنف کے نزدیک ایمان مین شیعہ اکمل ہین سنیون سے اور یہی مطلب مصنف کا دین کی
تجدید سے اور مسلمانون مین مجدد بننے سے۔ جب یہ تمہید ہو چکی تو اب ہم کو چاہئے کہ جو کچھ مصنف نے اس قول مین کہا ہے اسکا
جواب شروع کرین لیکن قول مصنف کا (وقولہ سلام اللہ علیہ وطولہ) عربیت کے خلاف ہے اس لئے کہ طول

فی هذا القول معطوف علی السلام وعلیه فی محل الخبر فلزم ان یکون الطول ایضا
نازلا علیه کالسلام لان وهذا غلط فاحش لان الطول وهو الفضل صفة
لازمة لذات الله تعالی لا تتعدی منه الی غیره تعالی فکیف یصح ان یقال
طول الله علیه کما لا یصح ان یقال حیوة الله علیه وعلم الله علیه وقدرة الله
علیه واما قوله معرفته بالقلب ای بالالوهیة للرب وبالنبوة لرسوله بما اوجب
فهو ایضا لا یخلو عن الفساد لان المتبادر من تفسیره ان یکون تفسیر القول بالقلب
والباء فیه للاستعانة کما یقال فی رأیت بالعین وسمعت بالاذن والباء فی قوله
بالالوهیة انما هی للصلة فلزم التغایر بین المفسر والمفسر به وهو غیر جائز وان
اراد به تفسیر مفعول المعرفة المحذوف من نظم الکلام فهو ایضا لا یخلو عن
قبح لان المعرفة لا تتعدی بالباء بل هی متعدیة بنفسها کما فی من عرف نفسه
فقد عرف ربه وفی عرفت ربی بفسخ العزائم وایضا قوله بما اوجب المتبادر منه انه
متعلق بالنبوة والباء فیه للصلة وهو لا یصح لان النبوة صفة لازمة للنبی غیر
متعدیة بالباء ولا بغیرها واغلاطه من هذا القبیل کثیرة فی هذا الکتاب فقد
صفحنا عنها خوفا للاطناب ونظرا الی جواب مقصود الکتاب والله الهادی
الی الحق والموفق للصواب واما قوله ولاحمد فی المسند عن علی قال قال رسول الله
صلی الله علیه وآله وسلم الاسلام ان یسلم قلبک وان یسلم المسلمون
من لسانک ویدک الی آخر الحدیث ان اراد ان هذه الاشیاء المذکورة فی
هذا الحدیث اجزاء وارکان للاسلام والایمان والحجة کما هو المتبادر من ایراده
هذا الحدیث فی هذا الباب فهو ممنوع لان سلامة القلب من السوء وسلامة
المسلمین من ید المسلم ولسانه انما هی من نتائج الاسلام وامارته لا من ارکانه

اس قول مین سلام پر معطوف ہے اور علیہ محل خبر مین ہے پس لازم ہوا کہ طول بھی مثل سلام کے نازل ہو اور یہ کھلی غلطی ہے کیونکہ طول قدرت کا نام ہے ایک ایسی صفت ہے کہ ذات الٰہی کو لازم ہے اور غیر کی طرف متعدی نہین ہوتی ہے پس طول اللہ علیہ کہنا کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے جیسا کہ حیوٰۃ اللہ علیہ و علم اللہ علیہ و قدرۃ اللہ علیہ کہنا صحیح نہین ہے اور لیکن قول اوس کا معرفۃ بالقلب ای بالالوہیۃ للرب والنبوۃ لرسولہ بما اوجب) پس یہ بھی فساد سے خالی نہین اس لئے کہ مصنف کی تفسیر سے متبادر یہ ہے کہ وہ بالقلب کی تفسیر ہے اور بالقلب مین بے استوانتہ کی ہے جیسا کہ رایت بالعین و سمعت بالاذن مین کہا جاتا ہے اور بے اوس کے قول بالالوہیۃ مین صلہ کی ہے پس مفسر و مفسر بہ غیریت لازم آگئی اور یہ ناجایز ہے اور اگر اس سے مراد مفعول معرفت کی تفسیر ہے جو نظم کلام سے محذوف ہے تو یہ بھی قباحت سے خالی نہین اس لئے کہ معرفت متعدی بے کے ساتھ نہین ہے بلکہ بذات خود متعدی ہے جیسا کہ (من عرف نفسہ فقد عرف ربہ) مین بنفسہ متعدی ہے اور عرفت ربی بفسخ العزایم مین ہے اور نیز اوس کا قول بما اوجب ظاہر بھی ہے کہ نبوت سے کے متعلق ہے اور بے اوس مین صلہ کی ہے اور یہ بھی صحیح نہین ہے اس لئے کہ نبوت نبی کی ایک صفت لازمہ ہے نہ بے کے ساتھ متعدی ہوتی ہے نہ غیر بے کے ساتھ اور اس قبیل کی غلطیان اس کتاب مین بہت ہین ہم نے طوالت کے خوف سے اون سے چشم پوشی کی ہے اور نیز ہماری نظر مقصود کتاب پر ہے اور خدا ہی امر حق کی طرف ہادی ہے اور صواب کی توفیق دینے والا ہے (قول مصنف کا) ولاحمد فی المسند عن علی قال قال رسول اللہ صلعم الاسلام ان یسلم قلبک وان یسلم المسلمون من لسانک ویدک تا آخر حدیث) اگر مصنف کی مراد اس قول سے یہ ہے کہ جو امور اس حدیث مین مذکور ہین اسلام و ایمان و ہجرت کے اجزا و ارکان ہین جیسا کہ اس حدیث کو اس باب مین لانے سے متبادر ہوتا ہے تو یہ امر غیر مسلم ہے اس لئے کہ دل کا سلامت رہنا بدی سے اور مسلمانون کا سلامت رہنا مسلمان کے دست و زبان سے ایمان کے نتائج و علامات سے ہے نہ کہ اجزائے ایمان سے – ورنہ اس سے

فلا لزم مخالفة الحديث الصحيح في الاسلام على تفسير الحديث وان اراد منه غيره فلا يصح اتيانه به في هذا المقام وحمله عليه فيما بعد بقوله والى ظاهر هذه الاحاديث والآثار عن اهل البيت الاطهار واما استدلاله بحديث على رضي الله عنه ان الطهور نصف الايمان على جزئية الطهارة للايمان فليس بتام بل لا يكاد يصح لان المراد من الايمان في هذا الكلام الشريف المؤمن به والمراد من الطهارة طهارة القلب والمؤمن به عن امراض العقائد الباطلة والعقائد الحقة فالطهارة من العقائد الباطلة نصف الايمان اى المؤمن به وكلام المصنف انما هو في الايمان بالمعنى المصدرى فايراده هذا في هذا الباب ايضاً غير صحيح واما قوله والى ظاهر هذه الاحاديث والآثار عن اهل البيت الاطهار ونحوها ذهب اصحاب الحديث ومالك والشافعي واحمد والاوزاعي كمذهب اهل البيت ان العمل داخل في الايمان فباطل كل البطلان وناشئ من سوء الفهم وقلة العرفان لان هذه الاحاديث والآثار متروكة عندهم لكون بعضها موضوعاً وبعضها مجهولاً وبعضها ضعيفاً عندهم فكيف يستدلون بظاهرها على جزئية العمل من الايمان وفي ايضاً هذا القول كيد عظيم وتشييد فخيم يعرفه العريف الماهر والعطريف المشاهر انه يوهم الى ان القول بجزئية العمل من الايمان الصادر من بعض اجلة الائمة والمحدثين من اهل السنة انما هو بظاهر هذه الاحاديث والآثار ولما كان كذا فلزمهم ان يقولوا بجزئية المعرفة من الايمان ايضاً لان هذه الاحاديث كما تدل بظاهرها على جزئية العمل لكن تدل اكثرها بجزئية المعرفة ايضاً وان لم يقولوا بجزئيتها منه لزم كونهم مصداقاً لكريمة افتؤمنون ببعض الكتاب وتكفرون ببعض فلزمهم القول بجزئيتها ايضاً لا محالة وعلى هذا يلزم دخول اهل البيت الاطهار والاكثرين من اهل السنة الاخيار

حدیث صحیح (بنی الاسلام علی خمس الحدیث) کی مخالفت لازم آئیگی اور اگر اس کا غیر مراد ہے تو اس حدیث کو
اس باب مین لانا اور اسپر آگے چلکر حکم لگانا اپنے اس قول سے (والی ظاہر ھذہ الاحادیث
والآثار عن اھل البیت الاطہار) نادرست ہوگا اور لیکن مصنف کا دلیل لانا حدیث ان الطہور
نصف الایمان سے طہارت کے جزو ایمان ہونے پر پس ناتمام ہے بلکہ قریب صحت نہین ہے اس لئے
کہ اس حدیث مین ایمان سے مراد مؤمن بہ ہے اور طہارت سے مراد طہارت قلب ہے اور مومن بہ کی
دو قسم ہین عقائد باطلہ و عقائد حقہ پس پاک کرنا دل کو عقائد باطلہ سے نصف ہے ایمان کا یعنے مومن بہ کا
اور مصنف کا کلام ایمان مصدری مین تھا پس اس حدیث کو اس باب مین لانا بھی صحیح نہین ہے اور
لیکن مصنف کا قول (والی ظاہر ھذہ الاحادیث والآثار عن اھل البیت الاطہار ذھب
تا آخر) پس محض بے اصل ہے اور سوء فہم و قلت عرفان سے ناشی ہے اس لئے کہ یہ احادیث و آثار ائمہ
مذکورین کے نزدیک متروک ہین اس لئے کہ بعض ان مین موضوع ہین اور بعض مجہول اور بعض اون کے
نزدیک ضعیف ہین پھر وہ کیونکر ان کے ظاہر سے عمل کے جزو ایمان ہونے پر دلیل لائین گے اور
نیز اس قول مین ایک بڑا مکر اور فریب عظیم ہے کہ جس کو بڑا عارف و ماہر پہچانتا ہے اور وہ مکر یہ ہے
کہ یہہ قول وہم دلاتا ہے کہ عمل کے جزو ہونے کا قول اہل سنت کے بعض ائمہ و اجلہ محدثین سے
صادر ہوا ہے اور انہین احادیث و آثار کے ظاہری معنی پر مبنی ہے اور جبکہ ایسا ہے تو اون کو لازم
ہے کہ معرفت کے جزو ایمان ہونے کے بھی قائل ہون اس لئے کہ احادیث جس طرح بظاہر عمل کے
جزو ایمان ہونے پر دال ہین اسی طرح اکثر ان مین سے معرفت کے جزو ایمان ہونے پر بھی دلالت
کرتی ہین اور اگر معرفت کے جزو ایمان ہونے کا قول نہ کرین تو لازم آئے کہ آیہ کریمہ (کیا تم ایمان لاتے
ہو بعض کتاب پر اور بعض کتاب سے کفر و انکار کرتے ہو) کے مصداق ہو جائین پس لامحالہ
معرفت کے جزو ایمان ہونے کا قول بھی اونپر لازم ہوا اور اس تقدیر پر لازم آتا ہے کہ اہل بیت
اطہار اور اکثر اہل سنت کے اخیار گروہ مرجیہ ضالہ مین داخل ہو جائین

في الطائفة المرجئة الضالة نعوذ بالله منه لان القائلين بخروج العمل من الايمان
هم المرجئة كما يظهر بمطالعة الملل والنحل للشهرستاني وهذه الغباوة نتائج تخيلية
الدينية وتمويهية افتتن بها المسلمين ولما لزم على حكمه هذا زوال الايمان بزوال العمل لان
العمل لا محالة العمل لما كان جزءا من الايمان والكل من حيث الكل لا يبقى بعد
زوال جزء منه فلزم انتفاء الايمان اراد ان احتجه بنظيرين فقال الا انه لا يزول
اصل الايمان بزوال العمل كما يزول اصل الشجر بزوال الفروع والثمر والرجل لا يخرج
عن نوعه بقطع الايدي والارجل انتهى وهذه الايراد فيه لا ايراد وايضا لا يخلو
عن الفساد اما الاول فلان انتفاء الكل من حيث الكل بعد زوال جزئه لازم
في هذين النظيرين ايضا لان كل الشجر لا يبقى قطعا بعد زوال الفروع والثمر و
كل الرجل يبقى جدا بعد قطع الايدي والارجل وما بقي من الشجر والرجل بعد
زوال ما ذكر ليس بكل انما هو جزء اخر لهما غير ما زال عنهما واما الثاني فلانه
قياس مع الفارق لان الايمان بمعنى التصديق بسيط بالاجماع والذي قاسه
عليه من الشجر والرجل مركب فكيف يصلح هذان النظيران يتشبث به الخبير
وان اراد من الايمان المومن به فهو خارج عن المبحث ومع ذلك لا يندفع
به الايراد وان زال على هذا التقدير منه الفساد واما قوله فالمعنى بالايمان فيهما
هو الايمان الكامل الذي من يفتقر بعد الاتيان به الى ان يعذر عن صاحبه و
هو المقرون بالاسلام دون المجرد عنه فايضا لا يخلو عن الفساد ولا ينطبق على
المراد اما الاول فلان مقارنة الشيء بالشيء انما تدل على اتصاله به لا على جزئيته
له فالايمان المقرون بالاسلام كيف يكون مركبا منه ومن غيره انما يكون مقترنا
به وموصولا اليه واما الثاني فلان كلامه كان في الايمان بالمعنى المصدري

گروہ مرجیہ ضالین میں داخل ہو نعوذ باللہ منہ اس لئے معرفت کو ایمان کا جزو کہنے والے صرف مرجیہ ہی نہیں بلکہ
کرملل ونحل شہرستانی کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے اور یہ ایک نجاست ہے مصنف کی تجدید دین اور مسلمانوں کی
جماعت میں فساد و خرابی ڈالنے کے نتائج سے اور جبکہ مصنف کے اس حکم سے لازم آیا کہ عمل کے زوال سے
ایمان بھی زائل ہوجائے اسلئے کہ عمل جب ایمان کا جز ٹھیرا اور کل بحیثیت کل جز کے زوال سے باقی نہیں
رہتا ہے پس ترک عمل سے ایمان کا عدم ضرور لازم آیا تو مصنف نے اس اعتراض کو دو نظیروں سے دفع کرنا چاہا اور کہا
الا انه لا یزول اصل الایمان بزوال الاعمال کما لا یزول اصل الشجر بزوال الفروع والثمر والرجل لا یخرج عن
نوعه بقطع الایدی والارجل انتہی اور یہ کلام نہ تو اعتراض مذکور کو دفع کرتا ہے اور نہ خود فساد سے خالی ہے امر
اول اس وجہ سے کہ کل بحیثیت کل کا زوال اپنے جز کے زوال سے ان دونوں نظیروں میں بھی لازم ہے اس لئے کہ مجموعہ شجر کا
شاخ و ثمر کے زوال سے باقی نہیں رہتا اور مجموعہ مرد کا قطع اعضا سے کہ قطع ہوا فنا ہو جاتا ہے اور وہ شخص جو رجل اوس کے
اجزا کے زوال کے بعد جو باقی ہے وہ کل نہیں ہے بلکہ وہ دوسرا جز ہے جز معدوم کے سوا اور دوسرا امر اس وجہ سے
ایمان بمعنی تصدیق بسیط ہے اجماع امت و لغت عربی دونوں کے اعتبار سے اور شخص رجل کہ جس پر مصنف نے
ایمان کو قیاس کیا ہے مرکب ہے پس بسیط کو مرکب پر قیاس کرنا اہل افکار کے نزدیک کیونکر صحیح ہوگا اور اگر
ایمان سے مومن کو ارادہ کیا ہے تو یہ بحث سے خارج ہے اور باوجود اسکے اعتراض مذکور اس سے
دفع نہیں ہوتا ہے اگرچہ اس تقدیر پر اس کلام سے فساد دور ہوجائے گا اور لیکن
مصنف کا قول (والمعنی بالایمان فیها هو الایمان الکامل الذی لیس یقتصر بعد الاتیان به الی
ان یبعد عن صاحبه وهو المقرون بالاسلام دون المجرد عنه انتہی)
پس یہ بھی فساد سے خالی نہیں ہے اور نہ مراد مصنف پر منطبق ہے امر اول اس وجہ سے
کہ مقارنت ایک شئی کی دوسری شے سے دلالت کرتی ہے متصل ہونے پر نہ کہ جزو ہونے پر
پس جو ایمان کہ اسلام کے ساتھ ملا ہوا ہے وہ اسلام غیر اسلام سے مرکب کیونکر ہوگا
ایمان اسلام سے مقرون وہ موصول ہوگا اور امر ثانی اس وجہ سے کہ مصنف کا کلام

وهو باطل بالاجماع واللغة كما بسطناه في المقدمة وهذا القول مناف له و
يستدعي الخروج عن المبحث ويعم دعوى التجدد فليتفكر واما قوله وقوله وهو
يزيد وينقص اي في الاوصاف الثلاثة فالزائد فيها ايمان الخاصة والناقص
ايمان العامة فقد مر فساده وبطلانه فلا نعيده واما قوله واما في المعرفة والتصديق
فمن جهة الثمرات والحلاوة لا اصل التصديق فانه ان نقص كان شكا مخرجا من
الايمان واما في الاقرار فاذا خيف القتل ان اقر بالايمان فلم يقر فهو ناقص وان اقر
فهو الايمان الزائد الكامل واما في العمل بالاركان فلا يحتاج الى البيان فنقول في جوابه
انه ايضا بين البطلان وغير قابل للاذعان لان عطف التصديق على المعرفة واما المغايرة
كما هو الاصل في العطف ففيه ان الاوصاف الثلاثة المذكورة ليس فيها ذكر التصديق
فكيف ادخله في تفصيلها وايضا يلزم منه كونها اربعة لا ثلاثة واما التفسير
كما هو الظاهر من كلامه ولذا فسرها بالتصديق فيما سياتي من قول الامام الاعظم
المنقول من الوصية فهو مخالف للغة وقول جمهور اهل السنة لان التصديق
اذعان اختياري يحصل بالكسب والاختيار ويقترن بالتسليم والانقياد بخلاف
المعرفة فانها اذعان اضطراري يحصل للكفار ايضا كما قال الله تعالى يعرفونه
كما يعرفون ابناءهم ولا يحصل التصديق لهم اصلا والا لكانوا مومنين ويؤيده
ما في شرح العقائد من ان بعض القدرية ذهب الى ان الايمان هو المعرفة واطبق
علماؤنا على فساده لان اهل الكتاب كانوا يعرفون نبوة محمد كما يعرفون ابناءهم مع القطع
بكفرهم لعدم التصديق ولان من الكفار من كان يعرف الحق يقينا وانما كان ينكره عنادا
واستكبارا قال الله تعالى وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم فلا بد من بيان الفرق
بين المعرفة الاحكام واستيقانها وبين التصديق بها واعتقادها ليصح كون الثاني

اور وہ اجماع ولغت سے باطل ہے جیسا کہ مقدمہ مین ہم نے اُس کو بسیط سے لکھدیا ہے اور یہ قول سلف کے
منافی ہے اور خارج بحیثیت سے ہوا جاتا ہے اور دعوے تجدید کو عیب لگاتا ہے پس فکر کرنا چاہیے
اور لیکن مصنف کا قول (وقوله وهو يزيد وينقص اي في الاوصاف الثلاثة فالزائد فيها ايمان
الخاصة والناقص ايمان العامة) پس اس کا فساد وبطلان گذرچکا لہذا ہم اوسکو اعادہ نہین
کرتے اور لیکن قول مصنف کا (واما في المعرفة والتصديق فمن جهة الثمرات والحلاوة
ولا اصل التصديق تا آخر) پس ہم اس کے جواب مین ہم کہتے ہین کہ یہ بھی بین البطلان وغیرہ
قابل اذعان ہے اس لئے کہ تصدیق کا عطف معرفت پر یا مغائرت کیلئے ہے جیسا کہ عطف
میں حرف اصل ہے تو اس مین یہ کلام ہے کہ اوصاف ثلثہ مذکورہ مین تصدیق کا ذکر نہین ہے پھر
اون کی تفصیل مین مصنف نے تصدیق کو کیونکر داخل کیا اور نیز اوس سے لازم آتا ہے کہ
اوصاف مذکورہ چار ہو جائین نہ کہ تین اور یا عطف تفسیری ہے جیسا کہ کلام مصنف سے
ظاہر ہے اور اسی وجہ سے معرفت کو تصدیق کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے امام اعظم کے قول مین جو
آنیوالا ہے عنقریب اور وہ جیسے منقول ہے تو یہ مخالف لغت کے اور جمہور اہل سنت کے قول کے اس لئے کہ تصدیق
ادراک اذعانی ہے کہ کسب واختیار سے حاصل ہوتا ہے اور تسلیم وانقیاد کے مقارن ہے بخلاف
معرفت کے اسلئے کہ معرفت اذعان اضطراری ہے جو کفار کو بھی حاصل ہوتا ہے جیسا کہ حق تعالی
نے فرمایا ہے (يعرفونه كما يعرفون ابناءهم) اور تصدیق کفار کو ہرگز حاصل نہین ہوتی ورنہ وے
مومن ہو جاتے اور اوسکی تائید کرتا ہے جو کہ شرح عقاید نسفی مین مذکور ہے کہ بعض قدریہ اس طرف گئے ہین کہ ایمان معرفت
کا نام ہے اور ہمارے علماء متفق ہین اسکے فساد پر اس لئے اہل کتاب کو نبوت محمد صلعم کی معرفت حاصل تھی
جس طرح کہ اونکو اپنی اولاد کی معرفت حاصل تھی باوجود آنکہ وہ قطعًا کافر تھے تصدیق نکرنیکے سبب سے اور اس لئے کہ بعض کفار کو یقینی
طور پر حق کی معرفت تھی اور انکار صرف عناد واستکبار کے سبب سے تھا فرمایا حق تعالی نے (اور انکار کیا انہون نے اوس کا
یقین کر لیا تھا اوسکو اون کے نفسون نے) پس معرفت احکام وتصدیق احکام مین فرق بتانا ضرور ہوا تاکہ

ايمانا دون الاول انتهى بقدر الحاجة فتفسيرها به مفض الى عدم معرفة المعرفة
والتصديق وتخليط بين مذهب اهل السنه والمرجئة وافترائه على الاجلة
والائمة معاذ الله منها وقوله فمن جهة القرات والحلاوة ان اراد به زيادة وصف
من اوصاف المعرفة فهو ليس من زيادة المعرفة في شيء لانه انما هو زيادة في وصفه
لا عينه وان اراد به زيادة نفس المعرفة فيناقض قوله لا اصل التصديق وقوله
واما في الاقرار فاذ لخيف القتل ان اقر بالايمان فلم يقر فهو ناقص وان اقر فهو
الايمان الزائد الكامل فيه انه مخالف للكتاب وبعيد عن الصواب لان
الله تعالى قال في حق المكره وقلبه مطمئن بالايمان فلا اثم عليه فلما كان
المكره ماذونا في اجراء كلمة الكفر على اللسان كيف يحكم عليه انه ناقص في
الايمان لانه في هذه الحالة غير مكلف بالاقرار وايضا قوله تعالى وقلبه
مطمئن بالايمان مصرح بان الايمان محله القلب فالقول بجزئية الاقرار والحكم
بنقصان الايمان عند الاضطرار من غير بينة ولا برهان وقوله واما في العمل
بالاركان فلا يحتاج الى البيان انتهى فيه انه ليس بينا بنفسه ولا مبينا بالحجة
والذى عليه المحققون ان الاعمال تزيد وتنقص ولكن الايمان لا زيادة فيه
ولا نقصان كما قال في الشرح العقائد فاما الاعمال اى الطاعات فهي تتزائد
في انفسها والايمان لا يزيد ولا ينقص اه فالحكم بزيادة حقيقة الايمان بناء
على زيادة الاعمال ولحالته الى البداهة تحكم جلى وتعسف منجلى وقوله و
مما يشيد ما ذكرنا ما عن المولى المرتضى قال كانت السورة اذا نزلت على
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم والاية او اكثر زادت المومنين ايمانا
وخشوعا وفهمهم فانتهوا انتهى فيه ان هذا الاثر ليس مما يؤيد قوله بل هو

ایمان ہونا ثابت ہو جاے نہ معرفت کا تمام ہو اور بقدر حاجت لیکن معرفت کی تفسیر تصدیق سے کرنا مقتضی ہے طرف
علیہم اقیام معرفت اور تصدیق کے اور ملانے مذہب اہل سنت و مذہب جہمیہ کے اور جرات کرینگے اکابر و آئمہ پر
خدا کی پناہ اس سے اور مصنف کا قول (فی جہۃ الثمرات والحلاوۃ) اگر اس قول سے معرفت کے کسی صفت
کا زاید ہونا مراد لیا ہے تو اس سے معرفت کا زیادہ ہونا لازم نہیں آتا ہے اس لئے کہ یہ زیادتی وصف
معرفت کی ہے نہ عین معرفت کی اور اگر اس سے مراد عین معرفت کی زیادتی ہے تو یہ مناقض ہے قول مصنف
(لا اصل التصدیق) کے اور قول مصنف کا (واما فی الاقرار فاذا خیف القتل ان اقر بالایمان
فلم یقر فہو ناقص وان اقر فہو کالایمان الزائد الکامل) اس میں یہ کلام ہے کہ یہ مخالف ہے قرآن کے
اور دور ہے صواب سے اس لئے کہ حق تعالےٰ نے مکرہ کے حق میں فرمایا ہے (اور اوسکا دل مطمئن رکھتا ہو ایمان
تو اوس پر کچھ گناہ نہیں ہے) پس جبکہ مکرہ کو زبان سے کلمہ کفر کہنے کی اجازت ہوئی تو اوسکو ناقص الایمان
کہنا کیونکر صحیح ہوگا اس لئے کہ وہ اس حالت میں اقرار کا مکلف ہی نہیں اور نیز قول حق تعالےٰ کا (وقلبہ
مطمئن بالایمان) بصراحت بیان کرتا ہے کہ ایمان کا محل قلب ہی ہے پس اقرار کو جزو ایمان کہنا اور اضطرار کے
وقت نقصان ایمان کا حکم کرنا بلا دلیل و بغیر برہان ہے اور مصنف کا قول (واما فی الاعمال
بالارکان فلا یحتاج الی البیان انتہی) اس میں یہ کلام ہے کہ یہ کلام نہ تو بنفسہ ظاہر ہے اور نہ
دلیل سے بیان کیا گیا ہے اور جس امر پر اہل تحقیق متفق ہیں یہ ہے کہ اعمال میں کمی و بیشی ہوتی
ہے ولیکن ایمان میں نہ کمی ہے نہ بیشی ہے جیسا کہ شرح عقاید میں لکھا ہے (ولیکن اعمال
یعنے طاعات پس وہ بنفسہا زائد ہوتے ہیں اور ایمان کم و بیش نہیں ہوتا ہے آہ) پس زیادت
اعمال کی بنا پر زیادت حقیقت ایمان کا حکم کرنا اور اوسکو بداہت پر حوالہ کرنا تحکم جلی اور ہٹ دہرمی
روشن ہے اور قول مصنف کا (ومما یشید ما ذکرنا عن المولی المرتضی قال کانت السورۃ
اذا انزلت علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والآیۃ او اکثر زادت المؤمنین
ایمانا وخشیۃ وفہما فانتہوا انتہی) اس قول میں یہ کلام ہے کہ یہ اثر مصنف کے قول کا موید نہیں ہے

يرد عليه لان قوله رضى الله عنه ايمانًا وخشوعًا بعطف الخشوع على الايمان عطف
تفسير وقوله فهم فانتهوا انما يدل على زيادة الايمان بوصفه واثره وهو الخشوع
والانتهاء عن المعاصى ولا يدل على زيادة نفس الايمان بزيادة جزء فيه وقوله
وكذا الحديث الالهى المسلسل بالائمة العشرة الكمل فى فضل الايمان انما هو ناظر
ظاهر فى عدم دخول العمل فى اصل الايمان وسيجئ ان شاء الله تعالى أقول فى جوابه
بتوفيق الله وعونه ان هذا الكلام لا يخلو عن الاسقام اما اولًا فلان قوله وكذا
الحديث المسلسل الخ معطوف على قوله ومما يشيد ما ذكرنا ولا مناسبة بينهما
لان حديث على رضى الله عنه انما اتى به للاستدلال على جزئية العمل للايمان
والحديث الالهى يدل على خلافه ولا بد للمعطوف والمعطوف عليه من المناسبة
بينهما فعلم ان العطف بالواو ههنا غير صحيح واما ثانيًا فلان قوله المسلسل
بالائمة العشرة الكمل ممنوع بعدم الاتصال بين الامام على الرضى وابنه محمد
التقى كما مرّ فى المقدمة واما ثالثًا فلان هذا القول يناقض دعوته السابق
عليه لانه ادعى فيما مضى ان العمل من الايمان وصرّح فى هذا القول بانه ليس
منه وان تشبث بكون العمل داخلا فى الكامل وغيره لعله فى الناقص فهو مخالف
لما عليه الجمهور اهل السنة ومناقض للمذهب المنصور من ان الايمان مما لا زيادة فيه
ولا نقصان كما مرّ فى هذا القول منقولًا عن شرح العقائد واما رابعًا فلان هذا
الحديث الالهى والحديث الذى اورده فى صدر البحث ولقّبه بالمجود متناقضان
لكون الاول دالًا على خروج العمل من الايمان والثانى دالًا على دخوله فيه
فهما اما مقبولان عند المصنف واما مردودان واما احدهما مقبول والآخر
مردود فعلى الاول يلزم اجتماع النقيضين وعلى الثانى والثالث كان على المصنف

بلکہ اوس کو رد کرتا ہے اس لئے کہ فرمانا علی کا ایمانا وخشوعا عطف خشوع کیساتھ ایمان پر عطف تفسیری ہے اور قول انکا
(نقصہم فانتهوا) ایمان کی زیادت پر دلالت کرتا ہے بلحاظ اوس کے وصف و اثر کے اور وہ خشوع اور معاصی
باز رہنا ہے اور نفس ایمان کی زیادت پر باعتبار زیادت کسی جز کے دلالت نہین کرتا ہے اور مصنف کا قول
(وکذا الحدیث الالٰہی المسلسل بالائمۃ العشرۃ الکمل فی فصل الایمان انما هو ناظر ظاهر فی عدم دخول
العمل فی اصل الایمان وسیروی انشاء اللہ تعالیٰ انتہی) ہین اوس کے جواب مین خدا کی توفیق و مدد سے کہتا
ہون کہ یہ کلام چند استقام سے خالی نہین ہے پہلا سقم یہ ہے کہ مصنف کا قول وکذا الحدیث المسلسل الخ معطوف ہے
اوسکے قول و مما یشید نا ذکرنا پر اور ان دونون قول مین کوئی مناسبت نہین ہے اس لئے کہ حدیث علی کو مصنف
اس غرض سے لایا ہے کہ عمل کو ایمان کا جزو ہونا ثابت کرے اور حدیث الٰہی اسکے خلاف پر دال ہے اور
معطوف و معطوف علیہ مین مناسبت کا ہونا ضرور ہے پس معلوم ہوا کہ اس مقام مین عطف بالواو غیر
صحیح ہے دوسرا سقم یہ ہے کہ مصنف کا قول (المسلسل بالائمۃ العشرۃ الکمل) غیر مسلم ہے بسبب
عدم اتصال کے امام علی رضا اور اون کے فرزند محمد تقی مین جیسا کہ مقدمہ مین مذکور ہوا
تیسرا سقم یہ ہے کہ یہ قول مناقض ہے مصنف کے دعوے مذکور کے اسلئے کہ سابق مین مصنف
دعویٰ کر چکا ہے کہ عمل ایمان کا جزو ہے اور اس قول مین تصریح کی ہے کہ عمل جز ایمان نہین ہے اور اگر
دستاویز بنائے اس امر کو کہ عمل ایمان کامل کا جزو ہے اور ناقص کا جز نہین ہے تو یہ مخالف ہی قول
جمہور و مذہب منصور کے اور وہ یہ ہے کہ نفس ایمان مین زیادت و نقصان نہین ہے جیسا کہ
ہم اسی قول کے رد مین شرح عقائد کی عبارت نقل کر چکے ہین چوتھا سقم یہ ہے کہ یہ حدیث الٰہی اور وہ حدیث
کہ جسکو آغاز بحث مین مصنف نے نقل کیا ہے اور اوسکا نام مجود رکھا ہے یہ دونون حدیثین متناقض ہین کیونکہ
پہلی حدیث عمل کے ایمان سے خارج ہونے پر دلالت کرتی ہے اور دوسری حدیث جز ہونے پر پس دونو یا مقبول ہین
مصنف کے نزدیک یا مردود ہین یا ایک مقبول ہے اور دوسری مردود شق اول پر اجتماع نقیض لازم آتا ہے
اور شق ثانی اور شق ثالث پر یہ اعتراض ہے کہ مصنف کو لازم تھا کہ

ان لا يذكر المردود عنده في هذا الكتاب فالله الهادي الى الحق وملهم الصدق

والصواب قال في فصل الايمان الاكمل قال الله المتعال بعد قوله

أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ

وعن قبيصة بن جابر الاسدى قال قام رجل الى على فقال يا امير المومنين

ما الايمان قال الايمان على اربع دعائم على الصبر واليقين والجهاد والعدل

فالصبر على اربع شعب على الشوق والشفقة والزهادة والرقب فمن اشتاق الى الجنة

سلا عن الشهوات ومن اشفق على النار رجع عن المحرمات ومن ابصر

بالدنيا تهاون بالمصيبات ومن ارتقب الموت سارع الى الخيرات واليقين على

اربع شعب على تبصرة الفطنة وتأول الحكمة وموعظة العبرة وسنة الاولين

فمن تبصر في الفطنة تاول الحكمة ومن تاول الحكمة عرف العبرة ومن عرف العبرة

فكانما كان في الاولين والعدل على اربع شعب على غائص الفهم وزهرة العلم

وشريعة الحكم وروضة الحلم فمن فهم فسر جميع العلم ومن علم عرف شرايع الحكم

ومن حكم ورد روضة الحلم ومن حلم لم يفرط امره وعاش في الناس وهو

في راحة والجهاد على اربع شعب امر بمعروف ونهي عن المنكر والصدق في المواطن

وشنان الفاسقين فمن امر بالمعروف شد ظهر المومن ومن نهي عن المنكر ارغم انف

المنافق ومن صدق في المواطن قضى ما عليه ومن شنأ الفسقين وغضب لله

غضب الله له فقام السائل عنده هذا فقبل رأس على اخرجه ابن ابي الدنيا في

الامر بالمعروف ونهي عن المنكر واللالكائي في السنة وابن عساكر في تاريخ دمشق

ورواه البيهقي مختصرا عن العلاء بن عبد الرحمن الى اخر الجملة الاولى وعن

خلاس بن عمرو قال كنا جلوسا عند على بن ابي طالب اذا اتاه رجل من خزاعة

مردود کو اس کتاب مین ذکر نہ کرتا اور خدا ہی حق کے طرف ہادی ہے اور صدق و صواب کا

الہام کرتا ہے (کہا مصنف نے) فضیلت ایمان اکمل کی فرمایا حق تعالیٰ نے اپنے قول اُولٰئِکَ ھُمُ

الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا) کے بعد اونہین کے واسطے درجات ہین اونکے پروردگار کے یہان اور مغفرت

ہے اور روزی عزت کی اور قبیصہ بن جابر اسدی سے مروی ہے کہا کہ ایک مرد کھڑا ہوا علیؓ کے

سامنے پھر کہا کہ اے امیر المومنین ایمان کیا شئے ہے کہا ایمان کی بنا چار ستونون پر ہے صبر و یقین

و جہاد و عدل پھر صبر کی بنا چار پر ہے شوق و شفقت و زہادت و ترقب پس جو مشتاق ہوا جنت کا

جدا ہو گیا خواہشات سے اور خوفناک ہوا آگ سے تائب ہوا محرمات سے اور جس نے دیکھا دنیا

کو سست ہوا مصیبتون مین اور جس نے انتظار کیا موت کا سبقت کی نیکیون کے طرف اور

یقین کی بنا چار شعبون پر ہے تبصر فطنت و تاول حکمت و موعظت و عبرت و سنت اولین

پر پس جسنے بینائی حاصل کی ہوشیاری مین متوجہ ہوا حکمت مین اور جو متوجہ ہو حکمت مین اوس نے پہچانا

لیا عبرت کو اور جس نے پہچان لیا عبرت کو پس گویا داخل ہو گیا پہلون مین اور عدل چار شعبون پر مبنی

ہے غائص فہم و زہرت علم و شریعت حکم و روضۂ حلم پس جو سمجھدار ہوا بیان کیا اوس نے تمام علم کو

اور جو عالم ہوا پہچان گیا حکم کی راہون کو اور جو حلیم ہوا داخل ہوا حلم کے باغ مین اور جو حلیم ہوا نہ

افراط کی اوس نے کام مین اور زندہ رہا لوگون مین راحت سے اور جہاد چار شعبون پر ہے امر بالمعروف و نہی عن المنکر

و صدق فی المواطن و شنان فاسقین پس جس نے حکم کیا نیکی کا قوی کیا پشت مومن کو اور جس نے منع کیا بدی

خاک مین ملا یا منافق کی ناک کو اور جو صادق ہوا مواقع مین ادا کر دیا اوس نے اپنے حق کو اور جو ناخوش ہوا بدکارون

اور غصہ ناک ہوا خدا کیواسطے غصہ کیا خدا نے اوسکی وجہ سے پھر سائل کھڑا ہو گیا اس کلام کیوقت اور علیؓ کے سر کو بوسہ

دیا روایت کیا اسکو ابن ابی الدنیا نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر مین اور لالکائی نے سنت مین اور ابن عساکر نے

تاریخ دمشق مین اور روایت کیا اسکو بیہقی نے اختصار کے ساتھ علاء بن عبد الرحمن سے پہلے جلد کو آخر تک

اور خلاس بن عمرو سے مروی ہے کہا ہم بیٹھے تھے علی بن ابیطالب کے پاس کہ قبیلہ بکر کا ایک مرد آیا

فقال يا امير المؤمنين هل سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ينعت
الاسلام قال نعم سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول بني الاسلام على
اربعة اركان على الصبر واليقين والجهاد والعدل وللصبر اربع شعب الشوق والشفقة
والزهادة والترقب فمن اشتاق الى الجنة سلا عن الشهوات ومن اشفق من النار رجع
عن المحرمات ومن زهد في الدنيا تهاون بالمصيبات ومن ارتقب الموت سارع في الخيرات
ولليقين اربع شعب تبصرة الفطنة وتأول الحكمة ومعرفة العبرة واتباع السنة فمن
ابصر الفطنة تأول الحكمة ومن تأول الحكمة عرف العبرة ومن عرف العبرة اتبع السنة
فمن اتبع السنة فكانما كان في الاولين وللجهاد اربع شعب الامر بالمعروف والنهي عن
المنكر والصدق في المواطن وشنآن الفاسقين فمن امر بالمعروف شد ظهر المؤمن و
من نهى عن المنكر ارغم انف المنافقين ومن صدق في المواطن قضى الذي عليه واحرز
دينه ومن شنأ الفاسقين فقد غضب لله ومن غضب لله يغضب الله له وللعدل
اربع شعب غوص الفهم وزهرة العلم وشرائع الحكم وروضة الحلم فمن غاص الفهم
فسر جمل العلم ومن رعى زهرة العلم عرف شرائع الحكم ومن عرف شرائع الحكم ورد
روضة الحلم ومن ورد روضة الحلم لم يفرط في امره وعاش في الناس وهو في
راحة اخرجه ابو نعيم في الحلية وقال كذا رواه خلاس بن عمرو مرفوعا ورواه
الحارث عن علي مرفوعا مختصرا ورواه قبيصة بن جابر عن علي من قوله ورواه
العلاء بن عبد الرحمن عن علي من قوله انتهى اقول بتوفيق الله تعالى وعونه
ان المصنف عقد هذا الفصل لبيان فضل الايمان الاكمل واستدل عليه بآية
أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ
وبالاثرين الذين روى احدهما برواية قبيصة بن جابر الاسدي عن علي رضي الله عنه

پس کہا اوس نے اے امیر المومنین کیا آپ نے سنا ہے رسول خدا صلعم سے کہ فرماتے تھے کہ اسلام کی
بنا چار رکنون پر ہے صبر و یقین و جہاد و عدل پر اور صبر کے چار شعبے ہین شوق و شفقت و زہادت و ترقب
پس جو مشتاق ہوا جنت کا جدا ہوا خواہشون سے اور جو خوفناک ہوا آگ سے تائب ہوا محرمات سے اور جو
بے رغبت ہوا دنیا مین سست ہوا مصائب مین اور جو منتظر ہوا موت کا سبقت کی اوس نے نیکیون کی
طرف اور یقین چار شعبہ پر ہے دیکھنا طبیعت کی تیزی کو اور رجوع ہونا حکمت کی طرف اور
پہچاننا عبرت کو اور پیروی سنت کی پس جس نے دیکھا تیزی طبع کو متوجہ ہوا حکمت مین اور جو متوجہ ہوا
حکمت مین پہچان گیا عبرت کو اور جو پہچان گیا عبرت کو پیرو ہوا سنت کا اور جو پیرو ہوا سنت کا
پس گویا داخل ہوا پہلون مین اور جہاد کے چار شعبے ہین حکم کرنا نیکی کا اور منع کرنا بدی سے اور
صادق ہونا مواقع مین اور ناخوشی بدون سے پس جس نے حکم کیا نیکی کا قوی کیا مومن کی پشت کو اور جس نے
منع کیا بدی سے خاک مین ملایا منافقون کی ناک کو اور صادق ہوا مواقع مین ادا کر دیا اوس نے جو حق کہ
اوسپر تھا اور محفوظ کر لیا اپنے دین کو اور جو ناخوش ہوا بدون سے پس غضبناک ہوا خدا کیواسطے اور جو غضبناک ہوا
خدا کیواسطے غضبناک ہوگا خدا اوسکے واسطے اور عدل کے چار شعبے ہین ڈوبنا فہم مین اور تازگی علم کی
اور راہین حکم اور باغ حلم کا پس جس نے غوطہ مارا فہم مین کھولدیا علم کی باتون کو اور جس نے نگہبانی کی
تازگی علم کی پہچانا حکم کی راہون کو اور جس نے پہچانا حکم کی راہونکو داخل ہوا حلم کی باغین اور جو داخل ہوا حلم کی باغین مین
افراط کی اوس نے کام مین اور زندہ رہا لوگون مین آرام سے روایت کیا اسکو ابو نعیم نے حلیہ مین اور کہا کہ ایساہی
روایت کیا اسکو خلاس بن عمرو نے رفع کیساتھہ اور روایت کیا اسکو حارث نے علیؓ سے رفع و اختصار کیساتھہ
اور روایت کیا اسکو قبیصہ بن جابر نے علیؓ سے اونکے کلام سے اور روایت کیا اسکو علاء بن عبد الرحمن نے علی سے اونکے
قول سے انتہی مین کہتا ہون حقتعالی کی توفیق و مدد سے کہ مصنف نے اس فصل کو منعقد کیا ہے فضیلت ایمان اکمل کے بیان مین اور اسپر
دلیل لایا آیہ کریمہ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ
وَرِزْقٌ كَرِيمٌ سے اور دو حدیثین سے کہ اون مین سے ایک کو روایت کیا علیؓ سے بروایت قبیصہ بن جابر اسدی کے

وثانيهما عنه برواية خلاس بن عمرو وكلاهما متحد ان معنىً ومختلفان لفظاً لكن
الاول ثم على في جواب من سأله عن الايمان والثاني حديث رسول صلى الله عليه
وعلى آله وسلم في جواب من سأله صلعم عن الاسلام وهذه الادلة الثلاثة غير
مطابقة لدعوئه اما الاول فلانه وارد في فضل من اتصفوا بالاعمال التي مرّ
ذكرها قبل هذه الاية فالفضيلة المذكورة في هذه الاية راجعة الى تلك الاعمال
لا الى نفس الايمان ولا الى اكمله واما الثاني فلانه ليس بوارد في فضل الايمان الذي
هو صفة للايمان ومترتب عليه بل هو انما ورد في بيان مباديه التي هي الصبر
واليقين والجهاد والعدل كما يظهر من قوله رضي الله عنه الايمان على اربع
دعائم على الصبر واليقين والجهاد والعدل وفي بيان شعب هذه الاربعة كما
يفهم مما بعده ولا بحث فيه عن فضل الايمان ولا عن درجاته واما الثالث فلانه
انما ورد في بيان مبادي الاسلام وشعبا لما كان الاسلام متفرعاً على الايمان
لان الايمان جزئه فمبادي الايمان يكون من مبادي الاسلام ايضاً لا محالة
ولا ذكر فيه ايضاً لفضيلة الايمان فعلم من هذا البيان ان المصنف لا فقه له
بالمعاني ولا دراية له بمدارك المنافع والمبالغ ومن كان كذا لا يصلح للتجديد
للدين وان ادعى انه من المجددين ولله المنّة وهو ولي العصمة والعجب منه
انه يدعي نصرة اهل السنّة ومحبة اهل بيت النبوة ويخالفهم في المذهب والطريقة
لانه يأتي في بيان ما هم عليه بالمجاهيل والمناكير ويترك ما هو مأثور عنهم بالتواتر
المعنوي والطرق الصحيحة واجماع الامّة كحديث سوال جبرئيل عن الايمان
والاسلام والاحسان اخرجه الشيخان عن ابي هريرة واحمد عن ابن عباس
وهو من اهل البيت عند اهل السنّة ومسلم عن عمر وابي ذر والبخاري

اور دوسری کو حضرت علیؑ سے بروایت خلاس بن عمرو اور دونون معنی مین یکسان ہین اور لفظون مین مختلف ہین لیکن پہلی حدیث علیؑ کا اثر ہے جواب مین اوس شخص کے کہ جس نے آپ سے ایمان کا سوال کیا تھا اور دوسری رسول خدا صلعم کی حدیث ہی اوس شخص کے جواب مین کہ جس نے سوال کیا نبی صلعم سے اسلام کا اور یہ تینون دلیلین مصنف کے دعوی سے مطابق نہین ہین پہلی دلیل اسوجہ سے کہ وہ وارد ہے فضیلت مین ایسے اشخاص کے کہ جو موصوف ہین اون اعمال سے کہ جو مذکور ہوچکے ہین قبل اوس آیت کے پس جو فضیلت اس آیت مین مذکور ہے وہ راجع ہے اون اعمال کیطرف نہ نفس ایمان کی طرف اور نہ ایمان کامل کیطرف اور دوسری دلیل اسوجہ سے کہ وہ ایمان کی فضیلت مین کہ ایمان کی صفت ہے وارد نہین ہی اور نہ اوسکے مراتب کے بلکہ وہ وارد ہے فضیلت ایمان کی مبادی کے بیان مین کہ وہ صبر و یقین و جہاد و عدل ہین جیسا کہ ظاہر ہے حضرت علیؑ کے اس قول سے (الایمان علی اربع دعائم علی الصبر والیقین والجہاد والعدل) اور نیز وارد ہے ان چارون مبادی کے شعبون کے بیان مین جیسا کہ قول مذکور کے مابعد سے سمجھا جاتا ہے اور ایمان کی فضیلت اور اوسکے درجات سے اس حدیث مین بحث نہین اور تیسری دلیل اسوجہ سے کہ وہ وارد ہے اسلام کے مبادی اور اون کے شعبون کے بیان مین اور چونکہ اسلام متفرع ہی ایمان پر اسلئے کہ ایمان جزو اسلام ہے پس ایمانکی مبادی بھی لامحالہ اسلام کے مبادی مین داخل ہونگے اور اس حدیث مین بھی فضیلت ایمان کا ذکر نہین ہی پس اس بیان سے معلوم ہوا کہ مصنف کو نہ معانی کی سمجھ ہے اور نہ مدلولات آیات والفاظ کا ادراک ہی اور ایسا شخص تجدید دین کا اہل نہین ہوتا ہے اگرچہ اپنے مجدد ہونیکا مدعی ہوا اور خدا کا احسان ہی اور وہی ہمارا نگہبان ہے اور تعجب تو مصنف سے یہ ہی کہ وہ مدعی ہی اہل سنت کی نصرت اور اہل بیت نبوت کی محبت کا اور اونسی خلاف کرتا ہی مذہب اور طریقہ مین اسلئے کہ اونکی مسلک کو ثابت کرتا ہے مجہول و منکر حدیثون سے اور ترک کرتا ہی اون احادیث کو جو اون سے منقول ہین بتواتر معنوی و طرق صحیحہ و اجماع امت مرحومہ جیسا کہ وہ حدیث کہ جسمین جبرئیل کا پوچھنا ایمان و اسلام و احسان کو مذکور ہی کہ جسکو روایت کیا شیخین نے ابی ہریرہؓ سے اور امام احمدؒ نے ابن عباسؓ سے اور ابن عباس اہل سنت کے نزدیک اہل بیت مین داخل ہین اور مسلم نے عمرؓ سے اور ابو داؤد اور بخاری نے

في خلق افعال العباد عن انس وابو عوانة عن جرير البجلي وكحديث اكمل المؤمنين
ايمانا احسنهم خلقا اخرجه البخاري عن ابن عمرو والحاكم عن ابي هريرة وعائشة و
رضي الله عنهما من كبار اهل البيت وابن ابي شيبة من مرسل الحسن وهو من كبار
التابعين ومن اجلة الاولياء والطبراني عن عمير بن قتادة وابي سعيد الخدري
وابو يعلى عن انس والبزار عن جابر وعن ابن عمر وكحديث الحياء من الايمان
اخرجه الشيخان عن ابي هريرة وابن عمر والترمذي والحاكم عن ابي امامة و
ابي بكرة وابو يعلى عن عبد الله بن سلام والطبراني عن ابن عباس وهو من كبار
اهل البيت وابن مسعود وعمران بن حصين وابي موسى وقرة بن اياس كذا
في الازهار المتناثرة في اخبار المتواترة للسيوطي رحمه الله تعالى وكحديث ذاق
طعم الايمان من رضي بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد رسولا اخرجه مسلم عن
العباس عم النبي صلعم وهو من اجلة اهل البيت كذا في المشكوة فترك الصحاح
ولخذ الكدر كما صنعه المصنف ليس من امارة المجددين بل هو من عادات
المبتدعين الذين يتخذون من المذاهب اردئها ويروون من الاحاديث اوهاها
اللهم احفظنا منه وهذه الاحاديث التي ذكرناها والاخرى نحوها التي تركناها
خوف الاطناب مع كونها منقولة بالتواتر ومقبولة بالاجماع ودالة على فضل الايمان
قد تركها المصنف عمدًا لما في نفسه من سوء الاعتقاد مع اجلة اهل السنة ومن
دعوى تجديده ولحيائه العلوم اهل البيت ومن ضرورة الاحياء عدم الحيوة قبله
فلذا اخذ من المذاهب اردءها ومن الاحاديث اوهاها وعدل وحسن رواتها
المجروحين واخذ منهم اقوالهم مع كونهم فيها من الكذابين وقد قال النبي صلى
الله عليه وسلم من روى عني حديثا يرى انه كذب فهو احد الكذابين وقال صلى الله

خلق افعال عباد مین انس رض سے اور ابو عوانہ نے جریر بجلی رض سے اور جیسے حدیث اکمل المومنین ایمانا احسنہم خلقا روایت
کیا اسکو بخاری نے ابن عمرو رض سے اور حاکم نے ابو ہریرہ و عائشہ رض سے اور حضرت عائشہ رض کبار اہل بیت سے ہین
اور ابن شیبہ نے مرسل حسن سے اور وہ کبار تابعین و اجلۂ اولیا سے ہین اور طبرانی نے عمیر ابن قتادہ اور ابو سعید
خدری سے اور ابو یعلی نے انس رض سے اور بزار نے جابر سے اور ابن عمر سے اور جیسے الحیاء من الایمان،
روایت کیا اسکو شیخین نے ابو ہریرہ و ابن عمر سے اور ترمذی نے حاکم نے ابو امامہ و ابو بکرہ سے اور ابو یعلی نے عبد اللہ
بن سلام سے اور طبرانی نے ابن عباس رض سے اور وہ کبار اہل بیت سے ہین اور ابن مسعود و عمران بن حصین و ابو
و قرۃ بن ایاس سے جیسا کہ امام سیوطی رح کی ازہار متناثرہ فی الاخبار المتواترہ مین مذکور ہے اور جیسے حدیث ذاق
طعم الایمان من رضی باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد رسولا روایت کیا مسلم نے حضرت عباس عم
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ اجلۂ اہل بیت سے ہین جیسا کہ مشکوۃ مین مذکور ہے پس صحاح کو چھوڑنا اور واہیات
کو لینا جیسا کہ مصنف نے کیا ہے مجددون کی علامت نہین بلکہ وہ اہل بدعت کی عادت مین
داخل ہے کہ جو بدتر مذاہب کو اختیار کرتے ہین اور ضعیف تر حدیثون کو روایت
کرتے ہین اے خدا تو ہم کو اس فعل سے بچا اور یہ حدیثین کہ جنکو ہم نے ذکر کیا اور
ان کے مثل وہ حدیثین کہ جن کو ہم نے طوالت کے خوف سے چھوڑ دیا باآنکہ متواتر منقول
ہین اور بالاجماع مقبول ہین اور فضیلت ایمان پر دال ہین ان کو مصنف نے عمدا
چھوڑ دیا محض اسوجہ سے کہ اس کو اکابر اہل سنت سے سوء اعتقاد ہے اور مجدد ہونے
علوم اہل بیت کو زندہ کرنے کا دعوی ہے اور زندہ کرنے کی ضرورت جبھی ہوتی ہے کہ جب اوس سے
پہلے زندگی موجود نہ ہو پس اسیوجہ سے مذاہب ردیہ و احادیث واہیہ کو لیکر اونکی روایت تجرد حین
کی تدوین و تحسین شروع کردی اور اون سے اون کے اقوال کو نقل کر دیا باآنکہ وہ اون اقوال
مین جھوٹے ہین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری طرف سے حدیث کو روایت
کیا اور وہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹی حدیث ہے پس وہ بھی ایک دو جھوٹوں مین سے ہے اور فرمایا نبی صلعم

علیہ وسلم من کذب علیّ متعمداً فلیتبوّأ مقعدہ من النار اخرجہ البخاری ومسلم وغیرہما من حدیث علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وغیرہ من سبعین صحابۃ بالنقل المتواتر کما ہو مبسوط فی الازہار المتناثرۃ للسیوطیؒ فحاول الاحیاء لما اماتہ اللہ وقصد التجدید لما امحقہ اللہ واذہقہ ولذا قال فی اٰخر ہٰذا الفصل ورواہ الحارث عن علیؓ مرفوعاً انتہٰی وہکذا روی عن الحارث حدیث علیؓ رضی اللہ عنہ فی کتاب ازالۃ الخفاء عن صلوٰۃ الخفاء حیث قال فی صفحہ (۱۶)، واخرج ابو نعیم فی دلائل النبوۃ عن سفیان الثوری عن ابی اسحٰق السبیعی الحارث ولما کان ہٰذا الحارث مطعوناً بالغلو فی التشیع والکذب فی الروایۃ علی علی المرتضیؓ عند الثقات من المحدثین کما قال ابن حبان کان الحارث غالیاً فی التشیع واہیاً فی الحدیث وعن سفیان انہ قال کنا نعرف فضل حدیث عاصم علی حدیث الحارث وقال الشعبی فان الحارث کذاباً سمع مرّۃ الہمدانی من الحارث امراً فانکرہ فقال لہ اقعد حتی اخرج الیک فدخل مرّۃ فاشتمل علی سیفہ فاحسّ الحارث بالشرّ فذہب انتہٰی وفی میزان الاعتدال الحارث بن عبد اللہ الہمدانی الاعور من کبار التابعین علی ضعف فیہ ویکنی ابا زہیر ویروی عن علی وابن مسعود قال شعبۃ لم یسمع ابن اسحاق منہ الا اربعۃ احادیث وعن شعبی قال ما کذب علی احد من الامۃ ما کذب علی علی رضی اللہ عنہ وقال ایوبؒ کان ابن سیرین یری ان عامۃ ما یروی عن علی باطل الا ما روی اصحاب ابن مسعود انتہٰی حاول المصنف تزکیۃ الحارث وقال فی الہندیۃ بلسان تلمیذہ (حارث کی نسبت بعض محدثین نے ضعف کا اطلاق بوجہ تشیع کیا ہے مگر ان کی نسبت تشیعت کا الزام برطرف ہوا اور وہی وجہ ضعف تھی تو حارث ثقہ ہو گئے کیونکہ اذا فات الشرط فات المشروط انتہٰی بعد ما نقلنا جروح الثقات علی الحارث

کہ جسنے دانستہ مجھپر جھوٹ بولا تو چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا آگ مین کرلے اسکو روایت کیا شیخین وغیرہما نے علیؓ اور دوسرے
ستر صحابہ کی روایت سے نقل متواتر کو ساتھہ جیسا کہ سیوطی کی ازہار متناثرہ مین مبسوط ہے پس مصنف نے اوسکو
زندہ کرنا چاہا کہ جسکو خدا نے مردہ کردیا اور اوسکے بنانے کا قصد کیا کہ جسکو اللہ نے مٹا دیا اور معدوم
کردیا اور اسیوجہ سے اس فصل کے آخر مین کہا اور روایت کیا اسکو حارث نے علیؓ سے مرفوعاً اور اسیطرح
بروایت حارث علیؓ کی حدیث کو ازالۃ الخفا مین صلوۃ الخفا مین نقل کیا ہے چنانچہ اوسکے صفحہ (۱۶) مین
لکہا) واخرج ابو نعیم فی دلائل النبوۃ عن سفیان الثوری عن ابی اسحق السبیعی عن الحارث اور جبکہ یہ حارث
ثقات محدثین کے نزدیک مطعون تہا بسبب غالی شیعہ ہونے اور علی مرتضی کی بہت روا
ین جھوٹا ہونے کے جیسا کہ ابن حبان نے کہا ہے کہ حارث غالی شیعہ تھا اور حدیث کی
روایت مین واہی تھا اور سفیان ثوری سے منقول ہی کہا انہون نے حارث کی حدیث سے عاصم کی
حدیث کو بہتر جانتے تھے اور شعبی نے کہا ہے کہ حارث کذاب تھا مرہ ہمدانی نے حارث سے کوئی
بیہودہ بات سنی اور اوس سے ناخوش ہوکر کہا تو بیٹھا رہ یہانتک کہ مین آؤن پس مرہ نے گھر مین
جا کر تلوار لی جبکہ حارث سمجھ گیا تو وہان سے چلدیا انتہی اور میزان اعتدال مین ہے کہ حارث بن عبد اللہ ہمدانی
اعور بڑے تابعین کے طبقے مین سے ہے اوس مین ضعف تہا ابو زہیر اوسکی کنیت ہے اور علی و ابن مسعود
روایت کرتا ہے شعبہ نے کہا ہے کہ ابن اسحاق نے اوس سے کل چار حدیثین سنی ہین اور شعبی کا قول ہے
کہ اس امت مین کسی پر اس قدر جھوٹ نہین کہا گیا ہے جتنا علیؓ پر کہا گیا ہے اور ایوب کا قول ہی کہ امام
ابن سیرین کی رائے تھی کہ جو احادیث حضرت علیؓ سے روایت کی جاتی ہین عموماً بے اصل ہین مگر جنکی روایت
ابن مسعود کے صحابہ نے کی ہے لہذا مصنف نے حارث کی صفائی ثابت کرنیکا قصد کیا اور اپنے شاگرد کی زبان سے اردو مین کہا کہ
(حارث کی نسبت بعض محدثین نے ضعف کا اطلاق بوجہ تشیع کیا ہی مگر اونکی شیعیت کا الزام کسی کتاب سے اور کسی عقیدہ سے
ثابت نہین پس جبکہ شیعیت کا الزام برطرف ہوا اور وہی وجہ ضعیف تھی تو حارث ثقہ ہوگئے کیونکہ
اذا فات الشرط فات المشروط انتہی اور جبکہ ہم نے ثقات کی جرح جو حارث کے بارہ مین نقل کردی

كالامام ابن سيرين والشعبي وسفيان وابن حبان وشعبة وغيرهم لا يخفى على الماهرين
ضعف ما تكلم به وسخافة ما تفوه به المصنف في هذا القول في مقابلة هؤلاء الجهابذة
لانه جعل جهله باحوال الحارث دليلا على برائته من الشيعة والكذب وجعل عدم
علمه علما بلا حواله فتوجه عليه ما قاله مولنا انار الله سبله تعالى وابقاه في
رسالة الكلام الموضوع فيما يتعلق بالحديث الموضوع بالهندية (محدثين جو قواعد جرح و
تعدیل کے مقرر کئے ہیں مدار اون کا تجربہ اور وجدان پر ہے اسیوجہ سے اس بابت روایتین مین اختلاف
الحاصل اس سے صاف معلوم ہوا کہ قدماء محدثین نے اپنے اپنے اجتہاد کے موافق قاعدے ٹھہرائے اور بسبب
وجدان اپنے جرح وتعدیل کی اور متاخرین نے اپنے اپنے معتقد علیہ کی تقلید کرکے ہر ایک پر حکم لگائے اور
اپنے وجدان یا تقلید کیوجہ سے ہر ایک کی نسبت جس قسم کا اعتقاد رکھتے تھے اوسپر قایم رہے حالانکہ
محدثین کے نزدیک مسلم ہے کہ تعدیل بعد جرح کے مفید نہین چنانچہ تدریب الراوی مین امام سیوطیؒ نے
قول خطیب کا نقل کیا ہے ترجمہ اوس کا یہ ہے یعنی جو لوگ کہتے ہین کہ اگر معدلین اگر زیادہ ہون اور جارحین
کم تو معدلین کا قول معتبر ہے سو یہ اونکی خطا ہے اسلئے کہ جو علت جارحین نے قایم کی ہے معدلین نے اوسکے
قایم ہونے کی خبر نہین دی اور اگر دی ہے تو وہ گواہی نفی کی ہوگی اور نفی کی گواہی باطل ہے انتہی اس سے یہ بات
ثابت ہوئی کہ قدمائے محدثین نے اگر کسی پر جرح کی ہو اور اوسی شخص کی متاخرین سے کسی نے تعدیل کی
تو یہ تعدیل تقلیدًا ہوگی نہ تحقیقًا اس لیے کہ اگر معدلین کو درجہ شہود مین قایم کرین تو بھی یہ شہادت نفی کی ہوگی
جو باطل ہے خصوصًا مقابلہ مین شہادت اثبات کی جو عدول نے دی ہے انتہی) مما تشبث به في
تزكية الحارث من قوله اذا فات الشرط فات المشروط لا ينبغي ان يلتفت اليه لان
فوت الشرط في الحارث ليس بثابت بالبرهان ولا بالوجدان بل نقيضه وهو وجود الشرط مصرح
ومبين بتصريح الثقات ويأباه الحري بالقبول والاذعان ولله المنة والاحسان
وعليه الاعتماد والتكلان

جیسے امام ابن سیرین وشعبی وسفیان ثوری وابن حبان وشعبہ وغیرہ تو اب ماہرین پر مخفی نہیں کہ مصنف کا
یہ قول مخفی نہیں رہا کہ مصنف کا یہ قول بمقابلہ اون اکابر کے نہایت ضعیف وسخیف ہے اسوجہ سے کہ مصنف نے
اپنی لاعلمی کو حارث کے احوال سے اوسکی صفائی پر کذب وتشیع سے دلیل بنایا ہے اور اپنے عدم علم کو
اوسکے احوال کا علم قرار دیا ہے پس صادق آگیا مصنف پر جو کچھ مولانا انوار اللہ سلمہ اللہ تعالی وابقاہ
نے اپنے رسالہ الکلام الموضوع فیما یتعلق بالحدیث الموضوع میں اردو زبان میں لکھا ہے "محدثین نے جو
قواعد جرح وتعدیل کے مقرر کئے ہیں مدار اون کا تجربہ اور وجدان پر ہے اسی وجہ سے اہل بدعت سے
روایت لینے میں اختلاف ہے الحاصل اس سے صاف معلوم ہوا کہ قدمائے محدثین نے اپنے اجتہاد کے
موافق قاعدے ٹھیرائے اور بحسب وجدان اپنی جرح وتعدیل کی اور متاخرین نے اپنے اپنے معتقد علیہ
کی تقلید کرکے ہر ایک پر حکم لگائے اور اپنے وجدان بالتقلید کیوجہ سے ہر ایک کی نسبت جس قسم کا اعتقاد
رکھتے تھے اوسپر قایم رہے حالانکہ محدثین کے نزدیک مسلم ہے کہ تعدیل بعد جرح کے مفید نہیں چنانچہ تدریب
الراوی میں امام سیوطی نے قول خطیب کا نقل کیا ہے ترجمہ اوسکا یہ ہے یعنی جو لوگ کہتے ہیں کہ معدلین اگر
زیادہ ہوں اور جارحین کم تو معدلین کا قول معتبر ہے سو یہ اونکی خطا ہے اس لئے کہ جو علت جارحین نے قایم
کی ہے معدلین نے اوسکے نہ ہونے کی خبر نہیں دی اور اگر دی ہے تو وہ گواہی نفی کی ہوگی اور نفی کی گواہی
باطل ہے انتہی اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ قدمائے محدثین نے اگر کسی پر جرح کی ہو اور اوسی شخص کی متاخرین
سے کسی نے تعدیل کی تو یہ تعدیل تقلیداً ہوگی نہ تحقیقاً اس لئے کہ اگر معدلین کو درجۂ شہود میں قایم کریں تو بھی شہادت
نفی کی ہوگی جو باطل ہے خصوصاً مقابلہ میں شہادت اثبات کی جو عدول نے دی ہے انتہی" پس یہ جو مصنف نے
حارث کی تزکیہ کے باب میں اپنے قول اذا فات الشرط فات المشروط کو دستاویز بنایا ہے قابل التفات
نہیں ہے اس لئے کہ شرط کا فوت ہونا حارث کے باب میں نہ برہان سے ثابت ہے نہ وجدان سے بلکہ
اوسکا نقیض کہ وجود شرط مصرح ومبین ہے ثقات کی تصریح وبیان سے کہ جو قابل قبول واذعان ہے اور

خدا کا شکر واحسان ہے اور اوسی پر اعتماد والتکلان ہے

قال فضل الايمان بحساب الاجمل

قال الله المتعال فی سورة الحديد (والذين امنوا بالله ورسله اولئك هم الصدقون)
وقال فی سورة التوبة (وعد الله المؤمنين والمؤمنت جنت تجری من تحتها الانها
خلدين فيها ومساكن طيبة فی جنت عدن ورضوان من الله ذلك هو الفوز العظيم)
وقال فی سورة الفتح (ليدخل المؤمنين والمؤمنت جنت تجری من تحتها الانها خلدين فيها
ويكفر عنهم سيئاتهم وكان ذلك عند الله فوزا عظيما) قال الحافظ البلاذری حدثنا
الحسن بن علی بن محمد بن علی بن موسی بن جعفر ابو السيد المحجوب امام عصره قال
ثنی علی بن محمد التقی قال ثنی ابی محمد بن علی قال ثنی ابی علی بن موسی الرضی قال ثنی
ابی موسی بن جعفر الكاظم قال ثنی ابی جعفر بن محمد بن الصادق قال ثنی ابی محمد
بن علی الباقر قال ثنی ابی علی بن الحسين زين العابدين قال ثنی ابی الحسين بن علی
سيد الشهداء قال ثنی ابی علی بن ابی طالب سيد الاولياء قال ثنی محمد بن عبد الله
سيد الانبياء صلی الله عليه واله وسلم قال ثنی سيد الملئكة قال قال الله سيد
السادات انی انا الله لا اله الا انا من اقر لی بالتوحيد دخل حصنی ومن دخل
حصنی امن من عذابی ورواه منجهة البلاذری الحافظ العلامه مسند
نيسابور ابو طاهر محمد بن احمد محمش الزيادی والحافظ ابو صالح احمد بن عبد الملك
النيسابوری المؤذن ثم المحدث ابو طاهر عبد السلام بن ابی الربيع الحنفی ثم المحدث
سعيد الدين محمد بن مسعود الفارسی الكاذرونی ثم الحافظ ابن الجزری فی اسنی
المطالب وغلط فی سند الائمة بعض من دون الحافظ ابی صالح ممن ليس من اهل
المعرفة والمسطر هو المحرر قال ابن الجزری كذا وقع هذا الحديث بهذا السياق
من المسلسلات السعيد به والعهدة فيه علی البلاذری (قلت) هو احد الرواة

ذکر ما صنف فضیلت ایمان مجمل باللہ اجمل کی

فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ حدید میں (اور جو لوگ کہ خدا اور اوس کے رسولوں پر ایمان لائے وہی ہیں
صدیق) اور فرمایا سورۂ توبہ میں (وعد اللہ) فرمایا اللہ نے مومنین و مومنات سے جنتوں کا کہ جن کے تلے
نہریں جاری ہیں ہمیشہ رہینگے اون میں اور وعدہ کیا اچھے مکانوں کا ہمیشہ رہنے کے باغوں میں اور رضامندی بہت
بڑی خوشنودی اللہ کی یہ ہے بڑی کامیابی) اور فرمایا سورۂ فتح میں (تاکہ داخل کرے مومنین و مومنات
کو ایسے باغوں میں کہ اون کے تلے نہریں جاری ہیں ہمیشہ رہینگے اون میں اور دور کر دیوے اون کی
برائیوں کو اور ہے یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی) روایت ہے کہ حافظ ابو نعیم نے کہا بیان کیا مجھ سے حسن بن علی
بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر علیہم السلام نے کہ یہ امام تھے کہ بیان کیا باپ نے میرے علی
بن محمد تقی نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے باپ محمد بن علی نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے باپ علی بن موسیٰ رضا
نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے باپ موسیٰ بن جعفر کاظم نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے باپ جعفر بن محمد صادق نے کہا
بیان کیا مجھ سے میرے باپ محمد بن علی باقر نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے باپ علی بن حسین زین العابدین نے کہا بیان کیا
مجھ سے میرے باپ حسین بن علی سید الشہداء نے کہا بیان کیا مجھ سے میرے باپ علی بن ابی طالب سید الاولیاء نے کہا بیان کیا مجھ سے محمد بن عبد اللہ
سید الانبیاء صلعم نے کہا بیان کیا مجھ سے جبرئیل سید الملائکہ نے کہا فرمایا حق تعالیٰ سید السادات نے
کہ میں خدا ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں جس نے میری وحدانیت کا اقرار کیا میرے قلعہ میں
داخل ہو گیا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہو گیا میرے عذاب سے محفوظ رہا اسکی روایت کیا اوسی
کی جہت سے حافظ علامہ مسند نیشاپور ابو طاہر محمد بن احمد شحامی نے پھر ابو صالح احمد بن عبد الملک
نیشاپوری موذن نے پھر حافظ ابو محمد عبد السلام بن ابی الربیع حنفی نے پھر حافظ سید الدین محمد بن سعید
فارسی کازرونی نے پھر حافظ ابن جوزی نے اسنی المطالب میں اور امام احمد کی مسند میں علی کی جہت سے مذکور
نا واقفوں نے بجز حافظ ابو صالح کے اور جو لکھا گیا ہے وہی ہے کہا ابن جوزی نے اسی طرح واقع ہے حدیث
اسی سیاق سے مسلسلات سعیدیہ میں اور زیادہ ہو گیا بلا واسطہ کا پس ہے (میں کہتا ہوں) کہ یہ الفاظ ایک

اتقانا في عصره بل وحيد الحفاظ الاتقانا في عصره الحسن الحسن قال الحافظ ابو عبد الله
الحاكم في تاريخ نيسابور كان واحد عصره في الحفظ والوعظ وكان يكثر التقلب في نيسابور
يكون له في كل اسبوع مجلسان عند شيخي الملك ابي الحسن العلوي وابي نصر العبدوي و
كان شيخنا ابو علي الحافظ ومشايخنا يحضرون مجالس وعظه ويفرحون بما يذكره على
رؤس الملأ من الاسانيد ولم ارهم قط غمزوه في اسناد او اسم او حديث سمع محمد بن
ايوب البجلي وتميم بن محمد الحافظ وعبد الله بن محمد بن شيرويه وطبقتهم بخراسان
والعراق وكتب جملة من اسانيد اهل البيت ابي محمد الحسن بن علي بن محمد بن علي بن موسى
الرضا واخرج صحيحا على وضع كتاب مسلم وقال الحافظ ابو سعد بن السمعاني في كتاب
الانساب كان من الفقها والقراء بالحديث ثم ذكر سماعه من جماعة من ائمة الصنعة
بطوس ونيسابور والري وبغداد وذكر كلام الحاكم وقال الحافظ الذهبي في طبقات
الحفاظ في ترجمة الامام الحافظ البارع الطوسي البلاذري الواعظ ثم ذكر كلام الحاكم
مختصرا قلت اين المسند ولا المسند ما ينتقد واخرج ابو نعيم في حلية الاولياء
وابن عساكر وابن النجار عن ابي الصلت ثنا علي بن موسى الرضي ثني ابي موسى بن جعفر
ثني ابي جعفر بن محمد ثني ابي محمد بن علي ثني ابي علي بن الحسين قال ثني ابي الحسين
بن علي ثني علي بن ابي طالب ثنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن جبرئيل
عليه السلام قال الله عز وجل اني انا الله الذي لا اله الا انا فاعبدوني
فمن جاءني منكم بشهادة ان لا اله الا الله بالاخلاص دخل حصني ومن دخل
في حصني امن من عذابي قال ابو نعيم هذا حديث ثابت مشهور بهذا
الاسناد من رواية الطاهرين عن آبائهم الطيبين عليهم السلام وكان بعض سلفنا
من المحدثين اذا روى بهذا الاسناد قال لو قرئ هذا الاسناد على مجنون لافاق

لا يخفى ما فيه هذا وما يخفى من النواصب هو اصحاب السنة الى ... التقية

ثقہ راویوں میں سے ہیں اپنے شہر میں بلکہ وہ اپنے زمانے کے سردار تھے حفاظ حدیث میں یکتا ہے اور کمال
فضل و کمال میں کہا حافظ ابو عبد اللہ حاکم نے تاریخ نیشاپور میں کہ بلاذری اپنے زمانہ کا یکتا تھا حفظ حدیث اور وعظ
گوئی میں اور اکثر نیشاپور میں قیام رکھتا تھا ہر ہفتہ میں اوس کیلئے دو مجلسیں منعقد ہوتی تھیں شہر کے دو محلہ
ابو الحسن مکی و ابو نصر عبیدی کے یہاں اور ہمارا شیخ ابو علی حافظ اور دوسرے ہمارے شیوخ اوس کی
مجلسوں میں حاضر ہوتے تھے اور وہ جو حدیثیں ہمیں سے ذکر کرتا تھا اور ہم کو شیوخ سے
اور ہم نے اون شیوخ کو کبھی نہیں دیکھا کہ اونہوں نے کسی اسناد یا اسم یا حدیث میں اوس پر انکار
ہوں محمد بن ایوب بجلی و تمیم بن محمد و حافظ عبد اللہ بن محمد بن شیرویہ اور اون کے ہم طبقہ لوگوں
خراسان و عراق میں حدیث کیا ہے اور امام اہل بیت ابو محمد حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسی رضا سے
مکہ میں حدیث لکھی ہے اور کتاب مسند کی وضع پر ایک صحیح تصنیف کی ہے اور حافظ ابو سعد سمعانی نے کتاب
الانساب میں لکھا ہے کہ بلاذری حافظ محمد اسعد ابو علی سے حدیث کو ذکر کیا اسم
ایک جماعت سے طوس و نیشاپور و سرخس و بغداد میں اور کلام حاکم کو ذکر کیا اور حافظ ذہبی نے طبقات الحفاظ
میں بلاذری کے ترجمہ میں لکھا ہے امام حافظ بارع طوسی بلاذری واعظ پھر کلام حاکم کو اختصار کر کے ذکر کیا
پس سند و متن اس حدیث کے قابل نہیں ہیں اور روایت کیا ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں پہلے وہاں ... کہا
ابو الصلت ہروی نے بیان کیا ہے علی بن موسی رضا نے کہ بیان کیا مجھ سے میرے باپ موسی بن جعفر نے کہ بیان کیا مجھ سے
میرے باپ جعفر بن محمد نے کہ بیان کیا مجھ سے میرے باپ محمد بن علی نے کہ بیان کیا مجھ سے میرے باپ علی بن حسین نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے
میرے باپ حسین بن علی نے کہ بیان کیا مجھ سے میرے باپ علی بن ابی طالب نے کہ بیان کیا مجھ سے رسول خدا صلعم نے جبرئیل کی طرف سے کہ فرمایا اللہ
عز و جل نے دین ہی اسم ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے پس میری عبادت کرو جو کوئی میرے پاس لا کر لایا میرے پاس ...
گواہی اس امر کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اخلاص سے داخل ہو گیا میرے قلعہ میں اور جو داخل ہو گیا میرے قلعہ میں عذاب سے محفوظ رہا
کہا ابو نعیم نے کہ یہ حدیث ہے کہ اس کی اسناد ثابت و مشہور ہے پاکیزہ لوگوں کی روایت سے اپنے آبا طیبین علیہم السلام سے اور
اور ہمارے سلف محدثین میں سے بعض کا قول تھا کہ جبکہ یہ اسناد ... کہ اگر یہ اسناد مجنون پر پڑھی جاوے تو اچھا ہو جاوے

قال ابو علي احمد بن علي الانصاري اي رادويه عن ابي الصلت وقال ابي احمد بن حرب
سألت الرضا عن الاخلاص فقال الطاعة لله عز وجل طوعا ورغبة الى الله لا
خوفا ورهبة من خلق الله وعن الشيرازي عن علي رفعه قال الله تعالى اني انا
الله لا اله الا انا من اقر لي بالتوحيد دخل حصني ومن دخل حصني امن من عذابي
ولابن النجار عن علي رفعه قال الله تعالى لا اله الا الله كلامي وانا هو فمن قالها دخل
حصني ومن دخل حصني امن من عذابي وقوله تعالى من اقر لي بالتوحيد اي بكل
ما جاء به اسلافه ورسولي ان بلغه خبره وانه رسولي وقال اعظم الفقهاء الاربعة ابو حنيفة
في الفقه الاكبر والايمان هو الاقرار والتصديق وقال في الوصية الايمان اقرار باللسان
وتصديق بالجنان والاقرار وحده لا يكون ايمانا لانه لو كان ايمانا لكان المنافقون
كلهم مومنين وكذلك المعرفة وحدها اي مجرد التصديق لا يكون ايمانا لانها
لو كانت ايمانا لكان اهل الكتاب كلهم مؤمنين قال الله تعالى في حق المنافقين
وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ اي في دعويهم الايمان حيث لا تصديق لهم
وقال في حق اهل الكتاب الذين آتيناهم الكتاب يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ انتهى اقول
بتوفيق الله تعالى وعونه ان المصنف قد عقد هذا الفصل لبيان فضل الايمان المجمل
بل الاجمل وعقد الفصل الذي بعده لبيان فرضه على عكس ما قبلها فانه بين فيه فرض
الايمان الاكمل قبل بيان فضله وهذا من فساد نظم الكتاب ايضا بيان الفضل
قبل الفرض كما فعل في هذا الفصل لا يخلو عن قلب الموضوع لان الفضل صفة والفرض
ركن والركن مقدم طبعا على الصفة فما فعله من تقديم الصفة على الركن مخالف
للتقدم الطبعي وما اخترعه من اقسام الايمان التي هي الاكمل والمجمل والاجمل و
المفصل مع كونها مخالفة لما عليه الجمهور مخالفة للعقل ايضا لان الذي يعتبر

اور بیان کیا ابو علی احمد بن انصاری یعنے اس حدیث کو ابو الصلت سے روایت کرنے والے نے کہا مجھسے
احمد بن رزین نے کہ پوچھا میں نے علی رضا سے اخلاص کو پس فرمایا کہ اللہ عزوجل کی بندگی کرنا خوشی و رغبت سے
طرف خدا کے نہ کہ خلق اللہ کے خوف و دہشت سے اور شیرازی کیطرف منسوب ہے رفع اس حدیث [illegible]
حضرت علی سے کہ فرمایا اللہ تعالے نے میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں جسنے [illegible]
کا اقرار کیا میرے قلعہ میں داخل ہوا اور جو داخل ہوا میرے قلعہ میں میرے عذاب سے محفوظ رہا اور
اور ابن نجار کے طرف منسوب ہے رفع اس حدیث کا حضرت علی سے کہ فرمایا اللہ تعالے نے لا اله الا الله
میرا کلام ہے اور میں اللہ ہوں پس جسنے یہ کلمہ کہا میرے قلعہ میں داخل ہوا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوا امن عذاب سے
محفوظ رہا) اور قول حق تعالے کا (جسنے میرا اقرار کیا وحدانیت کیساتھ یعنی جسنے تصدیق کی کہ محمد میرا رسول اوس کو
لایا ہے اپنی امت میں اگر اوس شخص کو خبر پہونچیگی کہ وہ میرا رسول ہے) کہا امام اعظم فقیہ ربعہ ابو حنیفہ
نے فقہ اکبر میں (اور ایمان صرف اقرار و تصدیق ہے) اور کہا کتاب وصیت میں کہ ایمان زبان سے اقرار
کرنا اور دل سے تصدیق کرنا ہے اور تنہا اقرار ایمان نہیں ہے تنہا اس لیے کہ اگر ایمان ہوتا تو سب منافق
مومن ہوجاتے اور اسی طرح تنہا معرفت یعنی مجرد تصدیق ایمان نہیں ہے اس لئے کہ اگر ایمان ہوتی تو سب
اہل کتاب مومن ہوجاتے فرمایا اللہ تعالے نے منافقون کے حق میں (اور اللہ ہی گواہی دیتا ہے کہ منافق
جھوٹے ہیں) یعنے اپنی دعوے ایمان میں اس لئے کہ ان کو تصدیق نہیں ہے اور اہل کتاب کے حق میں فرمایا
(جن لوگوں کو ہمنے کتاب دی ہی وہ پہچانتے ہیں اوس کو جس طرح کہ پہچانتے ہیں اپنی اولاد کو انتہی) میں کہتا ہوں
خدا کی توفیق اور اوسکی مدد سے کہ مصنف نے اس فصل کو مقدم کیا ہے فضیلت ایمان مجمل بلکہ اجمل کی بیان میں اور اسکو [illegible] فصل کو مقدم
کیا ہے اسکو فرض کی بیان میں برخلاف اسکی ماقبل کے [illegible] ایمان الکل کو [illegible] فصل پہلے بیان کیا ہے اور یہ امر ظلم کرنا ہے کہ فساد ہے اور بیان
فضیلت کو قبل فرض کے [illegible] اس فصل میں کہا ہے [illegible] موضوع سے خالی نہیں ہے اسلئے کہ فضیلت صفت ہے اور فرض [illegible]
صفت سے پس جو کہ مصنف نے صفت کو مقدم کیا ہے تقدم طبعی سے خلاف ہے اور [illegible] ایمان کی قسمیں [illegible] مجمل اور مفصل [illegible]
[illegible] خلاف ہو [illegible] کی مخالف ہیں کیونکہ جمہور کے نزدیک ایمان کی قسمیں فقط مجمل و مفصل [illegible]

عند الجمهور هو تقسيم الايمان الى المجمل والمفصل لا غير واختراع الاكمل والاجمل من
دون ضرورة داعية الى مخالفة الكل من اهل الحق بدعة شنيعة وصنيعة قبيحة
تفضي لصاحبها الى الفضيحة واما مخالفته للعقل فلان الاكمل افضل التفصيل ولابد
من الكامل يزيد هو عليه في الكمال وكذا الاجمل لابد له من الجميل وحيث
لم يذكر في الاقسام بقي تقسيمه غير جامع لجملة الاقسام وخاليا عن اسلوب النظام
اما ما استدل به لاثبات مطلبه في هذا الفصل فهو ابي عن اثباته وتفصيله
انه استدل في الاجمل لا ثلاث ايات وحديثين في هذا الفصل احدهما برواية البلالي
وثانيهما برواية الروي ومتنهما واحد وهو الحديث الالهي الذي وعده ذكره
سابقا في الهوية الاولى اما الاية الاولى فهي ما نقلها عن سورة الحديد هكذا والذين امنوا بالله ورسله
اولئك هم الصديقون فهي غير خالية عن نحو تفصيله لان الايمان بالله ورسله
تفصيل للايمان الشرعي المعتبر في الشرع فالاستدلال بها لاثبات افضل الاجمل من
الايمان غير صحيح الاية الثانية وهي ما نقلها عن سورة التوبة هكذا وعد
الله المومنين والمومنات جنت تجري من تحتها الانهار خلدين فيها الاية انما هي
ناظرة الى فضل المفصل في المجمل لان اللام في الداخلة على المومنين والمومنات للعهد
والمراد من مدخولها الكاملون في صفة الايمان وهم الذين ذكروا قبل هذه
الاية فهذه ايضا ساكتة عن بيان فضل الاجمل والثالثة وهي ما نقلها عن سورة
الفتح هكذا ليدخل المومنين والمومنت جنت تجري من تحتها الانهار الاية
حالها كحال الثانية انها ايضا نازلة في فضل الكاملين ولذا ذكر الله تعالى
في اخرها الفوز العظيم الموعود للذين اكملوا الناس في صفة الايمان فعلم ان الاستدلال
لكل واحدة منها على فضل الاجمل على خلاف التحقيق واما الحديث الالهي الذي مر

اور اکمل و اجمل کی ایجاد بلا ضرورت برخلاف کل اہل حق کے بدعت شنیعہ و حرکت قبیحہ ہے
کہ اپنے فاعل کو رسوا کرتی ہے اور عقل کے مخالف اس وجہ سے ہے کہ اکمل افعل التفضیل کا صیغہ
ہے اور اوس کے لیئے کامل کا وجود ضروری ہے کہ جس سے وہ زاید ہو کمال میں اور اسم
اجمل کے لیے جمیل کا ہونا ضرور ہے اور جبکہ ان دونوں کو اقسام میں ذکر نہیں کیا تو مصنف کی
تقسیم جملہ اقسام ایمان کو حاصر نہوئی اور اسلوب نظام سے خالی رہگئی اور جس دلیل سے مصنف
نے اس فصل میں اپنا مطلب ثابت کیا ہے وہ اوس کا مطلب ثابت کرنے سے عاری ہے بیان
اس کا یہ ہے کہ مصنف نے استدلال میں تین آیتیں اور دو حدیثیں اس فصل میں ذکر کی ہیں ایک بلاذری کی
روایت سے اور دوسری ہروی کی روایت سے اور دونوں کا متن ایک ہے اور وہ حدیث الہی
ہے کہ جس کا وعدہ سابق میں ذکر کیا تھا پس پہلی آیت کہ جس کو سورہ حدید سے اس طرح پر نقل کیا ہے
وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ انتہی اونکی تفصیل ایمان سے خالی نہیں ہے
اس لیئے کہ ایمان خدا پر اور اوس کے رسولوں پر ایمان شرعی ہے کہ جو شرع میں معتبر تفصیل سے پیرا ہے پس آیت
دلیل لانا ایمان اجمل کی فضیلت پر صحیح نہیں ہے اور دوسری آیۃ کہ جسکو سورۂ توبہ سے اس طرح پر نقل کیا ہے
وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا آخر آیت تک ایمان مفصل کی
فضیلت پر دال ہے نہ کی مجمل کی اس لیئے کہ جو لام کہ مؤمنین و مؤمنات پر داخل ہے عہد کا ہے اور مراد اوس
دخول سے وہ مومن ہیں کہ جو صفت ایمان سے کامل ہیں اور وہ لوگ ہیں کہ جن کا ذکر اس آیت سے پہلے ہو چکا
ہے پس یہ آیت بھی ایمان اجمل کی فضیلت بیان سے ساکت ہے اور تیسری آیت بھی کہ جسکو سورۂ فتح سے
اس طرح پر نقل کیا ہے لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ تا آخر دوسری
آیت کی طرح کاملین کی فضیلت میں نازل ہوئی ہے اور اسی وجہ سے حق تعالی نے ان دونوں آیتوں کے آخر
میں فوز عظیم کو ذکر فرمایا ہے کیونکہ ایسے لوگوں کیواسطے موعود ہے کہ صفت ایمان میں کامل ہیں پس
معلوم ہوا کہ مصنف کا دلیل لانا ان تینوں آیتوں سے اوپر ثابت کرنے ایمان اجمل کی فضیلت کے خلاف ہے اور لیکن حدیث الہی جسے

فهذا الموقه وفضل التسنده ومخرجيه بكمال التطويل والتعديل بما لا مزيد عليه ففيه
نظر من وجوه الاول من جهة مخرجيه وهما ابو الصلت الهروي والبلاذري وقد مر
كلامها في بحث الحديث النبوي بانهما ليسا من اهل السنة بل هما من الشيعة الغالية فروايته
لا تقبل عند اهل السنة الثاني من جهة كونه مسلسلا بالائمة العشرة وهذا انما يصح
لو ثبت سماع محمد التقي واستماعه الحديث من والده الامام علي بن موسى الرضى وكونه
آبائه ليس كذلك لان الامران غير مسلمين عند الطائفتين كما مر فكونه مسلسلا با
لائمة العشرة عند اهل السنة والامامية فقصر المحدثون في روايته الحديث ولا العارفون
في سماعات الائمة الائمة السبعة الاول ولما تركوا سماعهم من الثلاثة الاخيرة
الثالث كونه مسلسلا ايضا غير مسلم لان المسلسل من الحديث ما يتفق رواته
في الصيغ او الاحوال اتفاق في الصيغ فكما يقول كل واحد منهم حدثنا او اخبرنا
واما الاتفاق في الحالات حدثنا فلان الكوفي اخبرنا فلان الكوفي انبانا فلان الكوفي
او يقال حدثنا فلان واخذ بلحيته قال اخبرنا فلان واخذ بلحيته قال اخبرنا فلان واخذ
بلحيته قال السيد السند في اصول الحديث والمسلسل ما تتابع رجال الاسناد الى
رسول الله صلى الله عليه وعلى الدوام على حالة واحدة انتهى وهذا الحديث لم يثبت اتصاله
من جهة محمد التقي رضي الله عنه بطل كونه مسلسلا ايضا والحديث الذي يقال
لسنده سلسلة الذهب عند المحدثين هو حديث الامام علي بن موسى الرضى عن ابائه
عن النبي صلعم لا ما روى عن اخته كما نقلنا عن ابي اهل البيت فلذلك فجعل
حديث الهروي او البلاذري مسلسلا بالائمة العشرة الكمل كما ارتكبه المصنف
خروج عن اصطلاح المحدثين وايضا طعن عظيم على اولياء الطريقة سيما النقشبندية
وعلى علماء اهل السنة والجماعة بانهم تركوا اكثر طريقة ائمة اهل البيت وما دهم

طرق کو اور سند و رجال سند کی فضیلت کو کمال تطویل و تعدیل سے بیان کیا ہے کہ جس سے زائد بیان کرنا
دشوار ہے پس اوس مین چند وجہ سے نظر ہے پہلے اوس کے راویون کی جہت سے اور وہ دو شخص ہین
ابو الصلت ہروی اور بلاذری اور ان دونون کا بیان حدیث نبوی کی بحث مین گذر چکا ہے کہ یہ دونون
اہل سنت مین سے نہین ہین بلکہ غالی شیعہ ہین پس انکی روایت اہل سنت کے نزدیک غیر مقبول ہے دوسری
نظر حدیث ہذا کے مسلسل بائمہ عشرہ ہونے کی جہت سے ہے اور یہ جب ہو سکتا ہے کہ جب محمد تقی کی
روایت و استماع حدیث اپنے والد امام علی بن موسیٰ رضا سے اور نیز اونکا امام ثابت ہو اور یہ دونون امر
شیعہ سنی دونون گروہون کے نزدیک غیر مسلم ہے چنانچہ گذر چکا پس حدیث ہذا کا مسلسل بائمہ عشرہ ہونا اہل سنت
کے نزدیک باطل ہے ورنہ ہرگز اہل حدیث روایت حدیث مین اور اہل معرفت طبقات شجرون مین پہلے سات
امامون پر بس کرتے اور اخیر سے پیچھے کے تین امامون کو ترک نہ کرتے تیسری نظر حدیث ہذا کا مسلسل ہونا
ہی غیر مسلم ہے اسلیے کہ وہ حدیث مسلسل ہے کہ جس کے راوی صیغون اور حالات مین یکسان ہون صیغون مین یکسان ہونا اسطرح ہے کہ ہر ایک راوی
سے حدثنا یا اخبرنا کہے اور احوال مین یکسان ہونا اسطرح ہے کہ کہا یا بیان کیا ہم سے فلان کوفی نے خبر
دی ہم کو فلان کوفی نے آگاہ کیا ہم کو فلان کوفی نے یا یون کہا جائے کہ بیان کیا ہم سے فلان نے اور اپنی ریش کو
پکڑ لیا کہا کہ آگاہ کیا ہم کو فلان نے اور اپنی ریش کو پکڑ لیا کہا کہ خبر دی ہم کو فلان نے اور اپنی ریش کو پکڑ لیا کہا بسبب اسکے
اصول حدیث مین (؟) اور مسلسل وہ حدیث ہے کہ جسکی سند کے رجال رسول خدا صلعم تک ایک حالت پر موافق ہون انتہی اور حدیث ہذا
کا اتصال جبکہ محمد تقی کی جہت سے ثابت نہین ہے تو اس کا مسلسل ہونا ہی باطل ہوگیا اور جس حدیث کی سند کو اصطلاح
محدثین مین سلسلۃ الذہب کہا جاتا ہے وہ امام علی بن موسیٰ رضا کی حدیث ہے جو بروایت اونکے آبا کے نبی صلعم سے مروی ہے
نہ کہ حکایت جو اون کے والون سے مروی ہے علیہم السلام نے وقعہ اہل بیت سے نقل کر دیا ہے پس یاد رکھنا چاہیے
پس ہروی یا بلاذری کی حدیث کو مسلسل بائمہ عشرہ کہنا قرار دینے مین جیسا کہ مصنف نے ارتکاب کیا ہے
محدثین کی اصطلاح سے خروج ہے اور نیز اولیا کے طریقت خصوصاً قادریہ اور علما کے
اہل سنت و جماعت پر بہت بڑا طعن ہے باینطور کہ ان لوگون نے ائمہ اہل بیت کے طریقے و مذہب کو چھوڑ دیا اور ان

وانما المجتبي لهما او الآخذ لهما منهم هو المصنف لاغير ولذا ادعى بكونه مجدد الدين ومحيا
لعلوم اهل البيت وطريقتهم اجمعين ولو لم يتشبث برواية الهروي او البلاذري مع
كونهما مطعونين عند اهل السنة اجمعين لما تيسر له هذا الادعاء ولما يتاتى طعنه على
الكبراء من المحدثين والاولياء فهذا الذي اوقعه في الورطة الظلماء وجعله كالعمياء
تتيه في الغبراء وتهيم في الصحراء او تطغى في البيداء او تحت الصخرة الصماء ولان كفى للافتخار
وتشهير التجدد في الامصار وتسليم الرواية عن محمد التقي عن ابيه فما الحاجة الى الاقتصار
في الرواية على الائمة العشرة بل نقول حينئذٍ في مقابلته ان لنا حديثا مسلسلا بالائمة
الثلاثين الذين كلهم من اولاد الحسنين رضي الله عنهم اجمعين وبيانه ان في الصواعق
حديثا روى بتخريج المسعودي مسلسلا بالائمة الخمسة هكذا عن موسى الجون عن
ابيه السيد عبد الله المحض عن ابيه السيد الحسن المثنى عن ابيه السيد الحسن
المجتبى عن ابيه سيدنا علي ابن ابي طالب عن رسول الله صلى الله قال ما من احد
يحلف يمينا بجد الله فيها الا استحى عن عقوبته وما من احد حلف يمينا كاذبة نازع
الله تعالى فيها حوله وقوته الا عجل الله له عقوبته قبل ثلاث انتهى وباتصال الشجرة
العالية القادرية النسبية الى هذه الخمسة الكمل يبلغ عدد الائمة الرواة الى الثلاثين
هكذا عن السيد الامام ابراهيم طال الله عمره عن ابيه السيد الامام المصطفى القادري
عن عمه السيد الامام عبد الرحمن المحض عن اخيه السيد الامام سلمان الاقدس
عن ابيه السيد الامام مصطفى عن ابيه السيد الامام زين الدين عن ابيه السيد
الامام محمد درويش عن ابيه السيد الامام حسام الدين عن ابيه السيد الامام
نور الدين عن ابيه السيد الامام ولي الدين عن ابيه السيد الامام زين الدين عن
ابيه السيد الامام شرف الدين عن ابيه السيد الامام محمد المقالع عن ابيه السيد

دونون کو نقل کرنیوالا اور اوسپر عمل کرنیوالا اہل سنت مین صرف مصنف تحفہ ہے اور بس اسیوجہ سے مصنف نے دعوی
کیا ہے کہ مین دین کا مجدد ہون اور اہل بیت کے علوم و طریقے کو زندہ کرنے والا ہون اور اگر مصنف ہروی
و بلاذری کی روایت کو حالانکہ یہ دونون اہل سنت کے یہان مطعون ہین دستاویز بناتا تو یہ دعوے اسکو
نصیب نہ ہوتا اور اس کا طعن کرنے سے محدثین و اولیا پروا نہ ہوتا بس یہی امر ہے کہ جس نے مصنف کو تاریک
بہنور مین گرا دیا ہے اور شب کور کی طرح بنا دیا ہے کہ جو زمین پہ ٹکتی ہے یا جنگل مین سرگردان پھرتی ہے
یا بیابان مین سرگشتی کرتی ہے گہر سے چٹان کے نیچے اور اگر افتخار اور شہرون مین مجدد ہونے کی شہرت
دینے کے واسطے محمد تقی کی روایت کو اون کے بانیان لینا کافی ہے تو روایت کرنے مین دس اماموں پہ
بس کرنے کی کیا حاجت ہے بلکہ ہم اسوقت مصنف کے مقابلہ مین کہتے ہین کہ ہمارے پاس ایک حدیث ایسی ہے
کہ تیس اماموں سے مسلسل ہے کہ جنہین سب کے سب حسنین کی اولاد سے ہین اور بیان اسکا یہ ہے کہ کتاب تحقیق
مین مسعودی کی روایت سے ایک حدیث پانچ اماموں سے مسلسل اس طرح سے مروی ہے کہ راوی روایت
کی موسی جون نے اپنے باپ سید عبداللہ محض سے انہون نے اپنے باپ سید حسن مثنی سے اونہون نے اپنے باپ
سید حسن مجتبی سے اونہون نے اپنے باپ سیدنا علی ابن ابی طالب سے اونہون نے رسول خدا صلعم سے فرمایا
حضرت نے نہین ہے کوئی شخص کہ کہاوے ایسی قسم کہ جسمین خدا کی عظمت بیان کرے مگر یہ کہ خدا اوٹھا رکھتا ہے اوسکے
عذاب کو اور نہین ہے کوئی شخص کہ کہاوی جہوٹی قسم کہ جسمین لکہوتی تعالی سے اپنی حول و قوت کو مگر یہ کہ خدا اوسپر جلدی کرتا ہے
اوسکو عذاب تین دن سے پہلے انتہی اور شجرہ عالیہ قادریہ نسبیہ کو ملاحظہ کیجئے ان پانچون کاملین کیساتھ اس حدیث کے
راویونکی تعداد تیس تک پہنچ جاتی ہے اسطرح کہ سید امام ابراہیم طال اللہ عمرہ و فی زیدہ کی اپنے باپ سید امام مصطفی قادری سے انہون نے اپنے
چچا سید امام عبدالرحمن محض سے اونہون نے اپنے باپ سید امام سلمان الحسینی سے انہون نے اپنے باپ سید امام علی سے انہون نے اپنے باپ سید امام سلمان سے انہون نے اپنے
باپ سید امام مصطفی سے انہون نے اپنے باپ سید امام زین الدین سے انہون نے اپنے باپ سید امام محمد درویش سے انہون نے اپنے باپ سید امام حسام الدین سے انہون نے اپنے
باپ سید امام نور الدین سے انہون نے اپنے باپ سید امام ولی الدین سے اونہون نے اپنے باپ سید امام زین الدین سے انہون نے
اپنے باپ سید امام شرف الدین سے انہون نے اپنے باپ سید امام محمد شمس الدین سے اونہون نے اپنے باپ سید امام

عبد العزيز عن ابيه السادات امام الائمة الشيخ عبد القادر الجيلاني عن السيد الامام
ابي صالح موسى جنگی دوست عن ابيه السيد الامام عبد الله الجيلي عن ابيه السيد
يحيى الزاهد عن ابيه السيد امام محمد عن ابيه السيد الامام داود عن ابيه السيد
الامام موسى عن ابيه السيد الامام عبد الله عن السيد الامام موسى الجون الى آخره
فهذا السند العالي هو السلسلة الذهبية او سبحة اللآلي اذا قرئ على المبتلي
او على الاصم استمع او على الابكم لتكلم او على المخبوط لسلم او على المجنون لأفاق ولم يتشرف
احد ممن صنف واشتهر ما صنف بالرواية عن هذه الائمة الثلاثين لا اهل السنة
ولله المنة فما هو جوابه عن هذا فهو جوابنا عما تفخر به واغتر بنقله الرابع من جهة
قوله في اثناء السند ابو السيد المحجوب امام عصره بمكة وهذا القول مخدوش من
جهتين الاولى ان كنية الامام الحسن العسكري ابو محمد كما هو مشهور متعارف بين العلماء
لا ما كناه به المصنف اعني ابا السيد المحجوب ففي وضع الثاني مع كونه مخترعا
موضع الاول مع كونه متعارفا اثارة لنائرة الفتنة واثارة للعداوة الكامنة بين
اهل السنة والشيعة وبيانه ان الشيعة تعتقد ان المهدي المنتظر هو السيد
المحجوب لا غير واهل السنة يعتقدون بانه غيره والدليل عليه ما قال الشيخ بن حجر في الصواعق
(والاشهر ان خروج المهدي قبل نزول عيسى وقيل بعده قال ابو الحسن الابري
قد تواترت الاخبار واستفاضت بكثرة رواتها عن المصطفى صلى الله عليه وسلم
بخروجه وانه من اهل البيت وانه يملك سبع سنين وانه يملأ الارض عدلا و
انه يخرج مع عيسى على نبينا وعليه افضل الصلوة والسلام فيساعده على قتل
الدجال بباب لد بارض فلسطين وانه يأم هذه الامة ويصلي عيسى خلفه وحكى
السبكي عن جمهور الرافضة انهم قائلون بانه لا عقب للعسكري وانه لم يثبت الى

عبد العزیز سے جنہوں نے باپ سید السادات امام الائمہ شیخ عبد القادر جیلانی سے انہوں نے اپنے باپ
سید امام ابو صالح موسی جنگی دوست سے انہوں نے اپنے باپ سید امام عبد اللہ جیلی سے انہوں نے اپنے باپ
سید امام یحیی زاہد سے اونہوں نے اپنے باپ سید امام محمد سے انہوں نے اپنے باپ امام عبد اللہ سے
اونہوں نے اپنے باپ سید امام موسی جون سے آخر تک پس یہ سند عالی ہوئی یہانتک زنجیر ہے یا موتیوں کی
تسبیح ہے جبکہ مردہ پر پڑہی جاوے تو جی اوٹھے یا بہرے پر تو سننے لگے یا گونگے پر تو بولنے لگے یا خبطی پر
تو اچہا ہو جاوے یا مجنون پر تو ہوشیار ہو جاوے اور اہل حدیث کے مصنفین مین سے کہ جن کی
تصانیف مشہور ہین کوئی ان تیسون اماموں کی روایت سے مشرف نہین ہوا ہے مگر اہل سنت
کے اور خدا کا احسان ہے پس جو کچہ اس کا جواب مصنف دیگا تو وہی ہمارا جواب ہے اوس
سند سے کہ جس پر مصنف نے افتخار کیا ہے اور اوسکی نقل پر مغرور ہو گیا ہے چوتہی نظر اثنا
عشریہ مین اوسکے قول (ابو السید المحجوب امام عصرہ) کی جہت سے ہے اور یہ قول دو وجہ سے مخدوش
ہے اول یہ کہ امام حسن عسکری کی کنیت ابو محمد ہے جیسا کہ مشہور و متعارف ہے علماء مین مگر وہ جو کہ
ساتھ مصنف یا راوی نے اون سے کنایہ کیا ہے یعنی ابو السید المحجوب پس دوسری کنیت گویا
اختراعی ہے پہلی کی جگہ مین رکہنا با آنکہ پہلی متعارف ہے فتنہ کی آگ کو بہڑکانا ہے اور اوس
عداوت کو ظاہر کرنا ہے جو سنی و شیعہ کے دلون مین مخفی ہے اور بیان اسکا یہ ہے کہ
شیعہ کے اعتقاد مین مہدی منتظر سید محجوب ہی ہین اور بس اور اہل سنت کے اعتقاد مین دوسرے
شخص ہونگے دلیل اس قول کی شیخ ابن حجر کا یہ قول ہے صواعق مین (اور زیادہ مشہور یہ ہے کہ خروج
امام مہدی کا نزول عیسی کے قبل ہوگا اور کہا گیا ہے کہ بعد ہوگا اور ابو الحسن آبری نے لکہا ہے کہ نبی صلعم سے
تواتر اخبار و شہرت روایات سے خروج مہدی ثابت ہے اور یہ کہ مہدی اہل بیت نبوی سے ہونگے اور سات برس تک سلطنت کرینگے اور روئے زمین
انصاف سے بہر دینگے اور اونکا خروج عیسی کے بعد ہوگا پس عیسی قتل دجال مین اون کے معاون ہونگے سرزمین فلسطین با
اور وہ امت کی امام ہونگے اور عیسی اونکے پیچہے نماز پڑہینگے اور یہ کہ زیدیہ کی یہ ہے کہ جمہور روافض کے قائل ہین کہ امام حسن عسکری کے اولاد تہی اور یہ

الى اخر ما قال والحاصل انهم يتنازعون في المنتظر بعد وفاته على عشرين فرقة وان الجمهور غير الامامية على ان المهدي غير حجة قال بعضهم قطعه ما ان للسرهاب ان يا الذ
كلمتم بجهلكم ما انا فعلى عقولكم العفاء فانكم ثلثتم العنقاء والغيلانا انتهى فلما
كان مقصود المصنف تاييد الامامية في باب الاثنى عشر وتقوية قولهم في باب
المهدي المنتظر وتضعيف اهل السنة وتزييف مقالتهم في هذين البابين اخترع
المصنف هذه الكنية في اثناء السند واحال قصتها على الشهرة في الحاشية كما
نقلته في المقدمة كي يتم به المقصود وينطبق العدد على المعدود ولهذا
رده مولانا محمد انوار الله سلمه الله وابقاه في رسالة المرسلة الى المصنف
ثم انك ذكرت فيه السيد المحجوب واحلت قصته على الشهرة وهو الامام المنتظر عند
الشيعة الذين ينتظرون خروجه ايام الساعة المنتظرة والعذر بانك ذكرته في
ضمن الاسناد لا يجدي فانه عن شائبة الريب لا يخلو وهل هو الا تشييد مباني المقصود
كي ينطبق العدد على المعدود فانك اثبت وجود الائمة السبعة في اسناد وزدت
اربعة في اسناد حتى كملت اثنا عشر اماما بزيادة الامام الحسن المجتبى المسلم عند
جميع اهل العلم والاجتهاد وهذا زائد على ما اظهرت في اول الكتاب بل رسالة في
الجملة وهي دسيسة يعرفها المهرة الكملة فانه خصصتهم من سائر الائمة العترة
فكان الامامة عندك فيهم منحصرة وان هذا الا مذهب الرفضة انتهى بقدر الحاجة
الثانية انه قوله امام عصره كلمة يدل دلالة نيرة على ان قائله ليس من اهل السنة
بل هو من الامامية المبتدعة لان الامامية يعتقدون ان العصر لا يخلو عن امام
ولذا قالوا باختفاء السيد المحجوب وبقاء حياته وظهوره عند الساعة المنتظرة
فالقائل بهذا القول لا بد ان يكون الامامية لان كل اناء يترشح بما فيه فلذا قلنا

آون کے آخر قول تک اور حاصل امر یہ ہے کہ شیعون نے باخود با نزاع کی ہے مہدی منتظر کے باب مین حسن عسکری
کے وفات کے بارہ فرقے ہیں اور جمہور غیر امامیہ کے اسپر ہیں کہ مہدی حجت کے غیر ہین بعض اہل سنت یہ قطعہ
شیعہ کے جواب لکھا ہے (مصرع) اب کے لئے وقت نہین آیا کہ جنے اوس شی کو جسکا تمنے اپنی نادانی سے قول کیا
ہے پس تمہاری عقلون پر پردہ پڑ گیا ہے اس لئے کہ تمنے عنقا و غیلان کے سوا تیسری شے بھی ایجاد کی ہے انتہی
پس جبکہ مصنف کا مقصود یہ تھا کہ بارہ اماموں کے باب مین امامیہ کی تائید ہو جائے اور مہدی منتظر کے
باب مین اون کے قول کی تقویت اور اہل سنت کا ضعف اور اون کے کمزوری ان دونوں باتون مین
ثابت کیا جائے تو مصنف نے سند کے درمیان یہ کنیت تراشی اور اوس کا قصہ حاشیہ مین شہرت پر محمول کیا
جیسا کہ ہم مقدمہ مین اوسکو نقل کر چکے ہیں تاکہ اس کنیت سے مقصود تمام ہو جاوے اور عدد ائمہ پر منطبق ہو جاوے اور اسیوجہ
مولانا محمد انوار اللہ نے اوس رسالہ مین کہ مصنف کے پاس بھیجا تھا اوسکو رد کیا ہے اس طرح پر کہ پھر تو نے سند مین
سید محجوب کو ذکر اور اوس کے قصہ کو شہرت کے حوالہ کیا اور یہ امر شیعوں کا ہی عقاید سے ہے کہ جو اوس کے خروج کا
وقت منتظر پر انتظار کر رہے ہین اور تیرا یہ عذر کہ تونے اسکو اختصار سند مین ذکر کیا ہے واضح نہین ہے اور شہرت کی بلاو
خالی نہین ہے یہ تو مقصود کے مکانات کو بلند کرنا ہے تاکہ عدد اپنے معدود پر منطبق ہو جائے اس لئے کہ تو نے
ایک سند مین سات امامونکو ثابت کیا اور چار کو دوسری سند مین بڑھایا یہانتک کہ امام حسن مجتبی کو ملا دیا
جو کہ تمام علماء و مجتہدین کے نزدیک مسلم ہیں بارہ امام پورے ہو گئے اور یہ امر زاید ہے اوس سے کہ تو نے
اس کتاب کے شروع مین ظاہر کیا ہے بلکہ فی الحقیقت اوس کے منافی ہے اور یہ ایک ایسا فریب ہے کہ جسکو ماہرین کاملین
پہچانتے ہین اس لئے کہ تو نے انہین بارہ کو ائمہ عترت مین خاص کر لیا پس گویا امامت تیرے نزدیک انہین بارہ مین
منحصر ہی اور یہی تو رافضیون کا مذہب ہے انتہی بقدر حاجت دوسری وجہ یہ ہے کہ قول مصنف امام عمدہ جملہ صفات
دلالت کرتا ہی اس پر کہ اس قول کا قائل سنی نہین ہے بلکہ وہ امامیہ یا متدینین سے ہے اس لئے کہ امامیہ کا اعتقاد ہے کہ زمانہ امام سے خالی
نہین ہوتا ہی اور اسیوجہ سے امامیہ سید محجوب کے مخفی رہنے اور اون کے بقائے حیات اور رجعت کے منتظر ہین اور انکی ظاہر ہونیکے
قائل ہین پس اس قول کا قائل ضرور امامیہ مین سے ہے اس لئے کہ ہر ظرف سے وہ ٹپکتا ہے جو اوس مین بھرا ہو اسیوجہ سے ہم نے کہا ہے

ان البلاذری الذی هو مخرج هذا الحدیث من الشیعة لا من اهل السنه والا
لما قال بلفظ ابو السید المحجوب امام عصره بملة فی اثناء السند واما تخریج الحدیث
الاٰتی المذکور بالسند المعتبر الماثور عند اصحاب المذهب المنصور اهل السنة والجماعة
وائمتهم الجمهور وهو ما للامامین الجلیلین ابی ذرعة الرازی استاذ الامام مسلم
ومحمد بن اسلم الطوسی عن الامام علی بن موسی الرضی عن ابائه فی فضل هذا السند
قال الامام احمد حنبل لو قرءت هذا الاسناد علی مجنون لبرأ من جنته وایضا یقال له
سلسلة الذهب لکونه ماثورا عن الائمة السبعة من اهل البیت النبوة کما قلته
من الصواعق مفصلا فی السابق فکید المصنف فی هذا الکتاب عجیب واخش من غیره
من المبتدعین حیث روی فی هذا الکتاب حدیثین بسندین احدهما مردود عند
اهل السنة والثانی مقبول فوضع المقبول الاٰتی موضع المردود المروی ووضع
المردود المروی مکان المقبول الاٰتی لیحصل له الاستدلال بکلیهما ولو تیسر له
الاختیار بسندیهما وقد من الله علینا باظهار مکائده ودفع مفاسده فی الدین
وشدائده وکشف معضلات عباراته وزوائده ثم وفقنا بالتوجه التام الی الرد علیه
بالحق وبیان ما تشبث به من الاقوال الردیة والمذاهب الواهیة بالصدق
والله ولی الهدایة ومنه العنایة والاعانة قوله وقال اعظم الفقهاء الاربعة
ابوحنیفة فی الفقه الاکبر والایمان هو الاقرار والتصدیق وقال فی الوصیة الایمان
اقرار باللسان وتصدیق بالجنان والاقرار وحده لا یکون ایمانا لانه لو کان ایمانا
لکان المنافقون کلهم مومنین وکذا المعرفة وحدها ای مجرد التصدیق
لا یکون ایمانا اه اقول بتوفیق الله تعالی وعونه لما صنف هذا الکتاب فی مقابلة
الفقه الاکبر للحنفیة وکان المشهور بین الحنفیة ان الایمان هو التصدیق

بلاذری جو اس حدیث کا راوی ہے شیعی ہے نہ کہ سنی ورنہ ہرگز (الو السیا المجیب الامام عمرہ بمکنہ) کا
اثنا ہے سنا مین نہ کہتا اور لیکن حدیث الہی مذکور کی روایت بسند معتبر جو اہل مذہب منصور سابق
وجماعت اور ماورن کے جمہور امت کے یہان منقول ہے وہ ہے کہ جسکو روا امام جلیل القدر فن
حدیث کے ابو زرعہ رازی استاد امام مسلم و محمد بن اسلم طوسی امام علی بن موسی رضا سے بروایت اونکے
آبا کے نقل کیا ہے اور اسی سند کی فضیلت مین امام احمد حنبل نے کہا ہے کہ اگر تو اس سند کو
مجنون پر پڑھ دے تو اپنے جنون سے اچھا ہوجائے اور نیز اس سند کو سلسلۃ الذہب کہا جاتا
اس لئے کہ یہ منقول ہے اہل بیت نبوت کے سات امامون سے جیسا کہ ہم نے اسکو سابق مین مع تحقیق
سے بہ تفصیل نقل کیا ہے پس مصنف کا مکر اس کتاب مین عجیب تر و فاحش تر ہے دوسرا اہل سنت
سے اس لئے کہ اس کتاب مین دو حدیثین دو روایت سے نقل کی ایک اونمین اہل سنت کے
نزدیک مردود ہے اور دوسری مقبول پس مقبول الہی کو مردود ہروی کی جگہ مین رکھا اور مردود
ہروی کو مقبول الہی کی جگہ مین ذکر کیا تاکہ دونون حدیثون سے استدلال ہوسکے اور دونون کی
سند پر فخر کا موقع ملے اور خدا نے ہم پر احسان فرمایا مصنف کے مکر کا بیان کرنے اور
دین مین اوس کی خرابیان و ختیان دور کرنے اور اوسکی عبارات و زوائد کا حال کھولنے مین
ہمکو توفیق دی اوسکے رد لکھنے مین پوری توجہ کرنے اور اون اقوال ردیہ فاسدہ کے
کو بیان کرتے مین سچے طور پر کہ جن کو مصنف نے دستاویز بنایا ہے اور خدا ہی مالک ہے
ہدایت کا اور اوسی کی طرف سے عنایت و اعانت ہے قول مصنف کا اور کہا امام اعظم فقہا اربعہ
ابو حنیفہ نے فقہ اکبر مین اور ایمان اقرار و تصدیق ہے اور کہا وصیت مین ایمان اقرار زبان سے
اور سچا جاننا دل سے ہے اور تنہا اقرار ایمان نہین ہے اسلئے کہ اگر ایمان ہوتا تو سب منافق ایماندار ہوتے اور
اسی طرح تنہا معرفت یعنی مجرد تصدیق ایمان نہین ہے آخر تک مین کہتا ہون حق تعالی کی توفیق و مدد سے ہرگاہ کہ
یہ کتاب فقہ اکبر حنفی کے مقتدا یا مین تصنیف کی ہوا شرح مین کہا ایمان ابو حنیفہ کے نزدیک معرفت و تصدیق ہے

عند ابی حنیفة والمصنف قد اثبت فی الصدد ان الایمان عند اهل البیت و المحدثین اقرار ومعرفة وعمل فاراد ان یبین مخالفة قول الامام ابی حنیفة لقول الجمهور من اهل السنة فی مسئلة الایمان فلهذا انقل عن الوصیة والفقه الاکبر الحنفی عبارتین یحصل عن مجموعهما ان العمل لیس من الایمان عند ابی حنیفة خلافا لما علیه جمهور اهل السنة من ان العمل داخل فی الایمان واراد ایضا ان یبین ان الامام اعظم موافق لهم فی ان الاقرار داخل فی الایمان ومجرد التصدیق لیس بایمان عنده کما یدل علیه هذان القولان لکنما هو المشهور بین الحنفیة مخالف للتحقیق من مذهبه ولهذا فسر المعرفة فی قول الامام وکذا الذی فی المعرفة وحدها القول له ای مجرد التصدیق وقد بینا فیما مر ان المعرفة شیئ اخر وعند جمهور اهل السنة المعتبر فی الایمان هو التصدیق والمعرفة لیست عندهم بمعتبرة فی الایمان خلافا للمرجئة القدریة فتفسیر المعرفة بالتصدیق خلاف للتحقیق ومستلزم لکون الامام اعظم من المرجئة والمصنف قد وافق ابن تیمیة فی هذا التفسیر اهانة للامام وایذاء لمقلدیه من کافة الانام کما اشار الیه مولانا المولوی ابو الحسنات محمد عبد الحی اللکنوی فی الرفع والتکمیل حیث قال وقد تشبث بعض الشیعة کصاحب الاستقصاء وغیره لقول السلیمانی المذکور فی المیزان فی ان اباحنیفة من المرجئة ولم یعلم انه قول مردود او ما قال عند الجهابذة من اهل السنة واقتدی بهم فی هذا الطعن کثیر من اهل السنة ممن له تعصب وافر وتعنت ظاهر بابی حنیفة ومقلدیه فاوردوه فی معرض معائبه ومثالبه ایذاء لمقلدیه ولا عجب من الشیعة فانهم من اعداء اهل السنة یسبون اکابر الصحابة ویطعنون علی سلف اصحاب الهدایة فما بالک بابی حنیفة وطریقته المرضیة انما العجب من هٰؤلاء الذین

تمام ہے اور مصنف صدر کتاب مین ثابت کر چکا ہے کہ اہل بیت و محدثین کے نزدیک ایمان اقرار و معرفت
وعمل کے مجموعہ سے عبارت ہے پس ارادہ کیا کہ قول امام ابو حنیفہ کی مخالفت کو جمہور اہل سنت کے
قول سے مسئلہ ایمان بیان کرے پس اسیوجہ سے وصیت و فقہ اکبر حنفی سے دو عبارتین نقل کی کہ
دونون کے مجموعہ سے ثابت ہو جائے کہ عمل ایمان کا جزء نہین ہے ابو حنیفہ کے نزدیک بخلاف
جمہور اہل سنت کے کہ اون کے نزدیک عمل ایمان مین سے ہے اور نیز ارادہ کیا کہ یہ امر بھی بیان کر دیوے کہ امام اعظم
جمہور کے اس امر مین موافق ہین کہ اقرار ایمان کا جزء ہے اور تنہا تصدیق امام اعظم کے نزدیک ایمان نہین ہے جیسا
کہ یہ دونو قول مذکور امام کی اس پر دلالت کرتے ہین ایس حقیقت مین جو مشہور ہے امام کے مذہب کی تحقیق سے مخالف ہے
اور اسیواسطے مصنف نے معرفت کی تفسیر قول امام (وكذا الات المعرفة وجدها) مین اپنی قول (ای مجرد
التصدیق) سے بیان کی اور ہم سابق مین بیان کر چکے ہین کہ معرفت اور شی ہے اور جمہور اہل سنت کے نزدیک معتبر ایمان مین تصدیق
ہی ہے اور معرفت اونکے نزدیک ایمان مین معتبر نہین بخلاف مرجئہ قدریہ کے پس معرفت کی تفسیر تصدیق سے خلاف تحقیق ہے
اور مستلزم ہے کہ امام اعظم مرجئہ مین داخل ہو جائین اور مصنف نے اتفاق کیا ہے ابن تیمیہ سے
اس تفسیر مین امام کی اہانت اور اون کے مقلدین کی بڑی جماعت کو ایذا رسانی کے واسطے جیسا کہ
مولانا مولوی ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی نے رفع والتکمیل مین اس کے طرف سلیمانی کے
قول کو جو میزان مین مذکور ہے اس باب مین کہ امام ابو حنیفہ مرجئہ مین داخل تھے اور یہ سمجھا کہ یہ قول
مردود ہے یا تاویل کیا گیا ہے اکابر اہل سنت کے نزدیک اور اس طعن مین شیعہ کے پیرو ہو گئے
بہت لوگ اہل سنت کے جنکو امام اعظم اور اون کے مقلدون کے ساتھ تعصب وافر و سرکشی
ظاہر ہے پس یہ لوگ قول سلیمانی کو امام اعظم کے معائب و قبائح کے محل مین بیان کرتے ہین اور اونکے
مقلدون کی ایذا دہی کیواسطے اور شیعون سے تعجب نہین ہے اس لئے کہ شیعہ اہل سنت کے مشہور
ہین اکابر صحابہ کو گالیان دیتے ہین اور اہل ہدایت کے سلف پر طعن کرتے ہین پھر ابو حنیفہ اور اونکے
پسندیدہ طریقہ پر طعن کرنے مین تجکو کیا تعجب ہے بڑا تعجب تو ان لوگون سے ہے

هم اهل السنة ويدعون انهم من متبعي الكتب والسنة ومع ذلك يطعنون على اول
ائمة الامة وصدر الائمة من غير بصيرة ولا بصارة انتهى فعلم من هذا ان المصنف ايضا
يلبب وينبه العمل على اثار الحساد المتعصبين للامام ابي حنيفة ويدعي ظاهرا موافقته
ونصرته في مذهبه ولابد هنهنا من ان يبين النسبة بين الحنفية واهل السنة
ليتبين كون المصنف من المبتدعين مع ادعائه انه من اهل السنة فنقول ان
سيدنا ومرشدنا السيد عبد الرحمن الافندي رحمه الله تعالى قد صرح في
كتابه الفتح المبين في صفحة (١٢) هكذا (ومنهم من قال ان المراد هنهنا بالحنفية القائلون
بان الايمان هو المعرفة بالله وحده ونحو ذلك من خرافات المرجئة الخالصة ونوعيه
على ما في الرسالة الفخرية ان النسبة بين اهل السنة سواء كان حنفيا او شافعيا
او حنبليا او مالكيا وبين المرجئة الضالة نسبة التباين الكلي والنسبة بين الحنفية
بمعنى المتابعين له اصلا وفرعا بين اهل السنة عموم وخصوص مطلق فكل حنفي
من اهل السنة وليس ان كل اهل السنة حنفي والنسبة بين الحنفية بمعنى مقلديه
في الفروع فقط وهذا المعنى اعم من الاول وبين اهل السنة عموم وخصوص من وجه
فمادتا الافتراق من يكون حنفيا ولا يكون من اهل السنة كالمرجئة الحنفية
والمعتزلة الحنفية ومن يكون من اهل السنة ويكون شافعيا مثلا ومادة الاجتماع من
يكون موافقا لابي حنيفة في الفروع والعقيدة انتهى ثم قال ايضا فيه اذا عرفت هذا
فنقول مفاد عبارة الغنية ان الحنفية الذين هم فرع من فروع المرجئة الضالة
اصحاب ابي حنيفة الذين يقولون ان الايمان هو المعرفة والاقرار بالله ورسوله
وهذا لا ينطبق الا على المعتزلة فيكون هذا المراد من الحنفية المعتزلة سابقا ان
غسان الكوفي كان يحكي مذهبه الخبيث عن ابي حنيفة ويعد نفسه من المرجئة انتهى

کہ سنی ہین اور کتاب وسنت کی اتباع کے مدعی ہین اور اسکے ساتھ طعن کرتے ہین اس امت کے اولین اور
صدر الائمہ پر بالتصریح و بصراحت کما انتہی پس اس سے معلوم ہوا کہ مصنف بھی چیونٹی کی طرح ذلیل چال چلتا
ہے حاسدوں کے نقش قدم پر جنکو امام ابو حنیفہ سے عداوت ہے اور ظاہر مین مدعی ہے اونکی موافقت کا اور اونکی
مذہب کی نصرت کا اور اس مقام مین ضرورت ہے کہ حنفیہ و اہل سنت مین نسبت بیان کیجائے تاکہ مصنف کا
جاہل ہونا ظاہر ہو جاے باوجود اسکے مدعی ہے اسبات کا کہ مین سنی ہون پس ہم کہتے ہین کہ ہمارے سردار و مرشد
عبد الرحمن افندی نے خدا سلامت رکھے اونکو اپنی کتاب فتح المبین کے صفحہ ۱۲ مین اسطرح تصریح فرمائی ہے
اور بعض نے اون مین سے کہا ہے کہ مراد حنفیہ سے اس مقام مین وہ لوگ ہین جو قائل ہین کہ ایمان صرف
خدا کی معرفت کا نام ہے اور اسکے سوا جو کچھ ہے مرجیہ خالصہ کی خرافات ہین اور اسکی توضیح جسطور پر کہ رسالہ قہریہ
مین مذکور ہے یہ ہے کہ نسبت اہل سنت مین حنفی ہون یا شافعی یا مالکی یا حنبلی اور مرجیہ خالصہ مین تباین کلی کی
ہے اور نسبت حنفیہ مین یعنی پیروی کرنیوالے امام ابو حنیفہ کے اعتقادات و مسائل فرعیہ مین اور درمیان
اہل سنت کے عموم و خصوص مطلق کی ہے اور نسبت درمیان حنفیہ کے یعنی پیروی کرنیوالے امام ابو حنیفہ
کے فقط مسائل فرعیہ مین اور یہ معنی عام ہین پہلے سے اور درمیان اہل سنت کے عموم خصوص
من وجہ کی ہے پس دو مادے افتراق کے وہ لوگ ہین کہ حنفی ہین اور اہل سنت سے خارج
ہین جیسے کہ مرجیہ حنفیہ و معتزلہ حنفیہ اور وہ لوگ ہین کہ اہل سنت سے ہین اور مثلا شافعی ہین
اور مادہ اجتماع کا وہ لوگ ہین کہ مسائل فرعیہ و اعتقادیہ مین امام ابو حنیفہ کے موافق ہین انتہی
پھر اوسی کتاب مین کہا ہے (جبکہ تو نے اوسکو معلوم کر لیا پس ہم کہتے ہین کہ قہریہ
کی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ حنفیہ جو کہ مرجیہ خالصہ کی ایک شاخ ہین امام ابو حنیفہ کے
متعلق ہین جو کہ کہتے ہین ایمان معرفت خدا و رسول و اقرار کا نام ہے اور یہ قول
غسانیہ ہی پر چسپان ہے پس یہی مراد ہے حنفیہ سے اسلئے کہ سابق مین تمکو معلوم
ہو چکا ہے کہ غسان کوفی اپنے مذہب خبیث کو امام ابو حنیفہ سے نقل کرتا تھا اور مثل ہوا خواہ کیطرح مرجئین تاکہ رواج پاوے انتہی اوسکی تائید کرتا

وفي الملل والنحل ومن العجب ان غسان كان يحكي عن ابي حنيفة رحمه الله مثل
مذهبه ويعده من المرجئة ولعله كذب ولعمري كان يقال لابي حنيفة واصحابه
مرجئة السنة وعده كثير من اصحاب المقالات من جملة المرجئة ولعل السبب فيه
انه لما كان يقول الايمان هو التصديق بالقلب وهو لا يزيد ولا ينقص ظنوا به انه يؤخر
العمل عن الايمان وله سبب آخر وهو انه كان يخالف القدرية والمعتزلة الذين ظهروا
في الصدر الاول والمعتزلة كانوا يلقبون كل من خالفهم في القدر مرجئا وكذلك الوعيدية
من الخوارج فلا يبعد ان اللقب انما لزمه من فريقي المعتزلة والخوارج والله اعلم انتهى
واما نحن فنقول ان المصنف قد افترى على الامام الاعظم افتراء عظيما بكونه من
المرجئة الغسانية حيث فسر المعرفة في قوله بالتصديق لانه يلزم منه ان المعرفة و
التصديق عنده بمعنى واحد والمعرفة وحدها بدون الاقرار وحده ليس بايمان عنده
كما صرح به في الوصية فلزم منه ان يكون مجموع المعرفة والاقرار ايمانا عنده وهو
عين مذهب الغسانية المرجئة وهذا انما لزم من تفسير المصنف المعرفة بالتصديق
و واخذ عليه في هذا القول بان المراجعة الى الفقه الاكبر وكتاب الوصية فان كانت
العبارة فيهما هكذا وكذلك المعرفة وحدها لا يكون ايمانا فلا غبار عليه ولكن تفسير
المعرفة بقوله (اي مجرد التصديق) بهتان على ابي حنيفة وصرف له عن مذهبه
لان مجرد التصديق عنده ايمان كما هو مصرح في متون العقائد فهذا التفسير توجيه
الكلام بما لا يرضى به قائله ويفضي الى السفسطة . قال وفرض الايمان
الاجمل فالمجمل قال الله تعالى آمنوا بالله ورسوله ولابن جرير في التفسير عن علي
قال الايمان منذ بعث الله آدم شهادة ان لا اله الا الله والاقرار بما جاء من عند الله
لكل قوم ما جاءهم من شريعة ومنهاج فلا يكون المقر تاركا ولكنه مضيع وقال الله

جو کہ ملل و نحل میں مذکور ہے کہ (عجیب ہے کہ غسان امام ابو حنیفہ سے ایسے مذہب کو نقل کرتا ہے اور اوسکو مرجیہ میں
شمار کرتا تھا اور غالبا یہ قول اوسکا جھوٹ تھا اور بجز اسکے کہ ابو حنیفہ اور انکے اصحاب کو مرجیۃ السنۃ کہا جاتا تھا اور اوسکو بہت
سے اہل تصانیف نے بھی مرجیہ کے شمار کیا ہے اور شاید اسکا سبب یہ ہے کہ نزدیک ابو حنیفہ کے یہ ہے
کہ ایمان تصدیق ہے دل سے اور نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ ناقص تو لوگوں نے گمان کر لیا کہ ابو حنیفہ عمل کو ایمان سے
پیچھے کرتے ہیں اور اسکا ایک اور بھی سبب ہے اور وہ یہ ہے کہ ابو حنیفہ خلاف کرتے تھے قدریہ و معتزلہ کا کہ جو ظاہر
صدر اول میں ہوا تھا اور معتزلہ ہر اوس شخص کو کہ قدر میں اونکا مخالف ہوتا تھا مرجی کہتے تھے اور یہی حال ہے
خوارج میں سے فرقہ وعیدیہ کا پس کچھ بعید نہیں ہے کہ یہ لقب امام ابو حنیفہ پر معتزلہ اور خوارج کی طرف سے لازم
ہوا ہے اور خدا زیادہ جاننے والا ہے انتہی اور بعد اسکے جب یہ ثابت ہو چکی تو ہم کہتے ہیں کہ مصنف نے امام اعظم پر بہت بڑا
افترا کیا ہے کہ اونکو مرجیہ میں داخل کر دیا بایں وجہ کہ معرفت کی تفسیر اونکے قول میں تصدیق سے کر دی
اسلئے کہ اس تفسیر سے لازم آتا ہے کہ معرفت اور تصدیق امام کے نزدیک ایک ہی معنی میں اور تنہا معرفت
اور اسی طرح تنہا اقرار اونکے نزدیک ایمان نہیں ہے جیسا کہ وصیت میں اور متون میں انکی تصریح کی ہے پس
اس سے لازم آیا کہ معرفت و اقرار کا مجموعہ اونکے نزدیک ایمان ہے اور یہی مذہب مرجیہ ثانیہ کا ہے
اور بنا مصنف کے معرفت کی تفسیر تصدیق سے کرنے کی وجہ سے لازم آتی ہے پس مصنف پہلے اونکے
اس قول میں موافقہ ہے بایں طور کہ فقہ اکبر و کتاب الوصیت کی طرف رجوع کیا جاوے پس اگر واقع دونوں میں
عبارت اسطرح ہے (وکذلک المعرفۃ وحدھا . لاتکون ایمانا) تو اس کلام پر کچھ غبار نہیں ہے اور لیکن معرفت کی
تفسیر مصنف کے قول لا ای مجرد التصدیق) سے امام ابو حنیفہ پر بہتان ہے اور نہ اونکا اونکے نزدیک صحیح ہے اسلئے
کہ مجرد تصدیق ہی اونکے نزدیک ایمان ہے جیسا کہ عقائد کے متون میں بصراحت بیان کیا گیا ہے پس یہ تفسیر کلام کی ایسی توجیہ
کہ جس سے اوسکا قائل راضی نہیں ہوتا ہے اور اسکا حامل معتقی ہے طرف فساد کی کہا مصنف نے فرمایا ایمان کیا ہے بیچ قول
فرمایا حق تعالیٰ (ایمان لاؤ خدا اور رسول پر) اور ابن جریر کی روایت علی سے ہے کہ فرمایا ایمان جیسا کہ ہمیشہ خدا اوس آدم کو گواہی ایمان کی دی کہ خدا
سوا کوئی معبود نہیں اور اقرار اوس احکام کا جو قوم کو پاس خدا کی طرف سے آئی ہیں پہنچا کچھ شریعت طریقہ اونکو پایا اور تو اونکو سوائے لا الٰہ الا ہو کرنیوالا

تعالى (ليس البر ان تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب ولكن البر من امن
بالله واليوم الاخر والملئكة والكتاب والنبيين) وقال (امن الرسول بما انزل اليه
من ربه والمؤمنون كل امن بالله وملئكته وكتبه ورسله) الى قوله (واليه
المصير) وقال تعالى (يايها الذين امنوا امنوا بالله ورسوله والكتاب الذي نزل
على رسوله والكتاب الذي انزل من قبل ومن يكفر بالله وملئكته وكتبه ورسله
واليوم الاخر فقد ضل ضلالا بعيدا) قال ابو داود الطيالسي في مسنده انبا
شعبة عن منصور عن ربعي بن حراش عن علي بن ابي طالب قال قال رسول الله صلى
الله عليه واله وسلم لا يؤمن عبد حتى يؤمن باربع يشهد ان لا اله الا الله واني
رسول الله بعثني بالحق ويؤمن بالموت ويؤمن بالبعث بعد الموت ويؤمن بالقدر
وعن ابي داود اخرجه الترمذي في جامعه عن محمود بن غيلان عنه) فقوله ويؤمن
بالموت ويؤمن بالبعث اي يكون ايمانه بالموت مقرونا بالايمان بالبعث فان كثيرا
من الكفار لا يؤمنون بالبعث ويزيده وضوحا الرواية الاتية وانه سيبعث من
من بعد الموت وفيه ايضا انه لا بد من الموت قبل البعث وان طالت الحيوة فافهم
ولا تتوهم وقال احمد في المسند ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة فذكره به لا يؤمن عبد
حتى يؤمن باربع حتى يشهد ان لا اله الا الله واني رسول الله بعثني بالحق ويؤمن
بالموت ويؤمن بالبعث بعد الموت ويؤمن بالقدر وكذا اخرجه عثمان بن ابي شيبة
وجعفر الفريابي في القدر وابن ماجه وابو يعلى والحاكم هكذا رواه الطيالسي و
وغندر عن شعبة به وكذا رواه جرير وزائدة وشريك عن منصور به وجعله
الترمذي اصح من حديث النضر بن شميل عن شعبة عن منصور عن ربعي عن
رجل عن علي قال هكذا روى غير واحد عن منصور عن ربعي عن علي وعليه البغوي

حق تعالی نے نیکی یہی نہیں ہے کہ تم اپنا رخ بیت المقدس یا کعبہ کی طرف کرو لیکن نیک وہ شخص ہے
کہ ایمان لایا خدا پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں و کتابوں و نبیوں پر) اور فرمایا (ایمان لایا رسول
اوس کتاب پر کہ اوسکی طرف اوتاری گئی اوسکے رب کی طرف سے اور سب ایمان والے ہر ایک ایمان
لایا خدا پر اور اوسکے فرشتوں و کتابوں و رسولوں پر) اوسکے قول (اور اوسی کی طرف لوٹنا ہے) تک اور
فرمایا اے ایمان والو ایمان لاؤ تم خدا پر اور اوسکے رسولوں پر اور اوس کتاب پر جو اوتاری گئی اوسکے
رسول پر اور اوس کتاب پر جو اوتاری گئی پہلے سے اور جس نے کفر کیا خدا سے اور اوسکے فرشتوں و
کتابوں و رسولوں و قیامت کے دن سے پس وہ بہک گیا دور کا بہکنا) کہا ابو داؤد طیالسی نے اپنے
مسند میں کہ ہمکو خبر دی شعبہ نے منصور سے اونہوں نے ربعی بن حراش سے اونہوں نے علی بن ابی طالب سے
کہا کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے نہیں مومن ہوتا ہے بندہ یہانتک کہ ایمان لائے چار پر گواہی دے کہ خدا کے سوا کوئی
معبود نہیں ہے اور میں خدا کا رسول ہوں مجھکو حق کے ساتھ بھیجا ہے اور ایمان لائے موت پر اور ایمان لائے مرنے کے بعد اوٹھنے
اور ایمان لائے تقدیر پر اور ابو داؤد کی روایت کہ جسکو ترمذی نے اپنی جامع میں محمود بن غیلان سے روایت کیا ہے اونہوں نے
علی سے یہی قول حضرت کا (اور ایمان لاوے مرنے پر اور ایمان لاوے اوٹھنے پر یعنی بعث پر ایمان اوسکا مرنے کے بعد ہوا ایمان
بعث کے ساتھ کہ بعث کا ذکر اوٹھنے پر ایمان میں لائے ہیں اور اسکو زیادہ واضح کرتی ہے وہ روایت کہ آئی ہے اور اسپر کہ وہ مرنے
پر اور پھر اوٹھایا جائیگا مرنیکے بعد) اور اوس روایت میں یہی ہے کہ موت کا ہونا ضروری ہے اوٹھنے سے پہلے اگرچہ زندگی دراز ہو لیکن تو بھی
اور موت کو اور کہا اسکے بعد اپنی مسند میں بیان کیا ہے محمد بن جعفر نے کہ بیان کیا ہمسے شعبہ نے پس ذکر کیا حدیث کو مسند ذکور
نہیں مومن ہوتا ہے بندہ یہانتک کہ ایمان لاوے چار پر یہانتک کہ گواہی دے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں خدا کا رسول ہوں مجھکو حق کے
ساتھ بھیجا ہے اور ایمان لاوے موت پر اور ایمان لاوے مرنے کے پیچھے اوٹھنے پر اور ایمان لاوے تقدیر پر اور اسی طرح روایت کیا اس حدیث کو عثمان
بن ابی شیبہ نے جو ہمارے نزدیک ثقہ ہیں اور ابن ماجہ و ابو یعلی و حاکم نے اسی طرح روایت کیا اسکو اور غندر نے شعبہ سے روایت کی اور ترمذی نے اسکو زیادہ صحیح فرمایا
اور اسی طرح روایت کیا نضر بن شمیل نے شعبہ سے اونہوں نے منصور سے اونہوں نے ربعی سے اونہوں نے ایک مرد سے روایت
کیا علی سے اسی طرح روایت کیا ہے ایک گروہ نے منصور سے اونہوں نے ربعی سے اونہوں نے علی سے اور یہی قول ثوری کا ہے

وقال احمد ثنا وكيع ثنا سفيان عن منصور عن ربعي عن رجل عن علي وهي دون الرجل
سلسلة الائمة وكذا رواه البغوي عن يعلى بن عبيد وعبيد الله بن موسى وابي نعيم
عن سفيان زاد عبيد الله خيره وشره وسفيان عن منصور احفظ من جرير عنه
كما ذكره ابن المبارك وكذا روى جعفر الفريابي عن عبد الله وعثمان ابني ابي شيبة
عن ابي الاحوص سلام بن سليم عن منصور عن ربعي من بني اسد عن علي رفعه اربع
لن يجد احد طعم الايمان حتى يؤمن بان لا اله الا الله وحده لا شريك له واني
رسول الله بعثني بالحق وانه ميت ثم مبعوث من بعد الموت ويؤمن بالقدر كله
وكذا روى الفريابي عن عبيد الله بن معاذ عن ابيه عن شعبة والحاصل ان شعبة في رواية
الطيالسي وغندر رواه عن منصور ورواه شعبة في رواية النضر بن شميل ومعاذ
بن معاذ عن منصور عن ربعي عن رجل عن علي وكذا رواه سفيان وسلام
بن سليم عن منصور وزيادة الثقة مقبولة فكيف بزيادة الثقات وهو من باب
المزيد في متصل الاسانيد فيحمل على ان ربعيا سمعه اولا من رجل عن علي ثم سمعه
من علي فرواه مرة كذا وتارة كذا كما وعاه ايتاء لكل ذي حق حقه وان كان ابهم
الاسم الرجل فالرجل وان جهل فلحديثه متابعات وشواهد هو فيها متعاضد فقوله
عليه السلام بعثني بالحق يتضمن الايمان بكل ما جاء به ومنه الايمان بالملائكة
والكتب والرسل وسيؤثر من خبر آخر ان شاء الله تعالى وهذه الاحاديث
صريحة في ان الايمان هو الايقان بالشهادة لا يدخل فيه العمل وانما العمل من
الاسلام وكما يرشد عليه قوله تعالى قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولكن
قولوا اسلمنا ولما يدخل الايمان في قلوبكم ويشهد به حديث جبرئيل عليه
السلام وهو اعظم حجة في المسئلة حديث اخرجه ابن مردويه بسند صحيح والبزار

اور کہا احمد نے بیان کیا ہے مجھے وکیع نے کہ بیان کیا ہے سفیان نے منصور کی روایت سے اونہوں نے ایک مرد سے روایت علی سے اور یہ
کل روایت بغیر اوس مرد کے امام سے کہ بیچ سلسلہ میں ہیں اور ایسا ہی روایت کیا اوسکو بغوی نے علی بن جعد و عبید اللہ بن موسی و ابو
نعیم سے اونہوں نے سفیان سے عبید اللہ نے زیادہ کیا ہے (اوسکے خیر اور اوسکے شر پر) اور سفیان کی روایت منصور
سے صحیح تر ہے غیر کی روایت سے جو منصور سے کیگئی ہے جیسا کہ اسکو ابن مبارک نے ذکر کیا ہے اور ایسا ہی روایت کیا
جعفر فریابی نے عبد اللہ و عثمان ابی شیبہ کے دو بیٹوں سے اور اونہوں نے ابو الاحوص سلام بن سلیم سے اور اونہوں نے منصور سے اونہوں نے
ربعی سے انہوں نے ایک بنی اسد کے مرد سے روایت علی سے کی ساتھ اسکے کہ چار امور ہیں کہ ہرگز کوئی شخص ایمان کا مزہ نہ پاویگا یہانتک کہ ایمان لاوے
یہ کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اوسکا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ میں خدا کا رسول ہوں مجکو حق کے ساتھ بھیجا ہے اور یہ کہ وہ شخص مرنے کے بعد
پہر مرنے کے بعد اوٹھایا جاویگا اور ایمان لاوے کل تقدیر پر اور ایسا ہی روایت کیا فریابی نے عبید اللہ بن معاذ سے اور اونہوں نے اپنے باپ
شعبہ سے اور حاصل یہ ہے کہ شعبہ نے خطا کی اور غندر کی روایت میں اسکو روایت کیا ہے منصور سے اور اونہوں نے ربعی سے اور اونہوں نے
علی سے اور اسی طرح اسکو روایت کیا ہے یزید زائدہ و شریک نے منصور سے اور روایت کیا اسکو شعبہ نے نضر بن شمیل و معاذ بن
معاذ کی روایت میں منصور سے اونہوں نے ربعی سے اونہوں نے ایک رجل سے روایت علی سے اور اسی طرح اسکو روایت کیا
سفیان و سلام بن سلیم نے منصور سے اور ثقہ کی زیادتی مقبول ہے پہر کیا حال ہے ثقات کی زیادتی کا اور وہ متصل ہو
کے باب المزید میں لیں پہر رجل کیا جاویگا کہ ربعی نے اسکو پہلی ایک مرد سے سنا ہے اوسنے علی سے پہر ربعی نے اسکو علی سے سنا ہے لیں ایکبار اسکو اوس مرد سے
روایت کیا اور دوسری بار اسی طرح روایت کیا جیسا کہ اسکو یاد کیا تہا جب ہر ایک کا حق ادا کرنیکے واسطے اور اگر رجل ہی سے اسکو سنا ہے
پس وہ رجل اگر مجہول ہے پر اوسکی حدیث کے لیے بہت متابعات و شواہد ہیں کہ جن سے وہ قوی ہو گئی ہے پس قول حضرت علیہ السلام کا
(مجکو حق کے ساتھ بھیجا ہے) شامل ہے ایمان کو تمام احکام شرعیہ کے اور منجملہ اوسکے ایمان ہے فرشتوں و کتابوں و رسولوں پر اور غیب پر نقل
کیا جاویگا دوسری حدیث سے اگر خدا نے چاہا اور یہ حدیثیں صریح ہیں اس باب میں کہ ایمان مجرد یقین لانا ہے
مع اقرار کے عمل ایمان میں داخل نہیں ہے اور عمل اسلام ہی کا جز ہے جیسا کہ اسکیطرف بہی اشارہ ہے قول حق تعالی کا کہا
عربوں نے ایمان لائے ہم کہدو کہ تم ایمان نہیں لائے لیکن یہ کہو کہ ہم اسلام لائے اور ہنوز تمہارے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا ہے اور اسکی شہادت
دیتی ہے حدیث جبریل علیہ السلام کی اور وہ حدیث بہت بڑی حجت ہے ملک اسلام میں احمد و ابن مردویہ کی حدیث سند صحیح سے اور بزار

ولابي يعلى عن انس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الاسلام علانية والايمان في
القلب ثم يشير بيده الى صدره ثلاث مرات الحديث ولاسحق بن راهويه و
عبد بن حميد في تفسيريهما عن عكرمة قال سئل الحسن مقبله من الشام عن الايمان
فقرأ (ليس البر ان تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب ولكن البر من آمن
بالله واليوم الآخر والملائكة والكتاب والنبيين وآتى المال على حبه ذوي القربى
واليتامى) الاية وكذا روى مجاهد مرسلا عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم ان
ابا ذر سأله عليه السلام عن الايمان فقرأ الاية اخرجه عبد الرزاق في تفسيره
واسحاق وعبد وروي عنه عليه وآله السلام من وجه آخر متصلا عن القاسم
بن عبد الرحمن جاء رجل الى ابي ذر فقال ما الايمان فقرأ عليه هذه الاية فقال الرجل ليس
عن البر سألتك فقال جاء رجل الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فسأله
عما سألتني فقرأ عليه هذه الاية الحديث اخرجه اسحق وعبد وابن مردويه
واخرج ابن ابي حاتم والحاكم وصححه عن ابي ذر انه سأل رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم عن الايمان فتلا هذه الاية ثم سأله فتلاها ثم سأله فتلاها
الحديث، ومعناه ان الايمان هو الايقان بما ذكر ولكنه مقرون بالعمل بما
امر وانه البر والايمان الاكمل ومن هنا قال ابو ميسرة من عمل بهذه الاية فقد
استكمل الايمان اخرجه وكيع وابن ابي شيبة والمنذر ولابن شاهين في
السنة والحاكم في تاريخه والديلمي في مسند الفردوس عن علي رفعه الايمان
والعمل اخوان شريكان في قرن لا يقبل الله تعالى احدهما الا بصاحبه ولابن
شاهين عن محمد بن علي مرسلا الايمان والعمل قرينان لا يصلح كل واحد
منهما الا مع صاحبه ولابي نعيم في الحلية عن محمد بن علي الباقر قال الايمان

اور ابو یعلی کی انس سے اور انہون نے روایت کی نبی صلعم سے کہ فرمایا حضرت نے کہ اسلام کھلا ہوا ہی اور ایمان
دل مین ہے پھر آپ اشارہ کرتے تھے اپنے سینہ کیطرف تین مرتبہ آخر حدیث تک اور اسحاق بن راہویہ و عبد بن حمید
کی حدیث ہی اون دونون کی تفسیر مین عکرمہ سے کہا انہون نے حسن سے جبکہ وہ شام سے آئے تھے ایمان کا سوال کیا گیا
پس انہون نے یہ آیت پڑہی نیکی یہی نہین ہی کہ تم اپنا منہ کرو مشرق و مغرب کیطرف اور لیکن نیکی وہ شخص ہی کہ ایمان لایا
خدا پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتون و کتاب و انبیا پر اور خیرات کیا مال خدا کی محبت مین عزیزون و یتیمون پر آخر
آیت تک) اور اسی طرح مجاہد نے مرسل روایت کی ہی نبی صلعم سے کہ ابو ذر نے حضرت سے ایمان کو دریافت کیا پس حضرت نے
آیت مذکور کو تلاوت فرمایا اس حدیث کو عبد الرزاق نے اپنی تفسیر مین اور اسحاق و عبد نے روایت کیا ہے اور حضرت صلعم
مروی ہی اور طریقہ سے قاسم بن عبد الرحمن کی متصل روایت ہی کہ ایک شخص نے ابو ذر کے پاس آکر کہا کہ ایمان
کیا شی ہی پس انہون نے آیت مذکورہ اوسکے سامنے پڑہدی پس اوس شخص نے کہا کہ مینے آپ سے نیکی کا
سوال نہین کیا تہا پس کہا ابو ذر نے کہ ایک شخص آیا تہا رسول خدا صلعم کے پاس پھر اوس نے پوچھا حضرت سے
جو کچھ کہ تو نے مجھسے پوچھا تو حضرت نے اوسکے سامنے یہی آیت پڑہی تھی آخر حدیث تک اسکو روایت کیا
و عبد بن حمید و ابن مردویہ نے اور ابن ابی حاتم و حاکم نے روایت کی ہی اور اسکو صحیح کہا ہی ابو ذر سے کہ انہون نے پوچھا
نبی صلعم سے ایمان کو پس حضرت نے اسی آیت کو تلاوت فرمایا پھر انہون نے پوچھا حضرت نے اسی آیت کو تلاوت فرمایا پھر انہون نے
پوچھا تب بھی حضرت نے اسی آیت کو تلاوت فرمایا آخر حدیث تک اور اسکا مطلب یہ ہی کہ ایمان صرف یقین لانا امور مذکورہ
پر ولیکن وہ ملا ہوا ہی عمل کرنے اون امور پر کہ جنکا حکم ہوا ہے اور وہی نیکی اور ایمان کامل ہے اور یہین سے ابو میسرہ نے
کہا ہی کہ جس نے اس آیت پر عمل کیا پس بیشک پورا کر لیا ایمانکو روایت کیا اسکو وکیع و ابن ابی شیبہ و ابن منذر نے
اور ابن شاہین کی روایت ہی سنت مین اور حاکم کی اوسکی تاریخ مین اور دیلمی کی مسند فردوس مین حضرت علی سے رفع اسکا کہ ایمان
و عمل دونون بہائی ہین کہ شریک ہین اتصال مین نہین قبول کرتا ہی خدا تعالی ایکو اونمین سے مگر اوسکے شریک کیساتھ اور ابن
شاہین کی روایت مرسل ہی محمد بن علی سے کہ ایمان و عمل دونون ساتھی ہین نہین درست ہوتا
ہے ایک دونون کا مگر اپنے ساتھی کے ساتھ اور ابو نعیم کی روایت ہی حلیہ مین محمد بن علی باقر سے کہا کہ ایمان

ثابت في القلب وهذا امر مذهب ابي حنيفة واصحابه ان الاعمال غير داخلة في
اصل الايمان قال في الوصية ثم العمل غير الايمان والايمان غير العمل بدليل ان كثيرا من الاوقات
يرتفع العمل عن المومن ولا يجوز ان يقال يرتفع عنه الايمان فان الحايض ترفع عنها
الصلوة ولا يجوز ان يقال رفع الايمان عنها وامرها بترك الايمان وقد قال لها الشارع
دعي الصوم ثم اقضيه ويجوز ان يقال ليس على الفقير زكوة ولا يجوز ان يقال على الفقير
الايمان انتهى والشيرازي في الالقاب عن علي ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال
كنا وانتم بني عبد مناف فنحن وانتم اليوم بنو عبد الله ورواه الطحاوي في شرح معاني
الآثار عن النزال بن سبرة قال لنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فذكر نحوه والظاهر
انه من رواية النزال عن علي والمعنى انه من شان الايمان ان لا يدعى اليوم بنحو بني
عبد مناف بل يدعى بنحو بني عبد الله فذلك من فضل الايمان بالله الرحمن والحمد
لله المنان على الاحسان والامتنان اقول ومن الله التوفيق ان المصنف قد عقد
هذا الفصل لبيان الايمان الاجمل فالمجمل وطوله بذكر ايات واحاديث وبيان تفاسيرها
وطرقها وكل هذا تطويل بلا طائل وايضا التعبير بالاجمل فالمجمل اختراع جديد
وابتداع غير سديد لان المتعارف بين علماء الامة من السلف والخلف انما هو
تقسيم الايمان الى المجمل والمفصل لا غير وايضا ما ذكره من قوله تعالى ليس البر ان تولوا
وجوهكم الاية وقوله تعالى امن الرسول بما انزل اليه من ربه الاية وقوله تعالى
يا ايها الذين امنوا امنوا بالله ورسوله الاية انما هو من دلائل الايمان المفصل
لا المجمل كما فهمه المصنف وهذا ظاهر على من تلا هذه الايات الثالث فالتقريب ليس بتام
وايضا ما ذكره من حديث لا يومن عبد حتى يومن باربع الحديث وشيدا ركانه
بذكر التوابع والشواهد ومن حديث اربع لم يجد احد طعم الايمان حتى يومن بهن

ثابت ہے نقل میں اور یہی مذہب ہے ابو حنیفہ اور سارے ان کے اصحاب کا کہ اعمال داخل نہیں ہیں اصل ایمان میں کہا
کتاب وصیت میں پھر عمل غیر ایمان ہے اور ایمان غیر عمل ہے اس دلیل سے کہ بسا اوقات عمل مومن
اوٹھ جاتا ہے اور نہیں جائز ہے کہ کہا جاوے کہ ایمان مومن سے اوٹھ جاتا ہے اس لیے کہ حائض سے نماز
اوٹھ جاتی ہے اور نہیں جائز ہے کہنا کہ اوس سے ایمان اوٹھ گیا ہے اور ایمان چھوڑ دینے کا حکم ہوا ہے اور
تحقیق شارع اوسکو کہا ہے کہ تو روزہ چھوڑ دے پھر اوسکو قضا کر لے اور جائز ہے یہہ کہنا کہ فقیر پر زکوۃ
نہیں ہے اور نہیں جائز ہے یہہ کہنا کہ فقیر پر ایمان لانا واجب نہیں ہے انتہی اور شیرازی کی روایت
القاب میں علی کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ ہم اور تم بنی عبد مناف کے اوساج ہم تم بنی عبد اللہ ہیں اور روایت کیا اسکو
طحاوی نے شرح معانی الآثار میں نزال بن سبرہ سے کہ فرمایا ہم سے رسول اللہ صلعم نے ہیں ذکر کیا مثل حدیث
مذکورہ کے اور ظاہر ہے کہ یہ نزال کی روایت علی سے اور مطلب اس کا لا ان کی نسلوں ہی پر ہے کہ آج شخص بنی عبد مناف کے
نہ پکارا جاوے بلکہ مثل بنی عبد اللہ کے پکارا جاوے پس ہے اللہ رحمن پر ایمان لانیکی فضیلت سے ہے اور شکر
خدائے منان کا ہی احسان و امتنان پر انتہی میں کہتا ہوں اور خدا ہی کے ہاتھ ہے توفیق ہے کہ مصنف نے اوس فصل کو
ایمان اجمل لیس بمجمل کے بیان میں اور اسکو طول دیا ہے چند آیات و احادیث ذکر سے اور سارے ان کی تفاسیر
و طرق کے بیان سے اور یہہ بے فائدہ طوالت دینا ہے اور نیز اجمل لیس بمجمل کے ساتھ اوسکو تعبیر کرنا اختراع جدید
و ابتداع غیر سدید ہی اس لیے کہ تمام سلف و خلف کے علمائے امت میں متعارف تقسیم ایمان کی مجمل و مفصل
کے طرف ہے اور بس اور نیز جو کہ ذکر کیا مصنف نے قول حق تعالی کا لیس البر ان تولوا وجوھکم آخر
تک اور قول حق تعالی کا آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ آخر تک اور قول حق تعالی کا یا ایھا الذین
آمنوا آمنوا باللہ ورسولہ آخر تک پس یہ ایمان مفصل کے دلائل میں سے ہے نہ کہ ایمان مجمل کے جیسا کہ مصنف
سمجھا ہی اور یہ امر ظاہر ہے اوس شخص پر کہ جسنے ان مضمون آیتوں کی تلاوت کی ہو لیس تقریر بنا تمام ہی اور نیز مصنف
یہ جو حدیث ذکر کی ہے لا یومن عبد حتی یومن باربع آخر تک اور اوسکے ارکان کو مضبوط کیا ہی توابع
و شواہد کے ذکر سے اور دوسری حدیث اربع من کن فیہ فقد استکمل الایمان حتی یومن بھن آخر

الحديث وفي سنده ابن ذكر طرقه ليس من دلائل المجمل كما هو الظاهر من متن
الحديثين ثم قوله بعد ذكر الحديث (وهذه الاحاديث صريحة في ان الايمان
هو الايقان بالشهادة لا يدخل فيه العمل وانما العمل من الاسلام) متناقض و
متعارض لما قاله في صدر هذا الكتاب من ان العمل داخل في الايمان وما ذكره
من الادلة على خروج العمل من الايمان فهو مما ليس فيه كلام فلا نعيده وما ذكره
في اخر هذا البحث من حديث كنا وانتم بني عبد مناف فنحن وانتم اليوم بنو عبد الله
الحديث ثم قال بعد ذلك فعن فضل الايمان بالله الرحمن انتهى قلت هذا اسلم
ولكنه اتيان هذا الحديث في بيان فضل الايمان ليس في محله وقد علم مما ذكرنا ان
للمصنف طريات في هذا الكتاب بما يعينه ويفيده في الباب بل جمع من المذاهب
اردأها واخذ من التاويل اوهاها وسردها في مطاوي العبارات واودعها
في مواضع متفرقة ومتشتتة من الصفحات لترويج الباطل وتمويه الكاسد والعاطل
فنحن ايضا بالمرصاد ونقدح ونناقش عليه فيما نجده في هذا الكتاب من الخلل
والفساد واما المواضع التي فيها شيئ من المطارحات وذكرها المصنف للتطويل
والتعقيد والتمويه والتمهيد فنظر فيها بالاجمال ولا نطيل الكلام بتفاصيل اسو
عليها والله الموفق قال الكفر بالطاغوت مع الايمان برب الملكوت قال الله تعالى
فمن يكفر بالطاغوت ويومن بالله فقد استمسك بالعروة الوثقى الاية قال الى
شيبة ثنا حاتم بن اسمعيل عن جعفر عن ابيه قال كان علي بن الحسين يعلم بل
يقول قولوا امنت بالله وكفرت بالطاغوت انتهى اقول بقوله تعالى فوقه لنا م
في هذا الفصل شيئ مما يعتد به ويليق ان يبين مستقلا ومع ذلك افرده
بالذكر وعنونه بعنوان الكفر بالطاغوت مع الايمان برب الملكوت نجد لمن

اور اوسکی سند کا تقویہ کیا ہے اوسکے طرق کے ذکر سے ایمان مجمل کے دلایل مین سے نہین ہین جیسا کہ دونون
حدیثون کے متن سے ظاہر ہے پھر قول مصنف کا احادیث کے ذکر کے بعد (اور یہہ حدیثین صحیح ہین اس امر
مین کہ ایمان صرف یقین بالله ہے اقرار کیساتھ عمل اوسمین داخل نہین ہی عمل اسلام مین داخل ہے) انتہا انتقص سوا اسکے
ہے اوس کے اوس قول سے جو اوس نے اس کتاب کے شروع مین کہا ہے کہ عمل ایمان مین داخل ہی اور جو دلیلین کہ ایمان
عمل کے خارج ہونے پر ذکر کی ہین اونمین ہم کو کچھ کلام نہین ہے پس ہم اون کا اعادہ نہین کرتے اور جو حدیث کہ
اس بحث کے آخر مین ذکر کی ہے کہ ہم تم بنی عبد مناف تھے پس آج سے ہم تم بنی عبد الله ہین آخر تک پھر اسکے بعد
مصنف نے کہا کہ پس یہ حدیث ایمان باللہ الرحمن کی فضیلت سے ہے انتہی مین کہتا ہون کہ یہ امر مسلم
ہے لیکن اس حدیث کو فرض ایمان کے بیان مین لانا بے محل ہے اور ہم نے جو کچھہ ذکر کیا ہے اوس سے معلوم
ہوگیا کہ مصنف نے اس کتاب مین وہ دلائل جمع نہین کی جو باب ایمان مین اونکو مفید اور مناسب ہین بلکہ ناکارہ
رویہ کو جمع کردیا ہے اور ضعیف تر اقوال کو اخذ کیا ہے اور عبارتون کے لپیٹون مین اونکو داخل کردیا ہے اور
اور متفرق مقامات و مختلف صفحات مین اون کو درج کردیا ہے باطل کو رواج دینے و کاسد و بیکار کو
آراستہ کرنیکی غرض سے پس ہم ابھی تاک مین ہین اور اوس پر جرح و مناقشہ کرینگے جہان کہین
اس کتاب مین خلل و فساد پائینگے اور لیکن وہ مقامات کہ جن مین کچھ اعتراض نہین ہے اور مصنف
نے اوسکو تطویل و تعقید و تمویہ و تمہید کیلئے ذکر کیا ہے پس اونمین ہم اجمالی نظر کرینگے اور کلام کو اونپر
مفصل تفصیلی رد کرنے سے طول نہ دینگے اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے (کہا مصنف نے) کفر کرنا طاغوت سے اور
تمسک اوسکا اوسکا ایمان لانیکے رب الملکوت پر فرمایا حق تعالے نے (پس جسنے کفر کیا طاغوت سے اور ایمان لایا اللہ پر پس تحقیق
اوسنے پکڑ لیا مضبوط کڑے کو آخر تک) کہا ابن ابی شیبہ نے بیان کیا ہم سے حاتم بن اسمٰعیل نے جعفر کی روایت سے اونہون
نے اپنے باپ سے روایت کی کہا کہ علی بن حسین اپنی اولاد کو تعلیم کرتے تھے کہ کہو تم کہ ایمان لایا مین خدا پر اور کفر کیا مین طاغوت سے
یہہ جو مدیر کہتی ہین کہتا ہون خدا کی حول و قوت سے کہ اس فصل مین کوئی ایسا مقصد نہ اونہون ہی کہ مستقل طور بیان کرینکے لائق ہو اور پھر بھی
و شواہد مصنف نے اس کا ذکر علیحدہ کیا اور کفر بالطاغوت مع الایمان برب الملکوت اس کا عنوان قرار دیا دین کی تجدید

وتنبيها على كونه من الجحدين ولم يبين ما معنى الطاغوت وما معنى
الكفر به فالرد عليه بافراده بالذكر ولا ثم بتركه مجملا انا نبا قال الايمان
المفصل الايمان بالذات الاحدية والصفات الواحدية والاسماء
الالهية قال ذو الجلال المتعال (قل هو الله احد الله الصمد لم يلد
ولم يولد ولم يكن له كفوا احد) وقال (لو كان فيهما الهة الا الله
لفسدتا) وقال (ما اتخذ الله من ولد وما كان معه من اله اذا لذهب
كل اله بما خلق ولعلى بعضهم على بعض) وقال المتعال (ولله الاسماء
الحسنى فادعوه بها وذروا الذين يلحدون في اسمائه سيجزون ما كانوا
يعملون) قال مسدد صاحب المسند نا عبد الوارث بن سعيد عن
محمد بن اسحق عن النعمان بن سعد قال كنت بالكوفة في دار الامارة دار
على بن ابي طالب رضى الله تعالى عنه اذ دخل علينا نوف بن عبد الله
فقال يا امير المومنين بالباب اربعون رجلا من اليهود فقال على على بهم
فلما وقفوا بين يديه قالوا له يا على صف لنا ربك هذا الذى هو في السماء
كيف هو وكيف كان ومتى كان وعلى اى شئ هو فاستوى على جالسا وقال يا
معشر اليهود اسمعوا منى ولا تبالوا ان لا تسئلوا احدا غيرى ان ربى
عز وجل هو الاول لم يبد مما ولا ممازج معما ولا حال وهما ولا شبح يتقصى ولا
محجوب فيحوى ولا كان بعد ان لم يكن فيقال حادث بل جل ان يكيف
المكيف للاشياء بكيف كان بل لم يزل ولا يزول لاختلاف الازمان ولا
لتقلب شان بعد شان فكيف يوصف بالاشباح وكيف ينعت بالالسن الفصاح
من لم يكن في الاشياء فيقال كائن ولم يبن منها فيقال بائن بل هو بلا كيفية

اور اپنے معبود ہونے پر تنبیہ کے واسطے اور یہ بھی نہ بتایا کہ الٰہی غیرت کے کیا معنی ہیں اور اس سے کفر کرنیکا کیا
مطلب ہے پس پہلا اعتراض اسکو جدا فصل قرار دینے پر ہے پھر دوسرا اعتراض اسکو مجمل چھوڑ دینے پر ہے کہ
مصنف نے ایمان لانا دلالت احدیت پر اور صفات واحدیت اور آثار الہیہ پر فرمایا خدا سے بزرگ و برتر نے کہہ دے
کہ خدا ایک ہے خدا بے نیاز ہے نہ اوسنے کسیکو جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا اور نہ کوئی اوس کا کفو ہے اور فرمایا
کہ اگر زمین و آسمان میں چند معبود ہوتے سوائے خدا کے تو ضرور وہ دونوں تباہ ہو جاتے اور فرمایا کہ خدا نے کسیکو اپنا بیٹا
نہیں بنایا اور نہ اوسکے ساتھ کوئی اور معبود ہے ایسا ہوتا تو ہر معبود اپنی مخلوق کو الگ لیجاتا اور ایک معبود دوسرے
معبود پر چڑھائی کرتا اور فرمایا خدا سے بزرگ ہے اور خدا ہی کے لیے ہیں نیک نام پس اوسکو
ان کے ساتھ پکارو اور چھوڑ دو ان لوگوں کو جو خدا کے ناموں میں بے دینی کرتے ہیں قریب
اپنے عمل کی سزا پائینگے کہا مسند صاحب سند نے کہ روایت کی ہم سے عبد الوارث بن سعید نے
محمد بن اسحاق سے اونہوں نے نعمان بن سعد سے کہا اونہوں نے کہ میں کوفہ میں دار الامارت علی
بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھا کہ ناگاہ نوف بن عبد اللہ نے ہمارے پاس آکر کہا
کہ اے امیر المومنین دروازے پر چالیس یہودی مرد موجود ہیں پس علی نے فرمایا کہ اونکو میرے
پاس لے آئیں جبکہ وے حضرت امیر کے سامنے آکر کھڑے ہوئے تو کہنے لگا اے علی ہم سے
اپنے رب کی صفت بیان کر کہ جو آسمان میں ہے کہ وہ کیونکر اور کیونکر تھا اور کب تھا اور کس شے پر ہے
پس علی سیدھے ہو بیٹھے اور فرمایا کہ اے یہودیوں کی جماعت سنو تم مجھے اور اس کا باک نکرو
کہ میرے سوا اور کسی سے نہ پوچھو بیشک میرا رب عزت و جلال والا ہے سب سے اول ہے کسی چیز سے
ظاہر نہیں ہوا اور نہ کسی شے کیساتھ ملا ہوا ہے اور نہ وہم میں آتا ہے اور نہ وہ جسم ہے کہ تقسیم ہو جاوے اور نہ چھپا
ہوا ہے کہ گھیرا جاوے اور نہ موجود ہوا عدم کے بعد کہ اوسکو حادث کہا جاوے بلکہ اشیاء کو کیفیت سے موصوف کرنیوالا ہے
برتر ہے کہ پوچھا جاوے کہ کیونکر تھا بلکہ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا کہ زائل ہوگا یا تغیر اختلاف سے اور نہ صفات کی بدلنے سے
کیونکر وصف کیا جاسکتا ہے اوس کا اور کس طرح بیان کیا جاوے فصیح زبانوں سے کہ جو اشیاء میں داخل نہیں ہے کہ کہا جاوے کہ وہ ملا ہوا ہے اور نہ اون سے جدا ہے کہ کہا جاوے کہ جدا ہے بلکہ وہ

وهو اقرب من حبل الوريد وابعد في الشبه من كل بعيد لا يخفى عليه من
عباده شخوص لحظة ولا كرور لفظة ولا ازدلاف ربوة ولا انبساط خطوة في
غسق ليل داج ولا ادلاج لا يتغشى عليه القمر المنير ولا انبساط الشمس
ذات النور بضوئهما في الكرور ولا اقبال ليل مقبل ولا ادبار نهار مدبر الا
وهو محيط بما يريد من تكوينه فهو العالم بكل مكان وكل حين واوان
وكل نهاية ومدة فالامد الى الخلق مضروب والحد الى غيره منسوب لم
يخلق الاشياء من اصول اولية ولا باوائل كانت قبله بدية بل خلق ما خلق
فاقام خلقه وصور ما صور فاحسن صورته توحد في علوه فليس لشيء
منه امتناع ولا له بطاعة شيء من خلقه انتفاع اجابته للداعين سريعة
والملائكة في السموات والارضين له مطيعة علمه بالاموات البائدين
كعلمه بالاحياء المتقلبين وعلمه بما في السموات العلى كعلمه بما في
الارضين السفلى وعلمه بكل شيء لا تحيره الاصوات ولا تشغله اللغات سميع
للاصوات المختلفة بلا جوارح له مؤتلفة مدبر بصير عالم بالامور حي قيوم
سبحانه كلم موسى تكليما بلا جوارح ولا ادوات ولا شفة ولا لهوات سبحانه
وتعالى عن تكييف الصفات من زعم ان الهنا محدود فقد جهل الخالق
المعبود ومن ذكر ان الاماكن به تحيط لزمته الحيرة والتخليط بل هو المحيط بكل
مكان فان كنت صادقا ايها المتكلف لوصف الرحمن بخلاف التنزيل
والبرهان فصف لنا جبرئيل وميكائيل واسرافيل هيهات اتعجز عن
وصف مخلوق مثلك وتصف الخالق المعبود وانما تدرك صفة رب
الهيئة والادوات فكيف من لم تأخذه سنة ولا نوم له ما في السموات

اور وہ قریب زیادہ ہے شہ رگ سے اور بعید زیادہ ہے مشابہت مین ہر بعید سے اوسپر چھپا نہین ہے اوس کے
بندون کی نظر کا چڑھنا اور نہ لفظ کا بار بار گذرنا اور نہ بیٹکی کی آڑ مین ہونا اور نہ قدم کا پھیلنا اندھیری رات کی
تاریکی مین اور نہ اول شب کے چلنے مین نہ اوسپر سایہ ڈالتا ہے روشن چاند اور پھیلانا نور والی آفتاب کا
اپنی روشنی کو گذرنے مین اور نہ آنیوالی رات کا آنا اور نہ جانیوالی دن کا جانا مگر وہی گھیرے ہوئے ہے
ہر چیز کو کہ اوس کا موجود کرنا چاہتا ہے پس وہی عالم ہے ہر مکان اور ہر وقت اور ہر آن اور ہر نہایت
و ہر مدت کا پس مدت مخلوق کی طرف عاید ہے اور حد اوس کے غیر کی طرف منسوب ہے اوس نے
اشیاء کو اصول ازلیہ سے پیدا نہین کیا اور نہ پہلی چیزون سے کہ اوس سے پہلے ظاہر تھی بلکہ پیدا کیا
جو کچھہ پیدا کیا پس قایم کیا اوس کے بدن کو اور فی صورت بنایا جسکو کہ فی صورت بنایا پس
خوب بنایا اوس کی صورت کو یکتا ہے اپنی بلندی مین پس کسی شی سے اوسکو روک نہین اور نہ اوسکو
اپنی مخلوق مین سے کسی کی بندگی کا نفع ہے اوس کا جواب دینا پکارنیوالے کو جلد ہے اور فرشتے آسمانون
اور زمینون مین اوس کے فرمان بردار ہین اوسکا جاننا ناپید مردون کو ایسا ہی ہے کہ جسطرح اوسکا جاننا
چلتے پھرتے زندون کو ہے اور اس کا علم بلند آسمانون کی موجودات کے متعلق اس طرح پر ہے
کہ جس طرح اوس کا علم پست زمینون کی موجودات کے متعلق ہے اور اوس کا علم ہر شی کے
متعلق ہے نہ اوسکو آوازین دنگ کرتی ہین اور نہ اوسکو بولیان مشغول کرتی ہین مختلف آوازون کو
سننے والا ہے بدون اعضائے مرکبہ کے تدبیر والا ہے بینا ہے کل امور کا جاننے والا ہے زندہ ہو
قایم رکھنے والا ہی پاک ہی وہ موسی سے اوسنے کلام کیا بدون اعضا و اسباب کے اور بدون لب و لہوات کے پاک ہے وہ
اور برتر ہی صفات کے کیفیت سکی بیان کرنے سے جسنے گمان کیا کہ ہمارا معبود محدود ہے پس تحقیق وہ نادان رہا پیدا کرنیوالی معبود [illegible] اور جس نے
ذکر کیا کہ مکانات خدا کو گھیرے ہوئے ہین اوسکو حیرانی و غلطی لازم ہو گئی بلکہ خدا ہی ہر مکان کو گھیرے ہوئے ہے [illegible] اوس کی صفت
بیان کر نہین برخلاف تنزیل و برہان کے تکلف کرنیوالے پس بیان کر جیسا حال جبرئیل و میکائیل و اسرافیل کا کیا [illegible] تو وہ عاجز
اور خالق معبود کا تو حال بیان کر [illegible] صفت تو [illegible] اسمانون مین

وما في الارض وما بينهما وهو رب العرش العظيم) وعن
مسدد اخرجه ابو نعيم في الحلية قال انا ابو بكر احمد بن محمد بن
الحارث قال ثنا الفضل بن حباب الجمحي نا مسدد به وعزى الاثر للحكيم
الترمذي في نوادر الاصول فليراجع قال ابو نعيم غريب من حديث
النعمان كذا رواه ابن اسحاق عنه مرسلا والنعمان قال صاحب الميزان
ما روى عنه سوى عبد الرحمن بن اسحق احد الضعفاء وهو ابن
اخته (قلت) قال ابن حبان في الثقات يروى عن على بن ابي طالب
و زيد بن ارقم روى عنه ابنه وعبد الرحمن بن اسحاق وروى له
الترمذي فقيل الذهبي في المغني مجهول غير مقبول ولذا قال في التقريب
مقبول ولوائح الصحة ظاهرة على صفحات هذا المتن وليس بقادر
على الاتيان بمثله من دون على كما لا يخفى على من صفا ولنبين معاني
بعض الفاظ الاثر فقوله زاده الله من الله رضوانه وطوله (هو
الاول لمبدء مما) اى هو الاول بلا ابتداء فلم يظهر من شيء
يعبر عنه بما (ولا ممازج معما) اى ولا يختلط مع شيء يعبر عنه
بما وفيه رد صريح على اهل الالحاد القائلين بالحلول والاتحاد الذين
يتشبثون بكلام اهل التحقيق لمذهبهم الباطل وهم بريئون منه
قال شيخ المعرفة محي الدين بن العربي في الباب (٥٥٨) الثامن والخمسين
وخمسمائة من الفتوحات المكية بعد بسط فكما ان الناظر في
المرايا المختلفة المتقابلة يرى صورته فيها بحسبها مع القطع بان
تلك الصورة المختلفة والتعينات باختلاف المرائي ليس شيء منها

اور جو کچھ زمین مین ہے - اور جو کچھ ان دونون کے درمیان ہے - اور وہ پروردگار ہے
عرش عظیم کا) اور مسدد سے اس حدیث کو ابونعیم نے حلیہ مین روایت کیا ہے کہا کہ
خبر دی ہمکو ابوبکر احمد بن محمد بن حارث نے کہا کہ بیان کیا ہم سے فضل بن حباب جمحی نے کہ خبر دی
ہمکو مسدد نے حدیث مذکور کی اور اثر مذکور حکیم ترمذی کیطرف منسوب ہوا نوادر الاصول مین پس چاہیئے
کہ اسی کی طرف رجوع کیا جاوے - کہا ابونعیم نے کہ اثر غریب ہی حدیث نعمان سی اسیطرح مرسل روایت کیا
اسکو ابن اسحق نے اوس سے اور نعمان نے کہا صاحب میزان نے نہین روایت کی اوس سے بجز عبدالرحمن
ابن اسحق کے کہ ضعیفون مین سے ہی اور اوس کا بھانجا ہے مین کہتا ہون کہا ابن حبان نے کہ ثقہ لوگون مین
داخل ہے علیؓ ابن ابی طالب سے روایت کرتا ہے اور زید بن ارقم سے اوسکے بیٹے نے روایت کی ہے
اور عبدالرحمن بن اسحق نے اور اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے پس ذہبی کا قول مغنی مین کہ
مجہول ہے غیر مقبول ہے اور اسی وجہ سے ذہبی نے تقریب مین کہا ہے کہ مقبول ہے - اور صحت
کی علامتین ظاہر ہین - اس قول کے صفحہ پر اور حضرت علی کے ایسی حدیث لانے پر کوئی قادر نہین تھا
چنانچہ یہ امر صاف طینت پر پوشیدہ نہین ہی اور چاہیئے کہ ہم اس اثر کے بعض الفاظ کے معانی بیان کرین
پس قول حضرت امیر کا زیادہ ہوا اونکے حق مین خدا کی خوشنودی اور قوت اوسکی (ھو الاول لم یبد مما)
یعنی وہی اول ہی ابتدا کی اسکی نہین ظاہر ہوا کسی ایسی شئے سی کہ جس کی تعبیر بلفظ ما سی کیجاسکے (ولا
ممازج معما) یعنی اور نہین مخلوط ہی کسی ایسی شئی کے ساتھ کہ جس کی تعبیر بلفظ ما سی کیجاوی اور اس قول مین
صاف رد ہی ملحد و نیز جو قایل ہین حلول و اتحاد کے جو دستاویز بناتے ہین محققین کے کلام کو
اپنے باطل مذہب کے لیے اور وہ جری ہین اوس سے کہا شیخ معرفت محی الدین
بن عربی نے فتوحات مکیہ کے باب ۵۵ مین بسط کے بعد پس جسطرح کہ دیکھنے والا
مختلف آئینون مین جو اوسکے سامنے ہین اپنی صورت کو انمین بقدر اون کے دیکھتا ہے
حالانکہ یہ امر یقینی ہے کہ وہ صورت مختلف تعینات کی آئینونکے اختلاف ہی کوئی اس مین سے

اعين الناظر الخارج عن المراة القايم بنفسه المتعين بتعين خاص
لا اختلاف فيه وانه ما انتقل بذاته الى المرايا ولا حل فيه فكذلك
الحق تعالى يتجلى فى مرايا الحقائق المختلفة الاستعدادات بحسبها مع
انه تعالى ما انتقل اليها ولا حل فيها وقال قدس سره فى هذا الباب بعد
بسط ما نصه وهذا ايدل الشخص نجا على ان العالم ما هو عين الحق اذ
لو كان عين الحق تعالى لما صح كونه بديعا له وقال فى الباب (٢٥٢) الاثنين
والتسعين ومائتين بعد بسط فنور الشمس اذا تجلى فى البدر يعطى
من الحكم ما لا يعطيه بغير الله لا شك فى ذلك لكن ذلك الاقتدار الالهى
اذا تجلى فى العبد فظهرت الافعال عن الخلق فهو وان كان بالاقتدار
الالهى لكن يختلف الحكم بواسطة هذا المجلى الذى كان مثل المراة لتجليه
كما يعلم عقلا ان القمر فى نفسه ليس فيه من نور الشمس شئ وان
الشمس ما انتقلت اليه بذاتها وانما كان لها مجلى كذلك العبد ليس
فيه شئ من خالقه ولا حل فيه وانما هو مجلى له خاصة ومظهر وقال
فى الباب الرابع عشر وثلاث مائة لو صح ان يترقى الانسان عن الانسانية
والملك عن الملكية ويتحد بخالقه تعالى لصح انقلاب الحقائق وخرج الاله عن
كونه الها ولا سبيل فى الحقائق ابدا وقد اكثر الشيخ وغيره من اهل
المعرفة السالفة الخالفة فى تصانيفهم من ذكر مثال الظل الانسان
وعكسه فى المراة فقولهم موافق لقول علماء السلف ان الله على عرشه
بائن من خلقه فان الانسان بائن من ظله وعكسه قال الشيخ محمد بن
الصوفى السوستى فى كشف الغين عن كلام اهل العين واعلم ان جماعة

میں ناظر میں ہے جو آئینہ سے خارج ہے قایم بنفسہ ہے متعین بتعین خاص ہے نہ اوس میں
اختلاف ہے اور نہ وہ بنفسہ اون آئینوں میں منتقل ہوا ہے اور نہ اون میں اوتر آیا ہے پس
اسی طرح حق تعالیٰ حقایق مختلفۃ الاستعداد کے آئینوں میں جلوہ فرماتا ہے بندا اون کے
باوجود حق تعالیٰ نہ اون کی طرف منتقل ہوا ہے اور نہ اون میں اوترا آیا ہے) اور فرمایا قدس سرہ نے
اسی باب میں بسط کے بعد اس عبارت کے (اور یہ بیان تجکو صاف بتاتا ہے کہ عالم عین حق نہیں
ہے اسلئے کہ اگر حق تعالیٰ کا عین ہوتا تو حق کا موجد عالم ہونا صحیح ہوتا اور کہا باب ۲۵۱ میں
بسط کے بعد (پس نور آفتاب کا جبکہ چاند میں جلوہ گر ہوتا ہے تو اوسکو ایسا حکم دیا جاتا
ہے کہ غیر بدر کو نہیں دیا جاتا ہے اور اس میں کچھ شک نہیں ہے اسیطرح قدرت الٰہی
جب بندہ میں جلوہ گر ہوتی ہے پس مخلوق سے افعال ظاہر ہونے لگتے ہیں پس صدور
اس فعل کا اگرچہ قدرت الٰہی سے ہے لیکن حکم مختلف ہے اس مظہر کے واسطے
کہ جو حق کی تجلی کے لئے مثل آئینہ کے ہے جیسا کہ عقلاً معلوم ہے کہ چاند میں فی نفسہ
نور شمس سے کچھ نہیں ہے اور نہ شمس بذات خود اوسکی طرف منتقل ہوا ہے بلکہ
اسی قدر ہے کہ چاند اوس کا محل تجلی ہے اسی طرح بندہ میں خالق کی کوئی شے نہیں ہے
اور نہ خالق نے اوسمیں حلول کیا ہے اور بندہ فقط اوس کا خاصکر جلوہ گاہ و مظہر ہے)
اور باب (۳۱۴) میں کہا ہے (اگر ثابت ہوتا یہ کہ انسان انسانیت سے ترقی کرجاتا اور فرشتہ
ملکیت سے اور اپنے خالق کے ساتھ مل کر ایک ہوجاتا اور حقایق کا بدل جانا ہی ثابت ہوجاتا
اور معبود معبود ہونے سے نکل جاتا حالانکہ انقلاب حقایق کی واسطے کوئی سبیل نہیں ہے)
اور شیخ وغیرہ سلف وخلف کے اہل معرفت نے اکثر اپنی کتابوں میں انسان کے ظل اور دیکھے
آئینہ میں عکس کی مثال بیان کی ہے پس اونکا قول علماء سلف کے موافق ہے کہ خدا اپنی عرش پر ہے اپنی مخلوق سے جدا ہے
اس لئے کہ انسان اپنے ظل و عکس سے جدا ہے شیخ محمد یوسف صوفی سورتی نے کشف الغیر میں کہا ہے اور جان تو کہ اسکا جو ثابت

غلطوا وفهموا من كلام الصوفية ان الحق سبحانه هو الكلي الموجود في ضمن افراده وليس له وجود وراء ذلك وطائفة فهموا انه كان موجود مستقلا ثم تجلى وظهر بصور الاكوان فلم يبق له بعد ظهوره بها وجود مستقل وراء هذه الموجودات الكونية وهذه الطائفة بعد ان فارقوا الاولى باثباتهم له وجودا مستقلا قبل الظهور والبروز شاركوا الاولى في نفي الوجود المستقل عنه من غير فرق وكل من هذين المذهبين بطلانه اظهر من ان يخفى كذا قال العلامة جلال الدين الدواني قدس سره في شرح رباعياته كما نقله المحقق عبد الملك المشتهر بالشيخ امان في رسالة اثبات الاحدية ذكره الشيخ عبد الحق الدهلوي في اخبار الاخيار وقال الشيخ محمد فارسا البخاري في تحقيقاته ما نصه من قال انه ليس له تعين في ذاته الا في الكون فقد افسد العقائد واجحد وقال الشيخ محمد يوسف في موضع اخر نعم طائفة ضالة يتزيون بزي الصوفية وهم الملاحدة عن طريق الحق وسبيل الصدق تقول ما قاله الاماتري تعني ان هذه المدركات الحسية هي هو وليس غيرها شيء فهم والدهرية سواء قال تعالى عنهم وما يهلكنا الا الدهر بل هم اشد كفرا من الدهرية لان كلام الدهرية يمكن تاويله على قول من يقول ان الدهر من الاسماء الحسنى واما قول الملاحدة ما ثمة الاماتري فانكار لوجود الحق سبحانه وتعالى على حدة لانهم يقولون العالم كله هو الله وليس غيره شيء معه موجود في الخارج كالكلي الطبيعي وجزئياته ليس غيرها موجودا ولا شك ان قيله

غلطی کی ہے اور صوفیہ کے کلام سے یہ سمجھا ہے کہ حق سبحانہ ایک کلی ہے کہ اپنے افراد کے ضمن میں
موجود ہے اور اسکے سوا اسکا اور کوئی وجود نہیں ہے اور ایک گروہ نے یہ سمجھ لیا ہے کہ حق تعالیٰ
مستقل موجود تھا پھر موجودات کی صورتوں میں جلوہ گر اور ظاہر ہو گیا پس ان صورتوں میں
ظاہر ہونے کے بعد بجز ان موجودات کونیہ کے اوسکے لئے کوئی وجود مستقل باقی نہیں رہا ہے
اور یہ گروہ بوجہ اسکے کہ پہلی جماعت سے علیحدہ ہو گیا ہے اس امر میں کہ خدا کے لئے قبل ظہور
و بروز کے اس نے ایک وجود مستقل ثابت کیا ہے پہلی جماعت میں داخل ہو گیا ہے بسبب نفی کرنے
وجود مستقل کے حق تعالیٰ سے بلا فرق کے اور ان دونوں مذہب کا بطلان بہت ظاہر ہے اسیطرح
علامہ جلال الدین دوانی نے (قدس سرہ) شرح رباعیات میں کہا ہے جیسا اسکو نقل کیا ہے
محقق عبد الملک نے جو مشہور ہے شیخ الاسلام کے نام سے رسالہ اثبات احدیت میں اسکو ذکر کیا ہے
شیخ عبد الحق دہلوی نے اخبار الاخیار میں اور کہا شیخ محمد بخاری نے اپنی کتاب تحقیقات میں کہ
جس نے یہ کہا کہ خدا کے لئے تعین فی ذاتہ سوائے اس عالم کے نہیں ہے تو اوس نے عقائد اسلام
کو فاسد کر دیا اور اونکا منکر ہو گیا اور شیخ محمد یوسف نے دوسرے مقام میں کہا ہے کہ وہاں ایک گمراہ
گروہ کہ صوفیوں کی صورت بناتے ہیں حالانکہ وے طریق حق و راہ صدق سے برگشتہ ہیں کہتے
ہیں کہ یہاں پر کچھ نہیں ہے مگر جو کچھ ہمکو نظر آتا ہے) اس سے مراد اونکی یہ ہے کہ یہ اشکال محسوس
عین حق ہیں ان کے سوا اور کچھ موجود نہیں ہے پس یہ گروہ اور دہریے برابر ہیں حق تعالیٰ
نے دہریوں کا قول نقل فرمایا ہے کہ ہمکو دہر ہی ہلاک کرتا ہے) بلکہ یہ گروہ دہریوں سے کفر میں
بڑھکر ہیں اس لئے کہ دہریوں کے کلام کی تاویل ہو سکتی ہے اوس شخص کے قول کی بنا پر کہ جسکے نزدیک
دہر اسمائے حسنی میں سے ہے اور لیکن ان ملحدوں کا یہ قول کہ یہاں پر وہی ہے جو کچھ ہمکو نظر آتا ہے اس سے
وجود وحید کا حق تعالیٰ کا انکار لازم آتا ہے اسلئے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ عالم تمام ذات حق ہے اور عالم کے سوا
کوئی شی عالم کے سوا خارج میں نہیں ہے پس جس طرح کہ کلی طبعی افراد کے سوا اور کچھ نہیں ہے اوسی طرح نہیں ہے

العينية بهذا المعنى كفر صريح بل اشد كفر اذ ليس كافر ولا مشرك ينكر
وجود الحق على حدة عز وتعالى عما يقول الظالمون علوا كبيرا قال شيخ المعرفة
في الفتوحات قد زلت اقدام طائفة عن مجرى التحقيق وقالوا ما ثم
الا ما ترى فجعلوا العالم هو الله والله نفس العالم الى ان قال والمحققون مرادهم
اثبات الحق ونفي الغير كما قال لبيد رضي الله عنه الا كل شيء ما خلا الله
باطل ومقصود الملاحدة مشتهاة نفوسهم الحيوانية فلذة حيوتهم
وما لهم في الاخرة من خلاق انتهى ملخصا هذا وقد فشى هذا المذهب
الباطل في زماننا فقوم الكثيرون في الالحاد والزندقة واشاعوا
اقوالهم في النظم والنثر وطعنوا في تصانيفهم على مثال الظل وعكس المراة
وقالوا ان اهل هذا المثال ما فهموا حقيقة هذه المسئلة فهم طاعنون
على جميع اهل المعرفة الاجلة وفي الحقيقة هم انفسهم مطعونون من
جميع ايمة الملة بل خارجون من الملة والمشتكى الى الله تعالى انتهى بقدر
الحاجة اقول بتوفيق الله تعالى وعونه قد عقد المصنف هذا الفصل
لبيان الايمان المفصل صدره بعنوان الايمان بالذات الاحدية والصفات
الواحدية والاسماء الالهية ثم استدل عليه بعدة ايات واحاديث
وبحث في اسنادها بالتقوية والتعديل وشرح معانيهما بالبسط والتفصيل
بحيث يثبت به ما هو بصدد اثباته من اثبات البينونة لله تعالى عن الخلق
واستقراره على العرش وكونه في جهة العلو وغيرها من العقائد الباطلة
المشبهة والمجسمة والنجدية المخالفين في المتشابهات وقد نهوا عنه ابتغاء
الفتنة وابتغاء لتاويلها وما يعلم تاويلها الا الله والراسخون في العلم

قول بالمعنی کھلا کفر ہے بلکہ کفر سے بدتر ہے اسلیئے کہ کوئی کافر اور مشرک وجود مستقل حق کا انکار نہین کرتا
ہے بہ تر ہے خدا بچاوے برتر ہے بو ناظالمون کے قول سے شیخ معروف نے فتوحات مین کہا ہے کہ بیشک ایک گروہ کے
قدم مقام تحقیق سے بہک گئے ہین کہ جنکا قول یہہ ہے کہ یہان کچھ نہین ہے مگر یہی کہ ظاہر پایا جاتا ہے پس انہون نے
عالم کو عین حق اور حق کو عین عالم قرار دے لیا ہے یہانتک کہ کہا اور اہل تحقیق کی مراد اثبات حق و نفی
غیر حق ہے جیسا کہ لبید نے کہا ہے کہ آگاہ رہو کہ ہر شے خدا کے سوا باطل ہے اور مقصود ان ملحدون کا
ان کے قول سے جوانی کا امر مرغوب ہے پس انکی زندگی یہی ہے اور آخرت مین کچھ ان کا حصہ نہین ہے
انتہی اور یہہ باطل مذہب ہمارے اس زمانہ مین فاش ہو گیا ہے پس بہت سے لوگ الحاد
و زندقہ مین مبتلا ہو گئے ہین اور انہون نے ان ملحدون کے اقوال کو نظم و نثر مین شایع کر دیا
ہے اور اپنی کتابون مین ظل و عکس آئینہ کی مثال پر طعن کیا ہے اور کہا ہے کہ اس مثال کے
دینے والون نے اس مسئلہ کی حقیقت کو نہین سمجھا ہے پس یہہ لوگ تمام اکابر اہل معرفت پر طعن
کرنے والے ہین اور در حقیقت تمام اہل ملت کے طرف سے یہہ لوگ خود مطعون ہین بلکہ دایرۂ
اسلام سے خارج ہین اور ہم کو ان کا شکوہ حق تعالے سے ہے انتہی بقدر الحاجت مین
کہتا ہون خدا کی توفیق و مدد سے کہ مصنف نے اس فصل کو ایمان مفصل کے بیان مین
منعقد کیا ہے اور اس کو شروع کیا ہے ایمان ذات احدیت و صفات واحدیت و اسما
الہیہ کے عنوان سے پھر اس پر چند آیات و احادیث سے دلیل لایا اور اونکی سند مین
تقویت و تعدیل سے بحث کی ہے اور اون کے معانی کو بسط و تفصیل سے بیان کیا ہے اسطرح پر
کہ اوس مصنف کا مدعا کہ جس کے مصنف درپے ہے یعنے خدا کا مخلوق سے جدا ہونا اور عرش پر بیٹھنا
اور بلندی کی جانب مین ہونا اور اوس کے سوا دوسرے عقاید فرقہ مشبہہ و مجسمہ و مجازیہ کا اثبات
ہو جائے ان لوگون نے آیات متشابہہ مین خوض کیا ہے حالانکہ یہہ امر منع ہے فتنہ پردازی
اور اونکی تاویل طلب کرنیکو اسطے حالانکہ اون کی تاویل خدا کے سوا کسیکو معلوم نہین ہے اور جو کہ علم مین ثابت قدم ہین

وهم اهل السنة والجماعة كثرهم الله تعالى فهم يرتبون عن تلك العقائد
الفاسدة ولا يخوضون في المتشابهات بل يؤمنون بها كما وردت و
يقولون كل من عند ربنا وحاول في اثناء ذلك البحث الرد على من خالف
تلك العقائد الباطلة من المحققين من اهل المعرفة والمتكلمين وافتى
بكفرهم وكونهم من المبتدعين اعاذنا الله منه ومن هفوات الملحدين
وخرافات الزائغين امين اما الآيات المتمسك بها فليس فيها من مساغ
الكلام ولا يتعلق بها المرام واما الاحاديث التي استدل بها في هذا المقا
فالاول منها ما اخرج برواية مسدد صاحب المسند بسنده عن علي
بعبارة طويلة كما نقلنه في قوله هذا افقه الاكبر الحديث جامع
لاصول اعتقاد اهل السنة في ذاته وصفاته تعالى وفيه تصريح بتنزيه
الذات عن كونه محصورا ومحدودا وكونه متمكنا في المكان وفيه التنزيه
عن الجهة مع التلميح والتلويح الى بطلان اعتقاد المشبهة في التجسيم و
الجوارح والانتقال وغير ذلك كما نص عليه العلامة المفتي محمد سعيد [illegible]
سره في التنبيه في صفحه ٢٣٢ من شاء فليرجع اليه فالاستدلال به
على ما يدعيه المصنف من عقائده الباطلة المذكورة باطل كما سيعلم من
الكلام فيما شرح به المصنف هذا الحديث قوله ولنبين معاني بعض
الالفاظ الاثر فقوله زاد له من الله رضوانه وطوله هو الاول لم يزل قال
اي هو الاول بلا ابتداء فلم يخل من شيء يصح عنه ولا امام ... اي لا يخلو
من شيء يصح عنه ما وقع فيه وتصحيح على اهل الالحاد القائلين بالعالم الاتحاد الذين
يتشبثون بكلام اهل التصوف [illegible] الباطل وهم يرتبون منها وان الله [illegible] هذا الكلام

اور وہ اہل سنت کا گروہ ہے خدا اونکو بڑھاوے پس وہ ان عقائد فاسدہ سے بری ہین اور
آیات متشابہات مین خوض نہین کرتے ہین بلکہ اوپر ایمان لاتے ہین جسطرح پر کہ اونکا ورود ہوا ہی
اور کہتے ہین کہ یہ سب متشابہات وغیرہ ہمارے پروردگار کے جانب سے ہین اور مصنف نے اسی
بحث کے اندر اون لوگون پر رد کرنا ہی قصد کر لیا ہے جو اون عقائد باطلہ ہین اوس کے مخالف ہین
اور وہ محققین صوفیہ و متکلمین ہین اور اون کے کفر و بدعتی ہونے کا فتوی دیا ہے خدا ہمکو اس
اور ملحدون کے بیہودہ باتون اور گمراہون کی خرافات سے پناہ مین رکھے آمین لیکن جن آیات
سے مصنف نے تمسک کیا ہے پس اون مین ہم کو نہ کلام کرنے کی گنجائش ہے اور نہ اوس سے ہمارے
مقصد کو تعلق ہے اور لیکن جن احادیث کو اس مقام مین مصنف نے دلیل بنایا ہے پس اون مین
پہلی حدیث وہ ہے کہ جسکو سید صاحب مسند کی روایت سے علی کی بابت سے عبارت طویل مین
نقل کیا ہے جیسا کہ ہم اس قول مین اس کو نقل کر چکے ہین پس ہم کہتے ہین کہ یہ حدیث جامع ہے
اہل سنت کے اصول عقائد کی ذات و صفات حق تعالی کے باب مین اور اس حدیث مین
تصریح ہے ذات حق کے پاک ہونے پر محصور و محدود و ثابت فی المکان ہونے سے اور اس امر کو لازم
ہے پاک ہونا جسم سے اسی لیے کہ عقائد مشبہ کے بطلان کیطرف اثبات جسمیت و جوارح و انتقال وغیرہ
کے باب مین جیسا کہ اسکو بیان کیا ہے علامہ مفتی محمد سعید قدس سرہ نے تنبیہ کے صفحہ ۲۴ مین جس کا
جی چاہے تنبیہ کو دیکھے پس اس حدیث سے دلیل لانا مصنف کا اپنے عقائد باطلہ مذکورہ پر باطل ہے
جیسا کہ عنقریب ہمارے اس کلام سے معلوم ہو جائیگا کہ جسکو ہم نے مصنف کی اس حدیث کی شرح پر وارد کیا ہے
قول مصنف کا (ولیس من معانی بعض الفاظ الاثر فقوله فاوله من الله رضوانه وطوله
هو الاول لم يبد مما) ای هو الاول بلا ابتداء فلم یظهر من شیء یعبر عنه بما (ولا مازج معا)
ای ولا اختلط مع شیء بحیث [illegible] رد علی اهل الاتحاد والقائلین بالحلول والاتحاد الذین یلتبسون
بکلام اهل الحق [illegible] اهل الباطل [illegible] کی طرف توفیق ہی کہ اس کلام مین [illegible]

وهي نسبة بين المارجين والنسبة تستدعي عن المغائرة فانتفائها الا يدل
على المباينة والمفارقة لامكان احتمال العينية كما هو مذهب الصوفية من
ارباب الوحدة فالاستدلال به على نفي مذهب العينية كما هو مزعوم المصنف
ليمكنه اثبات المباينة والاستقرار على العرش وكونه من جهة العلو باطل وما
استدل به على نفي العينية من اقوال شيخ المعرفة وغيره فلا يجدي به نفعا
لانها لا تدل على نفيها مطلقا بل انما تدل على نفي عينية يلزم منها اثبات
وجود الغير ونفي وجود الحق ومراد المحققين من ارباب الوحدة اثبات الحق
ونفي الغير كما نص عليه شيخ المعرفة واستشهد عليه بقول لبيد الا كل
شيء ما خلا الله باطل ومراد المصنف اثبات نفي العينية بكلا المعنيين
فما يثبت ليس بمراد له وما هو مراد ليس بثابت به وتمسك به على المباينة
ونفي العينية من مثال الظل والعكس فهو ايضا غير مفيد له لان حقيقتهما
ليست الا اصلهما فالتمثيل بهما يقوي العينية وينفي المباينة فالاستدلال
بهما على اثبات المباينة ونفي العينية المطلقة باطل وقوله وقد اكثر الشيخ
وغيره من العرفاء السالفة والخالفة في تصانيفهم من ذكر مثال الظل للانسان
وعكسه في المراة فقولهم موافق لقول علماء السلف ان الله على عرشه باين من خلقه
كما ان الانسان باين من ظله وعكسه انتهى ساقط عن درجة التحقيق لان التمثيل
بالظل والعكس ينادي باعلى نداء ان ذات الاله الحق هي قائمة بالذات وموجودة
بالحقيقة والعالم باسره وبجميع اجزائه قائم بها وموجود بوجودها وليس له وجود في الحقيقة
سوى وجود الحق وكما ان الاصل غير مفارق ولا مباين من ظله وعكسه فكذلك الحق لا يفارق
ولا يباين ولا يغيب عن العالم طرفة عين فعلم منه ان استنباط المصنف بينونة الحق من

اور ملنا ایک نسبت ہے دو ملنیوالی چیزون مین اور نسبت غیر سے کو چاہتی ہے پس ملنے کی نفی سے جدا ہونا اور
علیحدہ ہونا نہین سمجھا جاتا ہے بسبب ممکن ہونے اجتماع عین ہونے کے جیسا صوفیہ ارباب وحدت وجود کا
مذہب ہے پس اس قول سے دلیل لانا مذہب عینیت کی نفی پر جیسا کہ مصنف کا عقیدہ ہے تاکہ مصنف کو
خدا کے جدا ہونے اور عرش پر بیٹھنے اور بلندیکی جہت مین ہونیکا ثابت کرنا ممکن ہو باطل ہے اور جو کہ مصنف شیخ
معرفت وغیرہ کے اقوال سے عینیت کی نفی پر دلیل لایا ہے مصنف کو مفید نہین ہے اس لئے کہ ان اقوال سے
مطلق عینیت کی نفی سمجھ مین نہین آتی بلکہ انکی دلالت ایسی عینیت کی نفی پر ہے کہ جس سے وجود غیر کا اثبات
اور وجود حق کی نفی لازم آئے اور محققین ارباب وحدت وجود کی مراد اثبات حق کا اور غیر کی نفی ہے
جیسا کہ شیخ معرفت نے اسکی تصریح کی ہے اور اس عینیت کے قول دہر دار ہو جو کچھ خدا کے سوا ہے باطل ہے اوسپر دلیل
لایا ہے اور مصنف کی مراد عینیت کی دونون معنی کا نفی ہے اور جو کچھ ان اقوال سے ثابت ہے مصنف کی مراد نہین اور
جو کچھ مصنف کی مراد ہے وہ کلام مذکور سے ثابت نہین ہوتی اور جو کہ اثبات مباینت و نفی عینیت کیلئے مصنف
ظل وعکس کی مثال کو دستاویز بنایا ہے یہ بھی مصنف کو مفید نہین ہے اسلئے کہ ظل وعکس کی حقیقت بجز اونکی
اصل کے اور کچھ نہین ہے پس ان دونون کی مثال دینا عینیت کو قوی کرتا ہے اور مباینت کی نفی کرتا ہے
پس ان دونون سے اثبات مباینت اور عینیت مطلق کی نفی پر دلیل لانا باطل ہے اور قول مصنف کا
وقد اکثر الشیخ وغیرہ من اہل المعرفۃ السالفۃ والخالفۃ فی تصانیفہم من ذکر مثال ظل
الانسان وعکسہ فی المراۃ فقولہم موافق لقول علماء السلف ان اللہ علی عرشہ بائن من
خلقہ فان الانسان بائن من ظلہ وعکسہ انتہی) درجہ تحقیق سے گرا ہوا ہے اس لئے کہ ظل وعکس کی
تمثیل بلند آواز سے پکار رہی ہے کہ ذات معبود حق ہی بالذات قایم ہے اور حقیقت مین موجود ہے اور عالم بالکل مع
اپنی تمام اجزا کے ذات حق سے قایم ہے اور اوسی کے وجود سے موجود ہے اور وجود حق کے سوا حقیقت مین عالم
کے لئے کوئی وجود نہین ہے اور جس طرح کہ اصل اپنے ظل وعکس سے علیحدہ وجدا نہین ہے اسی طرح حق
عالم سے ایک لمحہ علیحدہ اور جدا اور غائب نہین ہے پس اس بیان سے معلوم ہے کہ ظل وعکس کی مثال جو مصنف نے عالم سے

العالم من مثال الظل والعكس وعوائد هذه العقيدة الفاسدة الى الشيخ وعلماء
السلف والخلف انما نشاء من سوء فهمه ومعرفته ووهمه كيف قد صرح الشيخ قدس
سره بان النظام اصاب في قوله بان العالم اعراض مجتمعة واخطاء في انه لم يقل
بقيام تلك الاعراض بذات واحدة قيومة لها فلما لم يثبت حقيقة غير حقيقة
الحق سبحانه على نحو الاستقلال قالت الصوفية حقائق العالم كلها اعراض مجتمعة
بعضها الى بعض وقيام جملة تلك الاعراض بالذات القائمة بالذات القيوم
بغيرها فانك لو فصلت حقيقة الانسان وحللتها لم تجد فيها الا اعراضا
متعددة وهي النطق والحس والحركة اه والعجب كل العجب من المصنف انه يشرح
معاني هذا الاثر ويثبت به بينونة الحق تعالى عن الخلق ولا ينظر الى السياق
والسباق ولو نظر لما اثبت لان عليا رضي الله عنه قد صرح بعدم البينونة
في هذا الاثر حيث وكيف ينعت بالالسن الفصاح من لم يكن في الاشياء فيقال
كائن ولم يبن منها فيقال بائن بل هو بلا كيفية وهو اقرب من حبل الوريد
انتهى فاعتبروا يا اولي الابصار والنظر وايا التدبر والاعتبار الى جسارة هذا
المكثار وخيانته في الاظهار والاظهار في معاني الاحاديث والاثار والى الله
المشتكى وهو الموئل والملتجى والتحقيق لمذهب الصوفية الصافية في مسئلة العينية
قد فرغنا عن بيانه في المقدمة فليرجع اليها قال وقوله زاد الله
رضوانه وطوله ولا حال وهما اي ولا هو مما يستطيع الاوهام والافهام
ان تدركه اصلا ولا شبح يتقضى الشبح الشخص ويتقضى يطلب اقصاه
ويدخل فيه قوله ولا محجوب فيحوى وقوله ولا كان بعد ان لم يكن فيقال
حادث جواب سوال مقدر كيف كان وبين في منه بقوله بل جل ان يكيف

تعالیٰ کے جدا ہونیکا استنباط کیا ہے اور اس عقیدۂ فاسد کو شیخ معرفت و علمائے سلف و خلف کیطرف منسوب
کیا ہے یہ امر مصنف کی سوء فہم و معرفت و وہم کا نتیجہ ہے کیونکہ خود شیخ اکبر نے تصریح فرمائی ہے کہ ظاہر مصیبت ہے
اپنے اس قول میں کہ عالم چند اعراض مجتمعہ کا نام ہے اور اوس نے خطا کی ہے اسمین کہ اون اعراض کیلئے ایک ذات مین
کہ جو اونکو قایم رکھنے والی ہے قایم ہونیکا قائل نہین ہوا پس جبکہ بجز حقیقت حق سبحانہ کے بطور استقلال کسی
حقیقت کا ثبوت نہین ہوا ہے صوفیہ نے کہا کہ تمام عالم کی حقیقتین چند اعراض ہین کہ بعض اون کے بعض دیگر کے
ساتھ جمع ہوگئے ہین اور اون سب کا قیام ایک ذات سے ہے کہ جو بذات خود قایم ہے اور اپنے غیر کو قایم
رکھنے والی ہے اس لئے کہ تو اگر انسان کی حقیقت کی تفتیش و تحلیل کرے تو اوس مین چند اعراض کے
سوا کہ نطق و حس و حرکت ہین اور کچھ نہ پائیگا انتہیٰ اور بڑا تعجب مصنف سے ہے کہ وہ اس حدیث کے معانی کی
شرح کرتا ہے اور اسی حدیث سے خدا کا جدا ہونا مخلوق سے ثابت کرتا ہے اور اوس کے سیاق و سباق کو
نہین دیکھتا ہے اور اگر دیکھتا تو ثابت نکرتا اسلئے کہ حضرت علیؓ نے اسی حدیث مین خدا کے جدا ہونیکی نفی کی تصریح
فرما دی ہے چنانچہ فرمایا ہے اور کیونکر تعریف کیجائے فصیح زبانون سے کہ وہ اشیا مین داخل نہین
ہے کہ اوسکو ملنے والا کہا جائے اور نہ اون سے جدا ہے کہ اوس کو بائن کہا جائے بلکہ وہ بے کیفیت کے
اور شہ رگ سے زیادہ نزدیک ہے انتہیٰ پس عبرت لو اے عقل والو اور تدبر و اعتبار اس زیادہ گو کی دلیری و جہالت
کو دیکھو معانی احادیث و آثار کے کھولنے اور چھپانے کے باب مین اور خدا ہی کے طرف ہمارا شکوہ ہے اور وہی
ہمارا مرجع و ملجا ہے مذہب صوفیہ صافیہ کی تحقیق معیت کے مسئلہ مین ہم مقدمہ مین بیان کر چکے ہین پس مقدمہ
کیطرف رجوع کرنا چاہئے کہا مصنف نے اور قول اوس کا زیادہ ہو خدا کے طرف سے اوس کے حق مین
خوشنودی اور طول اوسکا اور نہ اوترنے والا ہے وہم مین) یعنی اور نہ وہ ایسی شی ہے کہ اوہام و افہام اسلا
اوس کا ادراک کر سکین (اور نہ بدن ہے کہ منتہی ہو جاوے) شبح بمعنی بدن ہے اور منتقضی یعنی وہ ملک کے اپنی نہایت کو
اور اسی مین داخل ہے قول اوس کا (اور نہ محجوب ہے کہ گھیرا جاوے) اور قول اوس کا (اور نہ موجود
ہوا بعد اس کے کہ نہ تھا کہ اوسکو پیدا کیا جاتا) جواب ہے یہودیون کے سوال کیفیت مکان کا اور اس کے ترقی کی ہے اپنے اس قول سے

المكيف للاشياء كيف كان اى جاعل الكيف للاشياء از بكيف بكيف كان
وقوله بل لم يزل ولا يزول لاختلاف الازمان جواب سؤالهم متى كان ولا
لتقلب شان بعد شان اى المشار اليه بقوله تعالى كل يوم هو فى شان
وقوله فكيف يوصف بالاشباح توضيح لقوله جل ان يكيف اه وقوله ولا
شيء اه وكيف ينعت بالالسن الفصاح اى الناطقة بالصفات من لم يكن
فى الاشياء فيقال كائن ولم يبن منها فيقال بائن بل هو بلا كيفية وهو
اقرب من حبل الوريد وابعد فى الشبه اى المشابهة من كل بعيد
وفى جواب المرتضى عن سؤال ذعلب اليمانى قريب من الاشياء غير ملامس
بعيد منها غير مباين وفى خطبة للمرتضى لم يحلل فى الاشياء فيقال هو فيها
كائن ولم ينأ عنها فيقال هو منها بائن وفى خطبة اخرى لم يقرب من
الاشياء بالتصاق ولم يبعد عنها بافتراق لا يخفى عليه من عباده شخوص
لحظة اى مد البصر بلا حركة جفن ولا كرور لفظة اى تكرر اللفظة و
رجوعها ولا ازدلاف ربوة صعود انسان او حيوان الى ربوة من الارض
اى موضع مرتفع ولا انبساط خطوة اى فى ارض مستوية فى غسق
اى ظلمة ليل داج اى مظلم ولا ادلاج فى القاموس الدلج محركة و
الدلجة بالضم والفتح السير من اول الليل وقد ادلجوا فان ساروا من آخره فادلجوا
بالتشديد لم يخلق الاشياء من اصول اولية ولا باوايل كانت قبله ابدية وفى خطبة
لم يخلق الاشياء من اصول ازلية ولا من اوائل ابدية وفيه ابطال لقول بعض الفلاسفة
الضلال وكذا فى مباحث هذه الارشادات ابطال الاقوال فرق من ابطال علمه بما
فى السموات العلى كعلمه بما فى الارضين السفلى وعلمه بكل شيء اى سوى ذا من الاسرار والانوار

(بلکہ برتر ہے اس سے کہ اشیا کو موصوف بکیفیت کرنیوالا خود کیفیت کے ساتھ موصوف ہو) یعنی برتر ہے اشیا
کو موصوف بکیفیت کرنیوالا اس سے کہ کیف و کان سے بیان کیا جائے اور قول اوسکا (بلکہ نہ زائل ہوا اور نہ زائل ہوگا
زمانون کے اختلاف سے) جواب ہے اونکے قول متی کان کا (اور احوال کے بدلنے سے) یعنی جو کی طرف
اشارہ ہے حق تعالے کے قول کل یوم ہو فی شان میں اور قول اوسکا (پھر کیونکر موصوف ہو صورتون سے)
توضیح ہے اوسکے قول جل ان یکیفہ کی اور اوسکے قول ولا شبح لہ کی (اور کیونکر بیان کیا جائے صحیح زبانون
سے) یعنی اون زبانون سے کہ صفات کو بیان کرنیوالی ہین (وہ کہ نہین ہے اشیا میں کہ کہا جائے اوسکو کائن
اور نہ اون سے علیحدہ ہے کہ کہا جائے اوسکو بائن) بلکہ وہ بے کیفیت کے (اور ہر ایک سے نزدیک ہے اور وہ فوق ہر ایک سے ہے
اور دور تر ہے مشابہت میں ہر دور سے) اور ظاہر ہے کہ سوال کا جواب ہر طرح تفصیلی سے
یون دیا ہے (نزدیک ہے اشیا سے بدون ملنے کے دور ہے اون سے بدون جدا ہونے کے) اور حضرت علی
کے خطبہ میں یون ہے (نہین اوپر ہے اشیا میں حق کہ کہا جائے کہ اون میں کائن ہے اور نہ اون سے دور ہوا
حتی کہ کہا جائے اون سے جدا و بائن ہے اور دور ہے خلقت اپنی سے نہین تو ہے ہوا اشیا سے کہ اونکے ساتھ ملا ہوا
ہوا اون سے جدا ہوکر (نہین چھپا ہے اوس سے بندہ کی نظر و نگاہ) یعنی آنکھ کو دوڑانا [illegible] (اور نہ تکرار کرنا
لفظ کا) یعنی بار بار بولا جانا لفظ کا اور رجوع کرنا اوسکا (اور نہ قریب ہونا [illegible]) یعنی چڑھنا آدمی کا اونچا [illegible] سے
ٹیلے یعنی اونچی جگہ پر (اور نہ پھیلانا قدم کا) یعنی چھوڑا [illegible] قدم میں (اندھیری میں) یعنی اندھیری سے [illegible] (اندھیری رات کی
یعنی اندھیری رات کی (اور نہ ادلج شب چلنا) قاموس مین ہے ادلج بالحرکت اور دلجہ ضمہ و فتحہ سے چلنا رات کے
شروع میں اور اسی سے نکلا ہے قد ادلجوا لیس اگر آخر شب مین چلین تو کہا جاتا ہے ادلجوا (نہیں پیدا کیا اشیا کو
اصول ازلیہ سے نہیں پیدا کیا اور نہ اوائل سے کہ اوس سے پہلے ظاہر ہے) اور ایک اور خطبہ میں مولی علی کے ہے
(نہین پیدا کیا اشیا کو اصول ازلیہ سے اور نہ اوائل ابدیہ سے) اور اس قول مین بعض حکما و فلاسفہ کے قول کا ابطال ہے بلکہ
اسی طرح ان تمام ارشادات مین باطل فرقونکے قول کا ابطال ہے (جاننا اوسکا اجزا آسمانوں کی تمام اشیا کو مثل اوسکے جاننے
کے ہے پست زمینونکی کل کائنات کو اور اوسکا علم [illegible] کے متعلق ہے) یعنی اوسکے سوا اندھیرے [illegible] اور

والمعارف الذاتية والمواقف الصفاتية والتجليات الالهية وغير ذلك
مما لا يعرف لان يعرف مسلك من المسالك المشار اليه جملة بقوله تعالى
وهو بكل شئ عليم كلم موسى تكليما بلا جوارح ولا ادوات ولا شفة
ولا لهوات سبحانه وتعالى عن تكيف الصفات فيه ابطال المقالة الجهمية
في تكليم الله موسى انه امر غيره فكلمه وقيلة المعتزلة انه خلق الكلام
في جسم فاسمعه موسى عليه السلام وكلهم نفاة الصفات عن حضرة الذات
من زعم ان الهنا محدود فقد جهل الخالق المعبود فذا جواب سوال
اليهود وعلى اي شيئ هو فانه يفهم منه انه محدود وفي خطبة للمولى
المرتضى ايضا ومن قال على ما فقد اخلا منه اي غير ذلك المكان مع ان
الحد الى غيره منسوب كما مضى عن المرتضى ايضا في جواب الامام الرضى
عن سوال زنديق كيف هو واين هو قال ويلك ان الذي ذهبت اليه
غلط هو اين الاين وكيف الكيف فلا يعرف بالكينونة ولا بالاينونة ومن
علم كونه تعالى غير محدود يعلم الجواب عما يسئل في النصوص على النزول
هل يخلو عرش الكبرياء من الاستواء حين النزول فان الخلو يلزم منه انه
تعالى محدود وهو سبحنه تعالى عن الحد وبه وقال حماد بن زيد فيما
رواه الخلال في السنة وابن بطة في الابانة وابن راهويه فيما رواه
ابن بطة واحمد في رسالة الى مسدد المشهور عند اهل الحديث
والسنة من اصحب احمد وجمهور اهل الحديث فيما حكى ابن تيمية في
رسالة في النزول قال وهو الماثور عن سلف الامة وائمتها انه لا يزال
فوق العرش ولا يخلو العرش منه مع دنوه ونزوله الى السماء الدنيا

ومعارف ذاتیہ ومواقف صفاتیہ وتجلیات الہیہ اور ساوسکے سوا وہ امور کہ جنکے طرق سے ایک طریقہ کی معرفت بہی
وشنوایت اونکی طرف اجمالی اشارہ ہے خداکے قول (وہو بکل شئ علیم) سے (موسی سے اوسنے کلام کیا بدون

جوارح اور بدون اسباب کے اور بغیر لہات کے اور بغیر لہوات کے پاک وبرتر ہے وہ صفات کی کیفیت کے بیان سے)
اس قول مین حجت ہے اس قول کا ابطال ہے خداکے کلام کرنیکے باب مین کہ خدا نے اپنے غیر کو حکم دیا پہر اوس غیر
نے موسی سے کلام کیا اور معتزلہ کے قول کا کہ خدا نے کلام کو پیدا کیا ایک جسم مین پہر وہ کلام موسی کو سنا دیا اور یہ
سب لوگ صفات کی نفی کرنیوالے ہین حضرت ذات حق سے (جس نے کہا کہ ہمارا معبود محدود ہے تو وہ خالق معبود سے
نادان ہے) یہ کلام جواب ہے یہودیون کے اس سوال کا کہ خدا کس شئ پر ہے اسلئے کہ اس سوال سے سمجھا جاتا
ہے کہ خدا محدود ہے اور نیز ایک خطبہ مین مولی مرتضی علی کے یون ہے (اور جس نے کہا کہ کس شئ پر ہے تو
وسنے خالی کردیا اوس سے) یعنی اوس مکان غیر کو یا اگر حد غیر خدا کی طرف منسوب ہے جیسا کہ مذکور ہوا نیز مرتضی علی
کی حدیث مین اور امام علی رضا کے جواب مین کہ جو ایک بیدین کے اس سوال پر فرمایا تہا کہ خدا کیونکر ہے اور کہان
ہے اسطرح واقع ہوا ہے (خرابی ہو تیری جسطرف تو گیا ہے غلط ہے خدا این کو این اور کیف کو کیف بنانیوالا ہے پس
وہ نہ کیفیت سے پہچانا جاتا ہے اور نہ ظرف مین ہوتا ہے اور جسنے خدا کے غیر محدود ہونیکو جان لیا ہے تو اوسکو اون
سوالات کا جواب معلوم ہوجاتا ہے جو نصوص مین نزول کے بابت ہین کہ آیا خدا کا عرش استوا سے خالی ہوجاتا ہے
نزول کے وقت اسلئے کہ خالی ہونے سے لازم آتا ہے کہ حق تعالے محدود ہے اور وہ پاک وبرتر ہے محدود
ہونے سے اور کہا حماد بن زید نے اوس قول مین کہ روایت کیا اوسکو خلال نے سنت مین اور ابن بطہ نے
ابانہ مین اور ابن راہویہ نے اوس قول مین کہ روایت کیا اوسکو ابن بطہ نے اور احمد نے اپنے رسالہ مین
جو مسدد کے پاس بہیجا تہا اور وہ مشہور ہے نزدیک اصحاب امام احمد کے وجمہور محدثین نے اوس قول مین
کہ اوسکو ابن تیمیہ نے رسالہ نزول مین نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہی قول امت مرحومہ کے سلف وائمہ
سے منقول ہے کہ خدا ہمیشہ عرش پر ہے اور عرش اوس سے خالی نہین ہوتا
ہے باوجود اوسکے نزدیک ہونے اور نزول فرمانیکے آسمان دنیا کی طرف

ولا يكون العرش فوق وكذلك يوم القيمة كما جاء به الكتاب والسنة
وليس نزوله كنزول الاجسام بنى آدم من السطح الى الارض بحيث يبقى السقف
فوقهم بل الله منزه عن ذلك وانما تدرك صفة رب الطبيعة والادوات
فليس من لم تأخذه سنة ولا نوم له ما فى السموات وما فى الارض وما
بينهما وهو رب العرش العظيم اى ان الادراك منحصر فى صفة رب
الطبيعة والادوات من المخلوقين والمخلوقات ولما انحصر فيهما فكيف تدرك
صفة رب العرش العظيم ورب الارض والسموات وفى خطبة للمولى
المرتضى وانما يدرك بالصفات ذو الهيئات والادوات هذا انتهى وقال
فى حاشيته لا خفاء على العرفاء بان هذه الاسئلة المشكلة المسترشدة
وتلك الاجوبة المفصلة المرشدة كل ذلك لم يطلع فى هذه الامة بعمرو فقط
برهة مما كان مختصا بهذا الامام فى تلك الايام فما ولا كلام فى ان كلام
الامام امام الكلام والحمد لله العزيز العلام ولقد صدق نبى الله فيما
نطق عن الله انا مدينة العلم وعلى بابها فمن اراد العلم فليأت الباب
انتهى الكلام منه اقول وبحول الله تعالى اصول لا يخفى على الناظرين الماهرين
ان هذا الكلام المنيف للولى المرتضى الشريف وما نقله المصنف فى اثناء
شرحه من جملة ارشاداته وخطباته رضى الله عنه يدل دلالة واضحة
على انه تعالى منزه عن صفات الكائنات مقدس عن الجسم والجسمانيات
ولا تدرك صفاته كما لا تدرك ذاته وقد قال الله تعالى ليس كمثله شىء
وقال تعالى لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار فالتنزيه لذاته تعالى
وصفاته عن صفات المخلوقين من ضروريات الدين والمصنف قد اثبت

اور عرش اوپر اوسکے ظاہر ہوتا ہے اور اسیطرح ہوگا قیامت کے دن جیسا کہ کتاب و سنت میں وارد ہوا
ہے اور اوسکا نزول مثل نزول بنی آدم کے جہت سے زمین کی طرف نہین ہے اسطرح پر کہ جہت اوسکا اوپر
ہو جاتی ہے بلکہ حق تعالے اس سے پاک ہے اور صفت تو ذی ہیئت اور ذوات کی مدرک ہوتی ہے پس وہ کہنہ
اوسکا ادراک اوسکی جہت کا ہوتا ہے جو کچھ آسمانون مین ہے اور جو کچھ زمین مین ہے اور جو کچھ ان دونونکے
درمیان ہے اور مدرک ہے عرش عظیم کا کیونکہ ادراک مین آتا ہے (یعنی ادراک منحصر ہے ذی ہیئت اور ذوات کی
صفت مین کہ اوسکی ذات پوشیدہ ہے اور جسکا ادراک اوسمین منحصر ہو اسی کیونکر ادراک کیا جاوے صفت پروردگار عرش
عظیم اور پروردگار زمین و آسمان کی اور مولی مرتضی نے ایک خطبہ مین اسطرح پر ہے اور اوسمین چیزونکی صفات کا
ادراک ہوتا ہے کہ وہ مکان اور اعضا والی ہین انتہی اور اوسکے حاشیہ مین مصنف نے لکھا ہے (اہل معرفت پر پوشیدہ
نہین ہے کہ یہ مشکل مقالات واسطے اوسکے طلب کرنیوالے ہے اور یہ دشوار جواب ہے اور اسکے تعالے واسطے یہ تمام
ایک امر تنبیہی ہے اور اسرار مین کسی کی نسبت معلوم نہین ہو سکتے بلکہ یہ ایسا امر ہے کہ اسی امام سے خاص ہے اور ان ایام
خصوصیت رکھتا ہے اور اسمین کلام نہین ہے کہ کلام اس امام کا امام کلام ہے اور شریف خدا کی ہی نا جیسا کہ عرش
عظیم والا ہے اور بیشک خدا کا نبی سچا ہے اس قول مین کہ اوس نے بحکم الہی فرمایا ہے کہ مین علم کا شہر ہوں اور
علی اوسکا دروازہ ہے پس جو شخص کہ علم کا خواہاں ہو تو اوسکو اس دروازہ مین آنا چاہیے انتہی مین کہتا ہوں اور جو تحقیق
کی تو یقین حاصل کرتا ہوں ناظرین ماہرین پر مخفی نہین ہے کہ یہ کلام بزرگ مولی مرتضی شریف کا ہے اور جو کچھ مصنف نے
اسکی شرح کے درمیان اوسکے ارشادات و خطبے نقل کئے ہین صاف دلالت کرتے ہین اس امر پر کہ حق تعالے
کی ذات کی صفات پاک ہے اور جسم و جسمانی امور سے مبرا ہے اور اوسکی صفات ادراک سے
باہر ہین جسطرح کہ اوسکی ذات ادراک سے باہر ہے اور تحقیق کہ حق تعالے نے فرمایا ہے
کہ مانند اسکے کوئی شے نہین ہے اور فرمایا ہے کہ بینائیان اوسکو ادراک نہین کرتی اور وہ
بینائیون کو ادراک کرتا ہے پس ذات و صفات حق تعالے کی پاکی کا اعتقاد رکھنا مخلوق کی صفات
سے دین کی ضروری باتون مین سے ہے اور مصنف نے اس باب مین اشعار اوسکے

في هذا الباب باقوال المشبهة الذين اثبتوا جهة الفوق لله تعالى عن الجهات
والاستقرار على العرش ونحوها اورده ابن تيمية في رسالة النزول
وفتاواه الحموية ستطلع على دعاويه في هذا الكتاب كما سيجي تفصيله
في مقامه فوجب علينا ان نبين اقوال اهل السنة في باب التنزيه عن الجهة
والاستقرار ونحوها من صفات الجسمانيات ثم نجيب عما وقع من المصنف
في هذا الكتاب من الاقاويل الواهيات قال ابو العباس المبرد في كتاب
الكامل قال قائل لعلي بن ابي طالب رضي الله عنه اين كان ربنا قبل ان
يخلق السموات والارض فقال علي رضي الله عنه اين سوال عن مكان وكان الله
ولا مكان قال الامام الثعلبي في تفسيره قال بعض المحققين الموفقين اظنه
علي بن ابي طالب رضي الله عنه من زعم ان الله تعالى في شيء او من شيء
او على شيء فقد الحد لانه لو كان من شيء لكان محدثا ولو كان في شيء لكان
محصورا ولو كان على شيء لكان محمولا ونقله الامام ابو القاسم القشيري رحمه الله
في رسالة عن الامام جعفر صادق رضي الله عنه وفي الفقه الاكبر للامام
ابي حنيفة برواية ابي مطيع الحكم بن عبد الله البلخي ارايت لو قيل اين تعالى
فقال يقال له كان الله قبل ان يخلق ويقال له كان الله ولم يكن اين ولا
خلق ولا شيء وهو خالق كل شيء قال ابو عوانة في صحيحه في تحميده تعالى
الذي لا يشتمل عليه زمان ولا يحيط به مكان خالق الاماكن والازمان
وقال الامام ابو الحسن الاشعري في كتاب اصول الكبير لا يجوز ان تكون
نفس الباري عز وجل جسما او جوهرا او محدودا او في مكان دون مكان
او غير ذلك مما لا يجوز عليه من صفاتنا المفارقة لنا قال الامام ابو منصور

اقوال کو درست و ثابت کیا ہے کہ جنہون نے حق تعالے کے لیے جہت فوق اور عرش پر بیٹھنے کا اثبات
کیا ہے اور دلیل نہ لایا ہے اون اقوال کو کہ جنکو ابن تیمیہ نے رسالہ نزول و فتاوی حمویہ مین لکہا ہے و دلیل
انکے باطل ہونیکے وہان پر اس کتاب مین چنانچہ اسکی تفصیل اپنے مقام مین آئیگی پس ہم پر واجب
ہوا کہ اہلسنت کے وہ اقوال بیان کر دیوین جو کہ جہت و استقرار علی العرش وغیرہ صفات جسمانیہ سے حق تعالے
کے منزہ ہونیکے باب مین وارد ہوئین کہا ابو العباس مبرد نے کتاب کامل مین کہ ایک کہنے والے نے علی بن
ابی طالب سے کہا کہان تہا ہمارا پروردگار آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے پہلے پس علیؓ نے فرمایا
کہ کہان سوال ہے مکان سے اور خدا موجود تہا مکان کے پہلے سے امام ثعلبی نے اپنی تفسیر مین کہا ہے
کہ بعض اہل تحقیق نے کہ جنکو خدا کی طرف سے توفیق دیگئی ہی اسیطرح گمان کیا ہین وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا
ہے کہ جس نے اعتقاد کیا کہ خدا کسی شئے مین ہے یا کسی شئے سے ہے یا کسی شئے پر ہے تو وہ شخص بیدین
ہو گیا اسلئے کہ اگر خدا کسی شئے سے ہوتا تو پیدا ہوتا اور اگر کسی شئے مین ہوتا تو گہیرا ہوا ہوتا اور اگر کسی
شئے پر ہوتا تو اوٹہایا ہوا ہوتا اور اسی کلام کو امام ابو القاسم قشیری نے اپنے رسالہ قشیریہ مین امام جعفر صادقؓ
سے نقل کیا ہے اور امام ابو حنیفہ کی فقہ اکبر مین ابو مطیع حکم بن عبد اللہ بلخی کی روایت سے مذکور ہے اگر کہا جاوے
کہ خدا کہان ہے تو اسکا کیا جواب دینگے پس فرمایا امام اعظمؒ نے کہ سائل سے کہا جاویگا کہ خدا موجود ہے پیدا کرنے چیزونکے
سے اور کہا جاویگا کہ خدا موجود تہا اور نہ تہا مکان اور نہ مخلوق اور نہ کوئی شئے اور وہ ہر شئے کا پیدا کرنے والا ہے
ابو عوانہ نے اپنی صحیح مین خدا کی حمد مین کہا ہے کہ وہ ایسی ذات ہے کہ نہ زمانہ اوسپر گذرتا ہے
اور نہ مکان اوسکو گہیرتا ہے اسلئے کہ زمانون اور مکانون کو اوسنے پیدا کیا ہے اور
امام ابو الحسن اشعری نے کتاب اصول کبیر مین فرمایا ہے کہ نہین جائز ہے یہ
کہ ذات باری عز و جل جسم ہو یا جسم پر ہو یا محدود ہو یا ایک مکان مین ہو نہ دوسرے
مکان مین یا اسکے سوا اور کچہہ ہو اون صفات مین سے جو اوسکے حق مین جائز
نہین ہین یعنی باری صفات کے قبیل سے ہے کیونکہ خدا اس سے بالا ہے امام ابو منصور

الماتريدي في عقيدته ان الله تعالى كان لم يزل ولم يكن له شيء سواه
لا مكان ولا زمان ولا غمام ولا عرش ولا سماء ولا هواء فهو كما كان ويكون
كما هو لا يتغير عليه الاحوال وهو خالق الاحوال قال البيهقي في كتاب الاسماء
والصفات انه تعالى لا مكان له قال الحافظ جلال الدين السيوطي في منظومته
المسماة بالكواكب الساطع في نظم جمع الجوامع ؛ ولم يزل سبحانه ولا مكان ؛
متفردا في ذاته ولا زمان ؛ وقال في شرحه واما كونه لم يزل وحده ولا
مكان ولا زمان فقد دل على ذلك حديث عمران السابق فهو منزه عن
المكان والزمان والحلول كما قال تعالى في كتابه العزيز ليس كمثله شيء
وهو السميع البصير انتهى والحديث رواه البخاري في صحيحه عن عمران
بن حصين رضي الله عنهما قال جاء نفر من اليمن فقالوا يا رسول الله جئنا لـ
نتفقه في الدين ونسألك عن اول هذا الامر فقال كان الله ولم يكن شيء
قبله وكان عرشه على الماء وكتب في الذكر كل شيء الحديث واخرج ابو يعلى
عن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذن لي
ان احدث عن ملك قد مرقت رجلاه السابعة والعرش على منكبيه
يقول سبحانك اين كنت واين تكون قال الحافظ العسقلاني في المطالب
العالية صحيح وذكر الحافظ ابو نعيم في حلية الاولياء عن ذي النون المصري
اشعار ربي تعالى فلا شيء يحيط به ؛ وهو المحيط بما في كل مرتصد
لا الاين والحيث والتكييف يدركه ؛ ولا يحد بمقدار ولا امد
وكيف يدركه احد ولم تره ؛ عين وليس له في المثل من احد
وايضا قال فيه عن سهل بن عبد الله التستري لا يخرجكم تنزيه الله

ماتریدی نے اپنے عقیدہ میں فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ ازل میں تھا اور اوسکے ساتھ کوئی شی
نہ تھی نہ مکان نہ زمان نہ ابر نہ عرش نہ آسمان نہ جو کچھ ہیں وہ ایسا ہی ہے کہ جیسا تھا اور جیسا کہ ہے
ایسا ہی رہیگا اوسپر حالات کا تغیر نہیں ہوتا ہے اور وہ احوال کا پیدا کرنیوالا ہے بیہقی نے
کتاب الاسماء والصفات میں فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ مکان سے پاک ہے حافظ جلال الدین سیوطی
نے اپنی تفسیر میں اوسکو الکبیر المتعال کی تفسیر میں ذکر کیا ہے اور ہمیشہ سے ہے
خدا سے پاک اور مکان جب موجود نہ تھا اوسکی ذات میں کیا ہوگا اور زمانہ بھی نہ تھا اور اوسکی طرح تھا
کہا ہے اور لیکن اوسکا پیدا ہونا ہمیشہ سے جگہ نہ زمان تھا نہ مکان پس اسپر حدیث مطابق عمران کی دلالت
کرتی ہے پس وہ پاک ہے مکان و زمان و حلول سے جیسا کہ حق تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں فرمایا
ہے نہیں اوسکے مانند کوئی شے اور وہی ہے سنتا دیکھتا ہے انتہی اور حدیث مذکور کو اپنی صحیح میں بخاری
نے عمران بن حصین سے روایت کیا ہے کہا کہ یمن سے چند لوگ آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ہم آپکے
پاس آئے ہیں کہ دین میں سمجھ حاصل کریں اور اس امر کے آغاز کو آپ سے پوچھیں پس حضرت نے فرمایا
کہ خدا موجود تھا اور اوسکے پہلے کچھ نہ تھا اور اوسکا عرش پانی کے اوپر تھا اور اوسنے لکھ دیا ذکر
میں ہر شے کو آخر حدیث تک اور ابو العلی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم
نے کہ مجھکو حکم ہوا ہے کہ حال بیان کروں اوس فرشتہ کا کہ اوسکے دونوں پیر نیچے پہاڑ دیا ہے ساتوین
زمین کو اور عرش اوسکے دونوں کندہون پر ہے وہ کہتا ہے کہ تو پاک ہے تو کہاں تھا اور کہاں ہوگا حافظ
عسقلانی نے مطالب عالیہ میں کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا میں ذو النون مصری سے
روایت کی ہے پروردگار برتر ہے پس نہیں ہے کوئی شے کہ اوسکا احاطہ کرے اور وہی ہر جا احاطہ کرنیوالا ہے
برتر ہے کہ مقام میں زمان و مکان و کیفیت اوسکو نہیں پاسکتی اور نہ وہ مقدار مدت سے محدود ہوتا ہے
اور کیونکر کوئی اوسکا ادراک کرسکے حالانکہ نہ اوسکو آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کوئی اوسکے مثل
ہے اور تیسیر اوسی کتاب میں سہل بن عبداللہ تستری سے روایت کی ہو کہ حکم خدا کی تنزیہ

الى التلاشى ولا يخرجكم التثبت الى الجسد الله يتجلى كيف يشاء فقد ثبت
بهذه الروايات تنزيه الله تعالى عن المكان فى اعتقاد السلف واذا لم يكن
فى المكان لم يكن فى الجهة ضرورة انها المكان او المستلزمة له فان الجهة
تطلق عند اهل العربية على المكان المبهم فامام ووراء ويمين وشمال
وفوق وتحت تسمى الجهات الست وذلك باعتبار الكائن فى المكان فان له
ست جهات قال المولى عبد الرحمن الجامى قدس سره فى الفوائد الضيائية
وفسر المبهم من المكان بالجهات الست وهى امام وخلف ويمين وشمال
وفوق وتحت انتهى وقال فى التوضيح وشرحه التصريح من اسماء المكان احد
المبهم وهو ما افتقر الى غيره فى صورة مسماه كاسماء الجهات الست انتهى وقال
الحكماء الجهة منتهى الاشارة الحسية او منتهى الحركة المستقيمة فهى نهاية
البعد الذى هو المكان فلا تكون الا لجسم او جسمانى ومعنى كون الجسم
فى جهة على هذا انه متمكن فى مكان يقرب من تلك الجهة وقال المتكلمون
هو المكان الذى يقرب من منتهى الاشارة تسمية له باسمها لمجاورته
اياها كما فوق الارض وتحتها فهى نفس المكان عند المتكلمين باعتبار اضافتها
ما اليه فالجهة باى معنى كانت من عوارض الجسم والجسمانى ومرجعها
الى نفس الامكنة او حدودها واطرافها وهى مستحيلة على الله تعالى باتفاق
اهل السنة لوجوب مخالفته تعالى للحوادث قال الله تعالى ليس كمثله
شئ وهو السميع البصير ولو كان فى جهة بذلك الاعتبار لكان له امثال
فضلا عن مثل واحد وهذا المعتقد هو ما اعتقده جميع المتكلمين من اهل
اصول الدين لا يخالف فيه بالتحقيق سنى لا محدث ولا فقيه ولا غيره ولم يحكى

سلب صفات کی طرف نہ نکالے اور صفات کا ثابت کرنا جسم کی طرف نہ خارج کرے خدا جلوہ
فرماتا ہے جسطرح پر کہ چاہتا ہے پس ان روایتون سے حق تعالے کا پاک ہونا مکان سے
اعتقاد سلف مین ثابت ہوگیا اور جبکہ مکان مین نہوا تو جہت مین نہوگا اس ضرورت سے کہ جہت بھی
مکان ہے یا مکان کو مستلزم ہے اسلئے کہ جہت کا اطلاق اہل عربیت کے نزدیک مکان مبہم پر ہوتا
ہے پس آگے پیچھے دہنے بائین اوپر نیچے جہات ستہ کہلاتے ہین اور یہہ اطلاق بلحاظ مکان مین
ہونیوالے کے ہے اسلئے کہ اوسکے لئے یہہ جہت ہین مولوی عبدالرحمن جامی قدس سرہ نے فوائد
ضیائیہ مین لکہا ہے اور مکان مبہم کی تفسیر جہات ستہ کی ساتہہ کیگئی ہے اور وہ آگے پیچھے دہنے بائین اوپر
نیچے مین انتہی اور توضیح اور اوسکی شرح تصریح مین لکہا ہے کہ اسم ظرف مکان مین سے ایک قسم
مبہم ہے اور وہ ایسا اسم مکان ہے کہ اپنے معنی کی تعیین مین غیر کا محتاج ہو جیسے اسمای ستہ جہات
کے انتہی اور حکما کا قول ہے کہ جہت اشارہ حسیہ یا حرکت مستقیمہ کا منتہی ہے پس جہت بعد مکانی کی
نہایت کا نام ہے پس جہت یا جسم ہے یا جسمانی ہے اور اس معنی کی بنا پر جسم کی جہت مین ہونیکے
یہہ معنی ہین کہ جسم رہنے والا ہے ایسی جگہہ مین کہ اوس جہت سے قریب ہے اور متکلمین کا قول ہے کہ
جہت نام ہے اوس جگہہ کا جو منتہی اشارہ کے قریب ہے اور یہہ نام اوس مکان کا اوسکے قریب جہت ہونیکی
وجہہ سے ہے جسطرح کہ زمین کا فوق و تحت پس جہت متکلمین کے نزدیک خود مکان ہے باعتبار
اوسکی نسبت کے اپنے قریب ہے پس جہت جس معنی مین لیجاے جسم یا جسمانی کے عوارض مین سے ہے
اور مآل جہت کا یا نفس مکان کی طرف ہے او یا حدود و اطراف مکان کی طرف اور یہہ امور حق تعالے
کی نسبت محال ہین تمام اہلسنت کے اتفاق سے بسبب وجوب مخالفت حق تعالے کے حوادث سے
فرمایا حق تعالے نے کہ نہین ہے کہ اوسکے مانند کوئی شے اور وہی سنتا دیکہتا ہے اور اگر حق تعالی جہت مین ہوتا
تو اوسکے لئے ایک شکل کیا بہت سے شکل ہوتے اور یہہ وہ عقیدہ ہے کہ جسپر تمام متکلمین
و اہل عقائد دین کا اعتقاد ہے درحقیقت اسکا مخالف نہ کوئی سنی ہے نہ محدث نہ فقیہہ نہ انکا غیر

قطع الشرع عن لسان نبي عليه الصلوٰة والسلام التصريح بلفظ الجهة كذا
في التنبيه وقال الامام ابوجعفر احمد بن سلامة الطحاوي في عقيدته التي
ذكر فيها بيان عقيدة اهل السنة والجماعة على مذهب فقهاء الملة ابي حنيفة
النعمان بن ثابت وابي يوسف يعقوب بن ابراهيم الانصاري وابي عبد الله
محمد بن الحسن الشيباني رحمة الله عليهم تعالى الله عز وجل عن الحدود
والغايات والاركان والاعضاء والادوات ثم ان تحويه الجهات الست كسائر
المبتدعات وقال ابن الهمام في المسائرة وانه تعالى ليس مختصا بجهة وقال النسفي
في عمدة العقائد وليس بذي جهة ولا بذي صورة لاختلاف الصور والجهات
وقال سراج الدين الاوشي في بدء الامالي قواتا عن جهات الست خالي
قال علي القاري في شرحه ضوء المعالي وفيه رد على المعتزلة والقدرية في
قولهم ان الله في كل مكان وعلى المشبهة والكرامية انه على العرش سبحانه
وتعالى قال العلامة محمد بن ابراهيم الولي القرشي الحنفي في شرحه اذ وجوده
في جميع الجهات محال وتخصيصه بالبعض مفتقر الى مخصص والملازمة منتفية
انتهى وقال في عقيدة الشيباني فلا جهة تحوي الاله ولا له ؞ مكان تعالى عنهما وتمجدا
اذ الكون مخلوق وربي خالق ؞ لقد كان قبل الكون ربا وسيدا ؞ انتهى وقال
طاهر بن السلام الخوارزمي الحنفي في جواهر الفقه ولا يتمكن في مكان ولا مستقر
على العرش وقال الفاضل محمد البركوي في الطريقة المحمدية وليس له جهة من جهات
الست وقال الشيخ عبد الحق الدهلوي في تكميل الايمان ولا في جهة ولا في مكان
ولا في زمان و در جهت نیست یعنی در بالا و پائین و پیش و پس و چپ و راست نیست
و در جهات نیست و در زمانی نیز اینها همه از صفات عالم است و پروردگار عالم منزه

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے شرع مین ہرگز وارد نہین ہوئی تصریح لفظ جہت کی جیسا کہ تنبیہ مین
مذکور ہے اور امام ابو جعفر احمد بن سلامت طحاوی نے اپنے عقیدہ مین کہ جس مین اہل سنت کا عقیدہ بیان
کیا ہے مطابق مذہب فقہائے ملت ابو حنیفہ نعمان بن ثابت اور ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری
و ابو عبد اللہ محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے فرمایا ہے کہ خدا عزوجل برتر ہے حدود و غایات
اور ارکان و اعضا و ادوات سے برتر ہے اس سے کہ جہات ستہ اوسکو گھیرین مثل تمام نوپیدا چیزون کے
اور ابن ہمام نے مسایرہ مین کہا ہے کہ حق تعالے کو کسی جہت سے خصوصیت نہین ہے اور نسفی نے
عمدۃ العقائد مین کہا ہے کہ حق تعالے نہ ذی جہت ہے اور نہ ذی صورت ہے اس لئے کہ صورتین اور جہات
بدلتے رہتے ہین اور سراج الدین اوشی نے قصیدہ بدء الامالی مین کہا ہے اور وہ ایسی ذات کہ جہات
ستہ سے خالی ہے ملا علی قاری اسکی شرح ضوء المعالی مین کہا ہے کہ اس قول مین معتزلہ و قدریہ کے اس
قول کا رد ہے کہ حق تعالے ہر جگہ مین ہے اور مشبہہ و کرامیہ کے اس کا رد ہے کہ حق تعالے عرش کے اوپر بیٹھا ہے علامہ محمد ابن ابراہیم
ولی قرشی حنفی نے قول مذکور کی شرح مین کہا ہے (اس لئے کہ وجود حق تعالے کا تمام جہات مین تو محال ہے اور بعض
جہت مین اوسکو خاص کرنا مخصص کا محتاج ہے اور یہ لازمہ ثابت نہین ہے انتہی اور عقیدہ شیبانی مین لکھا ہے (پس
کوئی جہت خدا کو گھیرنے والی نہین ہے اور نہ خدا کے لئے کوئی جگہ ہے حق تعالی ان دونون سے منزہ
و برتر ہے اس لئے کہ مکان مین ہونا مخلوق کو ہے اور میرا رب خالق ہے وہ مخلوق سے پہلے بھی رب
و سید تھا انتہی اور طاہر بن سلام خوارزمی حنفی نے جواہر الفقہ مین لکھا ہے (اور نہ وہ رہنے والا ہے اور
نہ ٹھیرنے والا ہے عرش پر) اور فاضل محمد برکوی نے طریقہ محمدیہ مین لکھا ہے (اور نہ اوسکے لئے کوئی جہت ہے
چھہ جہتون سے) اور شیخ عبد الحق دہلوی نے تکمیل الایمان مین کہا ہے (اور نہ جہت مین
ہے نہ مکان مین اور نہ زمان مین اور جہت مین نہین ہے یعنے اوپر نیچے آگے پیچھے
داہنے بائین نہین ہے اور نہ کسی جگہ مین ہے اور نہ کسی زمانہ مین اس لئے کہ یہ سب
اشیاء عالم کی صفات سے ہین اور عالم کا پروردگار عالم کی صفات سے پاک ہے) انتہی

عالم نور انتهى وقال بحر العلوم ملك العلماء مولانا عبد العلي رحمه الله في شرح
السلم فتعالى عن الجهات الست بل الجهات الغير المتناهية لان التوجه الى
الجهات يستدعي الوضع والتحيز اللذين هما من عوارض الجسم المادي وهو
سبحانه بري عنها وقال المولوي ولي الله الدهلوي في القول الجميل منزه عن جميع
سمات النقص والزوال من الجسمية والتحيز والعرضية والجهة والالوان والاشكال
وقال في كتاب الاعتقاد الصحيح ولا في حيز وجهة وقال مولانا عبد العزيز
الدهلوي في التحفة حق تعالى را مكان نيست اورا جهتي از فوق وتحت متصور نيست
ومذهب اهل سنت وجماعت انتهى كذا في التنبيه وكانت هذه اقاويل
ائمة الحنفية واما اقاويل الشافعية فقال البيهقي في كتاب الاعتقاد وهو تعالى غني عن
المكان نقل القرطبي في التذكار ان القاضي ابا بكر بن العربي المالكي قال اخبرني غير واحد
من اصحابنا عن امام الحرمين ابي المعالي عبد الملك بن عبد الله بن يوسف الجويني انه
سئل هل الباري تعالى في جهة فقال لا هو يتعالى عن ذلك قيل له ما الدليل عليه
قال الدليل عليه قول النبي صلى الله عليه وسلم لا تفضلوني على يونس بن متى فقيل
له ما وجه الدليل من هذا الخبر قال لا اقوله حتى ياخذ ضيفي هذا الف دينار يقضي بها دينه
فقام رجلان فقالا هي علينا فقال لا يتبع بها اثنين لانه يشق عليه فقال واحد هي علي فقال ان يونس بن
متى رمى بنفسه في البحر فالتقمه الحوت وصار في قعر البحر في ظلمات ثلاث
ونادى لا اله الا انت سبحانك اني كنت من الظالمين كما اخبر الله تعالى عنه
ولم يكن محمد حين جلس على الرفرف الاخضر وارتقى به صعدا حتى انتهى به
الى موضع يسمع فيه صريف الاقلام وناجاه ربه بما ناجاه فاوحى اليه
ما اوحى باقرب الى الله من يونس في ظلمة البحر انه سبحانه تعالى قريب من عباده

اور بحر العلوم ملک العلما مولانا عبد العلی نے سلم کی شرح میں لکھا ہے (اور برتر ہے جہتوں سے
بلکہ جہات غیر متناہی ہیں) اس لئے کہ جہات کے طرف توجہ چاہتی ہے وضع تحیز کو کہ جو جسم مادی کے
عوارض سے ہیں اور حق سبحانہ تعالی عوارض جسم سے پاک ہے۔ اور مولانا ولی اللہ دہلوی نے
قول جمیل میں فرمایا ہے کہ خدا پاک ہے نقصان و زوال کی جملہ علامات سے جیسے جسم ہونا اور جوہر
اور عرض ہونا اور جہت والا اور اشکال اور کتاب اعتقاد صحیح میں لکھا ہے (اور نہ وہ جوہر و جہت میں
ہے) اور مولانا عبد العزیز دہلوی نے تحفہ اثنا عشریہ میں فرمایا کہ حق تعالی کیلئے مکان نہیں اور اوسکے
لئے جہت تحت و فوق کے قبیل سے متصور نہیں اور یہی مذہب ہے اہل سنت وجماعت کا انتہی اسیطرح
مذکور ہے تنبیہ میں اور یہ اقوال ائمہ حنفیہ کے تھے اور لیکن شافعیہ کے اقوال ایس کہا بیہقی نے کتاب
الاعتقاد میں اور وہ برتر ہے جہت سے قرطبی نے تذکرہ میں نقل کیا ہے کہ قاضی ابوبکر بن عربی
مالکی نے کہا کہ مجکو ہمارے اصحاب میں سے متعدد لوگوں نے خبر دی ہے کہ امام الحرمین ابو المعالی
عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف جوینی سے پوچھا گیا کہ اسپر کیا دلیل ہے کہا اسپر دلیل نبی صلعم کا قول ہے کہ تم مجکو
یونس بن متی پر فضیلت نہ دو پھر کہا گیا کہ اس حدیث کی کیا توجیہ ہے کہا کہ میں وجہ نہ بیان کروں گا تاوقتیکہ
میرا یہ مہمان ہزار اشرفیان نہ لیوے کہ جن سے اپنا دین ادا کریگا پس دو مردون نے کھڑے ہو کر کہا کہ وہ
ہمارے ذمہ پر ہیں پس کہا کہ دو شخصون سے اوسکا وصول کرنا اسپر شاق ہوگا پس ایک شخص نے کہا کہ وہ میرے ذمہ
ہیں پس کہا یونس بن متی نے اپنے کو دریا میں ڈالدیا تہا پس اونکو مچھلی نگل گئی اور دریا کی تہ میں چلی
گئی کہ تین ظلمتون کا مجموعہ ہے اور یونس نے پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو پاک ہے
میں ہی ظلم کرنے والون میں سے تہا جیسا کہ تعالے نے اون کے حال سے خبر دی ہے اور محمد صلعم
جبکہ رفرف سبز پر بیٹھے اور وہ اونکو بلند مقام پر لے چڑھا یہانتک کہ آپ کو پہنچا دیا اوس مقام میں کہ
قلمون کی آواز سنی جاتی تہی اور پروردگار نے اون سے خفیہ کلام کیا جو کچھہ کیا اور وحی کی جو کچھہ بھیجی
خدا سے زیادہ نزدیک نہ تھے بہ نسبت یونس کے دریا کی ظلمت میں بیٹھنے کے حق تعالی اپنے بندون سے قریب ہے

يسمع دعاءهم ولا يخفى عليه حالهم كيف ما تصرفت من غير مسافة بينه وبينهم
فيسمع ويرى دبيب النملة السوداء على الصخرة الصماء في الليلة الظلماء تحت
الارض السفلى كما يسمع ويرى تسبيح حملة العرش من فوق السموات السبع
العلى لا اله الا هو عالم الغيب والشهادة احاط بكل شيء علما واحصى كل شيء
عددا وقال الامام الغزالي في الاحياء انه ليس مختصا بجهة ولا مستقرا على
مكان وقال في منهاج العابدين ولا يتضمنه الاماكن والجهات وقال في معارج
القدس ان جميع ما اهتدى به المشبهة من اثبات الجهة والفوقية والقرب
والمكان والانتقال كله باطل وقال الامام الرازي في المحصل انه تعالى ليس
في شيء من الجهات خلافا للكرامية وقال الامام مفتي الانام عز الدين بن
عبد السلام في عقيدته المشهورة ولا تحيط به الجهات ولا تكتنفه الارضون
ولا السموات كان قبل ان كون المكان ودبر الزمان وهو الان على ما عليه كان
وقال تاج السبكي وهذه العقيدة الجميلة المشهورة قد توافق عليها
علماء المسلمين من الشافعية والمالكية والحنفية والفضلاء من الحنبلية
ولا يخالف في ذلك الا رعاع لا يعبأ الله بهم وقال البيضاوي في طوالع الانوار
ولا في جهة ولا حيز خلافا للكرامية والمشبهة وقال الطيبي في حاشية
المشكوة وهو تعالى منزه عن الجهة والمكان وقال ابو حيان في التفسير
البحر في قوله تعالى فاينما تولوا فثم وجه الله رد على من يقول انه في حيز
جهة لانه لما خير في استقبال جميع الجهات دل على انه ليس في جهة ولا حيز
ولو كان في حيز لكان استقباله والتوجه اليه احق من جميع الاماكن فحيث
لم يخصص مكانا علمنا انه ليس في جهة ولا حيز وقال الامام النووي في شرح

اون کی دعا کو سنتا ہے اور اون کا حال اوسپر مخفی نہین ہے کسی طرح کبھی کیون نہ بدلے بدون مسافت
کے درمیان خدا اور اوسکے بندون کے پس وہ سنتا دیکھتا ہے سیاہ چیونٹی کی دبی چال کو ٹھوس
چٹان پر اندہیری رات مین ساتوین زمین کے نیچے جیسا کہ سنتا دیکھتا ہے حاملین عرش کی تسبیح کو
ساتھ آسمان بلند کے اوپر کہ اوسکے سوا کوئی معبود نہین ہے وہ جاننے والا ہے چھپے اور کھلے کا اوسنے
ہر شے کو گھیر لیا ہے علم سے اور ضبط کر لیا ہے ہر شے کے عدد کو۔ اور امام غزالی نے احیاء العلوم مین
فرمایا ہے کہ حق تعالے نہ کسی جہت سے خصوصیت رکھتا ہے اور نہ کسی جگہ مین ٹھیرنیوالا ہے اور منہاج العابدین
مین کہا ہے (اور نہین شامل ہین خدا کو مکانات اور جہات) اور معارج قدس مین کہا ہے کہ فرقہ مشبہہ کے تمام
ہذیانات از قسم اثبات جہت و فوقیت و صورت مکان و انتقال بالکل باطل ہین۔ اور امام رازی نے
محصل مین فرمایا ہے کہ حق تعالے کسی جہت مین نہین ہے برخلاف کرامیہ کے اور مفتی امام عز الدین بن سلام نے
اپنے عقیدہ مشہورہ مین فرمایا ہے کہ خدا کو جہات احاطہ کرتی ہین اور نہ زمینین اور نہ سموات اوسکو شامل
ہین وہ موجود تھا قبل اوسکے کہ مکان کو پیدا کرے اور مکان کی تدبیر فرماوے اور وہ اب بھی اوسی صفت
پر ہے کہ جسپر پہلے تھا اور تاج الدین سبکی نے کہا ہے اور اسی پسندیدہ و مشہور عقیدہ پر متفق ہین کل
مسلمانون شافعی و مالکی و حنفی کے علما اور حنبلیہ کے فضلا اور اوسکے مخالف نہین ہین مگر جو ایسے کہ
جنکی خدا کو کچھ پروا نہین ہے اور بیضاوی نے طوالع الانوار مین کہا ہے اور نہ جہت نہ حیز مین بخلاف
کرامیہ و مشبہہ کے اور علامہ طیبی نے مشکوۃ کے حاشیہ مین لکھا ہے اور حق تعالے منزہ ہے جہت و مکان سے
اور ابو حیان نے بحر مین حق تعالے کے قول (پس جدہر تم مونہہ پھیرو پس وہی ذات خدا ہے) کی تفسیر مین
فرمایا ہے کہ یہ قول رد ہے اون لوگونپر جو کہتے ہین کہ حق تعالے جہت کے حیز مین ہے اسلئے کہ خدا جبکہ جملہ جہات
کے طرف متوجہ ہونے مین سامنے رہا تو یہ امر دلیل ہے اسپر کہ وہ جہت و حیز مین نہین ہے اور اگر
حیز مین ہوتا تو اوسکیطرف مونہہ کرنا اور متوجہ ہونا زیادہ حق دار ہوتا تمام مکانون سے
پس جبکہ کسی مکان کو خاص نہ کیا تو ہمنے جان لیا کہ وہ حیز و جہت مین نہین ہے اور امام نووی نے

مسلم فانه تعالى منزه عن التجسيم والانتقال والتحيز في جهة وعن سائر صفات
المخلوق وقال العلامة الحلبي عقيدتنا ان الله تعالى قديم ازلي لا يشبه
شيئا ولا يشبهه شيء ليس له جهة ولا مكان ولا يجري عليه وقت ولا زمان وهو
الان على ما عليه كان فهذا مذهب اهل السنة وعقيدة مشايخ الطريق وقال
تاج الدين السبكي في جمع الجوامع وشارحه الحافظ ولي الدين العراقي لم يزل
وحده ولا زمان ولا مكان فقد دل على ذلك العقل وفي حديث عمران بن حصين
كان الله ولا شيء معه قال الآمدي ولم ينقل عليه خلاف وان ذهبت المجسمة
الى التحيز في المكان وقال المحقق التفتازاني في شرح العقائد واذا لم
يكن في مكان لم يكن في جهة لا علو ولا سفل ولا غيرهما لانها اما حدود
واطراف الامكنة او نفس الامكنة باعتبار عروض الاضافة الى شيء وقال
في تهذيب الكلام والقول بانه تعالى جسم على صورة انسان او غير
في جهة العلو مماسا للعرش او محاذيا له متمسكا بان كل موجود جسم او
جسماني متحيز او حال فيه ومتصل بالعالم او منفصل عنه جهالة والنصوص
متأولة وقال في المواقف وشرحه انه تعالى ليس في جهة من الجهات ولا في
مكان من الامكنة وقال القاضي عضد الدين في العقائد العضدية
والمحقق الدواني في شرحه ولا في جهة لانهما من خواص الاجسام والجسمانيات
ولا يشار اليه هنا ولا هناك ولا يصح عليه الحركة والانتقال وقال القسطلاني
في شرح البخاري ذات الله تعالى منزهة عن المكان والجهة وكان هذه
اقوال علماء الشافعية واما اقوال علماء المالكية فقال ابن فورك وهو محمد بن
حسن بن فورك الاستاذ ابو بكر الاصفهاني الامام الجليل والفقيه المتكلم

مسلم کی شرح مین کہا ہے کہ حق تعالیٰ پاک ہے جسم ہونے اور منتقل ہونے اور جہت مین ہونے اور تمام صفات
مخلوق سے اور علامہ حلبی نے کہا ہے کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حق تعالے قدیم ہے ازلی ہے کسی شئے کو
مشابہہ نہین ہے اور نہ کوئی شئے اوس کے مشابہہ ہے نہ جہت مین ہے نہ مکان مین اور نہ اوسپر وقت
و زمانہ گذرتا ہے اور وہ اب بھی اوسی صفت پر ہے کہ جسپر پہلے تھا یہی مذہب اہل سنت کا ہے اور
یہی طریقہ عقیدہ مشایخ طریقت کا ہے تاج الدین سبکی نے جمع الجوامع مین اور اوسکے شارح حافظ
ولی الدین عراقی نے کہا ہے کہ ہمیشہ سے ہے وہ یکتا اور نہ زمان تھا نہ مکان تھا اور اسپر دلیل ہے قول
اوس کا حدیث عمران بن حصین مین کہ تھا خدا اور نہیں کوئی سے اوسکے ساتھہ آمدی نے کہا ہے اور اس کا
خلاف منقول نہین ہے اور مجسمہ کا مذہب کھینچ لیجاتا ہے تحیز و مکان کے طرف اور محقق تفتازانی نے
شرح عقائد مین کہا ہے اور جبکہ مکان مین نہوا تو جہت مین بھی نہ ہوگا نہ علوی مین نہ سفلی مین اور نہ اور
سوا مین اسلئے کہ جہات یا حدود و اطراف مکانات کے ہین یا خود مکانات ہین باعتبار عارض ہونے نسبت
بعض اشیا کے اور تہذیب الکلام مین لکھا ہے اور یہہ کہنا کہ حق تعالے جسم ہے انسان وغیرہ کی صورت مین
اور جہت علو مین ہے عرش سے ملا ہوا یا اوسکے محاذی اس دلیل سے کہ ہر موجود جسم ہے یا جسمانی ہے
اور تحیز و محال ہے جسم مین اور عالم سے ملا ہوا ہے یا جدا ہے محض نادانی ہے اور وہ نصوص کہ جنسے ایسا سمجھا
جائے ظاہر معنی سے پھیری ہوئی ہے اور مواقف مین اور اوسکی شرح مین لکھا ہے حق تعالی نہ کسی جہت مین ہے
جہات سے اور نہ کسی مکان مین ہے مکانات سے اور قاضی عضد الدین نے عقائد عضدیہ مین اور محقق دوانی نے اوسکی
شرح مین کہا ہے اور نہ وہ متحیز و جہت مین ہے اس لئے کہ یہ دونون جسم و جسمانیات کے خواص سے ہین اور نہ
اوسکے طرف یہان یا وہان کے ساتھہ اشارہ جائز ہے اور نہ حرکت و انتقال اوس کے حق مین درست
ہے اور قسطلانی نے بخاری کی شرح مین کہا ہے کہ خدائے تعالے کی ذات پاک ہے مکان و جہت سے اور یہہ
اقوال علمائے شافعیہ کے تھے اور لیکن اقوال علمائے مالکیہ کے پس کہا ابن فورک نے
اور وہ محمد بن حسن بن فورک ہین اوستاد ابوبکر اصفہانی کے امام جلیل القدر فقیہ و متکلم

والاصولي الاديب النحوي الوعظ اضفطريقة الشيخ ابي الحسن الاشعري توفي
سنة ستة واربعمائة قال الحافظ ابن عساكر وهو من ائمة المالكية وذكره القاضي
ابن شهبة في طبقات الشافعية كذا في التنبيه (ان الله تعالى ليس بجسم ولا
جهة وحد ود) وقال السنوسي في شرح عقائده ولم يقل بالجهة من اهل السنة
وانما قال بها طائفة من المبتدعة وهم الحشوية والكراميه وقال السنوسي في
ام البراهين والعلامة محمد بن ابراهيم الملالي التلمساني رحمه الله في شرحه
او لم هو جهة فهذا ايضا من انواع المماثلة المستحيلة عليه تعالى وهي اثبات
الجهة له لان الجهة من خواص الاجرام التي يلازمها الطول والقصر واليمين
والشمال ونحو ذلك من صفات الاجرام وهو تعالى ليس بجرم فليس له جهة
جل وعلا ومن اعتقد الجهة في حقه تعالى فقيل انه يكفر وقيل لا يكفر بل هو
فاسق مبتدع وقال الدسوقي المالكي في حاشية ام البراهين قوله او يكون
هو في جهة للجرم بان يكون عن يمين الجرم كالعرش مثلا او شماله او فوقه او
تحته او امامه او خلفه لان الحلول في الجهات لا يعلم الا للجرم فلما ذكر استحالة
الجرمية عليه تعالى ذكر استحالة لوازمها وقال وكذا يستحيل الحلول في المكان
لا على الدوام بان يكون فوق او في السماء وقال ابراهيم اللقاني في الجوهرة
ويستحيل ضد ذي الصفات في حقه تعالى كالكون في الجهات وقال
الشيخ احمد الدردير في الخريدة البهية منزه عن الحلول والجهة والاتصال
والانفصال وكانت هذه اقوال علماء المالكية واما اقوال من ائمة الحنابلة فقال
السيد صفي الدين الحنفي البخاري نزيل نابلس المتوفى سنة ١٢٠٠ في القول الجلي في
ترجمة ابن تيمية الحنبلي فقوله اي ابن تيمية من غير تكييف ولا تمثيل نفي كل

اصولی وادیب نحوی وواعظ کہ جنہوں نے شیخ ابو الحسن اشعری کے طریقہ کو اخذ کیا ہے اور ۴۲۸ھ میں وفات پائی
ہے اور حافظ ابن عساکر نے کہا ہے کہ وہ مالکیہ کے امام ہیں اور قاضی ابن شہبہ نے اونکو شافعیہ کے طبقات میں
ذکر کیا ہے جیسا کہ تنبیہ میں مذکور ہے (کہ حق تعالے جسم وجہت محدود نہیں ہے) اور سنوسی نے اپنے
عقاید کی شرح میں کہا ہے کہ اہل سنت میں سے کوئی جہت کا قائل نہیں ہوا اور جہت کا قول اہل بدعت کی
ایک جماعت نے کیا ہے کہ وہ حشویہ وکرامیہ ہیں اور سنوسی نے ام البراہین میں اور علامہ محمد بن ابراہیم
ملالی تلمسانی نے اوسکی شرح میں لکھا ہے یا واسطے اوسکے جہت ہے یہ قول بھی مخالفت کے اقسام سے ہے جو کہ
حق تعالے کے حق میں محال ہیں اور وہ ثابت کرنا جہت کا ہے حقتعالے کے لئے اس لئے کہ جہت اجسام
خواص سے ہے کہ جنکو بڑائی چھوٹائی اور دہنا بایاں لازم ہے اور اوسکے سوا صفات اجسام سے اور
حق تعالے جسم سے پاک ہے پس جہت سے بھی پاک وبرتر ہے اور جو شخص کہ حقتعالے کیلئے جہت کا
اعتقاد رکھے پس ایک قول میں کافر ہو جاتا ہے اور ایک قول میں کافر نہیں ہوتا ہے بلکہ صرف فاسق
باغی ہے اور سعتی مالکی نے ام البراہین کے حاشیہ میں کہا ہے (قول اوس کا یا وہ جسم کی جہت میں ہوگا
یا بطور کہ جسم کے چھ جانب ہو مثل عرش کے یا اوسکے بائیں جانب یا اوپر نیچے یا آگے یا پیچھے) اس لئے کہ
جہات میں اوترنا جسم ہی کا خاصہ ہے پس جبکہ جسمیہ کا محال ہونا حق تعالے کے حق میں مذکور ہو چکا ہے تو لوازم
جسمیت کے محال ہونے کو ذکر کیا ہے اور کہا اسی طرح محال ہے اترنا مکان میں اوپر یا بطور کہ اوپر ہو یا
آسمان میں ہو اور ابراہیم لقانی نے جوہرہ میں کہا ہے اور محال ہے ضداون صفات کا حق تعالے کے
حق میں مثلا جہات میں ہونا اور شیخ احمد دردیر نے خریدہ بہیہ میں کہا ہے کہ حق تعالے پاک ہے حلول
اور جہت و اتصال و انفصال سے اور یہ اقوال علمائے مالکیہ کے تھے اور لیکن
ائمہ حنبلیہ کے اقوال پس سید صفی الدین حنفی بخاری نے جو نابلس میں قیام پذیر تھے
اور ۱۱۹۹ھ میں اون کی وفات ہے قول جلی فی ترجمۃ ابن تیمیہ حنبلی میں کہا ہے پس قول امکا یہ ہے
ابن تیمیہ کا (بدون کیفیت بیان کرنے کے اور بدون مثال لانے کے) نفی کرتا ہے

باطل وقد ذكر الشيخ اي ابن تيمية هذا القول في غير موضع ومقصوده
بذلك نفي الجهة والجسمية وقال واثبات الجهة بدعة بلا اشتباه ونقول كما قال
السلف امروها كما جاءت بلا كيف ولما كان هذا من ابن تيمية موافقا لاهل
الحق ومنافيا للمذهب الباطل المشهور له قال العلامة محمد سعيد في التنبيه
قلت قوله من غير تكييف وتمثيل مخالف ومعارض لقوله في الفوق على الحقيقة
وهو يوهم الجهة فلو كان اعتقاده ما ذكره الحنفي المذكور فلا مخالفة لنا وقال ابن
ابي يعلى الفراء الحنبلي في الطبقات نقلا عن والده رحمه الله وكلما يقع في الخواطر
من حد او تشبيه او تكييف فالله سبحانه تعالى عن ذلك والله ليس كمثله شيء
ولا يجوز عليه ما يجوز عليهم من التغيير من حال الى حال انتهى الحد بمعنى الطرف
والنهاية وهو من خواص المقادير فلا يصح في حقه تعالى فبطل به قول من
قال انه في جهة العرش اذ يلزم به تحديده وقوله ولا يجوز الخ اشارة الى التنزيه
عن النزول بمعنى الانتقال والاستواء بمعنى الاستقرار على العرش وقوله او تكييف
اشارة الى رد من حمل الصفات المشكلة على الظاهر فلا يكون فوق العرش على
المعنى الظاهر فانه تكييف وقال اجمع اهل القبلة ان اثبات الذات للباري سبحانه
انما هو اثبات وجوده لا اثبات تحديده وكيفيته انتهى وقال الشيخ محمد السفاريني
الحنبلي في الدرة المضية وليس ربنا بجوهر ولا عرض ولا جسم تعالى ذو العلا
سبحانه قد استوى كما ورد من غير كيف قد تعالى ان يحد قلت فقوله كما ورد
اشارة الى عدم تفسيره ومن غير كيف اشارة الى تنزيهه تعالى عن المعنى الحسي
وقوله ان يحد اشارة الى تنزيهه تعالى عن الجهة فان تعيين الجهة لله تعالى يلزم
التحديد والله اعلم كذا في التنبيه وقال الشيخ عبد الباقي الحنبلي في عقيدة اهل

بر باطل کی اور شیخ ابن تیمیہ نے اس قول کو بہت جگہ ذکر کیا ہے اور اس سے اسکا مقصود جہت و حیثیت کی
نفی کرنا ہے اور اوس کا قول ہے کہ جہت کا ثابت کرنا بیشک بدعت ہے ورہم بھی کہتے ہیں جسطرح کہ
سلف نے کہا ہے کہ آیات صفات کو جاری کرو جسطرح کہ وہ نازل ہوئی ہیں بدون کیفیت کے) اور چونکہ ابن
تیمیہ کا یہ قول اہل حق کے موافق تہا اور اوسکے مذہب باطل مشہور کے خلاف تہا لہذا علامہ محمد سعید نے تنبیہ میں کہا کہ
میں کہتا ہوں کہ قول اوسکا من غیر تکییف و تمثیل مخالف و معارض ہے اوسکے قول (فی الفوق حقیقۃ) ہے کے اور یہ
قول ثانی جہت کا وہم دلاتا ہے پس اگر ابن تیمیہ کا اعتقاد وہی ہے کہ جسکو شیخ مذکور نے ذکر کیا ہے تو ہمکو اوس سے
کچھ خلاف نہیں ہے اور ابن یعلی فراء حنبلی نے طبقات میں اپنے والد سے نقل کر کے کہا ہے اور جو کچھ کہ خیالات
میں آتا ہے حد یا تشبیہ یا تکییف پس حق سبحانہ اوس سے پاک ہے اور خدا کے مثل کوئی شے نہیں ہے اور اوسکے
حق میں وہ امور ناجائز ہیں جو بندوں کے حق میں ہو سکتے ہیں مثلاً ایک حال سے دوسرے حال کیطرف بدلنا
انتہی حد یعنی یہی کنارے و نہایت کے ہیں اور وہ مقداروں کے خواص سے ہے پس حق تعالی کے حق میں جائز نہ ہوگی پس
اس سے باطل ہو گیا قول اوس شخص کا کہ جس نے کہا ہے کہ حق تعالی عرش کی جہت میں ہے اس لئے کہ اس سے اوسکو محدود کرنا
لازم آتا ہے اور قول اوسکا اور نہیں جائز ہے آخر تک اشارہ ہے طرف پاک ہونے حق تعالی کے نزول بمعنی انتقال سے اور
استوا بمعنی استقرار سے اور قول اوسکا یا تکییف اشارہ ہے طرف رد اوس شخص کے کہ جسنے صفات متشابہ کو ظاہر معنی
حمل کیا ہے پس ہوگا حق تعالی عرش کے اوپر ظاہر معنی کے اعتبار سے اس لئے کہ یہ ذی کیفیت ہونا ہے اور کہا کہ اہل قبلہ کا اجماع ہے
اسپر کہ ثابت کرنا ذات باری تعالی کو ثابت کرنا ہے اوسکے وجود کو نہ کہ ثابت کرنا تحدید و کیفیت کا انتہی اور شیخ محمد سفارینی
حنبلی نے درۃ مضیئہ میں کہا ہے اور ہمارا رب نہ جوہر ہے اور نہ عرض ہے نہ جسم ہے بہتر ہے صاحب بلندی کا یا کمال کے
بیشک وہ مستوی ہوا ہے جیسا کہ وارد ہوا بغیر کیفیت کے کیونکہ حق تعالی محدود ہونے سے پاک ہے میں کہتا ہوں کہ قول اوس کا جیسا کہ
وارد ہوا ہے اشارہ ہے استوی کے معنی نہ بیان کرنے کی طرف اور بدون کیفیت کی اشارہ ہے حق تعالی کے پاک ہونے کی طرف
استوی کے معنی حقیقی سے اور قول اوسکا محدود ہونے سے پاک ہے اشارہ ہے حق تعالی کے پاک ہونے کی طرف اس سے کہ حقیقتاً
جہت کو مقرر کرنے سے اوسکا محدود ہونا لازم آتا ہے اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے اسیلئے ہندکیہ تنبیہ میں اوس شیخ عبد الباقی حنبلی نے مختصر میں کہا ہے

الاثر فمن اعتقد او قال ان الله تعالى بذاته في كل مكان او في مكان فكافر
ثم قال من اعتقد ان الله سبحنه مفتقر للعرش او لغيره من المخلوقات او ان
استوائه على العرش كاستواء المخلوق على كرسيه فهو ضال مبتدع فكان
الله ولا زمان ولا مكان وهو الان كما كان انتهى وهذه كانت اقاويل الحنابلة
واما اقوال الصوفية الصافية فقال الاستاذ الامام ابو القاسم القشيري في
رسالته لا له تعالى جهة ومكان ولا يجري عليه وقت وزمان وقال سمعت الشيخ
ابا عبد الرحمن محمد بن الحسين السلمي رحمه الله يقول سمعت عبد الله بن موسى السلامي
يقول سمعت الشبلي يقول اجل الواحد المعروف قبل الحدود وذي الجهات وقبل
الحروف وهذا صريح من الشبلي ان القديم سبحانه لاحد لذاته ولا حروف
لكلامه وقال سمعت الشيخ ابا عبد الرحمن السلمي يقول سمعت منصور بن
عبد الله يقول سمعت ابا الحسن العنبري يقول سمعت سهل بن عبد الله التستري
يقول ينظر اليه تعالى المؤمنون اي في الاخرة بالابصار من غير احاطة ولا
ادراك نهاية وقال الشيخ شهاب الدين السهروردي قدس سره في عقيدته
في توحيده تعالى لا في المكان اذ لو كان في مكان تسلسل وقال فالجهات من
جملة العالم وقد علمت تنزيهه الحق جل جلاله فتبارك الله رب العالمين وقال
الشيخ محيي الدين العربي قدس سره في الفتوحات المكية في المقدمة مقدس
عن الجهات والاقطار وقال ابو بكر محمد بن اسحق الكلاباذي في التعرف
لمذهب التصوف في تنزيهه تعالى ليس بذي ابعاض ولا اجزاء ولا جوارح
ولا اعضاء ولا بذي جهات وقال الامام الرباني الشيخ عفيف الدين اليافعي
في نشر المحاسن تعالى عن الجهات والاقطار والحدود والمقدار ولا يحل

مین کہا ہے کہ جسنے اعتقاد کیا یا کہا کہ حق تعالے بذات خود سب جگہ مین ہے یا ایک جگہ مین ہے پس
وہ شخص کافر ہے پھر کہا کہ جسنے اعتقاد کیا کہ حق تعالے عرش یا غیر عرش کا مخلوقات مین سے
محتاج ہے اور اوسکا مستوی ہونا عرش پر مانند مستوی ہونے مخلوق کے ہے اپنی کرسی پر پس وہ
شخص گمراہ ہے بدعتی ہے اسلئے کہ خدا تھا اور نہ زمان تہا نہ مکان اور وہ اب بہی اوسی صفت پر ہے کہ جسپر
پہلے تھا۔ انتہی اور یہ اقوال علمائے حنبلیہ کے تھے اور لیکن اقوال صوفیہ صافیہ کے پس کہا استاذ امام ابوالقاسم
قشیری نے رسالہ قشیریہ مین نہ خدائے تعالے کے لیے جہت و مکان ہے اور نہ اوسپر مرور وقت و زمان
ہے اور کہا کہ مین نے شیخ ابو عبد الرحمن محمد بن حسین سلمی رضی کو کہتے تھے سنا کہ سنا مینے عبد اللہ بن موسی
سلامی سے کہتے تھے کہ سنا مینے شبلی سے کہ وہ کہتے تھے پاک ہے واحد معروف قبل حدود یعنی جہات کے
اور قبل حروف کے اور شبلی کا کلام کہلا ہوا ہے اسباب مین کہ قدیم پاک کی نہ ذات کیلئے حد ہے
اور نہ اوسکے کلام کے لئے حروف ہین اور کہا کہ سنا مینے شیخ ابو عبد الرحمن سلمی سے کہتے تھے کہ سنا
مینے منصور بن عبد اللہ سے کہتے تھے کہ سنا مینے ابو الحسن عنبری سے کہتے تھے کہ سنا مینے سہل بن عبد اللہ
تستری سے کہتے تھے کہ حق تعالے کے طرف مومن دیکھین گے یعنے آخرت مین نظرون سے بغیر احاطہ
کے اور بلا ادراک نہایت کے اور شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ نے اپنے عقیدہ مین حق تعالے کی توحید بیان
فرمایا ہے نہ وہ مکان مین ہے اس لیئے کہ وہ اگر مکان مین ہوتا تو تسلسل لازم آتا اور کہا کہ جہات منجملہ عالم
کے ہین اور تجکو معلوم ہو چکی ہے عالم کی نسبت عظمت الہی کے طرف پس وہ برکت والا ہے بیشک
وہ رب ہے سب جہان کا اور شیخ محی الدین بن العربی قدس سرہ نے فتوحات مکیہ کے
مقدمہ مین کہا ہے کہ پاک ہے وہ جہات و اطراف سے اور کہا محمد بن ابو بکر کلاباذی نے کتاب
تعرف لمذہب التصوف مین حقتعالی کی تنزیہ کے بیان مین (نہ وہ ابعاض رکھتا ہے اور نہ اجزا نہ جوارح
اور نہ اعضا اور نہ جہات والا ہے) اور امام ربانی شیخ عفیف الدین یافعی نے نشر المحاسن مین
کہا ہے منزہ ہے وہ جہات اور اقطار سے اور حدود و مقدار سے اور نہ حلول کرتا ہے

فی شیئ ولا یحل فی شیئ وقال قیل للشیخ ابی الحسن الشاذلی اعرشی انت ام کرسی
فقال الطینة ارضیة والنفس سماویة والقلب عرشی والروح کرسی والسر
مع الله بلا این قال لبا نعمی وهذا القول صریح فی نفی الجهة عن خالق الجهات
المتعال عن الحرکات والسکنات وسائر سمات المخلوقات وقال الامام الشعرانی
فی الیواقیت انه تعالی مستو علی العرش بالوجه الذی قاله وعلی المعنی الذی
اراده بالاستواء منزها عن الاستقرار والتمکن والتحیز والحد والجهة بل انه
کان ولا عرش ولا مکان ولا جهة ولا زمان وهو الآن علی ما علیه کان وقال
الامام الربانی مجدد الالف الثانی الشیخ احمد السرهندی قدس الله سره
واذاقنا ما اذاقه فی المکتوب (٢٦٦) من المجلد الاول او تعالی از جمیع صفات نقصان
وسمات حدوث وامکان منزه ومبراست جسم وجسمانی نیست مکانی وزمانی نه وقال
فی المکتوب السابع والستین من المجلد الثانی زمان ومکان وجهت را در حضرت
او تعالی گنجایش نیست اینهمه مخلوقات اویند واما اقوال الامامیة فقال العلامة
القوشجی فی شرح التجرید للمحقق الطوسی ویدل ای وجوب الوجود علی نفی
الجهة لان کل ما هو فی جهة فهو جسم او جسمانی وکل منهما ممکن بل حادث لما
بینا من حدوث الاجسام وقال فی نهج المسترشدین فی اصول الدین من کتب
الشیعة انه تعالی لیس فی جهة قال العلامة المفتی محمد سعید رحمه فی التنبیه
بعد ذکر هذه النقول (هذه اقوال المحدثین سیما قول الامام الطحاوی والسبکی
من اهل الروایة والدرایة والمحققین من الفقهاء والمتکلمین والصوفیة وغیرهم
ادل دلیل علی انه تعالی منزه عن الجهة باتفاق اهل السنة وخالفت فی ذلک
المشبهة فخصصوه بجهة الفوق اتفاقا ثم اختلفوا فیما بینهم فذهب ابوعبدالله

کسی شے مین اور نہ اوس مین کوئی شے حلول کرتی ہے اور کہا شیخ ابو الحسن شاذلی سے پوچھا گیا کہ
تم عرشی ہو یا کرسی پس انہون نے جواب دیا کہ میرا خمیر مٹی کا ہے اور نفس آسمانی ہے اور قلب عرشی
ہے اور روح کرسی ہے اور سر خدا کے ساتھ بدون مکان کے ہے کہا امام یافعی نے کہ یہ قول کہلا
ہوا ہے جہت کی نفی مین خالق جہات سے جو برتر ہے حرکات و سکنات سے اور تمام علامات مخلوقات
سے اور امام شعرانی نے یواقیت مین کہا کہ حق تعالے عرش پر مستوی ہے جس وجہ سے کہ اوسنے
فرمایا ہے اور جس معنی سے کہ اوسنے ارادہ کیا ہے پاک ہو کر استقرار و تمکن و تحیز و حد و جہت
سے بلکہ وہ تھا اور نہ عرش تہا نہ مکان نہ جہت تھی نہ زمان اور وہ اب بھی اوسی صفت پر ہے
کہ جسپر تھا اور کہا امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نے پاک کرے اللہ اون کے بھید
اور چمکاوے ہم کو جو کچھ کہ چمکایا اون کو جلد اول مکتوب ۲۶۶ مین حق تعالے تمام صفات نقصان و سمات
حدوث و امکان سے منزہ و مبرا ہے نہ جسم و جسمانی ہے نہ مکان و زمانی اور جہت کو حق تعالی کی
درگاہ مین گنجایش نہین ہے یہ تمام امور اوسکی مخلوقات ہین اور لیکن شیعہ کے اقوال پس
علامہ قوشجی نے تجرید محقق طوسی کی شرح مین کہا ہے اور دلالت کرتا ہے یعنے وجوب وجود
جہت کی نفی پر اس لئے کہ جو چیز کہ جہت مین ہو پس وہ جسم ہے یا جسمانی ہے اور یہ دونون
ممکن بلکہ نو پیدا ہین کیونکہ اجسام کا نو پیدا ہونا ہم بیان کر چکے ہین اور نہج المسترشدین
فی اصول الدین مین کہ شیعہ کی کتاب ہے کہا ہے کہ حق تعالے جہت مین نہین ہے علامہ مفتی
محمد سعد نے تنبیہ مین ان اقوال کو نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے یہ اقوال محدثین کے خصوصا
قول امام طحاوی و بیہقی کا اہل روایت و درایت مین سے اور محققین فقہاء و متکلمین و صوفیہ
وغیرہم کے بہت بڑی دلیل ہے اسپر کہ حق تعالے جہت سے پاک ہے تمام
اہل سنت کے نزدیک اور اس عقیدہ مین مشبہہ نے خلاف کیا ہے لیکن
سب نے حق تعالے کو جہت فوق مین خاص کیا پھر آپس مین مختلف ہو گئے پس ابو عبد اللہ

محمد بن كرام الى ان كونه فى الجهة ككون الاجسام فيها قال وهو مماس للصفحة
العليا من العرش ويجوز عليه الحركة والانتقال وتبدل الجهات وعليه اليهود
حتى قالوا العرش يأط من تحته اطيط الرحل الجديد وانه يفضل على العرش
من كل جهة اربع اصابع ومنهم من قال هو محاذى للعرش غير مماس له فقيل
بمسافة متناهية وقيل غير متناهية ومنهم من قال ليس كونه فى الجهة ككون
الاجسام فى الجهة يعنى انه ينفى عنه جميع خواص الاجسام حتى لا يبقى الا اسم الجسم
كذا فى المواقف قال العلامة الشريف والمنازعة مع هذا القائل راجعة الى
اللفظ دون المعنى والاطلاق اللفظى متوقف على ورود الشرع به انتهى قلت هذا
ظاهر لا خفاء فيه فانه لم يرد فى الشرع لفظ الجسم ولا لفظ الحيز والجهة فتبصر
والله اعلم انتهى ثم قال العلامة المفتى فيه وقريب من هذا مذهب ابن تيمية و
لهذا قال المحقق الدوانى فى شرح العضدية ولابن تيمية واصحابه ميل عظيم
الى اثبات الجهة ومبالغة فى القدح فى نفيها وقد صرح بكون الفوق جهة الله
تعالى حقيقة من غير تجوز انتهى قلت قد رأيت فى فتاوية المسماة بالحموية انه
قال فهذا كتاب الله تعالى من اوله واخره وسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم
من اولها الى اخرها ثم عامة كلام الصحابة والتابعين ثم كلام سائر الائمة مملوا
مما هو نص واما ظاهر فى ان الله سبحنه وتعالى فوق كل شيئ وانه فوق العرش
وانه فوق السماء ثم استدل بالايت مثل قوله تعالى ثم استوى على العرش
واليه يصعد الكلم الطيب وغير ذلك والاحاديث مثل قصة المعراج ونزول
الملئكة وقال فى اثناء كلامه واواخر رسالته انه فوق العرش حقيقة قال
العلامة الحلبى فى رده فليت شعرى ان هذا فى كلام الله تعالى على هذه الصو

محمد بن کرّام اس طرف گیا ہے کہ خدا کا جہت مین ہونا مثل اجسام کے جہت مین ہونے کے ہے کہا کہ خدا ملا ہوا عرش کے اوپر ہے کہ صفحہ سے اور اوسکے حق مین حرکت و انتقال و تبدل جہات جائز ہے اور یہی مذہب یہود کا ہے یہان تک کہ یہود نے کہا ہے کہ عرش حق تعالے کے نیچے آواز کرتا ہے جس طرح کہ نیا کجاوہ چرچراتا ہے اور خدا عرش کے ہر جانب چار انگل بڑا ہوا ہے اور بعض نے اونہین سے کہا ہے کہ خدا عرش کے سامنے ہے اوس سے ملا ہوا نہین ہے پھر کہا گیا کہ مسافت محدود ہے اور کہا گیا ہے کہ فاصلہ غیر محدود ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اوس کا جہت مین ہونا اور اجسام کی طرح نہین ہے یہ شخص خدا سے تمام خواص اجسام کی نفی کا قصد کرتا ہے یہانتک کہ صرف اسم جسم کو باقی رکھتا ہے اسیطرح مذکور ہے مواقف مین علامہ سید شریف نے کہا ہے کہ اس قائل سے نزاع لفظی کی طرف راجع ہے معنی کی طرف نہین اور اطلاق لفظی پر موقوف ہے ورود شرع پر انتہی مین کہتا ہون کہ یہ امر ظاہر ہے کچھ اخفا اسمین نہین ہے اس لئے کہ شرع مین نہ جسم کا لفظ وارد ہوا ہے اور نہ حیز یا جہت کا لفظ اپنی تحصیل واللہ اعلم انتہی پھر محقق علامہ نے تنبیہ مین کہا اور اسی کے قریب ابن تیمیہ کا مذہب ہے اور اسیلیے ہے محقق دوانی نے عقائد عضدیہ کی شرح مین کہا ہے کہ ابن تیمیہ اور اوسکے اصحاب کو میل عظیم ہے اثبات جہت کی طرف اور نفی جہت پر اعتراض کرنے مین مبالغہ ہے اور اوس نے تصریح کی ہے کہ فوق حقیقۃً حق تعالے کی جہت ہے بلا تجویز کے انتہی مین کہتا ہون کہ مین نے اوسکے فتوے مسمّا حمویہ مین دیکھا ہے کہ اوسنے کہا ہے کہ یہ کتاب اللہ ہے اول سے آخر تک اور سنت رسول اللہ صلعم ہے اول سے آخر تک پھر عموماً کلام صحابہ و تابعین ہے پھر کلام تمام ائمہ کا ہے جنہون نے عمل کیا ہے نص یا ظاہر اسباب مین کہ حق سبحانہ ہر شے کے فوق ہی اور ہر شے کے اوپر ہے اور وہ عرش پر ہی اور وہ آسمان کے اوپر اور پھر اس پر دلیل لایا آیات جیسے کہ ثم استوی علی العرش اور الیہ یصعد الکلم الطیب وغیرہ اور احادیث سے جیسے قصہ معراج اور نزول فرشتون کا اور کہا اپنی کلام کے درمیان اور اپنی اعتقاد کے آخر مین کہ حق تعالے حقیقۃً عرش کے اوپر ہے اور یہی غلام جلبی نے اس کے رد مین کہا ہی کہ اس کا کلام

التي نقلها عن كتاب ربه وسنة نبيه صلى الله عليه وسلم فهل في
كتاب الله تعالى كلمة مما قاله حتى يقول ان فيه نصا والنص هو الذي لا
يحتمل التاويل البتة وهذا مراده فانه جعل غير الظاهر لعطفه له عليه واي
اية في كتاب الله تعالى نص بهذا الاعتبار انتهى قلت اثبات الفوقية لله تعالى
والاستدلال بالايات والاحاديث وكلام الائمة وكونها حقيقة والمبالغة
في القدح في نفيها يدل على ان عقيدة الجهة راسخة في ذهنه وهذا مقتضى
مذهبه لا لازم مذهبه كما زعم حتى يقال لازم المذهب ليس بمذهب
انتهى كلام المفتي العلامة اقول وللمصنف ايضا اباطيل عظيم وشنائع فخيم كشيخه
ابن تيمية في اثبات كونه تعالى قاعدا على العرش واضعا رجليه على الكرسي
وكون الفوق جهة لله تعالى حقيقة ولذا استدل عليه برفع الايدي في
الدعاء الى فوق وبحديث الجارية السوداء وغير ذلك كما سيجيء وانما
اطنبنا الكلام بذكر الاقاويل في هذا المقام وان كان في بادي النظر غريبا
لان هذا البحث هو المطلب الاعلى والغاية القصوى بجمعه هذا الكتاب ولذا
اودعه في مطاوي كلامه متفرقة وادرجه في مواضع كتابه متشتتة كيلا
يظهر كونه مخالفا لاهل السنة في هذه العقائد ويستتر توافقه لاهل البدع
في هذه المقاصد فهذا القول مبدأ العقائد الباطلة سياتي خبره بعد بحث
الاسماء مقرونا بالتفصيل والتعليل والنقض والجرح والتعديل فلينظر
ثم لما فرغ من الاستدلال باثر علي رضي الله عنه شرع في الاستدلال بقول
الامام جعفر الصادق رضي الله عنه ناقلا عن الرسالة القشيرية فقال
اوقفنا الحافظ ابو القاسم عبد الكريم القشيري في الرسالة القشيرية

ابن تیمیہ نے نقل کیا ہے اپنے رب کی کتاب سے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سے اور تاکہ کتاب اللہ
میں ایک لفظ بھی نہیں ہے اسکے قول میں سے یہانتک کہ یہ کہتا ہے کہ اوس میں منصوص ہے اور منصوص
وہ ہے کہ جس میں قطعًا تاویل کا احتمال نہ ہو اور یہی نص ہے اوس کی مراد بھی ہے اس لئے کہ اوسنے
نص کو غیر ظاہر قرار دیا ہے ظاہر کو نص پر معطوف بنا کر اور اس اعتبار سے کوئی آیت کتاب اللہ میں نہیں
ہے انتہی میں کہتا ہوں کہ فوق کو حق تعالی کے لئے ثابت کرنا اور آیات و احادیث و کلام ائمہ سے
دلیل لانا اور جہت فوق کا حقیقتًا ہونا اور اوسکی نفی پر اعتراض کرنے میں مبالغہ کرنا دلیل ہے اس
امر کی کہ جہت کا عقیدہ اوسکے ذہن میں جما ہوا ہے اور یہ اوسکے مذہب کا مقتضی ہے لازم
مذہب نہیں ہے جیسا کہ وہم کیا گیا ہے یہانتک کہ کہا جائے کہ لازم مذہب مذہب نہیں ہوتا
ہے تمام ہوا کلام محشی علامہ کا میں کہتا ہوں کہ مصنف کو بھی میل عظیم و شغف فخیم ہے مثل
اوسکے شیخ ابن تیمیہ کے اس عقیدہ کے ثابت کرنے میں کہ حق تعالی عرش پر بیٹھا ہے کرسی
پر اوسکے دونوں پیر ہیں اور فوق حقیقتًا خدا کی جہت ہے اور اسی وجہ سے اسپر دلیل لایا ہے
دعا میں اوپر کیطرف ہاتھ اوٹھانے سے اور حدیث جاریہ سوداء وغیرہ سے جیسا کہ عنقریب آئیگا
اور بعض مقامات میں ان اقوال کو ذکر کرنے سے اس وجہ سے کلام کو دراز کیا ہے (اگرچہ ظاہر میں
اجنبی معلوم ہوتا ہے) اسلئے کہ یہی بحث مصنف کی اس کتاب کے تصنیف کرنے سے اعلی
درجہ کا مطلب اور انتہا درجہ کی غایت ہے اور اسی وجہ سے اس بحث کو مصنف نے اس کتاب کے
مختلف مقامات میں ودیعت رکھا ہے اور متفرق جگہوں میں درج کیا ہے تاکہ اون عقائد میں
مصنف کی مخالفت اہل سنت کی ظاہر نہو جاوے اور اوسکی موافقت اہل بدعت سے ان مقاصد میں مخفی رہے
پس یہ قول مصنف کا [illegible] بالملکیہ ابتدائی کہ جسکی خبر بحث اسماء کے بعد تفصیل و تعلیل و نقض و جمع و
تعدیل کے ساتھ آئیگی [illegible] ذکر کیا ہے [illegible] علو کی الہیت سے استدلال کرنے سے فارغ ہوا تو امام جعفر صادق کے قول
دلیل لانے میں شروع کیا رسالۂ قشیریہ سے نقل کر کے پس کہا اور [illegible] امام ابو القاسم عبد الکریم قشیری نے رسالہ مشہورہ میں [illegible]

وقال جعفر الصادق من زعم ان الله في شيء او من شيء او على شيء فقد اشرك
اذ لو كان على شيء لكان محمولا اي وليس محمولا بل هو حامل بقدرته وحافظ
لوجهة كل حامل ومحمول ولو كان في شيء لكان محصورا اي وليس محصورا
ولا مقصورا بل هو حاصر وقاصر لكل محصور ومقصور وانما نحو قوله
تعالى الرحمن على العرش استوى وقوله تعالى ءامنتم من في السماء تجلى على
عظيم وتجلى على فخيم من تجلياته وتعليباته من غير ان تكون له حاجة الى
العرش ولا شيء من العرش وسببين ولو كان من شيء لكان محدثا اي وهو
ممتنع مطلقا انتهى بقدر الحاجة اقول ومن الله التوفيق هذا الكلام الشريف
والبيان المنيف للامام جعفر الصادق رضي الله عنه لما كان من البراهين
الدالة على نفي الجهة عن الله سبحانه اغرب المصنف في نقله حيث ما نقله
كما هو بل ادمج بين شقوقه جملات من عند نفسه وصرفه الى ما هو
بصدد اثباته من كون الفوق جهة له تعالى وبيانه ان هذا القول مشتمل
على شقوق ثلاثة كلها ممتنع مطلقا في حقه تعالى ومقصود المصنف لما
كان ينتفي بالشقين الاولين صرف الامتناع الى الشق الاخير بقوله بعده
وهو ممتنع مطلقا ويعلم من تقييده الامتناع بالاطلاق على طور المفهوم
المخالف ان شقين الاولين ليس امتناعهما في حقه تعالى على الاطلاق بل هما
ممكنان فيه تعالى من وجه كما هو مزعوم المصنف وشيخه ابن تيمية وممتنعان
من وجه كما هو مزعوم غيره من اليهود والمشبهة كما مر في ضمن ما ذكرنا
انفا من الاقاويل المنقولة من التنبيه وهذه جسارة عظيمة وخيانة
فخيمة في امر الدين لا يجترئ عليها الا من لا يخاف عليه سوء الخاتمة وهو

فرمایا جعفر صادق نے کہ جس نے گمان کیا کہ خدا کسی شے مین ہے یا کسی شے سے ہے یا کسی شے پر ہے تو وہ مشرک ہو گیا اس لئے کہ خدا اگر کسی شے پر ہوتا تو اوٹھایا ہوا ہوتا یعنے اور وہ اٹھایا ہوا نہین ہے بلکہ وہی اوٹھانے والا ہے اپنی قدرت سے اور نگہبان ہے اپنی رحمت سے ہر اوٹھانے والے اور اٹھائے ہوئے کو اور اگر کسی شے مین ہوتا تو گھیرا ہوا ہوتا یعنے اور وہ گھیرا ہوا نہین ہے اور نہ روکا ہوا ہے بلکہ وہی گھیرنیوالا اور روکنے والا ہے ہر گھیرے ہوئے اور روکے ہوئے کو اور مانند قول حق تعالے کے کہ رحمن عرش پر مستوی ہو گیا ہے اور قول حق تعالے کا (کیا تم بےخوف ہو گئے ہو اوس ذات سے کہ آسمان مین ہے) ایک تجلی بلند عظمت والے اور ایک تعلی روشن بزرگ ہے خدا کی تجلیات و تعلیات مین سے بغیر اس کے کہ اوسکو حاجت ہو عرش یا کسی شے کی فرش سے اور اس کا بیان قریب آئیگا اور اگر کسی شے سے ہوتا تو نو پیدا ہوتا یعنے اور یہ تو مطلقاً محال ہے انتہی مین کہتا ہون اور خدا ہی کے طرف سے توفیق ہے کہ یہ کلام شریف وبیان منیف امام جعفر صادق کا جبکہ اون براہین مین سے تھا جو خدا سے جہت کی نفی پر دلالت کرتی ہین مصنف نے اسکی نقل مین ایک نادر کام کیا اس طرح پر کہ اس کلام کو جیسا کہ تھا نقل نہ کیا بلکہ اوسکے شقوق مین اپنے جانب سے کچھ جملے داخل کر دیے اور اسکو اپنی مدعا کے طرف کہ جسکے ثابت کرنے کے لئے مصنف درپے ہے یعنے جہت فوق حقتعالے کیلئے ثابت کرنے کی طرف پھیر دیا اور بیان اس کا یہ ہے کہ یہ قول امام کا شامل ہے تین شقوق پر کہ ہر ایک اونکی حقتعالے کے حق مین مطلقاً محال ہے اور مصنف کا مدعا جبکہ پہلی دو شقون سے باطل ہوتا تھا تو امتناع مطلق کو شق اخیر کے طرف پھیر دیا اوسکے بعد اپنا قول وہو ممتنع مطلقاً بڑھا کر اور امتناع کو اطلاق کے ساتھ مصنف کے مقید کر دینے سے بطور مفہوم یہ سمجھا جاتا ہے کہ پہلی دو شقین حقتعالے کے حق مین مطلقاً ممتنع نہین ہین بلکہ وہ دونون حقتعالے کے حق مین ایک وجہ سے ممکن بھی ہین کہ جیسا مصنف اور اوسکے شیخ ابن تیمیہ کا عقیدہ ہے اور دوسری وجہ ممتنع ہین کہ جیسا مصنف کے غیر کا عقیدہ ہے یہود و مشبہین مین سے جیسا کہ اون اقوال مین گذر چکا ہے کہ جن کو ہم نے اپنی کتاب تنبیہ سے نقل کیا ہے اور یہ بہت بڑی جسارت اور کمال درجہ کی خیانت ہے دین مین اور ایسی جرات وہی شخص کر سکتا ہے کہ جسکو اپنے سوء خاتمہ کا خوف نہ ہوا اور وہ اپنے

في اعمالهم من الاخسرين كما قال الله تعالى قل هل ننبئكم بالاخسرين اعمالا
الذين ضل سعيهم في الحيوة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا
ولما اختفى بتخليط المصنف ما هو مقصود الامام من هذا الكلام من نفي الجهة والفوقية
على العرش بالمعنى الحقيقي عن الحق سبحانه لابد لنا ان نحقق فحواه وننقل لهما هو
منقول في الرسالة القشيرية بسياقه وسباقه لالحاق شيء في معناه قال صاحب
القشيرية رضي الله عنه فيها في صفحه (٧) وسئل ذو النون المصري عن
قوله تعالى الرحمن على العرش استوى فقال اثبت ذاته ونفى مكانه فهو موجود
بذاته والاشياء موجودة بحكمه كما شاء سبحنه وسئل الشبلي عن قوله الرحمن
على العرش استوى فقال استوى علمه بكل شيء فليس شيء اقرب اليه من شيء
وقال جعفر الصادق من زعم ان الله في شيء او من شيء او على شيء فقد اشرك
اذ لو كان على شيء لكان محمولا ولو كان في شيء لكان محصورا ولو كان من شيء
لكان محدثا وقال جعفر الصادق ايضا في قوله ثم دنى فتدلى من توهم انه
بنفسه دنا جعل ثم مسافة انما التداني انه كلما قرب منه بعد عن انواع المعارف
اذ لا دنو ولا بعد انتهى فعلم من هذا النقل ان كلام الامام في هذا المقام
انما اورد لنفي جهة الفوق عن الله تعالى وتقريبه على ما نقله المفتي العلامة
في التنبيه هكذا (البرهان الاول) وهو المقتبس من ذي الحسب الزكي والنسب
العلي سيد العلماء ووارث خير الانبياء جعفر الصادق رضي الله عنه قال
لو كان الله في شيء لكان محصورا وتقرير هذه الدلالة انه لو كان في جهة
مشارا اليه لزم تناهيه وذلك لانه اذا كان في هذه الجهة دون غيرها فقد
حصل فيها دون غيرها ولا معنى لتناهيه الا ذلك وكل متناه محدث

اعمال مین زیادہ نقصان والا ہو جیسا کہ حق تعالے نے فرمایا ہے کہدے ای محمد کہ کیا ہم تمھین بتادین
وہ لوگ زیادہ نقصان والے ہین اعمال مین وہ ایسے لوگ ہین کہ جنکی کوشش دنیا کی زندگی مین بہک گئی ہے
اور اونکو گمان ہے کہ ہم اچھا کام کرتے ہین اور جبکہ مصنف کی آمیزش سے مقصود کلام امام کا کہ جہت
فوقیت کی حقیقی کی نفی ہے حق سبحانہ سے مخفی ہوگیا تو ہم کو ضرور ہوا اوس کا ماحصل بیان کردین اور جسطرح کہ
رسالہ قشیریہ مین مذکور ہے اوسیطرح پر مع اوسکے سیاق و سباق کے بدون ملانے کسی شئے کے اوس کے
معنی مین اوسکو نقل کرین کہا صاحب قشیریہ رح رسالہ قشیریہ کے صفحہ (۷) مین اور ذوالنون مصری سے پوچھا گیا
قول حق تعالے کا (رحمن عرش پر مستوی ہوا) پس کہا کہ خدا نے اس قول مین ثابت کیا ہے اپنی ذات کو
اور نفی کی ہے اپنے سے مکان کی پس وہ بذات خود موجود ہے اور اشیا اوسکے حکم سے موجود ہین جسطرح پر
کہ حق سبحانہ نے چاہا ہے اور شبلی سے آیت مذکورہ کا مطلب پوچھا گیا پس کہا کہ اوس کا علم ثابت ہے کیا ہر شئے
مین پس اوسکے نسبت ایک شئے زیادہ قریب نہین ہے دوسری شئے سے اور کہا جعفر صادق نے کہ جس نے
گمان کیا کہ خدا کسی شئے مین ہے یا کسی شئے سے ہے یا کسی شئے پر ہے پس وہ بیشک مشرک ہوگیا اس لئے کہ اگر خدا کسی شئے
پر ہوتا تو اوٹھایا ہوا ہوتا اور کسی شئے مین ہوتا تو گہیرا ہوا ہوتا اگر کسی شئے سے ہوتا تو پیدا ہوا ہوتا اور کہا امام جعفر صادق نے
حق تعالے کے قول (پھر وہ قریب ہوا پس زیادہ نزدیک ہوگیا) کی تفسیر مین جسنے وہم کیا کہ وہ اپنے تئین نزدیک
ہوا تو اوسنے وہان مسافت قرار دی وہان تو نزدیک ہونیکے معنے ہین کہ جو لوگ جون اوس سے قریب ہوا
انواع معارفت سے دور ہوگیا اس لئے کہ وہان نہ قرب ہے نہ بعد ہے انتہی پس اس نقل سے معلوم ہوا کہ امام کا
کلام اس مقام مین جہت فوق کی حق تعالے سے نفی کے لئے وارد کیا گیا ہے اور اس کا بیان جسطور پر کہ علما
تنبیہ مین نقل کیا ہے یہ ہے (پہلی برہان) اور وہ حاصل کی گئی ہے جناب صاحب زکی وفی علی سید علما و وارث
خیر الانبیا جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے کلام سے فرمایا اونہون نے کہ اگر خدا کسی شئے مین ہوتا تو گہیرا ہوتا اور بیان اس دلیل کا
یہ ہے کہ خدا اگر ہوتا کسی جہت مین کہ جسکی طرف اشارہ کیا جاتا ہے تو اوس کا محدود ہونا لازم آتا اور یہ اس وجہ سے کہ جبکہ
اسی جہت مین ہوا نہ اوسکی غیر مین تو اسی مین حاصل ہوا نہ کہ اسکے غیر مین اور اوسکے محدود ہونیکی یہی معنی ہین اور ہر محدود …

لان تخصيصه بهذا المقدار دون سائر المقادير لا بد له من مخصص فقد ظهر
بهذا البرهان الذي يبهر العقول ان القول بالجهة يوجب كون الخالق مخلوقا والرب
مربوبا وان ذاته متصرف فيها وتقبل الزيادة والنقصان تعالى الله عما يقول
الظالمون علوا كبيرا انتهى ولما فرغ المصنف عن بيان قول الامام جعفر الصادق
والاستدلال به على دعوته ادخل بحث الاسماء بين مبحث الصفات ودلائله
وهذا خارج من داب البحث وايضا مخالف لنظم التاليف لانه قال في صدر
هذا الفصل الايمان بالذات الاحدية والصفات الواحدية والاسماء الالهية
فهذا الترتيب يقتضي ان يكون بحث الاسماء مؤخرا من بحث الصفات ولما رأينا
بحث الاسماء وعلم الله تعالى بما يكون قبل ان يكون في كتابه هذا اما وجدنا فيه
شيئا قابلا للمواخذة غير مواضع عديدة وهي ايضا ليست معتدا بها فرأينا من
الوجوه ترك التعرض عن بحث الاسماء وما بعده ونشرع في بحث الصفات
بتوفيق الله تعالى وعونه قال الصفات المتشابهات قال الله تعالى
هو الذي انزل عليك الكتاب منه ايات محكمات هن ام الكتاب واخر
متشابهات فاما الذين في قلوبهم زيغ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة
وابتغاء تاويله وما يعلم تاويله الا الله والراسخون في العلم يقولون امنا به
كل من عند ربنا الاية اخرج ابن جرير وابن المنذر وابن الانباري في الوقف
بسند جيد من طريق مجاهد عن ابن عباس في قوله تعالى وما يعلم تاويله
الا الله والراسخون في العلم قال انا ممن يعلم تاويله وقد استفاض عن رسول الله
صلى الله عليه واله وسلم انه قال اللهم فقهه في الدين وعلمه التاويل وفي لفظ اللهم
علمه الحكمة وتاويل الكتاب ولسعيد بن حميد في التفسير وابن الانباري في كتاب

اس لئے کہ اوسکی خصوصیت کیلئے اس مقدار کیساتھہ بدون دوسری مقداروں کے کوئی خصوصیت پیدا کرنیوالا
ضرور ہونا چاہیے پس تحقیق کہ ظاہر ہوگیا اس برہان سے جو عقلوں کو دنگ کرتی ہے کہ جہت کا قول واجب
کرتا ہے خالق کے مخلوق ہونے کو اور پالنے والیکے پرورش یافتہ ہوجانے کو اور اس امر کو ذات الہی مین قسمت
ہوسکتا ہے اور وہ کمی بیشی کو قبول کرتی ہے برتر ہے خدا ظالمونکے قول سے بہت برتر ہونا انتہی اور جبکہ مصنف
فارغ ہوا امام جعفر صادق علیہ السلام کے قول کو بیان کرنے اور اس سے دلیل لانیسے اپنے دعوے پر بحث اسماء کو بحث
صفات اور اوسکے دلائل کے درمیان داخل کر دیا اور یہہ طریق بحث سے خارج ہے اور نیز نظم تالیف کے برخلاف ہے اسلئے کہ
مصنف نے اس فصل کے شروع مین کہا ہے ایمان ذات احدیت و صفات واحدیت و اسماء الہیہ پر پس ترتیب
چاہتی ہے کہ اسماء کی بحث صفات کی بحث سے پیچھے ہو۔ اور ہم نے جبکہ بحث اسماء و بحث علم الہی تعالے بیان کیا گیا ہے کو
اس کتاب مین دیکھا تو اوسمین کوئی بات قابل گرفت کے نپائی بجز چند مقامات کے اور وہ بھی چندان اعتبار کے قابل نہ تھے
پس ان وجوہ سے ہم بحث اسماء اور اوس کے مابعد سے تعرض کرنیکو چھوڑ دیتے ہین اور بحث صفات مین شروع
کرتے ہین حق تعالی کی توفیق و مدد سے کہا مصنف نے (صفات متشابہات) فرمایا حق تعالی نے (وہ ایسی
ذات ہے کہ جس نے اوتاری تجھپر کتاب بعض اوسمین آیات محکمات ہین کہ وہ کتاب کی اصل ہین اور بعض دوسری
آیات متشابہات ہین پس جن لوگون کے دلونمین کجی ہے وہ پیروی کرتے ہین اوس کتاب کے متشابہ کی طلب
فتنہ و طلب تاویل کی غرض سے حالانکہ اوسکی تاویل بغیر خدا کو معلوم نہین ہے اور جو لوگ علم مین ثابت قدم ہین کہتے ہین
کہ ہم اوسپر ایمان لائے سب ہمارے رب کیطرف سے ہے آخر تک روایت کی ابن جریر و ابن منذر و ابن انباری نے وقف مین
عمدہ سند کے مجاہد کے طریق سے ابن عباس سے خفقوا کے قول (وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم) کے
باب مین کہا ابن عباس نے مین اون مین سے ہون جو کہ اوسکی تاویل جانتے ہین اور ابن عباس سے شائع
ہوگیا ہے یہہ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اون کے واسطے دعا کی اے خدا تو
اوسکو دین مین سمجھہ عطا کر اور تاویل کتاب اس کو سکہا دے اور ایک حدیث مین ہے اے خدا
تو اسکو حکمت و تاویل کتاب سکہا دے اور عبد بن حمید کی روایت ہے تفسیر مین اور ابن انباری کی مصاحف

الاضداد عن مجاهد وابن جرير عن الربيع فى قوله تعالى (والراسخون فى العلم)
قال يعلمون تاويله ويقولون آمنا به وقال نجم الدين عمر النسفى فى تفسيره اكثر
اهل العلم على ان الراسخين فى العلم يعلمون المتشابه قالوا ولو لم يكن للراسخين
فى العلم حظ فى علم المتشابه الا ان يقولوا امنا به كل من عند ربنا لم يكن لهم
فضل على الجهال لانهم جميعا يقولون ذلك وان الله تعالى لم يسو بين خلقه
فى العلم بالمتشابه وقال النووى انه الاصح لانه يبعد ان يخاطب الله تعالى عباده
بما لا سبيل لاحد من الخلق الى معرفته وقال ابن الحاجب انه الظاهر واختاره
القتبى وهو قول الشافعى قال فى مختصر البويطى لا يحل تفسير المتشابه الا بسنة
عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم او خبر عن احد من صحابه او اجماع
العلماء فلولا ان علم تاويل المتشابه ما اليه سبيل لما قال ذلك هذا وقد قال
ابن عباس كما عزى له الخطابى وابن الاثير على بالقران فى علم على كما القرآن
فى الشعراى الغدير الصغير فى وسط البحر ولابى نعيم فى حلية الاولياء عن ابن
مسعود قال ان القرآن انزل على سبعة احرف ما منها حروف الا ولها ظهر
وبطن وان على بن ابى طالب عنده منه الظاهر والباطن وقد صح حديث
على مع القرآن والقرآن مع على وحديث انا مدينة العلم وعلى بابها اذا علمت
هذا فاعلم ان للحسن بن على الحلوانى فى السنن محمد بن عثمان بن ابى شيبة
فى كتب العرش والقاضى ابى احمد العسال الاصفهانى فى المعرفة تاليفه والصفات
وابى الشيخ وابن مردويه عن عمير بن عبد الملك قال خطبنا على قال حدثنى
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن ربه عز وجل قال وعزتى وجلالى
وارتفاعى فوق عرشى ما من اهل قرية ولا اهل بيت ولا رجل ببادية كانوا

کتاب الاضداد مین مجاہد سے اور ابن جریر کی ربیع سے حق تعالے کے قول وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ کے بابن
کہا اون دونون نے کہ جانتے ہین ہم اوسکی تاویل اور کہتے ہین کہ ہم اوس پر ایمان لائے اور کہا محی الدین
عمرانی نے اس کی تفسیر مین کہ اکثر اہل علم اسپر ہین کہ راسخین فے العلم متشابہ کو جانتے ہین اور راونکا قول
ہے کہ اگر راسخین فی العلم کو بھی متشابہ کے علم مین حصہ نہو بجز اسکے کہ وہ یہہ کہین کہ ہم اسپر ایمان لائے سب ہمارے
ربکی طرف سے ہے تو اونکو جاہلون پر کچھہ فضیلت نہوگی اسلئے کہ وہ سب بھی یہی کہتے ہین اور حق تعالی نے متشابہ کے
علم مین اپنے مخلوق مین سبکو برابر نہین رکہا ہے اور نووی نے کہا ہے کہ یہی قول زیادہ صحیح ہے اسلئے کہ یہہ امر بعید ہے
کہ حق تعالی اپنے عبادے اوس چیز کا خطاب کرے کہ جسکی معرفت کیطرف اوسکی مخلوق مین سے کسیکو کوئی راہ نہ ملے اور
ابن حاجب نے کہا ہے کہ یہی قول ظاہر ہے اور اسیکو فیقبی نے اختیار کیا ہے اور یہی قول امام شافعی کا ہے مختصر بویطی مین لکہا ہے
کہ متشابہ کی تفسیر ناجائز ہے مگر رسول خدا صلعم کی حدیث سے یا کسی صحابی کے قول سے یا علما کے اجماع سے پس اگر یہہ بات
نہوتی کہ تاویل متشابہ کے علم کیطرف راستہ ہے تو بوطی البیانہ کہتے اسکو یاد رکہہ اور تحقیق کہ ابن عباس نے کہا ہے
جیسا کہ خطابی و ابن اثیر نے اون سے روایت کی ہے کہ مجکو علم قران کا بہ نسبت علم علیؑ کے بمنزلہ ایک چہوٹے حوض
کے ہے سمندر کے بیچ مین اور ابو نعیم کی روایت ہے حلیۃ الاولیا مین ابن مسعودؓ سے کہا اونہون نے کہ قران کا نزول سات
حرفون مین ہوا ہے اونمین سے ہر حرف کے لئے ظاہر و باطن ہے اور علی بن ابی طالب کے پاس قران کا ظاہر و باطن دونون جمع
ہین اور یہہ حدیث صحیح ہے کہ علی قران کے ساتھہ ہے اور قران علے کے ساتھہ اور یہہ حدیث
کہ مین علم کا شہر ہون اور علے اوسکا دروازہ ہے جبکہ تجکو یہہ معلوم ہوچکا پس جان تو کہ حسن بن علی حلوانی
کی روایت ہے سنن مین پہر محمد بن عثمان بن ابی شیبہ کی روایت ہے کتاب العرش مین اور قاضی ابو احمد
عسال اصفہانی کی معرفت مین جسکو اوسنے تالیف کیا ہے صفات کے بیان مین اور ابو الشیخ و ابن مردویہ کے
روایت ہے عمیر بن عبد الملک سے کہا اوس نے کہ خطبہ سنایا ہمکو علیؓ نے کہا کہ بیان کیا
مجھسے رسول خدا صلعم نے اپنے رب عز و جل کیطرف سے کہ کہا اوسنے قسم ہے اپنے عزت و جلال کی اور اپنے بلند
ہونے کی عرش کے اوپر کہ نہین کوئی گانو کا شخص یا کسی گہر کا مالک یا جنگل کا مرد کہ جو تھا مین ہون میری

على ما كرهت من معصيتي فيحولوا عنها الى ما احببت من طاعتي الا تحولت لهم عما
يكرهون من نقمتي الى ما يحبون من رحمتي وما من اهل بيت ولا قرية ولا رجل
بادية كانوا على ما احببت من طاعتي ثم يحولوا عنها الى ما كرهت من معصيتي
الا تحولت لهم عما يحبون من رحمتي الى ما يكرهون من غضبي وعن محمد بن ابي
علي صاحب المكي انا الحارث بن عمير انا جعفر بن محمد عن ابيه عن جده عن
علي بن ابي طالب قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان فاتحة الكتب
وآية الكرسي وآيتين من آل عمران (شهد الله انه لا اله الا هو والملئكة
الى قوله ان الدين عند الله الاسلام) وقوله (قل اللهم مالك الملك) الى قوله
(بغير حساب) مشفعات معلقات بالعرش ما بينهن وبين الله حجاب
الحديث اخرجه جماعة من المحدثين وبسطنا الكلام عليه في احياء الميت بفضائل
اهل البيت وله شاهد عند الديلمي في مسند الفردوس عن ابي ايوب الانصاري
وفيه تعلقن بالعرش وقلن اتنزلنا على قوم يعملون بمعاصيك فقال وعزتي وجلالي
وارتفاع مكاني الحديث وللطبراني في الاوسط وابي الشيخ فالديلمي والبيهقي
في شعب الايمان والهروي في ذم الكلام وعبيد الله بن محمد بن حفص
العيشي في حديثه وعبد القادر الرهاوي في اربعينه عن الحارث
عن علي قال كل دعاء محجوب عن السماء حتى يصلي على محمد وعلى آل محمد
قال ابن الجزري في آخر النشر واسناده جيد وفي تلخيص مسند الفردوس
لابن حجر حديث الدعاء محجوب عن الله عز وجل حتى يصلي على محمد واهل بيته
ابو الشيخ عن علي اي رفعا وسنده ضعيف وهو عند الترمذي ولعله الحكيم
فليراجع قال ... رواه الحسين بن عرفة عن علي مرفوعا وسنده ضعيف

معصیت پر کہ جسکو مین برا جانتا ہون پہر اوسکو اونہون نے چہوڑ دیا میری طاعت پر ہو کر کہ جسکو مین دوست
رکہتا ہون مگر یہہ کہ مین نے چہوڑ دیا اونکے عذاب کو کہ جسکو وہ برا جانتے ہین بسبب اپنی رحمت کے کہ
جس سے وہ خوش ہین اور نہین کوئی گہر کا مالک اور نہ گانون کا رہنے والا یا جنگل کا مرد کہ قایم ہون میری طاعت
پر کہ جسکو مین دوست رکہتا ہون پہر اونہون نے اوسکو چہوڑ دیا بسبب میری معصیت کے کہ جسکو مین برا
جانتا ہون مگر یہہ کہ مین چہوڑ دیتا ہون اپنی رحمت کو کہ جسکو وہ دوست رکہتے ہین بسبب اپنے غضب کے
کہ جسکو وہ برا جانتے ہین اور محمد بن نصر نے ابو صالح کی سے روایت ہے کہ ہمکو خبر دی حارث بن عمیر نے
کہ ہمکو خبر دی جعفر بن محمد نے اپنے باپ سے اونہون نے اپنے دادا سے اونہون نے علی بن ابی
طالب سے کہا اونہون نے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور آل عمران کی دو آیتین ایک شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ
لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ متصل اوسکے قول اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ تک اور دوسری قول اوسکا قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ اوس
قول بغیر حساب تک مقبول الشفاعۃ ہین عرش سے معلق ہین اونمین اور خدا مین کوئی پردہ نہین ہی آخر حدیث تک اسکو روایت کیا ہے
محدثین کی بڑی جماعت نے اور اسکے تحقیق کو ہمنے اخبار البیت مین بسط سے لکہا ہے اور اس حدیث کا
ایک شاہد ہے دیلمی کے پاس مسند الفردوس مین ابو ایوب انصاری سے اور اوسمین یون ہے کہ لٹکی ہین عرش
سے اور کہا کہ کیا تو ہمکو نازل فرماتا ہے ایسے قوم پر کہ تیری نافرمانی پر عمل کرتے ہین پس فرمایا حق تعالی نے
قسم ہے اپنی عزت و جلال اور اپنے بلندی مکان کی آخر حدیث تک اور طبرانی کی روایت ہے اوسط مین اور
ابو الشیخ کی پس دیلمی و بیہقی کی روایت ہے شعب الایمان مین اور ہروی کی ذم الکلام مین اور عبید اللہ بن محمد بن حفص عیشی کی
اوسکی حدیث مین اور عبد القادر رہاوی کی اوسکی اربعین مین حارث سے اوسنے روایت کی علی سے کہ کہا اونہون نے کہ ہر دعا محجوب
آسمان سے یہانتک کہ درود بہیجا جاوے محمد پر و آل محمد پر کہا ابن جزری نے نشر کے آخر مین کہ اس حدیث کی اسناد
جید ہے اور تخریج مسند الفردوس مولفہ ابن حجر مین ہی کہ حدیث کہ دعا محجوب ہے خدا عز و جل سے یہانتک کہ درود بہیجا جاوے محمد و اہلبیت
پر اسکو روایت کیا مرفوعًا ابو الشیخ نے علی سے اور اسکی سند ضعیف ہے ترمذی کے نزدیک اور شاید وہ حکم ہی ہے جسکا جزم کرنا چاہئے
سنن ترمذی کی طرف کہا میرک نے اور اسکو روایت کیا ہے حسن بن عرفہ نے علی سے مرفوعًا اور اسکی سند ضعیف ہے

والصحيح وقفه لكن قال المحققون من علماء الحديث ان مثل هذا لا يقال من قبل
الرأى فهو مرفوع حكما انتهى وعن الحارث عن على رفعا ما من دعاء الا بينه وبين
السماء حجاب حتى يصلى على محمد وعلى آل محمد فاذا فعل ذلك انخرق ذلك الحجاب
ودخل الدعاء الحديث رواه البيهقى وابو القاسم التيمى والديلمى وابن ابى
شيبة فابو اليمن بن عساكر وابن بشكوال وغيرهم ورواه الطبرانى والبيهقى
عن الحارث وعاصم بن ضمرة كلاهما عن على موقوفا واشار اليه ابو اليمن ولابن ابى
شيبة عن حذيفة بن اسيد قال رايت على بن ابى طالب اذا زالت الشمس
صلى اربعا طوالا فسألته فقال رايت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
يصليها فسألته فقال ان ابواب السماء تفتح اذا زالت الشمس فلا ترتج حتى يصلى
الظهر فاحب ان يرفع لى الى الله عمل وللدارقطنى فى حديث ابن منزول
والخطيب فى الجامع لآداب القارى والسامع وابى غنائم النرسى فى انس العاقل
وابن عساكر عن على قال يا حملة القرآن اعملوا به الى ان قال وسيكون اقوام يحملون
العلم لا يجاوز تراقيهم تخالف سريرتهم علانيتهم الى قوله اولئك لا يصعد
اعمالهم فى مجالسهم تلك الى الله ولاسحق وابن ابى عاصم وابن جرير والمحاملى
فى الامالى بسند صحيح عن على فى خبر غدير خم قد تركت فيكم ما ان اخذتم به لن
تضلوا بعده كتاب الله سببه بيده وسببه بايديكم (الحديث) ورواه ابن سعد
واحمد والطبرانى فى معجمه الكبير عن ابى سعيد الخدرى وابن ابى شيبة واحمد
عن زيد بن ثابت كتاب الله عز وجل حبل ممدود ما بين السماء والارض وفى
لفظ الطبرانى فى الكبير عن زيد كتاب الله عز وجل سبب طرفه بيد الله و
طرفه بايديكم ولابن اسحق فى يعقوب بن ابراهيم الدورقى فانه رأى وقعا

اور صحیح یہہ ہے کہ یہہ حدیث موقوف ہے لیکن محققین اہل حدیث نے کہا ہے کہ ایسی حدیث راوی اپنی جانب سے
نہین کہتا ہے پس یہہ مرفوع ہے حکماً انتہی اور حارث نے علیؑ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ نہین ہے کوئی دعا مگر
یہ کہ اوسمین اور آسمان مین پردہ ہے یہانتک کہ درود پڑہا جائے محمدؐ پر پس جبکہ ایسا کیا جاتا ہے تو وہ پردہ پہٹ جاتا ہے
اور دعا داخل ہو جاتی ہے تا آخر حدیث اسکو روایت کیا ہے بیہقی و ابو القاسم تیمی و دیلمی و ابن ابو شریح نے بیرا نوادر
بن عساکر اور ابن بشکوال وغیرہم نے اور روایت کیا اسکو طبرانی و بیہقی نے حارث و عاصم بن ضمرہ سے اون
دونون نے علیؑ سے موقوفاً اور اسکی طرف اشارہ کیا ہے ابو الیمن نے اور ابن ابی شیبہ کی روایت ہے حمید
بن ہاسید سے کہا اوسنے کہ دیکہا مینے علیؑ کو کہ زوال آفتاب کے بعد اوہنون نے چار رکعتین دراز پڑہی پس اوسنے
پوچہا تو فرمایا کہ اسمان کے دروازے کہولے جاتے ہین جبکہ آفتاب زائل ہو جاتا ہے پس برابر کہلے رہتے ہین جبتک
کہ ظہر کی نماز پڑہ لی جائے پس مجھکو محبوب ہے یہ کہ میرا کوئی عمل خدا کی طرف اوٹہایا جائے اور دارقطنی کی روایت ہے ابن منذر کی حدیث مین
اور خطیب کی جامع لآداب القاری والسامع مین اور ابو غانم نرسی کی (انس الغافل) مین اور ابن عساکر علیؓ سے کہ کہا اوہنون نے
(ای قران کے اوٹہانیوالو قران پر عمل کرو یہانتک کہ کہا اور قریب ہے کہ کچہہ لوگ ہونگے کہ علم کو سیکہینگے پر علم اونکے ہنسلیون سے نیچے نہ اوتریگا
اونکا باطن مخالف ہوگا اونکے ظاہر کے یہانتک کہ کہا کہ اون لوگون کے اعمال انکی مجالس سے خدا
کی طرف بلند نہ پہونچینگے اور اسحق و ابن ابی عاصم و ابن جریر و محاملی کی روایت ہے امالی مین بسند
صحیح علیؓ سے حدیث ثم مین یہہ کہ اور تحقیق کہ مینے تم مین وہ شے چہوڑی ہے کہ اگر تمنے اوس پر عمل
کیا تو پہر تم ہرگز گمراہ نہوگے خدا کی کتاب کہ اوسکی ایک ڈوری تمہارے ہاتہون مین ہے اور ایک
ڈوری خدا کے ہاتہہ مین ہے آخر حدیث تک اور اسکو روایت کیا ہے ابن سعد و احمد و طبرانی نے
اپنی معجم کبیر مین ابو سعید خدری سے اور ابن ابی شیبہ و احمد نے زید بن ثابت سے کتاب خدا عز و جل
ایک رسی ہے دراز کی ہوئی درمیان آسمان و زمین کے اور طبرانی کی معجم کبیر مین ہے زید سے کتاب
خدا عز و جل کی ایک ڈوری ہے کہ جسکا ایک سرا خدا کے ہاتہہ مین ہے اور دوسرا سرا تمہارے
ہاتہون مین اور ابن اسحق کی روایت ہے پہر یعقوب بن ابراہیم دورقی کی پہر دارمی و احمد

وابي يعلى في مسانيدهم وابن جرير في تهذيب الآثار والخطيب في تاريخه عن
عبيد الله بن ابي رافع عن ابيه عن علي عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم انه
قال لولا ان اشق على امتي لامرتهم بالسواك عند كل صلوة ولاخرت العشاء
الآخرة الى ثلث الليل فانه اذا مضى ثلث الليل الاول هبط الله تعالى الى السماء
الدنيا فلم يزل هنالك حتى يطلع الفجر فيقول قائل الا سائل يعطى الا داع يجاب
الا سقيم يستشفى فيشفى الا مذنب يستغفر فيغفر له وليس عند ابي يعلى جملة
الا سائل يعطى تابعه ابو هريرة عند ابن اسحاق في يعقوب الدورقي فالدار
وعبد الرزاق واحمد وابن نصر وابي يعلى وابن جرير ومسلم عند ذكر النزول
فقط والصابوني في الانتصار عن عبيد الله بن ابي رافع عن علي رفعه ينزل
ربنا تبارك وتعالى في كل ليلة الى السماء الدنيا حين يبقى ثلث الليل الآخر
فيقول من يدعوني فاستجيب له ومن يسألني فاعطيه ومن يستغفرني فاغفر له
تابعه ابو هريرة ايضاً عند مالك في رواية يحيى ومسلم ورواية القعنبي
فابي داؤد وعند بقية ائمة الحديث الستة والدارمي وابي يعلى والصابوني
بطرق كثيرة عنه وجبير بن مطعم وعبادة بن الصامت وجابر وعبيد الله
وابو الدرداء والحسن وعائشة وام سلمة اخرجها الصابوني زاد النسائي وابن ماجه
عن ابي هريرة حتى يطلع الفجر وفي النزول كل ليلة احاديث ذكرها بطول قال
القاضي عياض في حديث ابي هريرة الصحيح رواية حين يبقى ثلث الليل
الآخر كذا قال شيوخ الحديث وهو الذي تظاهرت عليه الاخبار بلفظه و
معناه قال النووي ويحتمل ان يكون النبي صلى الله عليه وآله وسلم اعلم باحد
الامرين في وقت فاخبر به ثم اعلم بالآخر في وقت آخر فاعلم به وسمع ابو هريرة

وابو یعلی کی اونکی مسندون مین اور ابن جریر کی تہذیب الآثار مین اور خطیب کی اونکی تاریخ مین عبید اللہ
بن ابی رافع سے اونہون نے روایت کی اپنے باپ سے اونہون نے علی رض سے اونہون نے نبی صلعم سے
کہ فرمایا حضرت نے کہ اگر مجکو اپنے شاق ہونیکا خیال نہوتا تو اونکو ہر نماز کے وقت مین مسواک کا حکم کرتا اور
عشا کی نماز کو تہائی رات تک ہٹا دیتا اسلئے کہ جب رات کا پہلا تہائی حصہ گزر جاتا ہے تو حق تعالے نیچے
کے آسمان کی طرف اوترتا ہے پس برابر وہین رہتا ہے طلوع فجر ہونے تک پس کہنے والا کہتا ہے کیا
نہین کوئی مانگنے والا کہ جسکو دیا جائے کیا کوئی نہین دعا کرنیوالا کہ اوسکی دعا قبول کی جائے کیا نہین ہے کوئی
بیمار شفا کا طلبگار کہ اوسکو شفا دیجائے کیا نہین ہے کوئی گنہگار معافی کا خواستگار کہ اوسکو معافی دیدیا جائے
اور ابو یعلی کی روایت مین الا سائل یعطی کا ترجمہ نہین ہے اسکا تابع ابو ہریرہ ہے ابن اسحق کی روایت مین
یعقوب دورقی پھر دارمی و عبد الرزاق واحمد وابو نصر وابو یعلی وابن جریر کی روایت مین اور مسلم کی روایت
مین اونمین صرف نزول کا ذکر نہین ہے اور صابونی کی روایت ہے انتہا مین عبید اللہ بن رافع سے اونہون نے روایت کی مرفوعا
کہ ہمارا رب و تعالے ہر رات کو نیچے کے آسمان کی طرف نزول فرماتا ہے جبکہ رات کا اخیر تہائی حصہ باقی رہجاتا ہے پس فرماتا ہے کہ کون
دعا کرتا ہے کہ مین اوس کی دعا قبول کرون اور کون مانگتا ہے مجھسے کہ مین اوسکو دون اور کون ہے کہ
مجھسے طلب مغفرت کرتا ہو کہ مین اوسکو بخشدون اسکے تابع بھی ابو ہریرہ رض ہین امام مالک کے نزدیک یحیی کی روایت
مین پھر مسلم کی اور قعنبی کی روایت مین پھر ابو داؤد کی اور نزدیک باقی ائمہ صحاح ستہ کے اور دارمی وابو یعلی
وصابونی کی طرق کثیرہ سے ابو ہریرہ کی روایت سے اور جبیر بن مطعم وعبادہ بن صامت وجابر وعبد اللہ والد
وجبیر وعائشہ وام سلمہ رض روایت کیا اسکو صابونی نے زیادہ کیا نسائی و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے یہانتک کہ طلوع ہو
فجر اور ہر رات کے نزول مین بہت حدیثین ہین کہ جنکا ذکر طویل ہے کہا قاضی عیاض نے ابو ہریرہ کی حدیث مین کہ
روایت وقت باقی رہنے ثلث آخر شب کی ہے ایسا ہی کہا ہے ائمہ حدیث نے اور اسی پر احادیث کا غلبہ ہے اسکا انداز
مین نووی نے کہا ہے کہ یہ بھی احتمال ہے کہ نبی صلعم کو ایک صورت کا علم ہوا ہو ایک وقت مین پس
اوسکی خبر دی پھر دوسری صورت کا علم دوسرے وقت ہوا ہو پھر آپنے اوسکی خبر دی اور

الخبرين فنقلهما جميعا ولعبد الرزاق في مصنفه والحسن بن علي الخلال الحلواني
وابن ماجة القزويني والبيهقي في شعب الايمان والمزي في تهذيب الكمال عن
ابي هريرة ابي سبرة عن ابراهيم بن محمد هو ابن علي بن عبد الله بن جعفر
بن ابي طالب عن معاوية بن عبد الله بن جعفر بن ابي طالب عن ابيه عن عمه
علي بن ابي طالب قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذا كانت
ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها فان الله عز وجل
ينزل فيها لغروب الشمس الى سماء الدنيا فيقول الا مستغفر فاغفر له الا
تائب فاتوب عليه الا مبتلى فاعافيه الا مسترزق فارزقه الا سائل فاعطيه
الا كذا الا كذا حتى يطلع الفجر وضعف بابي بكر بن عبد الله بن محمد بن
ابي سبرة المدني ورمي بالوضع والظاهر انه لمثل هذا الحديث ولا يخفى ان له
شواهد كثيرة عن ابي بكر وعائشة ومعاذ وابي ثعلبة وابن عمرو وابي موسى
وعثمان بن ابي العاص وراشد بن سعد وابي هريرة وقد جرح جمع من الثقات
باحاديث الصفات وابو بكر قاضي مكة ومفتي المدينة ثم القاضي العراق قبل
ابي يوسف فقيه كثير الحديث من ابناء الصحابة الاجلاء وسال المنصور مالكا
من بقي بالمدينة من المشيخة فقال ابن ابي ذئب وابن ابي سلمة وابن ابي سبرة
وكان عبد الملك بن جريج يروي عنه وقال مصعب الزبيري كان من علماء
قريش وقال ابن سعد كان كثير العلم والسماع والرواية وقال الآجري عن
ابي داؤد فيه مفتي المدينة ولابي القاسم الاصبهاني في كتاب الترغيب والترهيب
عن علي رفعه ينزل الله تعالى ليلة النصف من شعبان فيغفر لكل مسلم الا
لمشرك او مشاحن او قاطع رحم وامراة تبغي بفرجها فليراجع سنده وفي

دونون صورتون کو سنا ہو پس دونون کو نقل کر دیا اور عبدالرزاق کی روایت ہے مصنف مین اور حسن بن
علی خلال حلوانی کی اور ابن ماجہ قزوینی اور بیہقی کی شعب الایمان مین اور مزی کی تہذیب الکمال مین ابوبکر بن ابو سبرہ
سے اونہون نے روایت کی ابراہیم بن محمد سے کہ وہ ابن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب ہین اونہون نے
معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے اپنے چچا علی بن ابی طالب
سے کہا اونہون نے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے جبکہ نصف شعبان کی رات ہولی ہے تو تم رات کو قیام کرو اور
اوسکی صبح کو روزہ رکہو اسلئے کہ خدا عز و جل اوس رات مین غروب آفتاب کے وقت سے دنیا کے آسمان کی
طرف نزول فرماتا ہے پہر کہتا ہے کیا نہین کوئی مغفرت کا طلب کرنے والا کہ مین اوسکو بخش دون کیا نہین کوئی
توبہ کرنے والا کہ مین اوسپر مہربانی کرون کیا نہین کوئی مصیبت زدہ کہ مین اوسکو نجات دون کیا نہین کوئی روزی
طلب کرنے والا کہ مین اوسکو روزی دون کیا نہین کوئی سوال کرنے والا کہ مین اوسکو عطا کرون کیا نہین کوئی
ایسا کیا نہین کوئی ایسا یہانتک کہ فجر طلوع ہو اور اسکو ضعیف کہا گیا ہے ابوبکر بن عبداللہ بن محمد
بن ابو سبرہ مدنی کے سبب سے اور اوسپر حدیث وضع کرنے کا طعن کیا گیا ہے اور ظاہر الطعن ذکر
اسی قسم کی حدیث کی وجہ سے ہے اور مخفی نہین ہے کہ اس حدیث کے بہت سے شواہد ہین ابوبکر و عائشہ و معاذ و ابو ثعلبہ
و ابن عمرو و ابوموسی و عثمان بن ابوالعاص و راشد بن سعد و ابوہریرہ سے اور بہت سے ثقہ لوگون پر بہی طعن کیا
گیا ہے احادیث صفات مین اور ابوبکر مکہ کے قاضی اور مدینہ کے مفتی پہر قاضی عراق تہے ابویوسف فقیہ سے پہلے
بہت سے احادیث کے راوی تہے جلیل القدر صحابہ کی اولاد سے اور منصور نے مالک سے پوچہا اون مشایخ کو جو مدینہ مین باقی
رہے تہے پس کہا اونہون نے کہ ابن ابی ذئب و ابن ابی سلمہ و ابن ابی سبرہ اور عبدالملک بن جریج کو ابوبکر سے روایت
حدیث حاصل تہی اور مصعب بن زبیری کا قول ہے کہ وہ علمائے قریش سے تہے اور ابن سعد نے کہا ہے کہ وہ بہت علم و سماع
حدیث و روایت والے تہے اور آجری نے انکے باب مین ابوداؤد کا قول نقل کیا ہے کہ وہ مفتی مدینہ تہے اور ابوالقاسم اصبہانی کی روایت
کتاب ترغیب و ترہیب مین علی سے مرفوعا کہ حقتعالی نصف شعبان کی رات مین نزول فرماتا ہے پس ہر مسلمان کو بخشدیتا ہے
مگر مشرک و کینہ ور کو اور قرابت توڑنے والے کو اور کشیدہ کو پس اس حدیث کی سند کی طرف رجوع کرنا چاہئے

حديث الامام جعفر الصادق عن ابيه الامام محمد الباقر عن الصحابي الجليل
جابر عند خلائق في حجة الوداع وقد تركت فيكم ما لن تضلوا بعده ان اعتصم
به كتاب الله وانتم تسئلون عني فما انتم قائلون قالوا نشهد انك قد بلغت
وأديت ونصحت فقال باصبعه السبابة يرفعها الى السماء وينكتها الى الناس
اللهم اشهد ثلاث مرات وهو من اشهر حديث صحيح اكب الحفاظ الايقاظ
من روايته في كتب الصحيح ولابن ابي شيبة وابن ماجة بسند صحيح على
شرط الائمة الستة عن ابي هريرة رفعه الميت تحضره الملئكة فاذا
كان الرجل صالحا قالوا اخرجي ايتها النفس الطيبة كانت في الجسد
الطيب اخرجي حميدة وابشري بروح وريحان ورب غير غضبان فلا
يزال يقال لها ذلك حتى تخرج ثم يعرج بها الى السماء فتفتح لها فيقال
من هذا فيقولون فلان فيقال مرحبا بالنفس الطيبة كانت في الجسد
الطيب ادخلي حميدة وابشري بروح وريحان ورب غير غضبان فلا
يزال يقال لها ذلك حتى ينتهى بها الى السماء التي فيها الله تبارك وتعالى الحديث
وللدولابي في الكنى بسند كل الرواية فيه ثقات عن الحسن قال اني لفي حلقة
علي اذ جاءت الصيحة من دار عثمان فرايته رافعا يديه الى السماء وهو
يقول اللهم اني ابرأ اليك من دم عثمان ولابن ابي شيبة في مصنفه بشرط
الائمة الستة عن ابن عمر في قصة وفاته صلى الله عليه وآله وسلم في غيبة
ابي بكر ثم مجيئه ومروره بعمر وهو يقول ما مات رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم ثم اتى المنبر فصعده فحمد الله واثنى عليه ثم قال ايها الناس
ان كان محمد صلى الله عليه وسلم الهكم الذي تعبدون فان محمدا قد مات

اور امام جعفر صادق کی حدیث مین ہے کہ جسکو اونہون نے اپنے باپ امام محمد باقر سے اونہون نے صحابی جلیل القدر
جابر سے روایت کیا ہے حجۃ الوداع کے وقت بڑے مجمع کے سامنے ان لفظون سے (اور بیشک مین نے تم مین وہ شے
چھوڑی ہے کہ تم اوسکے بعد ہرگز گمراہ نہوگے اگر تمنے اوسکو مضبوط پکڑ لیا خدا کی کتاب اور تمسے سوال کیا جاے گا
میری بابت پس تم کیا کہنے والے ہو سبہون نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ آپنے بیشک پہنچا دیا اور حق ادا کر دیا اور
نصیحت کی پس فرمایا حضرتؐ نے اپنی شہادت کی اونگلی کو آسمان کی طرف اوٹھا کر اور آپ اوسکو حرکت دیتے
تھے لوگونکی طرف اے خدا تو گواہ رہ تین مرتبہ اور یہ بہت مشہور ترین صحیح حدیث ہے کہ جسکی روایت کرنے کیواسطے
صحیح مین بیدار مغز حفاظ حدیث جہک پڑے ہین بجز بخاری کے اسوجہ سے کہ یہ حدیث بخاری کی شرط کے
موافق نہین واقع ہوئی کہ جسکو بخاری نے اپنے صحیح مین اعتبار کیا ہے اور ابن ابی شیبہ کی روایت سے
پھر ابن ماجہ کی بسند صحیح ائمہ صحاح ستہ کی شرط پر ابو ہریرہ سے مرفوعاً کہ میت کے پاس فرشتے حاضر ہوتے
ہین پس اگر وہ نیک مرد ہوتا ہے تو کہتے ہین نکل تو اے پاکیزہ جان کہ پاک بدن مین تہی نکل تو محمود ہوکر اور بشارت
لے خوشی و خوشبو و پروردگار غیر غضبناک کی پس برابر اوسکو یونہی کہا جاتا ہے یہانتک کہ وہ نکل آتی ہے
پھر آسمان کی طرف اوسکو چڑہایا جاتا ہے پس دروازے اوسکے لیے کہولے جاتے ہین پس کہا جاتا ہے کہ یہ
کون شخص ہے پس فرشتے کہتے ہین کہ فلان شخص ہے پھر کہا جاتا ہے فراخی ہو تجھکو پاکیزہ جان کو کہ رہتی تہی
پاک بدن مین داخل ہو تعریف کے ساتہہ اور بشارت لے راحت و خوشبو و پروردگار غیر غضبناک کی پس برابر اوسکو
یونہی کہا جاتا ہے یہانتک کہ اوسکو پہنچایا جاتا ہے اوس آسمان تک کہ جسمین حق تبارک و تعالی ہے الخ جیسا کہ
اور دولابی کی روایت کنیٰ مین اپنے سند سے کہ اوسمین سب وہی ثقہ ہین امام حسن سے کہا اونہون نے کہ مین علی کیساتھ
مجمع مین تہا کہ یکایک عثمانؓ کے مکان سے ایک شور کی آواز آئی پس مین نے علی کو دیکہا کہ آسمان کی طرف ہاتہہ اوٹہا کر کہہ رہے تہے
کہ الہی خدایا مین تیرے سامنے بیزاری کرتا ہون عثمان کی خون سے اور ابن ابی شیبہ کی روایت اونکی مصنف مین ائمہ ستہ کی شرط پر ابن عمر سے
نبی صلعم کی وفات کے قصہ مین ابوبکر کے غائب ہونے پھر اونکے آنے اور عمر کے پاس گذرنے کا باب مین جبکہ عمر کہہ رہے تہے کہ رسول خدا نہین مرے
نہین پائی پھر ابوبکر منبر کے پاس آئے اور اوپر چڑہے پھر خدا کی حمد و ثنا بیان کی پھر کہا اے لوگو اگر تم محمد صلعم کی عبادت کرتے تہے پس محمد تو مر گئے

وان كان الحكم الله الذي في السماء فان الحكم لم يمت الحديث ولعثمان الدارمي
في الرد على بشر المريسي وابن ابي حاتم والبيهقي في الاسماء والصفات عن عمر
انه مر بعجوز فاستوقفته فوقف يحدثها فقال له رجل يا امير المؤمنين حبست
الناس على هذه العجوزة فقال ويلك اتدري من هذه هذه امرأة سمع الله
شكوها من فوق سبع سموٰت هذه خولة التي انزل الله فيها قد سمع الله
قول التي تجادلك في زوجها وتشتكي الى الله وللذهبي في جزئه في مقتل عمر
عن عبد الرحمن بن عوف انه لما اخذ البيعة لعثمان وبايعه الناس رفع راسه
الى سقف المسجد وقال اللهم اشهد ولعبد الله بن احمد وابن المنذر
والطبراني واللالكائي والبيهقي وابن عبد البر وابي عمرو الطلمنكي وابي احمد
العسال وغيرهم عن ابن مسعود قال ما بين السماء القصوى والكرسي خمسمائة
عام وما بين الكرسي والماء كذلك والعرش فوق الماء والله فوق العرش
واخرجه البخاري في الرد على الجهمية بلفظ قال ابن مسعود في قوله تعالى
ثم استوى على العرش قال العرش على الماء والله فوق العرش والاثران
صحيحان وهما مرفوعان حكما والاخبار والآثار في الباب عن اهل بيت النبوة
والاصحاب لا تعد ولا تحصى والكتب الالهية السابقة مملوة من اثبات الجهة
الفائقة وكذا كلام الانبياء والمتقدمين وادعيتهم اقول ومن الله
التوفيق وبيده ازمة التحقيق ان المصنف قد ادعى في هذا القول عدة احاديث
اثبت بها ان الجهة الفائقة ثابت لله تعالى عن ذلك علوا كبيرا وحكم بان
الكتب الالهية السابقة وكلام الانبياء المتقدمين يعني بذلك احاديثهم
ايضا مملوة من اثبات الجهة الفائقة لله تعالى فقد اشبعنا الكلام في رد القول

اور اگر تمہارا تمہارا معبود جو کہ آسمان مین ہے پس تحقیق تمہارا معبود نہین مر آخر حدیث تک اور عثمان دارمی کی روایت ہے بشر
مریسی کی رد مین اور ابن ابی حاتم اور بیہقی کی اسماء والصفات مین عمر سے کہ وہ ایک بڑہیا کے پاس گذرے پس اوس نے انکو ٹہرایا پس
آپ ٹہر گئے اوس سے بات کرنیکو پس اون سے ایک مرد نے کہا کہ ای امیر المومنین آپ نے لوگون کو روک رکہا اس بڑہیا کی وجہ سے
پس اونہون نے کہا کہ تیری خرابی ہو کیا تو جانتا ہے کہ یہ کون عورت ہے یہ وہ عورت ہے کہ جسکی شکایت کو خدا نے سن لیا سات
آسمانو کے اوپر یہہ عورت خولہ ہے کہ جسکے باب مین خدا نے نازل فرمایا کہ تحقیق خدا نے سن لیا کلام اوس عورت کا کہ جو تجہسے جہگڑا
کرتی ہے اپنے شوہر کے باب مین اور خدا کی طرف شکوہ پیش کرتی ہے اور ذہبی کی روایت ہے اوسکے جز مین عمر کے مقتل مین
عبدالرحمن بن عوف سے ہے کہ جب عمر نے لوگون سے عثمان کے واسطے بیعت لی اور لوگ اون سے بیعت کر چکے تو
عمر نے اپنا سر مسجد کی چہت کی طرف اوٹہایا اور کہا کہ اے خدا تو گواہ رہ اور عبداللہ ابن احمد و ابن المنذر و طبرانی
ولالکائی و بیہقی و ابن عبد البر و ابو عمرو طلمنکی و ابو احمد عسال وغیرہم کی روایت ہے ابن مسعود سے کہ کہا
اونہون نے کہ ساتوین آسمان اور کرسی کے درمیان پانسو برس کی مسافت ہے اور کرسی اور پانی کے درمیان
بہی اسیقدر فاصلہ ہے اور عرش پانی کے اوپر ہے اور خدا عرش کے اوپر ہے اور انکو
بخاری نے جہمیہ کے رد مین اس لفظ سے روایت کیا ہے کہ کہا ابن مسعود نے حق تعالی کے
قول (ثم استوی علی العرش) کی تفسیر مین کہا کہ عرش پانی پر ہے اور خدا عرش پر ہے اور یہہ دونون اثر
صحیح ہین اور دونون حکما مرفوع ہین اور اخبار و آثار اس باب مین اہلبیت نبوت و اصحاب
سے بیشمار و بے حد ہین اور کتب الہیہ سابقہ اثبات جہت فوقیہ سے مالا مال ہین اور
اسیطرح پہلے انبیا کا کلام اور اونکی وصایا مین انتہی مین کہتا ہون اور خدا ہی
سے توفیق ہے اور اوسیکے ہاتہہ مین تحقیق کی باگین ہین کہ مصنف نے اس قول
مین چند حدیثین ذکر کی ہین کہ جن سے جہت فوق حق تعالے کے لئے ثابت کی ہے
اور وہ اس سے پاک ہے بہت پاک ہونا اور حکم لگایا ہے کہ کتب الہیہ اور اسیطرح
کلام انبیائے سابقین کا ہے عقاید اونکی حدیثین بہی اثبات جہت سے مالا مال ہین اور ہمنے قول الٰہی و حدیث نبوی علمائے محققین

القول السابق ذكر الاقاويل الكثيرة للعلماء المحققين فى ابطال الجهة واثبتنا ان
خطابات على رضى الله عنه وكلام الامام جعفر الصادق الذى نقلها المصنف
من الرسالة القشيرية ايضا دالة على تنزيهه تعالى عن الجهات ولما استدل
المصنف على اثبات الجهة فى هذا القول بالاحاديث المذكورة وجب علينا
ان ننظر فيها ونبين فساد ما زعمه وفهم منها اما تمسكه بحديث عمر بن الملاح
عن على رضى الله عنه قال حدثنى رسول الله صلعم عن ربه عز وجل قال
وعزتى وجلالى وارتفاعى فوق عرشى الحديث فليس فيه ما يثبت دعونه
لان فوقيته تعالى على العرش وتحوله عن الكراهة الى الرحمة وبالعكس المراد
منه ما يليق بشانه تعالى لان الفوقية الحقيقة انما تكون للجسم بالنسبة
الى جسم اخر والله تعالى مقدس عن كونه جسما وجسمانيا فالفوقية لله تعالى
على عرشه تكون على خلاف الحقيقة لا محالة فاثبات الجهة من هذا الحديث
ليس بصحيح واما تمسكه بحديث على رضى الله عنه الذى فى اخره مشفعات
معلقات بالعرش ما بينهن وبين الله حجاب فهو ايضا غير مثبت لدعواه لان
الله تعالى ليس محجوب عن شئ ولا شئ محجوب عنه بالمعنى الذى يحجب جسم
عن جسم وانما حجابه ايضا يكون مناسبا له تعالى فلا مساغ لاثبات الجهة له
تعالى بهذا الحديث ايضا واما تمسكه بحديث الحارث عن على قال كل دعاء
محجوب عن السماء حتى يصلى على محمد وعلى آل محمد فبعد تسليم الصحة لا يدل
على مراده لان صعود الدعاء الى السماء وكونه محجوبا عنه ليس من جنس
صعود الجسم الى الجسم فالمراد منه ليس معناه الحقيقى ولما كان كذلك فلا
دلالة فيه على اثبات الجهة واما تمسكه بحديث صلوة على بعد زوال

اقوال ابطال جہت مین کثرت سے نقل کر دے ہین اور یہ بھی ہم ثابت کر چکے ہین کہ علی کے خطبے اور امام جعفر
صادق کا کلام بھی کہ جسکو مصنف نے رسالہ قشیریہ سے نقل کیا ہے حق تعالے کے جہت سے پاک
ہونے پر دلالت کرتے ہین اور جبکہ مصنف اس قول مین اثبات جہت پر احادیث مذکورہ سے
دلیل لایا ہے تو ہمپر واجب ہوا کہ اون حدیثون مین ہم نظر کرین اور جو کچھ اون سے مصنف نے
سمجھا ہے اوسکا فساد بیان کرین لیکن دلیل لانا مصنف کا عمر بن الملک کی روایت سے جسکو ہیثم
نے علی سے بایں الفاظ روایت کیا ہے کہ فرمایا علی ؑ نے کہ بیان کیا مجھسے رسول خدا صلعم نے اپنے رب
کی طرف سے کہ قسم ہے اپنی عزت و جلال کی اور اپنے بلند ہونیکی عرش پر تا آخر حدیث پس اس
حدیث مین کوئی امر ایسا نہین ہے کہ جس سے مصنف کا دعوے ثابت ہو اسلئے کہ حقتعالے کا عرش پر
ہونا اور اوسکا راست سے رحمت کی طرف اور رحمت سے عذاب کی طرف لوٹنا اس سے مراد
وہ صفت ہے کہ جو حق تعالے کی شان کے مناسب ہے اسلئے کہ حقیقتاً اوپر ہونا جسم کی صفت ہے
بہ نسبت دوسرے جسم کے اور حق تعالے جسم یا جسمانی ہونے سے پاک ہے پس حقتعالے
کا عرش پر ہونا لا محالہ حقیقی معنے کے لحاظ سے نہین ہے پس اس حدیث سے جہت کا ثابت کرنا
غیر صحیح ہے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا حدیث علی ؑ سے کہ جسکے آخر مین ہے مقبول الشفاعۃ عرش ہی
متعلق ہین اونکے اور خدا کے درمیان پردہ نہین ہے پس یہ حدیث بھی دعوی مصنف کی مثبت نہین
ہے اسلئے کہ نہ حقتعالی کسی شے سے محجوب ہے اور نہ کوئی شے اوس سے محجوب ہے یعنی حجاب ایک جسم کے
دوسرے جسم سے بلکہ حجاب حقتعالی کا بھی اوسکی مناسب ہوگا پس اس حدیث سے بھی اثبات جہت کی گنجایش نہین ہے
لیکن دلیل لانا مصنف کا حدیث حارث سے کہ کہا علی ؑ نے کہ دعا محجوب ہے آسمان سے یہانتک کہ محمد وآل محمد پر درود پڑہا جاے
پس بعد تسلیم کرنے اسکی صحت کے یہ بھی مصنف کے مدعا پر دلالت نہین کرتی ہے اسلئے کہ دعا کا آسمان پر چڑھنا اور حق تعالی سے
حجاب مین رہنا ایک جسم کے دوسرے جسم کی طرف چڑھنے کی جنس سے نہین ہے پس اس سے مراد حقیقی معنی نہین ہین پس اس حدیث
مین بھی اثبات جہت پر دلالت نہین ہے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا علی ؑ کی نماز کی حدیث سے بعد زوال

الشمس الذي في اخره فاجاب ان يرفع الى الله عمل فيه ايضا ما مر فيه
قبله لان العمل ليس بجسم ولا جسماني فالمراد برفعه الى الله ليس على المعنى
الحقيقي بل المراد منه ما يليق بشانه تعالى واما تمسكه بحديث علي فان الحملة
القرآن اهلوبه الذي في اخره اولئك لا يصعد اعمالهم في مجالسهم تلك
الى الله فهذا ايضا لا يجديه نفعا لان رفع الاعمال الى الله تعالى ليس بالمعنى
الذي يكون لرفع جسم الى جسم ولما لم يكن كذلك فكيف يصلح لاثبات الجهة
الفائقة لله تعالى عن ذلك لان الجهة لا يكون الا لجسم والله تعالى مقدس
عنه واما تمسكه بحديث الختم فهو ايضا لا يفيده لان كتاب الله ليس بجسم
يكون له طرفان احدهما في يد الله تعالى وثانيهما في ايدينا فالمعنى المراد به
ليس على الحقيقة وايضا ليس فيه شيء يدل على جهة العلو فكيف يتمسك به
على اثباتها واما ما في شاهده حبل ممدود ما بين السماء والارض فهو مبني على
التجوز كما لا يخفى على الماهرين بلغات العرب واما تمسكه بحديث السوال في
كل صلوة الذي في وسطه اذا مضى ثلث الليل الاول هبط الله تعالى الى السماء
الدنيا فلم يزل هنالك حتى يطلع الفجر الحديث فليس بمفيد له لان هبوطه
تعالى وكذلك نزوله واستوائه وغيرها مما يدل بظاهره على كونه تعالى
جسما او جسمانيا مصروف عن المعنى الحقيقي بادلة العقل والنقل واثبات
الجهة منها بدون حملها على حقائقها خرط القتاد وقد علم منه ما هو جوابه
عن متمسكاته التي بعده فيها ذكر نزوله تعالى الى السماء الدنيا في ليلة النصف
من شعبان واما تمسكه بحديث جابر رضي الله عنه في حجة الوداع الذي في
اخره فقال باصبعه السبابة يرفعها الى السماء وينكتها الى الناس الحديث فلا يستدل

افتاب کے کہ جسکے آخر مین ہے پس یا دوست رکہتا ہون مین یہ کہ خدا کی طرف میرا کوئی عمل اوٹہایا جاوے پس اسمین
بھی وہی کلام ہے جو پہلی حدیث مین ہے اسلئے کہ عمل نہ جسم ہے نہ جسمانی پس مراد عمل کے اوٹہانے سے طرف حق کے
معنی حقیقی مخفی نہین ہے بلکہ اس سے مراد وہ حالت ہے کہ جو شان حق تعالی کے لائق ہے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا
حدیث علی سے کہ ای قرآن کے اوٹہانے والو قرآن پر عمل کرو جسکے اخر مین ہے ان لوگونکے اعمال انکی ہنسلیون سے خدا کی طرف
نہین چڑہتے ہین پس یہ حدیث مصنف کو مفید نہین ہے اسلئے کہ اعمال کا خدا کی طرف چڑہنا اوس معنی مین نہین ہے کہ جو
ایک جسم کو دوسرے جسم کی طرف اوٹہانے مین ہوتا ہے اور جبکہ ایسا نہین ہے پس کیونکر اثبات جہت کی صالح ہوگی
اسلئے کہ جہت جسم ہی کا خاصہ ہے اور حق تعالے جسم سے پاک ہے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا حدیث قلم سے وہ بھی غیر
مفید ہے اسلئے کہ کتاب اللہ تعالی کی جسم نہین ہے کہ جسکے دو کنارے ہون ایک خدا کے ہاتھ مین اور دوسرا
ہمارے ہاتہون مین پس اس سے مراد بھی معنی حقیقی نہین ہین اور نیز اس حدیث مین کوئی ایسا امر نہین ہے کہ جو جہت
علو پر دلالت کرے پس اس سے اثبات جہت پر کیونکر تمسک کیا جاوے اور اسکے ختام مین جو لفظ حبل ممدود مابین
السماء والارض مذکور ہے پس اسکی بنا مجاز پر ہے جیسا کہ لغت عرب کے ماہرین پر مخفی نہین ہے لیکن دلیل لانا مصنف کا
حدیث مسواک سے نزدیک ہر نماز کے کہ جسکے درمیان مذکور ہے کہ جب رات کا ثلث اول گذر جاتا ہے تو حق تعالے
نیچے کے آسمان کی طرف اوترتا ہے پس طلوع فجر تک برابر وہین رہتا ہے تا آخر حدیث پس مصنف کو مفید نہین ہے اسلئے
کہ حق تعالے کا ہبوط اور اسیطرح اوسکا نزول و استوا وغیرہ کہ جو ظاہر معنی کے لحاظ سے حق تعالے کے جسم یا جسمانی
ہونے پر دال ہین پس یہ تمام الفاظ اپنے معانی حقیقیہ سے پہرے ہوے ہین عقل و نقل کی دلیلون سے اور ان
دلیلون سے بدون انکے معانی حقیقیہ مراد لینے کے جہت ثابت کرنا نہایت دشوار ہے اور اسی
بیان سے معلوم ہوگیا جو کچھ ہمارا جواب مصنف کے اون دلائل سے ہے کہ جو اسکے بعد مذکور ہین اور
اون مین نصف شعبان کی رات مین سماء دنیا کی طرف حق تعالے کے نزول فرمانے کا ذکر ہے
اور لیکن دلیل لانا مصنف کا حدیث جابر سے حجۃ الوداع مین کہ جسکے آخر مین ہے پس فرمایا اپنی انگشت شہادت
کو آسمان کی طرف اوٹہاکر اور لوگون کی طرف اوسکو حرکت دیتے تھے تا آخر حدیث پس نا درست ہے

لان رفع السبابة الى السماء انما هو للاشارة الى عظمة الله تعالى ورفعته تنزيلا لها
منزلة البعد المكانى كما قيل فى تفسير قوله تعالى ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ فهو ايضا
مبنى على التجوز بدلالة العقل والنقل واما تمسكه بحديث ابى هريرة رضى الله
عنه الميت تحضره الملئكة الذى فيه فلا يزال يقال لها ذلك حتى ينتهى بها الى
السماء التى فيها الله تبارك وتعالى الحديث فهو بظاهره و المكان يوهم انما
زعمه لكن الجواب عنه هو الجواب عن مثل قوله تعالى ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِى السَّمَآءِ كما
قاله المصنف ايضا فى بيان قول الامام جعفر الصادق الذى كر فى قبله فليراجع
واما تمسكه بحديث الحسن انى لفى حلقة على الى ان قال فرايته رافعا يديه
الى السماء وهو يقول الحديث فليس فيه من ثبوت الجهة بشئ لان رفع
الايدى الى السماء فى الدعاء كما هو مسنون للاشارة الى عظمة الله تعالى
تنزيلا لها منزلة البعد المكانى تجوزا والا فهو تعالى منزه عن الاشارة
اليه وكونه فى الجهات واما تمسكه بحديث قصة الوفات الذى فى اخره
وان كان الحكم الذى فى السماء الحديث فجوابه ما مر فى حديث الميت
واما تمسكه بحديث شعر ابن عجوزة الذى فيه سمع الله شكوانا من فوق
سبع سموات الحديث فهو ممنوع لكون الحديث مصروف عن الظاهر لان
الفوقية الحقيقية من صفات الاجسام والله تعالى منزه عنها فالمراد بها ما يليق
به واما تمسكه بحديث رفع راسه الى سقف المسجد فهو ايضا مدفوع بان رفع
الراس للاشارة الى عظمة الله تعالى ورفعته تجوزا كما مر فى نظائره واما
تمسكه بحديث ابن مسعود رضى الله عنه قال ما بين السماء القصوى
والكرسى خمس مائة عام الذى فى اخره والله فوق العرش فهو ايضا مدفوع

اسلئے کہ انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اٹھانا حق تعالے کی عظمت و رفعت کی طرف اشارہ کے واسطے تھا اوسکو
قایم مقام تعبیر مکانی کے قرار دیکر جیسا کہ حق تعالی کے قول (ذلک الکتاب لاریب فیہ) کی تفسیر مین کہا گیا ہے پھر یہہ اشارہ بھی عقل
و نقل کی دلالت سے مجاز پر مبنی ہے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا ابو ہریرہ رض کی اس حدیث سے کہ (میت کے
پاس فرشتے حاضر ہوتے ہین جسکے آخر مین ہے (پس برابر اوسکو یہی کہا جاتا ہے یہان تک کہ اوسکو پہنچایا
جاتا ہے اوس آسمان تک کہ جسمین خدا ہے تبارک و تعالے ہے آخر حدیث تک پس یہہ حدیث اگرچہ بظاہر مصنف
کے دعوی کے موہم ہے لیکن اسکا جواب بھی ہے کہ جو جواب مثل قول حق تعالی (ءَأَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ) سے دیا جاتا ہے
چنانچہ مصنف نے بھی اوسکو قول امام جعفر صادق کے بیان مین جو اس سے پہلے گذر چکا ہے بیان کیا ہے پس چاہئے کہ اوسکی
طرف رجوع کیا جاے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا حدیث حسن رض سے کہ مین علی کی جماعت مین تھا یہان تک کہ کہا پس مین نے اوسکو
دیکھا و کہا کہ آسمان کیطرف دونون ہاتھ اٹھا کر فرماتے ہین آخر حدیث تک پس اسمین بھی ثبوت جہت کا اصلا نہین ہے اسلئے کہ دعا
مین ہاتھون کو آسمان کیطرف اوٹھانا جیسا کہ مسنون ہے عظمت خدا کیطرف اشارہ کرنیکے واسطے ہے اوسکو بمنزلہ تعبیر مکانی کے قرار
دیکر مجازا ورنہ پس حق تعالی پاک ہے مشار الیہ ہونے اور جہات مین ہونے سے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا قصہ وفات نبی صلعم
کی حدیث سے کہ جسکے آخر مین ہے اور اگر تمہارا معبود تھا جو کہ آسمان مین ہے آخر حدیث تک پس اسکا جواب وہی ہے جو
میت کی حدیث مین گذرا اور لیکن دلیل لانا مصنف کا حدیث عمر رض سے کہ وہ ایک بڑہیا کے پاس گذرے جسمین مذکور ہے کہ سن لیا
خدا نے اوسکی شکایت کو سات آسمانون کے اوپر سے تا آخر حدیث پس غیر مسلم ہے بسبب ہونے اس حدیث کے پھیری ہوئی
اپنے ظاہر معنی سے اسلئے کہ حقیقتا اوپر ہونا اجسام کی صفات مین سے ہے اور حق تعالی صفات اجسام سے پاک ہے پس مراد فوقیت
سے وہ ہے کہ جو شان الہی کے لائق ہے اور لیکن دلیل لانا مصنف کا حضرت عمر رض کے سر اوٹھانے سے سقف مسجد
کیطرف پس وہ بھی دفع کیا گیا ہے باین طور کہ سر کو اٹھانا مجازا خدا کی عظمت و رفعت کی طرف اشارہ کرنے کے واسطے
تھا جیسا کہ اس حدیث کے نظائر مین گذرا اور لیکن دلیل لانا مصنف کا ابن مسعود رض کی حدیث سے
کہ کہا اونہون نے کہ ساتوین آسمان اور کرسی کے درمیان پانسو برس کی مسافت ہے جس کے
آخر مین ہے اور خدا عرش کے اوپر ہے پس اس حدیث کا جواب بھی گذر چکا ہے اور

بما مر واما حكمه بصحة الاستدلال بهذه الاحاديث بان الاخبار والاثار في
الباب عن اهل بيت النبوة والاصحاب لا تعد ولا تحصى والكتاب الالهية
السابقة مملوة من اثبات الجهة الفائقة وكذا كلام الانبياء المتقدمين
وادعيتهم انتهى فيتضمن عدة دعاوى الاول ان الاحاديث والاخبار والاثار
التي لا تعد ولا تحصى دالة على اثبات الجهة لله تعالى الثاني ان الكتاب
الالهية السابقة ايضا مملوة منه الثالث انها موجودة الى الآن لان
الدعوى الثاني قضية موجبة والموجبة لا بد لها من وجود الموضوع
وايضا فيصرح بذلك فيما سياتي في هذا الكتاب الرابع ان الاحاديث
للانبياء المتقدمين ايضا وادعيتهم مملوة منه الخامس انها ايضا موجودة
بالطرق الصحيحة التي يصلح الحديث بها للاستدلال والكل باطل واما الاول
فلان كلما يستدل به على كونه تعالى في الجهة الفائقة او يدل على ثبوت
صفة من صفات الاجسام له تعالى عن ذلك علوا كبيرا فهو ماول مصروف
عن ظاهر معناه بالكتاب والسنة واجماع الامة وادلة العقل والنقل و
يعاضده ما قال في الملل والنحل ان السلف من اصحاب الحديث لما راوا توغل
المعتزلة في علم الكلام ومخالفة السنة التي عهدوها من الائمة الراشدين
ونصرهم جماعة من امراء بني امية على قولهم بالقدر وجماعة من خلفاء بني العباس
على قولهم بنفي الصفات وخلق القران تحيروا في تقرير مذهب اهل السنة والجماعة
في متشابهات ايات الكتاب والاخبار النبي عليه السلام فاما احمد بن حنبل وداود
بن علي الاصفهاني وجماعة من ائمة السلف فجروا على منهاج السلف المتقدمين عليهم
من اصحاب الحديث مثل مالك بن انس ومقاتل بن سليمان وسلكوا طريق السلامة

لیکن حکم کرنا مصنف کا ان حدیثون سے دلیل لانے کے بعد باین طور کہ اخبار و آثار اس
باب مین اہلبیت نبوت و اصحاب سے بیشمار و صحیح ہین اور کتب الٰہیہ سابقہ اثبات جہت سے مالامال
ہین اور اسیطرح کلام انبیاے سابقین کا اور اونکی دعائین انتہی پس یہ حکم چند دعوون پر شامل
ہے پہلا دعوی یہہ کہ احادیث و اخبار و آثار صحیحہ و بیشمار اثبات جہت پر دال ہین دوسرا
دعوی یہہ کہ کتب الٰہیہ سابقہ بہی اس سے مالامال ہین تیسرا دعوی یہہ کہ کتب سابقہ اب بہی موجود ہین
اس لیئے کہ دوسرا دعوی قضیہ موجبہ ہے اور موجبہ کے واسطے وجود موضوع ضروری ہے
اور نیز مصنف نے اس دعوی کی تصریح بہی کی ہے اس کتاب مین جیسا کہ آیندہ آئیگا چوتھا
دعوی یہہ کہ انبیاے سابقین کی حدیثین اور دعائین بہی اس سے مالامال ہین پانچوان دعوی یہہ کہ
پہلے نبیون کی حدیثین بہی ایسے طرق صحیحہ کے ساتھ موجود ہین کہ جنکے وجہ سے حدیث لائق استدلال
ہوتی ہے اور یہہ سب دعوی باطل ہین لیکن بطلان اول کا پس اس وجہ سے ہے کہ جس قدر
آیات و احادیث کہ اون سے خدا کے جہت فوقیہ مین ہونے پر دلیل لائی جاتی ہے یا اون سے
صفات اجسام مین سے کسی صفت کا ثبوت حق تعالی کے لئے مفہوم ہوتا ہے پس وہ اپنے ظاہری
معنی سے مأول او پہیری ہوئی ہین بدلیل کتاب و سنت و اجماع امت و دلائل عقلیہ و نقلیہ اور
اسکی تائید کرتا ہے جو کہ ملل و نحل مین کہا ہے کہ محدثین سلف نے جبکہ معتزلہ کا توغل علم
کلام مین اور اوس طریقہ کے مخالفت مین دیکھا کہ جسکو اونہون نے ائمہ راشدین سے
معلوم کیا تھا اور امراے بنی امیہ کی ایک جماعت نے معتزلہ کو مدد دی اونکے قدر کے
قائل ہونے پر اور خلفاے بنی العباس نے اونکی تائید کی اونکے نفی صفات و خلق قران کے قول
مین پس وہ محدثین حیران ہو گئے مذہب اہل سنت والجماعت کے ثابت کرنے مین آیات و احادیث
متشابہات کے باب مین پس امام احمد بن حنبل و داود بن علی اصفہانی اور ایک جماعت ائمہ سلف کی
اپنے سے پہلے محدثین کے مسلک پر رہے مثل مالک بن انس و مقاتل بن سلیمان کے اور سلامتی کی راہ پر چلے

فقالوا نؤمن بما ورد به الكتاب والسنة ولا نتعرض للتاويل بعد ان نعلم قطعا
ان الله تعالى لا يشبه شيئا من المخلوقات وان كلما يمثل في الوهم فانه خالقه ومقدره
وكانوا يحترزون عن التشبيه الى غاية قالوا من حرك يده عند قراءة خلقت
بيدي واشار باصبعه عند رواية قلب المومن بين اصبعين من اصابع
الرحمن وجب قطع يده وقطع اصبعه وقالوا انما توقفنا في تفسير الاية وتاويلها
لامرين احدهما المنع الوارد في قوله تعالى فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ
مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ
وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا فنحن نحترز من الزيغ و
الثاني ان التاويل امر مظنون بالاتفاق والقول في صفات الباري تعالى
بالظن غير جائز فربما اولنا الاية على غير مراد الباري تعالى فوقعنا في الزيغ
بل نقول كما قال الراسخون في العلم كل من عند ربنا امنا بظاهره وصدقنا
بباطنه ووكلنا علمه الى الله تعالى ولسنا مكلفين بمعرفة ذلك اذ ليس ذلك
من شرائط الايمان واركانه واحتاط بعضهم اكثر احتياطا حتى لم يفسر اليد
بالفارسية ولا الوجه ولا الاستواء ولا ما ورد من جنس ذلك بل ان احتاج
في ذكرها الى عبارة عنها بما ورد لفظا بلفظ فهذا هو طريق السلامة
وليس هو من التشبيه في شيء غير ان جماعة من الشيعة الغالية وجماعة
من اصحاب الحديث الحشوية صرحوا بالتشبيه الهشامين من الشيعة ومثل
مضر وكهمش واحمد الهجيمي وغيرهم من اهل السنة قالوا معبودهم صورة
ذات اعضاء وابعاض اما روحانية واما جسمانية ويجوز عليه الانتقال
والنزول والصعود والاستقرار والتمكن انتهى بقدر الحاجة وما قال البيهقي

پس کہا اونہون نے کہ ہم ایمان لاتے ہین اون صفات پر کہ جنکے باب مین کتاب سنت
وارد ہے بدون تاویل کے بعد اسکے کہ ہم قطعاً جانتے ہین کہ حق تعالی کسی مخلوق کے مشابہ نہین ہے
اور یہہ کہ جو کچھہ وہم مین گزرتا ہے پس حق تعالی اسکے پیدا کرنے اور ٹھہرانے سے ہے اور تشبیہ سے
یہان تک بچتے تھے کہ اونکا قول ہے کہ جسنے اپنے ہاتھہ کو ہلایا (خلقت بیدی) کی قرارت کے وقت یا
اپنی انگلی سے اشارہ کیا وقت کرنے اس حدیث کے (مومن کا دل رحمن کے دو انگلیون مین ہے)
تو اوسکے ہاتھہ و انگشت کا قطع کرنا واجب ہے اور کہا اونہون نے کہ متشابہ کی تفسیر و تاویل سے ہمنے دو وجہ سے
توقف کیا ایک تو ممانعت کے سبب سے جو وارد ہے حق تعالی کے اس قول مین فاما الذین فی قلوبہم زیغ
کے دلون مین کجی ہے تو وہ قرآن کے متشابہ کے درپے ہوا کرتے ہین طلب فتنہ و طلب تاویل
کیواسطے حالانکہ اوسکی تاویل خدا کے سوا کسیکو معلوم نہین اور جو لوگ کہ علم مین ثابت قدم ہین کہتے
ہین کہ ہم اسپر ایمان لائے یہہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے پس ہم بھی سے بچتے ہین
دوسرے اسوجہ سے کہ تاویل ایک ظنی امر ہے سب کے اتفاق سے اور کلام کرنا صفات باری تعالی مین گمان سے
ناجائز ہے پس بسا اوقات ہماری تاویل خلاف مراد حق ہو جائیگی پس ہم کجی مین جا پڑینگے بلکہ ہم کہتے ہین جیسا کہ
راسخین فی العلم کا قول ہے کہ یہہ سب ہمارے رب کیطرف سے ہے ہم ایمان لائے اسکے ظاہر پر اور تصدیق
کی ہمنے اسکے باطن کی اور اسکا علم ہمنے خدا کو سونپا اور ہمکو اسکی معرفت کے لیے تکلیف شرعی نہین دی گئی
اسلیئے کہ متشابہ کی معرفت ایمان کے شرائط و ارکان مین سے نہین ہے اور اونمین سے بعض نے اس وجہ سے
احتیاط کی کہ ید و وجہ و استوا وغیرہ اس جنس کے الفاظ کا ترجمہ فارسی مین نکیا بلکہ اگر کسی موقع مین الفاظ مذکورہ کے
بیان کی حاجت ہوتی تو لفظاً بلفظاً جسطرح کہ وارد ہوئے ہین اونکو بیان کر دیتے پس یہی سلامتی کا راستہ ہے اور
اسمین تشبیہ کا نام تک نہین مگر ایک جماعت شیعہ غالیہ نے اور ایک جماعت محدثین حشویہ نے تشبیہ کی تصریح کی ہے جیسے کہ ہشامین شیعہ اور
مضر و کہمش و احمد ہجیمی وغیرہ اہل تشیع کا قول ہے کہ معبود صورت ہے کہ جسکے اعضا و ابعاض ہین یا روحانی یا جسمانی اور اوسکی
شان مین انتقال و نزول و صعود و استقرار و تمکن جائز ہے انتہی ملخصاً حاجت اور چونکہ بیہقی نے

في كتب الاعتقاد واصحاب الحديث فيما ورد به الكتاب والسنة من امثال
هذا ولم يتكلم احد من الصحابة والتابعين في تاويله على قسمين منهم من قبله
وامن به وحمله على وجه يصح استعماله في اللغة ولا يناقض التوحيد ومنهم
من قبله وامن به ولم يأوله ووكل علمه الى الله سبحانه وتعالى ونفى الكيفية
والتشبيه عنه وقد ذكرنا هاتين الطريقتين في كتاب الاسماء والصفات انتهى
وما قال المفتي العلامة في التنبيه اعلم ان ما ورد في الكتاب والسنة من صفات
الله تعالى اذا كان ظاهر المعنى لا اشكال فيه كالعليم والقدير والمريد والسميع
والبصير والمتكلم اعتقدنا كما وردت بابقاء دلالتها على ما هي عليه وان كانت
في اصل المعنى مخالفة بين الخالق والمخلوق فان علمنا مثلا عرض حادث قاصر
مستفاد من الغير وعلمه تعالى قديم كامل ذاتي الى ان قال فهذه الصفات على
ظواهرها من المعاني المخصوصة عند اهل اللسان وان كان مشكل المعنى يوهم
ظاهره الحدوث كقوله تعالى الرحمن على العرش استوى واصنع الفلك
باعيننا ويا ابليس ما منعك ان تسجد لما خلقت بيدي وجاء ربك وكل من
عليها فان ويبقى وجه ربك وفي الحديث في دعائه صلى الله عليه وسلم وارزقني
لذة النظر الى وجهك وينزل ربنا كل ليلة الى السماء الدنيا وغير ذلك ففيه
ثلاثة مذاهب احدها ان يؤمن بها كما جاءت ويفوض المراد منها الى الله تعالى
ولا يفسرها مع تنزيهه عن حقيقتها وهذا مذهب السلف واهل الحديث والثاني
ان يأولها على ما يليق بجلال الله تعالى على حسب مواقعها بشرط ان يكون من اهله بان
يكون عارفا بلسان العرب وقواعد الاصول والفروع ذا رياضة في العلم وهذا مذهب
اكثر الخلف من المتكلمين والمحدثين وبعض السلف وكتب التفاسير وهو

کتاب الاعتقاد مین کہا ہے اور محدثین اون صفات مین کہ جنکے باب مین کتاب و سنت اس قسم کی وارد ہین اور صحابہ
و تابعین مین سے کسی نے اونکی تاویل مین کلام نہین کیا ہے دو قسم کے ہین ایک اونمین سے وہ لوگ ہین کہ جنہون نے متشابہ
کو قبول کر لیا اور اوسپر ایمان لے آئے اور اوسکی تاویل ایسی وجہ پر کر دی کہ جسکا استعمال لغت عرب مین صحیح ہے اور
توحید کے مخالف نہین ہے اور دوسری قسم اونمین سے وہ لوگ ہین کہ جنہون نے متشابہ کو قبول کر لیا اور اوسپر
ایمان لائے اور اوسکی تاویل کو چھوڑ دیا اور اوسکی تاویل کا علم حق تعالی کی طرف سونپ دیا اور کیفیت و تشبیہ کی خدا سے
نفی کر دی اور بیہقی نے ان دونون طریقون کو کتاب اسماء و صفات مین ذکر کیا ہے انتہی اور جو کچھ ملا مفتی محمد سعید نے تبیین مین
لکھا ہے وہ یہ ہے جانو کہ جسقدر صفات الہیہ کتاب و سنت مین وارد ہے جبکہ اونکے معنی ظاہر ہون کہ اونمین کچھ اشکال
نہین ہوتا ہے جیسے کہ علیم قدیر مرید سمیع بصیر متکلم اونپر ہمارا اعتقاد ہے جسطرح سے کہ انکا ورود ہوا ہے ساتھ باقی رکھنے
انکے دلالت کے اوسکے حال پر اگرچہ اصل معنی مین وہ صفات خالق و مخلوق مین مخالفت رکھتی ہین اسلئے کہ مثلاً ہمارا
علم عرض ہے کہ حادث ہے قائم ہے غیر سے حاصل ہے اور حق تعالی کا علم قدیم ہے کامل ہے ذاتی ہے یہانتک
کہ کہا ولیس پس یہہ صفات مذکورہ اپنے ظاہری معانی مخصوصہ پر محمول ہین جنکو اہل لسان جانتے ہین اور اگر اونکے معنی مین اشکال
ہو کہ جس سے بظاہر حدوث کا وہم ہو جیسے کہ قول حق تعالی کا رحمن عرش پر مستوی ہوا اور بنا کشتی کو ہمارے آنکھون کے
سامنے اور اے ابلیس تجکو کس چیز نے روکا اوسکو سجدہ کرنے سے کہ جسکو مین نے اپنے دونون ہاتھ سے پیدا کیا ہے اور آیا ہے
تیرا اور ہر شی کہ زمین پر ہے فانی ہے اور باقی رہیگا وجہ تیرے رب کا اور حدیث مین نبی صلعم کی دعا مین ہے اور روزی کر مجکو اپنے
چہرے کیطرف دیکھنے کی لذت اور اوترتا ہے رب ہمارا ہر رات کو آسمان دنیا کیطرف وغیرہ پس ان صفات مین تین مذہب ہین
یہہ کہ اونپر ایمان لایا جائے جسطرح سے کہ یہ وارد ہوئی ہین اور اونسے جو کچھ مراد ہے اوسکا علم خدا کو سونپا جاتا ہے اور انکی تفسیر نہین کیجاتی
جو وہ پاک سمجھنے سے حق تعالی کو انکے حقیقی معنی سے اور یہہ مذہب سلف محدثین کا ہے اور دوسرا یہہ کہ انکی تاویل کیجاتی ہے ایسے معنی پر
جو جلال الہی کے لایق ہین باعتبار اونکے موقع کے بشرطیکہ یہ تاویل کرنیوالا اوسکا اہل ہو یعنی کہ لسان عرب کو خوب جانتا ہو اور
اصول و فروع کے قواعد کا ماہر ہو علم مین مرتاض ہو اور یہہ مذہب اکثر متکلمین
و محدثین خلفاء و بعض سلف کا ہے اور تفسیر کی کتابین اور احادیث کی شرحین

الاحاديث مملوة من التاويل والثالث ان يجرى على ظاهرها ولا باول شيئ
منها وهو مذهب المشبهة انتهى وما قال الشيخ فى الفتوحات فى صفحه (٢٥٢) من
المجلد الاول (وليعلم ان الآيت المتشابهت انما نزلت ابتلاء من الله لعباده ثم
بالغ سبحنه فى نصيحة عباده فى ذلك ونهاهم ان يتبعوا المتشابه بالحكم وان لا يحكموا
عليه بشيئ فان تاويله لا يعلمه الا الله واما الراسخون فى العلم ان علموه فباعلام
الله لا بفكرهم واجتهادهم فان الامر اعظم ان تستقل العقول بادراكه من غير
اخبار الهى فالتسليم اولى والحمد لله رب العالمين انتهى فعلم من هذه النقول ان
اجراء المتشابهات على ظواهر معانيها ليس من مذهب اهل السنة والجماعة بل
هو من مذهب المشبهة الحشوية وان التاويل امر مظنون بالاجماع والاحوط تركه
الى التسليم وان ترجمتها بلسان آخر غير العربية خلاف الاحتياط لمكان مخافة الوقوع
فى الزيغ فما فعله المصنف من ترجمتها فى الهندية ومن اجرائها على الظواهر ومن اثبات
علم التاويل للعلماء بالاستقلال كما يستفاد من تعليله بان الراسخين فى العلم لو لم
يكن لهم حظ فى علم المتشابه الا ان يقولوا امنا به كل من عند ربنا لم يكن لهم فضل
على الجهال لانهم جميعا يقولون ذلك وان الله تعالى لم يسو بين خلقه فى العلم بما لا
سبيل لاحد من الخلق الى معرفته انتهى كله مخالف لمذهب اهل الحق واهل المعرفة
والجواب عن تعليله الاول ان التسوية بين العلماء لو لم يعلموا التاويل بالقطع وبين الجهال ممنوع
لان الجهال ليس لهم سبيل الى ان يقولوا كل من عند ربنا الا باتباع العلماء ولا لهم حظ من علم التاويل
بخلاف العلماء الراسخين فان لهم ان يعلموا باعلام الله تعالى وان كان على وجه الظن دون
القطع واليقين وعن الثانى ان تنزيل المتشابهات ليس للاتباع بها والعمل عليها حتى يعد الخطاء
بها بدون علمها باطلا انما هو ابتلاء من الله سبحنه لعباده بان يوصفوا بها كما ورد

تاویل سے مالامال ہین اور تیسرا یہہ کہ جاری کیجائین اپنے ظاہری معنی پر اور اصلا اونکی تاویل نکیجاے اور یہہ مذہب مشبہہ کا ہے انتہی
اور جو کہ شیخ اکبر نے فتوحات مکیہ صفحہ ۱۵۲ جلد اول مین کہا ہے د اور جاننا چاہئیے کہ آیات متشابہات کا نزول بندونکی ابتلا اور آزمائش کیواسطے ہوا ہے
پہر حق تعالی نے مبالغہ کیا ہے اسبابمین بندونکی نصیحت مین اور اونکو منع کیا ہے متشابہہ کی پیروی سے ساتہہ حکم کرنے کے اور
یہہ کہ نہ حکم کرین متشابہ پر کسی شے سے اسلیے کہ اوسکی تاویل بجز خدا کے کسیکو معلوم نہین ہے اور راسخین فی العلم کو اگر معلوم ہے
تو خدا کی تعلیم سے معلوم ہے اونکے فکر و اجتہاد سے نہین اسلیے کہ یہہ معاملہ عظیم تر ہے اس سے کہ عقول ادراک کرسکے اور اک مین بغیر اخبار الہی کے
مستقل ہون پس خدا ہی کو سونپنا بہتر ہے اور سب تعریف پروردگار عالم کو ہے انتہی پس ان نقول سے معلوم ہوگیا کہ متشابہات
جاری کرنا اونکے ظاہری معنی پر اہل سنت و الجماعت کا مذہب نہین ہے بلکہ وہ مشبہہ و حشویہ کا مذہب ہے اور یہہ کہ تاویل امر
ظنی ہے باجماع امت اور زیادہ احتیاط اوسکو خدا کیطرف سونپنے مین ہے اور یہہ کہ متشابہات کا غیر عربی زبان مین ترجمہ کرنا
احتیاط کے خلاف ہے بسبب خوف واقع ہونے کے کجی مین پس یہہ جو مصنف نے متشابہات کا ترجمہ ہندی زبان مین کیا ہے
اور اونکو ظاہری معنی پر جاری کیا ہے اور اونکی تاویل کا علم علما کے لیے بالاستقلال ثابت کیا ہے جیسا کہ مصنف کی تعلیل سے
معلوم ہوتا ہے باینطور کہ راسخین فی العلم کو اگر متشابہ کے علم مین حصہ نہو تو نہ ہوسکے کہ وہ کہین ہم ایمان لائے اسپر یہہ سب
ہمارے رب کے طرف سے ہے تو اونکو جاہلون پر کچہہ فضیلت نہوگی اور حالانکہ حق تعالی نے تمام مخلوق کو علم متشابہ
مین برابر نہین رکہا ہے انتہی اور نووی کے قول سے کہ یہی زیادہ صحیح ہے اسلیے کہ بعید ہے یہہ کہ خدا اپنے بندون سے اوس
چیز کا خطاب فرماوے کہ جسکی معرفت کیطرف کسی مخلوق کو راستہ ملے انتہی یہہ تمام مذہب اہل حق و اہل معرفت کے خلاف ہے
اور جواب مصنف کی پہلی تعلیل کا یہہ ہے کہ مساوات علما و جہلا مین اگر بلا قطعی طور پر تاویل کو وہ جانین غیر مسلم ہے اسلیے کہ جاہلون کو بجز پیروی
علما کے اسکا بہی راستہ نہین ہے کہ وہ کہین کہ یہہ سب ہمارے رب کیطرف سے ہے اور نیز اونکا علم تاویل مین کم ہے
بخلاف علماے راسخین کے اسلیے کہ اونکو ممکن ہے کہ تاویل کو خدا کی تعلیم سے معلوم کرلین اگرچہ یہہ علم اونکا ظنی ہوگا قطعی و یقینی
اور دوسری تعلیل کا جواب یہہ ہے کہ متشابہات کا نازل کرنا عمل و اتباع کے لیے نہین ہے حتی کہ بدون اونکے
علم کے اونکے ساتہہ خطاب کرنا عبث ہو بلکہ وہ خدا کے طرف سے بندون کے
آزمایش کے لیے ہے باینطور کہ وہ متشابہات پر ایمان لائین جسطرح کہ اونکا ورود ہوا ہے

بدون النظر والخوض في معانيها ولا نكلفهم عن اتباعها بالحكم عليها وكل
علمها الى ذاته تعالى فبطل دعوته الاول بحوله تعالى وقوته واما الدعوى الثاني
والثالث فسياتي بطلانها في بحث الكتب الالهية فلينتظر واما الرابع والخامس
فقد مر بطلانها في المقدمة فليراجع اليها قال ولابن ابي شيبة فالدارمي
عن عباس العمي قال بلغني ان داؤد النبي صلى الله عليه وسلم كان يقول في دعائه
سبحانك اللهم انت ربي تعاليت فوق عرشك ولابن ابي شيبة عن ابي عبد الله
الجدلي قال ما رفع داؤد رأسه الى السماء حتى مات وله عن سلمان بن عامر الشعبي
قال ان ايتم سليمان وما اوتي في ملكه فانه لم يرفع رأسه الى السماء حتى قبضه الله
تخشعا لله وله عن ابي الصديق الناجي ان سليمان بن داؤد خرج بالناس
ليستسقي فمر على نملة مستلقية على قفاها رافعة قوائمها الى السماء وهي تقول
اللهم اني خلق من خلقك ليس بنا غنى عن رزقك فاما ان تسقينا واما ان
تهلكنا فقال سليمان للناس ارجعوا فقد سقيتم بدعوة غيركم وروى ابن حبان
في الثقات في طبقة تبع اتباع التابعين في ترجمة عبد الرحيم بن موسى الايلي
عن ابي الصديق الناجي نحوه وروى الدارقطني في سننه عن ابي هريرة
سمعت رسول الله صلعم يقول خرج نبي من الانبياء بالناس يستسقي فاذا هو بنملة
رافعة قوائمها الى السماء فقال ارجعوا فقد استجيب لكم من اجل شان هذه النملة
(قلت) وقد رأيت انا الحقير وكان قد اصاب الناس قحط ولم يمطروا و
هلكت الدواب اذا جاموشة عوجت راسها ونظرت الى السما وصاحت
والقت بصوتها الى الارض فاذا السماء قد غيمت وكثر السحاب وتواتر المطر
والحمد لله رب الكبرياء على الالاء والنعماء وعن علي بن ربيعة قال رأيت

اور اونکے معانی مین کچھ خوض و فکر نہ کرین اور اسیوجہ سے اونکو منع فرمایا ہے متشابہات کی پیروی کرنے سے ساتھ حکم کرنے
کے اونپر اور اونکا علم اپنی ذات پر سونپا ہے پس مصنف کا پہلا دعوی باطل ہوگیا خدا کی حول و قوت سے اور لیکن دوسرا
اور تیسرا دعوی پس اون دونونکا بطلان کتب الہیہ کی بحث مین آئیگا پس چاہئے کہ انتظار کیا جاوے اور لیکن چوتھا اور پانچوان دعوی
پس اون دونون کا بطلان مقدمہ مین گذر چکا ہے پس مقدمہ کیطرف رجوع کیا جاوے دیکھا مصنف نے) اور ابن ابی شیبہ نے
بخاری نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کہا اونہون نے کہ مجکو خبر پہونچی ہے کہ داود نبی صلعم اپنی دعا مین کہتے تھے پاک ہے
تو اے خدا تو ہی میرا رب ہے بلند ہوگیا تو اپنے عرش کے اوپر اور ابن ابی شیبہ نے ابو عبد اللہ جدلی سے روایت کی ہے کہا اونہون نے
کہ داود نے اپنا سر مرتے دم تک آسمان کیطرف نہین اوٹھایا اور اونسے سلمان بن عامر شعبانی سے روایت کی ہے کہا اونہون نے
تمکو معلوم ہے سلیمان اور داود کی حکومت کا حال حالانکہ اونہون نے اپنا سر آسمان کیطرف نہین اوٹھایا یہان تک کہ خدا نے اونکی روح کو
قبض کر لیا خوف خدا کے سبب سے اور اونسے ابو الصدیق ناجی سے روایت کی ہے کہ سلیمان بن داود علیہ السلام بارش کی دعا کیواسطے
لوگونکی ساتھ باہر نکلے پس ایک چونٹی کے پاس گذرے کہ چت لیٹی تھی اپنے چارون پیرونکو آسمان کیطرف اوٹھائے ہوے اور
کہہ رہی تھی اے خدا مین تیری مخلوق مین سے ایک شخص ہون ہمکو تیری روزی سے بے پروائی نہین ہے پس یا تو ہمکو پانی دے یا
ہمکو ہلاک کر دے پس کہا سلیمان نے لوگون سے کہ لوٹ چلو اسلئے کہ تمکو بارش عطا کی گئی تمہارے غیر کی دعا سے اور اسکے مثل
روایت کی ابن حبان نے ثقات کے طبقہ تبع تابعین مین سالم بن ابراہیم بن موسی ایلی کے احوال مین ابو الصدیق ناجی سے اور روایت
کیا دارقطنی نے اپنے سنن مین ابو ہریرہؓ سے کہ سنا مین نے رسول خدا صلعم کو کہ فرماتے تھے کہ پہلے نبیون مین سے ایک
نبی لوگون کے ساتھ بارش کی دعا کیلئے باہر نکلے پس اونکا گذر ایک چیونٹی پر ہوا کہ جو اپنے پیرون کو آسمان کیطرف اوٹھائے ہوے
تھی پس نبی نے کہا کہ لوٹ چلو اسلئے کہ تمہارا مدعا حاصل ہوگیا اس چیونٹی کی بدولت (مین کہتا ہون) کہ مجھ فقیر نے بھی ایک ماجرا دیکھا
لوگ قحط مین مبتلا ہوگئے تھے اور بارش نہوتی تھی اور بہت پیاسے ہلاک ہو رہے تھے کہ ایک شخص نے
اپنے سر کو اوٹھا کرکے آسمان کیطرف دیکھا اور شور کیا اور [illegible] پس اوسی دم
آسمان پر ابر چھا گیا اور بادلون کی کثرت ہوئی اور خوب پانی برسا اور سب تعریف خدا
کے لئے ہے کہ صاحب بزرگی کا ہے اونکی بخششون اور فضلون پر اور علی بن معبد سے مروی ہے --

عليا اتى بدابة فلما وضع رجله في الركاب قال بسم الله فلما استوى عليها قال
الحمد لله سبحان الذي سخر لنا هذا وما كنا له مقرنين وانا الى ربنا لمنقلبون ثم حمد الله
ثلاثا وكبر ثلاثا وقال سبحان الله ثلاثا ثم قال سبحانك لا اله الا انت اني ظلمت
نفسي فاغفر لي ذنوبي انه لا يغفر الذنوب الا انت ثم ضحك فقلت مم ضحكت
يا امير المؤمنين قال كنت ردف رسول الله صلعم ففعل مثل ما فعلت ثم ضحك فقلت
مم ضحكت يا رسول الله قال يعجب الرب من عبده اذا قال رب اغفر لي ويقول علم
عبدي انه لا يغفر الذنوب غيري وفي لفظ ان الله ليضحك الى العبد اذا قال لا اله
الا انت سبحانك اني ظلمت نفسي فاغفر لي فانه لا يغفر الذنوب الا انت قال
عبدي عرف ان له ربا يغفر ويعاقب اخرجه الطيالسي وعبد الرزاق وسعيد
بن منصور وابن ابي شيبة واحمد وابن منيع وعبد بن حميد وابو داود والترمذي
وقال حسن صحيح والنسائي وابو يعلى وابن جرير وابن المنذر وابن خزيمة وابن
شاهين في السنة وابن مردويه والحاكم وصححه والبيهقي والضياء في المختارة
ورواه ابو بكر بن ابي داود فالاجري في كتاب الشريعة مختصرا وفيه كنت ردف
علي بن ابي طالب في جبانة الكوفة (الحديث) وعند ابن ابي شيبة وابن منيع
وصحح عن علي بن ربيعة قال حملني علي خلفه ثم سار في جانب الحرة ثم رفع راسه
الى السماء فقال اللهم اغفر لي ذنوبي انه لا يغفر الذنوب احد غيرك ثم التفت الي
فضحك فقلت يا امير المؤمنين استغفارك ربك والتفاتك الي فضحك قال
حملني رسول الله صلعم ثم سار في جانب الحرة ثم رفع راسه الى السماء فقال اللهم اغفر لي
ذنوبي انه لا يغفر الذنوب احد غيرك ثم التفت الي فضحك فقلت يا رسول الله
استغفارك ربك والتفاتك الي فضحك قال ضحكت لضحك ربي لعجبه لعبده

کہا اونہون نے کہ مین نے علیؓ کو دیکہا کہ ایک سواری کے جانور کے پاس آئے پہر جبکہ اپنا پیر رکاب مین رکہا فرمایا بسم اللہ پہر جبکہ اوسکی
اوپر سیدہے ہوگئے تو فرمایا الحمد للہ پاک ہے وہ ذات کہ جسنے اسکو ہمارا مطیع کیا اور ہم اسکے نزدیک ہونیوالے نہ تہے اور ہم اپنے رب کیطرف
واپس ہونیوالے ہین پہر تین مرتبہ الحمد للہ کہا اور تین بار اللہ اکبر کہا اور تین بار سبحان اللہ کہا پہر کہا پاک ہے تو تیرے سوا کوئی معبود نہین تحقیق
مین نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے پس تو میرے گناہونکو بخشدے بیشک گناہون کا بخشنیوالا تو ہی ہے پہر ہنسے تو مین نے کہا کہ کس وجہ سے آپ
ہنسے اے امیر المومنین کہا کہ مین حضرت رسول خدا صلعم کے پیچہے سوار تہا پس کیا اونہون نے جیسا کہ مین نے کیا ہے پہر ہنسے تو مین نے کہا
کس وجہ سے ہنسے تم اے رسول خدا کہ فرمایا کہ تعجب کرتا ہے رب اپنے بندہ سے جبکہ وہ کہتا ہے کہ اے رب مجکو بخشدے اور فرماتا
ہے کہ میرے بندے کو معلوم ہوگیا ہے کہ میرے سوا کوئی گناہون کو نہین بخشتا ہے اور ایک حدیث مین اسطرح پر ہے کہ بیشک خدا بندہ
کیطرف ہنستا ہے جبکہ وہ کہتا ہے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہین ہے پاک ہے تو بیشک مین نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے پس تو مجکو بخشدے اسلئے
کہ گناہون کو تیرے سوا کوئی نہین بخشتا ہے تو فرماتا ہے کہ میرے بندے نے پہچان لیا ہے کہ اوسکا ایک رب ہے کہ جو بخشتا ہے اور عذاب کرتا ہے اسکو
روایت کیا طیالسی و عبد الرزاق و سعید بن منصور و ابن ابی شیبہ و احمد و ابن منیع و عبد بن حمید و ابو داود و ترمذی نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث
حسن صحیح ہے اور نسائی و ابو یعلی و ابن جریر و ابن منذر و ابن خزیمہ و ابن شاہین نے سنہ مین اور ابن مردویہ و حاکم نے اور اسکو صحیح کہا ہے اور
بیہقی و ضیاء نے مختارہ مین اور اسکو روایت کیا ابو بکر بن ابو داود نے پہر آجری نے کتاب الشریعۃ مین اختصار کے ساتہ اور اوسمین اس
طرح پر ہے کہ تہا مین پیچہے سوار ہونیوالا علی بن ابی طالب کے کوفہ کے میدان مین تا آخر حدیث اور ابن ابی شیبہ و ابن
منیع کی روایت مین کہ جسکو صحیح کیا گیا ہے علی بن ربیعہ کی روایت سے اس طرح پر ہے کہ کہا راوی نے کہ مجکو سوار کر لیا اپنے پیچہے پہر
تشریف لے چلے میدان کی طرف پہر اوٹہایا سر کو آسمان کیطرف اور کہا اے خدا میرے گناہونکو بخشدے بیشک گناہون کو کوئی
نہین بخشتا ہے بجز تیرے پہر میری طرف متوجہ ہوکر ہنسے پس مین نے کہا کہ اے امیر المومنین آپکا معافی چاہنا اپنے رب سے اور میری طرف متوجہ
ہوکر ہنسنا فرمایا کہ مجہکو سوار کیا رسول خدا صلعم نے پہر تشریف لے چلے میدان کیطرف پہر اپنے سر کو آسمان کیطرف اوٹہاکر کہا اے خدا
میرے گناہون کو بخشدے اسلئے کہ تیرے سوا کوئی گناہون کو نہین بخشتا ہے پہر میری طرف متوجہ
ہوکر ہنسے تو مین نے کہا کہ اے رسول خدا کے معافی طلب کرنا آپکا اپنے رب سے اور میری
طرف متوجہ ہوکر ہنسنا فرمایا کہ ہنسا مین جس طرح کہ میرا رب ہنسا بسبب تعجب کرنے کے اپنے بندہ سے

انه يعلم انه لا يغفر الذنوب احد غيره واخرج احمد عن ابن عباس ان رسول الله
صلعم اردفه على دابة فلما استوى عليها كبر ثلاثا وسبح ثلاثا وهلل الله وحده
ثم ضحك ثم قال ما من امرء مسلم يركب دابة فيصنع كما صنعت الا اقبل الله يضحك
اليه كما ضحكت اليك ولابي يعلى عن الفرات بن سليمان قال قال على الا يقوم احدكم
فيصلى اربع ركعات قبل العصر ويقول فيهن ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول تم نورك فهديت فلك الحمد وعظم حلمك فعفوت فلك الحمد وبسطت
يدك فاعطيت فلك الحمد ربنا وجهك اكرم الوجوه وجاهك اكرم الجاه وعطيتك
افضل العطية واهناها تطاع ربنا فتشكر وتعصى ربنا فتغفر وتجيب المضطر
وتكشف الضر وتشفى السقيم وتغفر الذنب وتقبل التوبة ولا يجزى بالائك
احد ولا يبلغ مدحك قول قائل ولخشيش بن اصرم في الاستقامة عن عاصم
بن ضمرة ان عليا كان يدعو ربنا وجهك اكرم الوجوه وجاهك خير الجاه
ولابي داؤد والنسائى وابن جرير وابن ابي الدنيا والبيهقى في الاسماء والصفات
وابن السنى في عمل اليوم والليلة عن ابي اسحاق عن الحارث وابي ميسرة عن
على قال كان النبي صلعم يقول عند مضجعه اللهم اعوذ بوجهك الكريم بكلماتك
التامة من شر ما انت آخذ بناصيته (الحديث) والاحاديث الصحيحة في الباب
كثيرة شهيرة عن اهل بيت النبوة والاصحاب والحق الصواب وفصل الخطاب
في الباب المعلوم باحاديث المعصوم من الكتاب ان الله تعالى من جهة ذاته الآن
كما كان لا يشتمله زمان ولا يحمله المكان فانه هو منشئ الزمان ومبدئ المكان
وانه تعالى كان ولم يكن شيء غيره كما في حديث البخاري في بدء الخلق فخلق
نور حبيبه محمد صلى الله عليه وآله وسلم ثم خلق الماء ثم خلق عرشه على الماء

اس امر مین کہ وہ جانتا ہے کہ خدا کے سوا کوی گناہون کو نہین بخشتا ہے اور امام احمدؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا
صلعم نے اونکو اپنے سواری پر اپنے پیچھے سوار کر لیا پھر جب برابر ہو گئے اوسپر تکبیر کہی تین بار اور سبحان اللہ کہا تین بار اور لا الٰہ الا اللہ
کہا ایک مرتبہ پھر ہنسے اور فرمایا کہ جو مسلمان بندہ اپنی سواری کے جانور پر سوار ہو اور کرے جس طرح کہ مین نے کیا خدا اسے تعالی اوسکے
طرف متوجہ ہو کر ہنستا ہے جس طرح کہ مین تیری طرف متوجہ ہو کر ہنسا اور ابو یعلی نے فرات بن سلیمان سے روایت کی ہے کہا اونہون نے کہ فرمایا
علیؓ نے کیا نہین کہڑا ہوتا ہے ایک تم مین کا کہ پڑہے چار رکعتین عصر سے پہلے اور کہے او نہین جو کہ رسول خدا صلعم کہتے تھے کہ دکامل ہے نور تیرا پس
راہ دکہائی تو نے پس تیرے ہی واسطے حمد ہے اور عظیم ہے حلم تیرا پس معاف کیا تو نے پس تیرے ہی واسطے حمد ہے اور کشادہ ہے
ہاتہہ تیرا پس عطا کی تو نے پس تیرے ہی واسطے حمد ہے اے ہمارے رب تیرا وجہ سب وجوہ سے زیادہ بزرگ ہے اور تیرا مرتبہ سب مرتبون
سے اکرم ہے اور تیری عطا کل عطاؤن سے افضل و زیادہ خوشگوار ہے تیری فرمان برداری کیجاتی ہے اے رب ہمارے تو تو شکر گذار ہوتا ہے
اور تیری نافرمانی کیجاتی ہے اے پروردگار ہمارے پس تو بخشدیتا ہے اور تو دور کرتا ہے بیقراری کی اور دور کرتا ہے سختی کو اور شفا دیتا ہے
بیمار کو اور بخشتا ہے گناہ کو اور قبول کرتا ہے توبہ کو اور تیری بخششون کا بدلا کوی نہین دیسکتا ہے اور نہین پہونچتا ہے تیری مدح کو قول کسی
قائل کا اور خشیش بن اصرم نے استقامت مین عاصم بن ضمرہ سے روایت کی ہے کہ علیؓ دعا کیا کرتے تھے کہ اے ہمارے رب تیری ذات
بزرگ تر ہے سب ذاتون سے اور تیری جاہ بہتر ہے سب جاہون سے اور ابو داود و نسائی و ابن جریر و ابن ابو الدنیا و بیہقی کی روایت ہے اسماء
و صفات مین اور ابن سنی کی عمل الیوم واللیلہ مین ابو اسحق سے اونہون نے روایت کی حارث و ابو میسرہ سے اونہون نے علیؓ سے کہا اونہون نے
کہ نبی صلعم اپنے لیٹنے کے وقت کہتے تھے اے خدا مین پناہ لیتا ہون تیری بزرگ ذات اور تیرے کامل کلمات کی شر سے اوس چیز کے
کہ جسکے موی پیشانی کو تو پکڑے ہوے ہے آخر حدیث تک اور احادیث صحیحہ اس باب مین بہت ہین کہ مشہور ہین اہل بیت
نبوت و اصحاب سے اور حق صواب و فصل خطاب اس باب مین جو معلوم ہے نبی معصوم کی حدیثون سے یہہ ہے کہ حق تعالی اپنے
ذات کے اعتبار سے اب بھی ویسا ہی ہے کہ جیسا کہ پہلے تھا نہ اوسکو زمانہ شامل ہے نہ اوسکو کوی مکان حاوی ہے اسلیے
کہ وہی زمانہ کا پیدا کرنے والا ہے اور مکان کا ایجاد کرنے والا اور وہ تھا اور کوی شے اوس کے
سوا نہ تھی جیسا کہ بخاری کے حدیث آغاز آفرینش کے اندر مذکور ہے پھر اپنے حبیب
محمد صلعم کا نور پیدا کیا پھر پانی کو پیدا کیا پھر اپنا عرش پانی کے اوپر پیدا کیا پھر

ثم خلق القلم يكتب بامره مقادير الخلق ثم بعد خمسين الف سنة خلق السموات
والارض في ستة ايام ثم استوى على العرش استواء يليق بجلاله (قال) الشيخ
ابراهيم الكردى المدنى في رسالة الامم تلخيصا لكلام الشيخ الاشعرى في كتبه ان الله
تعالى من حيث ذاته لا مكان له ولا جهة لغناه الذاتى ولكن له الاطلاق في التجلى في
اى مظهر شاء مع بقاء التنزيه بليس كمثله شئ فصح الاستواء على العرش على ظاهره
بمقتضى التجلى في مظهر يقتضى ذلك وصح ان يكون له جهة فوق لكون العرش اعلى الاجرام
من غير منافات للتنزيه واذا صح الاستواء على ظاهره مع بقاء التنزيه صح النزول
كل ليلة الى السماء الدنيا في الثلث الاخير حتى يطلع الفجر كما تواتر النقل به وكذا
سائر المتشابهات وبالله التوفيق نور السموات والارض انتهى اقول يقول الله تعالى
وقوته قد تمسك المصنف في هذا القول بعدة اخبار يستدل بها على اثبات الجهة
لله تعالى وحكم في اخره ناقلا عن الامم لابراهيم الكردى بان الاستواء على العرش
على ظاهر معناه صحيح بمقتضى التجلى في مظهر يقتضى ذلك وكذا ان يكون له تعالى جهة
الفوق على ظاهر معناها صحيح لكون العرش اعلى الاجرام من غير منافاة للتنزيه وكذا
النزول الى السماء الدنيا وسائر المتشابهات على ظاهر معانيها صحيح ونحن نجيب اولا
عن متمسكاته ثم نبين فساد هذا الحكم بعده انشاء الله تعالى اما تمسكه بدعاء داود
عليه السلام سبحانك اللهم انت ربى تعاليت فوق عرشك فغير صحيح لان المراد بالفوقية
في هذا الدعاء ما يليق بحضرة الاله لا ما هو الظاهر لانه من صفات الاجسام والله تعالى
مقدس عنها واما تمسكه بحديث سليمان بن عامر الشعبانى قال ارأيتم سليمان وما اوتى
في ملكه فانه لم يرفع رأسه الى السماء حتى قبضه الله تخشعا لله فايضا غير مفيد له
لان عدم رفع الرأس الى السماء تخشعا لا يدل على كونه تعالى في الجهة الفائقة كما ان وضع الجبهة

پھر قلم کو پیدا کیا کہ لکھے خدا کے حکم سے مخلوق کی مقداروں کو پھر پچاس ہزار برس کے بعد پیدا کیا آسمانوں و زمین کو چھ روز میں
پھر مستوی ہوا عرش پر ایسا مستوی ہونا کہ اوسکے جلال کے لائق ہے کہا شیخ ابراہیم کردی مدنی نے اپنے رسالہ اُمم میں کلام شیخ
اشعری کا جو اونکی کتابوں میں مذکور ہے ملخص کر کے کہ حق تعالیٰ اپنے ذات کے اعتبار سے نہ مکان رکھتا ہے اور نہ جہت
بسبب اپنے غنای ذاتی کے ولیکن اوسکے لئے اطلاق ہے جلوہ کرنے میں جس مظہر میں اوس نے چاہا باوجود باقی رہنے
تنزیہ کے دلیل کمثلہ شیء کے سبب پس ثابت ہوگیا سیدھا ہوجانا خدا کا عرش کے اوپر ظاہری معنی کے لحاظ سے بسبب
مقتضاے تجلی کے ایسے مظہر میں کہ استوا ر کے ظاہری معنی کا چاہتا ہے اور ثابت ہوگیا کہ خدا کے لئے جہت فوق ہے بسبب
عرش کے بلند تر جسموں کا بدون منافات کے تنزیہ سے اور چونکہ ثابت ہوگیا استوا ظاہری معنی کے لحاظ سے باوجود باقی رہنے تنزیہ
کے ثابت ہوگیا اوترنا ہر رات میں آسمان دنیا کی طرف اخیر تہائی حصہ میں طلوع فجر تک جیسا کہ اسکے باب میں نقل حد تواتر کو پہونچگئی
ہے اور اسیطرح تمام متشابہات اور خدا ہی سے توفیق ہے کہ آسمانوں و زمین کا نور ہے انتہی میں کہتا ہوں حق تعالیٰ کی علو و فوقیت کو
مصنف نے اس قول میں چند اخبار کو دستاویز بنایا ہے کہ جنسے اثبات جہت پر دلیل لایا ہے اور اسکے آخر میں ابراہیم کردی کی کلام
سے نقل کر کے حکم لگایا ہے کہ عرش پر مستوی ہونا اپنے ظاہری معنی کے اعتبار سے صحیح ہے مقتضاے تجلی کے وجہ سے ایسے مظہر میں کہ
اسکو مقتضی ہے اور اسیطرح جہت فوق کا حق تعالیٰ کے لئے ثابت ہونا صحیح ہے ظاہری معنے پر بسبب ہونے عرش کے بلند تر
اجسام کا بدون منافی ہونے تنزیہ کے اور اسیطرح نزول آسمان کیطرف اور کل متشابہات ظاہر معانی کے اعتبار سے صحیح ہیں انتہی اور ہم اول مصنف
کے دلائل کا جواب دیتے ہیں اوسکے بعد اس حکم کا بیان کرینگے اگر خدا نے چاہا لیکن دلیل لانا مصنف کا اوس دعا سے کہ پاک ہے
تو اے خدا تو ہی سب سے بلند ہے تو اپنے عرش کے اوپر پس نادرست ہے اس لئے کہ فوقیت سے مراد اس
دعا میں ایسی صفت ہے جو بارگاہ خداوندی کے لائق ہے نہ کہ ظاہری معنی اس لئے کہ وہ اجسام کی صفت ہے اور حق تعالیٰ
صفات اجسام سے پاک ہے اور دلیل لانا اوسکا سلیمان بن عامر شعبانی کی اس حدیث سے کہ کیا تمکو معلوم ہے
سلیمان اور اوسکی حکومت کا حال پس انہوں نے اپنا سر آسمان کیطرف نہیں اوٹھایا یہانتک کہ خدا نے اونکی
روح کو قبض کر لیا خوف خدا کے سبب سے پس یہ بھی غیر مفید ہے اس لئے کہ سر کو آسمان کی طرف نہ اوٹھانا
عاجزی کے واسطے اس امر کی دلیل نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ جہت فوقانی میں ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے

على الارض فى السجود تعبد انما استقبال القبلة فى الصلوة لايدل على كونه تعالى فى
الارض او جانب القبلة واما تمسكه بقصة رفع النملة قوائمها الى السماء للاستسقاء
فغير مجدٍ له لان المسنون فى الدعاء هو رفع الايدى الى السماء للاشارة الى عظمة الله سبحانه
تنزيلا لها منزلة البعد المكانى تجوزا والا فيلزم كونه تعالى مشارا اليه محدودا
فى جهة الاشارة دون غيرها وهو يستلزم الحدوث كما مر مفصلا فى شرح
قول الامام جعفر الصادق منقولا عن التنبيه وهكذا الجواب عن تمسكه بقصة الجاموشة
واما احاديث الضحك والتعجب والوجه والجاه فالتى فيها ذكر رفع الراس الى السماء
فمر جوابها غير مرة من انه للاشارة الى عظمة الله تجوزا فلا تصلح لاثبات الجهة الفائقة
له تعالى الحقيقة والتى ليس فيها ذكره فان اتى بها لاثبات الجهة فهو باطل وان اتى
بها لاثبات الضحك والتعجب والوجه والجاه له تعالى فنسلم ولكن هذه الصفات
فى حقه تعالى من المتشابهات فيؤمن بها كما يؤمن بسائر المتشابهات مع القطع بان علمها
كما هى موكول الى الله ولا يحمل على ظواهرها لكونها من صفات الاجسام والله
منزه عن ذلك واما حكمه المذكور فهو جمع بين مذهب المتكلمين ومذهب الحشوية
ومستلزم لاجتماع النقيضين اما الاول فلان المتكلمين ذهبوا الى تنزيه الله تعالى
عن ظواهر المتشابهات لكونها من صفات الحدوث الا ان بعضهم اولها الى ما يليق
به تعالى وبعضهم سكت عن التاويل ووكل علمه الى الله والحشوية حملوها على
ظواهرها كما قال الشيخ العلامة فى صدر التنبيه وبعد فقد ظهرت فى هذه الايام فرقة
من الجهال الحشوية الضلال تثبت الجهة لله تعالى مستدلين بظواهر ايات الاستواء
وغيرها واحاديث النزول وانه سبحانه فى السماء وفوق العرش وتقول انها بالمعنى
الظاهر الحقيقى وانها محكمة مفسرة ومتشابهة كيفية وله تعالى اليد والاصابع والوجه

کو زمین پر رکھنا سجدہ مین عبادت کے لئے یا قبلہ کیطرف مونہہ کرنا نماز مین دلیل نہین ہے اسکے کہ خدا زمین مین ہے یا جہت قبلہ
مین ہے اور دلیل لانا مصنف کا چیونٹی کے آسمان کیطرف اپنے پانون اوٹھانے سے دعا کے بارش کے لئے پس غیر مفید
ہے اس لئے کہ دعا مین آسمان کیطرف ہاتھ اوٹھانا جو مسنون ہے واسطے اشارہ کرنے کے ہے عظمت الہی کیطرف
اور سکو مجازاً لیجانے کے قائم مقام قرار دیکر ورنہ لازم آئے خدا کا مشار الیہ و محدود ہونا جہت اشارہ مین اور اسکے غیر مین
اور یہ امر مستلزم ہے حدوث کا جیسا کہ بالتفصیل گذرا امام جعفر صادق کے قول کی شرح مین تنبیہ سے نقل کر کے اور یہی جواب ہے
مصنف کے دلیل لانے کا بہشتی کے قصے سے اور لیکن حدیثین ضحک و تعجب و وجہ و جاہ کی پس جنمین کہ آسمان کیطرف سر
اوٹھانے کا ذکر ہے اونکا جواب تو چند بار گذر چکا ہے کہ سر کا اوٹھانا اشارہ کیواسطے ہے عظمت الہی کی طرف مجازاً پس اونمین
ملایمت نہین ہے خدا کے لئے جہت فوق کے ثابت کرنیکی حقیقتاً اور جنمین سر اوٹھانے کا ذکر نہین ہے پس اگر اونکو اثبات جہت
کے لئے لایا ہے تو یہ باطل ہے اور اگر ضحک و تعجب و وجہ و جاہ خدا کے لئے ثابت کرنے کو لایا ہے تو مسلم ہے ولیکن یہ صفات
خدا کے تعالی کے حق مین متشابہات مین سے ہین پس انپر ایمان لایا جائیگا جسطرح کہ اور متشابہات پر لایا جاتا ہے ساتھ یقین کے اس
امر مین کہ انکا واقعی علم خدا ہی کو ہے اور ظاہری معنی پر انکو حمل نکیا جائیگا اسلئے کہ اسکے ظاہری معنی صفات اجسام سے ہین اور اللہ تعالی
صفات اجسام سے پاک ہے اور لیکن مصنف کا حکم کرنا پس وہ جمع کر دینا ہے مذہب متکلمین و مذہب مشبہ کو اور مستلزم ہے
اجتماع نقیضین کو لیکن امر اول پس اس وجہ سے ہے کہ متکلمین کا مذہب خدا کو پاک جاننا ہے متشابہات کے ظاہری
معنی سے بسبب اونکے صفات کے حدوث ہونیکے گو بعض متکلمین نے اونکی تاویل کی ہے ایسے معنے
مین کہ جو حق تعالی کے لائق ہین اور بعض نے تاویل سے سکوت کیا ہے اور علم تاویل کو خدا کو سونپ دیا ہے
اور مشبہ نے انکو حمل کیا ہے اونکے ظاہری معنی پر جیسا کہ مفتی علامہ نے تنبیہ کے شروع مین کہا ہے (اور بعد حمد و صلوۃ کے
پس تحقیق ان دنون مین ظاہر ہوئی ہے ایک جماعت جہال حشویہ ضالہ کی کہ ثابت کرتی ہے جہت کو حق تعالی
کے لئے دلیل لا کر ظاہری معانی سے آیات استوا و غیرہ کے اور احادیث نزول سے اور یہ کہ حق سبحانہ آسمان مین ہے
اور عرش کے اوپر ہے اور کہتے ہین کہ یہ آیات و احادیث اپنے ظاہری معانی مین مستعمل ہین اور محکم ہین
باعتبار معنی کے اور متشابہ ہین باعتبار کیفیت کے اور حق تعالی کے ہاتھ اور انگلیان اور چہرہ اور

والصورة والساق بالمعنى الظاهر الحقيقي متسترة بالبلكفة وزعموا ان معتقدهم فيها هو
معتقد السلف من الصحابة والتابعين وعليها مذهب كافة المحدثين ونسبوا
المأولين للصفات وهم جمهور الخلف من المحدثين في المتكلمين من اهل السنة الى البدعة
والضلالة والالحاد والجهمية الضالة الى ان قال وصنفوا والفوا في ابطالها على
اجماع العلماء الاعلام في اصول الدينية فاردت ان اشرح اعتقاد اهل السنة في
تنزيهه الله تعالى عن الجهة وما قالوا في صفات الله تعالى مع بيان فساد مذهب الحشوية
انتهى فعلم ان اجراء الصفات المتشابهة على معانيها الحقيقة هو مذهب الحشوية وتاويلها
الى ما يليق به تعالى مذهب اهل السنه والجماعة فالحكم باجرائها على معانيها الحقيقية
مع بقاء التنزيه عنها كما فعله المصنف خلط وتلفيق بين المذهبين واما الثاني
فلان اجراء الصفات على معانيها الحقيقية يقتضي ارادة تلك المعاني وتنزيه الحق
سبحنه عنها يقتضي عدم ارادتها وما حكم المصنف بها لزم اجتماع النقيضين وهو
باطل وما يستلزم الباطل فهو ايضا باطل كما برهن عليه في فن الميزان فثبت
ان ما حكم به المصنف باطل وهو المطلوب ثم نقول ان ما حكم به المصنف من اجرائها
على حقائقها مخالف لما نطق به القران لانه كلامه تعالى وما يعلم تاويله الا الله يدل
على ان المتشابه تاويلا قطعا الا انه في علم الله تعالى والتاويل هو صرف اللفظ عن ظاهره بمعناه
كما سياتي مفصلا واجراء اللفظ على ظاهره معناه مخالف للتاويل فكلام الله تعالى يرشدنا الى
ان المتشابه من القران مصروف عن الظاهر والمصنف يقول انه جار على الظاهر غير مصروف
عنه فعلم انه يحكم خلاف ما انزل وقد قال الله تعالى ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك
هم الفاسقون ثم نقول بحول الله تعالى وقوته ان ما بنى عليه المصنف هذا الحكم وهو ما نقله
من الامام من ان الله تعالى من حيث ذاته لا امكان له ولا جهة لغناه الذاتي ولكن له

اور شکل اور پنڈلی ہے ظاہری معنی کے لحاظ سے حقیقتاً مگر اونکی کیفیت غیر معلوم ہے اور کہتے ہین کہ یہی اعتقاد سلف کا ہے
صحابہ و تابعین مین سے اور یہی مذہب ہے جمہور محدثین کا اور متشابہات کے تاویل کرنے والون کو کہ وہ جمہور خلف مین محدثین اور
متکلمین اہل سنت مین سے منسوب کیا ہے بدعت و گمراہی و الحاد و جہمیہ ضالہ کے طرف یہان تک کہ کہا اور کتابین تصنیف
و تالیف کی ہین مذہب حق کے ابطال مین کہ جسپر عقائد کے علماے اعلام کا اجماع منعقد ہے پس مین نے چاہا کہ اعتقاد اہل سنت
کو جو جہت وغیرہ اقوال حشویہ سے خدا کو پاک جاننے کے باب مین ہے بیان کرون اور اسکے ساتھ مذہب حشویہ کا فاسد
بہی بیان کرون انتہی پس معلوم ہوا کہ جاری کرنا متشابہات کو اونکے حقیقی معانی پر حشویہ کا مذہب ہے اور اونکو پہیر دینا ایسے معانی
کیطرف جو حق تعالی کے لایق ہین اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے پس حکم کرنا اونکے جاری کرنیکا اونکے حقیقی معانی پر
ساتھ باقی رکھنے تنزیہ حق تعالی کے اون سے جیسا کہ مصنف نے کیا ہے غلط کر دینا اور ملا دینا ہے دونون مذہبون کو اور
لیکن امر ثانی اس وجہ سے ہے کہ صفات متشابہات کو جاری کرنا اونکے حقیقی معانی پر چاہتا ہے اون معانی کے ارادہ کرنیکو اور
حق تعالی کو پاک جاننا اون سے چاہتا ہے اونکے عدم ارادہ کو اور جبکہ مصنف نے دونون کو حکم کیا ہے تو نقیضین کا جمع ہونا لازم آگیا
اور وہ باطل ہے اور جس سے باطل لازم آے وہ بہی باطل ہوتا ہے جیسا کہ یہ امر فن منطق مین برہان سے ثابت کیا گیا ہے
پس ثابت ہوگیا کہ مصنف نے جس چیز کا حکم کیا ہے باطل ہے اور یہی مطلوب تھا پہر ہم کہتے ہین کہ مصنف نے جو حکم
کیا ہے متشابہات کے جاری کرنے کا اونکے حقیقی معانی پر مخالف ہے نص قران کے اسلئے کہ کلام حق تعالی کا (اور نہین جانتا
اوسکی تاویل کو مگر خدا) دلالت کرتا ہے اسپر کہ متشابہ کے لیے قطعاً تاویل ہے مگر اوسکا علم خدا ہی کو ہے اور تاویل لفظ
کو پہیر دینا ہے اوسکے ظاہری معنی سے جیسا کہ آگے بالتفصیل آویگا اور لفظ کو جاری کرنا اوسکے ظاہری معنی پر مخالف ہے
تاویل کے پس خدا کا کلام ہمکو ہدایت کر رہا ہے کہ قران کا متشابہ پہیرا ہوا ہے ظاہر سے اور مصنف کہتا ہے کہ وہ جاری ہے ظاہر
پر نہین پہیرا گیا ہے ظاہر سے پس معلوم ہوا کہ مصنف حکم کرتا ہے خلاف ما انزل اللہ کے اور تحقیق حق تعالی نے فرمایا ہے کہ جو
شخص حکم نکرے موافق ما انزل اللہ کے پس وہ لوگ فاسق ہین پہر ہم کہتے ہین حق تعالی کی حول و قوت سے کہ جسپر
مصنف نے اس حکم کو بنا کیا ہے اور وہ وہ عبارت ہے کہ جسکو مصنف نے امام سے نقل کیا ہے
حق تعالی کے لئے باعتبار ذات کے نہ جہت ہے نہ مکان ہے بسبب اوسکی غنائی ذاتی کے لیکن اوسکو جب ایسے

الاطلاق في التجلي في اي مظهر شاء مع بقاء التنزيه انتهى ايضا لا يخلو عن
الفساد لان مفاده ان الله تعالى يجوز ان يتجلى على العرش في مظهر ذي صورة واعضاء
واجزاء وابعاض ترفع الايدي اليه للدعاء ويشار اليه بالاصابع للاشهاد و
بالقوائم للاستقاء وسائر الصفات المتشابهات تحمل عليه حقيقة لان له يدا
ورجلا وساقا وعينا واذنا وانفا واستقرارا على العرش قاعدا او نزولا وهبوطا و
ايابا وذهابا في اوقات خاصة وكل ذلك محمول عليه حقيقة ولا يلزم منه خلاف
التنزيه لان الله تعالى من حيث ذاته غني عن تلك الصفات وانما هي صفات مظهر
مخصوص له تعالى كائن في السماء في الجهة السامية مستقر قاعد على العرش واضع رجليه
على الكرسي وعلى صورة ذلك المظهر خلق الله تعالى ادم ابا البشر عليه وله الوجه
الكريم الذي يبقى وما سواه من الاعضاء والصفات له ومن المخلوقات لا تبقى وهذا
المظهر الاعظم الله تعالى بائن من المخلوقات سوى العرش العظيم فانه مجلسه و
مقعده والبينونة منه يفضي الى السامة ومناف للاستواء وايضا خلاف
للوضع لان العرش انما وضع ليجلس ويستقر عليه فلو لم يجلس ولم يستقر عليه
يلزم كون خلق العرش عبثا وهو لا يفعل العبث كما اخبر به في كلامه تعالى
القديم افحسبتم انما خلقناكم عبثا الى غير ذلك مما يتفرع عليه من المزعومات الباطلة
والخرافات الواهية للمجسمة الحشوية وان هذا الا التجسيم والتكييف والتحديد
التي تفضي الى الزندقة والالحاد نعوذ بالله (قال) وله في كتبه في هذا كلام
كثير في غاية من التحقيق فمن رام ان يطلع عليها فعليه ان يرجع اليها فهو عز وعلا
بعد ان خلق الخلق كما قال بحسب اسمه الظاهر ثم استوى على العرش يدبر الامر فكل
يوم هو في شان يخلق ويرزق ويعطي ويمنع ويضع ويرفع ويعز ويذل ويهدي

مطلق ہونا جلوہ کرنے میں جسمی مظہر میں چاہیئے باوجود باقی رہنے تنزیہ کے اوسکی نیز فساد سے خالی نہیں ہے اس لئے
اسکے یہ معنے ہیں کہ حق تعالی کے لئے جائز ہے کہ عرش پر جلوہ فرماوے ایسے مظہر میں کہ جسکے صورت و اعضا و اجزا
و ابعاض ہوں اوسی مظہر کیطرف دعا کے لئے ہاتھ اوٹھاتے ہیں اور اونگلیوں سے اشارہ کیا جاتا ہے گواہ کرنے کیواسطے
اور پیرون سے اشارہ کیا جاتا ہے پرستش طلب کرنے کے واسطے اور تمام متشابہات حقیقتاً اوسپر حمل کیجاتی ہیں اس لئے کہ
اوسکے لئے ہاتھ پیر پنڈلی آنکھ کان ناک اور عرش پر سیدہا ہو بیٹھنا اور اوترنا اور گرنا اور آنا جانا خاص خاص فنون میں
ثابت ہے اور یہ سب اوسپر محمول ہے حقیقتاً اور اس سے خلاف تنزیہ لازم نہیں آتا ہے اس لئے کہ حق تعالی اپنی ذات کے
اعتبار سے ان صفات سے غنی ہے اور یہ صفات در اصل اوسکے مظہر خاص کے ہیں جو موجود ہے آسمان میں جہت علو
میں قایم ہے بیٹہا ہے عرش پر اپنے دونوں قدم کرسی پر رکہے ہوئے اور اوسی مظہر کی صورت پر حق تعالی نے
آدم ابو البشر کو پیدا کیا اور اوسی مظہر کا چہرہ ہے ہر رنگ جو باقی رہیگا اور اوسکے سوا دوسرے اعضا اور صفات اوسکی اور
مخلوقات کی فنا ہو جاوینگے اور یہہ بڑا مظہر حق تعالی کا مخلوقات سے جدا ہے سوا عرش عظیم کے اس لئے کہ عرش اوسکے
بیٹہنے کی جگہ ہے اوس سے جدا ہونا مقتضی ہے جہکنے کے طرف اور منافی ہے استراحت کے اور نیز خلاف
وضع ہے اس لئے کہ عرش جلوس و استقرار ہی کے لئے بنایا گیا ہے پس اگر اوسپر نہ بیٹہے اور نہ قرار لے تو
لازم آوے کہ عرش کا پیدا کرنا عبث ہو جاوے اور حق تعالی فعل عبث نہیں کرتا ہے جیسا کہ اوس نے
اپنے کلام میں خبر دی ہے کہ (کیا تمنے گمان کیا ہے کہ ہمنے تمکو عبث پیدا کیا ہے) اسکے سوا اور جو کچھ
اس تقریر پر متفرع ہوتا ہے از قسم دعاوی باطلہ و خرافات واہیہ فرقہ مجسمہ مشبہہ کے اور اسکو تجسیم
و تکییف و تحدید کہتے ہیں کہ جو مفضی ہے زندقہ و الحاد کیطرف نعوذ باللہ منہ دیکہا مصنف نے اور اوسکی
کتابوں میں اسباب میں بہت کچہہ تقریر ہے نہایت تحقیق کے ساتہہ پس اوسپر اطلاع چاہے تو اوسپر لازم ہے
کہ اون کتب کیطرف رجوع ہو پس حق تعالی المخلوق کو پیدا کرنیکے بعد اوسطرح پر ہے کہ جیسا اوس نے کہا ہے
باعتبار اپنے رسم ظاہر کے پھر سیدہا ہو بیٹہا عرش پر تدبیر کرتا ہے امر مخلوق کی پس ہر دن وہ نئی شان میں ہے پیدا کرتا ہے روزی دیتا
عطا کرتا ہے منع کرتا ہے پست کرتا ہے بلند کرتا ہے ذلیل کرتا ہے عزت دیتا ہے [illegible]

ويُضلّ ويعلّ ويشفي ويبتلي وينجي ويحيي ويميت ويحيي ويميت ويفعل ما يشاء
ويحكم ما يريد وبيده الامر كل الامر ولابي الشيخ وابن بطة عن يونس بن يزيد عن
الزهري عن ابن المسيب عن كعب الاحبار قال قال الله تعالى في التوراة انا الله فوق
عبادي وعرشي فوق خلقي وانا على عرشي ادبر امر عبادي ولا يخفى علي شيء في السماء
ولا في الارض قال الذهبي اسناده صحيح ومن هذا الشان النزول والمعراج ومنه رفع
الايدي في الدعاء الى السماء وقد ورد في تفسير قوله تعالى (عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا
مَّحْمُودًا) انه تعالى يجلسه صلى الله عليه وآله وسلم معه على العرش وسيبين سبب ولا
في الشفاعة ومنه تجلي الله تعالى لحبيبه عليه السلام ليلة الاسراء والضحك وبسط
اليدين بالعطاء كما يشاء ووضع القدم في النار وتجلي التحول لاهل الموقف في صورة تخالف
وتنكر وتعرف والرؤية في الجنة كما في صحاح الاخبار وهو تعالى من شان الاحاطة بما
خلق كما قال بحسب اسمه الباطن ونحن اقرب اليه من حبل الوريد وقال في سورة الواقعة
فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ وَأَنتُمْ حِينَئِذٍ تَنظُرُونَ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ وَلَٰكِن لَّا
تُبْصِرُونَ وايما تولوا فثم وجه الله وذلك لغناه واطلاقه ووسعه ومنه تجليه
تعالى لحبيبه المصطفى في قوله عليه السلام ونعست في صلوتي حتى استثقلت فاذا انا
بربي تبارك وتعالى في احسن صورة قال فرايته وضع كفه بين كتفي فوجدت برد انامله
بين ثديي فتجلى لي كل شيء وعرفته الحديث اخرجه الترمذي وصححه محمد بن نصر
في كتاب الصلوة والطبراني والحاكم وابن مردويه عن معاذ وعبد الرزاق واحمد وابن
حميد والترمذي وحسنه وابن نصر عن ابن عباس والطبراني في السنة وابن مردويه
عن جابر بن سمرة ولابي رافع وابي هريرة والطبراني في السنة والشيرازي في الالقاب
وابن مردويه عن انس وابن نصر والطبراني وابن مردويه عن ابي امامة الباهلي

گمراہ کرتا ہے بیمار کرتا ہے شفا دیتا ہے بلا مین ڈالتا ہے نجات دیتا ہے بہوکہا رکہتا ہے کہلا دیتا ہے زندہ کرتا ہے
موت دیتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے اور جو کچھ ارادہ کرتا ہے حکم دیتا ہے اور ہر کام کی تدبیر کرتا ہے اور ابو الشیخ
و ابن بطہ نے ابو الحسن مین یزید سے اونہون نے زہری سے اونہون نے ابن المسیب سے اونہون نے کعب احبار سے روایت
کی ہے کہ کہا کعب احبار نے کہ فرمایا حق تعالی نے توراۃ مین کہ مین ہی خدا ہون اپنے بندون کے اوپر اور میرا عرش
میری مخلوق کے اوپر ہے اور مین اپنے عرش پر ہون تدبیر کرتا ہون اپنے بندون کے کام کی اور مجہہ پر کوئی شی چہپی نہین ہے
آسمان مین نہ زمین مین کہا ذہبی نے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے اور اسی شان کیوجہ سے نزول و عروج ہے اور اسی کیوجہہ
دعا مین آسمان کیطرف ہاتہہ اوٹہائے جاتے ہین اور تحقیق وارد ہوا حق تعالی کے اس قول کی تفسیر مین د قریب ہے کہ تجہکو
تیرا رب مقام محمود مین پہونچا دے یہہ کہ حق تعالی نبی صلعم کو اپنے ساتہہ عرش پر بٹہائیگا اور عنقریب اسکا بیان سبب کے ساتہہ
شفاعت کے ذکر مین آویگا اور اسی شان سے ہے حق تعالی کا جلوہ فرمانا اپنے حبیب علیہ السلام کے لئے شب معراج مین اور رکہنا اور
ہاتہون کو سینے کے بیچ پہیلانا جیساکہ وہ چاہتا ہے اور قدم کو آگ مین رکہنا اور تجلی اسکی تغیر ہونیکی اہل موقف کے لئے مختلف د
اجنبی و معلوم شکلونمین اور دیدار الہی جنت مین جیساکہ صحیح حدیثون مین وارد ہوا ہے اور حق تعالی مخلوق کو گہیرنیکی شان سے اوسطرح ہے
کہ جیسا اوسنے باعتبار اپنے اسم الباطن کے فرمایا ہے اور ہم اوسکے قریب تر ہین شہ رگ سے اور فرمایا سورہ واقعہ مین پس کیون نہین جبکہ
پہونچتی ہے جان گلے مین اور تم اوسوقت دیکہتے ہو اور ہم اوسکے قریب زیادہ ہین تمسے لیکن تمکو نظر نہین آتا ہے اور جسطرف تم منہہ پہیرو
وہین ہے چہرہ خدا کا اور یہہ شان سبب اوسکے غنا و اطلاق و وسعت کے ہے اور اسی شان سے ہے تجلی حق تعالی کی اپنے حبیب مصطفی
کے لئے حضرت صلعم کے اس قول مین وارد نماز مین مجکو اونگہ آگئی یہانتک کہ مین بیداری سو گیا پس ناگہان مین نے تبارک و تعالی کو دیکہا
خوبتر صورت مین فرمایا کہ پس رکہا مین نے اوسکو کہ اوسنے اپنی ہتہیلی میرے دونون مونڈہون کے درمیان رکہی پس پایا مین نے اوسکی
پورون کی خنکی اپنے دونون پستان کے اندر پاس پہر ہر شی میرے واسطے ظاہر ہوگئی اور مین نے اوسکو پہچان لیا آخر حدیث تک اسکو روایت
کیا ترمذی نے اور صحیح کہا ہے اور محمد بن نصر نے کتاب الصلوٰۃ مین اور طبرانی و حاکم و ابن مردویہ معاذ سے اور عبد الرزاق و احمد و ابن حمید و ترمذی
اور اسکو حسن کہا ہے ترمذی نے اور ابن نصر نے ابن عباس سے اور طبرانی نے سنت مین اور شیرازی نے القاب
مین اور ابن مردویہ نے انس سے اور ابن نصر و طبرانی و ابن مردویہ نے ابو امامہ باہلی سے اور

وابن نصر والطبراني عن عبد الرحمن بن عايذ الحضرمي وثوبان وصححه تخليه عن جهلا
لبعض ائمة اهل بيته وكبراء امته في قلوبهم او في ضمائرهم وقد ورد بسند صحيح
رجاله كلهم ثقات اثبات عند احمد وعبد ابن حميد والترمذي وابن المنذر وابي الشيخ
في العظمة وابن مردويه والبيهقي عن الحسن عن ابي هريرة رفعه والذي نفس محمد بيده لو
انكم دليتم احدكم بحبل الى الارض السفلى لهبط على الله ثم قرأ هو الاول والآخر و
الظاهر والباطن وهو بكل شيء عليم وقد صح سماع الحسن عن ابي هريرة بالمدينة و
لاسحق بن راهويه والبزار في مسنديهما وابي الشيخ في العظمة وابن مردويه و
البيهقي عن ابي ذر رفعه ما بين السماء والارض مسيرة خمسمائة عام الى قوله لو دليتم
لصاحبكم ثم دليتموه لوجدتم الله ثمه ولابن مردويه عن العباس بن عبد المطلب
رفعه نحوه والى الثابتين بحبل الاسمين الاشارة بقراءة الآية فتنبه وتفقه وقد
ارشد الله تعالى الى المعرفة الثابتين معا بقوله في سورة الحديد ثم استوى على
العرش يعلم ما يلج في الارض وما يخرج منها وما ينزل من السماء وما يعرج فيها وهو
معكم اينما كنتم والله بما تعملون بصير وقوله في سورة الانعام وهو الله في
السموات وفي الارض يعلم سركم وجهركم ويعلم ما تكسبون قال الشيخ الاكبر
في الباب السابع والستين وثلاثمائة من الفتوحات المكية قال الله تعالى ليس كمثله
شيء فوصف نفسه بانه لا ينبغي ان يكون ذلك الوصف الا له تعالى وهو قوله تعالى
وهو معكم اينما كنتم فهو تعالى معنا اينما كنا في حال نزوله الى السماء الدنيا في الثلث
الباقي من الليل وفي حال كونه استوى على العرش وفي حال كونه في العماء وفي كونه في الارض
وفي السماء وفي حال كونه اقرب الى الانسان من حبل الوريد منه وهذه نعوت لا يمكن
ان يوصف بها الا هو فما نقل الله عبده من المكان ليراه بل ليريه من آياته التي غابت

اور ابن نصر و طبرانی نے عبد الرحمن بن عائش حضرمی و ثوبان سے اور اسی شان سے ہے تجلی حق تعالی کی بعض ائمہ اہلبیت کو کہ ہوا اسکے لیے
اونکے دلون مین یا اونکے خواب مین اور تحقیق وارد ہوا ہے سند صحیح سے کہ جسکی کل راوی ثقہ و معتبر مین نزدیک احمد و عبد بن حمید و ترمذی او
ابن منذر و ابو الشیخ نے کتاب عظمت مین اور ابن مردویہ و بیہقی نے حسن سے اونہون نے روایت کی ابو ہریرہ سے مرفوعاً کہ قسم ہے
اوس ذات کی کہ جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے کہ اگر تم لٹکاتے کسی ایک کو اپنے مین سے رسی مین باندہ کر نیچے کی زمین تک تو وہ خدا پر جا گرتا
پہر یہ آیت حضرت نے پڑہی (وہی اول و آخر ظاہر و باطن ہے اور وہ ہر شے کو جانتا ہے) اور بیشک صحیح ہے سماع حسن کا ابو ہریرہ سے مدینہ مین
اور اسحق بن راہویہ و بزار نے روایت کی ہے اپنے مسندون مین اور ابو الشیخ نے عظمت مین اور ابن مردویہ و بیہقی نے ابو ذر سے مرفوعاً کہ
درمیان آسمان و زمین کے پانسو برس کا رستہ ہے اس قول تک کہ اگر تم اپنے ساتھی کے واسطے گڈہا کہودتے پہر اوسکو گراتے البتہ پاتا
وہ خدا کو وہان اور اسکے مثل ابن مردویہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے عباس بن عبد المطلب سے اور نہین دونون نشانون کیطرف باعتبار دو اسمونکے
اشارہ ہے حضرت کے تلاوت فرمانے سے آیت مذکورہ ہو الاول والآخر آہ کو پس آگاہ ہو اور سمجھ لے اور تحقیق ارشاد فرمایا ہے حق تعالی نے
معاً دونون نشانون کی معرفت کو اپنے قول سے سورہ حدید مین (پہر سیدہا ہوگیا عرش پر جانتا ہے جو کچھ کہ سماتا ہے زمین مین
اور جو کچھ اوس سے نکلتا ہے اور جو کچھ اوترتا ہے آسمان سے اور جو کچھ اوس مین عروج کرتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہان
تم ہو اور خدا تمہارے اعمال کو دیکہتا ہے) اور اپنے قول سے سورہ انعام مین (اور وہی خدا ہے آسمانون مین اور زمین مین جانتا ہے
تمہارے چھپے اور کہلے کو اور جانتا ہے جو کچھ تم کماتے ہو) شیخ اکبر نے فتوحات کے باب ۲۷۶ مین کہا ہے کہ فرمایا خدائے تعالی نے کہ نہین
ہے اوسکے مانند کوئی شے پس اپنے نفس کو ایسے امر سے موصوف کیا کہ اوسکے بغیر کسی سے ممکن نہین ہے اور وہ قول حق تعالی
کا ہے (اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہان تم ہو) پس حق تعالی ہمارے ساتھ ہے جہان ہم ہون آسمان دنیا کیطرف نزول
فرمانے کے حال مین رات کے ثلث اخیر مین عرش پر مستوی ہونے کے حال مین عماء مین ہونے کے حال مین آسمان مین
اور زمین مین ہونے کے حال مین انسان کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہونے کے حال مین اور یہ سب تمام
ایسے صفات مین کہ بجز خدا کے اور کسی کا ان کے ساتھ موصوف ہونا محال ہے پس خدا نے
کسی بندے کو ایک مکان سے دوسرے مکان کیطرف اس لئے منتقل نہین فرمایا کہ اوسکو دیکہے بلکہ اسلئے کہ اوسکو
دکہلا دے اپنی بعض نشانیان جو اوس بندہ سے چھپی نہین فرمایا حق تعالی نے پاک ہے وہ کہ راتون رات لے گیا اپنے بندے کو ایک رات مین

عنه قال الله تعالى سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ
الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا الى اخره واذكر ولابن عساكر عن علی
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تعجزوا عن الدعاء فان الله تعالى انزل
علیّ اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ فقال رجل یا رسول الله ربنا یسمع الدعاء ام کیف ذلك
فانزل الله وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ الاية ای فضلا ان یقال یسمع الدعاء
ام کیف یسمع کونه استوى على العرش ولابن مردويه عن انس قال سأل اعرابي رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم اين ربنا قال في السماء على عرشه ثم تلا اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ
اسْتَوٰى وانزل الله وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ الاية ای له الشأنان
جميعا ولابن جرير والبغوي في معجمه وابن ابي حاتم وابي الشيخ وابن مردويه عن
الصلت بن حكيم بن معاوية بن حيدة القشيري عن ابيه عن جده قال جاء رجل
الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال يا رسول الله اقريب ربنا فنناجيه ام بعيد
فنناديه فسكت النبي صلى الله عليه وآله وسلم فانزل الله وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ
عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ الاية والحديث ولسفيان بن عيينة في تفسيره وعبد الله بن احمد
في زوائد الزهد عن سفيان عن ابي قال قال المسلمون يا رسول الله اقريب ربنا فنناجيه ام
بعيد فنناديه فانزل الله تعالى وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ) الاية ولابن المنذر
عن ابن جريج قال قال المسلمون اقريب ربنا فنناجيه ام بعيد فنناديه فنزلت فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ
ليطيعوني والاستجابة هي الطاعة وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ ليعلموا اني قريب اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ
اِذَا دَعَانِ ولعبد الرزاق وابن جرير عن الحسن قال اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم اين ربنا
فانزل الله (وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ) الاية ولعبد بن حميد وابن المنذر
عن عبد الله بن عبيد التابعي الجليل قال لما نزلت هذه الاية (اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ قالوا

مسجد حرام سے مسجد اقصی کیطرف کہ جسکے اطراف مین ہمنے برکت اوتاری ہے تاکہ ہم اوسکو اپنی بعض نشانیان دکہاوین تا آخر تک
اور ابن عساکر نے روایت کی ہے علیؓ سے کہا اونہون نے فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ مت عاجز ہو تم دعا کرنے سے اسلئے
کہ حق تعالی نے مجہہ پر نازل فرمایا ہے کہ تم دعا کرو مین تمہاری دعا کو قبول کرونگا پس ایک مرد نے کہا کہ اے رسول خدا
ہمارا رب دعا کو سنتا ہے یا اسکی کیا صورت ہے پس خدا نے نازل فرمایا (اور جب تم سے میرے بندے میرا حال پوچہین پس
مین اونکے قریب ہون آخر آیت تک یعنی جو چاہئے کہ یہہ کہا جاے کہ دعا کو سنتا ہے یا کیونکر ہے باوجود اسکے کہ وہ عرش پر مستوی ہے اور ابن
مردویہ نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک بدوی نے رسول خدا صلعم سے پوچہا کہ ہمارا رب کہان ہے فرمایا کہ آسمان مین اپنے
عرش پر ہے پہر تلاوت کیا کہ رحمن عرش پر مستوی ہوا اور خدا نے نازل فرمایا کہ جب تجہہ سے میرے بندے مجکو پوچہین پس بتحقیق مین
اونکے قریب ہون) آخر آیت تک یعنی خدا کی دونون شانین ہین اور ابن جریر و بغوی نے معجم مین اور ابن ابی حاتم و ابو الشیخ و ابن مردویہ نے
روایت کی صلت بن حکیم بن معاویہ بن حیدہ قشیری سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے اونکے دادا سے کہ کہا اونہون
نے کہ ایک مرد آیا نبی صلعم کے پاس اور کہا کہ یا رسول اللہ کیا نزدیک ہے ہمارا رب کہ ہم اوس سے آہستہ کہین یا دور ہے
کہ ہم اوسکو پکارین پس نبی صلعم نے سکوت کیا پہر خدا نے نازل کیا کہ جب تجہہ سے میرے بندے مجکو پوچہین پس بتحقیق مین نزدیک ہون
تا آخر آیت و آخر حدیث اور سفیان بن عیینہ نے اپنے تفسیر مین اور عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد مین سفیان سے اونہون نے الی
روایت کی ہے کہ کہا مسلمانون نے یا رسول اللہ کیا قریب ہے ہمارا رب کہ ہم اوس سے آہستہ کلام کرین یا دور ہے کہ اوسکو پکارین پس حق تعالی
نے نازل فرمایا کہ اور جبکہ تجہہ سے میرے بندے مجکو پوچہین پس بتحقیق مین نزدیک ہون تا آخر آیت اور ابن منذر نے ابن جریج
سے روایت کی ہے کہا اونہون نے کہ مسلمانون نے پوچہا کہ آیا قریب ہے ہمارا رب کہ ہم اوس سے آہستہ کلام کرین یا دور ہے
کہ اوسکو پکار کر کہین پس یہہ آیت نازل ہوئی (پس چاہیے کہ مجہہ سے اجابت کرین یعنی چاہیے کہ میری اطاعت کرین اور استجابت
طاعت کا نام ہے اور چاہیے کہ مجہپر ایمان لاوین یعنی چاہیے کہ یقین لاوین اسپر کہ مین نزدیک ہون جواب دیتا ہون پکارنے والے کی
پکار کا جبکہ مجکو پکارتا ہے اور عبد الرزاق و ابن جریر نے حسن سے روایت کی ہے کہ کہا اصحاب نبی صلعم نے کہ ہمارا رب کہان ہے پس
خدا نے نازل فرمایا کہ (اور جب تجہہ سے میرے بندے مجکو پوچہین پس بتحقیق مین قریب ہون تا آخر آیت اور عبد بن حمید و ابن منذر نے عبید اللہ
بن عبید تابعی جلیل القدر سے روایت کی ہے کہ کہا اونہون نے کہ جب آیت (ادعونی استجب لکم) نازل ہوئی

كيف بان نلقاه حتى ندعوه فانزل الله (وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ) الآية فقالوا
صدق ربنا وهو بكل مكان ولابن ابي شيبة واحمد والبخاري ومسلم وابي داود والترمذي
والنسائي وابن ماجة وابن مردويه والبيهقي في الاسماء والصفات عن ابي موسى الاشعري
قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في غزاة فجعلنا لا نصعد شرفا ولا نهبط واديا
الا رفعنا اصواتنا بالتكبير فدنا منا فقال يا ايها الناس اربعوا على انفسكم فانكم لا تدعون اصم
ولا غائبا انما تدعون سميعا بصيرا ان الذي تدعون اقرب الى احدكم من عنق راحلته ولابن
ابي شيبة عن عبد الله بن شعيب قال صليت الى جنب سعيد بن المسيب فرفعت صوتي بالدعاء
فانتهرني وقال ظننت ان الله ليس بقربك منك وللبخاري ومسلم والنسائي والترمذي وابن
ماجة عن ابي هريرة رفعه يقول الله تعالى انا عند ظن عبدي بي وانا معه اذا ذكرني
(الحديث) ورواه احمد عن انس وفيه اذا دعاني ولسفيان فوكيع وعبد الرزاق وابن
ابي شيبة في مصنفهما واحمد في الزهد وابي نعيم والبيهقي في الشعب بسند صحيح عن كعب
قال قال موسى اي رب اقريب انت فاناجيك ام بعيد فاناديك قال يا موسى انا جليس من
ذكرني ونحوه لابي الشيخ في الثواب عن عبد الله بن عمير والدينوري في المجالسة عن عبيدة
والديلمي عن ثوبان رفعه بزيادة ومن ثم تسبيح الملك الاعظم احد حملة العرش العظيم
سبحانك اين كنت واين تكون حتى لا يظن ولا يتوهم لذات الله تعالى التقييد بمكان
معين فقد قال ابو يعلى في مسنده نا عمرو الناقد نا اسحق بن منصور نا اسرائيل عن معاوية
بن اسحق عن سعيد المقبري عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذن
لي ان احدث عن ملك قد مرقت رجلاه الارض السابعة والعرش على منكبيه وهو
سبحانك اين كنت واين تكون وسنده صحيح على شرط الائمة الستة خلا معاوية فاخرج
له البخاري مقرونا بغيره وابو داود في القدر والنسائي وابن ماجه وحدث عنه شعبة

اصحاب نے کہا کیا ہم اوسکو دیکھتے ہین کہ اوسکو پکارین پس حق تعالی نے نازل فرمایا اور جب کہ تجھسے میرے بندے مجھکو
پوچھین تو نزدیک مین قریب ہون پس کہا لوگون نے سچ کہا ہمارے رب نے اور وہ ہر جگہ ہے اور ابن ابی شیبہ و احمد و بخاری
و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن مردویہ نے اور بیہقی نے اسماء و صفات مین ابو موسی اشعری سے روایت کی ہے کہا انہون
نے کہ تھے ہم ہمراہ نبی صلعم کے ایک لڑائی مین پس جب ہم چڑہتے بلند ٹیلے پر یا اوترتے دامن کوہ مین تو خوب زور سے تکبیر کہتے تھے
پس حضرت نے ہمارے قریب آکر فرمایا کہ اے لوگو توقف کرو اسلئے کہ تم نہین پکارتے ہو بہرے کو اور نہ غائب کو بلکہ
تم پکارتے ہو سنتے دیکھتے کو بیشک جسکو تم پکارتے ہو وہ قریب تر ہے تم مین سے ہر ایک کے اوسکی سواری کی گردن سے اور
ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن شعیب سے روایت کی تھی کہ کہا اونہون نے کہ نماز پڑھی مین نے برابر مین سعید بن مسیب کے پس مین آواز بلند
کی دعا کے لئے پس جہڑکا اونہون نے مجکو اور کہا کہ تو نے گمان کیا ہے کہ خدا تیرے قریب نہین ہے اور بخاری و مسلم و نسائی و ترمذی
و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ مین اپنے بندے کے گمان کرنے کے نزدیک ہون
اور مین اوسکے ساتھ ہون جب وہ مجھکو یاد کرتا ہے آخر حدیث تک اور اسکو احمد نے انس سے یون روایت کیا ہے کہ جب وہ مجکو پکارے
اور سفیان پہر وکیع و عبد الرزاق و ابن ابی شیبہ کی روایت ہے اون دونون کے مصنف مین اور احمد کی روایت ہے کتاب الزہد مین
اور ابو نعیم و بیہقی کی شعب الایمان مین بسند صحیح کعب سے کہ کہا اونہون نے کہ کہا موسی نے اے میرے رب کیا تو قریب ہے کہ مین تجھسے
آہستہ کلام کرون یا دور ہے کہ تجھکو آواز سے پکارون فرمایا کہ اے موسی مین جلیس ہون اوسکا کہ جو مجھکو یاد کرتا ہے اور ایسکی مثل ابو الشیخ نے ثوبان
مین عبد اللہ بن عمیر سے اور دینوری نے مجالسہ مین عبیدہ سے اور دیلمی نے ثوبان سے مرفوعاً کچھ زیادتی کے ساتھ روایت کی ہے اور بیہقی
سے تسبیح ایک بزرگ فرشتہ کی جو عرش اعظم کے حاملین سے ہے دیکھ ہے تو کہان تھا اور کہان ہوگا تاکہ وہم و گمان نکیا جاوے حق تعالی کی
ذات نے مقید ہونا مکان مین بیشک کہا ابو یعلی نے اپنے مسند مین کہ بیان کیا ہے عمر ناقد نے کہ بیان کیا ہے اسحق بن منصور نے کہ بیان کیا ہے اسرائیل
معاویہ بن اسحق کی روایت ہے اونہون نے روایت کی سعید مقبری سے اونہون نے ابو ہریرہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ مجکو اذن دیا گیا ہے
کہ مین حال بیان کرون ایک فرشتہ کا کہ اوسکے دونون پیر گڑے ہین ساتوین زمین تک اور عرش اوسکے کندہے پر ہے اور وہ کہتا ہے کہ پاک ہے تو کہان تھا
تو اور کہان ہوگا اور اسکی سند صحیح ہے اور مسلم کی شرط پر بجز معاویہ کے پس اوس سے بخاری نے روایت کی اور سبکے ... کی روایت کو ...
ابو داؤد نے قصہ مین اور نسائی و ابن ماجہ نے اور حدیث بیان کی ہے اوس سے ... نے

ولابي حديث الاعمش ثقة عند جماعة وقال ابو حاتم لا باس به ووثقه احمد والنسائي وابن
حبان فقيل ابيه نحوه وحده البشري واه ولعله لمثل هذا الحديث عليل عن صحة فحديثه
وحده صحيح وقد عزاه السيوطي في الدر المنثور لابي يعلى وابن مردويه بسند صحيح مع ان
له شواهد هو بها متعاضد فللطبراني في الكبير وابي نعيم في الحلية عن ابن عباس رفعا
ان الله عز وجل ملكا لو قيل له التقم السموات السبع والارضين بلقمة واحدة لفعل تسبيحه
سبحانك حيث كنت وللطبراني في الاوسط عن انس اذن لي ان احدث عن ملك من حملة
العرش رجلاه في الارض السابعة السفلى على قرنه العرش ومن شحمة اذنه وعاتقه خفقان
سبعمائة عام يقول ذلك الملك سبحانك حيث كنت وللخطيب في المتفق والمفترق عن ابن عمر
نحوه وفيه ابو معشر المدني ولكنه متعاضد بالشواهد وفيه ما بين عاتقه الى شحمة اذنه
سبعمائة سنة وسبحانك حيثما كنت فلينظر وليمعن وليتدبر في معاني سبحانك اين كنت
واين تكون وسبحانك حيثما كنت وسبحانك حيث كنت مطابقة الايات المتلوات فنحوه
وللبخاري ومسلم والنسائي والبيهقي في الاسماء والصفات عن انس رفعا ان احدكم
اذا قام في صلوته فانه يناجي ربه وان ربه بينه وبين القبلة فلا يبزقن احدكم قبل
قبلته ولكن عن يساره او تحت قدمه ولموسى بن عقبة فابن جريج فالبخاري ومسلم
والحاكم فالبيهقي عن ابن عمر رفعا اذا كان احدكم يصلي فلا يبصق قبل وجهه فان
الله قبل وجهه اذا صلى ولابن ماجة عن ابي وائل شقيق بن سلمة عن حذيفة انه
راى شبث بن ربعي يبزق بين يديه فقال يا شبث لا تبزق بين يديك فان
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان ينهى عن ذلك وقال ان الرجل اذا قام يصلي
اقبل الله عليه بوجهه حتى ينقلب او يحدث حدث سوء ولابن خزيمة في التوحيد
عن شقيق قال كنا عند حذيفة فقام شبث بن ربعي فصلى فبصق بين يديه فقال

اور شعبہ اوسکی حدیث کو بیان کرتے ہین جو اونکے نزدیک معتبر ہے اور ایک جماعت نے اور ابو حاتم نے کہا ہے کہ اوسمین کچھ برائی نہین ہے
اور احمد و نسائی و ابن حبان نے اوسکو ثقہ کہا ہے لیکن ابو زرعہ کا یہہ کہنا کہ وہ بڑا واہی ہے اور شاید کہ یہہ قول ایسی ہی حدیث کے باب ہوگا
علیل سے حجت نہین ہے اسلئے کہ تنہا اوسکی حدیث حجت ہے اور حالانکہ اس حدیث کو سیوطی و منثور مین ابو الشیخ و ابن مردویہ کیطرف
بسند صحیح منسوب کیا ہے یا انکہ اسکے اور شواہد ہین کہ جنکی وجہ سے یہہ حدیث قوت رکھتی ہے پس طبرانی نے کبیر مین اور ابو نعیم نے حلیۃ
مین ابن عباس سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ تحقیق حق تعالی کا ایک فرشتہ ہے کہ اگر اوسکو کہا جاوے کہ ساتون آسمانون اور ساتون زمین
کو ایک لقمہ سے نگل لے تو البتہ کر گذریگا اوسکی تسبیح سبحانک حیث ما کنت ہے اور طبرانی کی روایت اوسط مین انس رض سے ہے مجکو
اذن دیا گیا ہے کہ حال بیان کرون ایک فرشتہ کا حاملین عرش مین کہ اوسکے دونون پیر پہنچے ہوئے ساتوین زمین مین ہین اور اوسکے
ایک جانب پر عرش ہے اور اوسکی کانکی لو اور کندہے مین سات سو برس کی مسافت ہے وہ فرشتہ کہتا ہے پاک ہے تو جہان
کہین ہے تو اور خطیب نے متفق و مفترق مین ابن عمر سے اسکے مثل روایت کی ہے اور اوسکی سند مین ابو معشر مدنی ہے و لیکن وہ قوت
رکھتی ہے شواہد سے اور اوسکا بیان ہے کہ اوسکے کندہے سے اوسکے کان کی لو تک سات سو برس ہین اور سبحانک حیث ما کنت پس لائق
کرنی چاہئے اور غور کیا جاوے اور تدبر کیا جاوے معانی مین ان لفظون کے دیکھنا چاہئے کہ کیونکر سبحانک حیث ما کنت
سبحانک حیث ما کنت آیات و احادیث سے تطبیق دیکر اور بخاری و مسلم و نسائی و بیہقی نے اسماء و صفات مین انس رض سے مرفوعاً
روایت کی ہے کہ تحقیق ایک تمہارا جبکہ کہڑا ہوتا ہے اپنی نماز مین پس تحقیق وہ مناجات کرتا ہے اپنے رب سے اور اوسکا رب اوسکے
اور قبلہ کے درمیان ہے پس نہ تہوکے کوئی تم مین کا اپنے قبلہ کی جانب و لیکن اپنے بائین جانب یا قدم کے نیچے اور موسی بن عقبہ
نے پہر ابن جریج نے پہر بخاری و مسلم و حاکم نے پہر بیہقی نے ابن عمر سے مرفوعاً روایت کی ہے جبکہ ایک تمہارا نماز پڑہے تو اپنے مونہہ
سامنے نہ تہوکے اسلئے کہ خدا اوسکے مونہہ کی جانب ہے جبکہ وہ نماز پڑہتا ہے اور ابن ماجہ نے ابو وائل شقیق بن سلمہ سے اونہون نے
حذیفہ سے روایت کی ہے کہ دیکہا اونہون نے شبث بن ربعی کو کہ تہوکا اپنے سامنے پس کہا کہ اے شبث نہ تہوک اپنے سامنے اسلئے
کہ رسول صلعم منع کرتے تہے اس سے اور کہا کہ مرد جب کہڑا ہو کر نماز پڑہتا ہے تو خدا متوجہ ہوتا ہے اوسپر اپنے وجہ سے یہانتک کہ نماز
فارغ ہو یا کوئی برا فعل کرے اور ابن خزیمہ نے صحیح مین شقیق سے روایت کی ہے کہا اونہون نے کہ ہم
حذیفہ کے پاس تہے پس شبث بن ربعی نے کہڑے ہو کر نماز شروع کی اور اپنے سامنے تہوکا پس حذیفہ نے اوس سے کہا

له حاجة فقد باشيت لا تبصق بين يديك ولا عن يمينك فعن يمينك كاتب الحسنات ولكن
عن يسارك او من ورائك فان العبد اذا توضأ فاحسن الوضوء ثم قام الى الصلوة اقبل
الله عليه بوجهه فيناجيه فلا ينصرف عنه حتى ينصرف او يحدث حدث سوء ومعنى
الاحاديث ان الله تعالى اقبل بوجهه على العبد بينه وبين القبلة اذا صلى باقبال رحماني
لا يفنيه بل يبقيه ويحييه ويرعيه ويحبه لكونه يناجيه فهو يقبل عليه بوجهه فيناجيه
فلا يبرح في قبل وجهه المخصوص منه تعالى بلا عظيم شرف في هذا الوقت الخاص وان كان
تعالى باطنا كما يليق بالحضرة في كل جهة ومكان سبحانه ما اعظم شانه واحسانه كنور
الشمس على تنزيهه بلا تشبيه ولله المثل الاعلى وقد قال الله تعالى الله نور السموات
والارض الاية وورد نور انى اراه ومن اسمائه الحسنى النور وقد ورد ايضا اقرب ما
يكون العبد من ربه وهو ساجد فاكثروا الدعاء رواه احمد ومسلم وابو داود والنسائي
وابو يعلى عن ابي هريرة وورد اقرب ما يكون الرب من العبد في جوف الليل الاخر فان
استطعت ان تكون ممن يذكر الله في تلك الساعة فكن اخرجه الترمذي والنسائي
والحاكم عن عمرو بن عبسة ولابن مردويه والبيهقي في الشعب عن عبادة بن الصامت
رفعه ان من افضل ايمان المرء ان يعلم ان الله معه حيث كان وللطبراني في الكبير
والاوسط عنه رفعه ان افضل الايمان ان تعلم ان الله معك حيثما كنت وهذا الذي
ذكرنا جمع وسط بين جمع غلط فانه اعمال الدلائل الطرفين واشتغال بمسائل
الشرفين والخير كله في الاعمال والاشتغال دون الاهمال والاغفال والتاويل لاحد
النصين في الطرفين من غير دليل عليه ليس عليه تعويل فانه تعطيل للظاهر
كما هو ظاهر لا يقبل ولا يبين احدهما اولى من الاخر فتدبر وتبصر فانه ما
الا الجمع بين النصين على الخصوص عادة قال ابن القيم تامل الخطاب القرآن تجد

کرا سکے شیطان خیر تہوکے اپنے سامنے اور دائین یعنی دہنے جانب تہوکے سے دہنے جانب نیکی لکہنے والے فرشتے ہین اور لیکن تہوکے بائین
جانب یا اپنے پیچہے اسلیئے کہ بندہ نے جب نماز شروع کیا تو وہ ہمیشہ نماز کو کہڑا ہوا اوسکے سامنے کر دیتا ہے خدا اپنے وجہ کو پہر اوس سے
مناجات کرتا ہے پہر نہین پہرتا ہے وہان سے یہان تک کہ بندہ نماز سے فارغ ہو جاوے یا برا فعل کر بیٹہے اور معنی ان احادیث کے
یہ ہین کہ حق تعالی سامنے کرتا ہے بندہ کے چہرہ کو اپنے اور قبلہ کے درمیان جبکہ بندہ نماز پڑہتا ہے رحمانی توجہ سے نہین فنا اوسکو بلکہ اوسکو
باقی رکہتا ہے اور تجلیات دیتا ہے اور اوسکی نگہداشت و حمایت کرتا ہے اسوجہ سے کہ بندہ اوس سے مناجات کر رہا ہے پس خدا اوسپر
متوجہ ہوتا ہے اپنے چہرہ سے پہر اوس سے سرگوشی کرتا ہے پس ہرگز نہ تہوکے اوسکے چہرہ کیطرف جو کہ خصوصیت رکہتا ہے حق تعالی سے
بہت بڑی شہرت کے ساتہ اوس وقت ظاہر ہین اگرچہ باطن کے اعتبار سے حق تعالی جیسا کہ اوسکی بزرگی کے لائق ہے سرچشمہ اور مکان
مین ہے پاک ہے وہ بہت بڑی ہے شان اوسکی اور احسان اوسکا مثل نور شمس کے ہے باوجود اوسکی تنزیہ کے بدون تشبیہ کے اور
فنا اپنی کیلئے ہے بلند تر مثل اور تحقیق فرمایا ہے حق تعالی نے کہ خدا نور ہے آسمانون اور زمین کا آخر آیت تک اور وارد ہوا ہے کہ خدا ایک
عظیم الشان نور ہے کہان دیکہون مین اوسکو اور اوسکے اسماء حسنی مین سے لفظ نور ہے اور نیز وارد ہوا ہے کہ قریب تر حالت بندہ کی اپنے
رب سے بندہ کے سجدہ کرنے کے وقت ہے پس زیادہ کرو دعا کو روایت کیا اسکو احمد و مسلم و ابو داؤد و نسائی و ابو یعلی نے ابو ہریرہ
سے اور وارد ہوا ہے کہ زیادہ قریب ہوتا بندہ کا اپنے رب سے آخر شب کے اندر ہے پس اگر تجہے ہو سکتا ہے کہ تو ہو جاوے اون
لوگون مین سے جو خدا کو یاد کرتے ہین اوس وقت مین پس ہو جا روایت کیا اسکو ترمذی و نسائی و حاکم نے عمرو بن عبسہ سے اور ابن مردویہ و بیہقی
نے شعب مین عبادہ بن صامت سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ افضل ایمان مرد کا یہ ہے کہ وہ یقین کر لیوے کہ خدا اوسکے ساتہ ہے جہانکہ
وہ موجود ہو اور طبرانی نے معجم کبیر و اوسط مین عبادہ بن صامت سے مرفوعاً اسطرح روایت کیا ہے کہ افضل ایمان یہ ہے کہ تجکو یقین ہو اسکا کہ خدا تیرے
ساتہ ہے جہان کہین تو ہووے اور یہ تحقیق کہ ہم نے ذکر کی ہے متوسط طریقہ ہے کہ جس سے غلط بحث کو لگاو نہین ہے اسلیئے کہ طریقہ مین طرفین کی
دلیلونکو عمل مین لاتا ہے اور دونون طرف کے مسائل مین مشغول کرتا ہے اور ہم ان بہلائی عمل مین لانے اور مشغول کرنے مین ہے نہ کہ بیکار چہوڑنے
اور غافل بنانے مین اور پہیرنا دونون قسم کی نصوص مین سے کسی ایک کو دونون طرف مین سے کسیک طرف بلا دلیل نادرست ہے کہ جسپر اعتماد کرنا چاہیے
اسلیئے کہ تاویل مین تعلیل و بیکار بنانا ہے ظاہر معنے کا جیسا کہ یہ امر ظاہر ہے نہ کہ عمل مین لانا اور تاویل کرنے مین ایک لفظ کو دوسرے پر ترجیح نہین ہے …
اور بنا ہو جاوے فائدہ کہ خاص کر جمع کرنے نصوص کے طرف لوٹنے والا ہے کہ یہ اہل فہم نے کہ اوپر خطاب قرآن مین تاویل کرکہ پاسے ہوا تو

ملكا له الملك كله وله الحمد كله ازمة الامور كلها بيده ومصدرها منه ومردها
اليه مستويا على العرش لا تخفى عليه خافية من اقطار مملكته عالما بما في نفوس عبيده
مطلعا على اسرارهم وعلانيتهم منفردا بتدبير المملكة يسمع ويرى ويعطي ويمنع
ويثيب ويعاقب ويكرم ويهين ويخلق ويرزق ويميت ويحيي ويقدر ويقضي ويدبر
الامور نازلة من عنده دقيقها وجليلها وصاعدة اليه لا تتحرك ذرة الا باذنه و
لا تسقط من ورقة الا بعلمه فتامل تجده يثني على نفسه ويمجد نفسه ويحمد نفسه
وينصح عباده ويدلهم على ما فيه سعادتهم وفلاحهم ويرغبهم فيه ويحذرهم مما فيه
هلاكهم ويتعرف اليهم باسمائه وصفاته ويتحبب اليهم بنعمه وآلائه يذكرهم بنعمه
عليهم ويامرهم بما يستوجبون به تمامها ويحذرهم من نقمه ويذكرهم بما اعد لهم من
الكرامة ان اطاعوه وبما اعد لهم من العقوبة ان عصوه ويخبرهم بصنعه في اوليائه
واعدائه وكيف كانت عاقبة هؤلاء وهؤلاء ويثني على اوليائه بصالح اعمالهم واحسن
اوصافهم ويذم اعدائه بسيء اعمالهم وقبيح صفاتهم ويضرب الامثال وينوع
الادلة والبراهين ويجيب عن شبه اعدائه احسن الاجوبة ويصدق الصادق
ويكذب الكاذب ويقول الحق ويهدي السبيل ويدعو الى دار السلام ويذكر
اوصافها وحسنها ونعيمها ويحذر من دار البوار ويذكر عذابها وقبحها وآلامها
ويذكر عباده فقرهم اليه وشدة حاجتهم اليه من كل وجه وانهم لا غنى لهم عنه
طرفة عين ويذكر غناه عنهم وعن جميع الموجودات وانه الغني بنفسه عن كل ما سواه
وكل ما سواه فقير اليه بنفسه وانه لا ينال احد ذرة من الخير فما فوقها الا بفضله
ورحمته ولا ذرة من الشر فما فوقها الا بعدله وحكمته وتشهد من خطابه عتابه لاحبابه
الطف عتاب وانه مع ذلك مقيل عثراتهم وغافر زلاتهم ومقيم اعذارهم ومصلح

ایک بادشاہ کو کہ تمام ملک اوسکا ہے اور تمام تعریف اوسکے واسطے ہے تمام امور کی باگین اوسکے ہاتھہ مین ہین اور سب کا صدور اوسی
سے ہے اور سب کا ورود اوسکی طرف ہے بیٹھا ہوا ہے عرش کے اوپر نہین مخفی اوسپر کوئی دقیقہ اوسکی ولایت کے اطراف سے جاننے والا
اپنے بندون کے نفوس مین جو کچھہ خیالات ہین خبردار ہے اونکے بھید اور کھلے سے اکیلا ہے اپنی سلطنت کی تدبیر مین سنتا ہے اور
دیکھتا ہے عطا کرتا ہے اور روکتا ہے ثواب دیتا ہے اور عذاب کرتا ہے عزت کرتا ہے اور خوار کرتا ہے پیدا کرتا ہے اور
روزی دیتا ہے مارتا ہے اور جلاتا ہے اندازہ مقرر کرتا ہے اور حکم کرتا ہے اور تدبیر کرتا ہے جملہ امور کی اوترنے والا ہے اوسکی طرف
سے چھوٹا امر اور بڑا امر اور اوسکی طرف چڑھنے والا ہے کوئی ذرہ نہین ہلتا ہے بے اوسکے اذن کے اور کوئی پتہ نہین گرتا ہے
بے اوسکے علم کے پس تامل کر تو کیسا پاتا ہے تو اوسکو تعریف کرتا ہے اپنے نفس کی اور بڑائی بیان کرتا ہے اور صفت بیان کرتا ہے
اپنے نفس کی اور اپنے بندون کی نصیحت کرتا ہے اور اونکی رہنمائی کرتا ہے اوس طریق پر کہ جسمین سعادت و نجات ہے اور اوسمین اونکو رغبت
دلاتا ہے اور ڈراتا ہے اونکو اوس کام سے کہ جسمین اونکی ہلاکت ہے اور معلوم کراتا ہے اونکو اپنے اسما و صفات اور محبت کرتا ہے
اونسے اپنی نعمتون و بخششون کے ذریعہ سے یاد دلاتا ہے اونکو اپنی نعمتین جو اونکو دی ہین اور حکم کرتا ہے اونکو اون اعمال کا کہ جنکے وہ
ہمیشہ لائق ہین اور ڈراتا ہے اونکو اپنی سختی سے اور یاد دلاتا ہے اونکو جو کچھہ اونکے لئے از قسم کرامت تیار کر رکھا ہے بشرط فرمان برداری
اور جو کچھہ اونکے لئے تیار کر رکھا ہے از قسم عذاب بشرط نافرمانی کے اور خبر دیتا ہے اونکو اپنے فعل کے دوستون اور دشمنون کے باب مین اور
یہہ کیونکر ہوگا انجام انکا اور اونکا اور تعریف کرتا ہے اپنی دوستونکی اونکے نیک کامون اور خوبتر اوصاف کے ساتھہ اور برائی بیان کرتا ہے
اپنے دشمنون کی اونکے برے اعمال اور قبیح صفات کے ساتھہ اور نظیرین بیان کرتا ہے اور قسم قسم کی ادلہ و براہین لاتا ہے اور اپنے دشمنونکے شبہون
کے عمدہ و خوبتر جوابات دیتا ہے اور سچا قرار دیتا ہے سچے کو اور جھٹلاتا ہے جھوٹے کو اور حق بات کہتا ہے اور راہ حق کی ہدایت کرتا ہے اور سلامتی کے گھر کی طرف
بلاتا ہے اور اوسکے اوصاف و خوبی و نعمتونکو ذکر کرتا ہے اور ڈراتا ہے ہلاکت کے گھر سے اور اوسکے عذاب و برائی و تکالیف کو ذکر کرتا ہے اور اپنے بندون کو [illegible]
اونکی محتاجی اور شدت حاجت کو طرف اپنے ہر وجہ سے اور یہہ اونکو اوس سے بے پروائی نہین ہوسکتی ہے ایک لحظہ اور اون لوگ تمام موجودات اپنی بے پروائی [illegible]
کرتا ہے اور یہہ کہ وہی بذات خود غنی ہے اپنے کل ماسوا سے اور جو کچھہ اوسکے سوا ہے اوسکا محتاج ہے اور یہہ کہ کوئی شخص نہین پاسکتا ذرہ برابر بہی کو مگر اوسکے فضل و
رحمت سے اور نہ ذرہ بہر برائی یا زیادہ کو مگر اوسکے انصاف و حکمت سے اور تو دیکہیگا اوسکے خطاب اوسکا عتاب دوستونکے حق مین نرمی آمیز اور وہ باوجود اوسکے در
درگذر کرنیوالا ہے اونکے قصورون سے بخشنے والا ہے اونکے خطاؤنکو قائم رکھنے والا ہے اونکے عذر و ونکو درست کرنے والا ہے [illegible]

فسيدهم والذاب عنهم والمحامي عنهم والناصر لهم والكفيل بمصالحهم والمنجي لهم من
كل كرب والموفي لهم بوعده وانه وليهم الذي لا ولي لهم سواه فهو مولاهم الحق و
نصيرهم على عدوهم فنعم المولى ونعم النصير واذا شهدت القلوب من القرآن ملكا
عظيما جوادا رحيما جميلا هذا شأنه فكيف لا تحبه وتنافس في القرب منه وتنفق
انفاسها في التودد اليه ويكون احب اليها من كل ما سواه ورضاه آثر عندها من
رضا كل من سواه وكيف لا تلهج بذكره ويصير حبه والشوق اليه والانس به غذاءها
وقوتها ودواءها بحيث ان فقدت ذلك فسدت وهلكت ولن تنتفع بحياتها انتهى
نقله السيوطي في الاتقان بعنوان فائدة (قلت) جملة ما يلي مقالته اليه فيما
وتدبقى لها باقية متلاقية في انه سبحانه ما بينه وعينه كما انطق قرآنه (نحن
أقرب إليه من حبل الوريد) (ونحن أقرب إليه منكم ولكن لا تبصرون) (فأينما تولوا
فثم وجه الله) (وهو معكم أينما كنتم) (وإذا سألك عبادي عني فإني قريب) وما فيه
من سبب نزوله وقوله تعالى جوابا لكليمه موسى عليه السلام انا جليس من ذكرني
وكما انطق به رسوله وبرهانه والذي نفس محمد بيده لو انكم دليتم احدكم بحبل
الى الارض السفلى لهبط على الله وكقوله نص من الله باخص صلواته وطول عن
نسيم احد حملة العرش سبحانك اين كنت واين تكون وقوله ان الذي تدعون اقرب
الى احدكم من عنق راحلته وقوله وان ربه بينه وبين القبلة وان العبد اذا قام
الى الصلاة اقبل الله عليه بوجهه فيناجيه وغير ذلك مما مضى مما وافقه فاذا وجدت
النفوس من القرآن والحديث ملكا كاملا كبيرا كريما جليلا جميلا هذا شأنه وحده
معه فلا بد تودده وتشتاق وتتقرب اليه وتحب لديه وتعتمد وتتوكل في جميع امورها
عليه بالجد الحثيث وتغني في كل امر من الدنيا والدين والعقبى بين كل طيب وخبيث فلا انقطع

اونکے فساد کو دفع کرنیوالا ہے اونکے دشمن کو اور اونکا حامی و مددگار ہے اور اونکے مصالح مین کفیل کار ہے اور اونکو نجات دینے والا ہے اور جب سمجھی
ہے اور اونکے باب مین پورا کرنیوالا ہے اپنے وعدے کو اور اونکا ایسا مربی ہے کہ اوسکے سوا اور کوئی مربی اونکا نہین ہے پس ایسا ہی اونکا سچا
دوست ہے اور اونکی مدد کرتا ہے اونکے دشمنون پر پس وہ کیا خوب دوست ہے اور کیا خوب مددگار ہے اور جبکہ قلوب کے قرآن سے ایک بڑا اونچا
معنی صحیح مجمل معلوم ہوگا کہ جسکی یہ شان ہے پھر کیونکر اوسکو دوست نہ رکھینگے اور اوسکے قرب مین کیون نہ راغب ہونگے اور اوسکی دوستی حاصل کرنے
مین اپنی تمام کیون نہ گذارینگے اور اونکو تمام ماسوا سے زیادہ محبوب کیون نہ ہوگا اور اوسکی خوشنودی زیادہ پسندیدہ ہو جایگی اونکو اوسکے تمام ماسوا کی
خوشنودی سے اور کیون نہ شیفتہ ہونگے اوسکی یاد مین اور اوسکی محبت اور اوسکا شوق اور انس اونکی غذا و قوت و دوا ہو جائیگا اسطرح پر کہ اگر یہ اوصاف
نہون تو قلب خراب ہو ہلاک ہو جائین اور اپنی حیات سے ہرگز نفع نپاوین انتہی اسکو سیوطی نے اتقان مین نقل کیا ہے فائدہ کے عنوان سے دیکھنا چاہئے
یہہ جو کچھہ ابن قیم نے بیان کیا ہے ایک کلام صاف و بلند ہے پھر کچھہ اوسکی تلافی کے قابل رہ گیا ہے اور وہ یہہ ہے کہ حق سبحانہ باوجود اس مضمون کے کہ
جسکو ابن قیم نے بیان کیا اور تعین کیا ایسا ہے کہ جسطرح اوسکے قرآن نے اوسکو ظاہر فرمایا ہے کہ ہم بندے کے قریب زیادہ ہین اوسکی شہ رگ سے اور بیچ تیار
ہو کہ یہین ہان سے بہ نسبت تمہارے و لیکن تم نہین دیکھتے ہو اور جہان رخ کرو تم پس وہین ہے ذات الله کی اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہان تم ہو اور جبکہ
پوچھین تجھسے میرے بندے مجھکو پس مین نزدیک ہون ساتھ اسکے جسوقت دل سے ڈھونڈ کو ہو سکتا اور قول حق تعالی کا جواب مین اپنے کلیم موسی علیہ السلام کے مین
جلیس ہون اوسکا کہ جو مجکو یاد کرے اور ایسا ہے کہ جسطرح اوسکے رسول اور اوسکے پیغمبران نے بیان فرمایا ہے اس قسم سے اوسکی کہ کوئی جانیوالا اسکے
ہاتھون سے کہ اگر تم گراو اپنے مین سے کسیکو رسی مین باندھکر نیچے کی زمین تک تو البتہ گرتا وہ خدا کے اوپر اور جیسا کہ ایک حال عرش و فرشتے
کی تسبیح کو حضرت صلعم نے نقل فرمایا ہے کہ تو پاک ہے کہان رہا ہے تو اور کہان رہیگا اور جیسا کہ قول حضرت کا ہے جسکو تم پکارتے ہو تمسے ایک قریب تر
اوسکی سواری کی گردن سے اور قول حضرت کا اور بیشک اوسکا رب اوسکے اور قبلے کے بیچ مین ہے اور تحقیق کہ بندہ جبکہ کھڑا
ہوتا ہے نماز پڑھنے کو سامنے کر دیتا ہے خدا اوسکے اپنی ذات کو پہر اوس سے مناجات کرتا ہے اور اسکے سوا جو کہ ہوئی ہے
اوس قسم سے کہ اس مضمون کی تکمیل کرتا ہے پس جب کہ پاوینگے روحین قرآن و حدیث سے ایک بادشاہ مالک
صاحب حکومت بڑا بزرگ مہربان صاحب جلال و جمال کہ جسکی صفت اور احسان ایسا ہے پس لامحالہ اوسکو
دوست رکھینگے اور مشتاق ہونگے اور اوسکا تقرب چاہینگے اور اوس سے البتہ محبت پیدا کرینگے اور تمام امور مین اوسی پر
اعتماد و بھروسا کرینگے عمدہ طور سے اور تمیز کرینگے ہر کام مین دنیا و دین و آخرت کے درمیان ہر اچھے اور برے کے اوسکو انتہی

اقول وبالله التوفيق ان المصنف قد تشبث في هذا القول بعدة آيات واحاديث
في باب الصفات والمتشابهات ثم رتب عليها قول ابن القيم الذي هو الوهابية وهو من ائمة
الحشوية بعنوان الفائدة ثم اتمها بضميمة التي استنبطها من عند نفسه من الآيات و
الاحاديث الواردة في هذا القول ردها للتطبيق بين ادلة البينونة وبين ادلة القرب
والمعية التي تعارضها وتنافيها وحكم بان هذا الذي ذكرنا محجة وسطى وحجة
غلط فانه اعمال لدلائل الطرفين واشغال بمسائل الاشرفين والخير كله في الاعمال
والاشغال دون الاهمال والاغفال والتاويل لاحد النصين في الطرفين من غير
دليل عليل ليس عليه تعويل فانه تعليل وتعطيل للظاهر كما هو ظاهر لا يقبل
وليس احدهما في هذا الباب اولى من الاخر فقد بدر وتبصر انه مقصوده من هذا الكلام
رد على ارباب التنزيه المحضة وهم اهل السنة والجماعة وعلى ارباب التشبيه المحضة
وهم المجسمة ومحاكمة بين المذهبين المذكورين بالتلفيق والجمع بينهما اعمالا لكل
شيء من دلائل الطرفين عن ظاهرهم وبينهما بان التشبيه من حيث التجلي باسم الظاهر
والتنزيه من حيث التجلي باسم الباطن فحيث تغاير الحيثيتان فلا تعارض ولا تناقض
بين ادلة الطرفين وبهذا يرتفع الخلاف من البين والفرق بين البصير والناقد
الخبير لا يغتر بهذه الفرية ويعرف الحق بلا مرية بان الله تعالى من حيث ذاته و
صفاته مقدس عن ما يختلج في الخواطر والاوهام ومنزه عن الجسمية والتحديد بالجهات
وكلما هو من صفات الاجسام ومع هذا افادنا عن الخوض في المتشابهات وارشدنا
الى ان تاويلها من التاويلات وان طريق السلامة هو الايمان بها كما وردت وتوكيل
العلم بها كما هي على من منه صدرت فالحمل على ظواهرها مخالف للتنزيل وموافق
لاهل الزيغ من ارباب التشبيه والتعطيل والمصنف وان يدعي الاعمال ونفي التاويل

میں کہتا ہوں اور توفیق خدا ہی کی طرف سے ہے کہ تحقیق مصنف نے دستاویز بنایا ہے اس قول میں جسپر آیات و
احادیث کو صفات متشابہات کے بیان میں پھر اوسپر مرتب کیا قول ابن قیم کا کہ جو امام ہے وہابیہ کا اور حشویہ کے پیشواؤں میں
سے فائدہ کے عنوان سے پھر اوسکو تمام کیا اپنے ضمیمہ سے کہ جسکو بذات خود ثابت کیا ہے اون آیات و احادیث سے جنکو میں نے
قول میں اولہ بیشتر ادلہ ترتیب وصیت میں کہ جنمیں تعارض و تناقض ہے تطبیق دینے کے قصد سے اوسنے کلام کیا بایں طور کہ
یہ طریقہ جو ہمنے ذکر کیا ہے متوسط راستہ ہے کہ جس سے سلف کو لگاؤ نہیں ہے اسلئے کہ اسمین عمل میں لانا ہے طرفین کے
دلائل کو اور مشغول کرنا ہے دونوں طرف کے مسائل میں اور بھلائی ہے تن عمل میں لانے اور مشغول کرنے میں ہے نہ کہ بیکار چھوڑنے
اور غافل بنانے میں اور دونوں طرف کی نصوص میں سے کسی ایک میں تاویل بلا دلیل کرنا نا درست ہے کہ جسپر اعتقاد پہنچا ہے اسلئے
اسلئے کہ تاویل میں خرابی و بیکار کر دینا ہے ظاہر کو جیسا کہ ظاہر ہے نہ عمل میں لانا اور اسباب میں ایک دوسرے سے اولی نہیں
ہے پس تدبیر کر اور بینا ہو انتہی اور مقصود مصنف کا اس کلام سے رد کرنا ہے ارباب تنزیہ محض پر اور وہ اہل سنت والجماعت ہیں اور
ارباب تشبیہ محض پر اور وہ مجسمہ ہیں اور محاکمہ کرنا ہے ان دونوں مذہبوں میں جمع و تطبیق کرکے اسطرح پر کہ دونوں طرف کے
دلائل سے کسی میں ظاہر سے تاویل نہ کیجائے اور تطبیق مذکور کو اسطرح بیان کیا کہ تشبیہ ثابت ہے باعتبار
تجلی اسم الظاہر کے اور تنزیہ ثابت ہے بحیثیت تجلی اسم الباطن کے اور جب کہ دو حیثیت میں مختلف ہوئی تو طرفین
کی دلیلوں میں نہ تعارض ہے نہ تناقض اور اس تقریر سے مخالفت درمیان سے اوٹھہ جاتی ہے اور صاحب فراست بعبارت پیچ
پر کھنے والا ہوشیار اس فریب سے دھوکہ نہیں کھاتا ہے اور بے شبہہ امر حق کو پہچان لیتا ہے بایں طور کہ حق تعالی
اپنی ذات و صفات کے اعتبار سے پاک ہے جو خاطر و اوہام میں کھٹکتے ہیں اور منزہ ہے جسم
ہونے اور جہات میں محدود ہونے اور بجملہ صفات اجسام سے اور اسکے ساتھہ ہی اوسنے ہمکو متشابہات میں
خوض کرنے سے منع کیا ہے اور ہماری رہنمائی کی ہے اسطرف کہ اونکے ایک تاویل ہے تاویلات میں سے اور سلامتی
کا طریقہ اون پر ایمان لانا ہے جس طرح پر کہ اونکا ورود ہوا ہے اور اونکے علم واقعی کو سونپنا اونکے نازل کرنے والے پر
پس متشابہات کو اون کے ظاہری معانی پر عمل کرنا مخالف ہے قرآن کے اور موافق ہے اہل زیغ کے
جو کہ ارباب تشبیہ و تعطیل ہیں اور مصنف اگرچہ دلائل کو عمل میں لانیکا مدعی ہے اور تاویل کو

اقول وبالله التوفيق ان المصنف قد تشبث في هذا القول بعدة آيات واحاديث
في باب الصفات والمتشابهات ثم رتب عليها قول ابن القيم الذي هو الوهابية ومن ائمة
الحشوية بعنوان الفائدة ثم اتمها بجمعه التي استنبطها من عند نفسه من الآيات و
الاحاديث المسرودة في هذا القول رحما للتطبيق بين ادلة البينونة وبين ادلة القرب
والمعية التي تعارضها وتنافيها وحكم بان هذا الذي ذكرنا محجة وسطى وهي محجة
غلط فانه اعمال للدلائل الطرفين واشتغال بمسائل الطرفين والحق كله في الاعمال
والاشتغال دون الاهمال والاغفال والتاويل لاحد النصين في الطرفين من غير
دليل عليل ليس عليه تعويل فانه تعليل وتعطيل للظاهر كما هو ظاهر لاهل
وليس بجاهل فهذا ابا وعلى من الاخر فتدبر وتبصر انتهى ومقصوده من نقل الكلام
رد على ارباب التنزيه الخمسة وهم اهل السنة والجماعة وعلى ارباب التشبيه المحضة
وهم المجسمة وحاكمة بين المذهبين المذكورين بالتطبيق والجمع بينهما بحيث لا يلزم
شيء من دلائل الطرفين عن ظاهره وبينه بان التشبيه من حيث التجلي باسم الظاهر
والتنزيه من حيث التجلي باسم الباطن فحيث تغاير الحيثيتان فلا تعارض ولا تناقض
بين ادلة الطرفين وبهذا يرتفع الخلاف من البين والفرق بين البصير والناقد
الخبير لا يعتريه شبهة ويعرف الحق بلا مرية بان الله تعالى من حيث ذاته و
صفاته مقدس عن ما يختلج في الخواطر والاوهام ومنزه عن الجسمية والتحديد بالجهات
وكلما هو من صفات الاجسام ومع هذا اقتدينا عن الخوض في المتشابهات واشرنا
الى ان لها تاويلات من التاويلات وان طريق السلامة هو الايمان بها كما وردت وتوكيل
العلم بها كما هي على من منه صدرت فالحمل على ظواهرها خلاف التنزيل وموافق
لاهل الزيغ من ارباب التشبيه والتعطيل والمصنف وان يدعي الاجمال وهو التاويل

مین کہتا ہون اور توفیق خدا ہی کی طرف سے ہے کہ تحقیق مصنف نے دستاویز بنایا ہے اس قول مین چند آیات و
احادیث کو صفات متشابہات کے بیان مین پہر اوسپر مرتب کیا قول ابن قیم کا کہ جو امام ہے وہابیہ کا اور حشویہ کے پیشوا و نکمین سے
بے فائدہ کے عنوان سے پہر اوسکو تمام کیا اپنے ضمیمہ سے کہ جسکو بزبانت خود ثابت کیا ہے اون آیات و احادیث سے جو مذکور ہین اس
قول مین اولہ بیہودہ ادلہ ترتیب وصیت مین کہ جنمین تعارض و تناقض ہے تطبیق دینے کے قصد سے اور حکم کیا باین طور کہ
یہ طریقہ جو پہلے ذکر کیا ہے متوسط راستہ ہے کہ جس سے مغالطہ کو لگاؤ نہین ہے اسلیے کہ اسمین عمل مین لاتا ہے طرفین کے
دلائل کو اور مشغول کرتا ہے دونون طرف کے مسائل مین اور بہلائی ہمہ تن عمل مین لانے اور مشغول کرنے مین ہے نہ کہ بیکار چہوڑنے
اور غافل بنانے مین اور دونون طرف کی نصوص مین سے کسی ایک مین تاویل بلا دلیل کرنا نادرست ہے کہ جسپر اعتقاد پہنچا ہے اسلیے
اسلیے کہ تاویل مین خراب و بیکار کر دینا ہے ظاہر کو جیسا کہ ظاہر ہے نہ عمل مین لانا اور اسباب مین ایک دوسرے سے اولی نہین
ہے پس تدبر کر اور بینا ہو انتہی اور مقصود مصنف کا اس کلام سے رد کرنا ہے ارباب تنزیہ محض پر اور وہ اہل سنت والجماعت ہین اور
ارباب تشبیہ محض پر اور وہ مجسمہ ہین اور محاکمہ کرنا ہے ان دونون مذہبون مین جمع و تطبیق کر کے اسطرح پر کہ دونون طرف کے
دلائل سے کسی مین ظاہر معنے سے تاویل نہ کیجاے اور تطبیق مذکور کو اس طرح بیان کیا کہ تشبیہ ثابت ہے باعتبار
تجلی اسم الظاہر کے اور تنزیہ ثابت ہے بحیثیت تجلی اسم الباطن کے اور جب کہ دو حیثیتین مختلف ہوئی تو طرفین
کی دلیلون مین نہ تعارض ہے نہ تناقض اور اس تقریر سے مخالفت درمیان سے اوٹہہ جاتی ہے اور صاحب فراست بصارت پر
پرکہنے والا ہوشیار اس فریب سے دہوکہا نہین کہاتا ہے اور بے شبہہ امر حق کو پہچان لیتا ہے باین طور کہ حق تعالی
اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے پاک ہے جو خواطر و اوہام مین کہٹکتے ہین اور منزہ ہے جسم
ہونے اور جہات مین محدود ہونے اور جملہ صفات اجسام سے اور اسکے ساتھہ ہی اوسنے ہمکو متشابہات مین
خوض کرنے سے منع کیا ہے اور ہماری رہنمائی کی ہے اسطرف کہ اونکے ایک تاویل ہے تاویلات مین سے اور ہماری
کا طریقہ اون پر ایمان لانا ہے جس طرح پر کہ اونکا ورود ہوا ہے اور اونکے علم واقعی کو سونپنا اونکے نازل کرنے والے پر
پس متشابہات کو اون کے ظاہری معانی پر عمل کرنا مخالف ہے قرآن کے اور موافق ہے اہل زیغ کے
جو کہ ارباب تشبیہ و تعطیل ہین اور مصنف اگرچہ دلائل کو عمل مین لانے کا مدعی ہے اور تاویل کو

بالاهمال والاغفال الا انه لابد له ايضا من التأويل كما سنبينه فيما سيأتي في مواضع
شتى بالتفصيل والان نرجع الى تفهيم ما في هذا القول من الاباطيل ولا حول ولا قوة
الا بالله وهو حسبنا ونعم الوكيل قوله وله في كتبه في هذا كلام كثير في غاية من
التحقيق فمن رام ان يطلع عليها فعليه ان يرجع اليها اقول وبالله التوفيق اراد
بقوله وله الشيخ ابراهيم الكردي وبقوله في هذا اي باب حمل المتشابهات على ظواهرها
وقلعهم الجواب عنا عما نقله المصنف من قول الكردي وما فرع عليه من التمويهات
الواهيات بانه باطل لكونه مستلزما للزندقة والالحاد ولهذا اورد عليه الفقيه
العلامة في التنبيه بقوله وقد بنى الكردي تأويل قول الامام الاشعري ان الله من
حيث ذاته لا امكان له ولا جهة لغناه الذاتي ولكن له الاطلاق في التجلي في
اي مظهر شاء مع بقاء التنزيه بليس كمثله شيء فصح الاستواء على العرش على
ظاهره بمقتضى ذلك وصح ان يكون له جهة فوق لكون العرش اعلى الاجرام من غير
منافاة للتنزيه واذا صح الاستواء على الظاهر مع بقاء التنزيه صح النزول كل
ليلة الى السماء الدنيا في الثلث الاخير حتى يطلع الفجر كما تواتر بذلك النقل وكذا
سائر المتشابهات فقد بر فيه قال الشيخ محي الدين بن العربي رحمه الله في باب الاسرار من
الفتوحات اعلم ان المراد من استواء الحق تعالى على العرش او نزوله الى سماء الدنيا كل ليلة
انما هو كناية عن اعلامه عبده باذنه في مناجاته ومسامرته بالدعاء والسؤال في
حوائجه والاستغفار عن ذنوبه فان استوائه تعالى ونزوله صفة من صفات ذاته
وصفاته قديمة والعرش والسماء محدثتان بالاجماع فلم يزل موصوفا بالاستواء و
النزول قبل خلق العرش والسماء فما كنت تتعلقه من صفة الاستواء والنزول قبل
خلق العرش والسماء فهو الذي ينبغي تعلقه بعد خلقهما واطال في ذلك ثم قال وكما

اہمال و اغفال کہتا ہے گر تاویل سے مصنف کی ہی چھٹکارہ نہیں ہے جیسا کہ ہم بیان کرینگے آیندہ مختلف مقامات میں تفصیل
کے ساتھ اور اب ہم رجوع ہوتے ہیں مصنف کے اس قول کی ابطال کو فضیحت کرنے کے طرف اور حول و قوت خدا ہی
کیطرف سے ہے اور وہی ہمکو بس اور کیا خوب کارگزار ہے دقول مصنف کا ولہ فی کہنہ فی ہذا الکلام کثیر فی فاۃ من التحقیق فمن رام
ان یطلع علیہا فعلیہ ان یرجع الیہا میں کہتا ہوں اور خدا ہی کیطرف سے توفیق ہے کہ مصنف نے اپنے قول ولہ سے شیخ ابراہیم
کردی کو ارادہ کیا ہے اور اپنے قول فی ہذا سے مراد لیا ہے باطل کرنے متشابہات کو اونکے ظواہر پر اور ہمارے طرف سے جواب
قول کردی کا کہ جسکو مصنف نے نقل کیا ہے اور اوسکے چند باطل تفرقے بیان کی ہیں گزر چکا ہے باین طور کہ وہ قول باطل ہے بسبب
اوسکے مستلزم ہونے کے زندقہ و الحاد کو اور اسی وجہ سے اس قول کو رد کیا ہے مفتی علماء نے تنبیہ میں اپنے اس قول سے
اور کبھی کہا جاتا ہے قول امام اشعری کی تاویل میں کہ حق تعالی کے لئے تحقیقا اوسکے ذات کے نہ مکان ہے اور نہ جہت بسبب اوسکے
غنائی ذاتی کے ولیکن اوسکے واسطے جائز ہے متعلق ہونا تجلی میں جس مظہر میں وہ چاہے ساتھ باقی رہنے تنزیہ کے پس کہ شئ
شئی کی دلیل سے پس صحیح ہو گیا مستوی ہونا عرش پر اپنے ظاہری معنی پر باعتبار مقتضی تجلی کے ایسے مظہر میں کہ چاہتا ہے اوسکے ظاہری
معنی کو اور صحیح ہو گیا کہ حق تعالی کے لئے فوق ہو بسبب ہونے عرش کے بلند تر اجسام کا بدون منافات کے تنزیہ سے اور
جبکہ ثابت ہو گیا استوا باعتبار ظاہری معنی کے باوجود باقی رہنے تنزیہ کے ثابت ہو گیا نازل ہونا ہر رات میں آسمان
دنیا کے طرف رات کے ثلث اخیر میں طلوع فجر تک جیسا کہ یہ امر منقول متواتر ثابت ہے اور اسیطرح سب
متشابہات میں پس سوچ تو اسکو کہا شیخ محی الدین بن العربی نے فتوحات کے باب الاسرار میں جان تو کہ مراد حق تعالی کے
عرش پر مستوی ہونے یا ہر رات آسمان دنیا کیطرف نزول فرمانے سے کنایہ ہے اپنے کو انپا اون جنا سے اوسکے مناجات
وہمکلامی میں بذریعہ دعا و سوال کے اپنی حاجتوں میں اور اپنے گناہوں سے استغفار کرنے میں اسلئے کہ حق تعالی کا
مستوی ہونا اور نزول ایک صفت ہے اوس کے صفات ذات سے اور اوسکی صفات قدیم ہیں اور عرش
و آسمان باجماع است نو پیدا ہیں پس وہ ہمیشہ سے استواء و نزول کی ساتھ موصوف ہے عرش و آسمان کے پیدا کرنے سے پہلے
سے پھر تو کیا گمان رکھتا ہے حق تعالی کی صفت استواء و نزول کے تعلق کے ساتھ عرش و آسمان کے مخلوق ہونے سے پہلے پس
وہی تعلق ہے کہ جسکو سمجھنا چاہئے اون دونونکے پیدا کرنے کے بعد وہ اسکو طوالت سے بیان کیا بعد فرمایا اور جسطرح کہ اوسکو اپنے ہمکلامی کا اذن

اذن الهم في مسامرته كذا الله وتعالى يسامرهم بقوله تعالى هل من سائل اه
فهو تعالى يقول لهم ويقولون له كانهم في مجلس واحد ولله المثل الاعلى انتهى وقال
العلامة الحلبي في رده ابن تيمية ثم ذكر بعد ذلك شيخنا ابا الحسن علي بن اسمعيل
الاشعري وانه يقول الرحمن على العرش استوى ولا نتقدم بين يدي الله تعالى
في القول بل نقول استوى بلا كيف وهذا الذي نقله عن شيخنا هو معتقدنا وعقيدتنا
لكن نقله لكلامه ما اراه الا قصد الايهام ان الشيخ يقول بالجهة فان كان كذلك
فلقد بالغ في البهت وكلام الشيخ في هذا انه تعالى كان ولا مكان فخلق العرش
والكرسي فلم يحتج الى مكان وهو بعد خلق المكان كما كان قبل خلقه وكلامه
وكلام اصحابه رحمهم الله يصرحون في ابطالها انتهى فعلم من هذا ان كلام
الشيخ الكردي عدل عن الحق وجعل كلامه هذا التجسيم كالكلام الشيخ الاشعري
الذي هو شيخ اهل السنة في العقائد ناش عن سوء الفهم وقلة التدبر فافهم ولا
تكن من الغافلين واما تمسكه بقوله تعالى في التورية انا الله فوق عبادي عرشي
فوق خلقي وانا على عرشي اه فليس بمضر لان المراد بالفوقية في هذا وفي نظائره
هو ما يليق به تعالى لا ما هو الظاهر منه لانه من صفات الاجسام والله تعالى
مقدس عنها واما قوله ومن هذا الشان النزول والعروج ومنه رفع الايدي
في الدعاء الى السماء ثم تمسكه بتفسير الاية المذكورة بانه يجلسه صلى الله عليه وسلم
معه على العرش وحديث المعراج ليلة الاسرى والضحك وبسط اليدين بالعطا
ووضع القدم في النار والتجلي لاهل الموقف في صور مختلفة وتكلمه وتجليه والروية
في الجنة كما ورد في صحاح الاخبار فليس بمقبول لان كل هذه من المتشابهات
وقد علم حكمها غير مرة بان لها تاويلا لا يعلمها يقينا الا الله والحمل على ظواهرها ينفي التاويل

اون دیا ہے اسیطرح حق تعالی اون سے ہمکلام ہوتا ہے اپنے قول علی من سال آہ سے پس حق تعالی اونسے بات
کرتا ہے اور وے حق تعالی سے بات کرتے ہین گویا کہ ایک ہی مجلس مین ہین اور حق تعالی کا حال بلند تر ہے انتہی علامہ حلبی نے
ابن تیمیہ کے رد مین کہا ہے کہ پہر اسکے بعد ہمارے شیخ ابو الحسن علی بن اسمعیل اشعری کو ذکر کیا اور یہہ کہ وہ کہتے ہین کہ رحمن
عرش پر مستوی ہوا اور ہم حق تعالی کے سامنے بات کرنے مین پیش قدمی نہین کرتے ہین بلکہ ہم کہتے ہین کہ مستوی ہوا بلا کیفیت
کے اور اس قول کو جو ابن تیمیہ نے ہمارے شیخ سے نقل کیا ہے یہہ تو بعینہ ہمارا دعوی اور ہمارا عقیدہ ہے لیکن ابن تیمیہ کی غرض اسکے
نقل کرنے سے میری نظر مین یہی ہے کہ وہ وہم دلانا چاہتا ہے اس امر کا کہ شیخ بہی جہت کے قائل ہین پس اگر یہی غرض ہے تو بیشک
ابن تیمیہ نے مبالغہ کیا ہے بہتان مین اور شیخ کا کلام تو اس بارہ مین یہہ ہے کہ اونہون نے فرمایا کہ خدا موجود تہا اور مکان نہ تہا پہر پیدا کیا عرش
و کرسی کو اور نہین محتاج ہوا مکان کا اور وہ مکان کو پیدا کرنے کے بعد بہی ویسا ہی ہے کہ جیسا مکان کو پیدا کرنے سے پہلے تہا اور شیخ
اور اونکے اصحاب کا کلام ابطال جہت مین اسقدر ہے کہ جسکا ضبط کرنا دشوار ہے انتہی پس اس سے معلوم ہو گیا کہ شیخ کردی کا کلام حق
ٹہکا ہوا ہے اور اوسکا اپنے اس کلام کو شیخ اشعری کے کلام کی تلخیص قرار دینا جو کہ اہل سنت کا شیخ ہے عقائد مین ناشی ہے
سوء فہم و قلت تدبر سے پس تو سمجھ لے اور غافلون مین داخل مت ہو اور لیکن دلیل لانا مصنف کا کلام الہی سے جو توارت مین ہے
ذکر مین خدا ہون اپنے بندون کے اوپر اور میرا عرش میری مخلوق کے اوپر ہے اور مین اپنے عرش کے اوپر ہون آخر تک پس ناپسندیدہ ہے
اسلیئے کہ فوقیت سے مراد اس قول مین اور اسکے نظائر مین وہ فوقیت ہے کہ جو شان حق کے لایق ہے نہ کہ وہ جو ظاہر معنی کے
اعتبار سے ہے کیونکہ وہ اجسام کی صفات مین داخل ہے اور حق تعالی صفات اجسام سے پاک ہے اور لیکن قول مصنف کا کہ
اسی شان کے قبیل سے ہے نزول اور عروج اور اسی شان کے وجہ سے دعا مین ہاتہون کو آسمان کیطرف اوٹہایا جاتا ہے پہر
دلیل لانا مصنف کا آیت مذکورہ کی تفسیر سے باینطور کہ حق تعالی حضرت صلعم کو عرش پر اپنے ساتہہ بٹہلا دیگا اور حدیث معراج
سے شب معراج مین اوپر اوٹہنے اور عطا کے لیئے ہاتہہ اوٹہانے اور آتش جہنم مین قدم رکہنے اور اہل موقف کے لیئے کسی طرح
کی صورتون مین کہ بعض اون سے اجنبی ہونگے کہ بعض پہچانے جاینگے متغیر ہونے اور جنت مین دیدار الہی ہونے سے جیسا
کہ صحیح اخبار مین وارد ہوا ہے پس غیر مقبول ہے اسلیئے کہ یہہ تمام صفات محکم و متشابہات ہین اور اونکا چند بار ذکر گزر چکا ہے کہ اونکے بیچ
تاویلین ہین کہ جنکو یقینی طور پر خدا ہی جانتا ہے اور اونکو اونکے ظاہری معانی پر محمول کرنے سے تاویل کی نفی لازم آتی ہے سو اوس

وهو مخالف للتنزيل ومن حكم على خلاف التنزيل فهو من الفسقين ومسلك اهل
الرسوخ في العلم الايمان بها كما وردت مع القطع مصروفة عن ظواهرها وما هو المراد منها
لا يعلمه الا الله واما اهل الزيغ فيتبعونها ابتغاء الفتنة وابتغاء تاويلها وقد رد عليهم الحق
سبحنه بقوله وما يعلم تاويله الا الله ويجمعونها من مواضعها المتفرقة في الايات والاحاديث
في موضع واحد للايهام والابرام والتلبيس على الافهام كما قال الامام حجة الاسلام في الجام
العوام (ان هذه الكلمات اي الكلمات المذكورة في الصفات المتشابهة فاجمعها رسول الله
صلى الله عليه وسلم دفعة واحدة ومن جمعها المشبهة وقد بينا ان لجمعها من التاثير
في الايهام والتلبيس على الافهام ما ليس لاحادها المتفرقة وانما هي كلمات لهج بها رسول الله
صلى الله عليه وسلم في جميع عمره في اوقات متباعدة واذا اقتصر منها على ما في القران
والاخبار المتواترة رجعت الى كلمات يسيرة معدودة وان اضيفت اليها الاخبار
الصحيحة فهي ايضا قليلة وانما كثرت بالروايات الشاذة الضعيفة التي لا يجوز
التعويل عليها ثم ما تواتر منها ان صح نقلها عن العدول فهي احاد كلمات وما ذكر
صلى الله عليه وسلم كلمة منها الا مع قرائن واشارات تزول معها ايهام التشبيه
وقد ادركها الحاضرون المشاهدون فاذا نقل الالفاظ السابقة بتقديس
الله تعالى عن قول هذه الظواهر ومن سبقت معرفته بذلك كانت تلك
المعرفة له ذخيرة راسخة في نفسه مقارنة لكل ما يسمع فينمحي منه الايهام
انمحاء لا يشك فيه انتهى هكذا في التنبيه وهذا الكلام للامام حجة الاسلام في
غاية الاحكام ونهاية الاهتمام لتقريب المرام من تقرير عقائد الاسلام الى
افهام الخواص والعوام حيث يتيسر للذكي الافهام وللغبي الايهام فلله دره
ومن عليه اجره وذخره ولما استدل المصنف على دعاويه الباطلة بهذا التنبـ

ویہہ امر قران کے خلاف ہے اور جو شخص قران کے خلاف حکم کرے فاسقون مین داخل ہے اور علماے راسخین کا مسلک متشابہات
پر ایمان لانا ہے جس طرح پر کہ اونکا ورود ہوا ہے ساتھ یقین کے اسپر کہ وہ اپنے ظاہری معانی سے پھیری ہوی ہین اور جو کچھہ اونکی
مراد ہے اوسکو خدا ہی جانتا ہے اور جو لوگ کہ کجرو ہین متشابہات کے درپے ہوتے ہین فتنہ کی خواہش اور اونکی تاویل کے
تجسس کیواسطے حالانکہ اونپر حق سبحانہ نے اپنے اس قول سے کہ (اوسکی تاویل خدا ہی جانتا ہے) اعتراض کردیا ہے اور متشابہات
کو اونکے مختلف مقامات سے جو کہ آیات و احادیث مین ہین ایکہ یہہ لوگ ایک مقام مین جمع کردیتے ہین وہم مین ڈالنے اور اپنا مقصد
سمجھنے کیواسطے اور خلق کے افہام پر پردہ ڈالنے کی غرض سے جیسا کہ امام حجۃ الاسلام نے الجام العوام مین فرمایا ہے کہ (یہہ کلمات یعنی
جو کہ صفات متشابہات کے باب مین مذکور ہین انکو رسول خدا صلعم نے ایک مرتبہ جمع نہین کیا ہے اور مشبہہ فرقہ نے انکو جمع
کردیا ہے اور ہم بیان کرچکے ہین کہ انکے جمع کرنے مین وہم دلانے اور افہام کے اوپر پردہ ڈالنے کے حق مین اسقدر تاثیر ہے
کہ جو انکے علیحدہ علیحدہ ہونے مین نہین ہے یہہ تو چند کلمات ہین کہ جنکو رسول خدا صلعم نے اپنی تمام عمر مین دور دراز مدتون مین جدا
جدا بیان فرمایا ہے اور جبکہ قران و احادیث متواترہ ہی کے متشابہات پر بس کیا جاے تو یہہ مجموع ہو جاینگی چند قلیل کلمات کیونکہ
اور اگر احادیث صحیحہ کو بھی ملا لیا جاے تب بھی تھوڑے سے کلمات ہونگے انکی کثرت ہوتی ہی شاذ و ضعیف روایات سے کہ جنکے
کہ جنپر اعتماد کرنا نا جائز ہے پہر جسقدر متشابہات کہ متواتر ہین اگر اونکا نقل کرنا ثقہ لوگون سے ثابت ہے تو وہ گنتی کے کلمے ہین
اور انہین سے کسی کلمہ کو رسول خدا صلعم نے بدون ایسے قرائن و اشارات کے نہین ذکر فرمایا ہے کہ جنسے تشبیہ کا وہم زائل ہوجاتا
اور یا اون قرائن و اشارات کو حاضرین و شاہدین نے معلوم کرلیا تھا پہر جب وہ الفاظ اون قرائن سے علیحدہ ہوکر نقل کیے گئے
تو ابہام تشبیہ کا پیدا ہوگیا اور بہت بڑا قرینہ ابہام تشبیہ کے زائل ہونیکا پہلی معرفت ہے خدا تعالی کے مقدس
ہونیکی متشابہات کے ظاہری معانی سے اور جسکو یہہ معرفت پہلی حاصل ہوگئی تو اوسکے لیے یہہ معرفت ایسا ذخیرہ و آلہ
ہو جایگی کہ جو ہر ایک متشابہ کے علم سے مقارن ہوگی پس اوس سے ابہام تشبیہ بالکل نیست و نابود ہوجاینگا انتہی اسیطرح مذکور
ہے یہہ کلام تنبیہ مین اور امام حجۃ الاسلام کا یہہ کلام نہایت پختگی اور کمال استحکام پر مشتمل ہے عقلاے اسلام اور علماے عوام کے ذہن نشین کرنے
کے باب مین اسلیے کہ اوس سے تیز طبع کو سمجھانا اور غبی کو دل نشین کرانا آسان ہوجاتا ہے پس خدا ہی کیواسطے ہے اسکی خوبی اور بھلائی اور
اوسی پر ہے اسکا اجر اور ثواب اور جبکہ مصنف نے اپنے جواب سے دعوی مین ... کتاب مین

بما تمسك به ابن تيمية والذهبي وغيره من اتباع الحشوية في هذا الباب وقد اثر الاطناب
ولخار الاعجاب للعوام بوفور علمه والاغراب فلابد من ان نذكرهما نبذا احما في التنبيه
من الاجوبة الانيقة لادلة الحشوية قال المفتي العلامة في صفحة ٢٥٢ من التنبيه وهذا اوان
ان ذكر اخبار المستدلين مع ماذكره المحدثون في شرحها ونبدأ بما استدل به ابن تيمية قال و
في الاحاديث الصحاح والحسان ما لا يحصى مثل قصة معراج رسول الله صلى الله عليه وسلم
الى ربه قال الحلبي في رده ثم استدل ابن السنة بحديث المعراج ولم يرد في حديث
المعراج ان الله فوق السماء او فوق العرش حقيقة ولا كلمة واحدة من ذلك وهو لم
يسم حديث المعراج ولا بين الدلالة منه حتى نجيب عنه فان بين وجه الاستدلال
عرفناه كيف الجواب قلت روى البخاري في قصة ليلة اسري به عن انس بن مالك رضي
ودنا الجبار رب العزة فتدلى حتى كان منه قاب قوسين او ادنى فاوحى الله اليه
فيما اوحى خمسين صلوة على امتك كل يوم وليلة ثم هبط حتى بلغ موسى فاحتبسه موسى
فقال يا محمد ماذا عهد اليك ربك قال عهد الي خمسين صلوة كل يوم وليلة قال
ان امتك لا تستطيع ذلك فارجع فليخفف عنك ربك وعنهم فالتفت النبي صلى الله
عليه وسلم الى جبرئيل كانه يستشيره في ذلك فاشار اليه جبرئيل اي نعم ان شئت
فعلا به الى الجبار فقال وهو مكانه يا رب خفف عنا الحديث قال ابن الجوزي في
تفسيره وروى ابو سلمة عن ابن عباس ثم دنا قال دنا ربه فتدلى وهذا اختيار
مقاتل قال دنا الرب من محمد صلى الله عليه وسلم ليلة اسري به فكان منه
قاب قوسين او ادنى وقد كشفت هذا الوجه في المغني وبينت انه ليس
كما يخطر بالبال من قرب الاجسام وقطع المسافة لان ذلك يختص بالاجسام والله
منزه عن ذلك قال القسطلاني في المواهب اللدنية وقربه سبحانه وتعالى

استدلال کیا ہے اون دلائل سے کہ جنسے ابن تیمیہ و ذہبی وغیرہ نے کہ جو حشویہ کے پیرو ہین تمسک کیا ہے متشابہات کے
باب مین او ظاہر الست کلام کو پسند کیا اور اپنے وفور علم و ندرت نگاری کے وجہ سے عوام کو تعجب مین ڈالنا اختیار کیا پس ہمکو
ضرور ہوا کہ ہم اس مقام مین کسیقدر عمدہ جوابات حشویہ کے دلائل کے تنبیہ سے نقل کر دین کہا مفتی علاء الدین تنبیہ کے صفحہ ۲۵۲ مین اور یہ
وقت ہے حشویہ کی عمدہ تمسکات کو ذکر کرنا ہے اون تقریرون کے کہ جنکو محدثین نے اونکی شرح مین بیان کیا ہے اور پہلے ہم
اون دلائل کو لکہتے ہین کہ جنسے ابن تیمیہ نے دلیل لایا ہے اور اوسنے کہا ہے کہ صحیح و حسن حدیثون مین شواہد دلیلین ہین جس طرح کہ
رسول خدا صلعم کی معراج کا قصہ علامہ شامی نے ابن تیمیہ کے رد مین کہا ہے کہ پہر دلیل لایا حدیث معراج مین مگر کہ وارد نہین ہوا
ہے کہ حق تعالی حقیقۃ آسمان مین یا عرش کے اوپر ہے اور نہ ایک کلمہ اس سے اور ابن تیمیہ نے تو حدیث معراج کو نقل کیا
اور نہ اوسکی دلالت کو بیان کیا تا کہ ہم اوسکا جواب دیتے پس اگر وجہ دلالت وہ بیان کرے تو اوسکا جواب جس طور پر کہ چاہے
ہم اوسکو بتا دین مین کہتا ہون کہ بخاری نے شب معراج کے قصہ مین انس بن مالک رض سے روایت کی ہے اور قریب
ہوئے آپ جبار رب العزت کی پس نزدیک ہوئے یہانتک کہ آپ اوس سے دو کمان کے گوشونکا ملتقی ہوگئے
یا اس سے بہی قریب تر پس آپکی طرف خدا نے وحی کی منجملہ وحی کے یہہ کہ ہر روز و شب مین پچاس نمازین آپ کی امت پر فرض
ہین پہر آپ اس عالم کے طرف اترے تو موسیٰ کے پاس پہونچے پس آپکو موسیٰ نے روک کر پوچہا کہ اے محمد تمسے تمہارے
رب نے کیا معاہدہ کیا آپنے فرمایا کہ مجہسے ہر شب و روز مین پچاس نمازین ٹہرائی ہین موسیٰ نے کہا کہ تمہاری امت کو اسقدر طاقت نہین ہے
تم لوٹ جاؤ تا کہ تمہارا رب تمسے اور تمہاری امت سے اسمین تخفیف کردیوے پس نبی صلعم جبرئیل کیطرف متوجہ ہوئے گویا اون سے اسبارہ
مین مشورہ لیتے تھے پس جبرئیل نے اونکو مشورہ دیا کہ ہان اگر آپکی خواہش ہے پہر جبرئیل آپکو جبار کیطرف لے چڑہے پہر آپنے
کہا اور آپ اپنے مقام عروج مین آگئے تھے اے میرے پروردگار ہمسے تخفیف کردے تا آخر حدیث ابن جوزی نے اسکی شرح مین کہا ہے
اور روایت کی ابو سلمہ نے ابن عباس سے کہ پہر قریب ہوا کہا کہ قریب ہوا پروردگار آپ کا پہر جہک پڑا اور اسکو مقاتل نے اختیار کیا ہے کہا
مقاتل نے کہ نزدیک ہوا پروردگار محمد صلعم سے شب معراج مین پس ہوگیا ملتقی دو کمان کا یا زیادہ قریب اس سے اور مین نے اس وجہ کو واضح
کردیا ہے معنی مین اور بیان کردیا ہے کہ یہہ امر ایسا نہین ہے کہ جیسا وہم مین گذرتا ہے یعنی قریب ہونا اجسام کا اور طے کرنا مسافت کا اسلئے کہ یہہ تو
اجسام ہی سے خصوصیت رکہتا ہے اور حق تعالی اس سے پاک ہے قسطلانی نے مواہب لدنیہ مین کہا ہے کہ ملا یا حق تعالی نے

التشبيه فهذا الاسراء لينفي عن قلبه حبائل الوهم ومن يحكم عليه خيال من اهل التشبيه
والتجسيم بانحيازه في حق الحق سبحانه من الجهة والحد والمكان ولذا قال لنريه
من اياتنا بعض ما راى في تلك الليلة من عجائب الايات كانه سبحانه وتعالى
يقول ما اسريت به الا لرؤية الايات لا الي فاني لا احل في مكان ونسبة الامكنة
الي نسبة واحدة فكيف اسري به وانا عنده وانا معه اينما كان انتهى ثم احتج
الذهبي من الحديث بان هذا الحديث دال على انه سبحانه فوق السموات
وفوق جميع المخلوقات ولولا ذلك لما كان معراج النبي صلى الله عليه وسلم الى فوق
السماء السابعة الى سدرة المنتهى ودنو الجبار منه وتدليه سبحانه وتعالى بلا كيف
حتى كان من النبي صلى الله عليه وسلم قاب قوسين او ادنى وانه راه تلك الليلة
وان جبريل علا به حتى اتى به الى الله تعالى وهذه المقتضيات كلها التي افادتنا انه
فوق السماء باطلة لا تفيد شيئا على زعم من قال انه في كل مكان بل انه الذي
يلزم من دعواهم انه في الكنف والبطون والارحام وغير ذلك مما فطر الله
بني ادم على خلافه بل انما فطرهم على انه فوق العرش فوق السماء السابعة
فارسل رسله بتقرير ذلك ولم يرسلهم بانه ليس على العرش ولا بانه
داخل العالم ولا خارجه قلت هذا الكلام مخالف لمذهب اهل السنة
والجماعة يدل على حشوية مذهب القائل والاستدلال بالمقتضى باطل لانه لو لم
في حقه فان استقر مكانه فسوف تراني فلما تجلى ربه للجبل جعله دكا و
ناديناه من جانب الطور الايمن وقربناه نجيا فلما اتاها نودي من شاطئ
الواد الايمن في البقعة المباركة من الشجرة ان يا موسى اني انا الله رب العالمين
ولا اله الا انت سبحانك اني كنت من الظالمين غير مقبول عند الخصم

تبلیغ کو اس قصہ معراج کے شروع مین تاکید فی کر دیوے صاحب وہم سے اور اون لوگون سے کہ جنپر اونکا خیال حکمران ہے یعنی مشبہ
و مجسمہ سے جو کچھ کہ وے حق سبحانہ کے حق مین از قسم حد و جہت و مکان خیال باندھتے ہین اور اسی لئے فرمایا تاکہ دکھاوین ہم اوسکو
اپنی بعض نشانیان یعنی جو کچھ عجائبات کہ اوس شب مین حضرت نے دیکھی ہین گویا کہ حق سبحانہ فرماتا ہے کہ مین نے اوسکو معراج اسلئے
کرائی ہے کہ وہ بعض میری نشانیان دیکھ لیوے نہ کہ اپنے دکھانے کو اسلئے کہ مین کسی مکان مین محدود نہین ہوتا ہون اور کل مکانون
کی نسبت مجھسے برابر ہے پھر کیون مین اوسکو معراج کراتا اسلئے کہ مین اوسکے نزدیک تھا اور اوسکے ساتھ ہون جہان وہ رہے انتہی پھر بھی
اسنے حدیث معراج سے حجت پکڑی یا اینطور کہ یہہ حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ حق تعالی آسمانون کے اوپر ہے اور تمام مخلوق سے اوپر
ہے اور اگر ایسا نہوتا تو البتہ نبی صلعم کی معراج ساتوین آسمان کے اوپر سدرۃ المنتہی تک اور نزدیک ہونا جبار کا آپسے اور دیکھ لینا حق سبحانہ کا
بدون کیفیت کے یہان تک کہ ہوگیا وہ بہ نسبت نبی صلعم کے مثل دو کمان کا یا اس سے بھی زیادہ قریب اور یہہ کہ حضرت نے اوس شب
مین خدا کو دیکھا اور یہہ کہ جبرئیل آپکو اوپر لے گئے یہانتک کہ خدا تک پہونچا دیا اور یہہ تمام دلائل کہ جنہون نے ہمکو اس امر کا افادہ کیا ہے
کہ حق تعالی آسمان کے اوپر ہے باطل ہو جاتی کہ جنکا کچھہ بھی حاصل نہوتا مطابق گمان اون لوگون کے کہ جنکا قول ہے کہ حق تعالی اپنی
ذات سے ہر جگہہ ہے جنکے اس دعوی سے لازم آتا ہے کہ حق تعالی تہہ خانون مین اور بھٹیون مین اور کیچڑ والون مین ہے اور اسکے
علاوہ وہ امور لازم آتے کہ جنکے خلاف پر حق تعالی نے فطرت انسان کو پیدا کیا ہے بلکہ اوس سے بنی آدم کو اسی
خیال پر پیدا کیا ہے کہ وہ عرش پر ساتوین آسمان سے اوپر ہے پھر اسی اوسکے بیان کرنے کو اوس نے اپنے رسولون کو بھیجا
اور اونکو یہہ پیغام دیکر نہین بھیجا کہ خدا عرش پر نہین ہے اور نہ یہہ کہ وہ عالم کے اندر ہے اور عالم سے باہر نہین ہے مین
کہتا ہون کہ یہہ کلام مذہب اہل سنت کے مخالف ہے اپنے قائل کے حشوی ہونے پر دلالت کرتا ہے اور دلیل الانا
متفقی سے بمقابلہ الی ظواہر آیات کے کہ وارد ہین حق تعالی کی شان مین دلیس اگر ٹہر گیا پہاڑ اپنی جگہہ پر تو قریب ہے
کہ مجکو دیکھہ سکیگا پھر جب کہ جلوہ نما ہوا پروردگار پہاڑ کے لئے کر دیا اوسکو ریزہ ریزہ ۔ اور پکارا ہمنے اوسکو طور کے
داہنے جانب سے اور مقرب بنالیا ہمنے اوسکو اپنا ہمراز کر کے ۔ پھر جبکہ آیا وہ آگ کے پاس پکار آگیا اوسکو وادی کے داہنے جانب
سے متبرک جگہہ مین درخت کے اندر سے کہ اے موسی مین ہی تو خدا ہون پروردگار سارے جہان کا ۔
اور تیرے سوا کوئی معبود نہین ہے بیشک مین ظلم کرنیوالون مین تھا منظم کے نزدیک عقیدہ مسلم ہے

فانه يزعم هذه الظواهر صريحة بانه في الارض وفي قعر البحر ولو قيل انه فوق
السماء بالمقتضى لكانت هذه الظواهر الصريحة التي افادتنا انه في الشيء وفوق الجبل
وفي قعر البحر باطلة وانه لا تفيد شيئا على زعم من قال انه فوق العرش بذاته
مع انه المقتضى لا النص عليه صح وايدفع عنه الخصم فهو جوابنا ونحن لا نزعم
انه في كل مكان بذاته فان الله منزه عن المكان بل نقول كما قال الله تعالى
وهو معكم ونحن اقرب اليه من حبل الوريد فهو معنا واقرب الينا لا نعلم
كيفية المعية والاقربية وايضا لا يلزم من الدنو والتولي في جانب الفوق
ان يكون مستقره وسبحانه تعالى عن ذلك فان الله تعالى كلم موسى من تحت
الشجرة ونادى يونس بن متى في بطن الحوت في قعر البحر لا اله الا انت سبحانك
وارتقى نبينا صلى الله عليه وسلم حتى انتهى الى موضع يسمع فيه صريف الاقلام
وناجاه ربه بما ناجاه وهو ليس باقرب الى الله من يونس في ظلمة البحر فالله
سبحانه وتعالى قريب من عباده يسمع دعائهم ولا يخفى عليه حالهم كيف
ما تصرفت من غير مسافة بينه وبينهم فيسمع ويرى دبيب النملة السوداء على
الصخرة الصماء في الليل الظلماء تحت الارض السفلى كما يسمع ويرى تسبيح
حملة العرش فوق السماوات السبع العلى واما ما ذكر ان الرسل ارسلوا للتقرير
انه فوق العرش فوق السماء السابعة فكلام غير مستند فان الرسل لم يدعوا
ان الله مستقر بجهة الفوق بل دعواهم التوحيد كما هو ثابت في رواية البخاري
ثم رؤيته صلى الله عليه وسلم بعيني راسه ليلة الاسراء كان بغير احاطة فان الله
تعالى لا يحاط به قال العارف الشيخ عبد الوهاب الشعراني في القواعد
الكشفية فان قال قائل فاذا كان العلو والسفل في حق الحق جل وعلا واحدا

اسلئے کہ وہ کہتا ہے کہ یہہ ظواہر آیات بصراحت دلالت کررہی ہین کہ حق تعالی زمین مین ہے اور دریا کے تہ مین ہے
پس اگر کہا جاسے بذریعہ مقتضی کے کہ وہ آسمان پر ہے تو البتہ یہہ ظواہر صریحہ کہ جنہون نے ہمکو افادہ کیا ہے کہ وہ
درخت مین ہے اور پہاڑ کے اوپر ہے اور دریا کی تہ مین ہے باطل ہوجاینگی اور کچھہ مفید نہونگی مطابق گمان اون لوگون
کے کہ جنکا قول ہے کہ خدا عرش پر ہے اپنی ذات سے باوجودیکہ یہہ مقتضی ہے نہ کہ منصوص علیہ اور اسوقت جو جواب خصم
کو دیا جائیگا وہی ہمارا جواب ہوگا اور ہمارا یہہ قول نہین ہے کہ حق تعالی اپنی ذات سے ہر مکان مین ہے اسلئے کہ وہ
مکان مین ہونے سے پاک ہے بلکہ ہمارا قول مطابق قول حق تعالی کے ہے کہ وہ تمہارے ساتھہ ہے اور ہم اوسکے قریب
تر ہین شہ رگ سے (یہہ ہے کہ خدا ہمارے ساتھہ ہے اور ہمارے قریب تر ہے پر ہمکو معیت اور قربت کی کیفیت معلوم
نہین ہے) اور نیز نزدیک ہونے اور چہک پڑنے سے جانب فوق مین یہہ لازم نہین آتا ہے کہ خدا کا قرارگاہ اور مقام جانب
فوق ہے اسلئے کہ حق تعالی نے موسی سے درخت کے نیچے کلام کیا اور یونس بن متی نے مچھلی کے پیٹ مین کہ دریا کی تہ مین
تھے پکار کر کہا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہین ہے اور ہمارے نبی صلعم چڑھ گئے یہان تک کہ پہونچگئے اوس مقام مین کہ جہان
قلمون کی آواز سنائی دیتی ہے اور اون سے اونکے رب نے سرگوشی کی جو کچھہ سرگوشی کی اور آپ اوس
مقام مین خدا سے قریب تر نہ تھے یونس بن متی سے جبکہ وہ مچھلی کے پیٹ مین دریا کی ظلمت مین تھے پس
حق تعالے اپنے بندون کے قریب ہے اون کی دعا کو سنتا ہے اور اونکا حال جس طرح پر بدل گیا ہو اوسپر
پوشیدہ نہین ہے بدون دوری مسافت کے اوسمین اور بندون مین پس سنتا اور دیکہتا ہے کالی چیونٹی
کی آہستہ چال کو ٹہوس پتہر پر اندہیری رات مین پتی کی زمین کے نیچے پس جیسا کہ سنتا اور دیکہتا ہے حاملین
عرش کی تسبیح کو سات آسمان بلند کے اوپر اور لیکن یہہ جو ذکر کیا ہے کہ رسول اسلئے بہیجے گئے ہین کہ بیان کردیوین کہ
اللہ تعالے عرش پر ساتوین آسمان سے اوپر ہے پس کلام بے دلیل ہے اسلئے کہ رسولون نے یہہ دعوی نہین کیا
کہ حق تعالی جہت فوق مین قرار پکڑے ہوے ہے بلکہ اونکا دعوی توحید الہی ہے جیسا کہ بخاری کی روایت سے ثابت
ہے پہر دیکہنا حضرت صلعم کا اپنی آنکہون سے شب معراج مین بدون احاطہ کے تہا اسلئے کہ حق تعالی کا احاطہ نہین ہوسکتا ہے
عارف کامل شیخ عبد الوہاب شعرانی نے قواعد کشفیہ مین فرمایا ہے پس اگر کوئی کہنے والا کہے کہ جبکہ بلندی اور پستی حق جل وعلا کے حق مین یکسان

فاى فائدة للاسراء برسول الله صلى الله عليه وسلم الى السموات وما فوقها
فانه يوذن ان للعلو خصوصية على السفل والجواب ان مما اجمع عليه المحققون
بالله عز وجل ان الاسراء لم يكن ليزداد رسول الله صلى الله عليه وسلم علما بربه
عز وجل بل عين ما علمه من صفات ربه عز وجل في السماء هو عين ما كان يعلمه
في الارض ولذلك قال تعالى لنريه من آياتنا فاخبر ان الاسراء انما كان لرؤية
الآيات اى العلامات فلم يتغير صورة اعتقاده في ربه عما كان عليه في لحمته تعالى
في دار الدنيا وغاية الامر انه عرف بذلك الاسراء اختلاف المواطن وان الله تعالى
له حضرة خاصة يخاطب بها من شاء من عباده وحضرة لا يخاطب منها احدا
منهم فان قلت فهل كانت رؤيته صلى الله عليه وسلم لربه عز وجل منزهة عن
الاين والكيف والجهة فالجواب نعم قد اجمع على ذلك جميع العلماء بالله عز وجل انتهى
وقد تاول العلماء والمحدثون في الدنو والتدلي وليس هذا موضع بسطه والله اعلم
ونزول الملائكة من عند ربهم وصعودهم اليه قال الحلبي الشافعي في [illegible]
واستدل بنزول الملائكة من عند الله تعالى والجواب عن ذلك ان نزول الملائكة
من السماء انما كان لان السماء مقرهم والعندية لا تدل على ان الله في السماء لانه
يقال في الرسل الآدميين انهم من عند الله وان لم يكونوا نزلوا من السماء على
ان العندية قد يراد بها الشرف والرتبة قال الله تعالى وان له عندنا لزلفى وحسن
مآب ويستعمل في غير ذلك كما قال صلى الله عليه وسلم حكاية عن ربه عز وجل
انا عند ظن عبدي بي قلت لم يبق حديث نزول الملائكة وصعودها اليه حتى
نجيب عنه نعم قد روى الشيخان عن سهل بن ابي صالح عن ابيه عن ابي هريرة عن
النبي صلى الله عليه وسلم ان لله ملائكة سيارة فضلا يتتبعون مجالس الذكر

پس رسول خدا صلعم کو شب معراج مین آسمانون سے اوپر لیجانے مین کیا فائدہ تھا اسلئے کہ اس قصہ سے ظاہر ہوتا
ہے کہ بلندی کو خدا سے خصوصیت ہے بہ نسبت پستی کے اور جواب اس شبہہ کا یہہ ہے کہ ارباب تحقیق کے عقیدے
مین معراج رسول خدا کو اسلئے ہوئی تھی کہ اونکو اپنے پروردگار کا علم زیادہ ہو جاوے بلکہ جو صفات ربانی اونکو آسمان مین
معلوم ہوئے وہی صفات بعینہا اونکو زمین مین معلوم تھے اور چنانچہ حق تعالی نے فرمایا ہے تاکہ دکھاوین ہم اوسکو اپنی بعض
نشانیان۔ پس اس کلام مین خداوند کریم نے خبر دی ہے کہ معراج مین جانا بعض نشانیان دیکھنے کیواسطے تھا پس حضرت
کے اعتقاد کی حالت اپنے رب کے باب مین متغیر نہین ہوئی اوس کیفیت سے کہ آپ حق تعالی کو دنیا مین پہچانتے تھے اور
غایۃ الامر یہہ ہے کہ آپ نے اوس معراج سے مختلف مقامات کو پہچان لیا اور یہہ کہ حق تعالی کے لیے ایک خاص بارگاہ ایسی
ہے کہ وہان کسی سے کلام نہین کرتا ہے پس اگر تو کہے کہ پھر کیا حضرت صلعم کا دیکھنا اپنے پروردگار عزوجل کو مکان اور کیفیت
اور جہت سے پاک تھا پس جواب یہہ ہے کہ ہان اسی پر تمام علماء ربانی کا اجماع ہے انتہی اور علماء محدثین نے نزدیک
ہونے اور نیچے پڑنے کی تاویل بیان کی ہے یہان اوسکے بسط و تفصیل کا موقع نہین ہے اور خدا زیادہ جاننے والا ہے
اور فرشتون کے اوترنے سے اپنے رب کے پاس سے اور اونکے چڑھنے سے اوسکی طرف کہا علامہ حلبی شافعی نے
ابن تیمیہ کے رد مین اور دلیل لایا فرشتون کے اوترنے سے خدا کے پاس سے اور جواب اسکا یہہ ہے کہ فرشتونکا
اوترنا آسمان سے اسوجہ سے تھا کہ آسمان اوسکا قرارگاہ ہے اور نزدیک ہونا اسپر دلالت نہین کرتا ہے کہ حق تعالی
آسمان مین ہے اسلئے کہ آدمیون مین سے رسولون کے باب مین کہا جاتا ہے کہ وے خدا کے پاس سے آئے ہین
اگرچہ وہ آسمان سے نہین اوترے ہین اسکے علاوہ کبھی نزدیکی سے بزرگی و مرتبہ مراد لیجاتی ہے فرمایا حق تعالی
نے اور ہمارے نزدیک اوسکے لئے تقرب ہے اور اچھا مقام بازگشت اور اسکے غیر مین بہی اسکا استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ
نبی صلعم نے فرمایا ہے اپنے رب کی طرف سے کہ مین نزدیک ہون اپنے بندے کے گمان سے جو مجھسے رکھتا ہے مین کہتا ہون
کہ ابن تیمیہ نے نزول و صعود ملائکہ کی حدیث کو بیان نہین کیا ہے کہ ہم اوسکا جواب دین ہان شیخین نے سہیل بن ابی
صالح سے اونہون نے اپنے باپ سے اونہون نے ابوہریرہ سے اونہون نے نبی صلعم سے روایت کی ہے کہ خدا
کے بہت سے فرشتے ہین سیر کرنیوالے فضیلت والے کہ تلاش کرتے ہین ذکر اللہ کی مجلسون کو آخر حدیث تک

الحديث وفيه فاذا تفرقوا عرجوا وصعدوا الى السماء قال فيسئلهم الله وهو اعلم
من اين جئتم فيقولون جئنا من عند عباد لك فى الارض يسبحونك ويكبرونك
الحديث لفظ مسلم وفى رواية البخارى فيحفونهم باجنحتهم الى السماء الدنيا
قال فيسئلهم ربهم الحديث وليس فيهما النزول من عندهم ولا ذكر صعودها
الى الرب والصعود الى ربها يدل ان انتهاءهم الى مقرهم الاعلى ان الله عز وجل
فى السماء فلو قلتم هذا انتهاء لقول المدعى ان الله فوق العرش وجب سؤاله تعالى
عنهم هل كان من فوق العرش او فى السماء على الثانى يلزم انتقاله من مقره وهو
مستحيل وعلى الاول فلا دلالة فى الحديث وقوله ان الملئكة يتعاقبون بالليل
والنهار فيعرج الذين باتوا فيكم الى ربهم فيسئلهم وهو اعلم بهم قال المجلى
فى رده وذكر عروج الملئكة قد سبق ربما شك فقال ظهوره وقوى متنه
بلفظ الى جهة وان الى لانتهاء الغاية وانتهائها فى قطع المسافة واذا
سكت عن هذا المتكلم بكلام العرب فان المسافة لا تفهم العرب منها الا ما ينتقل
فيه الاجسام وهم يقولون انهم لا يقولون بذلك وقد قال الخليل صلى الله عليه وسلم
انى ذاهب الى ربى وليس المراد بذلك الانتهاء الذى عناه المدعى بالاتفاق
ولم يجمعوا على ذلك فى كتاب الله ولا يحتج به فى خبر الواحد انتهى قلت هذا
الحديث رواه البخارى ومسلم عن ابى هريرة مرفوعا قال الحافظ العسقلانى
فى شرح هذا الحديث تمسك بظواهر احاديث الباب من زعم ان الحق سبحانه
وتعالى فى جهة العلو وقد ذكرت معنى العلو فى حقه جل وعلا فى الباب الذى
قبله انتهى وهذا اشارة الى ما تقدم نقله عن الكرمانى لما كانت جهة العلو اشرف
من غيرها اضافها اليه اشارة الى علو الذات والصفات انتهى فهكذا الجواب فيه

اور اسی حدیث مین ہے کہ جب ذکر اللہ کرنیوالے اپنے مجالس سے متفرق ہو جاتے ہین تو ملائکہ عروج کرتے ہین اور چڑھ جاتے ہین آسمان کیطرف کہا کہ پھر خدا اون سے پوچھتا ہے اور وہ دانا تر ہے کہ تم کہان سے آئے ہو پس ملائکہ عرض کرتے ہین کہ ہم تیرے چند بندون کے پاس سے کہ زمین مین رہتے ہین آئے ہین وہ تیری تسبیح و تکبیر کا ورد کر رہے تھے آخر حدیث تک یہہ لفظ مسلم کے ہین اور بخاری کی روایت مین ہے پس ملائکہ اون ذاکرین کو اپنے بازوون سے آسمان دنیا تک گھیر لیتے ہین کہا کہ پھر اون سے اونکا پروردگار پوچھتا ہے آخر حدیث تک اور ان دونون حدیثون مین نہ پروردگار کے پاس سے اوترنے کا ذکر ہے اور نہ اوسکی طرف چڑھنے کا اور آسمان کیطرف چڑھتا ہے دلالت کرتا ہے اسپر دلالت کرتا ہے کہ اونکی انتہا اپنے قرارگاہ تک ہے نہ اسپر کہ خدا عزوجل آسمان مین ہے پس اگر تمہارا یہہ قول ہے تو یہہ قول مخالف ہے مدعی کے اس قول سے کہ خدا عرش پر ہے اور اسوقت پوچھنا پروردگار کا ملائکہ سے آیا عرش کے اوپر سے ہے یا آسمان مین سے ہے دوسری صورت مین لازم آتا ہے ہٹنا پروردگار کا اپنے قرارگاہ سے اور یہہ محال ہے اور پہلی صورت پر حدیث مذکور دلالت نہین کرتی ہے اور قول اونکا کہ ملائکہ آگے پیچھے آمد و رفت کرتے ہین رات دن مین پس جو ملائکہ رات مین تمہارے پاس رہے تھے اپنے پروردگار کیطرف عروج کرتے ہین پس اون سے خدا دریافت کرتا ہے اور وہ اونکے حال کو خوب جانتا ہے علامہ حلبی نے اسکے رد مین کہا ہے (اور ذکر عروج ملائکہ کا گذر چکا ہے بسا اوقات ابن تیمیہ نے اپنے اسکے فقرہ کو باندھا ہے اور اپنی پشت کو قوی کیا ہے الی ربہم کے لفظ سے اور اسوجہ سے کہ الی واسطے انتہای مسافت کے ہے اور انتہا سے مسافت قطع مسافت سے ہوتی ہے اور جبکہ سکوت کرے اس قول سے نہ کلام کرے گا عرب کی زبان مین اسلئے کہ عرب لفظ الی سے مسافت کو اوسی چیز مین سمجھتے ہین کہ جسمین اجسام منتقل ہوتے ہین اور وہ کہتا ہے کہ عرب اسکے قائل نہین ہین حالانکہ خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین اپنی رب کیطرف جانیوالا ہون) اور قول مین انتہا سے مراد بالاتفاق وہ انتہا نہین ہے کہ جسکو اس مدعی نے قصد کیا ہے پھر کتاب اللہ مین اسکے لینے پر کیون جرأت کرتا ہے اور خبر واحد کے ذریعہ سے کتاب اللہ کا جواب نہین ہو سکتا انتہی مین کہتا ہون کہ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً اسطرح پر روایت کیا ہے حافظ عسقلانی نے اس حدیث کی شرح مین کہا ہے کہ دلیل پکڑی ہے اس قسم کی احادیث کے ظاہری معانی سے اون لوگون نے کہ جو قائل ہین کہ حق تعالیٰ جہت علو مین ہے اور مین ذکر کر چکا ہون علو کے معنے خدا تعالیٰ کے حق مین اس سے پہلے باب مین انتہی اور یہہ کلام اشارہ ہے اوس قول کیطرف کہ جسکو کرمانی سے سابق مین عسقلانی نے نقل کیا ہے کہ جب مسلم ہو چکا کہ اشرف الجہات ہے پس اوسکی نسبت کرنا حق تعالیٰ کیطرف اشارہ علو ذات و صفات الٰہی کیطرف انتہی اسیطرح تنبیہ مین ہے جیسا مذکور ہین

عن ما استدل به ابن تيمية من الآيات والاحاديث في هذا الباب فرداً فرداً
وما استدل به غيره من الحشوية تخصا تخصا من شاء التفصيل فليرجع اليه
واما ما تشبث به المصنف في بيان التجلي بحسب اسم الباطن فكله مناقض لقوله فصحح
الاستواء على العرش على ظاهره وكذا سائر المتشابهات لان المتشابهات منها
ما يدل بظاهره على كونه تعالى بائنا من خلقه اقصى بينونة ومنها ما يدل
على كونه تعالى قريبا من عباده غاية القرب والمعية فكيف يصح الحكم بكون
سائر المتشابهات محمولة على ظواهرها الكونه مستلزما الاجتماع النقيضين فعلم ان هذا
الحكم لا يخلوا عن السفاهة وضع ذلك يدعى ان هذا الحكم في الباب فصل الخطاب المعلوم
بالاحاديث المعصوم من الكتب والناظر البصير والعريف الخبير اذا طالع كتابه هذا
لعرف ان ما ادعى به فيه من احياء علوم اهل البيت وبيان عقائدهم مقتبسا سنتهم واثارهم
باطل لانه ملأ هذا الكتاب بعقائده الفاسدة التي يبطلها كلام اجلة
اهل البيت وائمتهم اما رأيت قول الامام جعفر الصادق المنقول عن
القشيرية كيف ينفي كونه تعالى على شيء عرشا او فرشا وكيف يبطل كونه
تعالى في شيء جهة كان او سماء وقول علي في خطباته التي نقلها المصنف
كيف ينزهه تعالى عن كونه في الجهات او في الارضين او في السموات
وكيف ينص على كونه غنيا مقدسا عن الزمان والمكان وسائر
صفات الحوادث والاكوان ومع هذا يدعي غير مرة انهم رضي الله تعالى
عنهم كانوا من مثبتة الجهة ويحملون الصفات المتشابهات على ظواهرها ويدعي
ان هذا المذهب كبراء اهل البيت والائمة الاربعة من اهل السنة والجماعة
ايضا كانوا على هذه العقيدة وهذا ابين اقوال الائمة الاربعة على التفصيل

اون آیات و احادیث کے کہ جن سے اس بات مین ابن تیمیہ نے استدلال کیا ہے ایک
ایک کر کے اور اون آیات و احادیث سے کہ جن سے ابن تیمیہ کے غیر نے مجسمہ مین سے
استدلال کیا ہے ہر شخص جسکو تفصیل مطلوب ہو تو چاہیے کہ کتب کے طرف رجوع ہو اور لیکن
دلائل کو مصنف نے دستاویز بنایا ہے اسم الباطن کے تجلی کے بیان مین ہر ایک اونمین سے
مناقض ہے مصنف کے اس قول سے کہ پس صحیح ہوگیا استوا علی العرش اپنے ظاہری معنی کے بنا پر
اور اسیطرح صحیح ہوگی اور متشابہات) وجہ اس تناقض کی یہ ہے بعض متشابہات ظاہر معنی کے اعتبار سے
دلالت کرتے ہین اسپر کہ حق تعالے اپنے مخلوق سے دور ہے نہایت درجہ کا دور ہونا اور بعض
دلالت کرتے ہین اسپر کہ حق تعالے اپنے مخلوق کے قریب ہے انتہا درجہ قرب و معیت کے
ساتھ پھر کیونکر صحیح ہوگا یہ حکم مصنف کا کہ کل متشابہات محمول ہین اپنے ظاہری معنی پر اسلئے کہ یہ
حکم مستلزم ہے اجتماع نقیضین کو پس معلوم ہوگیا کہ مصنف کا یہ حکم سفاہت سے خالی نہین ہے
اور باوجود اسکے دعوی کرتا ہے کہ یہ حکم اس باب مین فصل خطاب ہے جو معلوم ہے احادیث معصومین سے اور ناظر
بصیر و عارف تحریر جیب مصنف کی اسکا مطالعہ کریگا معلوم کر لیگا کہ مصنف نے جو اس کتاب مین علوم اہلبیت کو جمع کر
اور اونکے سنن و احادیث کے مطابق بیان کرنیکا دعوی کیا ہے باطل ہے اسلئے کہ اس کتاب کو اپنے فاسد عقائد سے بھر دیا
کہ جنکو اہلبیت کے اکابر و ائمہ کا کلام باطل کرتا ہے کیا نہین دیکھا تو نے امام جعفر صادق کا قول جو رسالہ قشیریہ سے نقل کیا گیا ہے
کسطرح نفی کر رہا ہے خدا ے تعالی کے کسی شے پر ہونیکی وہ شے عرش ہو یا فرش ہو اسیطرح باطل کرتا ہے حق تعالی کے کسی شے
مین ہونیکو جہت ہو یا آسمان اور قول علی کو اونکے خطبونمین کہ جنکو مصنف نے نقل کیا ہے کسطرح خدا کی پاکی بیان کر رہا ہے اوسکے
موجود ہونے سے جہات مین یا زمین مین یا آسمانو نمین اور کسطرح تصریح کرتا ہے خدا کے غنی و مقدس ہونیکی زمان و مکان سے اور تمام صفات
حوادث و اکوان سے اور باوجود اسکے مصنف بار بار دعوی کرتا ہے کہ ائمہ اہلبیت رضی اللہ عنہم جہت کو ثابت کرنیوالے تھے اور صفات
متشابہات کو اونکے ظاہری معنی پر عمل کرتے تھے اور دعوی کرتا ہے کہ یہ مذہب ہے اکابر اہلبیت کا اور اہلسنت چارون امام اسی عقیدہ پر تھے اور
اسیوجہ سے چارون امامونکے اقوال کو اس مدعا کے اثبات مین مصنف نے تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے ۔

في اثبات المرام وقال ولما فشى في المتاخرين من المتكلمين والفقهاء التاويل
والتعطيل في الاعتلاء والاستواء استحسنا ان يحكي ما روى اورأى المتقدمون
من المتكلمين والفقهاء الذين شاع بهم الاقتداء وذاع منهم الاهتداء
موافقا لما عليه اهل بيت النبوة الكبراء وان طال المقال دفعا للمراء والتوفيق
من حضرة العظمة والكبرياء قال اعظم الفقهاء الاربعة واقدم متكلمي صغار
التبعة المتبعة ابو حنيفة النعمان في باب الايمان من كتاب مسند الاثار
رواية محمد بن الحسن عنه وهو اشهر مسانيده باظهر اسانيده ورواه عن
محمد ابو سليمان الجوزجاني وابو حفص الكبير البخاري واسمعيل الرازي
قال ثنا عطاء بن ابي رباح عن عبد الله بن رواحة انه سمى شاة من غنمه
لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم واوصى بها جارية له كانت في الغنم
فكان يتعاهدها وينظر اليها كلما اتى الغنم حتى سمنت وصلحت فجاء يوما
ففقدها من الغنم فسألها عنها فقالت ضاعت فلطم وجهها فلما سُرّي
ذلك عنه اتى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فاخبره بالقصة فقال له
املك لنفسي ان لطمتها قال فاعظم ذلك النبي صلى الله عليه وآله وسلم
وقال لعلها مومنة قال يا رسول الله انها سوداء قال ائت بها فلما جاء
بها قال لها النبي صلى الله عليه وآله وسلم اين الله قالت في السماء قال من
انا قالت انت رسول الله فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم انها
مومنة قال فقال عبد الله بن رواحة فهي حرة يا رسول الله الحديث الى
ان قال بعد الكلام في سنده وتاييده بشواهده فقوله صلى الله عليه
وآله وسلم بعد سؤالها وجوابها انها مومنة حكم منه بانه من لم يقر منا

اور کہا داود نے جملہ متکلمین اور فقہا سے متاخرین میں تاویل اور تعطیل حاصل کی ہے استیلا در استوا کے
باب میں تو ہمنے بہتر سمجھا ہے کہ بیان کیا جاتا ہے جو کچھ روایت کیا گیا ہے یا راست قائم کی ہے متقدمین
فقہا و متکلمین نے کہ جنکی پیروی شایع ہے اور اون سے راہ پانا مخلوق کا ذایع ہے موافق اعتقاد کبرا کے
اہل بیت نبوت کے اگرچہ کلام دراز ہو جاتا ہے جدال کو دور کرنے کے واسطے اور توفیق بارگاہ عظمت
و کبریا سے ہے کہا فقہا نے ارکو کے اعظم اور مشار تبع تابعین متکلمین کے اقدم ابو حنیفہ نعمان نے
کتاب مسند آثار کے باب الایمان میں کہ جسکو اون سے محمد بن حسن نے روایت کیا ہے اور بیچ
مسند امام اعظم کے مشہور تر سانید میں ہے ظاہر تر اسانید سے روایت کیا اوسکو
امام محمد سے ابو سلیمان جوزجانی و ابو حفص کبیر بخاری و اسمعیل رازی نے کہا کہ بیان کیا ہم سے عطا بن ابی
رباح نے عبد اللہ بن رواحہ سے کہ اونہوں نے اپنے گلہ میں سے ایک بکری کو رسول خدا صلعم کے لئے نذر
کیا تھا اور اپنی لونڈی کو کہ گلہ کی حفاظت کرتی تھی اوس بکری کے باب میں وصیت کر دی تھی پس وہ لونڈی اوس
بکری کے غور و پرداخت و نگہبانی کرتی تھی جب یہ گلہ آیا تھا یہاں تک کہ وہ بکری فربہ اور تیار ہو گئی پس ایک روز
حضرت عبد اللہ آئے اور گلہ میں اوس بکری کو نہ پایا پس لونڈی سے بکری کا حال دریافت کیا تو لونڈی نے کہا کہ
وہ بکری لنگڑی ہو گئی پس اونہوں نے لونڈی کے منہ پر ایک تھپڑ مارا پھر جبکہ وہ غصہ اون سے فرو ہو گیا تو نبی صلعم کے
پاس آکر اس قصہ کی خبر دی اور کہا کہ میں نے بے اختیار ہو کر لونڈی کے تھپڑ مار دیا کہا کہ پس یہہ امر نبی صلعم پر شاق گزرا اور
فرمایا کہ شاید وہ لونڈی مومنہ ہے کہا اونہوں نے کہ یا رسول اللہ وہ تو حبشیہ ہے پس حضرت نے فرمایا اوسکو یہاں لاؤ پھر جبکہ
لونڈی کو لائے تو حضرت صلعم نے لونڈی سے فرمایا کہ خدا کہاں ہے لونڈی نے کہا کہ آسمان میں ہے حضرت نے
فرمایا کہ میں کون ہوں لونڈی نے کہا کہ آپ خدا کے رسول ہیں پس رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ یہہ لونڈی ایماندار ہے
کہا راوی نے کہ پھر عبد اللہ بن رواحہ نے کہا کہ تب تو یہہ آزاد ہے یا رسول اللہ آخر حدیث تک یہاں تک کہ
مصنف نے اس حدیث کی سند میں کلام کر کے اور اسکے شواہد سے اسکو قوی کر کے کہا پس نبی صلعم کا لونڈی سے
سوال و جواب کے بعد یہہ فرمانا کہ یہہ ایمان والی ہے ایک حکم آپکا باین طور کہ جو ایسا کہے مومن

ليس بمؤمن انتهى اقول ومن الله التوفيق ان هذا الحديث مما تمسك بها الذهبي
وقال وفيه جواز السوال باين الله وجواز الاخبار بانه في السماء والجواب انه
مصروف عن ظاهره كما هو شان سائر المتشابهات ولهذا قال الامام ابن فورك
في تاويل هذا الخبر ان الكلام في ذلك من وجهين احدهما في تاويل قوله صلى الله
عليه وسلم اين الله مع استحالة كونه في المكان والثاني قوله انها مومنة من
غير فحص وعمل منها ثم قال في التوجيه لهذا الحديث ان معنى قوله صلى الله عليه وسلم
اين الله استعلام لمنزلته وقدره عندها وفي قلبها وقولها في السماء على طريق
الاشارة اليها تنبيها على محله في قلبها ومعرفتها به على قول القائل اذا اراد ان
يخبر عن رفعة وعلو منزلة فلان في السماء اى هو رفيع الشان عظيم المقدار واذا كان كذلك
لم يجز ان يحمل على غيره مما يقتضي الحيز والتشبيه والتمكين في المكان والتكييف انتهى ملخصا مما في التنبيه
وقال الامام النووي في شرح مسلم هذا الحديث من احاديث الصفات وفيها مذهبان تقدم ذكرهما ثم قال بعدما
اي تاويله بما يليق به قال كان المراد امتحانها هل هي موحدة تقر بان الخالق المدبر الفعال هو الله
وحده وهو الذي اذا دعاه الداعي استقبل السماء كما اذا صلى المصلي استقبل الكعبة
وليس ذلك لانه منحصر في السماء كما انه ليس منحصرا في جهة الكعبة بل ذلك لان
السماء قبلة الداعين كما ان الكعبة قبلة المصلين ام هي من عبدة الاوثان التي بين ايديها
فلما قالت في السماء علم انها موحدة وليست عابدة الاوثان انتهى قال القاضي عياض
لا خلاف بين المسلمين قاطبة فقيههم ومحدثهم ومتكلمهم ونظارهم ومقلدهم ان الظواهر
الواردة بذكر الله تعالى في السماء كقوله تعالى أأمنتم من في السماء ان يخسف بكم الارض
ونحوه ليست على ظاهرها بل متاولة عند جميعهم انتهى ملخصا مما في التنبيه وهذا
القول مطابق لما قاله المصنف في مقتولة المذكور ولما في المتاخرين من المتكلمين

ہو تین نہیں ہے انہی بیخ لکہتا ہوں اور خدا ہی کیطرف سے توفیق ہے کہ اس حدیث کے ظاہر کو فرقہ مشبہ نے دستاویز بنایا
ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے این اللہ کہنے کا جواز اور جایز ہونا اسکے خبر دینے کا کہ خدا آسمان میں ہے
اور جواب یہہ ہے کہ یہہ حدیث بہیری بوجہتی ہے اس سے ظاہر ہے کہ بہیا کل متشابہات کا ادا ال ہے اور اسیوجہ سے امام ابن
فورک نے اس حدیث کی تاویل کی ہے اب میں کہتا ہوں کہ کلام اس حدیث میں دو طرح پر ہے ایک اوس کی تاویل کیوجہ میں ہے
قول این اللہ کے باوجود محال ہونے خدا کے مکان میں ہونے کے دوسرے حضرت کے اس قول میں کہ یہہ مومنہ ہے بدون
ظاہر ہونے کسی عمل کے اوس عورت سے پہر اس حدیث کی توجیہہ میں کہا کہ حضرت صلعم نے قول این اللہ سے دریافت کرنا
خدا کی عظمت و منزلت کو اوس عورت کے نزدیک چاہا اور اوسکے دل میں اور اوسکا یہہ کہنا کہ آسمان میں ہے بطور اشارہ کے آسمان کیطرف
واقع ہے جیسے کہ خدا کی منزلت پر اوسکے دلیل لایا اوس عورت نے یہہ چاہا خبر دینا خدا کو جیسا کہ جب کسی کی بڑی مرتبت و عالی منزلت بیان
کرنا منظور ہو تو بیان کرنیوالا کہتا ہے کہ فلان شخص آسمان میں ہے یعنی وہ رفیع الشان و عالی قدر ہے اور جبکہ ایسا ہوا تو جایز نہیں ہے کہ اس
معنی کے غیر پر جاریہ کا قول حمل کیا جاوے کہ جس سے حد و تشبیہ اور مکان میں ہونا اور کیفیت سے موصوف کرنا لازم آوے تمام ہوا
اس قول کا جو کہ تنبیہ میں منقول ہے اور امام نووی نے مسلم کی شرح میں کہا ہے کہ یہہ حدیث صفات متشابہات کی احادیث میں سے ہے اور
اونمیں دو مذہب ہیں کہ جنکا ذکر گزر چکا ہے پہر کہا کہ جو لوگ قایل ہیں اسکی تاویل کے ایسے معنی میں کہ جو شان الٰہی کے لائق ہیں اونکا قول
ہے کہ حضرت کو اوس لونڈی کا امتحان منظور تھا کہ کیا وہ موحد ہے اقرار کرتی ہے اس امر کا کہ پیدا کرنیوالا تدبیر کرنیوالا سب کام کرنیوالا صرف
خدا ہی ہے اور اوسی کیطرف دعا کرنیوالا آسمان کے جانب مونہہ کر لیتا ہے کہ جیسا کہ جب نمازی نماز پڑہتا ہے تو کعبہ کیطرف متوجہ ہوتا ہے اور
اوس توجہ سے یہہ غرض نہیں ہوتی ہے کہ خدا آسمان کے اندر گہرا ہوا ہے جسطرح کہ وہ جہت کعبہ میں بھی گہرا ہوا نہیں ہے بلکہ یہہ توجہ اسلیے ہے کہ
آسمان دعا کرنیوالوں کا قبلہ ہے جسطرح کہ کعبہ نمازیوں کا قبلہ ہے یا یہہ لونڈی بت پرستوں میں سے ہے کہ جنکو وہ سامنے رکہے رہتے ہیں
پس جبکہ لونڈی نے کہا کہ خدا آسمان میں ہے تو معلوم ہو گیا کہ وہ موحد ہے اور بتوں کی پوجنے والی نہیں ہے انتہی علامہ قاضی عیاض رح نے فرمایا ہے کہ نہیں خلاف
ہے تمام مسلمانوں محققین اور اونمیں فقیہ و محدث و اہل کلام و اہل نظر و مقلد سب کا اس میں کہ ظواہر آیات احادیث جو وارد ہیں خدا کے آسمان میں ہونیکی ذکر میں
وے اپنے ظاہر معنی پر محمول نہیں ہیں بلکہ کل مسلمانونکے نزدیک غیر ظاہر پر محمول ہیں اور تمام جو اہل [illegible] کلام سے جو تشبیہ میں
کرتا ہے اور اس قول سے باطل ہو گیا جو کہ مصنف نے اپنے قول [illegible] شروع میں لایا ہے کہ [illegible] فقہا

والفقهاء التأويل الأمر يدل بذلك انه دأب المتاخرين واما القدماء فلا يحملون المتشابه
على ظاهره ونترك التأويل فيه قال البيضاوي في توجيه حديث الجارية لم يرد به السؤال
عن مكانه فانه منزه عنه والرسول اعلى من ان يسأل ذلك بل اراد ان يتعرف انها
مشركة ام موحدة لان الكفار كانت في السماء وفي رواية اشارت الى السماء ففهم
منها انها موحدة تريد بذلك نفي الالهة الارضية التي هي الاصنام لا اثبات السماء
مكانا لله تعالى عما يقول الظالمون علوا كبيرا ولانه كان مامورا بان يكلم الناس
على قدر عقولهم ويهديهم الى الحق على حسب فهمهم ووجدها تعتقد ان المستحق
للعبودية اله يدبر الامر من السماء الى الارض لا الالهة التي يعبدها المشركون فقنع منها
بذلك ولم يكلفها اعتقاد ما هو صرف التوحيد وحقيقة التنزيه انتهى وقال الامام
الشعراني في اليواقيت والجواهر فان قيل فما الحكمة في سؤال رسول الله صلعم
الجارية التي شكوا في اسلامها او ارادوا عتقها بالايمان حين قال لها اين الله
فاشارت الى السماء فقال هي مؤمنة وفي الكتب مع انه صلعم يعلم قطعا استحالة الاينية
على البارى جل وعلا فالجواب كما قاله الشيخ في الباب الخامس والثمانين انه صلعم
ما سأل الجارية بالاينية الا تنزلا لعقلها والشريعة قد اتت على حسب ما وقع عليه
التواطي في السنة العالم قال تعالى وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم
ثم ان التواطي قد يكون على صورة ما هي الحقائق عليه في نفسها وقد لا يكون والشارع
صلى الله عليه وسلم تابع لهم في ذلك تنزيلا لعقولهم عن احكامهم انتهى ثم قال المفتي
العلامة بعد ذكر هذه النقول في التشبيه قلت كثيرا ما يستدل المجسمة بنحو هذه
الاحاديث على اثبات الجهة ولا يمكن اجراؤها على ظاهرها باتفاق المسلمين لان
كونه في السماء يقتضي ان يكون في السماء ظرفا فيكون السماء محيطا له تعالى من جميع

فقہا و متکلمین میں تاویل شایع ہوئی ہے تا آخر اور مراد اس قول سے یہہ لی ہے کہ تاویل کرنا پچھلون کی عادت
ہے اور لیکن پہلے لیس اونکا طریقہ متشابہہ کو حمل کرنا ہے اوسکے ظاہری معنی پر اور اوسمین تاویل نکرنا بیضاوی نے
حدیث جاریہ کی توجیہ مین کہا ہے کہ حضرت نے اس حدیث مین خدا کے مکان کو پوچھنے کا ارادہ نہین کیا ہی اسلیے
کہ حق تعالی مکان سے پاک ہے اور رسول مکان کا سوال کرنے سے برتر ہی بلکہ یہہ ارادہ کیا ہے کہ معلوم ہو جاے کہ وہ عورت
موحد ہے یا مشرک یہان تک کہ کہا لیس جبکہ عورت نے کہا کہ آسمان مین ہے اور ایک روایت مین ہے کہ اوسنے اشارہ
کیا آسمان کیطرف تو اس سے معلوم ہو گیا کہ وہ موحد ہے اپنے قول یا اشارہ سے ارادہ کرتی ہے نفی معبودین زمین کی
کہ وہ بت ہین نہ یہہ کہ آسمان خدا کا مکان ہے یہہ برتر ہے خدا ظالمون کے قول سے بہت برتر ہوتا اور اسوجہ سے کہ حضرت کو
حکم تھا کہ لوگون سے کلام کرین بقدر اونکی عقلون کے اور اونکی ہدایت کرین حق کیجانب موافق اونکی فہم کے اور اوس عورت
کو حضرت نے پایا کہ وہ معتقد ہے کہ بندگی کا حقدار ایسا ہو کہ جو امر مخلوق تدبیر کرتا ہے آسمان سے لیکر زمین تک نہ کہ وہ معبودین
کہ جنکو مشرک پوجتے ہین لیس اوس عورت سے حضرت نے اسپر قناعت کرلی اور اوسکو تکلیف ندی معرفت توحید اور حقیقت تنزیہ کے
اعتقاد کی انتہی اور امام شعرانی نے یواقیت والجواہر مین کہا ہے لیس اگر کہا جاے پہر کیا حکمت ہے رسول خدا صلعم کے پوچھنے
مین مکان کو اوس عورت سے کہ جسکے مسلمان ہونے مین لوگون کو شک تھا اور اونہون نے اوسکو آزاد کرنا چاہا تھا جبکہ حضرت نے
اوس عورت سے فرمایا کہ خدا کہان ہی لیس عورت نے آسمان کیطرف اشارہ کیا لیس حضرت نے فرمایا کہ یہہ مومنہ ہے قسم رب کعبہ کی اگرچہ
حضرت صلعم قطعا جانتے تھے کہ حق جل وعلا کا مکان مین ہونا محال ہی لیس جواب سکا وہی ہی کہ شیخ اکبر نے فتوحات باب ۲۸ مین ذکر کیا ہے
کہ حضرت صلعم نے لونڈی سے مکان کا سوال محض اوسکے عقل کے اعتبار سے کیا تھا اور شہر مدینہ کا وارد ہوا اسکے نیچ پر ہوا ہے کہ جو لوگون
کے زبانون پر شایع ہی حق تعالی نے فرمایا ہی کہ ہمنے جسقدر رسول بھیجے ہین اونکے اقوام کی زبان پر بھیجے ہین تا کہ اونپر امر حق کا اظہار کرین
پہر لوگونکا اتفاق کبہی تو حقایق نفس الامر یہ کے مطابق پڑ جاتا ہے اور کبہی نہین ہوتا ہے اور شارع صلعم اسباب مین اونکے تابع ہین احکام
شرع بیان کرنے مین بقدر اونکے عقلون کے انتہی بیرغی علامہ نے کہا تنبیہ مین ان نقلونکو ذکر کرنے کے بعد کہ مین کہتا ہون کہ لبا اوقات مجسمہ دلیل
لاتے ہین اثبات جہت کے لیے اس قسم کی حدیثون سے حالانکہ باتفاق کل مسلمانون کے ان حدیثونکو اونکے ظاہری معنی پر جاری
کرنا ممکن نہی اسلیے کہ خدا کا آسمان مین ہونا چاہتا ہے کہ آسمان اوسکا ظرف ہو جاے لیس اس تقدیر پر آسمان منتہا ہم

الجوانب فيكون تعالى اصغر من العرش بكثير بلا شك فيكون الله تعالى
شيئا حقيرا بالنسبة الى العرش وذلك باتفاق المسلمين مستحيل
فيصرفه عن الظاهر الى التاويل او يفوض معناه كما هو مذهب
السلف انتهى اقول المراد بالتاويل التاويل التفصيلي والا فالتفويض
مع التنزيه عن الظاهر ايضا لا يخلو عن التاويل الاجمالي والبتة
التاويل واجب الاذعان بحكم محكم الكتاب فلا بد منه وطاح به
المصنف على الحديث المذكور بانه من لم يقل مثله ليس بمومن فمردود
عليه للقطع بان من اقر بكلمة التوحيد والرسالة فهو مومن مع
انه ما قال مثل قول الجارية وانما حكم المصنف بهذا الحكم لانه
اشرب في قلبه مذهب المشبهة وقد شغفه حبا وحبك الشيء
يعمي ويصم فلذلك يتخبط خبط العشواء ولا يتميز السوداء من البيضاء
والله يحق الحق وهو يهدي السبيل قال ومن ههنا ما روى شيخ
الاسلام عبد الله الانصاري في كتابه الفاروق باسناده
عن ابي بكر بن نصير بن يحيى عن الحكم بن عبد الله ابي مطيع
البلخي صاحب الفقه الاكبر قال سالت ابا حنيفة عمن يقول لا اعرف
ربي في السماء او في الارض فقال قد كفر لان الله تعالى يقول
الرحمن على العرش استوى وعرشه فوق سبع سموات فقلت انه
يقول اقول على العرش استوى ولكن لا ادري العرش في السماء ام في الارض قال
اذا انكر انه في السماء فقد كفر وفي رواية لغيره من قال لا اعرف ربي في السماء
او في الارض فقد كفر لان الله تعالى على العرش استوى عرشه فوق سبع سموات قلت فان

جوانب سے حق تعالی کو گھیر لیگا پس بیشک حق تعالی عرش سے بہت چھوٹا ہو جاویگا اور عرش کی
نسبت ایک چھوٹی سی چیز ہو جاویگا اور یہ امر تمام مسلمانون کے اتفاق سے محال ہے پس واجب ہے
کہ اسکو ظاہر معنی سے پھیر دیا جاوے تاویل کرکے اور تاویل کا علم حق تعالی کو سونپا جاوے جیسا کہ پہلون کا مذہب ہے
انتہی مین کہتا ہون تاویل سے مراد اس قول مین تاویل تفصیلی ہے ورنہ پس سونپ دینا علم تاویل کو ساتھ اعتقاد پھیرنے کے
ظاہر معنی سے بھی تاویل اجمالی سے خالی نہین ہے اور بغیر تاویل پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے محکم کتاب کے حکم سے
پس تاویل بغیر چارہ نہین ہے اور جو کچھ مصنف نے حدیث مذکور پر حکم لگایا ہے کہ جو شخص مثل
قول جاریہ کے نہ کہے مومن نہین ہے) پس یہ حکم مصنف ہی پر عائد ہے اوپر ثبوت یقینی ہونے
اس امر کے کہ جو شخص اقرار کرے توحید اور رسالت کا پس وہ مومن ہے حالانکہ اوسنے
مثل قول اوس لونڈی کے نہین کہا ہے اور یہ حکم مصنف نے اسی سبب سے کہا ہے کہ اوسکے
دل مین مشبہ کا مذہب پلا دیا گیا ہے اور اوس مذہب کی محبت نے اوسکو شیفتہ بنا دیا ہے
اور دستور ہے کہ محبت کسی شے کی تجھکو اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے پس اسی سبب سے
مصنف چھچھوندر کے طرح بھٹکتا ہے اور سیاہ و سپید مین تمیز نہین رکھتا ہے اور خدا
ہی حق کو ثابت کرتا ہے اور وہی راہ حق کے طرف رہنمائی فرماتا ہے کہا مصنف
نے اور اسی جگہ سے ہے جو کہ شیخ الاسلام عبد اللہ انصاری سے اپنی کتاب
الفاروق مین اپنے اسناد سے روایت کی ہے ابو بکر بن نصیر بن یحیی سے
اونہون نے حکم بن عبد اللہ ابو مطیع بلخی سے جو کہ فقہ اکبر حنفی کا مصنف ہے کہ کہا
ابو مطیع نے کہ پوچھا مین نے ابو حنیفہ سے اوس شخص کا حکم جو کہتا ہے کہ مین
نہین پہچانتا ہون کہ میرا رب آسمان مین ہے یا زمین مین پس کہا ابو حنیفہ
نے کہ وہ شخص کافر ہو گیا اس لئے کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ رحمن عرش پر
مستوی ہے اور اوسکا عرش سات آسمانون سے اوپر ہے پھر مین نے کہا کہ وہ کہتا ہے کہ

قال انه على العرش ولكنه يقول لا ادرى العرش فى السماء ام فى الارض قال
هو كافر لانه انكر ان تكون فى السماء ومن انكر ان يكون فى السماء فقد كفر لان الله
فى اعلى عليين وهو يدعى من اعلى لا من اسفل انتهى وقال فى هامش الرواية الاولى
ـه قال الحاكم فى صحيفة انواع علوم الحديث سمعت محمد بن صالح بن هانى يقول
سمعت ابا بكر محمد بن اسحق يقول من لم يقر ان الله تعالى على عرشه قد استوى فوق
سمواته فهو كافر بربه يستتاب فان تاب والا ضربت عنقه والقى على بعض
المزابل حيث لا يتاذى المسلمون ولا المعاهدون بنتن ريح جيفته و
كان ماله فيئا لا يرثه احد من المسلمين اذ المسلم لا يرث الكافر كما قال صلى الله
عليه وآله وسلم ١٢ منه انتهى وقال فى ترجمة الرحمن على العرش استوى فى هامش
صفحه ١٣٥ سطر ٢ رحمن عرش كے اوپر بیٹھا ہے ١٢ اقول ومن الله التوفيق استدل بحديث
الجارية المروى عن الامام ابى حنيفة اولا على كونه تعالى فى الجهة العالية ثم فرع
عليه بان الامام الاعظم قائل بكونه تعالى فى الجهة بظاهر هذا الحديث وان احكم
بكفر من انكره كما يفهم من هذين القولين له وهذا كله باطل اما حديث الجارية
فقد مر انه ماول عن الظاهر باجماع اهل السنة خلافا للحشوية فنسبة القول
بظاهر الحديث الى الامام الاعظم من اعظم مفترياته واما القولان اللذان
نقلهما عن الامام وفرعهما على حديث الجارية فحالهما ايضا لا يخلو عن
اغواء العوام باخفاء المرام بيانه ان ابا مطيع البلخى رجل وضاع
عند اهل الحديث كما صرح به غير واحد فروايته عن الامام
لا يخلو عن خدشة وعلى التسليم فسبب التكفير انما هو كون قول القائل
موهما بان للحق مكانا ومن توهم ان للحق مكانا فهو مشبه لا ما فهمه

مین بہی کہتا ہون کہ عرش پر مستوی ہے لیکن مین نہین جانتا ہون کہ عرش آسمان مین ہے یا زمین مین پس کہا کہ جب اوسنے انکار کیا اوسکے آسمان مین ہونیکا تو بس کافر ہوگیا اور ایک روایت مین اوسکے غیر کی وارد ہے کہ جسنے کہا مین نہین پہچانتا ہون کہ میرا رب آسمان مین ہے یا زمین مین تو کافر ہوگیا اسلئے کہ اللہ تعالی عرش پر بیٹھا ہے اور اوسکا عرش سات آسمانون سے اوپر ہے پہنچ کہا پس اگر وہ کہے کہ وہ عرش پر ہے لیکن مین نہین جانتا ہون کہ عرش آسمان مین ہے یا زمین مین کہا کہ وہ کافر ہے اسلئے کہ اوسنے انکار کیا آسمانون مین ہونے سے اور جو انکار کرے آسمان مین ہونیکا کافر ہے اسلئے کہ حق تعالی بلندترین مقامات مین ہی اور وہ پکارا جاتا ہے اوپر سے نہ نیچے سے انتہی اور پہلی روایت کے حاشیہ مین کہا ہے کہ کہا حاکم نے معرفت انواع علوم حدیث مین کہ سنا مین نے محمد بن صالح بن ہانی سے کہ کہتے تھے سنا مین نے ابوبکر محمد بن اسحق سے کہ کہتے تھے جو اقرار نہ کرے اسکا کہ اللہ تعالی اپنے عرش پر بیٹھا ہے اپنے آسمانون کے اوپر تو اپنے رب کا منکر ہے اوس سے توبہ کرائی جا اگر توبہ کرے فبہا ورنہ اوسکی گردن ماری جاتی ہے اور بعض گہوڑے پر پہینک دیا جاتا کہ مسلمانون اور ذمی کافرونکو ایذا نہو اوسکی مردار جنازہ کی بدبو اور اوسکا ترکہ مال غنیمت ہوگا اور کوئی مسلمان اوسکا وارث نہوگا اسلئے کہ مسلمان کافر کا وارث نہین ہوتا ہے جیسا کہ حضرت صلعم کا قول ہے انتہی اور مصنف نے (الرحمن علی العرش استوی) کا ترجمہ صفحہ (۱۷۵) کے حاشیہ مین اسطرح کیا ہے کہ رحمن عرش کے اوپر بیٹھا ہے مین کہتا ہون اور خدا ہی کیطرف سے توفیق ہے کہ مصنف نے اول دلیل لایا ہے لونڈی کی حدیث سے جو مروی ہے امام ابوحنیفہ سے خدا کے موجود ہونے پر جہت علو مین پہر اوسپر متفرع کیا یہ کہ امام اعظم قائل تھے خدا کے جہت مین ہونے کے اس حدیث ظاہر معنی کی بنا پر اور اسی وجہ سے منکر جہت کے کفر کا انہون نے حکم دیا ہے جیسا کہ اونکے دونون قول کے سمجہا جاتا ہے اور یہ تمام باطل ہے لیکن حدیث جاریہ پس سابق مین گذر چکا ہے کہ یہ حدیث ظاہر معنی سے پہیری ہوئی ہے اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق بخلاف حشویہ کے پس ظاہر معنی حدیث جاریہ کے مطابق قائل ہونیکی کی نسبت امام اعظم کیطرف کرنا مصنف کی بہت بڑی افترا ہے اور لیکن جو دو قول کہ اونکو مصنف نے امام صاحب کیطرف نقل کیا ہی اور حدیث جاریہ پر اونکو متفرع کیا ہے پس اون کا حال بہی خالی نہین ہے عوام کو بہکانے سے مقصود کو چہپا کر اسکا بیان یہ ہے کہ ابو مطیع بلخی محدثین کے نزدیک ضعیف ہے جو حدیثین بنایا کرتا تہا جیسا کہ متعدد اشخاص نے اسکی تصریح کی ہے پس اوسکی روایت امام اعظم کیطرف سے قدح سے خالی نہین ہے اور اگر اس روایت کو مان بہی لیا جاے پس سبب کفر یہی ہے قائل کے قول سے وہم پیدا ہوتا ہے اس بات کا کہ خدا کے لئے مکان ہے اور جس نے وہم کیا کہ خدا کے لیے مکان ہے پس اہل تشبیہ سے ہے اور کفر جسکی وہ نہین ہے کہ سکر

المصنف وبنحو عليه ما بنى والدليل على ما قلنا ما نص عليه المحقق العلامة
في التنبيه (قال علي القاري في الجواب عن الرواية المذكورة انه
ذكر الشيخ الامام ابن عبد السلام في كتاب حل الرموز انه قال الامام
ابو حنيفة رحمه الله من قال لا اعرف الله تعالى في السماء هو ام في
الارض فقد كفر لان هذا القول يوهم ان للحق مكانا ومن توهم
ان للحق مكانا فهو مشبه انتهى ثم قال ولا شك ان ابن عبد السلام
من اجل العلماء واوثقهم فيجب الاعتماد على قوله لا ما ذكره الشارح
مع ان ابا مطيع رجل وضاع عند اهل الحديث كما صرح به
غير واحد والحاصل ان الشارح (اى شارح عقيدة الطحاوى)
يقول بعلو المكان مع نفي التشبيه وتبع فيه طائفة من اهل البدعة
وقد تقدم عن ابي حنيفة انه يؤمن بالصفات المتشابهات و
يمسك عن تاويلها وينزه الله تعالى عن ظواهرها ويكل علمها
الى عالمها كما هو طريقة السلف وكثير من الخلف ومذهبهم
اسلم واحكم انتهى قول القاري قلت معنى انه في السماء
على حد السمع وقد نقل عن الامام ابي حنيفة في الفقه الاكبر
هذا اي غير المتداول لا يوصف الله تعالى بصفات المخلوقين
البتة وهو يغضب ويرضى غضبه عقوبته ورضاه ثوابه
ونصفه كما وصف نفسه احد صمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له
كفوا احد حي قادر سميع بصير عليم يد الله فوق ايديهم
ليست كايدي خلقه ليست بجارحة وهو خالق الايدي وجهه ليس

مصنف نے سمجھا ہے اور مبنی کیا اوسپر جو کچھہ کہ مبنی کیا اور ہمارے قول کی دلیل وہ کلام ہے کہ علامہ
مفتی نے تنبیہ مین بصراحت بیان کیا ہے کہ کہا ملا علی قاری نے روایت مذکورہ کے جواب
مین کہ ذکر کیا ہے شیخ امام ابن عبد السلام نے کتاب حل الرموز مین کہ کہا امام ابو حنیفہؒ نے
کہ جس نے کہا مین نہین پہچانتا ہون کہ حق تعالی آسمان مین ہے یا زمین مین ہے پس وہ
کافر ہو گیا اس لئے کہ یہہ قول وہم دلاتا ہے کہ خدا کے لئے مکان ہے اور جسنے وہم کیا کہ خدا
کے لئے مکان ہے تو وہ تشبیہ والا ہے انتہا پھر کہا اور اسمین شک نہین کہ ابن عبد السلام بہت
بڑے معتبر علما مین سے ہے پس اوسکے قول پر بھروسا کرنا واجب ہے نہ شارح کے
روایت مذکورہ پر باآن کہ ابو مطیع ایک مرد حدیثین گہڑنے والا ہے محدثین کے نزدیک
جیسا کہ بہت سے لوگون نے اسکی تصریح کی ہے اور حاصل کلام یہہ ہے کہ شارح عقیدہ طحاوی کا
قائل ہے جہت علو کا نفی تشبیہ کے ساتھہ اور اسی عقیدہ پر بنا اوسکے تابع ہو گئے ایک جماعت
بدعتیون کی اور تحقیق گزر چکا ہے امام ابو حنیفہؒ سے کہ وہ ایمان لاتے ہین متشابہات پر اور اونکی
تاویل بیان کرنے سے سکوت کرتے ہین اور حق تعالی کو اونکے ظاہری معانی سے
منزہ جانتے ہین اور اونکا علم عالم الغیب کے حوالہ کرتے ہین جیسا کہ سلف اور اکثر خلف
کا طریقہ ہے اور اونکا مذہب سالم تر و محکم تر ہے تمام ہوا قول ملا علی قاری کا مین
کہتا ہون کہ معنے اس قول کے کہ خدا آسمان مین ہے عرش پر ہے اور امام
ابو حنیفہ سے منقول ہے فقہ اکبر وغیرہ مشہور مین کہ حق تعالی موصوف نہین ہے
مخلوق کے صفات سے یقیناً اور وہ غضب ہوتا ہے اور راضی ہوتا ہے غضب
اوسکا عذاب ہے اور رضا اوسکی ثواب ہے اور ہم اوسکا وصف بیان کرتے ہین
جیسا کہ خود اوس نے اپنا وصف بیان کیا ہے کہ وہ ایک ہی بے نیاز ہے نہ
اوسنے جنا اور نہ وہ جنا گیا اور نہ اوسکا کوئی ہمسر ہے زندہ ہے قدرت والا ہے سنتا

كوجوه خلقه وهو خالق الوجوه ونفسه ليس كانفس خلقه وهو خالق
النفوس ليس كمثله شيء وهو السميع البصير أرأيت لو قيل اين الله
تعالى فقال يقال له كان الله قبل ان يخلق الخلق ويقال له كان الله
ولم يكن اين ولا خلق ولا شيء وهو خالق كل شيء انتهى وهو صريح في نفي
المكان عنه تعالى والتنزيه عن ظواهرها فلو قيل هُهُنا على الظاهر
المعنى لكان مخالفا له انتهى كلام المفتي العلامة في التنبيه فقد علم
من هذه النقول بطلان نسبة المصنف بالنسبة الى الامام الاعظم
حق بطلانها واما ما نقله عن محمد بن اسحق بن خزيمة في المامتين من
رواية فقتل منكر الجهة والقائه على مزبلة فخالد انه حكم مخالف
لاهل السنة والجماعة وخلاف للاجماع الامة يجب ان يستتاب
قائله وناقله يريد الاشاعة بين المسلمين والا فالتعزير والضرب واحراق
ما كتب فيه هذا الحكم سارقا من كتاب شيخه ابن تيمية ساترا مذهب
صاحب هذا الحكم واسم ناقله واسم ما نقل منه ملحقا بكلام الامام الاعظم
بحيث يعلم منه كانه من كلام الامام او من احكام مقلديه فالى الله
المشتكى وهو الموئل والملجئ والشاهد لما قلنا ما نصه المفتي العلامة في التنبيه
رادا على ابن تيمية وهو هذا وقال محمد بن اسحق بن خزيمة امام الائمة من لم
يقل ان الله تعالى فوق سمواته على عرشه بائن من خلقه وجب ان يستتاب فان تاب
والا ضربت عنقه ثم القي على مزبلة لئلا يتاذى بريحه اهل القبلة ولا اهل الذمة قال
ابن تيمية ذكره عنه الحاكم باسناد صحيح قال العلامة الحلبي في رده الجواب عن هذا افتراء
على ابن خزيمة فقد علم الخاص والعام كلامه في العقائد والكتب التي صنف في التنزيه وسماه بالتوحيد والائمة عليه

دیکھتا ہے دانائی امور ہے خدا کا ہاتھ بندون کے ہاتھون پر ہے پر بندون کے ہاتھون کی طرح نہیں ہے جارحہ نہیں ہے اور وہ پیدا کرنیوالا
ہے ہاتھون کا اوس کا وہ نہیں ہے نہیں ہے لوگون کے چہرون کی طرح اور وہ خالق ہے چہرون کا اور نفس اوس کا نہیں ہے مثل
نفوس مخلوق کے اور وہ خالق نفسون کا ہے نہیں ہے اوس کے مثل کوئی چیز اور وہی سننے والا دیکھتا ہے تم جانتے ہو کہ اگر کہا جاے
کہان ہے خدا سبحانہ تعالی پیشتر اوسکے کہ اوس سے کہا جائیگا کہ خدا موجود تھا مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے اور اوس سے کہا جائیگا
کہ خدا تھا اور نہ مکان تھا نہ مخلوق تھی اور نہ کوئی شئے تھی اور وہ پیدا کرنے والا ہے ہر شئے کا انتہی - اور یہہ کلام کھلا ہوا ہے
نفی مکان مین اور ظاہر متشابہات سے حق تعالی کے تنزیہ مین پس اگر یہان ظاہر شئے کے موافق کہا جاے تو یہہ ظاہر ہوا پس
ہو جاے گا کہ فقہ اکبر کی عبارت تمام ہوئی کلام مفتی علامہ کا تنبیہ مین پس ان عبارات منقولہ سے مصنف کے
اس کلام کا بخوبی باطل ہونا ظاہر ہو گیا ہے جو نسبت امام اعظم کے اوس نے نقل کیا ہے اور لیکن جو کہ مصنف
نے حاشیہ مین محمد بن اسحق بن خزیمہ سے مسئلہ جہت کے بارے مین لئے اور اوس کی لاش کو کوڑے پر پھینکنے
کا نقل کیا ہے پس اوس کی کیفیت یہہ ہے کہ یہہ ایک حکم ہے خلاف اہل سنت کے اور برخلاف اجماع
امت کے واجب ہے کہ اس کے قائل اور ناقل سے (جو کہ ارادہ رکھتا ہے اس کی اشاعت کا مسلمانون مین)
توبہ کرائی جاے اگر توبہ نہ کرے تو لازم ہے اخراج بلد اور پیٹنا اور اوس رسالہ کو جلانا کہ جس مین یہہ مسئلہ
لکھا ہے آپ نے شیخ ابن تیمیہ سے چرا کر اور اوس کے قائل و ناقل کا مذہب و نام چھپا کر اور امام اعظم کے کلام
سے ملا کر اس طرح پر کہ جس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ مسئلہ امام صاحب کے کلام سے ہے یا اون کے منقول و مسلمہ احکام
سے ہے پس خدا ہی کی طرف ہمارا شکوہ ہے اور وہی ہمارا مرجع و ملتجی ہے اور شاید ہمارا یہ اس قول کا وہ کلام ہے کہ جس کی توضیح فرمائی ہے
مفتی علامہ نے تنبیہ مین ابن تیمیہ پر رد کرنے کو اور وہ یہہ ہے (اور کہا محمد بن اسحق بن خزیمہ نے جو کہ امامون کا امام ہے) کہ جس نے
نہ کہا اللہ تعالی اپنے آسمانون سے اوپر اپنے عرش پر ہے مخلوق سے جدا ہے تو واجب ہے کہ اوس سے توبہ کرائی جاے پس اگر
توبہ کرے تو بہتر ہے ورنہ اوس کی گردن ماری جاے اور کسی کوڑی پر پھینکا جاے تاکہ اوسکی بدبو سے اہل قبلہ و اہل ذمہ کو اذیت نہو کہا
ابن تیمیہ نے نقل کیا اس سے حاکم نے اسناد صحیح کے ساتھ کہا علامہ حلبی اسکے رد مین کہ جواب اس طرح کے اقوال کا پہلے گذر چکا ہے
اس کے علاوہ ابن خزیمہ کا کلام عقائد مین اور اوس کی کتاب جس کو اوس نے تشبیہ کے باب مین تصنیف کیا ہے اور اوس کا نام
توحید رکھا ہے عام و خاص کو معلوم ہے اور ائمہ اہل سنت کا رد اوس پر جید اور شمار سے زاید ہے ---

وقولهم فيه ما قاله هو في غيره معروف انتهى فقد علم من هذا ان قائل هذا الكلام
ليس من اهل السنة بل هو من الحشوية الضالة المضلة اعاذنا الله من شرورهم
والحق في هذا الباب ما نقله عن الامام ابي حنيفة بعد هذا القول حيث قال وقال ابو
حنيفة في الوصية التي هي بعد الحنيفة ثم نقر بان الله تعالى على العرش استوى من غير ان
يكون له حاجة اليه واستقرار عليه وهو الحافظ للعرش وغير العرش فلو كان محتاجا
لما قدر على ايجاد العالم وتدبيره كالمخلوق ولو صار محتاجا الى الجلوس والقرار فقبل
خلق العرش اين كان الله تعالى فهو منزه عن ذلك وتعالى علوا كبيرا نقله الشيخ علي
القاري في شرح الفقه الاكبر انتهى اقول بتوفيق الله تعالى وعونه ان قول الامام ثم
نقر بان الله تعالى على العرش استوى موافق لما عليه التنزيل وهو الايمان بما ورد
في الشرع من المتشابهات ثم قوله من غير ان يكون له حاجة اليه واستقرار عليه
الى آخره نص على التاويل عن الظاهر لانه يستلزم التشبيه والله تعالى مقدس عنه
ففيه تائيد لمذهب اهل السنة ورد على المعتزلة حيث انكروا الصفات وعلى
الحشوية حيث حملوا المتشابهات على ظواهرها فوقعوا في التشبيهات وانما نقله
المصنف ههنا مع انه مناقض لما نقله عن الامام فيما قبله جمعا بين مذهب
الحشوية وبين مذهب اهل السنة وتوفيقا بين القولين الذين نقلهما عن الامام
وتطبيقا بين ادلة التشبيه وادلة التنزيه بان التشبيه حق ثابت على ما اقتضاه
اسم الظاهر من حيث تجليه في المظاهر والتنزيه حق ثابت على ما
اقتضاه اسم الباطن من حيث استتاره في البواطن وهذا كيد عظيم
وشيد فخيم يعرفه الماهرون ويعلم المؤمنون بان الحق الحقيق عنه
بمراحل واين الحق من الباطل وقد بيناه سابقا بانه مستلزم لاجتماع
النقيضين وجامع بين المتنافيين لانقسام المتشابه الى القسمين ولا يجد به

اور قول ائمہ کا اوس کی نسبت جیسا کہ اوس کا قول ہے اپنے مخالف کی نسبت مشہور ہے انتہی پس اس سے معلوم ہوا کہ قائل
اس حکم کا مستحق نہین ہے بلکہ وہ مجسمہ مین سے ہے جو خود بھی گمراہ ہین اور دوسرون کو گمراہ کرتے ہین ہم کو خدا اپنی پناہ مین رکھے
حشویہ کے شرور سے اور حق اس باب مین وہ قول ہے کہ جس کو مصنف نے امام ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے بعد قول
مذکور کے جیسا کہ کہا ہے (اور کہا ابو حنیفہ نے کتاب الوصیۃ مین جو مشہور ہے نزدیک احنفیہ کے پھر ہم اقرار کرتے ہین
کہ اللہ تعالی عرش پر مستوی ہے بدون اس کے کہ اوس کو حاجت ہو عرش کی یا اوس پر قرار پکڑنے والا ہو اور وہی
نگہبان ہے عرش کا بہین اگر وہ حاجت مند ہوتا تو البتہ قادر نہ ہوتا عالم کو موجود کرنے پر اور اوس کی تدبیر پر مانند
مخلوق کے اور اگر محتاج ہوتا بیٹھنے اور ٹھہرنے کا تو عرش پیدا کرنے سے پہلے کہان رہتا تھا حق تعالی پس
وہ اس سے منزہ ہے اور بلند تر ہے بہت بلند ہونا نقل کیا اس کو شیخ علی قاری نے فقہ اکبر کی شرح مین انتہی مین
کہتا ہون خدا کی توفیق و مدد سے کہ قول امام اعظمؒ کا (پھر ہم اقرار کرتے ہین کہ اللہ تعالی عرش پر مستوی ہوا) موافق ہے
مضمون قرآن کے اور وہ ایمان لانا ہے متشابہات پر جو شرع مین وارد ہین پھر قول امام کا (بدون اس کے کہ اوس کو
حاجت ہو عرش کی اور اوس کا قرار ہو اوس پر آخر تک تصریح ہے ظاہر سے مأول ہونے کی اس لئے کہ ظاہر معنی کو تشبیہ
لازم آتی ہے اور حق تعالی اس سے پاک ہے پس اس قول مین تائید ہے اہل سنت کے مذہب کی اور رد ہے معتزلہ
پر اس لئے کہ وہ صفات کے منکر ہین اور رد ہے حشویہ پر اس لئے کہ انہون نے متشابہات کو ظاہر معنی پر حمل کیا ہی پس
وہ تشبیہ مین مبتلا ہو گئے اور باوجودیکہ یہ قول مخالف ہے پہلے قول سے کہ جس کو مصنف نے سابق مین نقل کیا ہے پھر
بھی مصنف نے اس قول کو یہان نقل کیا ہے اس غرض سے کہ حشویہ و اہل سنت کے مذہب مین جمع ہو جاوے اور تفرقہ
مٹ جاوے اور امام اعظمؒ کے دونون قول مین تطبیق ہو جاوے اور تشبیہ و تنزیہ کی دلیلون مین مطابقت پیدا ہو جاوے بایین طور
تشبیہ حق اور ثابت باعتبار اقتضا سے اسم الظاہر کے مظاہر مین اپنا جلوہ کرنے کی وجہ سے اور تنزیہ حق و ثابت ہے باعتبار مقتضا
اسم الباطن کے بطون مین اوس کے مخفی ہونے کی وجہ سے اور یہ ایک کلمہ عظیم و شدید فہم ہے کہ جس کو ماہر پہچانتے ہین اور اہل ایمان
جانتے ہین کہ حق ثابت اوس سے کوسون دور ہے اور باطل کو حق سے بہت فاصلہ ہے اور ہم سابق مین بیان کر چکے ہین
کہ مصنف کی یہ رائے مستلزم ہے اجتماع نقیضین کو اور جامع ہے دو منافی کی جہت منقسم ہونے
متشابہ کے دو قسمون کی طرف اور مصنف کو نفع نہین دیتا ہے - دستاویز بنا

التشبث بتغاير الحيثيتين دون دعوى كون ساير المتشابهات محمولة على ظواهرها
حقيقة يرفع تغاير الحيثيتين من البين فتدبر (قال) وقال البيهقي في كتاب الاسماء
والصفات انا ابو بكر محمد بن الحارث الفقيه قال انا ابو محمد بن حيان اي
ابو الشيخ الحافظ انا احمد بن جعفر بن نصر ثنا يحيى بن يعلى قال سمعت
نعيم بن حماد يقول سمعت نوح بن ابي مريم ابا عصمة اي المشهور
بالجامع لجمعه العلوم يقول كنا عند ابي حنيفة اول ما ظهر اذ جاءته
امراة من ترمذ كان تجالس جهما فدخلت الكوفة فاظني اقل ما رايت
عليها عشرة آلاف من الناس تدعو الى رايها فقيل لها ان ههنا
رجلا قد نظر في المعقول يقال له ابو حنيفة فاتته فقالت انت الذي
تعلم الناس المسائل وقد تركت دينك واين الهك الذي تعبد
فسكت عنها ثم مكث سبعة ايام لا يجيبها ثم خرج الينا وقد وضع
كتابا ان الله تبارك وتعالى في السماء دون الارض فقال له رجل وهو معكم
اينما كنتم قال هو كما تكتب الى الرجل اني معك وانت غائب عنه والمعنى بالسماء
في حديث الجارية السوداء وقول ابي حنيفة الجهة السامية العالية فيشمل
العرش والسماء الدنيا اذ ينزل اليها وهو مستو على العرش بشانه انتهى اقول بتوفيق
الله تعالى وعونه ان استدلال المصنف بهذه القصة باطل لوجهين الاول ان
سند القصة عن الامام لا تصح لان راويها وهو ابو عصمة نوح بن ابي مريم
وضاع كذاب قد صرح اهل الحديث بوضعه وكذبه وايضا فهو نفسه
انه كذب على الامام حنيفة كما نقلناه في المقدمة والثاني على التسليم انه قال
البيهقي لقد اصاب ابو حنيفة فيما نفى عن الله عز وجل من الكون في
الارض وفيما ذكر من تاويل الآية وتبع مطلق السمع في قوله

دو حیثیتون کے تغایر کو اس لئے کہ وعوے ہونے تمام متشابہات کا محمول اپنے ظاہر پر حقیقۃً تغایر حیثیتین کو دور کردیتا ہے
درمیان سے کہ ... کہا مصنف نے اور کہا بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات مین کہ ہم کو خبر دی ابو بکر بن حارث
فقیہ نے کہا کہ ہم کو خبر دی ابو محمد بن حیان یعنی ابو الشیخ حافظ نے کہ خبر دی ہم کو احمد بن جعفر بن نصر نے کہ بیان کیا ہم سے
یحیی بن یعلی نے کہا سنا مین نے نعیم بن حماد سے وہ کہتے تھے کہ سنا مین نے نوح بن ابی مریم ابو عصمہ سے جو کہ مشہور
ہین جامع کے نام سے یعنی جامع ... وہ کہتے تھے کہ ہم ابو حنیفہ کے پاس تھے اون کے زمانہ شہرت کے
آغاز مین کہ ناگہان ایک عورت اون کے پاس آئی جو کہ جہم کی صحبت یافتہ تھی پس کوفہ مین داخل ہوئی پس مین گمان کرتا
ہون کہ کم از کم دس ہزار لوگون کو وہ اپنی راے کی طرف دعوت کرتی تھی پھر اوس سے کہا گیا کہ یہان ایک معقولی مرد ہے
جس کو لوگ ابو حنیفہ کہتے ہین پس وہ عورت اون کے پاس آئی اور کہا کہ تو ہی لوگون کو مسئلے سکھاتا ہے اور تو نے اپنے
دین کو چھوڑ دیا ہے اور کہان ہے تیرا معبود کہ جس کو تو پوجتا ہے پس ابو حنیفہؒ ساکت ہو گئے اور سات دن تک جواب
دینے مین توقف کیا پھر ہمارے پاس آئے اور ایک کتاب تصنیف کی کہ بیشک اللہ تبارک وتعالی آسمان مین ہے
زمین مین نہین ہے پھر ایک شخص نے اون سے کہا کہ تم نے دیکھا ہے قول حق تعالی کا کہ (وہ تمہارے ساتھ ہی جہان
تم ہو) کہا کہ اس کو ایسا سمجھو کہ جس طرح تم کسی کو لکھو کہ مین تیرے ساتھ ہون حالانکہ تم اوس سے دور ہو اور سواے
معنی جاریہ سوداء کی حدیث اور ابو حنیفہ کے قول مین جہت علو کے ہین پس شامل ہے عرش و آسمان دنیا کو اس لئے
کہ حق تعالی نزول فرماتا ہے آسمان دنیا کی طرف حالانکہ وہ اپنی شان سے عرش پر مستوی ہے انتہی مین کہتا ہون خدا
کی توفیق و مدد سے کہ مصنف کا دلیل لانا اس قصہ سے باطل ہے دو وجہ سے اول یہہ کہ یہ قصہ امام کی طرف سے
صحیح نہین ہے اس لئے کہ اس کا راوی اور وہ ابو عصمہ نوح بن ابی مریم ہے وضاع حدیث و کذاب ہے کہ جس کی
وضع حدیث و کذب پر محدثین نے تصریح کردی ہے اور نیز اوس نے خود بھی اس امر کا اقرار کیا ہے کہ مین نے
امام ابو حنیفہ پر بغرض ثواب جھوٹ بولا ہے جیسا کہ ہم نے مقدمہ مین اس کو نقل کیا ہے اور
دوم بر تقدیر تسلیم صحت یہہ کہ بیہقی نے کہا ہے کہ بیشک ابو حنیفہؒ نے حق بیان کیا ہے اس امر
مین کہ نفی کی حق تعالے کے زمین مین ہونے کی اور آیت کی تاویل مین پیروی کی مطلق نقل کی اپنے اس قولین

ان الله عزوجل فی السماء ومراده من ذلک والله اعلم ان صحت الحکایة عنه
ما ذکرنا فی معنی قوله اءمنتم من فی السماء وقد روی عنه ابو عصمة انه ذکر
مذهب اهل السنة وذکر فی جملة ذلک ان لا یتکلم فی الله بشیء وهو نظیر
ما روینا عن سفیان بن عیینة ما وصف الله به نفسه فتفسیره قرائته لیس
لاحد ان یفسره الا الله تبارک وتعالی او رسله صلوات الله علیهم انتهی قال
المفتی العلامة بعد نقله فی التنبیه قلت فی قول البیهقی وتبع مطلق السمع
اشارة الی ان الامام تبع بما ورد فی الخبر من الصفة غیر متجاوز عنه بان
یثبت لله جهة ویحده علی السماء فی قوله ما ذکرنا فی معنی قوله اءمنتم
اشارة الی ما نقل عنه فی معناه علی معنی نفی الحد عنه وانه لیس ما یحویه
طبق او یحیط به قطر ثم بروایة ابی عصمة عنه فی ذکر مذهب
اهل السنة وتنظیر روایة سفیان ایضاح فی انه لا یجوز تفسیره وتاویله ای
بالقطع) وقوله ان صحت الحکایة عنه اشارة الی عدم صحة هذه الحکایة
عن الامام فان فیها ابا عصمة وقد صرح اهل الحدیث بکذبه ووضعه
وحینئذ فاستدلال المخالف بهذه الروایة باطل بوجهین الاول انه لا تصح
هذه الحکایة عن الامام والثانی علی تقدیر التسلیم فهو من الصفات توقف السلف فی
معناه وفوض الی الله ورسوله فلا یجوز تفسیره والله اعلم انتهی کلام المفتی العلامة فعلم
من هذا ان قول المصنف المعنی بالسماء فی حدیث الجاریة السوداء وقول ابی حنیفة الجهة
العالیة السامیة الخ مخالف لمذهب اهل الحق ومذهب امام الاعظم ولو جهه
للحدیث وقول الامام بما لا یرضی به المحققون وموافق للحشویة الذین
هم الضالون المضلون والله تعالی یحق الحق ویبین السبیل الی الصدق (قال)

کہ حق تعالیٰ آسمان میں ہے اور مراد امام کی اس قول سے واللہ اعلم اگر یہہ قصہ اون کی طرف سے صحیح ہے وہ ہے کہ
جسکو ہم نے ذکر کیا ہے تفسیر میں حق تعالیٰ کے قول (ءامنتم من فی السماء) کی اور تحقیق روایت کی امام سے ابوعصمہ
نے یہہ کہ ذکر کیا اونہوں نے مذہب اہل سنت کو اور منجملہ اوس کے یہہ ذکر کیا کہ خدا کے باب میں کچھ کلام نہ کیا جاسکے
اور یہہ قول نظیر ہے اوس کی کہ جو ہم کو سفیان بن عیینہ سے روایت پہونچی ہے کہ جن الفاظ سے حق تعالیٰ نے اپنے کو موصوف
کیا ہے اون کی تفسیر یہی ہے کہ وہ پڑھے جائیں کسی کو حق نہیں ہے کہ اون کی تفسیر بیان کرے سوا
خدا تعالیٰ اور اوس کے رسولوں کے لیکن نازل ہوں خدا کی اون پر سب درود انتہی۔ مفتی علامہ نے اس کو تنبیہ میں
نقل کرنے کے بعد کہا ہے (میں کہتا ہوں کہ بیہقی کے اس قول میں کہ مطلق نقل کی پیروی کی ہے اشارہ اسطرف
کہ امام نے پیروی کی اوس صفت کی جو خبر میں وارد ہوئی ہے اور نہیں تجاوز کیا اوس سے باین طور کہ ثابت کرے
اوس کے لئے جہت کو اور اوس کو محدود کردے آسمان پر اور اوس کے اس قول میں کہ جس کو ہم نے ءامنتم من فی السماء
کے معنے میں بیان کیا ہے اشارہ ہے اوس امر کی طرف کہ جو بیہقی سے منقول ہے اس کے معنے میں حق تعالیٰ
سے حد کی نفی اور یہہ کہ اوس کو نہ کوئی طبق حاوی ہے اور نہ کوئی قطر اوس کو گھیرے ہوئے ہے پھر ابوعصمہ کی روایت
میں امام سے مذہب اہل سنت کے ذکر کرنے میں اور سفیان کی روایت سے نظیر بیان کرنے میں اعلان اس
امر کا کہ اوس کی تفسیر و تاویل یعنے قطعی طور پر جائز نہیں ہے اور اوس کا یہہ قول کہ اگر یہہ قصہ صحیح ہو
امام سے اشارہ ہے امام سے اس قصہ کے صحیح نہ ہونے کی طرف اس لئے کہ اس قصہ کی سند میں
ابوعصمہ ہے اور محدثین نے اوسکے وضع حدیث اور جھوٹا ہونیکی تصریح کی ہے اور اوس وقت مخالف کا دلیل لانا اس روایت سے
باطل ہے دو وجہ سے اول یہہ کہ یہہ قصہ امام کی طرف سے صحیح نہیں ہے اور دوم بر تقدیر تسلیم پس یہہ صفات متشابہات
میں سے ہے کہ جن کے معنی میں سلف نے توقف کیا ہے اور خدا و رسول کی طرف اوس کو سونپ دیا ہے پس اوسکی
تفسیر ناجائز ہے واللہ اعلم انتہی۔ پس اس سے معلوم ہو گیا کہ مصنف کا یہہ قول کہ معنی سماء کے جاریہ سوداء کی حدیث اور قول ابوحنیفہ
میں جہت عالیہ سامیہ ہے تا آخر مخالف ہی مذہب اہل حق و مذہب امام اعظم ہے اور حدیث جاریہ و قول امام اعظم کی ایسی وجہ بیان کرنا ہے
کہ جس سے محققین راضی نہیں ہیں اور موافق ہے حشویہ کے جو کہ خود گمراہ ہیں اور دوسروں کو گمراہ کرنیوالے ہیں اور حق تعالیٰ ہی امر حق کو ثابت کرتا ہے اور سچائی کی طرف رہنمائی

وقال اسحق بن ابراهيم قال ابو حنيفة اتانا من المشرق رايان خبيثان جهم معطل ومقاتل
مشبه وقال محمد بن سماعة عن ابي يوسف عن ابي حنيفة افرط جهم في النفي حتى قال انه
ليس بشيء وافرط مقاتل في اثبات حتى جعل الله تعالى مثل خلقه وقال الحسين بن
الشكاب عن ابي يوسف بخراسان صنفان ما على الارض ابغض الي منهم المقاتلية والجهمية
اثبتها الحفاظ المزي والذهبي والعسقلاني في التهذيب والتذهيب والتهذيب
التهذيب وقال الذهبي وغيره قصة ابي يوسف صاحب ابي حنيفة مشهورة في
استتابة بشر المريسي لما انكر ان يكون الله تعالى فوق العرش وانكر الصفات واظهر
قول جهم رواها ابن حاتم وغيره واسند اللالكائي في كتاب السنة وغيره عن محمد بن
الحسن قال اتفق الفقهاء كلهم من المشرق الى المغرب على الايمان بالقرآن والاحاديث
التي جاء بها الثقات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في صفة الرب عز وجل من
غير تشبيه ولا وصف ولا تفسير فمن فسر اليوم شيئا منها وقال بقول جهم فقد خرج عما كان
عليه النبي صلى الله عليه واله وسلم واصحابه وفارق الجماعة لانه وصف الرب
بصفة لاشيء اقول وبالله الثقة ان هذه النقول كالفصوص على خواتم العقول في
ان جهما افرط في النفي حيث انكر الظاهر والباطن كليهما ومقاتلا افرط في الاثبات حيث
سلم الظاهر والباطن كليهما وهما باطلان مخالفان للتنزيل والاحاديث واجماع الامة
فان الاول يفضي الى التعطيل والثاني يفضي الى التشبيه وكلاهما من الاباطيل وما
عليه اجماع اهل الحق من الصحابة والتابعين والائمة والمجتهدين والفقهاء والمحدثين
والصوفية والمتكلمين هو التاويل عن الظاهر لئلا يلزم التشبيه لان الله تعالى ليس
كمثله شيء والتسليم للباطن لئلا يلزم التعطيل مع ترك التفسير على القطع و
الترجمة بلغة اخرى لئلا يوهم ارادة الظاهر مع احتمال الوقوع في الزيغ فما زعمه المصنف

(کہا مصنف نے) اور کہا اسحق ابن ابراہیم نے کہ کہا ابو حنیفہ نے کہ ہمارے پاس مشرق سے دو خبیث رائے آئے ہیں
ایک جہم معطل دوسرا مقاتل مشبہ اور کہا محمد بن سماعہ نے ابو یوسف کی روایت سے اونہون نے روایت کی ابو حنیفہ سے
کہ زیادتی کی جہم نے نفی صفات میں یہانتک کہ اوسکا قول ہے کہ خدا شئے نہیں ہے اور زیادتی کی مقاتل نے صفات کے
ثابت کرنیمین یہانتک کہ بنا دیا حقتعالی کو مثل اوسکی مخلوق کے اور روایت کی حسین بن اشکاب نے ابو یوسف سے کہ خراسان مین
دو قسمین ہین کہ روئے زمین مین سب سے بدتر نزدیک میرے ہین ایک مقاتل کی جماعت اور دوسری جہم کی جماعت ثابت کیا اس روایت کو
حفاظ مزی و ذہبی و عسقلانی نے تہذیب و تذہیب و تہذیب التہذیب مین اور کہا ذہبی وغیرہ نے کہ قصد ابو یوسف ابو حنیفہ کا مشہور ہوا
اونکے توبہ طلب کرنیکے باب مین بشر مریسی سے جبکہ اوس نے انکار کیا خدا کے عرش پر ہونے سے اور انکار کیا صفات الہی سے
اور ظاہر کیا قول جہم کا روایت کیا اس قصہ کو ابن ابی حاتم وغیرہ اور بسند روایت بیان کی لالکائی نے کتاب السنۃ وغیرہ میں
محمد بن حسن سے کہ کہا اونہون نے کہ تمام فقہا مشرق سے لیکر مغرب تک متفق ہین قرآن اور اون حدیثون پر ایمان
لانے مین کہ جنکو ثقہ لوگون نے رسول خدا صلعم سے نقل کیا ہے حقتعالی کی صفت میں بدون تشبیہ کے اور بدون
بیان کرنیکے اور بغیر تفسیر کے پس جس نے بیان کیا آجکے دن کسی صفت کو اونمین سے اور جہم کے قول کا قائل ہوا
پس بیشک وہ خارج ہوگیا اوس عقیدہ سے کہ جس پر تھے نبی صلعم اور اون کے اصحاب اور جدا ہوگیا جماعت اہلسنت
اس لیے کہ اوس نے بیان کیا صفت رب کو لاشئی کی صفت سے مین کہتا ہون اور خدا ہی پر بہروسا ہے کہ یہ باتین
مثل نگینون کے ہین عقلون کی انگوٹھیون پر اسباب مین کہ جہم نے زیادتی کی ہے اثبات مین اسلیے کہ مان لیا ظاہر و باطن
دونون کو اور یہ دونون مذہب باطل ہین مخالف ہین قرآن و حدیث و اجماع امت کے صفحہ ۴۱۵ اسلیے کہ پہلے مذہب سے تعطیل لازم
آتی ہے اور دوسرے سے تشبیہ اور یہ دونون امور باطلہ مین سے ہین اور جسپر کہ اجماع ہے تابعین صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و فقہا و
محدثین و صوفیہ و متکلمین کا وہ یہہ ہے کہ متشابہات کو ظاہر معنی سے تاکہ تشبیہ لازم نہ آئے اسلیے کہ حقتعالی کے مثل کوئی شئی نہین ہے اور اونکا
سہی باطن معنی کو تاکہ تعطیل لازم نہ آئے ساتہہ ترک کر دینے کے تفسیر کو یقینی طور پر اور ترجمہ کرنے کو دوسری زبان مین
تاکہ وہم نہ دلاوے ارادہ کرنے ظاہر معنی کا مع احتمال واقع ہونے کے کمی بیشی پس یہ جو مصنف نے
کہا ہے۔

من ان مذهب اهل الحق حمل المتشابه على ظاهره وفرع عليه كونهم قائلين
بالجهة وكونه تعالى قاعدا على العرش باطل وما نقله من الاقاويل فهو عن تائيد
مزعومه عاطل (قال) قال الحافظ ابو عثمان اسمعيل بن عبد الرحمن الصابوني النيسابوري
من اعيان اهل الاثر بخراسان واحد شيخ البيهقي في جزء له في اصول الدين
الى ان قال سمعت محمد بن الحسن الشيباني يقول قال حماد بن ابي حنيفة قلنا
لهؤلاء ارأيتم قول الله عز وجل (وجاء ربك والملك صفا صفا) قالوا
اما الملئكة فيجيئون صفا صفا واما الرب تعالى فانا لا ندري ما عنى بذلك ولا
ندري كيف جيئته فقلنا لهم انا لم نكلفكم ان تعلموا كيف جيئته ولكنا نكلفكم
ان تؤمنوا بمجيئه ارأيتم من انكر ان الملك لا يجيئ صفا صفا قالوا كافر مكذب
قلنا فكذلك من انكر ان الله لا يجيئ فهو كافر مكذب وعلى هذا كلامه فما
عن بعضهم في ابي حنيفة وابن الحسن انهما جهميان ففي غاية البطلان
ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم انتهى اقول وبحوله وقوته تعالى اصول
ان هذه الروايات كما تدل على انهما ليسا جهميان كذلك تدل على انهما
ليسا حشويان فما عن المصنف وشيخه ابن تيمية انهما حشويان ففي نهاية البهتان ولا حول ولا
قوة الا بالله العلي العظيم (قال) ولعبد الله بن احمد في الرد على الجهمية وغيره بطرق صحيحة
عن عبد الله بن المبارك انه قيل له كيف نعرف ربنا قال بانه تعالى فوق سمواته
على عرشه بائن من خلقه ولا نقول كما تقول الجهمية انه ههنا في الارض انتهى
اقول وبالله التوفيق هذا القول كما ينفي مذهب الجهمية كذلك ينفي مذهب الحشوية
الذي تصدى المصنف لاثباته لان كونه تعالى فوق سمواته على عرشه مطابق للتنزيل
وكونه بائنا من خلقه المراد به التنزيه عن صفات المخلوق والرد على ما زعمه الجهمية بكونه تعالى

کہا الحق کا مذہب متشابہ کو حمل کرنا ہے اوسکے ظاہر معنی پر اور اس پر تفریع کی اس امر کی کہ وہ قائل ہین جہت کا اور خدا کو عرش پر بیٹھا
رہنے کا باطل ہے اور جسقدر اقوال مصنف نے نقل کیے وہ سب مصنف کے قول کی تائید سے بیکار ہین کہا مصنف نے کہا حافظ ابو عثمان اسمعیل
بن عبد الرحمن صابونی نیشاپوری نے کہ جو خراسان کے اجلہ محدثین سے ہین اور بیہقی کے اساتذہ مین سے ہین اپنی کتاب عقائد مین یہانتک
کہ کہا سنا مین نے حماد بن حسن شیبانی سے کہ وہ کہتے ہین کہ کہا حماد بن ابو حنیفہ نے کہ کہا ہم نے اون لوگون سے کیا دیکھا ہے تم نے قول خدای عز و جل کا وجاء ربک
یعنی آیا رب اور فرشتے صف بصف کہا اونہون نے لیکن فرشتے پس وہ آئینگے صف بصف اور لیکن حق تعالی پس ہمکو معلوم نہین ہے کہ
اس نے کیا قصد کیا ہے اس سے اور نہ ہمکو معلوم نہین ہے کہ خدا کا آنا کیونکر ہے پھر ہم نے اون سے کہا کہ ہمکو یہ تکلیف نہین دی کہ تم اسکا علم حاصل کرو
کہ خدا کا آنا کیونکر ہے اور لیکن ہم نے تمکو اسکی تکلیف دی ہے کہ تم ایمان لاؤ خدا کے آنے پر کیا تمکو معلوم ہے کہ جو انکار کرے
اوسکے کہ فرشتے نہین آئینگے صف بصف کہا اونہون نے کہ وہ شخص کافر ہے جھٹلانیوالا ہے کہا ہم نے پس اسیطرح جو
انکار کرے کہ خدا نہین آئیگا پس وہ کافر ہے جھٹلانیوالا ہے اور اسیطرح حال ہے تمام متشابہات کا اور جو بعض
لوگون سے منقول ہے امام ابو حنیفہ و ابن حسن کے بابت مین کہ وہ دونون جہمی ہین پس نہایت درجہ کا باطل ہے اور نہین بچتا
گناہ سے اور نہ قوت بندگی کی ہے مگر خدای علی عظیم کی توفیق سے انتہی مین کہتا ہون خدا کی حول و قوت کی مدد سے کہ ابو حنیفہ
جسطرح سے اون دونون کے جہمی نہونیکی دلیل ہین اسیطرح دلیل ہین اس امر کی کہ وہ دونون حشوی نہین ہین باقی رہگئی بات یہ جو
مصنف اور اسکے شیخ ابن تیمیہ کیطرف سے منقول ہے کہ وہ دونون حشوی ہین نہایت درجہ کا بہتان ہے اور نہین ہے حول اور قوة
مگر خدای علی عظیم کی توفیق سے کہا مصنف نے اور عبد اللہ بن احمد نے جہمیہ کے رد مین اور اوسکے غیر نے ذکر کیا ہے جو
عبد اللہ ابن مبارک سے روایت کی ہے کہ اون سے پوچھا گیا کہ ہم اپنے پروردگار کو کسطرح پہچانین کہا اسطرح سے کہ پروردگار
اپنے آسمانون سے اوپر اپنے عرش پر اپنی مخلوق سے جدا ہے اور ہم جہمیہ کے طرح نہین کہتے ہین کہ خدا یہان زمین مین ہے انتہی
مین کہتا ہون اور توفیق خدا ہی سے ہے کہ یہ قول جسطرح جہمیہ کے مذہب کی نفی کرتا ہے اسیطرح حشویہ کے
مذہب کی نفی کرتا ہے جس کے ثابت کرنے کے درپے مصنف ہوتا ہے اس لئے کہ حق تعالی کا
آسمانون سے اوپر عرش پر ہونا مطابق قرآن کے ہے اور اوس کا مخلوق سے جدا ہونا اس سے
مراد اوس کی پاکی بیان کرنا ہے صفات مخلوق سے اور رد کرنا ہے جہمیہ کے اس اعتقاد کا کہ حق تعالی

ههنا في الارض وليس المراد به كونه تعالى مفارقا عن الخلق بالمسافة البعيدة في الجهة العالية مماسا للعرش او محاذيا له وهكذا حال كلما نقله من اقاويل الرد على الجهمية فانه عليه لا له فاتيانه في معرض الاستدلال لا يخلو عن التلبيس والتدليس قال وله ان رجلا قال لابن المبارك يا ابا عبد الرحمن قد خفت من كثرة ما ادعوا على الجهمية قال لا تخف انهم يزعمون ان الهك الذي في السماء ليس بشيء انتهى اقول هذا القول ايضا موافق للتنزيل وليس بمفيد لمذهب الحشوية فاتيانه ههنا غير مفيد للمصنف (قال) قال الصابوني قال ابو عبد الله بن ابي حفص البخاري ايضا في كتابه ذكر ابراهيم بن الاشعث قال سمعت الفضيل بن عياض يقول اذا قال لك الجهمي انا لا اؤمن برب يزول عن مكانه فقل انت انا اؤمن برب يفعل ما يشاء انتهى اقول هذا القول في غاية المتانة ونهاية الرزانة تقطع مادة المنازعة كقوله تعالى لكم دينكم ولي دين فالاستدلال به على اثبات الجهة لا يخلو عن السفاهة والبلاهة (قال) وقول الفضيل ذكره ابو عبد الله بن اسمعيل البخاري في الرد على الجهمية ايضا وكانه عن فضيل اخذه صاحبه اسحق بن راهويه فقال رواه علي بن ابي صالح قبله رواه البيهقي في الاسماء والصفات بسند صحيح وروى ابن ابي حاتم ثنا علي بن الحسن بن زيد السلمي ان هشام بن عبد الله الرازي صاحب محمد بن الحسن حبس رجلا في التجهم فتاب فجيء به الى هشام ليمتحنه فقال له اتشهد ان الله عز وجل على عرشه بائن من خلقه فقال اشهد ان الله على عرشه ولكن لا ادري ما بائن من خلقه فقال ردوه الى الحبس فانه لم يتب انتهى اقول هذا القول ايضا يقلع مذهب الجهمية في كونه تعالى في الارض متصلا بالمكان

یہان زمین مین ہے اور اس قول سے یہ مراد نہین ہے کہ حق تعالیٰ مخلوق سے دور دراز مسافت پر بلندی مین عرش
سے ملا ہوا یا عرش کے محاذی ہے اور یہی حال اون تمام اقوال کا جنکو مصنف نے جہمیہ کے رد مین نقل کیا ہے اسلئے کہ وہ اقوال
مصنف کو مضر ہین مفید نہین ہین پس اونکو مقام استدلال مین نقل کرنا فریب دہی اور مکاری سے خالی نہین ہے کہا مصنف نے
اور ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے ابن مبارک سے کہا کہ اے ابو عبد الرحمن مین خوفناک ہو گیا ہون لوگون نے بہت رد و قدح کیا ہے
جہمیہ پر کہا تو مت خوف کر کیونکہ جہمیہ کا قول ہے کہ تیرا معبود جو آسمان مین ہے وہ کوئی شے نہین ہے انتہی مین کہتا ہون کہ یہ قول بھی قرآن کے
مطابق ہے اور حشویہ کو مفید نہین ہے پس اسکو یہان لانا مصنف کی حق مین فائدہ بخش نہین ہے کہا مصنف نے کہ کہا امام بخاری نے ذکر ابو عبد اللہ
بن ابو حفص بخاری نے بھی اپنی کتاب مین کہا ہے ابراہیم بن اشعث نے ذکر کیا کہ سنا مینے فضیل بن عیاض کو کہتے ہوئے کہ جب جہمی تجھسے کہے کہ مین
ایسے رب پر ایمان نہین لاتا ہون کہ جو اپنی جگہ سے زائل ہو جاتا ہے تو تو اسکا جواب اسطرح دے کہ مین ایمان لاتا ہون ایسے رب پر کہ جو چاہے کرے انتہی
مین کہتا ہون کہ یہ قول غایت متانت اور نہایت پختگی مین ہے اور مادہ نزاع کو قطع کرتا ہے اور مثل قول حق تعالیٰ کے ہے فعال لما یرید اور اس مین
اور تیرے لیے مراد مین ہے پس اس قول سے اثبات جہت پر دلیل لانا سفاہت و حماقت سے خالی نہین ہے کہا مصنف نے اور فضیل کے
اس قول کو ابو عبد اللہ بن اسمعیل بخاری نے بھی جہمیہ کے رد مین نقل کیا ہے اور شاید اس قول کو فضیل سے اونکی تلمیذ اسحق
بن راہویہ نے لیا ہے پھر ابن ابی صالح کے اوپر رد کرنے کو کہا ہے قبل بخاری کے روایت کیا اسکو بیہقی نے اسماء و الصفات مین
صحیح سند کیساتھ اور روایت کی ابن ابی حاتم نے کہ بیان کیا ہمسے علی بن حسن بن زید سلمی نے کہ ہشام بن عبید اللہ رازی
محمد بن حسن کے تلمیذ نے ایک شخص کو جہمی ہونیکی علت مین گرفتار کیا پس اوسنے توبہ کی تو ہشام کے پاس امتحان کیلیے
لایا گیا پس اونہون نے اوس سے کہا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ خدای عز و جل اپنے عرش پر اپنے مخلوق سے
جدا ہے پس اوس مرد نے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ خدا عرش پر ہے اور لیکن مین نہین جانتا ہون کہ خلق سے
جدا ہونا کیا شے ہے پس اونہون نے کہا کہ اسکو پھر قید خانہ مین لیجاؤ اس لئے کہ ابتک تائب نہین ہوا ہے انتہی
مین کہتا ہون کہ یہ قول بھی جہمیہ کے مذہب کا اکثیر رد ہے خدا کے زمین مین مکان سے متصل ہونیکے باب مین

ولا يفيد للحشوية اصلا لان كونه تعالى على العرش موافق للتنزيل والبينونة على الخلق رد على ما ذهب اليه الجهمية من كونه متصلا بالمكان ولا يلزم من قطع الاتصال الانفصال الذي يكون ببعد المسافة حتى يثبت به مذهب الحشوية لان الاتصال والانفصال كلهما من صفات الاجسام والله تعالى منزه عنها ولهذا احكم بعدم التوبة والرد الى المجلس (قال) قال علامة الحنفية الحافظ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامة الطحاوي في بيان عقيدة اهل السنة والجماعة على مذهب فقها والملة ابي حنيفة وابي يوسف ومحمد بن الحسن ومن لم يتوق النفي والتشبيه زل ولم يصب التنزيه الى ان قال والعرش والكرسي حق كما بين في كتابه وهو مستغن عن العرش وما دونه محيط بكل شئ وفوقه (قلت) هذا كما لا يخفى على المتبحر المتدبر ناظر ظاهر فيما ذكرنا من الجمع بين الامرين فافهم ولا تتوهم والله اعلم انتهى اقول وبه تعالى استعين فهذا القول تصريح بان من لم يتوق النفي اى مذهب المعتزلة والتشبيه اى مذهب الحشوية زل قدمه عن جادة السوية ولم يصب التنزيه فالايمان بالعرش والكرسي وكونه تعالى فوقهما وسائر المتشابهات كما بين في كتابه واجب وبهذا يحصل التوقي عن الاعتزال وكذلك الايمان بكونه تعالى مستغنيا عن الاستقرار على العرش وما دونه من الفرش واجب وبهذا يتيسر التوقي عن التجسيم ويكون المومن بهذين الامرين على الصراط المستقيم وهذا هو ما اجمع عليه اهل الحق فما فرع عليه المصنف بقوله (هذا كما لا يخفى على المتبحر المتدبر ناظر ظاهر فيما ذكرنا من الجمع بين الامرين) فباطل كل البطلان لان ما ذكره من الجمع بين الامرين

اور حشویہ کیلئے اصلا مفید نہین ہے اس لیئے کہ خدا کا عرش پر ہونا قرآن کے مطابق ہے اور خلق سے جدا ہونین رد ہے
مذہب جہمیہ کا کہ حقتعالی مکان سے منفصل ہے اور اتصال کی نفی سے وہ انفصال لازم نہین آتا ہے جو بعد مسافت
سے ہوتا ہے حتی کہ اس سے حشویہ کا مذہب ثابت ہو جاوے اس لیئے کہ اتصال و انفصال دونون صفات اجسام
سے ہین اور حقتعالی صفات اجسام سے منزہ ہے اسی وجہ سے اوسکے ثابت ہونے اور نفی جانب مین اوپر لیجا بیٹھا
حکم کیا (کہا مصنف نے) اور کہا عمدۂ حنفیہ حافظ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی نے عقیدۂ اہلسنت مطابق مذہب
فقہائی ملت ابو حنیفہ و ابو یوسف و محمد بن حسن کے بیان مین اور جو کہ نہ بچا نفی و تشبیہ سے لغزش کرگیا اور اوسنے
تنزیہہ کو نہ پایا یہانتک کہ کہا اور عرش و کرسی حق ہے جیسا کہ کتاب الہی مین مذکور ہے اور خدا بے پروا ہے عرش سے
اور ماسوائے عرش سے گھیرے ہوئے ہے ہر شئے کو اور اوپر ہے اوس کے (مین کہتا ہون کہ یہ قول جیسا کہ پوشیدہ
نہین ہے اہل بصیرت و تدبر پر نہایت ظاہر ہے اوس بات مین کہ جسکو ہمنے ذکر کیا ہے یعنی جمع کرنا دونون امر کا
پس تو سمجھ لے اور وہم نکر اور خدا دانا تر ہے انتہی صفحہ ۱۰۵ مین کہتا ہون اور حقتعالی سے مدد لیتا ہون کہ اس
قول مین تصریح ہے بایطور کہ جو شخص نہ بچا نفی سے یعنی مذہب معتزلہ سے اور تشبیہ سے یعنی مذہب حشویہ سے
اوس کا قدم پھسلگیا راہ استقامت سے اور نہ پہونچا وہ تنزیہہ تک پس ایمان لانا عرش و کرسی پر اور خدا کے
اونکے اوپر ہونے پر اور تمام متشابہات پر جیسا کہ کتاب الہی مین مذکور ہے ضروری امر ہے اور اس قدر
مذہب معتزلہ سے بچاؤ ہوجاتا ہے اور اسی طرح ایمان لانا خدا کے بے پروا ہونے پر عرش وغیرہ پر قرار
پکڑنے سے ضروری ہے اور اس طور سے حاصل ہوجاتا ہے بچاؤ مجسمہ کے مذہب سے اور ان دونون
امر کے وجہ سے مومن صراط مستقیم پر ہوجاتا ہے اور اسی پر اہلحق کا اجماع ہے پس اسپر مصنف نے
جو تصریح کی ہے اپنے اس قول سے (هذا كما لا يخفى على المتبصر المتدبر
الناظر ظاهر فيما ذكرنا من الجمع بين الامرين) پس سراسر باطل ہے
اس لیئے کہ جمع کرنا دونون امر کا کہ جسکو مصنف نے ذکر کیا ہے — اجتماع النقیضین کا

وهو الحمل على الظواهر للصفات كما ذهب اليه الحشوية والتنزيه للذات
لاستحالتها كما هو مذهب المسلمين عنها خلط وتلفيق بين المذهبين ومستلزم
لاجتماع النقيضين فعلى المتصر للتدبر ان يتدبر فيما قلنا كل التدبر قال ولابي
الشيخ الاصبهانى والبيهقى عن يحيى بن يحيى قال كنا عند مالك بن انس فجاء رجل
فقال يا ابا عبد الله الرحمن على العرش استوى كيف استوائه فاطرق مالك
راسه حتى علاه الرحضاء ثم قال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول
والايمان به واجب والسؤال عنه بدعة وما اراك الا مبتدعا
فامر به ليخرج انتهى الى ان قال بعد بيان طرق القول المذكور
فاخرج الخلال واللالكائى بسند كله ائمة من طريق سفيان بن عيينة
والبيهقى فى الاسماء والصفات من طريق عبد الله بن صالح بن مسلم
قالوا سئل ربيعة بن ابى عبد الرحمن عن قوله تعالى استوى على العرش
كيف استوى قال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول ومن الله الرسالة
وعلى الرسول البلاغ وعلينا التصديق وكان ربيعة بلغه نحو ذلك عن ام
المؤمنين ام سلمة فاخرج ابن منده وابن مردويه واللالكائى باسانيد صحيحة عن
محمد بن اشرس الكوفى وابى كنانة الكوفى ثنا ابو المغيرة النضر بن اسمعيل الحنفى ثنا
قرة بن خالد عن الحسن عن امه عن ام سلمة زوج النبى صلعم انها قالت
الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول والاقرار به ايمان والجحود به كفر
ولعبد الله بن احمد فى الرد على الجهمية عن ابيه عن شريح بن النعمان
عن عبد الله بن نافع الصائغ صاحب مالك وخصيصه قال سمعت مالك بن انس
يقول الله فى السماء وعلمه فى كل مكان قال الذهبى هذا ثابت عن مالك انتهى

اور وہ حمل کرنا ہے صفات خدا کا اونکے ظاہری معانی پر جیسا کہ حشویہ کا مذہب ہے اور پاک سمجھنا اون سے
ذات خدا کو بسبب مستغنی ہونے ذات کے اون سے جیسا کہ متکلمین کا مذہب ہے ملا دینا ہر اور تلفیق سے دونون
مذہبون مین اور مستلزم ہے اجماع نقیضین کو پس اہل بصیرت وتدبیر پر واجب ہے کہ ہمارا اس قول مین پوری طرح سے
تدبیر کرے کہا مصنف نے اور ابو الشیخ اصبہانی اور بیہقی نے یحیی بن یحیی سے روایت کی ہے کہ کہا اونہون نے کہ مالک
ابن انس کے پاس تہے کہ ایک مرد آیا اور کہا کہ اے ابو عبد اللہ رحمن عرش مستوی ہوا کیونکر ہے اوسکا مستوی ہونا
پس مالک نے اپنا سر جھکا لیا یہانتک کہ اونکو پسینا آگیا پہر کہا کہ استوا غیر مجہول ہے اور کیفیت غیر معقول ہے اور ایمان
اسپر واجب ہے اور اسکا سوال کرنا بدعت ہے اور تجکو نزدیک تو بدعتی ہے پہر اوسکو حکم دیا کہ چلا جاوے انتہی یہانتک کہ
کہا مصنف نے بعد بیان کرنے طرق اس قول کے پس روایت کی خلال اور لالکائی نے ایسی سند کیساتھ کہ اوسکے کل
رجال ائمہ ہین سفیان بن عیینہ کی طریق سے اور بیہقی نے اسماء وصفات مین عبد اللہ بن صالح بن مسلم کے طریق سے
کہ کہا اونہون نے کہ ربیعہ بن عبد الرحمن سے پوچہا گیا حقتعالی کے قول استوی علی العرش کو کہ کیونکر مستوی ہوا کہا کہ استوا
غیر مجہول ہے اور کیفیت غیر معقول ہے اور خدا کی طرف سے بہیجنا ہے اور رسول پر پہونچانا ہے
اور ہمپر تصدیق کرنا ہے اور شاید کہ ربیعہ کو ایسا ہی پہونچا ہے ام المومنین ام سلمہ سے پس روایت کی
ابن مندہ وابن مردویہ ولالکائی نے صحیح سندون کے ساتہہ محمد بن اشرس کوفی وابو کنانہ کوفی سے کہ
بیان کیا ہمسے ابو مغیرہ نضر بن اسمعیل حنفی نے کہ بیان کیا ہمسے قرہ بن خالد نے بروایت حسن اونہون نے
روایت کی اپنی والدہ ام سلمہ زوجہ نبی صلعم سے کہ فرمایا اونہون نے استوا غیر مجہول ہے اور کیفیت غیر
معقول ہے اور اوسکا اقرار کرنا ایمان ہے اور اوسکا انکار کرنا کفر ہے اور عبد اللہ بن احمد نے جہمیہ کے
رد مین اپنے باپ سے اونہون نے شریح بن نعمان سے اونہون نے عبد اللہ بن نافع صائغ سے
جو امام مالک کے صحبت یافتہ اور اون کے خاص لوگون مین سے ہین کہا اونہون نے کہ سنا مینے
امام مالک بن انس سے کہ وہ کہتے تہے کہ حقتعالی آسمان مین ہے اور اوس کا علم ہر جگہ
مین ہے کہا ذہبی نے کہ یہہ روایت ثابت ہے امام مالک سے۔ انتہی ۔

اقول ومن الله التوفيق لما فرغ المصنف عن الاستدلال باقوال الامام الاعظم وأصحابه شرع في الاستدلال باقوال الامام مالك واصحابه وجمع كلما تمسك به منها في هذا القول وهذا ايضا اقتفاء منه بشيخه ابن تيمية فعلينا ان ننقل كلام ابن تيمية وكلام العلامة الحلبي في رد عليه من التنبيه كي تتضح الاحوال وتنكشف حقيقة المقال (قال العلام المفتي محمد سعيد رحمه الله في التنبيه في صفحة ٣٣ روى الخلال باسناد كلهم ائمة عن سفيان بن عيينة قال سئل ربيعة بن ابي عبد الرحمن عن قوله تعالى الرحمن على العرش استوى كيف استوى قال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول ومن الله الرسالة وعلى الرسول البلاغ المبين وعلينا التصديق قال ابن تيمية وهذا الكلام روى عن مالك ابن انس تلميذ ربيعة من غير وجه منها ما رواه ابو الشيخ الاصبهاني وابو بكر البيهقي عن يحي بن يحيى قال كنا عند مالك بن انس فجاء رجل فقال يا ابا عبد الله الرحمن على العرش استوى كيف الاستواء فاطرق مالك براسه حتى علاه الرحضاء ثم قال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول والايمان به واجب موافق لقول الباقين امروها كما جاءت بلا كيف فانهم نفوا علم الكيفية ولم ينفوا حقيقة الصفة ولو كان القوم قد امنوا باللفظ المجرد من غير فهم لمعناه على ما يليق بالله تعالى لما قال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول ولما قالوا امروها كما جاءت بلا كيف فان الاستواء حينئذ لا يكون معلوما بل مجهولا بمنزلة حروف المعجم وايضا فانه لا يحتاج الى نفي علم الكيفية اذا لم يفهم

میں کہتا ہوں اور توفیق خدا ہی کی طرف سے ہے کہ جبکہ مصنف فارغ ہوا امام اعظم اور اونکے اصحاب کے اقوال سے
دلیل لانے سے شروع کیا دلیل لانے میں امام مالک اور اونکے احباب کے اقوال سے اور اونکے جسقدر اقوال سے
استدلال کیا ہے اسکو اس قول میں جمع کر دیا اور یہ بھی مصنف نے پیروی کی ہے اپنے شیخ ابن تیمیہ کی پس ہمکو لازم ہے
کہ ہم ابن تیمیہ کا کلام اور علامہ حلبی کا کلام اوس کے رد میں تنبیہ سے نقل کر دیویں تاکہ احوال واضح ہو جاوے
اور اس کلام کی حقیقت کھل جاوے علامہ مفتی محمد سعید رحمہ اللہ نے تنبیہ کے صفحہ ۲۳۳ میں کہا ہے کہ روایت کی
خلال نے ایسی سند کے ساتھ کہ کل رجال ائمہ ہیں سفیان بن عیینہ سے کہا کہ ربیعہ بن عبدالرحمن سے پوچھا گیا
حق تعالی کے قول الرحمن علی العرش استوی کو کہ استوا کیونکر ہے کہا اونہوں نے کہ استوا غیر مجہول ہے
اور کیفیت غیر معقول ہے اور خدا کی طرف سے بھیجنا ہے اور رسول پر صاف صاف پہونچانا ہے اور ہمپر
تصدیق کرنا ہے کہا ابن تیمیہ نے اور یہ کلام روایت کیا گیا ہے مالک بن انس سے کہ شاگرد ہیں ربیعہ کے
بسند جید وجود منجملہ اونکے وہ ہے کہ اسکو روایت کیا ابو الشیخ اصبہانی و ابوبکر بیہقی نے یحیی بن یحیی سے کہا کہ
ہم مالک بن انس کے پاس تھے پس ایک مرد نے آکر کہا کہ اے ابو عبداللہ رحمن عرش پر مستوی ہوا کیونکر ہے استوا
پس مالک نے اپنی سر کو جھکا لیا یہانتک کہ اونکو پسینا آگیا پھر کہا کہ استوا غیر مجہول ہے اور کیفیت غیر معقول ہے اور اسپر
ایمان لانا واجب ہے یہ قول موافق ہے باقی ائمہ کے قول کے کہ جاری کرو صفات متشابہات کو جسطور پر کہ نازل ہوئی
ہیں بدون کیفیت کے پس اونہوں نے علم کیفیت کی نفی کی ہے اور حقیقت صفت کی نفی نہیں کی ہے اور اگر
یہ لوگ ایمان لائے ہوتے مجرد لفظ پر بدون سمجھنے اوسکے معنی کے اوسطور پر کہ خدا کے لائق ہیں تو امام مالک نہ کہتے
کہ استوا غیر مجہول ہے اور کیفیت غیر معقول ہے اور نہ ائمہ دین یہ کہتے کہ صفات کو جاری کرو جسطور پر کہ آئی
ہیں بدون کیفیت کے اس لیے کہ استوا اس حالت میں معلوم نہیں ہوتی بلکہ مجہول رہتی بمنزلہ حروف
معجم کے اور نیز اس کو حاجت نہیں ہے علم کیفیت کے نفی کرنیکی جبکہ لفظ سے کوئی معنی ہی نہ سمجھے جائیں "

من اللفظ معنى فانما يحتاج الى نفى علم الكيفية اذا اثبت الصفات انتهى
قال العلامة الحلبى فى رده ورد قول الربيعة ومالك الاستواء غير مجهول
فليت شعرى من قال انه مجهول بل انت زعمت انه لمعنى عينته واردت
ان تعزوه الى الائمة ونحن لا نسمع لك بذلك ثم نقل عن مالك انه
قال للسائل الايمان به واجب والسوال عنه بدعة وما اراك الا
مبتدعا فامر به فاخرج فيقال له ليت شعرى من امتثل منا قول مالك هل
امتثلناه نحن حيث امرنا بالامساك والجمنا العوام عن الخوض فى ذلك
او امتثله هو حيث جعله وارسه يلقيه ويلقنه ويلقيه ويكتبه ويدرسه و
يامر العوام بالخوض فيه وهل انكر على المستفتى فى هذه المسئلة بعينها واخرجه
كما فعل مالك رضى الله فيها بعينها وعند ذلك يعلم ان ما نقله عن مالك حجة عليه لا له
انتهى اقول معنى قول ام سلمة ام المومنين رض وقول الامام مالك رض الاستواء غير
مجهول اى بالمعنى اللغوى لكنه يستلزم التكييف والتحديد وهو غير معقول فى حقه
تعالى لانه غنى عنه لكن الاقرار بان الاستواء صفة من صفاته تعالى لا يعلم
ما ذا ارادبها واجب الاذعان لورود التنزيل به والجحود باصل الاستواء كما فعله
الجهمية كفر لانه يفضى الى انكار صفة من صفاته تعالى وعلى هذا بطل ما قاله
ابن تمية من ان القوم لو امنوا بمجرد اللفظ من غير فهم لمعناه على ما يليق بالله تعالى
لما قال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول انتهى لان القوم لو امنوا به بعد ان
فهموا معناه الذى يليق به تعالى لما قال الامام مالك والكيف غير معقول لان الكيف
بعد تعيين المعنى المراد والعلم به لا يبقى مجهولا فلا يعد من المتشابهات وايضا بطل
قال له من انه لا يحتاج الى نفى علم الكيفية اذا لم يفهم من اللفظ معنى وانما يحتاج الى نفى

اور نفی علم کیفیت کی حاجت تو عبث ہے کہ جب صفات ثابت ہوں انتہی علامہ حلبی نے اسکے رد میں کہا ہے اور روایت کیا ابن تیمیہ نے
قول ربیعہ و مالک کا کہ استوا غیر مجہول ہے پس کاش مجھکو معلوم ہوتا کہ کسنے کہا ہے کہ وہ مجہول ہے بلکہ تو نے اعتقاد کر لیا ہے کہ وہ
اوس معنی کیلیے ہے کہ جس کو تو نے معین کر لیا ہے اور تیرا ارادہ ہے کہ وہ دونوں اماموں کیطرف اوسکو منسوب کر دے اور اوسکو
سمجھے نہیں سمجھتے ہیں پھر نقل کیا امام مالک سے کہ کہا اونہوں نے سائل کو اور اسپر ایمان لانا واجب ہے اور اسکا سوال کرنا بدعت ہے
اور مجھکو تو بدعتی معلوم ہوتا ہے پس اوسکو حکم دیا گیا پس نکالا گیا پس ابن تیمیہ سے کہا جاتا ہے کہ کاش مجھکو معلوم ہوتا کہ تم نے
کسنے امام مالک کے قول پر عمل کیا ہے ایا تمنے اوس پر عمل کیا ہے اس لئے کہ تمنے حکم دیا ہے کہ لسان کا اور عوام
لگام پہنا دیا ہے اوس میں خوض کرنے سے یا ابن تیمیہ نے عمل کیا ہے اسلئے کہ اوس نے اسکو سنت کا گویا قرار دیا
کہ اسکا اعتقاد تلقین و تحریر و تدریس کرتا ہے اور عوام کو حکم دیتا ہے اسمیں خوض کرنیکا اور کیا ابن تیمیہ نے اس سائل کو بھی
واسطے کرنا پسند کیا ہے اور اوسکو نکالدیا ہے جسطرح کہ مالک نے نکالا اس سائل کو جو کیا تھا اور اوسوقت معلوم ہوا کہ
ابن تیمیہ نے امام مالک سے نقل کیا ہے اور یہ حجت ہے تو کہ اوسکے لئے انتہی میں کہتا ہوں کہ یہی قول ام سلمہ
ام المومنین کے اور قول امام مالک کے کہ استوا غیر مجہول ہے یہ ہیں کہ معنی لغوی غیر مجہول ہے لیکن وہ معلوم ہے
تجدید کر اور جو خدا کے حق میں غیر معقول ہے اسلئے کہ حق تعالی اوس سے غنی ہے لیکن اقرار اس امر کا کہ استوا ایک صفت ہے صفات خداوندی
ہے ہمکو معلوم نہیں کہ خدا نے اوس سے کیا ارادہ کیا ہے واجب الاعتقاد ہے بسبب ورود قرآن کے اسپر اور انکار اس استوا کا
جیسا کہ کیا ہے جہمیہ نے کفر ہے اس لئے کہ اس سے خدا کی صفات میں سے ایک صفت کا انکار لازم آتا ہے
اور اسی سے باطل ہو گیا جو کہ ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ ائمہ دین اگرچہ لفظ پر ایمان لاتے ہیں لیکن سمجھتے ایسے معنی
جو خدا کے لائق ہیں تو امام مالک یہ نہ کہتے کہ استوا غیر مجہول ہے اور کیفیت غیر معقول ہے انتہی اسلئے کہ ائمہ دین
اگر اسپر ایمان لاتے بعد ایسے معنی سمجھنے کے جو شان خدا کے لائق ہیں تو امام مالک یوں نہ فرماتے کہ کیفیت
غیر معقول ہے اس لئے کہ بعد معین کر لینے معنی مراد کے اور اوس کو جان لینے کے کیفیت مجہول نہ رہتی
پھر اوس کا متشابہات میں شمار کیا جاتا اور نیز باطل ہو گیا جو کہ اوس نے کہا ہے کہ نفی علم کیفیت
کی حاجت نہیں رہتی ہے جبکہ لفظ سے کچھ معنی نہ سمجھے جائیں نفی علم کیفیت کی تو جبھی حاجت ہے

علم الكيفية إذا أثبت الصفات انتهى لأن المراد بالكيفية تعيين المعنى المراد وثبوت أصل الصفة
المراد بالاستواء لا يستلزم القول بالمعنى اللغوي حتى يقال إن المراد بقول مالك الاستواء غير
مجهول أن الاستواء محمول على ظاهره والكيفية ذلك المعنى غير معقول فكذا الاحتياج إلى نفي
علم الكيفية إذا لم يفهم من اللفظ معنى كذلك لا احتياج إليه إذ أعلم أن المراد باللفظ معناه اللغوي
فلزم عليهم ما لزم علينا مع أنا لم نقل بأنه لا يفهم من المتشابه معنى حتى يرد علينا قوله لا احتياج
إلى نفي علم الكيفية حينئذ فظهر صدق ما قاله العلامة الحلبي في رده أن ما نقلاه عن مالك حجة عليهم لا لهم
ولله الحمد ولما فرغ من الاستدلال بقول الإمام مالك شرع في الاستدلال بما قاله الإمام الشافعي و
أتباعه فقال روى الحافظ عبد الغني المقدسي وشيخ الإسلام أبو الحسن علي الهكاري وغيرهما
في عقيدة الشافعي قال القول في السنة التي أنا عليها ورأيت أهل الحديث عليها الذين
رأيتهم مثل سفيان ومالك وغيرهما الإقرار بشهادة أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله وذكر
أشياء ثم قال وأن الله فوق عرشه على سمائه يقرب من خلقه كيف شاء وينزل إلى سماء الدنيا كيف
شاء وذكر سائر الاعتقاد وروى المقدسي والهكاري عن الحسن بن هشام البلدي قال هذه وصية محمد بن
إدريس الشافعي أوصى أنه يشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وذكر الوصية إلى أن قال فيها والقرآن
كلام الله غير مخلوق وأن الله تعالى يرى في الآخرة عيانا ينظر إليه المؤمنون ويسمعون كلامه وأنه تعالى فوق
وذكر سائر الوصية انتهى أقول ويتعالى أن يستدلون بهذين الروايتين عن الإمام الشافعي مما احتج به الحنابلة
نقلها المفتي العلامة في التنبيه ثم قال لا يخفى أن هاتين الروايتين غريبتان لم ينقلهما أصحابه عنه ولم
يذكرهما البيهقي وغيره في اعتقاد الشافعي قال المزني سألت الشافعي عن مسألة في الكلام فقال سلني عن شيء
إذا أخطأت فيه قلت أخطأت ولا تسألني عن شيء إذا أخطأت فيه قلت كفرت وذكر الحافظ ابن حجر في
الكلام في باب اعتقاده نسبتها إليه فقط ثم قال الذهبي بعد ذكر الروايتين المذكورتين وأما ابن أبي حاتم
عنه قال فيه نثبت هذه الصفات وننفي عنها التشبيه كما نفى عن نفسه فقال ليس كمثله شيء وهو السميع البصير

جائے وغیرہ کا ثبوت ہوجاتا ہے اسی واسطے کہ مراد کیفیت سے یہی ہے کہ ظاہر معنی مراد کا اور ثابت ہونا اصل صفت کا جبکہ استوا سے مراد نہیں متلزم ہو معنی لغوی کے قائل
ہونیکو جیسی کہ کہا جاتا ہے کہ مراد امام مالک کا اس قول سے کہ استوا غیر مجہول ہے یہ ہے کہ استوا معلوم ہے اپنے ظاہر معنی پر لیکن کیفیت اوس معنی کی غیر معقول ہے پس جب یہ
نفی علم کیفیت کی ہوا کرتی نہیں ہوتی ہے جبکہ لفظ اسکو کوئی معنی نہ سمجھا جاوے اوسکی ماہیت نہیں ہوتی ہے جبکہ معلوم ہوجاتا کہ مراد لفظ سے اوسکے معنی لغوی ہیں
ہیں لازم آگیا ابن تیمیہ پر وہ اعتراض کہ اوس نے لازم کیا تھا ہمپر باآنکہ ہم نے نہیں کہا ہے کہ متشابہ کے کوئی معنی نہیں سمجھے جیسی کہ ہمپر اوسنے کہا یہ قول (الغیر)
الی نفی علم الکیفیۃ جلیلیاں وارد ہوتی ہیں صادق آگیا جو کہ علامہ حلبی اوسکے رد میں کہا ہے کہ جو کچھ ابن تیمیہ نے امام مالک سے نقل کیا ہے
تحقیق وہ یہ ہے کہ اوسکے واسطے اور خدا ہی کیلئے سب تعریفیں ثابت ہیں اور جسکے قائل ہو ... امام مالک کے قول ... لا تشبیہ ...
... امام شافعی اور اونکا اتباع کے اقوال سے ... کہا اور روایت کیا حافظ عبد الغنی مقدسی نے شیخ الاسلام ابو محمد ...
وغیرہ نے اپنی صحیح میں عقیدہ امام شافعی کا کہا امام شافعی نے کلام اور ... میں ... ہوں ... کو ... کیا ...
جو کہ اللہ کا اصل ہے جیسے کہ ... اور مالک وغیرہ اقرار کرنا ہے اوس امر کا ہی کا ... کہ کوئی ... اور ... خدا کی ...
اور ذکر کیا ... کا یہ فرمایا اور اقرار اس امر کا کہ خدا اپنے عرش پر ہے اور آسمان کو ... اپنی مخلوق سے ... جیسا چاہتا ہے
نزول فرماتا ہے آسمان دنیا کیطرف جس طرح پر کہ چاہتا ہے اور ذکر کیا امام ... اور روایت کی مقدسی اور ... بن ... امام ... کیا ...
کہ ... شافعی کی وصیت کی کہ گواہی دیتا ہوں اس امر کی کہ نہیں ہے کوئی معبود سوا خدا کے وہ اکیلا ہے کوئی اوسکا شریک نہیں ہے
اور ذکر کیا وصیت کو ... کہ کہا وصیت ہی اور قرآن خدا کا کلام غیر مخلوق ہے اور یہ کہ حق تعالیٰ کا آخرت میں دیدار ہوگا آنکھوں سے ... اوسکے
ایمان والے اور سنینگے اوسکے کلام کو اور یہ کہ حق تعالیٰ عرش پر ہے اور ذکر کیا تمام وصیت کو انتہی ... حق تعالیٰ ... رد ...
دونوں روایتیں امام شافعی ... کی ... کہ ... شیخ ... نقل کیا ... اور ... کہ ... پوشیدہ ...
دونوں روایتیں ثابت نہیں ہیں ... امام شافعی کی اصحاب اپنی کتابوں میں ... نقل نہیں کیا ... وغیرہ امام شافعی کے ... کہا ...
مزنی نے کہ پوچھا میں نے امام شافعی سے ایک مسئلہ علم کلام کا ... کہا اونہوں نے کہ سوال کر مجھ سے ایسی شی کا کہ جب ... کہے تو کہا کہ ...
اور مت سوال کر مجھ سے ایسی شی کا کہ جب میں خطا کروں اوس میں تو کہا کہ کافر ہو گیا تو ذکر کیا اسکو حافظ ابن حجر نے امام شافعی کے مناقب میں ...
باب میں اپنی سند کے ساتھ اور ... کہا ... دونوں روایتوں کے ذکر ... کیا ابن ابی حاتم نے ... کہا ...
ہم ثابت کرتے ہیں ان صفات کو اور نفی کرتے ہیں اوس سے تشبیہ کو جس طرح کہ خدا نے اپنی ذات سے نفی کی ہے اور فرمایا ... کوئی ... اور وہی ... سے

ثم قال رواه شيخ الاسلام في عقيدة الشافعي وغيره باسناد كلهم ثقات انتهى وهذا القول يدل
على اتباعه عقيدة السلف فقوله نثبت هذه الصفات رد للجهمية وقوله ننفي عنها التشبيه رد على
المشبهة وقد ذكر الشافعي في كتاب الرسالة في خطبته انه لا يبلغ الواصفون كنه عظمته والذي هو
فوق ما يصفه به خلقه قال الامام الرازي وهذا الكلام يدل على انه كان يعتقد ان لله تعالى الشيء
لا تفهمه ولا يبلغ الواصفون كنه عظمته وهذا القدر وان كان كلاما قليلا الا انه كاف في الغرض
كما ان قوله تعالى ليس كمثله شيء كاف في هذا الغرض انتهى اقول وايضا يكفي في الجواب عما اورده المصنف
عنه بعد هذا فقال وروى الحافظ عبد الرحمن بن ابي حاتم والقاضي الشهيد ابو الحسين محمد بن القاضي
ابي يعلى محمد بن الفراء الحنبلي في طبقات الحنابلة والحافظ ابو موسى المديني والحافظ عبد الغني المقدسي في اعتقاد
الشافعي عن يونس بن عبد الاعلى المصري قال سمعت ابا عبد الله محمد بن ادريس الشافعي يقول وقد سئل عن
صفات الله عز وجل وما ينبغي ان يؤمن به فقال لله تبارك وتعالى اسماء وصفات جاء بها كتابه واخبر بها
نبيه صلى الله عليه وسلم امته لا يسع احدا من خلق الله قامت عليه الحجة الا الايمان بها لان القرآن نزل به وصح عنه
بقول النبي صلى الله عليه وسلم فيما روى عنه العدل فان خالف ذلك بعد ثبوت الحجة عليه فهو بالله
كافر فاما قبل ثبوت الحجة عليه من جهة الخبر فمعذور بالجهل لان علم ذلك لا يدرك
بالعقل ولا بالروية والفكر الى ان قال بعد ذكر المتشابهات
العديدة ونحن نثبت هذه الصفات وننفي التشبيه كما نفى ذلك
عن نفسه تعالى ذكره فقال ليس كمثله شيء وهو السميع البصير انتهى
اقول بتوفيقه تعالى وعونه هذا كله حجة على المصنف وليس مقويا له
لان قول الامام (ونحن نثبت هذه الصفات) رد لمذهب الجهمية حيث
انكروها وقوله (وننفي التشبيه) رد لمذهب الحشوية حيث حملوها على ظواهرها حتى لزمهم التشبيه
فالاستدلال به على ما ادعاه المصنف ليس بصحيح والله الموفق للصواب واليه المرجع والمآب والنعم للاولياء في عنده تمام الكتاب

کہا امام رازی نے کہ یہ کلام دلالت کرتا ہے اسپر کہ امام شافعی معتقد تھے کہ خدا نہ جسم ہے اور نہ جہت میں ہے ۱
ورنہ البتہ پہونچ جاتے وصف بیان کرنیوالے اوس کی عظمت کی کنہ کو اور اسقدر۔ اگرچہ تھوڑا سا کلام ہے مگر
یہ کافی ہے غرض کے لیے جسطرح کہ قول حق تعالے کا لیس کمثلہ شئی۔ کافی ہے اس غرض کیلئے
انتھی میں کہتا ہوں اور نیز کافی جواب ہیں اوس قول کے کہ جسکو مصنف نے اس کے بعد نقل کیا ہے اور
کہا ہے (اور روایت کیا حافظ عبد الرحمن بن ابی حاتم نے پھر قاضی شمس سعید ابو الحسین محمد بن قاضی ابو یعلی
محمد بن فراء حنبلی نے طبقات حنابلہ میں اور حافظ ابو موسے مدنی نے پھر حافظ عبد الغنی مقدسی نے اعتقاد شافعی میں یونس
بن عبد الاعلی مصری سے کہا اونہون نے کہ سنا میں نے ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی سے کہ وہ اور اون
سے پوچھا گیا تھا احوال صفات خدا عز و جل کا اور جو کچھ ایمان لانا چاہیے اوس کا پس کہا حق تبارک و تعالی کے لئے اسماء و صفات
ہیں کہ جنکی خبر کتاب الہی میں ہے اور نبی صلعم نے اپنی امت سے اونکو بیان کیا ہے نہیں درست ہے کسیکو
خدا کی مخلوق میں سے کہ جسپر قائم ہو گئی حجت یہ کہ اونپر ایمان لائے قرآن اوس کی ساتھ اترا ہے اور اوس کے
نزدیک ثابت ہو گیا نبی صلعم کے قول سے اوس روایت میں کہ جسکو ثقہ نے بیان کیا ہے پس وہ خلاف کرے اوسکا
بعد ثابت ہونے حجت کے اوپر پس وہ شخص کافر ہے خدا سے لیکن ثبوت حجت سے پہلے خبر کی جہت
سے پس وہ معذور ہے نہ جاننے کے سبب سے اس لئے کہ اسکا علم نہ عقل سے معلوم ہوتا ہے اور نہ سوچنے
اور فکر کرنے سے یہانتک کہ کہا بعد ذکر چند حصص کہا کہ اور ہم ثابت کرتے ہیں ان صفات کو اور نفی کرتے ہیں
تشبیہ کی جیسا کہ تشبیہ کی نفی بیان کی ہے حق تعالی نے اپنے نفس سے پس فرمایا کہ اوس کے مانند کوئی شے
نہیں ہے اور وہی سنتا دیکھتا ہے انتھی میں کہتا ہوں خدا کی توفیق اور اوس کی مدد سے کہ یہ تمام حجت
مصنف اور اوسکو مفید نہیں ہے اسلئے کہ امام کا یہ قول (ونحن نثبت هذه الصفات) رد ہے مذہب
جہمیہ کا اس لئے کہ اونہون نے صفات کا انکار کیا ہے اور قول امام کا (وننفي التشبيه) رد ہے مذہب حشویہ کا
اس لئے کہ اونہون نے صفات کو اون کے ظاہری معانی پر حمل کیا ہے یہانتک کہ اون سے تشبیہ
لازم آگئی ہے پس اس قول سے دلیل لانا مصنف کا اپنے دعوی پر صحیح نہیں ہے اور خدا ہی توفیق

قال وروى الساجي قال الذهبي عن علي بن عبد الله الحلواني قصة
حاصلها انه واصحابه كتبوا الى المزني يسئلونه ويستعلمون منه
في كتب الجهم الجواب وفيه في حق الله الحق تعالى السميع البصير
العليم الخبير المنيع الرفيع قال عال على العرش بائن من خلقه وروى اللا
لكائي عن المروزي قال قلت لابي عبد الله احمد بن حنبل
ما معنى قوله وهو معكم ما يكون من نجوى ثلثة الا هو
رابعهم قال علمه محيط بالكل وربنا على العرش بلا حد ولا صفة
وروى الخلال عن يوسف بن موسى القطان قيل لابي عبد الله
احمد بن حنبل الله فوق السماء السابعة على عرشه بائن من خلقه
وعلمه وقدرته بكل مكان قال نعم وروى القاضي ابو الحسين
محمد بن الفراء الحنبلي في طبقات الحنابلة في ترجمة ابي العباس
احمد بن جعفر الفارسي الاصطخري باسناده عنه قال قال ابو
عبد الله احمد بن محمد بن حنبل هذه مذاهب اهل العلم
واصحاب الاثر واهل السنة المتمسكين بعروقها المعروفين بها
المقتدى بهم فيها من لدن النبي صلى الله عليه واله وسلم
الى يومنا هذا ادركت من علماء اهل الحجاز والشام وغيرهم
عليها فمن خالف شيئا من هذه المذاهب او طعن فيها او عاب
قائلها فهو مخالف مبتدع خارج عن الجماعة زائل عن منهج السنة
وسبيل الحق ثم ساقها بطولها وفيها وخلق سبع سموات بعضها
فوق بعض وسبع ارضين بعضها فوق بعض وبين الارض العليا

والسماء الدنيا خمسمائة عام وبين كل سمائين إلى السماء مسيرة خمسمائة عام والماء فوق
السماء العليا السابعة وعرش الرحمن عز وجل فوق الماء والله عز وجل على
العرش والكرسي موضع قدميه وهو يعلم ما في السموات والأرضين السبع
وما بينهما وما تحت الثرى وما في قعر البحار إلى قوله ويعلم كل شيء لا يخفى عليه
من ذلك شيء وهو على العرش - (کہا مصنف نے) اور روایت کی سلفی نے بطریق علی بن عبد اللہ
طوانی سے ایک حکایت کہ جسکا حاصل یہ ہے کہا اونھوں نے اور اونکے یاروں نے مزنی کو خط لکھا اوس میں اونھوں
نے حق تعالی کی صفات کو پوچھا تھا پس مزنی نے اونکو جواب لکھا کہ حق تعالی سنتا ہے دیکھتا ہے دانا ہے خبردار ہے
روکنے والا ہے بلند اور اونچا ہے عرش پر اپنی مخلوق سے جدا ہے اور روایت کی لالکائی نے مروزی سے کہ کہا اونھوں نے کہ
پوچھا ابو عبد اللہ احمد بن حنبل سے پوچھا کہ حق تعالی کے قول (وهو معكم ما يكون من نجوى ثلاثة إلا هو رابعهم)
کے معنی میں کہا کہ اوسکا علم سبکو گھیرے ہوے ہے اور ہمارا رب عرش پر ہے بدون حد کے اور بدون صفت کے اور
روایت کی خلال نے یوسف بن موسی قطان سے کہ ابو عبد اللہ احمد بن حنبل سے کہا گیا کہ اللہ ساتوین آسمان پر سے اوپر اپنے
عرش پر مخلوق سے جدا ہے اور اوسکا علم وقدرت ہر جگہ ہے کہا کہ ہاں اور روایت کی قاضی ابو الحسین محمد بن فراء
حنبلی نے طبقات حنابلہ میں ابو العباس احمد بن جعفر فارسی اصطخری کے احوال میں سے یہ تھا کہ اونکی
کہا کہ کہا ابو عبد اللہ احمد بن محمد حنبل نے کہ یہی مذاہب ہیں اہل علم و اہل اثر و اصحاب سنت کے کہ وہ پکڑنے والے
ہیں سنت کی رگوں کو اور سنت کی ساتھ مشہور ہیں اور سنت کا اتباع اونکا شعار ہے نبی صلعم کے زمانہ سے آج تک
ملے انہیں عقائد پر پایا ہے جسکو پایا ہے علمای حرمین وشام وغیرہ کو پس جس نے ان مذاہب میں کچھ بھی خلاف کیا یا طعن کیا اونکو یا قائل
پر عیب لگایا پس مخالف ہے بدعتی ہے اہلسنت کی جماعت سے خارج ہے راہ سنت وطریق حق سے ہٹا ہوا ہے پھر اون مذاہب کے
بیان کیا بدلالت کے ساتھ اور اوس میں تھا کہ (اور پیدا کیا سات آسمانوں کو بعض اوپر بعض کے اور پیدا کیا سات زمینوں کو بعض اوپر بعض کے اور
درمیان اوپر کی زمین و آسمان دنیا کے پانسو برس کی مسافت ہے اور درمیان ہر آسمان کے دوسرے آسمان تک پانسو
برس کی مسافت ہے اور ساتوین آسمان بلند کے اوپر پانی ہے اور خدا ے عزوجل کا عرش)

فوق السماء السابعة ودونه حجب من نار ونور وظلمة وما هو اعلم بها الى آخر ما هنا واقواله فيه كثيرة جدا انتهى اقول بعونه وقوته تعالى اصول الما فرغ المصنف عن الاستدلال بقول الامام الشافعي شرع في الاستدلال بقول الامام احمد بن حنبل في هذا القول فلنبين في جوابه اعتقاد الامام احمد في هذا الباب برواية الثقات من اهل السنة والكتاب نقلا من التنبيه قال المفتي العلامة في صحته من التنبيه قال الامام احمد بن حنبل رضي الله عنه لا يوصف الله تعالى الا بما وصف به نفسه او وصفه به رسوله لا يتجاوز القرآن والحديث الخ وقد قدمنا هذا القول في المقدمة بتمامه نقلا عن ابن تيمية وهو جوامع الكلم ساق فيه ادلة المتكلمين وهو حجة على الحشوية قال ابرهيم بن ابان الموصلي سمعت ابا عبد الله وجاءه رجل فقال اني سمعت ابا ثور يقول ان الله خلق ادم على صورة نفسه فاطرق طويلا ثم ضرب بيده على وجهه ثم قال هذا كلام سوء هذا كلام جهم لا تقربوه رواه ابن ابي يعلى وقال عبد الله سالت ابي عن قوم يقولون لما كلم الله موسى لم يتكلم بصوت فقال ابي تكلم تبارك وتعالى بصوت وهذه الاحاديث نرويها كما جاءت ذكره ابن ابي يعلى قلت وهذه الاقوال تدل صريحا ان اعتقاده اعتقاد السلف من التوقف والتفويض في آيات الصفات واحاديثها قال محمد بن محمد السعدي الحنبلي في كتابه في مناقب الامام احمد في بيان اعتقاده كان يذهب الى مذهب السلف مع القول بالتنزيه ونفي التشبيه وربما اول في بعض المواضع قال حنبل بن عم الامام احمد سمعت عمي يقول احتجوا علي يوم المناظرة فقالوا تجيء يوم القيمة سورة البقرة وتجيء سورة تبارك قال فقلت لهم انما هو الثواب قال الله

پانی کے اوپر ہے اور خدائی عز و جل عرش پر ہے اور کرسی پر اوسکے دونو پیر ہین اور وہ جانتا ہی جو کچھہ کہ آسمانون مین اور ساتونو
زمینون مین ہے اور جو کچھہ اون دونونکے درمیان ہی اور جو کچھہ خاک مناک کے نیچے ہی اور جو کچھہ دریا کے قعر مین ہے یہانتک کہ کہا
اور جانتا ہی ہر شئی کو پوشیدہ ہین اوسپر اس تمام کچھہ اور وہ عرش پر ہی ساتوین آسمان سے اوپر اور اوسکے نیچے نار و نور و ظلمت کے
پردے ہین اور وہ چیزین ہین کہ جنکو وہی زیادہ جانتا ہی اس عالم کے آخر تک امام احمد کے اقوال اس باب مین یقیناً بہت ہین انتہی
مین کہتا ہون اور حق تعالی کی مدد و قوت سے حملہ کرتا ہون کہ ہرگاہ مصنف فارغ ہوا امام شافعی کے قول سے استدلال کرنیسے شروع کیا
دلیل لانا امام احمد بن حنبل کے قول سے اپنے اس قول مین پس چاہیے کہ اسکے جواب مین ہم اکتفا کرین امام احمد کا جواب اسباب مین ہے
ثقات اہل سنت کی روایت سے بیان کرین تنبیہ سے نقل کرکے کہا مفتی علامہ کے نقشبندی صفحہ ۱۰۵ مین کہ کہا امام احمد بن حنبل
نے کہ نہ وصف کیا جاوے حق تعالی کا مگر اوس صفت کیساتھ کہ جس سے خود اوسنے اپنی ذات کو یا اوسکے رسول نے اوسکو موصوف کیا
ہو ہم نہین آگے بڑھتے ہین قرآن و حدیث سے آخر تک اور اس قول کو ہم پہلے مقدمہ مین بیان کر آئے ہین پوری طور پر ابن تیمیہ
نقل کرکے اور یہ جوامع کلمات کو شامل ہی بیان کیا ہے اس قول مین متکلمین کی دلیل ذکر اور یہ قول بہت عمدہ اور جو مجموعہ ہے
کہا ابراہیم بن ابان موصلی نے کہ سنا مینے ابو عبد اللہ سے اور آیا اونکے پاس ایک مرد اور کہا کہ سنا ہی ابو ثور
کہ وہ کہتے تھے کہ خدا نے پیدا کیا آدم کو اپنی ذات کی شکل پر پس اونہون نے دیر تک سر جھکایا پھر کہا پھر اپنا
ہاتھ اپنے موہنہ پر مارا اور کہا کہ یہہ کلام بڑی کا ہے یہہ کلام جہم کا ہے اور اسکے نزدیک نہ جاؤ تم
روایت کیا اسکو ابن ابی یعلی نے اور کہا عبد اللہ نے کہ مین نے پوچھا اپنے باپ سے اون لوگونکا
حال جو کہتے ہین کہ جب کلام کیا خدا نے موسی سے تو آواز کیساتھ نہین کلام کیا پس کہا میرے باپ نے کہ کلام کیا
حق تبارک و تعالی نے آواز کیساتھ اور ان حدیثونکو ہم روایت کرتے ہین جسطرح کہ انکا ورود ہوا ہی اوسکو ذکر کیا ابن ابی یعلی
نے مین کہتا ہون اور یہ اقوال صریحاً دلالت کرتے ہین اسپر کہ امام احمد کا اعتقاد مطابق اعتقاد سلف کے ہے آیات و احادیث صفات
مین تفکر نہ کرنا اور سپرد کرنا اونکا علم خدا کو کہا محمد بن محمد سعدی حنبلی نے اپنی کتاب مین مناقب امام احمد مین اونکے اعتقاد کو بیان مین کہ جائے
وہ مذہب سلف کیطرف سلامتہ فاہل الکثیر ہی اور نفی کرتے تشبیہ کے اور بعض مواضع مین تاویل بھی کرتے تھے کہا امام احمد کے چچا زاد بھائی ذکر کیا مین نے
الخ جو کہ مجہہ حجت لانے سے محنا الضمن ... کہ مین پس کہا اونہون نے کہ قیامت کے دن آویگی سورہ بقرہ اور آویگی سورہ تبارک کہا کہ پہنچا ہے اوسکا ثواب ... کہا حق تعالی نے

جل ذكره وجاء ربك والملك صفا صفا وانما تاتى قدرته القران
المثال ومواعظ وامره ونهى وكذا وكذا انتهى قال المحقق الشيخ بن حجر المكى
الهيتمى فى فتاوه عقيدة امام السنة احمد بن حنبل رضى الله عنه وارضاه
وجعل جنان المعارف متقلبه ومثواه وفى الفردوس ما واه وافاض عليه
من سوابغ امتنانه وبواه الفردوس الاعلى من جنانه موافقة لعقيدة
اهل السنة والجماعة من المبالغة التامة فى تنزيه الله تعالى عما يقول الظالمون
والجاهلون علوا كبيرا من الجهة والجسمية وغيرهما من سائر سمات النقص
بل ومن كل وصف ليس فيه كمال مطلق وما اشتهر من جهلة المنسوبين
الى هذا الامام الحبر المجتهد الاعظم من انه قائل بشئ من الجهة اونحوها فكذب
وبهتان وافتراء عليه فلعن الله من نسب ذلك اليه ورماه بشئ من هذه
المثالب التى براه الله منها وقد بين الحافظ الحجة القدوة الامام ابو الفرج بن
الجوزى من ائمة مذهبه المبرئين من هذه الوخيمة القلبية الشنيعة ان كلما نسب اليه
من ذلك كذب عليه وافتراء وبهتان وان نصوصه صريحة فى بطلان ذلك
وتنزيه الله تعالى عنه فاعلم ذلك فانه مهم وقال واياك وان تصغى الى
ما كتب ابن تيمية وتلميذه ابن قيم الجوزى وغيرهما من اتخذ الهه هواه
واضله الله على علم وختم على سمعه وقلبه وجعل على بصره غشاوة
فمن يهديه من بعد الله وكيف وقد تجاوز هؤلاء الملحدون الحدود
وتعدوا الرسوم وخرقوا سياج الشريعة والحقيقة وظنوا بذلك انهم على
هدى من ربهم وليس كذلك بل هم على اسوء الضلال واقبح الخصال
وابلغ المقت والخسران وانهى الكذب والبهتان فخذل الله سعيهم.

اور آیا رب تیرا اور فرشتے صف بصف اور آیتنگی قدرت اوسکی قران عبارت ہو امثال و مواعظ و امر و نہی
وغیرہ وغیرہ سے انتہی کہا محقق شیخ ابن حجر مکی ہیتمی نے اپنے فتاوی مین کہ عقیدہ امام سنت احمد بن حنبل کا
راضی ہو خدا ادن سے اور راضی کرے اونکو اور کرے معارف کی جنتونکو اونکا ٹھکانا اور سیرگاہ اور کرے فردوس مین
اونکا مقام اور جاری کرے اونپر اپنے کامل احسانات کو اور رہیا کرے اونکے لئے اپنی جنتون مین سے فردوس اعلی کو موافق
ہو اہلسنت وجماعت کے عقیدہ سے یعنے پورا مبالغہ کرنا حقتعالی کی پاکی بیان کرنے مین اون چیزون سے کہ
جنکے ظالم و منکر قائل ہین جہت و جسمیت وغیرہ تمام علامات نقصان سے بلکہ ہر ایسی صفت سے کہ جسمین
کمال مطلق نہین ہے اور جو کہ مشہور ہو گیا ہے اس امام دانشمند بڑے مجتہد کے بعض جاہل مقلدین سے
کہ امام احمد قائل ہین کسی شے کے جہت وغیرہ سے پس کذب و بہتان و افترا ہے اونپر پس لعنت کرے
خدا اوسپر کہ جس نے اسکو امام احمد کیطرف منسوب کیا اور ان قبائح کے بعض سے اون کو نشانہ بنایا کہ
جسسے خدا نے اون کو بری کیا ہے اور تحقیق بیان کیا ہے حافظ حجت پیشوا امام ابو الفرج بن
جوزی نے جو امام ہے مذہب امام احمد کے اون ائمہ مین سے کہ بری تھے اس گندہ ناپاک بدعقیدہ
سے ذکر جو کچھ منسوب ہے امام احمد کیطرف از قسم تشبیہ اونپر کذب و افترا و بہتان ہے اور اونکی تصریحات اسکے
بطلان مین اور خدا کی تنزیہ مین اس عقیدہ سے کھلی ہوئی ہین تو اوسکو معلوم کرے اس لئے کہ یہ ایک ضروری امر
اور کہا اور دور کہا ہے کہ التفات کرنے سے اون اقوال کیطرف کہ جنکو لکھا ہے ابن تیمیہ اور اوسکے شاگرد ابن قیم جوزی وغیرہ
نے اون لوگون مین سے کہ جنہون نے اپنا معبود بنالیا ہے اپنی خواہش نفسانی کو اور باوجود علم خدا نے اونکو گمراہ کر دیا
اور اونکے کانون پر اور دلون پر مہر کر دی ہے اور اونکی بینائی پر پردہ ڈالدیا ہے پھر اونکو کون ہدایت کر سکتا ہے
بعد خدا کے کیونکہ ان ملحدون نے حدود دین سے قدم بڑہا دیا ہے اور رسوم شرعیہ سے آگے بڑھ گئے
ہین اور شریعت و حقیقت کی صورتون کو بگاڑ دیا ہے اور اسپر اونکا گمان ہے کہ ہم ہدایت پر ہین
رب کیطرف سے حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ یہہ لوگ بدتر گمراہی و قبیح تر عادات و انتہا کی ناخوشی
و خسارہ و شنیع تر کذب و بہتان پر ہین پس رسوا کرے خدا اون کی کوشش کو۔

وظهره الارض من امثالهم انتهى وقال السنوسى المالكى فى شرح عقائده قد لطخت الحشوية بهذه المذهب الفاسد يعنى الجهة بعض ائمة اهل السنة فرمانسبوه لاحمد بن حنبل رضى الله عنه اذهم مقلدون له فى الفروع فاوهموا انهم كما اتبعوه فى الفروع تبعوه فى العقائد وحاشاه ان تكون عقائده رضى الله عنه مثل عقائدهم اذ امامة فى علم التوحيد على طريق اهل السنة مجمع عليه ومناظرة لاهل البدع وامتحانه معهم فى ذات الله تعالى مشهور ستديفر رضى الله عنه وجزاه عن نفسه وعن المسلمين افضل جزاء ولو قدر ان ذلك وقع منه على سبيل الفرض والتسليم الجدلى كما يقدر وقوع المحال ولا حول ولا قوة الا بالله لم يكن لهم عذر ولا حجة باتباعه اذ التقليد فى عقائد الدين المجمع على صحتها لا يفيد عند كثير من المحققين فكيف بالتقليد فيما قام البرهان القطعى وحصل الاجماع على فساده انتهى اقول وبعد تصريحات هذه العلماء الفحول المحققين فى الفروع والاصول الجامعين للمعقول والمنقول لا يبقى مجال الانكار للمنصف المتورع العادل وان مجال المعاند اللدود المجادل فى ان الائمة الاربعة رضى الله تعالى عنهم وشيوخهم وتلاميذهم والمحققين من مقلديهم وكذا سائر المحققين من الصحابة والتابعين وائمة اهل البيت رضى الله تعالى عنهم اجمعين اجمعوا على تنزيه الله تعالى عن ظواهر المتشابهات التى هى من صفات الاجسام الماديات وفوضوا علم حقائقها الى الموصوف بها الذى هو خالق الكائنات ومبدع الموجودات ورفيع الدرجات وعميم البركات وان اول بعضهم بشئ منها فهو ليس على القطع واليقين بل كان بالظن والتخمين ومن خالفهم

اور پاک کرے زمین کو اسی قسم کے لوگون سے انتہی اور کہا سلوبی کلی چلپی نے عقائد کی شرح مین کہ آلودہ
کردیا ہے حشویہ نے جہت کے فاسد مذہب سے بعض ائمہ اہل سنت کو پس بسا اوقات اس عقیدہ کو منسوب
کیا ہے انہون نے احمد بن حنبل کی طرف سو جہت کے پیدا ہوگیا ونکے مقلدین فروع مین پس ہم کو گمان کیا انہون نے
کہ جسطرح ہم فروع مین اونکے پیرو ہین اسیطرح عقائد مین اونکو متبع ہین حالانکہ وہ بری ہین اس سے اور ونکے
عقائد ان لوگون کے سے ہین اسلیے کہ اونکا امام ہونا توحید مین اہل سنت کے طریقہ پر مجمع علیہ ہے اور وہ مجاہدہ
کرنا بدعتیون سے اور اونکے ساتھ مین اونکا مشقتین اوٹھانا ذات الہی کے بارہ مین مشہور و منقول ہے جبتک خدا
اون سے راضی ہوا اور اونکو جزاے خیر دے اونکے نفس اور تمام مسلمانونکی طرف سے افضل جزا کا
اور مان لیا جاے کہ یہ وہیرا اون سے واقع ہوا ہے جسطرح کہ منقول ہے امام مالک کا واقع بعض کا کلام
لیا جاتا ہے اور نہین حول قوت مگر خدا کی توفیق سے تو ان لوگون کے لئے امام احمد کی اتباع مین اس باب
مین کچھ عذر حجت نہین ہے اس لئے کہ تقلید کرنا دین کے عقائد مین کہ جنکی صحت پر اجماع ہے
بہت سے محققین کے نزدیک صحیح نہین ہے پس کیونکر مفسد ہو تقلید اون عقائد مین کہ جنکے
فساد پر برہان قطعی قائم ہے اور امت محمدیہ کا اجماع ہے انتہی مین کہتا ہون اور بعد تصریحات ان علماے
فحول کے کہ جو فروع و اصول مین پایہ تحقیق رکھتے ہین اور معقول و منقول کے جامع ہین منصف پرہیزگار
عادل کو انکار کرنے کی مجال باقی نہین ہے اگرچہ انکار کرے معاند جیسا کہ الو جدال کرنے والا اس باب مین
کہ ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم اور اونکے اساتذہ و شاگردان اور اونکے مقلدین کے اہل تحقیق اور اسیطرح
کل محققین صحابہ و تابعین و ائمہ اہل بیت رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کا اجماع ہے حق تعالے کے پاک ہونے
پر متشابہات کے ظاہری معانی سے جو کہ اجسام مادیہ کی صفات سے ہین اور اونکا حقیقی علم سپرد ہونے
سونپ دیا ہے اونکے موصوف کو جو کہ پیدا کرنیوالا ہے جہان کا اور علت ہے موجودات کی اور بلند درجون
والا اور عام برکتون والا ہے اور اگر بعض علماے کسی متشابہ کی تاویل بھی کی ہے تو وہ قطعی و یقینی
طور پر نہین ہے بلکہ ظن و تخمین سے ہے اور جو شخص کہ مخالف ہو ۔

في ذلك مثقال ذرة كائنا من كان فليس على منهاجهم بل هو تابع لهواه
وقائل لسبيل المؤمنين وقد قال الله تعالى في امثاله ومن يتبع غير سبيل
المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم فتبين ثبوت المطلبين والحمد لله وفي العلو
قال والخلال في السنة عن حرب بن اسمعيل قال قلت لاسحق بن راهويه
في قول الله تعالى ما يكون من نجوى ثلثة الا هو رابعهم كيف تقول فيه قال
حيث ما كنت فهو اقرب اليك من حبل الوريد وهو بائن من خلقه
ثم ذكر عن ابن المبارك هو على عرشه بائن من خلقه ثم قال واعلى
شيء من ذلك واثبته قوله تعالى الرحمن على العرش استوى وفي
للبيهقي بسند صحيح عن الاوزاعي اعلم اهل الشام قال كنا والتابعون
متوافرون نقول ان الله فوق عرشه ونؤمن بما وردت به السنة
من صفاته انتهى اقول هذه النقول تعين وتؤيد ما عليه الفحول
ولا تفيد شيئا للظلوم والجهول وانما تشبثها لتوهم ان الجملة
(بائن من خلقه) يفيد لزعمه الفضول وحاشا ما عنى ذلك بل فيها رد
لقول المشبهة انه تعالى ههنا متمكن ومتلبس بالمكان فقيل انه
تعالى ليس كذلك بل هو بائن من خلقه اي ليس بممازج ولا مماس بشيء
من خلقه لان المماسة والممازجة من صفات الاجسام فتوهم الخصم انه تعالى
لما لم يكن مماسا فلا بد ان يكون مفارقا بالبعد والمسافة فيكون في الجهة العالية وهذا
غلط فاحش انما وقع بمعونة وهمه وسوء فهمه لان المفارقة والبينونة بالبعد
والمسافة ايضا من صفات الاجسام فلا بد من نفيها ايضا فحصحص ان الله تعالى
تعالى لا يلزم الفرار عما عنه الفرار لان الكلام مع المجسمة انما كان لتنزيه الله

اہل سنت کا اسباب مین ذرہ برابر کوئی بہی کیون ہنو پس وہ اونکے طریقہ پر نہین ہے بلکہ وہ پیرو ہے
اپنی خواہش کا اور نازک ہے راہ مومنین کا اور لوگون کے باب مین حق تعالی نے فرمایا ہے
اور جو کہ پیروی کرے گا راہ مومنین کے غیر کی تو ہم اوسکو پہیر دینگے جسطرف کہ وہ پہرا ہے اور
داخل کرینگے اوسکو جہنم مین اور کیا برا ٹہکانا ہے ظالمون کا اور سب تعریفین خدا ہی کیو اسطے
ہین کہ پروردگار ہے سارے جہان کا (کہا مصنف) اور خلال نے سنت مین حرب بن اسمعیل سے
روایت کی ہے کہ کہا اونہون نے کہ مین نے اسحق بن راہویہ سے کہا کہ کلام ربانی ما یکون من نجوی
ثلثة الا ہو رابعہم مین تمہارا کیا قول ہے کہا اونہون نے کہ تو جس جگہہ ہو پس خدا تجہسے زیادہ قریب
ہے شہ رگ سے اور وہ جدا ہے اپنی مخلوق سے اور نقل کیا ابن مبارک سے کہ وہ اپنے عرش پر ہے اپنی مخلوق سے
جدا ہے پہر کہا اور اس سے بڑہکر اور زیادہ ثابت کرنیوالا قول حق تعالی کا الرحمن علی العرش استوی ہے اور بیہقی نے
بسند صحیح اوزاعی امام اہل شام سے نقل کیا ہے کہا اونہون نے کہ ہم اور بہت سے تابعین کہتے تھے کہ حق تعالی
اپنے عرش پر ہے اور ہم ایمان لاتے ہین اون صفات پر کہ جو سنت مین وارد ہوئی ہین انتہی میں کہتا ہون
کہ یہہ عبارات معین و موید ہین مذہب خلف کی اور ظاہر و جہول کو اصلا مفید نہین ہین اور انکو مصنف نے اپنے
سے دستاویز بنایا ہے کہ اوسکے وہم مین بائن من خلقہ کا جملہ اوسکے زعم فضول کیلئے مفید ہے حالانکہ
یہہ جملہ اس سے بری ہے بلکہ اس جملہ مین رد ہے مشبہہ کے اس قول کا کہ اللہ تعالی یہان ہے
مکان مین ٹہرا ہوا اور ملا ہوا ہے پس اون سے کہا گیا کہ وہ ایسا نہین ہے بلکہ اپنے مخلوق سے
جدا ہے یعنی کسی چیز سے متصل اور ملا ہوا نہین ہے اس لئے کہ متصل ہونا اور ملنا اجسام کی صفات سے ہے
پس اس مدعی نے وہم کر لیا کہ حق تعالے جب کہ متصل ہنوا پس لا محالہ جدا ہوگا اپنی مخلوقات
کے ساتہہ پس ہوگا جہت علو مین اور یہہ فاحش غلطی ہے کہ جسمین بوجہ وہم و سوء فہم کے مبتلا ہوا ہے اسلئے
کہ علیحدہ ہونا اور جدا ہونا بعد و مسافت کے ساتہہ بہی صفات اجسام سے ہے پس اسکی نفی بہی حق تعالی سے
ضروری تہا کہ جس سے بہاگے تہے اوسپر قرار لازم نہ آوے اسلئے کہ مجسمہ ہمارا کلام خدا اسکے پاک ہونے مین تہا

عن سمات الحدوث فلو اريد بها ما فهم المدعى منها لما حصل التنزيه
بل لزم الفرار من التشبيه الى التشبيه وهو ليس من شان العقلاء فضلا
عن الفضلاء والكملاء وهكذا حال سائر ما اورده في هذا الكتاب من الاقاويل
البلاء للتدليس بالجهلاء او التلبيس بين الجهلاء اعاذنا الله منه قال
وقال الشيخ الاشاعرة ابو الحسن علي الاشعري في كتابه الابانة
عن اصول الديانة باب ذكر الاستواء على العرش ان قال قائل
ما تقولون في الاستواء قيل له نقول ان الله عز وجل مستو على عرشه
كما قال الرحمن على العرش استوى وقد قال الله عز وجل يدبر الامر من
السماء الى الارض ثم يعرج اليه وقال حكاية عن فرعون يا هامان
ابن لي صرحا لعلي ابلغ الاسباب اسباب السموات فاطلع الى اله موسى
واني لاظنه كاذبا كذب موسى عليه السلام في قوله ان الله عز وجل
فوق السموات وقال عز وجل ءامنتم من في السماء ان يخسف بكم
الارض فوقها العرش فلما كان العرش فوق السموات
قال عز وجل ءامنتم من في السماء لانه مستو على العرش التي فوق السموات
وكل ما علا فهو سماء فالعرش اعلى السموات وليس اذا قال ءامنتم من في السماء
يعني جميع السموات وانما اراد العرش الذي هو اعلى السموات الا ترى ان
الله عز وجل ذكر السموات فقال وجعل القمر فيهن نورا ولم يرد
ان القمر يملأهن جميعا وانه فيهن جميعا ورأينا المسلمين جميعا يرفعون
ايديهم اذا دعوا نحو السماء لان الله عز وجل مستو على العرش
الذي هو فوق السموات فلولا ان الله عز وجل على العرش لم يرفعوا

علامات حدوث سے ہیں اگر اس کلام سے ارادہ کیا جائے جو کہ اس مدعی نے سمجھا ہے تو تنزیہ الٰہی حاصل نہوگی بلکہ تشبیہ سے تشبیہ کے طرف بہاگنا لازم آئیگا اور یہ عقلا کی شان سے نہیں ہے چہ جائیکہ فضلا کا ہیں ایسا کہیں اور یہی حال ہے اون اقوال بزرگان دین کا کہ جنکو مصنف نے اس کتاب میں نقل کیا ہے اپنی بڑائی کے خیال سے یا نادانی کی معاذ اللہ وہی کے وجہ سے خدا ہمکو اس سے پناہ دے (کہا مصنف نے) اور کہا اشاعرہ کے شیخ ابو الحسن علی اشعری نے اپنی کتاب الابانہ عن اصول الدیانہ کے باب ذکر استواء علی العرش میں اگر کہنے والا کہے کہ استواء میں تمہارا کیا قول ہے اوس سے کہا جائیگا کہ ہم کہتے ہیں کہ حق تعالی اپنے عرش پر مستوی ہے اور حق تعالی نے فرمایا ہے کہ وہ تدبیر کرتا ہے کام کی آسمان سے لیکر زمین تک پھر اوسی کے طرف عروج کرتا ہے اور کہا فرعون کیطرف سے کہ اے ہامان تو میرے لئے ایک محل بنا دے شاید میں آسمان کے اسباب تک پہنچ جاؤں پہر موسی کے معبود کو جہانک کر دیکہلون میں میرے گمان میں تو موسی کاذب ہے جہٹلایا اوس نے موسی علیہ السلام کو اوسکے اس قول میں کہ حق تعالی آسمانوں کے اوپر ہے اور فرمایا حق تعالی نے کیا بے ڈر ہوگئے تم اوس سے جو آسمان میں ہے اس امر میں کہ تمکو دہنسا دیوے زمین میں پس آسمانوں کے اوپر عرش ہے پس جبکہ عرش آسمانوں کے اوپر ہوا فرمایا حق تعالی نے کیا تم بے ڈر ہوگئے اوس سے کہ جو آسمان میں ہے اس لئے کہ وہ مستوی ہے عرش پر جو کہ آسمان سے اوپر ہے اور جو کچھ اوپر ہے اوسکو سما کہتے ہیں پس عرش سب سے اوپر کا سما ہے اور جبکہ فرمایا أأمنتم من فی السماء تو یہ مطلب نہیں ہے کہ کل آسمانوں میں ہے بلکہ عرش کو ارادہ کیا ہے جو کہ اعلی سماوات کا ہے کیا نہیں دیکہتا ہے تو کہ حق تعالی نے سماوات کا ذکر کیا پس فرمایا ہے کہ اور بنایا چاند کو اونمیں روشنی اور اس سے یہ نہیں مراد ہے کہ چاند سب آسمانوں کو بہر دیتا ہے اور یہ کہ وہ ان سب میں ہے اور ہمنے تمام مسلمانوں کو دیکہا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ دعا کے وقت آسمان کے طرف اوٹہاتے ہیں اس وجہ سے کہ حق تعالی العرش پر مستوی ہے پس اگر خدائے عز وجل عرش پر نہ ہوتا تو مسلمان اپنے ہاتہون کو عرش کے طرف نہ اوٹہاتے

اليه نحو العرش كما لا يحطونها اذا دعوا الى الارض الى آخر ما ذكر في تحقيق الامر والرد
على من انكر ايضا اقول وبالله التوفيق وبيده ازمة التحقيق قد تمسك بظاهر هذا
الكلام كثير من الحشوية الشام منهم ابن تيمية وتلميذه ابن قيم والحافظ الذهبي وغيرهم
الذين يخلفونهم فيما صنفت ايضا لما كان منهم سلك مسلكهم في التشبث بظاهر هذا
الكلام لاثبات الجهة والاستقرار والبينونة عن الخلق لله تعالى وغير ذلك من المرام
فعلينا بذكر الاقاويل للثقات العظام والائمة الكرام لتحقيق المقام وتوجيه الكلام
للعام والهمام الذي هو امام الكلام فنقول بتوفيق العلام ان المفتي العلامة نقل اولا اقوالا عديدة
من كتب الامام الاشعري من جملتها هذا القول في التنبيه ثم قال (قلت) مقالات الشيخ الامام
ابي الحسن الاشعري ناصر السنة والشريعة في هذه الكتب على طريقة المشتغلين بالرواية
حيث ذكر الروايات الواردة بذكر اعتقاد الجهمية المنكرين لها على مسلك
السلف بالتوقف عنه لا بالمعنى الحقيقي الذي هو مسلك المشبهة والحشوية و
يدل عليه ما نقل عنه من اول كتاب الابانة وغيره ان الله على عرشه كما قال الرحمن
على العرش استوى وان له يدين بلا كيف كما قال خلقت بيدي الخ وقال والمسلمون
يسلمون الروايات الصحيحة والمجاز في الاثار التي جاء بها الثقات عدلا عن عدل
الى رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يقولون كيف ولا لم لان ذلك بدعة وقال قال
اهل السنة واصحاب الحديث ليس بجسم ولا يشبه الاشياء انه استوى على العرش كما
قال الرحمن على العرش استوى ولا نتقدم بين يدي الله في القول بل نقول استوى
بلا كيف وان له وجها كما قال ويبقى وجه ربك ذو الجلال الآية فنقوله كما قال الاشارة الى ان
نقول كما قال الله تعالى بلا تفسير وبلا تاويل فقد صح ولا نتقدم بين يدي الله في القول
وصح ليس بجسم وكذلك يدل عليه ما عزى للاشعري في كتاب الموجز في باب الاسماء والصفات

جیسا کہ وہ اکثر وقت انہوں نے کو نہیں کیا صرف نہیں گرا تی آخر کلام تک کہ جسکو حقیقت حال کی تحقیق میں اور مشکل ہو
وہ کرنے میں ذکر کیا ہے انتہی میں کہتا ہوں اور خدا ہی کے طرف سے توفیق ہے اور اوسیکے ہاتھ میں لگام
تحقیق ہے کہ اس کلام کے ظاہر سے تمسک بکڑا ہے اکثر حشویہ نے یا ہم نے اونہیں سے ابن تیمیہ ہے اور اوسکا
ابن قیم و حافظ ذہبی وغیرہ ہوا اونکے قدم بقدم ہیں اور چونکہ مصنف بھی اونہیں سے ہے لہذا اونکے مسلک پر چلا ہے اور اسی
کلام کے ظاہر سے دلیل لاتے ہیں اثبات جہت و استقرار و نزول وغیرہ مقاصد حشویہ کو بابت ہیں بس ہمکو لازم ہوا ذکر کرنا بعض
بزرگ محققین و ائمہ کرام کے اقوال کو تحقیق مقام و توجیہ کلام امام کیلئے جو کہ علم کلام کا امام ہے بس ہم کہتے ہیں اور اللہ ہی کی توفیق
سے وہی ہدایت دیتا ہے پہلے بعض اقوال امام اشعری کے نقل کرتا ہوں کہ اونہیں سے یہ قول بھی ہے اور اسکے بعد تنبیہ میں لکھا کہ
میں کہتا ہوں کہ اقوال شیخ سنت امام ابو الحسن اشعری ناصر سنت و شریعت کے ان کتابوں میں اہل روایت کے طریقہ پر ہیں
اس لئے کہ ذکر کیا روایات کو جو وارد ہیں صفات کے ذکر میں جنہیں منکرین صفات کا رد کرنیکے واسطے سلف کے طریقہ پر ساتھ
توقف کرنیکے معنا ہے کہ بیان معنی سے نہ ساتھ بیان کرنے معنی حقیقی کے جیسا کہ مشبہ و حشویہ کا مسلک ہے اور اسپر دلالت
کرتا ہے جو کہ اونسے منقول ہے کتاب ابانہ وغیرہ کی شروع سے کہ خدا اپنے عرش پر ہے جیسا کہ اوسنے فرمایا ہے کہ رحمن عرش پر مستوی ہوا
اور اوسکے دو ہاتھ ہیں بدون کیفیت کے جیسا کہ اوسنے فرمایا ہے کہ میں نے پیدا کیا اپنے دونوں ہاتھ سے تا آخر اور کہا کہ مسلمان تسلیم کرتے ہیں
روایات صحیحہ کو اور جو کچھ کہ وارد ہوا آثار میں کہ جنکو روایت کیا ہے ثقہ لوگوں نے ثقہ سے رسول خدا صلعم تک نہ
کہتے ہیں کیونکر اور نہ کہتے ہیں کس لئے اسلئے کہ یہ سوال بدعت ہے اور کہا کہ کہا اہلسنت و محدثین نے کہ خدا جسم نہیں ہے اور نہ شبیہ کو
مشابہ ہے وہ مستوی ہے عرش پر جیسا کہ اوسنے فرمایا ہے کہ رحمن عرش پر مستوی ہوا اور ہم خدا کے سامنے قول میں قدم نہیں
بڑہاتے ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ وہ مستوی ہوا بدون کیفیت کے اور اوسکی وجہ ہے جیسا کہ اوسنے فرمایا ہے
ویبقی وجہ ربک ذو الجلال تا آخر یہ قول امام کا کہ قال اشارہ ہے اس طرف کہ ہم کہتے ہیں جس طرح
کہ تعالی نے کہا ہے بغیر تفسیر و تاویل کے اور صاف کہہ دیا ہے کہ ہم قدم نہیں بڑہاتے ہیں خدا کے سامنے قول میں
اور صاف کہہ دیا ہے کہ وہ جسم نہیں ہے اور اسی طرح اسپر دلالت کرتا ہے قول امام اشعری کا کتاب موجز کے
ابواب اسماء و صفات کے آخر میں۔

ان قال قائل اتجوزون لو ان ورد الخبر بانه جسم او متحرك كما ورد بان
له يدين ووجها وعينا قلنا بانا لو ورد وذلك على الوجه الذي يليق به لكنا نقوله
لكن لا على معنى انه محل الحركة وانه موصوف بها بل على معنى انه فعل الحركة وانه قائم بنفسه
مستغن عن غيره نقله ابن فورك في مجرد المقالات واما قول الابانة اخر باب الاستواء فلولا ان
الله على العرش اي استوى على العرش لم يرفعوا ايديهم نحو العرش فلو صح فالمراد به لولا ان الله
فعل فعلا لما انتحى العبد اليه بالدعاء والسؤال والاستغفار عن ذنبه لم يرفعوا ايديهم نحو
العرش لا انه حال فيه وهو منزه تعالى عن جهة العرش وذلك لانه نقل البيهقي عنه ان الله تعالى فعل
في العرش فعلا سماه استواء كما مر وقال الامام ابن فورك في مجرد مقالات الامام الاشعري واما ما
يوصف به من ذلك من جهة الفعل كالاستواء والمجيء والنزول والاتيان فان الفاظها
لا تطلق الاسماء منها الا بعد ثبت الافعال ويستفاد اسامي هذه الافعال بالخبار عنها
بذلك فيما طريقه الكتاب ومنه الاخبار المتواترة اجري على ما اجري الله وما ورد به
اخبار الاحاد فان الحكم معلق به على هذا الوجه دون القطع واليقين انتهى وقال الحافظ
ابن عساكر في تبيين كذب المفتري عن الشيخ ابي القاسم بن نصر الواعظ عن القاضي ابي
المعالي بن عبد الملك ذكر ابا الحسن الاشعري الى ان قال قالت المعتزلة النزول بعض الاية
والملائكة والاستواء بمعنى الاستيلاء وقالت المشبهة والحشوية النزول نزول الذات بحركة
وانتقال من مكان والاستواء جلوس على العرش وحلول فيه فسلك رضي الله عنه طريقة
بينهما فقال النزول صفة من صفاته والاستواء صفة من صفاته وفعل فعله في العرش يسمى الاستواء
انتهى على انه لو حمل الكلام على ظاهره لكان مناقضا لاول باب الاستواء فانه قال
فيه ان قال قائل ما تقولون في الاستواء قيل له نقول ان الله مستو على عرشه
كما قال الرحمن على العرش استوى يعني كما قال استوى بلا تفسير ولا تاويل

اگر کوئی کہنے والا کہے کہ کیا تم اجازت دوگے اگر وارد ہو خبر میں کہ خدا جسم ہے یا متحرک ہے یا کہ وارد ہو ہے کہ اوسکے ہاتھ اور
چہرہ اور آنکھ ہے پس جواب دیا جائیگا کہ اگر وارد ہوگا تو ایسی وجہ پر کہ اوسکو لائق ہے البتہ اسکا انکار کیا جاتا نہ اس معنی سے کہ وہ محل
حرکت ہو اور وہ متحرک ہے بلکہ اس معنی پر کہ اوسنے کیا حرکت کو اور وہ قائم اپنی ذات سے [illegible] اسکو نقل کیا ابن فورک نے مجرد
مقالات [illegible] لیکن [illegible] کا قول جو باب الاستوا [illegible] عرش [illegible]
[illegible] عرش [illegible] اگر [illegible] خدا [illegible]
[illegible] عرش [illegible] نقل کیا [illegible]
[illegible] عرش میں ایک [illegible] امام [illegible] اشعری [illegible]
[illegible]
[illegible] عقل [illegible] فعال [illegible] تعالی [illegible]
[illegible]
[illegible] اور کہا [illegible] ابن [illegible] ابو الحسن [illegible] الامام قاضی ابو [illegible]
[illegible] اور ذکر کیا ابو الحسن اشعری [illegible]
بعض [illegible] اور [illegible] اور کہا [illegible]
[illegible] عرش [illegible] اور [illegible]
اور کہا کہ [illegible] ایک صفت ہے [illegible] ایک صفت ہے [illegible]
[illegible] عرش میں [illegible] استوا [illegible]
مخالف ہوگا اول یا باب الاستوا [illegible]
استوا [illegible] کہ خدا مستوی ہے [illegible]
مستوی [illegible] مستوی ہوا [illegible]

ولم ينقل اصلا انه قال في جواب السائل ساكن او مستقر على العرش بل قال
على العرش استوى وايضا قال استوى بلا كيف فلو قيل استوى بمعنى عدل او استقر
على ظاهر المعنى اللغوي فكان يكفيه اعلانه نفي الكيفية عنه وايضا هذه كتب
المعتقدات المتداولة بين ايدينا مما اجمع عليها الان جماهير اهل الامصار الاسلامية
من جملة اصول عقيدة قد اتفقت الكلمة فيها ان الله منزه عن الجهة
والمكان انتهى قال في مختصر تاريخ اليافعي في ترجمته رحمه الله تعالى وكفاه منقبة
ان يكون في اصول الدين ينتسبون اليه من سائر المذاهب ثم قال
ان طريقة ومذهبه طريق اهل السنة والجماعة يجمع بين المعقول والمنقول
وجانب مذهب الحشوية الواقفين مع ظواهر المنقول وان كان مستمدا
في المعقول وتحكيمهم المبتدعة بالمعقول دون المنقول فتوسط رحمه الله تعالى
بين الطريقين المذمومين سالكا للمنهج الاوسط المحمود انتهى وقال المقريزي
في الخطط والاثار حقيقة مذهب الاشعري رحمه الله انه سلك طريقا بين النفي الذي هو مذهب
الاعتزال وبين الاثبات الذي هو مذهب اهل التجسيم قائلا قلت عنى به رحمه الله النفي
من حيث الظاهر خلافا للمجسمة والحشوية خذلهم الله تعالى والاثبات من حيث الحقيقة خلافا
للمعتزلة قاتلهم الله انى يؤفكون) وناظر على قوله هذا واحتج لمذهبه فمال اليه جماعة وعولوا
على رايه منهم القاضي ابو بكر بن الطيب الباقلاني المالكي وابو بكر محمد بن الحسن بن فورك
والشيخ ابو اسحق ابراهيم بن محمد بن مهران الاسفرايني والشيخ ابو اسحق ابراهيم بن علي بن يوسف
الشيرازي والشيخ ابو حامد محمد بن محمد الغزالي وابو الفتح محمد بن عبد الكريم بن احمد الشهرستاني
والامام فخر الدين محمد بن عمر بن الحسين الرازي وغيرهم ممن يطول ذكرهم ونصروا مذهبه
وناظروا عليه وجادلوا فيه واستدلوا له في مصنفات لا تكاد تحصر انتهى قال العلامة الحلبي

انہوں نے اصل کلام پر تمکن کیا مسائل کے جواب میں یہ نہیں کہا ہے کہ وہ ساکن ہے یا ٹھہرا ہوا ہے عرش پر بلکہ کہا کہ عرش پر مستوی ہے اور
یہ کہا ہے کہ مستوی ہونا بلا کیف کے ہے پس اگر کہا کہ استواء کے معنی تجاوز کیا یا کہا گیا ہے ظاہر معانی لغوی کی اعتبار سے تو اوس میں بھی کیفیت کا بیان
ہو جائیگا حالانکہ امام نے اوسی سے سلب کیفیت کی نفی اونکی ہے اور شہرستانی تمام کتابیں عقائد کی جو مستعمل ہیں محکمہ ہیں یہ مقصود نہیں کہ یہ پر اسوقت بلاد
اسلامیہ کے جمہور اہل اسلام کا علماء رہے ہیں مقبول اصول عقیدہ امام ابوالحسن کا ہیں اور اوس میں کلام منفی ہے اوسپر اور منزہ ہے جہت و مکان سے
انتہی کہا مختصر طور پر یہ باتیں ہیں امام اشعری کو احوال میں کہ اتفاق ہے بایں اعتبار نسبت کی یہ کہ علو کی صفت جو مشہور ہے یہ اصول میں ہے یہ امام
کی طرف منسوب ہیں بہ نسبت قائم ہوا ہے جیسا کہ کہا کہ بیشک امام اشعری کا طریقہ و مذہب کہ اہلسنت کا طریقہ ہی جمع کرتا ہے درمیان معقول
منقول کے اور علاوہ یہ ہے مذہب مشہور ہے کہ جو ٹھہر گئے ہیں نفی کی ظاہر معانی پر اگرچہ محال ہوں معقول میں اور اونکو جو کہ توقف کیا
معتبر عقل اور معقول پر بدون منقول کے پس ہو گئے امام اشعری دونوں مذہب کے طریق میں شاہراہ متوسط پسندیدہ پر جیسا کہ انتہی اور کہا
مقریزی کا خطط و آثار میں کہ حقیقت مذہب امام اشعری کی یہ ہے کہ وہ ایسی راہ ہے بیچ میں متوسط کی درمیان نفی کے کہ معتزلہ کا مذہب ہے
اور درمیان اثبات کے کہ مجسمہ کا مذہب ہے فائدہ میں کہا ہے کہ امام اشعری قول ہی ظاہر معنی سے انکی ہے جو خلف مجسمہ اور مشبہ
اونکو مقرر کرتے اور ثابت حقیقت صفت کا مشترکا ہی پر بخلاف معتزلہ کے اونکے مذہب کو انکار کرتے ہیں اون کی
اس قول پر امام اشعری نے مناظرہ کیا ہے اور اپنے مذہب کی تثبیت بیان کی ہے پس ایک بڑی جماعت اوسکی اطراف واقع
ہو گئی اور اونکی رائے پر اونہوں نے اعتماد کر لیا اونہیں میں سے قاضی ابوبکر محمد بن طیب باقلانی مالکی ہیں اور ابوبکر محمد
بن الحسین بن فورک اور شیخ ابو اسحق ابراہیم بن محمد بن مہران اسفرائنی اور شیخ ابو اسحق ابراہیم بن علی بن یوسف شیرازی
اور شیخ ابو حامد محمد بن احمد غزالی و ابوالفتح محمد بن عبدالکریم بن احمد شہرستانی و امام فخرالدین محمد بن عمر بن حسین رازی
وغیرہ ہیں کہ جنکا ذکر دراز ہے اور مدد کی ان لوگوں نے امام اشعری کے مذہب کی اور اوس پر مخالفین سے مناظرہ کیا
اور اوسکے باب میں مجادلہ کیا اور اوسکی دلیلیں لائے اپنی تصانیف میں کہ جنکا حصر دشوار ہے انتہی کہا علامہ حلبی نے

فی ردّ ابن تیمیة ثم ذکر بعد ذلك شیخنا ابی الحسن علی بن اسمعیل الاشعری فانه یقول الرحمن
علی العرش استوی ولا نتقدم بین یدی الله تعالی فی القول بل نقول استوی بلا کیف وهذا
الذی نقله عن شیخنا هو معتقدنا وعقیدتنا لکن نقله لکلامه ما اراد الا قصد الایهام ان الشیخ
یقول بالجهة فان کان کذلك فقد بالغ فی البهت وکلام الشیخ فی هذا انه قال
کان ولا مکان فخلق العرش والکرسی فلم یحتج الی مکان وهو بعد خلق المکان کما کان
قبل خلقه وکلامه وکلام اصحابه یصعب حصره فی البیان انتهی کذا فی التنبیه ثم قال
المفتی العلامة قید ثم قال الذهبی نقلا عن الحافظ ابی العباس الطرقی قرأت فی کتاب
ابی الحسن الاشعری الموسوم بالابانة ادلة علی اثبات الاستواء قال فی جملة ذلك ومن
دعاء اهل الاسلام اذا هم رغبوا الی الله یقولون یا ساکن العرش ومن حلفهم لا والذی احتجب
بسبع سموات انتهی قلت هذا القول فی رد الجهمیة وقد اثبت فیه صفة الاستواء فی مقابلة
المنکرین کما یدل علیه عبارة ما قبله وقد اسقطها الذهبی کما قال الطرقی واثبت هو ان الجهمیة
ینتمون فی نفی العرش وتعطیل الاستواء الی ابی الحسن الاشعری وهذا باطل باطل وحرفه
وکذب بخاطره فقد قرأت فی کتابه الموسوم بالابانة عن اصول الدیانة اوله من جملة ما
ذکره علی اثبات الاستواء وقال فی جملة ذلك الرحم فالغرض منه حین اثباتنا صفة الاستواء
وحقیقة معناه وقوله تعطیل الاستواء اشارة الی مذهبهم فانما انکروه وفیه تعطیل
حقیقة السکون وقولهم یا ساکن العرش الیه تعالی مجاز للتشریف کما قال تعالی ان طهرا
بیتی لا یراد به المکان حقیقة والا یکون مما قبله القول الملك الحامل للعرش سبحانك این
کنت واین تکون رواه ابو یعلی مرفوعا عن ابی هریرة کما تقدم الی ان قال وجه ادخل
فی قوله ووجه ویراه لم یجد لك اصل معناها فاسقط الذهبی به مبطل لمذهبه کما انه تدلیس
حذف العبارة الاخیرة للتحریف کما هو دأبه وخشونته انتهی وقال القاضی ابو بکر محمد بن الطیب الباقلانی

ابن تیمیہ کے رد مین ذہبی نے ذکر کیا اسکے بعد ہمارے شیخ ابو الحسن علی بن اسمعیل اشعری کو اور یہ کہ وہ کہتے ہین کہ رحمن عرش پر مستوی ہوا اور ہم خدا کے سامنے پیش قدمی نہین کرتے ہین قولمین بلکہ ہم کہتے ہین کہ مستوی ہوا بدون کیفیت کے اور یہہ جو نقل کیا ہے ہمارے شیخ سے یہی ہمارا مسلک اور معتقد ہے لیکن وہ ابن تیمیہ کا نقل کرنا شیخ کے کلام کو بیچ خیال مین وہم و دانستگی قصد سے ہے اس امر کا کہ شیخ جہت کا قائل ہے پس اگر ایسا ہو تو بتلا ہے ابن تیمیہ نے مبالغہ کیا ہے بیچ بنانے اور کلام شیخ کا اس بات مین ہے کہ کہا اوس نے کہ خدا تھا اور مکان نہ تھا پھر پیدا کیا عرش و کرسی کو اور نہین محتاج ہوا طرف مکان کے اور وہ بعد پیدا کرنے مکان کے ویسا ہی ہے کہ جیسا مکان پیدا کرنے سے پہلے تھا اور قدح شیخ اور اوسکے یاروں کا کلام ابطال جہت مین مشہور ہے کہ جیسا حصر کرنا دشوار ہے انتہی اسیطرح زرکوزہ تنبیہ مین ہے کہا مفتی علامہ مقتدی نے تنبیہ مین ذہبی نے نقل کر کے حافظ ابو العباس طوفی سے کہ پہنچا ہے ابو الحسن اشعری کی کتاب مین کہ جسکا نام ابانہ چند دلیلونکو استوار کے اثبات مین کہا کہ منجملہ اونکے ذکر کیا ہے کہ مسلمانونکی دعا سے یہ ہے کہ جب وہ راغب ہوتے ہین خدا کی طرف تو کہتے ہین کہ اے عرش کے رہنے والے اور وہ کہ جس نے اونکو پیدا کیا ہے قسم اوس ذات کی کہ مخفی ہے سات آسمانون مین انتہی مین کہتا ہون کہ یہ قول جہمیہ کے رد مین ہے اور انہین نے بیان کیا ہے صفت استوار کو منکرون کے مقابلہ مین جیسا کہ دلالت کرتی ہے اوپر اسکے قبل کی عبارت جسکو ذہبی نے گرا دیا ہے چنانچہ طوفی کہا ہے کہ دیکھنے جہمیہ کی جماعت کو دیکھا ہے کہ نفی عرش و تعطیل استوار مین ابو الحسن اشعری کی طرف نسبت کرتے ہین اور یہ کچھہ پہلا باطل نہین ہے کہ جسکا انہون نے دعوی کیا ہے اور پہلا جھوٹ نہین ہے کہ جسکو انہون سے احتمال کیا ہے اس لئے کہ پہنچا ہے امام اشعری کی کتاب مسمی بابانہ مین چند دلیلونکو منجملہ اونکے وہ ہے کہ جسکو اثبات استوار کیلئے اونہون نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اوس تمام مین آخر تک اور اس وقت ہی اوس سے غرض مجرد اثبات صفت استوار کا ہے نہ اوسکے حقیقی معنی کا اور قول اوسکا تعطیل الاستواء اشارہ اونکے مذہب کی طرف اس لئے کہ جہمیہ نے اوسکا انکار کیا ہے اور اسمین بیکار کردیا ہے پس نسبت سکون کی اونکی قول یا ساکن العرش مین حقتعالی کی طرف مجاز ہے واسطے اظہار عظمت عرش کے جیسا کہ حقتعالی نے فرمایا ہے کہ پاک کر دو تم دونون میرے گھر کو اس سے مراد حقیقتہ مکان نہین ہے ورنہ مخالف ہوجائیگا فرشتے حامل عرش کے اس قول سے کہ پاک ہے تو کہان تھا تو اور کہان کہان ہوگا اور روایت کیا اسکو ابو یعلی نے مرفوعا ابو ہریرہ سے کہ جیسا کہ گذرا ہے یہانتک کہا اور اسوقت جو کچھہ کہ ہے اوسکے قول دو جہہ وہ ہین اس مراد حقیقی معنی نہین ہے پس ذہبی کا اسکو نسبت کرنا باطل کرتا ہے مذاہب امام کو گویا کہ ذہبی نے تدلیس کی ہے عبارت اخیرہ کو حذف کر کے خوف تقریر سے جیسا کہ حشویہ کی عادت ہے انتہی۔ اور کہا قاضی ابو بکر محمد بن طیب باقلانی نے

المتكلم وهو افضل المتكلمين من المنتسبين الى الاشعري ليس فيهم مثله لا قبله ولا
بعده قال في كتاب الابانة تصنيفه فان قيل فما الدليل على ان لله وجها ويدا قيل
قوله ويبقى وجه ربك ذو الجلال والاكرام وقوله تعالى ما منعك ان تسجد لما
خلقت بيدي فاثبت لنفسه وجها ويدا فان قال فما انكرتم ان يكون وجهه ويده جارحة
اذ كنتم لا تعقلون وجها ويدا الا جارحة قلنا لا يجب هذا كما لا يجب اذا لم نعقل حيا عالما
قادرا الا جسما ان نقضي نحن وانتم بذلك على الله سبحانه وكما لا يجب في كل شيء كان
قائما بذاته ان يكون جوهرا لانا واياكم لم نجد قائما بنفسه في شاهدنا الا كذلك وكذا الجواب
لهم ان قالوا فيجب ان يكون علمه وكلامه وسمعه وبصره وسائر صفاته عرضا واعتلوا بالوجود
فان قال فهل تقولون انه في كل مكان قيل له معاذ الله بل هو مستو على عرشه كما اخبر في كتابه
فقال الرحمن على العرش استوى وقال اليه يصعد الكلم الطيب والعمل الصالح يرفعه وقال تعالى
ءامنتم من في السماء ان يخسف بكم الارض فاذا هي تمور قال ولو كان في كل مكان لكان في
بطن الانسان وفمه والحشوش والمواضع التي يرغب عن ذكرها ولوجب ان يزيد بزيادة الاماكن
اذا خلق منها ما لم يكن وينقص بنقصانها اذا بطل منها ما كان ولصح ان يرغب اليه الى نحو الارض
والى خلفنا والى يميننا والى شمالنا وهذا قد اجمع المسلمون على خلافه وتخطئة قائله انتهى وقال في
كتاب التمهيد كلاما اكثر من هذا قلت اثبت لله وجها ويدا وغيرهما من الصفات ونفى عنها تشبيها
للمخلوق ردا للمجسمة وكذا نفى المكان عنه تعالى بالكلية فيلزم تنزيهه عن المكان فوق العرش
فلا يفيد للمستدل انتهى بقدر الحاجة ومن شاء التفصيل المزيد التحقيق فليرجع الى التنبيه للمفتي العلامة
محمد سعيد غفر له الوحيد (قال) وقال شيخ الاسلام ابو عبد الله محمد بن خفيف الشيرازي المحدث
الفقيه الشافعي الصوفي في عقيدة الصوفية ونعتقد انه على عرشه استوى وانه ينزل الى السماء الدنيا
عند الاسحار بمعنى الصفة لا بمعنى الانتقال وانه خلق آدم لا بيد قدرته بل بيد صفته وهكذا جميع الاخبار

متکلم زادہ وہ افضال من متکلمین ہین جو منسوب ہین امام اشعری کی طرف کہ نہین ہے مثل اونکا متکلمین مین قبل اونکے اور نہ بعد اونکے کہا اونہون نے
کتاب الابانہ مین جو اونکی تصنیف ہے در مین اگر کہا جاوے کہ کیا دلیل ہے اسپر حقتعالی کیلئے وجہ و ید ہے کہا جاویگا کہ دلیل اسپر قول حقتعالی کا (ویبقی وجہ
ربک ذو الجلال والاکرام) اور قول اوسکا (ما منعک ان تسجد لما خلقت بیدی) ہر پس اوسنے ثابت کیا ہے اپنے نفس کیلئے وجہ اور ید کو
پس اگر معترض کہے کہ یہ کیون انکار کیا تمنے اس سے کہ اوسکا چہرہ اور ہاتھ جارحہ ہو جبکہ تم نہین جانتے ہو کسیو وجہ و ید کو سوا جارحہ کے ہم کہینگے کہ یہ کچھ ضروری نہین
جیسا کہ ضروری نہین ہے جبکہ سمجھا جاتا ہے کوئی زندہ عالم قادر سوا جسم کے یہ کہ حکم کرین ہم اوسپر جسمیت کا اللہ پاک پر جیسا کہ ضروری نہین ہر اس شے مین
کہ اپنی ذات سے قائم ہے یہ کہ جوہر ہو اسلئے کہ ہم اور تم نہین پاتے ہین کسی قائم بنفسہ کو اپنے مشاہدہ مین بغیر جسم اور ایسا ہی جواب ہے اونکو واسطے اگر کہین
کہ واجب ہے کہ ہووے اوسکا علم حیوۃ و کلام و سمع و بصر اور باقی صفات اوسکے عرض [illegible] اور علت لا وہ لوگ جو کہتے ہین اگر کہو کہ کیا قائل ہین
وہ خدا اسکے ہر جگہ ہونیکے کہا جاویگا اوسکو معاذ اللہ بلکہ وہ مستوی ہے اپنے عرش پر جیسا کہ اوسنے خبر دی اپنی کتاب مین پس کہا کہ رحمن
عرش پر مستوی ہوا اور فرمایا کہ اوسی کی طرف چڑھتے ہین پاک کلمے اور وہ عمل صالح کہ وہ اوٹھا لیتا ہے اور فرمایا حقتعالی ذکرہ نے کیا
بے خوف ہو تم اوس کہ آسمان مین ہے کہ دھنسا دیوے تمکو زمین مین پس ناگاہ وہ ہلنے لگے کہا اور اگر ہوتا ہر جگہ مین تو ہوتا انسان کے شکم مین اور اوسکے منہ
اور پاخانو مین اور اون جگہو مین کہ جنکا ذکر کرنا مکروہ ہے اور واجب ہوتا کہ زیادہ ہووے ساتھ زیادہ ہونے مکانونکے جبکہ پیدا کرے کسی
مکان کو بعد اوسکے عدم کے اور کم ہو جاوے جبکہ کم ہو جاویگا جبکہ کوئی مکان اون مکانون سے فنا ہو جاوے اور صحیح ہوتا راغب ہونا طرف خدا کے
زمین کیجانب اور ہمارے پیچھے اور داہنے اور بائین اور اوسکے خلاف پر اجماع کیا ہے مسلمانون نے اور اسکے قائل کی خطا کی ہے
پر انتہی اور کہا کتاب تمہید مین اس سے زیادہ کلام مین کہتا ہون کہ ثابت کیا خدا اسکے لئے وجہ و ید اور دوسری صفات کو
اور نفی کی اوسکی مشابہت کو مخلوق سے جسمیہ پر رد کرنیکے واسطے اور اسیطرح حقتعالی سے بالکلیہ مکانکی نفی کی پس لازم آیا کہ ہو اوسکا
مکان بھی جو عرش ہے پس یہ کلام دلیل لانیکے لائق غیر مفید ہے تمام ہوا بقدر حاجت اور جو شخص زیادہ تحقیق [illegible] ہمارے اخوان [illegible] مفتی
محمد سعید غفرلہ الوحید کی تنبیہ کی طرف رجوع ہو (کہا مصنف نے) اور کہا شیخ الاسلام ابو عبداللہ محمد بن خفیف شیرازی محدث فقیہ شافعی صوفی نے
عقیدہ صوفیہ مین (اور اعتقاد رکہے کہ حقتعالی اپنے عرش پر مستوی ہے) اور یہ کہ وہ نزول فرماتا ہے آسمان دنیا کی طرف
اسحار مین معنی صفت کے نہ معنی انتقال کے اور یہ کہ اوسنے آدم کو پیدا کیا نہ قدرت کے ہاتھ سے بلکہ اپنے
ید سے کہ اوسکی صفت ہے اور اسیطرح جملہ اخبار۔

الصحيحة التي رويت في الصفات يعتقد ايمانا وتسليما لا مماثلة ولا مقايسة هذا وقد افرد جمع من
حفاظ المحدثين وايقاظ المحققين تواليف لهذا فلا حاجة بنا الى الاطالة ههنا انتهى اقول وبالله التوفيق ومن
عند الله الوهاب ان المصنف لما فرغ عن الاستدلال باقوال الائمة الاربعة وراس المتكلمين في زعمه الامام
ابي الحسن الاشعري شرع في الاستدلال باقوال الصوفية في هذا القول واكتفى بقول محمد بن خفيف الشيرازي
منهم رعاية للاختصار وخوفا من الاكثار وقد ابطلنا جملة تمسكاته وجملة استدلالاته باحسن وجوه لا مزيد
عليها وما تمسك به في هذا القول فهو ايضا غير مفيد له لان استوائه تعالى على العرش ونزوله الى السماء الدنيا
عند الاسحار بمعنى الصفة كما اعتقد به اهل السنة والجماعة واما بمعنى الانتقال كما هو الظاهر في الاجسام و
عليه اعتماد المجسمة والحشوية فهو باطل في حقه تعالى عندهم وهو معنى قوله لا بمعنى الانتقال فهذا القول
متناقض ومبطل لمزعوم المصنف فضلا عن كونه والاعلى مراده وهكذا قوله وانه خلق آدم بيده لا بيد
قدرته بل بيد صفته انتهى يعني به رحمه الله ابطال التاويل على سبيل القطع واليقين كما هو مذهب المعتزلة
وابطال الحمل على الظاهر كما هو مذهب المجسمة والحشوية وهذا الحاصل المظاهر في اثبات الطريق المستوي
والصراط السوي المتوسط بين الطرفين والاوسط بين القولين اعني اثبات حقائق الصفات وانكار ارادة
ظواهرها من الآيات فعلم ان هذا الكلام مفيد لنا لا له فسقط ما رام به من اثبات المرام واحكام مذهب الحشوية
والاوهام ولا حول ولا قوة الا بالله الملك العلام ذي الجلال والاكرام قال تنبيه في فتح الباري
عن ابي طاهر محمد بن عبد الرحمن المخلص الذهبي صاحب كتاب العلم من طريق عبد الله بن شريك العامري
عن ابيه قال قيل لعلي ان ههنا قوما على باب المسجد يدعون انك ربهم فدعاهم فقال لهم ويلكم
ما تقولون قالوا انت ربنا وخالقنا ورازقنا فقال ويلكم انما انا عبد مثلكم آكل الطعام كما تاكلون
واشرب كما تشربون ان اطعت الله اثابني ان شاء وان عصيت خشيت ان يعذبني فاتقوا الله
وارجعوا فابوا فلما كان الغد غدوا عليه فجاء قنبر فقال قد والله رجعوا يقولون ذلك الكلام
فقال ادخلهم فقالوا كذلك فلما كان الثالث قال لئن قلتم ذلك لاقتلنكم باخبث قتلة فابوا الا ذلك

صحیح ہے کہ صفات کے باب میں مروی ہیں اعتقاد رکھیں ایمان و تسلیم کے طور پر نہ کہ ظن و تخمین سے اسکو یاد رکھو اور حفاظ و محدثین میں سے ایک بڑے گروہ محققین نے بہت تصانیف
علیحدہ و جداگانہ اس باب میں لکھی ہیں پس ہمکو بیان اونکے ذکر سے سلسلہ سخن دراز کرنیکی حاجت نہیں ہے انتہی میں کہتا ہوں ... خلاصہ اس باب کا یہ ہے کہ مصنف نے بیان کیا
اقوال ائمہ اربعہ و راسخین میں سے متکلمین امام ابو الحسن اشعری کے استدلال سے شروع اقوال صوفیہ سے دلیل لاتے ہیں انتہی اور کفایہ کی تصنیف محمد بن خفیف شیرازی کے قول پر
اختصار کی قصد اور طوالت کے خوف سے اور ہم باطل کر چکے ہیں مصنف کے حیلہ اسکا کہا اور بڑے بڑے استدلالات کو اس وجہ سے کہ خبر زیادہ بیانی دشوار اور جس چیز کو اس میں
عجب کیا ہے وہ بھی مصنف کو غیر مفید ہے اسلیے کہ حقتعالی کا مستوی ہونا عرش پر اور اخیر تہائی رات میں اوسکا نزول فرمانا آسمان دنیا کی طرف صفت نفی میں ہے منجملہ اعتقاد
ثابت ہوا اور لیکن امثال کی نفی میں جیسا کہ اجسام ظاہر ہیں اور تشبیہ مجسمہ و مشبہہ کا ہے پس یہ حقتعالی کی ذات میں ... باطل ہے اور یہی معنی اوسکے قول الا ...
کا پس یہ قول مخالف و مبطل ہے مصنف کے دعوی کو جیسا کہ دلالت کرتی اوسکی کلام مراد ... اوسکا قول یہ کہ اوس نے پیدا کیا آدم کو نہ قدرت کی ہاتھ سے بلکہ ...
اپنی صفت سے انتہی اس قول سے کہ شیرازی نے قصد کیا ہے ابطال تاویل کو جیسا کہ معتزلہ کا مذہب ہے اور ابطال ظاہر معنی پر حمل کرنیکو جیسا کہ مجسمہ و مشبہہ
اور اس مجادل نے ظاہر کا مذہب اور اثبات راہ ہموار طریق مستقیم کو جو متوسط ہے دونوں طرفوں میں اور اعتدال ہے درمیان قول کے یعنی ثابت کرنا صفات کو حقائق کو اور
انکار کرنا اونکے ظاہر معانی کا مراد ہونیکا آیات سے پس معلوم ہوگیا کہ یہ کلام ہمکو مفید ہے نہ کہ مصنف کو پس فاسد ہوگیا جو کہ مصنف نے اس قول سے اپنے مقصود کا
اثبات اور مذہب حشویہ کا مضبوط کرنا اور قوی کرنا قصد کیا ہے اور نہیں ہے حول و قوۃ مگر خدا کثیر الانعام صاحب جلال و اکرام کی توفیق سے کہا مصنف

تنبیہ فتح الباری میں مروی ہے ابو طاہر محمد بن عبد الرحمن مخلص نے بہی ... کتاب العلم سے عبد اللہ بن شریک عامری کے طریق سے اونکے باپ کی روایت سے کہا اونہوں نے کہ کہا گیا علی سے
کہ یہاں مسجد کے دروازے پر کچھ لوگ ہیں کہ جنکا دعوی یہ ہے کہ تو اونکا رب ہے پس حضرت علی نے اونکو بلایا اور کہا کہ تمہاری خرابی ہو تم کیا کہتے ہو اونہوں نے کہا کہ
تو ہمارا رب و خالق و رازق ہے پس کہا کہ تمہاری خرابی ہو میں تو تمہارے مثل ایک بندہ ہوں کہ کھاتا ہوں جیسا کہ تم کھاتے ہو اور پیتا ہوں جیسا کہ تم پیتے ہو
اگر میں اطاعت کروں تو مجھکو ثواب دیگا اگر چاہیگا اور اگر نافرمانی کروں تو مجھکو خوف ہے اوسکے عذاب کا پس ڈرو تم خدا سے اور توبہ کرو پس اونہوں نے
انکار کیا پھر جبکہ دوسرا دن ہوا تو علی الصباح حضرت کے پاس آئے پس قنبر نے آکر کہا کہ وہ تو پھر ایسے ہی ہو گئے وہی کلام کہتے ہیں
پس کہا کہ بلا اونکو پس اونہوں نے اوسیطرح سے کہا پھر جبکہ تیسرا دن ہوا کہا کہ اگر تم نے کہا ویسا ہی تو میں تمکو قتل کرونگا سب سے
بدتر قتل کرنا پس انکار کیا اونہوں نے سوا اوس قول کے ۔

فقال يا قنبر ائتني بفعلة معهم مسر وهم فخذ لهم اخدودا بين باب المسجد والقصر
وقال احفروا فابعدوا في الارض وجاء بالحطب فطرحه بالنار في الاخدود وقال
اني طارحكم فيها او ترجعوا فابوا ان يرجعوا فقذف بهم فيها حتى اذا احترقوا قال اني اذا رأيت امرا
منكرا اوقدت ناري ودعوت قنبرا وله اسناد حسن انتهى وقد حدث في
هذا الزمان احداث على آثارهم يهرعون فانا لله وانا اليه راجعون
يجب اشد الوجوب على اولي الامر ويتحتم اكثر مما تحتم على اهل العلم ان
يعتنوا ويجتهدوا بازالة هذا الامر وعظا ودعايا ويعزروهم غاية التعزير
حبسا وضربا وقتلا واعلانا والتوفيق من الله رب كل شيء فسبحان
الذي بيده ملكوت كل شيء وفي خطبة للمولى علي المرتضى يوشك ان
لا يبقى من الاسلام الا اسمه ومن القرآن الا رسمه وفيها مساجدكم
يومئذ عامرة وقلوبكم وابدانكم خربة من الهدى شر من تحت ظل
السماء فقهاؤكم منهم تبدو الفتنة وفيهم تعود اخرجه البيهقي
في شعب الايمان واشار اليه البخاري في رد على الجهمية انتهى
اقول بحوله تعالى وقوته ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم قد فرغ
عن الاستدلال باقوال ائمة اهل البيت وفقهاء اهل السنة ومتكلميهم
والصوفية الصافية منهم ومحدثيهم على مذهبه الباطل ومسلكه العاطل
الذي هو مذهب ابن تيمية وتلميذيه الحافظ ابن قيم والحافظ الذهبي الذين
من اجلة الحشوية وناصريهم في الاصول ومن مقلدي الحنبلية وتابعيهم
في الفروع وهكذا حال المصنف انه يدعي الحنفية في الفروع وسلك مذهب
الحشوية في الاصول فهو ليس من الحنفية الخالصة ولا من الحشوية المحضة

پس کہا حضرت علیؓ نے کہ لے قنبر امیر سے پاس مزدوروں کو مع اونکے اوزار کے پس بنائی اونکے لئے ایک
خندق باب مسجد و محل کے درمیان اور کہا کہ کہود و پس گہرا کو زمین میں اور لایا لکڑیاں پس ڈالدیا اوسکو آگ
مین خندق کے اندر اور کہا کہ مین اسمین تمکو ڈالنے والا ہون یا تم توبہ کرو پس اونہون نے انکار کیا توبہ کرنے سے
پس اونکو خندق مین ڈالدیا یہانتک کہ جب جل چکے فرمایا کہ مین جب دیکہونگا کسی ناپسندیدہ کام کو جلاونگا اپنی آگ کو
اور بلاونگا قنبر کو اور یہ سند حسن ہے اور اس زمانہ مین کچہہ نئے لوگ پیدا ہوگئے ہین کہ اون سوختگان کے نقش قدم
دوڑتے ہین پس انا للہ وانا الیہ راجعون حکام پر واجب ہے سخت تر واجب ہونا اور اسی طرح دروسا پر موکد ہے نہایت
موکد ہونا یہ کہ اہتمام و بندوبست کرین اس امر کے دور کرنے کا وعظ و بیان سے اور تعزیر دین اون لوگون کو حد دینے کی
تعزیر گرفتار کرنے اور ضرب و قتل و تشہیر سے اور توفیق خدا کی طرف سے ہے کہ ہر شئی کا رب ہے پاک ہو کہ ہے
وہ کہ اوسکے ہاتہہ مین ہے جان ہر چیز کی اور مولی علی مرتضی کے ایک خطبہ مین ہے (قریب آتا ہے کہ نہ باقی رہیگا اسلام
مگر نام اوسکا اور قران سے مگر نشان اوسکا اور اوسی مین ہے کہ تمہاری مسجدین اوس روز آباد ہونگی اور تمہارے دل اور بدن ویران
ہونگے ہدایت سے بدتر موجودین زیر آسمان کے تمہارے مولوی ہونگے اونہین سے فتنہ اوٹہیگا اور اونہین مین لوٹیگا اس کو
روایت کیا بیہقی نے شعب الایمان مین اور اشارہ کیا اس کی طرف بخاری نے جہمیہ کے رد مین انتہی مین کہتا ہون خدا تعالی
کی حول و قوت سے اور حول و قوت نہین ہے مگر خدای علی و عظیم کی توفیق سے جبکہ فارغ ہوا مصنف دلیل لانے سے ائمہ اہلبیت
و فقہاء اہلسنت اور اون کے متکلمین و صوفیہ و محدثین کے اقوال سے اپنے مذہب باطل و مسلک عاطل پر جو کہ مذہب ہے
ابن تیمیہ کا اور اوسکے شاگرد حافظ ابن قیم و حافظ ذہبی کا کہ سب اجلۂ حشویہ سے ہین اور اونکے بدوگام عقائد مین
اور حنبلیہ کے مقلدین و متبعین سے ہین فروع مین اور ایسا ہی مصنف کا حال ہے کہ حنفی ہونیکا دعوی کرتا ہے
فروع مین اور مسلک حشویہ پر چلتا ہے اصول عقائد مین پس مصنف نہ تو خالص حنفی ہے اور نہ محض حشوی ہے

بل مذهبه مركب من المذهبين وملفق من طور المسلكين فالصحيح ان يقال له
الحنفشوي كما يقال للحنفي فروعا والمعتزلي اصولا حنفزلي
اشرع في الافتاء على من خالفه في عقائده من اثبات الجهة
والاستقرار والقعود على العرش وسائر المتشابهات لله تعالى
محمولة على ظواهرها مستند لانقول لانقول مسند لانقول سند نقله
احدهما نقله من فتح الباري بعنوان التنبيه وفيه قصة احراقه رضي الله
عنه للمرتدين وثانيهما نقله من شعب الايمان للبيهقي بعنوان الخطبة وفيه
بيان مثالب فقهاء وهذا الزمان وحكم من كان فيه من اهل الايمان
ومرام المصنف من نقل القولين ان اهل الاسلام في هذه الايام صاروا
مصداق هذين القولين لانكارهم ظواهر المتشابهات واصرارهم
على التعطيل والتاويلات فلذلك ارتدوا عن الدين
واعتزلوا عن مناهج الائمة والصحابة والتابعين فحكمهم
ان يحرقوا بالنار ويضربوا ويقتلوا وينفوا من الارض ويعذبوا
بالاعلان والاشتهار لانهم ما بقي فيهم من الاسلام الا اسمه
ومن القرآن الا رسمه مساجدهم يومئذ عامرة وقلوبهم
وابدانهم خربة من الهدى وهم اليوم شر من
تحت السماء ففقهائهم بدأت منهم هذه الفتنة وعادت اليهم في
هذا الزمان لان عوامهم اتبعوا احكامهم في الدين والايمان
ولولاهم كذلك لما ضلت العوام عن اقوم المسالك فمست الحاجة
الى تجديد الدين ودعت الضرورة الى ان يبعث الله اليهم من بينهم الحق المبين

اور مسلک حشویہ پر چلتا ہے اصول عقاید مین پس مصنف نہ تو خالص حنفی ہے اور نہ محض حشوی ہے بلکہ اوسکا
مذہب مرکب ہے دونون مذہبون سے اور ملا یا ہوا ہے دونون مسلک کے طور سے پس صحیح یہ ہے کہ
اوسکو حنفشوی کہا جائے جیسا کہ فروع مین حنفی اور اصول مین معتزلی کو حنفزلی کہا جاتا ہے شروع کیا مصنف نے
فتوی دینا اپنے مخالفین عقاید پر اس باب مین کہ حقتعالی کے لئے جہت عالیہ و قرار پکڑنا اور عرش پر بیٹھنا
اور تمام متشابہات اپنے ظاہر معانی پر محمول ہوکر ثابت ہین دلیل لاکر سیدنا علیؓ کے دو قول سے ایک وہ
کہ جسکو فتح الباری سے نقل کیا ہے تنبیہ کے عنوان سے اور اوسمین حضرت علیؓ کے مرتدین کو جلانیکا قصہ مذکور ہے
اور دوسرا وہ جسکو بیہقی کی شعب الایمان سے نقل کیا ہے خطبہ کے عنوان سے اور اوس مین اس
زمانہ کے مولویون کے معائب کا بیان ہے اور کل مومنین اس زمانہ کا حکم مذکور ہے اور مصنف کا مقصود
ان دونون قول کے نقل کرنے سے یہ ہے کہ اس زمانہ کے مسلمان ان دونون قول کا مصداق ہوگئے ہین بسبب
اون کے انکار کرنے کے متشابہات کے ظاہری معانی سے اور اونکی تعطیل و تاویل کرنے سے
پس اسی سبب سے دین سے مرتد ہوگئے اور گمراہ ہوگئے صحابہ و تابعین کی راہون سے پس اونکا حکم
یہی ہے کہ آگ مین جلائے جائین اور مارے جائین اور قتل کئے جائین اور جلا وطن کئے جائین اور اونکو تشہیر
دیجائے اعلان و اشتہار کے ساتھ اس لئے کہ اون مین اسلام کے نام کے سوا کچھ باقی نہین رہا اور قرآن کا
رسم ہی رسم رہگیا ہے اون کے مسجدین آجکے دن آباد ہین اور اونکے دل و بدن ہدایت سے ویران ہین
اور یہی لوگ آجکے دن بدترین موجودین زیر سما ہین انکے مولویون ہی سے یہ فتنہ شروع ہوا ہے اور
اون ہی کے طرف اس زمانہ مین لوٹ گیا ہے اسلئے کہ عام مسلمان دین و ایمان مین اون کے فتوی کے
تابع ہین اور اگر یہہ مولوی ایسے نہوتے تو عام مسلمان دین حق سے گمراہ نہوتے پس دین کی تجدید کے
طرف احتیاج پیدا ہوگئی ہے اور ضرورت داعی ہوگئی ہے کہ حقتعالی اون کے طرف بھیجے ایسا
شخص کہ بیان کردیوے اون کے واسطے کھلا ہوا امر حق -

وان هو الا المصنف لانه فى مزعومه انه عالم قريش وسع علمه طباق الارض وقد
فعل فى هذا الزمان امرا لم يفعل احد منذ بداء الاسلام الى الآن هذه خلاصة
ما رامه بهذا التاليف ونحن نقول انه ليس كذلك لانه فى كل هذه الدعاوى
مخالف لما هو مذهب الجمهور وهو القول المنصور كما ظهر منكشفا بما هذا انه مضى
وقد احدث فى الدين بدعة شنيعة لم يحدثها احد قبله من الائمة والمجتهدين
فانه خلط المذاهب كلها بعضها مع بعض ولم يات بها كما كانت منقولة من اهاليها
وافترى عليهم بنسبة مزعوماته الباطلة اليهم فان اهل السنة والشيعة
والصحابة والتابعين والائمة والمجتهدين كلهم ينزّهون الله تعالى عن
الجهة والاستقرار على العرش والمصنف يدعى ان الكتاب والسنة واقوال
الائمة والمجتهدين والعلماء الراسخين كلها مملوة من اثبات الجهة والاستقرار
على العرش لله تعالى عنه علوا كبيرا وفرع على هذا ان جميع اهل الايمان
فى هذه الاوان ارتدوا عن قول الايمان فصاروا مستحقين للاحراق بالنار
نعوذ بالله هفوات الظالمين وخرافات المبتدعين وقد صرح اكابر الامة
بالكف عن تكفير اهل القبلة وان تكفير المسلم ليس من داب الصحابة واهل
بيت النبوة ولا من خصيصة اهل السنة والجماعة بل هو من خصائص الخوارج
وشنائع اهل البدعة اعاذنا الله من هذه الشنيعة كما قال العالم العلامة
والنحرير الفهامة الشيخ سليمان بن عبد الوهاب رحمة الله تعالى رحمة
واسعة فى الرد على اخيه محمد بن عبد الوهاب النجدى واتباعه ممن
كفر المسلمين وحكم بردتهم عاملهم الله يوم الجزاء بعدله لا بلطفه وفضله
اعلم ان الله سبحانه وتعالى بعث محمدا صلى الله عليه وسلم بالهدى ودين الحق

اور وہ نہین ہے مگر مصنف اس لئے مصنف کے گمان مین یہ ہے کہ مین قریشی عالم ہون کہ جس کا علم تمام روئے
زمین مین پہیلگیا ہے اور اس زمانہ مین وہ کام کیا ہے کہ جس کو آغاز اسلام سے اب تک کسی نے نہین کیا
یہی مصنف کے مقصد کا خلاصہ ہے اس کتاب کی تصنیف سے اور ہم کہتے ہین کہ مصنف ایسا نہین ہے
اس لئے کہ وہ ان تمام دعوون مین مخالف ہے مذہب جمہور اور قول مشہور کا جیسا کہ ہماری اس کتاب سے
ظاہر ہو چکا ہے سابق کے بیان مین اور مصنف نے دین مین ایک ایسی بدعت شنیعہ کا احداث کیا ہے
کہ مصنف سے پہلے کسی نے ائمہ مجتہدین مین سے نہین کیا اس لئے کہ اس نے تمام مذاہب کو خلط ملط کر دیا
ہے اور جس طور پر کہ مذاہب مدون تہے ارباب مذاہب سے اون کو نقل کیا اور اون پر افترا پردازی کی ہے
اپنے خیالات فاسدہ کو اون کی طرف نسبت کرنے سے کیونکہ اہل سنت و شیعہ و صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین
سب کے سب حقتعالی کو جہت سے اور عرش پر بیٹہنے سے پاک جانتے ہین اور مصنف کا دعوی ہے کہ
کتاب و سنت و اقوال ائمہ مجتہدین و علمائے راسخین تمام مملو ہین اثبات جہت و استقرار علی العرش
سے حقتعالی کے لئے اور اوسپر یہ تصریح کی ہے کہ تمام مسلمان اس زمانہ مین ایمان کے قول سے
پہر گئے ہین اور آگ مین جلانے کے مستحق ہوگئے ہم خدا سے پناہ مانگتے ہین ظالمون کی بیہودہ باتون
اور بیوقوفون کی خرافات سے اور اکابر امت نے تصریح کی ہے اہل قبلہ کی تکفیر سے زبان روکنے پر
اور اسپر کہ مسلمان کی تکفیر نہ صحابہ و اہل بیت کا طریقہ ہے اور نہ اہل سنت والجماعت کا خاصہ بلکہ یہہ
امر خوارج کے خواص سے ہے اور اہل بدعت کے شنایع سے ہمکو خدا پناہ مین رکہے اس بری
عادت سے۔ جیسا کہ عالم علامہ نحریر فہامہ شیخ سلیمان بن عبدالوہاب رح نے کہا ہے اپنے بہائی
محمد بن عبدالوہاب نجدی کے رد مین اور اوس کے اتباع کے رد مین جنہون نے مسلمانون کی
تکفیر کی ہے اور اون کے مرتد ہونے کا حکم دیا ہے خدا اون سے یوم جزا مین اپنے عدل سے
معاملہ کرے نہ اپنے لطف و فضل سے (جانو کہ حق سبحانہ و تعالی نے محمد صلعم کو بہیجا ہے ہدایت
و دین حق کے ساتہہ۔

عمره على الدين كله وانزل عليه الكتاب تبيانا لكل شئ فانجز الله له
ما وعده واظهر دينه على جميع الاديان وجعل ذلك ثابتا الى آخر الدهر
وجعل اهل ايمانه افضل جميع المومنين وجعل امته خير الامم كما اخبر بذلك
بقوله كنتم خير امة اخرجت للناس وجعلهم شهداء على الناس و
اجتباهم كما قال تعالى هو اجتباكم وما جعل عليكم فى الدين من حرج
وقال النبى صلى الله عليه وسلم انتم توفون سبعين امة انتم خيرها و
اكرمها عند الله وقد دلائل ما ذكرنا لا تحصى وقال صلى الله عليه وسلم
لا يزال امر هذه الامة مستقيما حتى تقوم الساعة رواه البخارى
وجعل اقتفاء اثر هذه الامة واجبا على كل احد بقوله تعالى ومن
يتبع غير سبيل المومنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا
وجعل اجماعهم حجة قاطعة لا يجوز لاحد الخروج عنه ودلائل ما ذكرنا
معلومة عند كل من له نوع ممارسة فى العلم انتهى ثم قال بعد ذلك
اعلم ان ما جاء به محمد صلى الله عليه وسلم ان الجاهل لا يستبد برايه
بل يجب عليه ان يسئل اهل العلم كما قال تعالى فاسئلوا اهل الذكر
ان كنتم لا تعلمون وقال صلى الله عليه وسلم هلا اذ لم يعلموا اسئلوا فانما
دواء العى السوال وهذا اجماع قال فى غاية السوال قال الامام ابو بكر ابن فورك اجمعت
العلماء قاطبة على انه لا يجوز لاحد ان يكون اماما فى الدين والمذهب المستقيم
حتى يكون جامعا هذه الخصال وهى ان يكون حافظا للغات العرب واختلافها
ومعانى اشعارها واصنافها واختلاف العلماء والفقهاء ويكون عالما
فقيها وحافظا للاعراب وانواعه والاختلاف عالما بكتاب الله حافظا له

تاکہ اوس کے دین کو تمام دینون پر غالب کرے اور اون پر کتاب نازل فرمائی کہ جسمین ہر شئے کا بیان ہے پس پورا کیا
۴ حقتعالی نے جو کچھ حضرت سے وعدہ کیا اور اوس کے دین کو تمام دینون پر غالب کر دیا اور اوس کو آخر زمانہ تک ثابت
کر دیا جب تک کہ تمام مسلمان گذر جائین اور حضرت کی امت کو بہتر امتون کا قرار دیا جیسا کہ اسکی خبر دی ہے اپنے قول
کنتم خیر امۃ اخرجت للناس مین اور اون کو دوسرے لوگون پر گواہ قرار دیا ہے اور برگزیدہ فرمایا ہے
جیسا کہ حقتعالی نے فرمایا ہے کہ اوس نے تمکو برگزیدہ کیا اور تم پر دین مین کچھ تنگی نہین رکھی اور نبی صلعم نے فرمایا
کہ تم ستر امتون کے برابر ہو تم اون سے بہتر ہو اور بزرگ تر اون سے خدا کے نزدیک اور ہمارے اس دعوی کی
دلیلین بے شمار ہین اور فرمایا حضرت صلعم نے کہ اس امت کا معاملہ برابر درست رہیگا قیامت کے قایم ہونے
تک اس کو بخاری نے روایت کیا ہے اور اس امت کے نقش قدم پر چلنا واجب کیا گیا ہے ہر شخص پر حقتعالی
کے اس قول سے (اور جو پیروی کرے گا مومنین کی راہ کے غیر کی ہم اوس کو پھیر دینگے جدہر وہ پھرا ہے اور
اوس کو جہنم مین داخل کرینگے اور کیا برا ٹھکانا ہے) وہ اور اون کے اجماع کو دلیل قطعی قرار دیا ہے کہ کسیکو
اوس سے خروج کرنا جایز نہین ہے اور ہمارے اس دعوے کی دلیلین معلوم ہین ہر ایسے شخص کو کہ جس کو
علم مین مہارت ہے انتہی۔ پھر اس کے بعد کہا ہے کہ جانو جو کہ نبی صلعم نے بیان فرمایا ہے یہ امر ہے کہ
جاہل اپنی راے مین خود مختار نہین ہے بلکہ اوس پر واجب ہے کہ عالمون کے فتوی پر عمل کرے جیسا کہ
حقتعالی نے فرمایا ہے کہ تم عالمون سے دریافت کر لو اگر تم کو معلوم نہ ہو اور حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ
کیون نہین دریافت کر لیتے جبکہ نہین جانتے اس لئے کہ تھکے ہوے کا علاج پوچھہ لینا ہے اور یہہ ایک
اجماعی مسئلہ ہے کہ جسکو سوال کے باب مین فرمایا ہے کہا امام ابو بکر ہروی نے کہ تمام علمار نے اجماع کیا
اس پر کہ نہین جایز ہے کسیکو یہہ کہ دین و مذہب مستقیم مین امام ہو جاوے یہانتک کہ وہ ان
خصلتون کا جامع ہو جاوے اور وہ خصلتین یہہ ہین کہ حافظ ہو لغات عرب اور اون کے
اختلافات کا اور اشعار عرب کے معانی اور اون کے اقسام کا اور علما و فقہا کے اختلافات کا
اور ہووے عالم فقیہہ اور حافظ اعراب اور اوس کے انواع و اختلاف کا عالم ہو کتاب اللہ کا حافظ ہو اور اوس کا

ولا اختلاف قراءته اختلاف القراء فيها عالما بتفسيره ومحكمه ومتشابهه
وناسخه ومنسوخه وقصصه عالما باحاديث الرسول صلى الله عليه وسلم
مميزا بين صحيحها وسقيمها ومتصلها ومنقطعها ومراسيلها ومسانيدها و
مشاهيرها واحاديث الصحابة موقوفها ومسندها ثم يكون ورعا
دينا صائنا لنفسه صدوقا ثقة يبني مذهبه ودينه على كتاب الله وسنة
رسوله صلى الله عليه وسلم فاذا اجتمع هذه الخصال فحينئذ يجوز ان يكون
اماما وجاز ان يقلد ويجتهد في دينه وفتاويه واذا لم يكن جامعا
لهذه الخصال او اخل بواحدة منها كان ناقصا ولم يجز ان يكون اماما
وان يقلده الناس قال (**قلت**) واذا ثبت ان هذه شرائط لصحة
الاجتهاد والامامة فقد علم ان كل من لم يكن كذلك فعليه ان يقتدي
بمن هو بهذه الخصال المذكورة (**وقال**) الناس في الدين على قسمين مقلد
ومجتهد والمجتهدون مخصوصون بالعلم وعلم الدين يتعلق بالكتاب والسنة
واللسان العربي الذي ورد به فمن كان فيهما يعلم الكتاب والسنة وحكم
الفاظهما ومعرفة الثابت من احكامهما والمنتقل من الثبوت بنسخ او غيره
والمتقدم والموخر صح اجتهاده وان يقلده من لم يبلغ درجته وفرض من
ليس بمجتهد ان يسأل ويقلد وهذا لا اختلاف فيه انتهى انظر قوله وهذا
لا اختلاف فيه وقال ابن القيم في اعلام الموقعين لا يجوز لاحد ان ياخذ
من الكتاب والسنة ما لم يجتمع فيه شروط الاجتهاد ومن جميع العلوم
قال احمد بن المنادي سال رجل احمد بن حنبل اذا حفظ الرجل مائة الف
حديث هل يكون فقيها قال لا قال فمائتي الف حديث قال لا قال

اور اوس سکے اختلاف قرارت واختلاف قرار کا باب قرارت مین عالم ہو کتاب اللہ کی تفسیر ومحکم ومتشابہ و
ناسخ ومنسوخ اور اوسکے مضمون کا جانتا ہو احادیث رسول صلعم کو تمیز رکھتا ہو احادیث سکے صحیح وسقیم ومتصل
ومنقطع ومرسل ومسند ومشاہیر کی اور احادیث صحابہ سکے موقوف ومسند کی پہر ہووے پرہیزگار
دیندار اپنے نفس کی حفاظت رکھنے والا بہت بڑا سچا معتبر کہ اپنے مذاہب اور اپنے دین کو بنا
کرے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلعم پر پس جبکہ ان خصلتون کا جامع ہو پس اوس وقت اوسکو
جائز ہے کہ امام بنجاوے اور جائز ہے کہ اوسکی تقلید کیجاوے اور اجتہاد کرے اپنے دین اور اپنے
فتوون مین اور جبکہ جامع ان خصائل کا نہو یا انمین سے ایک خصلت اوس مین کم ہو تو وہ ناقص
ہے اور اوسکو امام ہونا ناجائز ہے اور نہ لوگون کو اوس کی تقلید کرنا درست ہے کہتا ہون
(اور جبکہ ثابت ہو گیا کہ یہہ خصلتین اجتہاد وامامت سکے صحیح ہونے کی شرطین ہین پس معلوم ہوگیا
کہ جو شخص ایسا نہو پس اوسپر واجب ہے کہ پیروی کرے ایسے شخص کی کہ جو خصائل مذکورہ سے
موصوف ہے اور کہا کہ لوگ دین سکے باب مین دو قسم سکے ہین مقلد ومجتہد اور مجتہد خصوصیت رکھتے
ہین علم سے اور علم دین کو تعلق ہے کتاب وسنت وزبان عربی سے کہ جسمین کتاب وسنت کا ورود ہوا
ہے پس جو کہ سمجھدار ہے کہ جانتا ہے کتاب وسنت کو اور حکم اون دونون سکے لفظون کا اور معرفت
اونکے احکام ثابتہ کی اور غیر ثابتہ کی بسبب نسخ وغیرہ سکے اور پہلے اور پچھلے کی تو اوسکا اجتہاد کرنا درست ہے
اور یہہ کہ اوسکی تقلید کرے جو کہ اوسکے درجہ تک نہین پہونچا ہے اور غیر مجتہد کا فرض یہ ہے کہ پوچھے
اور تقلید کرے اور اس امر مذکور مین کسیکا اختلاف نہین ہے انتہی۔ نظر کرو اوسکے اس قول مین کہ اسمین
کسیکا اختلاف نہین ہے اور ابن قیم نے اعلام الموقعین مین کہا ہے کہ کسی کو جائز
نہین ہے کہ کتاب وسنت سے لیکر عمل کرے جب تک کہ اوس مین اجتہاد کی شرطین
نہ پائی جائین اور جملہ علوم نہ جانتا ہو احمد بن منادی نے کہا ہے کہ ایک شخص نے احمد بن حنبل
سے پوچھا کہ جب کسیکو ایک لاکہہ حدیثین یاد ہون ایا وہ مجتہد ہوجاتا ہے کہا کہ نہین

فثلاث مائة الف حديث قال لا قال فاربع مائة قال نعم قال ابو الحسين
فقالت جدى كم كان يحفظ احمد قال اجاب عن ستمائة الف حديث
قال ابو اسحق لما جلست فى جامع المنصور للفتيا ذكرت هذه المسئلة
فقال لى رجل فانت تحفظ هذا المقدار حتى تفتى الناس قلت لا
انما افتى بقول من يحفظ هذا المقدار انتهى ولو ذهبنا نحكى الاجماع
لطال وفى هذا الكفاية للمسترشد وانما ذكرت هذه المقدمة لتكون
قاعدة يرجع اليها فيما نذكره فان اليوم ابتلى الناس بمن ينتسب
الى الكتاب والسنة ويستنبط من علومهما ولا يبالى من خالفه و
اذا طلبت منه ان يعرض كلامه على اهل العلم لم يفعل بل يوجب على
الناس الاخذ بقوله وبمفهومه ومن خالفه فهو عنده كافر هذا وهو
لم يكن فيه خصلة واحدة من خصال اهل الاجتهاد ولا والله عشر واحدة
ومع هذا فراج كلامه على كثير من الجهال فانا لله وانا اليه راجعون الامة
كلها تصيح بلسان واحد ومع هذا لا يرد لهم فى كلمة بل كلهم كفار او جهال اللهم
اهد الضال ورده الى الحق فنقول قال الله عز وجل ان الدين عند الله
الاسلام وقال تعالى ومن يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه وقال
تعالى فان تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزكوة فخلوا سبيلهم وفى الاية
الاخرى فاخوانكم فى الدين قال ابن عباس حرمت هذه الاية دماء اهل
القبلة وقال ايضا لا تكونوا كالخوارج تؤولوا ايات القران فى اهل القبلة
وانما نزلت فى اهل الكتاب والمشركين فجهلوا علمها فسفكوا بها الدماء
واستحلوا الاموال وشهدوا على اهل السنة بالضلالة فعليكم بالعلم

کہا کہ دو لاکھ حدیثیں کہا کہ نہیں کہا کہ تین لاکھ حدیثیں کہا کہ نہیں کہا کہ چار لاکھ کہا کہ ہان کہا ابو الحسین نے کہ بیٹے
اپنے دادا سے پوچھا کہ امام احمد کو کس قدر حدیثیں یاد تھیں کہا کہ چھ لاکھ حدیثیں کہا ابو اسحق نے کہ جب مین
جامع منصور مین فتوی دینے کو بیٹھا تو مینے اس مسئلہ کا ذکر کیا پس مجھے ایک شخص نے کہا کہ کیا تمکو اس قدر
حدیثیں یاد ہین کہ تم لوگون کو فتوی دیتے ہو مینے کہا کہ نہین مین تو ان لوگون کے قول پر فتوی دیتا ہون
کہ جنکو اس قدر حدیثیں یاد ہین انتہی اور اگر ہم اجماع کو بیان کرنے لگے تو کلام دراز ہوجائیگا اور
طالب ہدایت کے لئے اسی قدر بیان کافی ہے اور مین نے اس مقدمہ کو اس لئے ذکر کیا ہے تاکہ یہ ایک
قاعدہ ہوجائے کہ جسکی طرف رجوع کیا جائے ان امور مین کہ جنکو ہم ذکر کرینگے اس لئے کہ اس زمانہ مین
لوگ مبتلا ہوگئے ہین ایسے شخص کے ہاتھون مین کہ جو کتاب و سنت کیطرف اپنے احکام کو منسوب کرتا ہے
اور ان دونون کے علوم سے مسئلے نکالتا ہے اور کچھ خوف نہین رکھتا ہے اپنے مخالف کا اور جبکہ
اوس سے خواہش کیجائے کہ اپنا کلام علما کے سامنے پیش کرے تو نہین کرتا ہے بلکہ لوگون پر واجب کرتا ہے
اپنے قول و مدعا پر عمل کرنا اور جو کہ اوس کا خلاف کرے پس وہ شخص اوسکے نزدیک کافر ہے اوس کو
یاد رکھو حالانکہ اوس مین مجتہدون کی خصلتون مین سے ایک خصلت بھی نہین ہے اور سبحان اللہ ایک
خصلت کا دسوان حصہ بھی اوس مین نہین ہے ۔ اور باوجود اسکے اوسنے بہت سے لوگون مین اپنے کلام کو
رواج دیدیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ساری امت کلمہ طیبہ کو پکار رہی ہے ایک زبان ہوکر اور وہ شخص سبکو کافر یا جاہل کہتا ہے
اللہ اوس گمراہ کو ہدایت دے اور امر حق کیطرف اوسکو پھیر دے پس ہم کہتے ہین کہ حق تعالی نے فرمایا ہے کہ دین خدا کے
نزدیک اسلام ہے اور فرمایا کہ جو شخص پیروی کریگا اسلام کے سوا دوسرے دین کی پس ہرگز مقبول نہ ہوگی اور فرمایا
کہ پس اگر توبہ کرین اور قائم کرین نماز اور ادا کرین زکوۃ تو چھوڑ دو تم اونکا رستہ اور دوسری آیت مین ہے کہ پس وہ
لوگ تمھارے دینی بھائی ہین ابن عباس نے کہا ہے کہ اس آیت نے حرام کردئے ہین اہل قبلہ کے خون اور نیز کہا ہے کہ تم
خارجیون کیطرح مت ہوجاؤ کہ آیات قرآنیہ کو اہل قبلہ کے اوپر ڈہالنے لگو حالانکہ وہ نازل ہوئی ہین اہل کتاب و مشرکون کے باب مین پس خوارج نے اونکا
علم کو نہ جانا اور اونکی وجہ سے خونریزیان کرنے لگے اور مسلمانونکے مال لوٹ لئے اور اہل سنت پر گمراہی کا فتوے دیدیا

بما نزل فيه القرآن انتهى وكان ابن عمر يرى الخوارج شرار الخلق
قال انهم عمدوا الى آيات نزلت في الكفار فجعلوها في المسلمين رواه
البخاري عنه فحينئذ ذكر الله عز وجل ان الدين عند الله الاسلام
وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم في حديث جبريل في الصحيحين الاسلام
ان تشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله الحديث وفي حديث
ابن عمر الذي في الصحيحين بنى الاسلام على خمس شهادة ان لا اله الا الله
وان محمدا عبده ورسوله الحديث وفي حديث وفد عبد القيس امركم
بالايمان بالله وحده اتدرون ما الايمان بالله وحده شهادة ان لا
اله الا الله وان محمدا رسول الله الحديث وهو في الصحيحين وغيرها
من الاحاديث وصف الاسلام بالشهادتين وما معهما من الاركان وهذا
اجماع من الامة بل اجمعوا ان من نطق بالشهادتين اجريت عليه احكام الاسلام
لحديث امرت ان اقاتل الناس ولحديث الجارية اين الله قالت في السماء
قال من انا قالت رسول الله قال اعتقها فانها مؤمنة وكل ذلك في الصحيحين
ولحديث كفوا عن اهل لا اله الا الله وغير ذلك قال ابن القيم اجمع
المسلمون على ان الكافر اذا قال لا اله الا الله وان محمدا رسول الله
دخل في الاسلام انتهى ثم قال (فصل) اذا فهمتم ما تقدم فانكم
الآن تكفرون من شهد ان لا اله الا الله وحده وان محمدا عبده
ورسوله واقام الصلوة وآتى الزكوة وصام رمضان وحج البيت
مؤمنا بالله وملئكته وكتبه ورسله ملتزما لجميع شعائر الاسلام
وتجعلونهم كفارا وبلادهم بلاد حرب فنحن نسألكم من امامكم في

اور لازم پکڑو تم قرآن کے شان نزول کے علم کو انتہی اور ابن عمر خارجیون کو بدترین خلق جانتے تھے اونکا قول ہے کہ خارجیون نے دانستہ جو آیتین کفار کے باب مین نازل ہوئی تہی اون کو مسلمانون پر چسپان کر دیا ہے روایت کیا اسکو بخاری نے ابن عمر سے پس اسی لئے حق تعالی نے ذکر فرمایا ہے کہ دین خدا کے نزدیک اسلام ہے اور نبی صلعم نے حدیث جبریل مین کہ صحیحین مین مذکور ہے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین ہے اور محمد خدا کا رسول ہے آخر حدیث تک اور ابن عمر کی حدیث مین جو کہ صحیحین مین مروی ہے مذکور ہے کہ اسلام بنا کیا گیا ہے پانچ پر گواہی دینا کلمہ طیبہ کی آخر حدیث تک اور وفد عبد القیس کی حدیث مین مذکور ہے کہ حکم کرتا ہون مین تمکو صرف خدا پر ایمان لانے کا کیا جانتے ہو تم کیا چیز ہے صرف خدا پر ایمان لانا گواہی دینا اس امر کی کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین ہے اور یہ کہ محمد خدا کا رسول ہے آخر حدیث تک اور یہہ اور اسکے سوا صحیحین کی اور حدیثون مین اسلام کو بیان کیا گیا ہے دونو گواہیون اور دوسرے ارکان کے ساتھ اور یہ اس امت کا اجماعی مسئلہ ہے بلکہ علماے امت نے اجماع کیا ہے کہ جس نے دونون شہادتون کا اقرار کر لیا اس پر اسلام کے احکام جاری کئے جائینگے بہ سبب اس حدیث کے (مجہکو حکم کیا گیا ہے کہ لوگون سے جہاد کرون تا آخر) اور بہ سبب حدیث جاریہ کہ کہا اوسکو خدا کہان لونڈی نے کہ آسمان مین ہے کہا کہ مین کون ہون کہا لونڈی نے کہ خدا کا رسول فرمایا حضرت نے کہ اسکو آزاد کر دے اسلئے کہ یہ مومنہ ہے اور یہ سب صحیحین مین موجود ہے اور بہ سبب اس حدیث کے (باز رہو تم کلمہ گو لوگون سے) اور اسکے سوا دوسری حدیثین ہین ابن قیم نے کہا ہے کہ مسلمانون نے اجماع کیا ہے اسپر کہ کافر نے جبکہ کلمہ طیبہ کا اقرار کر لیا تو اسلام مین داخل ہو گیا انتہی پہر کہا (فصل) جبکہ تمنے سمجہ لیا ہو گا جو کچہہ کہ مذکور ہوا پس ایسا تم کافر کہتے ہو ایسے شخص کو جس نے گواہی دی کہ خداے یکتا کے سوا کوئی معبود نہین اور محمد اوس کا بندہ اور اوس کا رسول ہے اور قائم کیا نماز کو اور ادا کیا زکوۃ کو اور رمضان مین روزہ رکہا اور بیت اللہ کا حج کیا اس حال مین کہ وہ ایمان لایا ہے خدا پر اور اوس کے فرشتون پر اور اوس کی کتابون پر اور رسولون پر لازم پکڑے ہوے ہے تمام شعائر اسلام کو اور تم ایسے لوگون کو کافر بتاتے ہو اور اون کے شہرون کو دار الحرب کہتے ہو پس ہم تمسے پوچہتے ہین کہ اس باب مین تمہارا پیشوا کون ہے۔

ذلك ومن اخذ تم هذا المذهب عنه فان قلتم كفرناهم لانهم مشركون
بالله لانه سبحانه قال ان الله لا يغفر ان يشرك به الاية وما فى معناها
من الآيات وان اهل العلم قد عدو فى المكفرات من اشرك بالله
قلنا الآيات حق وكلام اهل العلم حق ولكن اهل العلم قالوا فى تفسير اشرك
بالله اى ادعى ان لله شريكا كقول المشركين هؤلاء شركاؤنا وقوله
تعالى وما نرى معكم شفعاءكم الذين زعمتم انهم فيكم شركاء واذا قيل لهم
لا اله الا الله يستكبرون اجعل الالهة الها واحدا الى غير ذلك مما ذكره الله فى
كتابه ورسوله واهل العلم ولكن هذه التفاصيل التى تفصلون من عندكم
ان من فعل كذا فهو اشرك وتخرجونه من الاسلام من اين لكم هذا التفصيل
استنبطتم ذلك بمفاهيمكم فقد تقدم لكم من اجماع الامة انه لا يجوز
لمثلكم الاستنباط الكم فى ذلك قدوة من اجماع او تقليد من يجوز تقليده
مع انه لا يجوز للمقلد ان يكفر ان لم يجمع الامة على قول متبوعه فبينوا
لنا من اين اخذتم مذهبكم هذا ولكم علينا عهد الله وميثاقه ان بينتم
لنا حقا تبعنا المصير اليه لنتبع الحق انشاء الله تعالى انتهى وقال فيه
فى صفحه ٣٨ فصل قال ابن القيم فى شرح المنازل اهل السنة متفقون على
ان الشخص الواحد يكون فيه ولاية لله وعداوة له من وجهين
مختلفين ويكون محبوبا لله ومبغوضا من وجهين بل يكون فيه ايمان
ونفاق وايمان وكفر ويكون الى احدهما اقرب من الاخر فيكون لاهله
اهله كما قال تعالى هم للكفر يومئذ اقرب منهم للايمان وقال وما يؤمن
اكثرهم بالله الا وهم مشركون فاثبت لهم تبارك وتعالى الايمان مع

اورکس سے تمنے اس مذہب کو لیا ہے پس اگر تم کہو کہ ہم نے اس لیئے اون کی تکفیر کی ہے کہ یہہ لوگ مشرک ہین اور
حق سبحانہ کا قول ہے کہ حقتعالی شرک کو نہ بخشیگا آخر آیت تک اور اس کے ہم معنی اور بہی آیتین ہین اور علمانے
مشرک کو کفار مین شمار کیا ہے ہم کہینگے کہ آیتین حق ہے اور علمار کا کلام حق ہے اور لیکن علمار نے مشرک کی
تفسیر مین کہا ہے کہ خدا کے لیئے دوسرا شریک کا دعوی کرے جیسا کہ مشرکون نے بتون کو کہا تہا کہ یہہ لوگ
ہمارے شریک ہین اور مثل قول حق تعالی کے اور ہم نہین دیکہتے تمہارے ساتہہ تمہارے شرکار کو کہ جنکو تمنے
اعتقاد کیا تہا کہ وے تمہارے باب مین شریک ہین اور جبکہ اون سے کہا جاے کہ کوئی معبود نہین ہے بجز خدا کے
تو تکبر کرتے ہین کیا بنا دیا چند معبودون کو ایک معبود اس کے غیر اور اقوال ہین کہ خدا نے اپنی کتاب مین اور اوسکے
رسول اور علمار نے اونکو بیان کیا ہے اور لیکن یہہ تفصیل مسئلے کہ جنکو تمنے اپنے ذہنو نہین ثابت کیا ہے کہ جو
ایسا کرے مشرک ہے اور اوسکو تم اسلام سے خارج کر دیتے ہو یہہ مسئلے تمہارے تراشیدہ ہین کہانسے ملے
ہین اسلیئے کہ تمہارے لیئے اجماع امت منقول ہو چکا ہے اس پر کہ تمہارے ایسے لوگون کو اعتماد کرنا درست
نہین ہے کیا تمہارے لیئے اس باب مین کوئی اجماع یا تقلید اوس کی کہ جسکی تقلید درست ہے پیشوا ہے یا آپکو مقلد کو
جائز نہین ہے کہ اپنے پیشوا کے قول پر چلے اگر امت کا اوس قول کے خلاف پر اجماع ہو پس ہمکو بتا دو کہ تم نے
اپنا یہہ مذہب کہان سے اخذ کیا ہے اور تمہارے لیئے ہم اپنے اوپر خدا سے عہد وپیمان کرتے ہین کہ اگر ہمکو امر حق کہ
جسکی اتباع واجب ہو جاتی ہے بتا دوگے تو انشاء اللہ تعالی ہم اوس امر حق کی اتباع کرینگے انتہی اور نیز اوسی
کتاب کے صفحہ ۳۵ مین کہا ہے (فصل) ابن قیم نے شرح منازل مین کہا ہے کہ اہل سنت متفق ہین اسپر کہ
ایک ہی شخص مین خدا کی محبت وعداوت دو جہت مختلف سے ہو سکتی ہے اور وہ خدا کا محبوب اور مبغوض
دو وجہہ سے ہو جاتا ہے بلکہ اسمین ایمان ونفاق اور ایمان وکفر جمع ہو سکتا ہے اور وہ ایک کے دوسرے
زیادہ قریب ہوتا ہے پس اوس کے اہل سے قریب تر ہوتا ہے جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے کہ
وے آجکے دن کفر کے زیادہ قریب ہین ایمان سے اور فرمایا (اور نہین ایمان لاتے اکثر
اونکے خدا پر مگر اس حال مین کہ وہ مشرک ہین پس حق تبارک وتعالی نے اونکے ثابت کیا ہے

مقارنة الشرك فان كان مع هذا الشرك تكذيب لرسله لم ينفعهم ما معهم
من الايمان وان كان تصديق برسله وهم يرتكبون الانواع من الشرك
لا يخرجهم عن الايمان بالرسل واليوم الآخر فهم مستحقون للوعيد
اعظم من استحقاق اهل الكبائر وبهذا الاصل اثبت اهل السنة
دخول اهل الكبائر النار ثم خروجهم منها ودخولهم الجنة لما قام
بهم من السببين قال وقال ابن عباس في قوله تعالى ومن لم يحكم بما انزل الله
فاولئك هم الكافرون ليس بكفر ينقل عن الملة اذا فعله فهو به كفر
وليس كمن كفر بالله واليوم الآخر وكذلك قال طاوس وعطاء
انتهى كلامه وقال الشيخ تقي الدين كان الصحابة والسلف يقولون انه
يكون في العبد ايمان ونفاق وهذا يدل عليه قوله عز وجل هم للكفر يومئذ
اقرب منهم للايمان وهذا كثير في كلام السلف يبينون ان القلب يكون
فيه ايمان ونفاق والكتاب والسنة يدل على ذلك ولهذا قال النبي
صلى الله عليه وسلم يخرج من النار من كان في قلبه مثقال ذرة
من ايمان فعلم انه من كان معه من الايمان اقل قليل لم يخلد في النار
وان كان معه كثير من النفاق فهذا يعذب في النار على قدر ما
معه ثم يخرج انتهى الى ان قال فتامل هذا الفصل وانظر حكايتهم
الاجماع من السلف ولا تظن ان هذا في المخطئ فان ذلك مرفوع عنه
خطائه كما تقدم مرارا عديدة فانتم الان تكفرون باقل القليل من الكفر
بل تكفرون بما تظنون انتم انه كفر بل تكفرون بصريح الاسلام فان
عندكم ان من توقف عن تكفير من كفرتموه خائفا من الله تعالى

ایمان کفر کے ساتھ پس اگر اس شرک کی ساتھ رسولونکی تکذیب بھی اون مین ہے تو یہ ایمان اونکو نفع نہ دیگا
اور اگر رسولون کی تصدیق اونکو ہے اور وے انواع شرک کے مرتکب ہین تو وہ شرک اون کو ایمان
رسل وبیوم جزا سے خارج نہ کرے گا پس وے مستحق ہین زیادہ وعید کی کے اہل کبائر سے اور اسی
دلیل سے اہل سنت نے ثابت کیا ہے اہل کبائر کا داخل ہونا آگ مین پھر اون کا آگ سے نکلکر جنت
مین جانا بسبب قائم ہونے دونوں سببکے اون مین کہا ابن قیم نے اور کہا ابن عباس نے
حق تعالی کے قول (اور جو کہ نہ حکم کرے مطابق خدا کے بھیجے ہوئے کے پس وہ لوگ کفار ہین)
کی تفسیر مین کہ اس سے مراد وہ کفر نہین ہے کہ جس کے کرنے سے ملت اسلام سے نکلجائے پس
اسکی وجہ سے وہ کافر تو ہوگیا پر ایسا کافر نہین ہوا کہ جو خدا اور روز جزا کے انکار سے کافر ہوتا ہے
اور ایسا ہی کہا ہے طاؤس وعطا نے انتہی۔ اور کہا شیخ تقی الدین نے کہ صحابہ وسلف کا قول
ہے کہ بندہ مین ایمان اور نفاق جمع ہوجاتے ہین اور اسپر دلیل ہے یہ قول حق تعالی کا وے آجکے دن
کفر کے زیادہ قریب ہین ایمان سے اور یہ امر کلام سلف مین بکثرت منقول ہے اون کا بیان ہے۔
کہ قلب مین ایمان ونفاق جمع ہوتے ہین اور کتاب وسنت اس پر دلالت کرتی ہے اور اسی
وجہ سے نبی صلعم نے فرمایا ہے کہ آگ سے نکلے گا جسکے دل مین ذرہ برابر ایمان ہوگا پس معلوم
ہوگیا کہ جو شخص اقل قلیل ایمان رکھتا ہے ہمیشہ آگ مین نہ رہے گا اگرچہ بہت سا نفاق رکھتا
ہو پس اوس کو آگ کا عذاب ہوگا بقدر اوس کے نفاق کے پھر آگ سے نکلجائے گا انتہی یہانتک
کہ کہا پس تامل کر تو اس فصل کو اور نظر کر اون کے اجماع سلف کی حکایت کو اور یہہ گمان مت کر
کہ یہہ حکم خطا کرنے والے مین ہے اس لئے کہ خطا کا گناہ تو پہلے سے معاف ہے جیسا کہ چند بار پیشتر
گذر چکا ہے پس اب تم کافر کہدیتے ہو خدا سے کفر کے وجہ سے بلکہ کافر بنا دیتے ہو اپنے خیالی
کفر کے وجہ سے بلکہ کافر کہدیتے ہو صریح اسلام پر بھی اسی لئے کہ تمہارے نزدیک
جو شخص توقف کرے کافر کہنے سے اوس کو کہ جس کو تم کافر جانتے ہو خدا سے ڈرکر

في تكفير من رأى عليه علامات الاسلام فهو عندكم كافر نسئل الله العظيم
ان يخرجكم من الظلمات الى النور وان يهدينا واياكم الصراط المستقيم
صراط الذين انعم عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين انتهى
وقال فيه في صفحة ١٢ فان قلت على نفسه قتل الغالية بل حرقهم بالنار وهم
مجتهدون والصحابة قاتلوا اهل الردة قلت هذا كل حق فاما الغالية
فهم مشركون زنادقة اظهروا الاسلام تلبيسا حتى اظهروا الكفر ظهورا جليا
لا لبس فيه على احد وذلك ان عليا رضي الله عنه لما خرج عليهم من باب كندة
سجدوا له فقال لهم ما هذا قالوا انت الله فقال لهم انا عبد من عباد الله
قالوا بل انت هو الله فاستتابهم وعرضهم على السيف وابوا ان يتوبوا فامر
بخد الاخاديد في الارض واضرم فيها النار وعرضهم عليها وقال لهم
ان لم تتوبوا قذفتكم فيها قالوا الآن تحققنا انك انت الله لان ما يعذب
بالنار الا الله فهذه قصة الزنادقة الذين حرقهم على رضي الله عنه
ذكرها العلماء في كتبهم فان رأيتم من يقول لمخلوق هذا
هو الله فحرقوه والا فاتقوا الله ولا تلبسوا الحق بالباطل ولا تقيسوا
المسلمين على الكافرين بارائكم الفاسدة ومفاهيمكم الواهية انتهى
(قلت) قوله رحمه الله فحرقوه على سبيل التنزل والا فقد حققنا في مقدمتنا
ان الاحراق بالنار لا يجوز لاحد سوى الله تعالى ولهذا رجع عنه على رضي الله
تعالى عنه لما بلغه قول عبد الله بن عباس رضي الله عنهما في هذا الباب
فالاستدلال بهذه القصة بعد ما ثبت الرجوع عنها ليس من دأب العلماء وقد علم مما نقلناه في
رد قوله هذا انه ليس من اهل الاجتهاد ولا يصلح لتجديد دين الله بين العباد

اوس شخص کی تکفیر ہین کہ جس مین علامتین اسلام کی دیکھی جاتی ہین پس وہ بھی تمہارے نزدیک کافر ہے
ہم خدا ئے بزرگ سے دعا کرتے ہین کہ تم کو اندھیرون سے اوجالے کے طرف نکال دے اور
ہمکو اور تم کو راہ راست کی ہدایت فرمائے راہ اون لوگون کا کہ جن پر اوس نے انعام فرمایا
ہے یعنے انبیا و صدیقین و شہدا و صالحین انتہی۔ اور کہا اوس کے صفحہ (۱۲) مین پس اگر کہے تو
کہ خود علیؓ نے فرقۂ غالیہ کو قتل کیا بلکہ اون کو آگ مین جلا دیا اور وہ مجتہد تھے اور صحابہ
نے مرتدون سے جہاد کیا مین کہونگا یہہ سب حق ہے لیکن غالیہ پس وہ تو مشرک زندیق تھے
انہون نے کفر سے اسلام کو ظاہر کیا تھا یہانتک کہ آخر کار کفر کو بالکل ظاہر کر دیا کہ جس مین کسیکو
شبہ نہین رہا اور اس کا بیان یہہ ہے کہ علیؓ نے جبکہ کندہ کے دروازے سے اونپر گذرے
تو اون لوگون نے اونکو سجدہ کیا پس حضرت امیر نے اون سے کہا کہ یہہ کیا حرکت ہے اونہون
نے کہا کہ تو خدا ہے پس آپ نے فرمایا کہ مین تو خدا کے بندون مین سے ایک بندہ ہون اونہون
نے کہا بلکہ تو ہی خدا ہے پس آپ نے اون سے توبہ طلب کی اور تلوار اون کو دکھائی اونہون نے
توبہ سے انکار کیا پس آپ نے خندقین کہودنے کا حکم دیا اور اون مین آگ گرم کرائی اور اونکو اوسپر
لا کر کہا کہ تم اگر توبہ نکروگے تو مین تمکو ان خندقون مین ڈالدونگا اونہون نے کہا کہ ابتو ہمکو ثابت ہو گیا کہ تو ہی
خدا ہے اسلئے کہ آگ سے خدا ہی عذاب دیتا ہے پس یہ قصہ ہے اون بدینون کا کہ جنکو حضرت علیؓ نے جلایا تھا
اسکو ذکر کیا ہے علماء نے اپنی کتابو نمین پس اگر تم دیکھو کسیکو کہ مخلوق کے حقمین ایسا کہتا ہے تو اوسکو جلا دو ورنہ
ڈرو خدا سے اور حق کو باطل سے نہ ملاؤ اور مسلمانون کو کافرون پر قیاس مت کرو اپنے فاسد آرا سے اور واہی
خیالات سے انتہی مین کہتا ہون کہ قول اوس کا پس تم اوس کو جلا دو بطور تنزل کے ہے ورنہ ہمنے مقدمہ مین
ثابت کر دیا ہے کہ آگ جلانا سوا خدا کے کسیکو جائز نہین ہے اور اسیوجہ سے علیؓ نے اس سے رجوع کیا ہے جبکہ اونکو
عبداللہ بن عباسؓ کا قول معلوم ہوا اس باب مین پس اس قصہ سے دلیل لانا رجوع ثابت ہونیکے بعد علما کی عادت سے
خارج ہے اور ہمارے اس بیان سے معلوم ہو گیا کہ مصنف اہل اجتہاد سے نہین ہے اور نہ دین کی تجدید کی صلاحیت رکہتا

بل لا يخلو رايه عن الفساد بل يفضى فى مواضع الى الزندقة والالحاد والله
الهادى الى سبيل الرشاد (قال) لا يستطيع احد من الانام ان يرى الله تعالى
فى دار الدنيا الا فى المنام او فى القلب بحقيقة الايمان بالريب قال ذو الجلال المتعال
ولما جاء موسى لميقاتنا وكلمه ربه قال رب ارنى انظر اليك قال لن ترانى الآية اما اقول
ومن الله التوفيق قد تمسك فى هذا الباب بالآية وبقول الحسين بن على رضى الله تعالى
عنهما فى قنوت الوتر اللهم انك ترى ولا ترى وانت بالمنظر الاعلى الحديث وبقول الحسن
بن على رضى الله تعالى عنهما رايت البارحة فى منامى عجبا رايت الرب تعالى فوق عرشه
الحديث موميا بنحو هذين الاثرين الى كونه تعالى فى الجهة الفائقة وهذا ايضا
باطل مخالف لما عليه المحققون كما قال الامام النووى رح فى شرح مسلم اعلم ان مذهب اهل
السنة باجماعهم ان رؤية الله تعالى ممكنة غير مستحيلة عقلا فبطل قوله لا يستطيع
احد من الانام ان يرى الله تعالى فى دار الدنيا لان سلب الاستطاعة
يتبادر منه سلب الامكان وهو مخالف للاجماع والآية التى تمسك بها ايضا
يرشد الى الامكان لان موسى عليه السلام طلب الرؤية منه تعالى فلو كانت
مستحيلة لما طلب لان طلب المحال سفاهة واجاب تعالى عن سواله عليه السلام
بانك لن ترانى ولو كانت مستحيلة لاجاب بانك لن تستطيع ان ترانى) ثم
قال الامام النووى رح بعد ذلك القول واجمعوا ايضا على وقوعها فى الآخرة
وان المومنين يرون الله تعالى دون الكافرين ثم مذهب اهل الحق ان
الرؤية قوة يجعلها الله تعالى فى خلقه ولا يشترط فيها اتصال الاشعة
ولا مقابلة المرئى ولا غير ذلك لكن جرت العادة فى رؤية بعضنا بعضا
بوجود ذلك على جهة الاتفاق لا على سبيل الاشتراط وقد قرر ائمتنا المتكلمون

اس لئے کہ مصنف کی رائے فساد سے خالی نہین ہے بلکہ بہت سے مقامات مین زندقہ والحاد کے طرف
مفضی ہے اور خدا ہی رہنما ہے راہ حق کا (کہا مصنف نے) نہین طاقت رکہتا ہے کوئی شخص مخلوق مین سے
کہ دیکہے حقتعالی کو دنیا مین بجز خواب کے یا دل مین ایمان پروردگار کی حقیقت سے فرمایا حقتعالی نے اور جبکہ آیا موسی ہمارے
وقت معینہ پر اور کلام کیا اوس سے اوسکے رب نے کہا اے پروردگار مجہکو نظر آ کہ مین دیکہون تجہکو فرمایا کہ تو مجہکو ہرگز نہ دیکہیگا
آخر آیت تک انتہی مین کہتا ہون اور توفیق خدا ہی کے طرف سے ہے کہ مصنف نے دستاویز بنایا ہے اس باب مین آیت
مذکورہ کو اور قول حسین بن علی رض کو کہ قوت وتر مین وارد ہے (اللہم انک تری ولا تری) تو دیکہتا ہے اور نہین دیکہا جاتا ہے اور تو منظر
اعلی مین ہے آخر حدیث تک اور قول حسن بن علی رض کو کہ دیکہا مینے کل کی رات اپنے خواب مین امر عجیب کو دیکہا مینے حقتعالی کو
اوسکے عرش پر آخر حدیث تک ان دونون اثر کے مضمون سے مصنف نے اشارہ کیا ہے حقتعالی کے جہت فوق مین
ہونے کے طرف اور یہہ ہی باطل ہے مخالف ہے مذہب محققین کے چنانچہ امام نووی رح نے مسلم کی شرح مین فرمایا ہے۔
(جاننا چاہیئے کہ تمام اہلسنت کا مذہب بالاجماع یہ ہے کہ عقلاً حقتعالی کو دیکہنا ممکن ہے کچہہ آیۃ میں استحالہ نہین ہے پس اس سے
باطل ہوگیا مصنف کا یہہ کہنا کہ نہین دیکہہ سکتا ہے کوئی شخص مخلوق سے حقتعالی کو دنیا مین)
اس لئے کہ سلب استطاعت سے متبادر سلب امکان ہے اور وہ مخالف اجماع امت ہے اور جس
آیت کو مصنف نے دستاویز بنایا ہے وہ ہی امکان رویت کے طرف رہنمائی کرتی ہے اس لئے
کہ موسیٰ نے حقتعالی سے دیکہنے کو طلب کیا پس اگر رویت الہی محال ہوتی تو موسیٰ طلب نہ کرتے
اس لئے کہ محال کو طلب کرنا بے عقلی ہے اور اونکے سوال کا جواب حق تعالےٰ نے فرمایا کہ تم ہرگز نہ
دیکہو گے اور اگر محال ہوتی تو یون جواب دیتا کہ تم ہرگز نہ دیکہہ سکوگے پہر امام نووی رح نے قول مذکور کے بعد
فرمایا اور نیز اہلسنت نے اجماع کیا ہے رویت الہی کے واقع ہونے پر اور اسپر کہ مومن خدا کو دیکہینگے کافر نہ دیکہینگے
پہر اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ دیکہنا ایک قوت ہے کہ جسکو حقتعالے اپنی مخلوق مین پیدا کرتا ہے اور اوسمین شعاعون کا
ملنا اور شئے مرئی کا مقابلہ وغیرہ شرط نہین ہے لیکن ہمارے آپسمین دیکہنے کے واسطے عادت جاری ہوگئی
ہے ان امور کے ہونے پر اتفاقی طور سے نہ کہ شرط ہونے کے طریق سے اور اوسکو ہمارے ائمہ متکلمین نے

ذلك بدلالة الجلية ولا يلزم من رويته الله تعالى اثبات جهة تعالى عن ذلك
بل يراه المومنون لا في جهة كما يعلمونه لا في جهة انتهى ملخصا وكما قال
الامام الحافظ ابو زرعة العراقي في الغيث الهامع شرح جمع الجوامع روية
المومنين لربهم في الدنيا والاخرة متفق عليها بين اهل السنة وقد تواترت
به الاحاديث عن النبي صلى الله عليه وسلم ودل عليها قوله تعالى وجوه
يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة وقوله تعالى كلا انهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون
فانه لما حجبهم في الغضب دل على انهم يرونه في الرضى وقوله تعالى للذين
احسنوا الحسنى وزيادة هي النظر الى وجه الله الكريم كما بين
في الصحيح وحديث صهيب رضي الله تعالى عنه والمخالف في ذلك المعتزلة
فانكروا الروية لاعتقادهم ان شرط المرئي ان يكون في جهة واتصال
الشعاع بالمرئي فالرب تعالى منزه عن الجهات ومذهب المتكلمين من اهل السنة
انه علم يخلقه الله تعالى في نفس الرائي مقارنا للروية ولا يشترط في ذلك
اتصال الاشعة بينهما وقد ثبت له رويته من غير شعاع في قوله عليه الصلوة والسلام
اني اراكم من وراء ظهري كما اراكم من امامي وقد وافق المعتزلة على انه تعالى
يرى عباده فهذا راء ليس في جهته ووافق الجمهور على ان الرب تعالى
يرى نفسه فهذا مرئي ليس في جهته وقال الشيخ عزالدين بن عبد السلام
في بعض فتاويه اما روية الرب في الآخرة فانه يرى بالنور الذي يخلقه الله تعالى
في الاعين زائدا على نور الاعين فان الروية تكشف ما لا تنكشف به العلم
ولو اراد الرب تعالى ان يخلق في القلب نورا مثل نور الاعين لما اعجزه ذلك
بل لو اراد ان يخلق نور الاعين في الايدي والارجل لامكن ذلك انتهى

روشن دلیلون سے قریب الفہم کردیا ہے اور حقتعالی کو دیکھنے سے حق تعالی کے لیے جہت کا اثبات
لازم نہین آتا ہے بلکہ مومن اوسکو بلا جہت کے دیکھینگے جیسا کہ بلا جہت اوسکو جانتے ہین انتہی۔
اور جیسا کہ امام حافظ ابو زرعہ عراقی نے جامع شرح جمع الجوامع مین کہا ہے کہ رویت پروردگار کی
دنیا و آخرت مین اہل سنت کے مذہب مین متفق علیہ ہے اور احادیث نبویہ سے بتواتر ثابت ہے
اور قول حق تعالے کا (بہت سے لوگ اوس دن اپنے رب کو دیکھین گے) اور قول حق تعالے کا
(بیشک کفار اوس دن اپنے رب سے محجوب ہونگے) اس پر دلالت کرتا ہے اس لیے کہ جبکہ
اس دن کہ حق تعالے نے غضب کے وجہ سے محجوب رکھا تو معلوم ہوگیا اون کو دیدار الٰہی خوشنودی
حق کے وجہ سے حاصل ہوگا اور حق تعالے کے قول (واسطے اون لوگون کے کہ جنہون نے نیکی کی ہے
اور زیادہ ہے) مین زیادہ سے مراد دیکھنا ہے خداے تعالی کی وجہ کریم کو جیسا کہ بیان کیا گیا ہے
صحیح حدیث مین اور حدیث صہیب مین اور اسباب مین المعتزلہ مخالف ہین پس اونہون نے
رویت کا انکار کیا ہے اس لیے کہ اونکے اعتقاد مین شرط یہ ہے کہ مرئی جہت مین ہو اور شعاع
مرئی سے جا ملے پس حقتعالی جہات سے منزہ ہے اور متکلمین اہل سنت کے نزدیک رویت ایک علم
ہے کہ جسکو حقتعالی دیکھنے والے مین پیدا کرتا ہے دیکھنے کے متصل اور اوس مین شعاع کا ملنا
شرط نہین ہے اور حضرت کے لیے بغیر شعاع کے دیکھنا ثابت ہے حضرت صلعم کے اس قول مین
(مین تمکو دیکھتا ہون اپنی پشت کے طرف سے جیسا کہ تم کو دیکھتا ہون اپنے سامنے سے) اور معتزلہ نے اتفاق
کیا ہے اسپر کہ حقتعالی اپنے بندونکو دیکھتا ہے پس وہ ایسا دیکھنے والا ہے کہ جہت مین نہین ہے اور جمہور موافق ہین اسپر کہ
پروردگار اپنے نفس کو دیکھتا ہے پس وہ مرئی ہے غیر جہت مین اور کہا شیخ عزالدین بن عبد السلام نے اپنے فتاوی مین کہ
دیکھنا پروردگار کو آخرت مین پس وہ دیکھا جاویگا ایسے نور سے کہ جسکو حقتعالی پیدا کریگا آنکھون مین علاوہ آنکھون کی
روشنی کے اس لیے کہ رویت کہولدیتی ہے اوسکو کہ جو علم سے نہین کہلتا ہے اور اگر چاہے حقتعالی کہ پیدا کرے دل مین ایک نور مثل
آنکھونکے نور کے تو یہ اوسکی قدرت سے باہر نہین ہے بلکہ اگر چاہے کہ آنکھون کا نور ہاتھون اور پیرون مین پیدا کرے تو کرسکتا ہے انتہی

قال ابو القاسم القشيري في الرسالة بسنده عن سهل بن عبد الله التستري يقول
ينظر اليه المؤمنون بالابصار من غير احاطة ولا ادراك نهاية قال
الشيخ زكريا الانصاري رحمه الله في شرحه وعليه حمل قوله تعالى
لا تدركه الابصار اي ادراك احاطة ونهاية لان ذلك انما يكون في
محدود ومحصور وهذه صفة الاجسام وهو تعالى منزه عن ذلك انتهى
كذا في التنبيه وفي التحفة عقيده لا بست ودوم آنكه حقتعالى را توان ديد ومومنين
در آخرت بديدار او مشرف شوند وكافران ومنافقان ازين نعمت محروم مانند وهمينست مذهب
اهلسنت وجميع فرق شيعه غير از مجسمه كه اجماع دارند بر انكار رويت ويقولون لا يستطيع
الى اخره صفحه ٣٢٥ فعلم من هذه النقول من اكابر العلماء الفحول ان استدلال
المصنف بالاية والاثرين المذكورين على ابطال الروية صراحة وعلى اثبات الجهة
اشارة باطل غير قابل للاعتبار ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم ثم لما فرغ
من الايمان بالله تعالى واسمائه وصفاته شرع في بيان الايمان بملئكة الرحمن
واستدل عليه بعدة آيات واحاديث وآثار يطول الكلام فيها بما لا طائل تحته
ولهذا اضربنا عن ذكرها بتفاصيلها وهذا الباب ايضا لا يخلو عن الافراط والتفريط
اما الافراط فلانه قد حكم في آخر الباب بتكفير من اول الملئكة بالقوى حيث
قال يتحتم على العلماء تكفيرهم وعلى الامراء تعذيرهم واستتابتهم فان تابوا والا
يجب على اولى الامر قتلهم آخر الامر والتوفيق من الله انتهى وقد حققنا
في ما مضى ان تكفير اهل القبلة ما داموا يشهدون بالتوحيد والرسالة وقاموا
باركان الاسلام الخمسة ليس من مذهب اهل السنة والجماعة وانما هو من خصائص
المبتدعة واهل الشناعة والا فالمصنف وشيوخه واتباعه الذين قالوا بالجهة لله تعالى

کہا ابوالقاسم قشیری نے اپنے رسالہ قشیریہ مین اپنے سند سے سہل بن عبد اللہ تستری کہتے ہین کہ حقتعالی کو مومن دیکھین گے آنکھون سے بغیر احاطہ کے اور بدون پانے جہت کے کہا شیخ زکریا انصاری رضی نے اوسکی شرح مین اور اسپر محمول ہے اور حقتعالی کا یہہ قول نہین ادراک کرتی بینائیان یعنے ادراک کرنا احاطہ و جہت کا اسلئے کہ یہہ ادراک شے محدود و محصور مین ہوتا ہے اور یہہ اجسام کی صفت ہے اور حقتعالی اس سے پاک ہے انتہی جیسا کہ تنبیہ مین مذکور ہے اور تحفہ کے صفحہ ۲۵۳ مین مذکور ہے کہ (بائیسوان عقیدہ یہہ ہے کہ حقتعالی کو دیکھنا ممکن ہے اور مومن آخرت مین اوس کے دیدار سے مشرف ہونگے اور کافر و منافق اسی نعمت سے محروم رہین گے اور یہی مذہب ہے اہلسنت کا اور شیعون کے تمام فرقون کا بجز مجسمہ کے کہ رویت کے انکار پر اون کا اجماع ہے اور کہتے ہین کہ نہین دیکھہ سکتا ہے آخر تک پس اکابر علماے محول کے ان نقول سے معلوم ہوگیا کہ مصنف کا دلیل لانا آیت اور دونون اثر مذکور سے ابطال رویت پر بصراحت اور اثبات جہت پر باشارت باطل ہے کہ اعتبار کے قابل نہین ہے اور نہین حول و قوۃ مگر خدا کے علی وعظیم کی توفیق سے پھر جبکہ فارغ ہوا مصنف باب ایمان باللہ و اسمار و صفات سے شروع کیا ایمان بالنبیین اور ملائکہ رحمان پر اور اوسپر دلیل لایا چند آیات و احادیث و آثار سے کہ جنین کلام کرنا طوالت بیفائدہ ہے اور اسیوجہ سے ہمنے اونکی تفصیلی فکر سے درگذر کیا اور یہہ باب بھی افراط و تفریط سے خالی نہین ہے افراط اس وجہ سے کہ مصنف نے اسباب کے آخر مین کفر کا فتوی دیا ہے اون لوگون پر کہ جو ملائکہ کو قوتون سے تاویل کرتے ہین جیسا کہ کہا ہے مصنف نے (واجب ہے عالمون پر اون کو کافر کہنا اور حکام پر اون کو ڈرانا اور اونسے توبہ کرانا پس توبہ کرین تو خیر ورنہ حکام پر آخر کار اون کا قتل کرنا واجب ہے اور توفیق خدا کے طرف سے ہے اور ہمنے ثابت کر دیا ہے سابق مین کہ اہل قبلہ کو کافر کہنا جب تک کہ وہ توحید و رسالت کے مقر ہین اور اسلام کے پانچون رکنون کو قایم رکھتے ہین اہل سنت کا مذہب نہین ہے بلکہ وہ خاصہ ہے بدعتیون اور اہل شناعت کا ورنہ مصنف اور اوسکے شیوخ و شاگردان کہ جو اسکے قائل ہین

وحملوا المتشابهات على ظواهرها اولى بالتكفير والاستتابة ممن اولوا الملئكة على خلاف
مقتضى الايات والاحاديث لان تنزيه الله تعالى عما لا يليق به اولى وارفع من تنزيه
الملئكة عما لا يليق بها ونحن لا نكفر هؤلاء ولا هؤلاء بل نقول كلهم على الضلالة ومعزل
عن الهدايات صانهم الله تعالى عن الضلال وشفاهم من الداء العضال واما التفريط فانه
ادخل قصة الزهرا وباب ذكر الملئكة وادعى ان هذه القصة تشين الملئكة وتهين
امرهم وقد عدها المحققون من اباطيل الاسرائيليات وصرح المتقنون بانها من الموضوعات
ونحن ننقل عبارة المصنف التي فيها ذكر هذه القصة اولا ثم ناتي بما قاله المحققون
فيها ثانيا والله الموفق والمعين واياه نعبد ونستعين قال المصنف في صفحة ٢٠ وعن علي
في قوله تعالى وما انزل على الملكين ببابل هاروت وماروت قال هما ملكان من ملائكة
السماء اخرجه ابن ابي حاتم قال السيوطي في الاتقان وقد افردت في قصتهما جزءً
وعن عمير بن سعيد قال سمعت عليا يخبر القوم ان هذه الزهرة تسميها العرب الزهرة
وتسميها العجم اناهيذ وكان الملكان يحكمان بين الناس فاتتهما فارادها كل واحد منهما
عن غير علم صاحبه فقال احدهما لصاحبه يا اخي ان في نفسي بعض الامر اريد ان اذكره
لك قال اذكره يا اخي لعل الذي في نفسي مثل الذي في نفسك فاتفقا على امر في
ذلك فقالت لهما المرأة الا تخبراني بما تصعدان به الى السماء وبما تهبطان به الى
الارض فقالا باسم الله الاعظم نهبط وبه نصعد فقالت ما انا بمواتيتكما الذي تريدان
حتى تعلمانيه فقال احدهما لصاحبه علمها اياه قال فكيف لنا بشدة عذاب الله
فقال الآخر انا نرجو سعة رحمة الله فعلمها اياه فتكلمت به فطارت الى السماء
ففزع ملك في السماء لصعودها فطأطأ راسه فلم يجلس بعد ومسخها الله فكانت
كوكبا اخرجه اسحق وعبد بن حميد وابن ابي الدنيا في العقوبات وابن جرير وابو الشيخ

اور متشابہات کو اونکے ظاہری معانی پر حمل کرتے ہین بغیر اور توبہ کرانے کے زیادہ لایق ہین اون لوگون کی نسبت کہ جنہون نے
ملائکہ کی تاویل کی ہے برخلاف مقتضی آیات و احادیث کے اس لئے کہ حق تعالی کو پاک جاننا اون صفات سے جو اوسکے
لایق نہین ہین بہتر اور بڑہ کر ہے فرشتون کو پاک جاننے سے اون صفات سے جو اونکے لایق نہین ہین اور ہم انکو کافر کہتے
نہ انکو بلکہ ہم کہتے ہین کہ یہ لوگ سبکے سب گمراہی پر ہین اور ہدایت سے علیحدہ ہین انکو خدا بچاوے گمراہی سے اور شفا بخشے انکے امراض
عارضہ سے اور تنفیر یا اسوجہ سے کہ مصنف نے زہرہ قصہ ملائکہ کے ذکر مین داخل کر دیا اور یہ سمجہا کہ یہ قصہ ملائکہ پر عیب لگاتا ہے
اور اون کے امر کو ذلیل کرتا ہے اور محققین نے اس قصہ کو اسرائیلیات کی اباطیل سے شمار کیا ہے اور جانچنے والے عیار نے
اسکے موضوع ہونیکی تصریح کی ہے اور ہم پہلے مصنف کی عبارت کو جسمین اس قصہ کا ذکر ہے نقل کرتے ہین اوسکے بعد
اس قصہ کے متعلق محققین کے اقوال کو ذکر کرینگے اور خدا ہی ہمارا توفیق دینے والا اور مددگار ہے اور اوسی کی ہم عبادت کرتے
ہین اور اوسی سے مدد طلب کرتے ہین کہا مصنف نے صفحہ (۱۰۵) مین (اور علی سے مروی ہے حق تعالی کے قول (اور جو کچھ اوتارا
گیا بابل مین ہاروت و ماروت دو فرشتون پر) کی تفسیر مین کہا اونہون نے کہ وہ دو فرشتے ہین اسمان کے فرشتون مین سے روایت کیا
اسکو ابن ابی حاتم نے کہا سیوطی نے اتقان مین کہ مین نے جدا بیان کیا ہے ان دونو کا قصہ ایک جزء مین اور مجمل یہ ہے کہ مروی ہے
علی سے کہ وہ ایک گروہ سے بیان کرتے تہے کہ یہ زہرہ کہ جسکو عرب زہرہ کہتے ہین اور عجم اناہید کہتے ہین دو فرشتون کے پاس آئی
کہ جو فیصلہ کیا کرتے تہے لوگون کے معاملات کا بیچ زمین کے سے ہر ایک نے بلا علم اپنے صاحب کے اس سے ارادہ کیا اور ایک نے دوسرے سے
کہا کہ اے بہائی میرے جی مین ایک بات ہے مین تمسے اوسکو بیان کیا چاہتا ہون اوس نے کہا کہ اے بہائی بیان کر شاید میرے جی مین بہی
وہی بات ہے کہ جو تیرے جی مین ہے پس اس بات مین دونون متفق ہوگئے پس اوس عورت نے اون دونو سے کہا کہ تم دونون کیا نہ بتاوگے
مجہکو جس چیز سے کہ تم آسمان کیطرف آمد و رفت رکہتے ہو اونہون نے کہا کہ خدا کے اسم اعظم سے ہم اوترتے اور چڑہتے ہین پس عورت نے
کہا کہ مین تمہاری مراد پوری نہ کرونگی یہانتک کہ تم مجہکو اسم اعظم سکہا دو پس ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو اسکو اسم اعظم سکہا دے اوس نے
کہا کہ پہر خدا کے سخت عذاب سے ہمارا کیا حال ہوگا دوسرے نے کہا کہ ہم خدا کی وسعت رحمت سے امید مغفرت رکہتے ہین پہر اوس نے اوسکو اسم اعظم سکہا دیا پس وہ آسمان
مین اوس کی چڑہنے سے گہبرایا اور اپنا سر جہکا لیا پس ابہی تک وہ بیٹہا کہ اوس عورت کو خدا نے ستارہ کی صورت مین
مسخ کر دیا روایت کیا اس کو اسحق و عبد بن حمید نے اور ابن ابی الدنیا نے عقوبات مین اور ابن جریر اور ابو الشیخ نے

فی العظمۃ والحاکم وصححہ ولاسحق بن عمرو ویہ عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم لعن اللہ الزہرۃ فانہا ہی التی فتنت الملکین ہاروت وماروت انتہی
بذہ الآثار کلہا منقول من تفسیر در المنثور فی جلد الاول من صفحہ ۹۷ الی صفحہ ۱۰۰
اقول بتوفیق اللہ تعالی وعونہ قال المفسر الفاضل والمحقق الکامل ابو محمد
عبد الحق الدہلوی فی مقدمۃ تفسیرہ الحقانی فی صفحہ ۹۰ ما لفظہ بالفارسیۃ ہکذا
اب علم تفسیر دو جز سے مرکب ہوا ایک جز اصلی تو وہی تفسیر حقیقی دوسرا جز حل لغات
وبیان محاورات ودفع اشکالات وغیرہا علوم جز اول کو نقلی کہتے ہین یہ آثار
سلف واقوال قدما کے طرف مستند ہے جس کی ساخین معرفت ناسخ ومنسوخ
واسباب نزول ومقاصد آیات وشرح مجمل قرآنی ہے اس فن کے ائمہ طبری
اور واقدی اور ثعالبی وغیرہ مصنف ہین ان ابن جریر ابو جعفر طبری نے
کہ جنکا انتقال سن سو دس ہجری مین ہوا ہے اپنی کتاب مین کہ جسکو تفسیر
ابن جریر کہتے ہین ان منقولات کو جمع کردیا ہے اور اسی طرح حافظ ابو بکر
عبد اللہ ابن ابی شیبۃ وغیرہ محدثین نے اپنی کتابون مین ان کو جمع کیا مگر
رطب ویابس صحیح وغلط ان مین سب کچھ ہے کیونکہ اکثر روایات ایسین
اہل کتاب سے منقول ہین اسلئے کہ جو اہل کتاب اسلام مین داخل ہوے اونہون نے
وہ صحیح وغلط باتین کہ جو اون کی کتابون مین بھری پڑی تہین نقل کین
لوگون نے اون کو متبرک سمجھ کر روایت کیا پھر کسی نے اونکو رواج دینے کیلئے
جناب نبی صلعم کے طرف اور کسی نے حضرت عبد اللہ بن عباس کیطرف اور کسی نے
کعب احبار اور وہب بن منبہ کیطرف منسوب کردیا جلال الدین سیوطی کی
تفسیر در منثور بہی اسی قسم کی ہے اور اس وقت مخالفین یہود ونصاری وہنود

عظمت مین اور حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور اسحاق بن مردویہ کی روایت علی سے ہے کہ کہا
اونہون نے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے لعنت کرے خدا زہرہ پر اس لیے کہ یہی ہے کہ جسنے ہاروت
و ماروت دو فرشتون کو فتنہ مین ڈالا ہے انتہی - مین کہتا ہون حق تعالی کی توفیق و مدد سے کہ
مفسر فاضل محقق کامل الحاج محمد عبد الحق دہلوی نے مقدمہ تفسیر حقانی کے صفحہ ۱۳۹ مین اردو عبارت
مین اس طرح بیان کیا ہے -

اب علم تفسیر دو چیز سے مرکب ہوا ایک جزو علمی تو وہی تفسیر حقیقی دوسرا جزو علم لغات و بیان
محاورات و دفع اشکالات وغیرہا علوم جزو اول کو نقلی کہتے ہین یہ آثار سلف و اقوال قدما
طرف مستند ہے جس کی مباحث مین معرفت ناسخ و منسوخ و اسباب نزول و مقاصد آیات
و تشریح مجمل قرانی ہے اس فن کے ائمہ طبری اور واقدی اور ثعالبی وغیرہ مفسرین ہین
ان ابن جریر ابو جعفر طبری نے کہ جنکا انتقال تین سو دس ہجری مین ہوا ہے اپنی کتاب مین کہ
جس کو تفسیر ابن جریر کہتے ہین ان منقولات کو جمع کر دیا ہے اور اسیطرح حافظ ابو بکر
عبد اللہ ابن ابی شیبہ وغیرہ محدثین نے اپنی کتابون مین ان کو جمع کیا مگر رطب و یابس
صحیح و غلط ان مین سب کچھ ہے کیونکہ اکثر روایات ان مین اہل کتاب سے منقول ہے
اس لیے کہ جو اہل کتاب اسلام مین داخل ہوے اور اونہون نے وہ صحیح و غلط باتین کہ جو
اون کی کتابون مین بہری پڑی تہین نقل کین لوگون نے اون کو متبرک سمجھکر روایت کیا -
پہر کسی نے اون کو رواج دینے کے لئے جناب نبی صلعم کے طرف اور کسی نے حضرت
عبد اللہ بن عباس کے طرف اور کسی نے کعب احبار اور وہب بن منبہ کے طرف منسوب
کر دیا جلال الدین سیوطی کی تفسیر درمنثور بہی اس قسم کی ہے اور اسوقت مخالفین یہود و نصاری

جو کچھ اعتراضات قرآن اور اسلام اور پیغمبر علیہ السلام پر کرتے ہین اون کی بنیاد انہین
لغو روایات پر کہ جن کا اسلام مین کچھ بھی اعتبار نہین اور قصہ زینب اور تلک
غرانیق العلی اور زمین وآسمان کی کائنات اور زمین کا سات طبقی ہونا اور
ہر طبقے مین اسی قسم کی کائنات اور زمین کا بیل کے سینگ پر ہونا اور بیل کا مچھلی
پر ہونا اور اوس کے ہلنے سے زلزلہ آنا اور یاجوج وماجوج کا ایک کان ایسا اور
ایک کان ایسا ہونا اور زہرہ کا قصہ وغیر ذلک من الاسرائیلیات سادہ
لوح محدثون کی خوش اعتقادی ہے اور بس ان علوم خمسہ مین اس قسم کی وہ غلط
اور لغو باتین ان راویون نے ملائی ہین کہ جن سے اصل مدعا قرآن بھی الٹ پلٹ
کر دیا خدا محققین کو جزائے خیر عطا کرے انہون نے کھرا کھوٹا پرکھا اور لغو اور بے اصل
باتون کو کتب تفاسیر سے خارج کیا انتہی۔ بقدر الحاجۃ ومن شاء المزید فلیرجع
الیہا وایضا نقول ان ہذہ القصۃ ان ثبت لیثبت باخبار الآحاد وحکمہا
قد مر فی المقدمۃ بانہا لا تصلح للاستدلال بہا فی باب العقاید لانہا
لا تفید الا الظن والصالح لاثبات العقائد لیس الا ما یفید الیقین
وہذا ما اتفق علیہ جمہور اہل السنہ والشیعۃ وما یفید الیقین
فہو ایضا انما تثبت بہ العقائد اما کان موافقا للعقل والنقل
من الکتاب والسنۃ المتواترۃ وہذہ القصۃ لیست کذلک
لانہا تنبئ عن احتیاج الملئکۃ الی الزواج ومیلہم الی السفاح
وخیانتہم فی امانۃ اللہ تعالی وغیرہا من الشنائع والقبائح التی
یہین بشان الملئکۃ ویناقض کلام اللہ تعالی ویفعلون ما یؤمرون
اعاذنا اللہ تعالی من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا واللہ الموفق

اور ہر طبقہ مین اسی قسم کی کائنات اور زمین کا بیل کے سینگ پر ہونا اور بیل کا مچھلی پر ہونا اور اوس کے
ہلنے سے زلزلہ آنا اور یاجوج و ماجوج کا ایک کان ایسا اور ایک کان ایسا ہونا اور زہرہ کا قصہ وغیرہ
ذالک از قسم اسرائیلیات سادہ لوح محدثون کی خوش اعتقادی سے اور بس ان علوم جن مین اس
قسم کی وہ غلط اور لغو باتین ان راویون سے لائی ہین کہ جن سے اصل مدعاے قرآن کو ہی اُلٹ پلٹ کر دیا خدا
محققین کو جزاے خیر عطا کرے انہون نے کہرا کہوٹا پرکھا اور لغو وبے اصل باتون کو کتب تفاسیر سے خارج کیا
تمام ہوا بقدر حاجت اور جو زیادہ تحقیق چاہتا ہو تو چاہیے کہ مقدمہ مذکورہ کے طرف رجوع ہو اور ہم
کہتے ہین کہ یہ قصہ اگر ثابت ہو تو اخبار احاد سے ثابت ہوگا اور اون کا حکم مقدمہ مین گذر چکا ہے۔
باین طور کہ اون مین صلاحیت دلیل ہونے کی نہین ہے عقاید کے لئے اس لئے کہ وہ مفید ظن ہین اور اثبات
عقاید کے لئے وہ دلیل صلاحیت رکہتی ہے کہ جو مفید یقین ہو اور جمہور سنی و شیعہ کا اسی پر اتفاق ہے
اور جو دلیل کہ مفید یقین ہے اوس سے ہی عقاید کا ثبوت جیسا ہوتا ہے کہ مطابق ہو عقل و کتاب و سنت
متواترہ کے اور یہ دلیل ایسا نہین ہے اس لئے کہ اس سے ملائکہ کا محتاج ہونا زمین کے لئے اور اون کی
خواہش طرف زنا کے اور اون کا خیانت کرنا حقتعالی کی امانت مین اور اس کے سوا دوسری برائیون اور
قباحتون کا ثبوت ہوتا ہے کہ جن سے شان ملائکہ کی اہانت ہوتی ہے اور خدا کے اس کلام ذات وہ
کرتے ہین جو کچھ اون کو حکم ہوتا ہے سے مخالفت لازم آتی ہے ہمکو خدا اپنا پناہ مین رکہے ہمارے
نفسون کی بدیون سے اور ہمارے کامون کی برائیون سے اور خدا ہی توفیق دینے والا ہے۔

ثم لما فرغ عن بيان الايمان بملئكة الرحمن شرع فى بيان الايمان بكتب الرحمن و
استدل عليه بعدة آيات واحاديث وآثار لا يخلو اكثرها عن ضعف ولما كان
البحث فيها والكلام عليها يجري الى الاطالة ويقتضي الطوالة صفحنا
عن النظر فيها ولخصنا مجملتها ما كان مخالفا لعقيدة اهل السنة
والجماعة وموافقا لليهود والنصارى والشيعة واجباعنه بما هو حق عند
اهل السنة ارغاما لمن خالفهم مدعيا بانه منهم وناصر لمذهبهم ولو كان
كما زعم لما حكم في هذا الكتاب خلاف ما هو الحق عندهم والصواب فنقول
بتوفيق الله تعالى وعونه قال المصنف في هذا الباب في صفحه ٢٠ من هذا الكتاب
وليعلم ان العبارات التى ينقلها رواة الاحاديث من التوراة والانجيل
يوجد بعضها الى الآن في التوراة والزبور والانجيل وصحائف انبياء
بنى اسرائيل ويوجد بعض الفاظها متفرقة في مواضع شتى وكثير منها
لا يوجد الآن في هذه الكتاب الموجودة فيحتمل ان اليهود والنصارى
اسقطوها على وفق عادتهم المعروفة التى اقربها المفسرون من النصارى
ويحتمل ان تكون تلك العبارات منقولة من كتب احاديث موسى
على نبينا وعليه السلام واحاديث انبياء بنى اسرائيل فان اهل الكتاب
يطلقون لفظ التوراة على تلك الكتب ايضا انتهى بقدر الحاجة
اقول هذا القول منه مخالف لما عليه جمهور الامة من اهل السنة والجماعة
لانه يشعر ان سائر الكتب السماوية التى نزلت قبل القران موجودة في هذا
الزمان وايضا لها مفسرون ولاحاديث من نزلت عليها من الانبياء السابقين
محدثون وهذا انما يتم اذا ثبت تواتر النقل وبقاء الاسناد فيهم كما هو ثابت فينا و

پہر جبکہ فارغ ہوا مصنف ایمان بملائکہ رسل کے بیان سے شروع کیا بیان ایمان بکتب الرحمن کو اور اوس پر دلیل دلایا چند
آیات و احادیث و آثار سے کہ اکثر اون کے ضعف سے خالی نہین ہین اور جبکہ اون مین بحث کرنا اور اونپر کلام وارد کرنا باعث
اطالت و موجب طوالت تہا لہذا بعضے اون مین نظر کرنے سے درگزر کیا اور اون مین سے بعضے اون دلائل کو چن لیا کہ جو اہل سنت
کے عقیدہ کے مخالف تہے اور یہود و نصاری و شیعہ کے موافق ہے اور اون کا جواب جو اہل سنت کے نزدیک
حق تہا سمجہے درج کیا اون کے مخالف کو خاک مین ملانے کی غرض سے جو کہ دعوے کرتا ہے کہ مین اونہین سے ہون
اور اونکے مذہب کا مددگار ہون اور اگر وہ ہوتا جیسا کہ اوس کا دعوے ہے تو اس کتاب مین مذہب اہلسنت کے
خلاف کا حکم نہ کرتا پس ہم کہتے ہین حق تعالی کی توفیق و مدد سے کہا مصنف نے اس کتاب کے صفحہ ۲۰۲ مین اور جاننا
چاہیے کہ ان عبارتون کو روایت احادیث تورات و انجیل سے نقل کرتے ہین بعض اون مین سے اسوقت تورات
و زبور و انجیل و صحائف انبیائی بنی اسرائیل مین موجود ہین اور بعض کے الفاظ متفرق طور پر مختلف مقامات مین
پائے جاتے ہین اور بہت اون مین سے اب ان کتب موجودہ مین نہین پائے جاتے پس احتمال ہے اس کا کہ
یہود و نصاری نے اون کو ساقط کر دیا ہے اپنی عادت مشہورہ کے موافق کہ جس کا نصاری کے مفسرین نے
اقرار کیا ہے اور یہہ بہی احتمال ہے کہ وہ عبارتین موسی و انبیائے بنی اسرائیل کی حدیثون کی کتابون سے
منقول ہون اس لئے کہ اہل کتاب تورات کا لفظ اون کتابون پر بہی اطلاق کرتے ہین تمام ہوا کلام مصنف کا
بقدر حاجت کے مین کہتا ہون کہ مصنف کا یہہ قول مخالف ہے مذہب جمہور امت و اہل سنت والجماعت کے
اس لئے کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام آسمانی کتابین کہ جن کا نزول قرآن کے پہلے ہوا ہے اس زمانہ
مین موجود ہون۔ اور نیز اون کے لئے تغیر کرنے والے ہین اور جن انبیا پر وہ نازل ہوئی ہین اون کی
حدیثون کیلئے محدثین ہین اور یہہ قول جبہی درست ہو سکتا ہے کہ جب تواتر نقل و بقائی اسناد اونکی ثابت ہو جائے جیسا کہ ہم مین

ليس الامر كذلك ويتضح ذلك مما نص عليه صاحب قوت القلوب حيث
قال فيه في صفحة ٢٣١ ومما فضل الله تعالى به هذه الامة على سائر الامم ووصفها به
ثلاثة اشياء بقية الاسناد فيهم يأثره خلف ان سلف متصلا الى نبينا صلى الله
عليه وسلم الى من خلا من علمائنا وانما كانوا قبلهم يستنسخون الصحف كلما
اخلقت صحيفة جددت فكان ذلك اثر العلم فيهم والثانية حفظ كتاب
الله المنزل عن ظهر غيب وانما كانوا يقرأون كتبهم نظرا ولم يحفظ
جميع كتاب انزله الله تعالى قط غير كتابنا هذا الا ما الهمه الله تعالى
عزيرا من التوراة بعد ان كان بختنصر احرق جميعها عند احراق بيت
المقدس ولذلك قال سبط من اليهود انه ابن الله عز عن ذلك
علوا كبيرا لما خصه به وافرده من حفظ جميع التوراة والثالث كل مؤمن
من هذه الامة يسئل عن علم الايمان ويسمع قوله ويوخذ من رأيه وعلمه
مع حداثة سنه ولم يكونوا فيما مضى يسمعون العلم الا من الاحبار
والقسيسين والرهبان لا غير من الناس انتهى فعلم ان الاسناد من خصائص
هذه الامة وكيف يصح الحكم بكون كتبهم السماوية وكتب احاديثهم النبوية
موجودة في هذه الزمان ان هذا الا زعم فاسد ورأي كاسد نشأ من قلب
جاحد او حاسد ثم قال المصنف في صفحة ٢ من كتابه هذا او فرقة اخرى يدعون
ان التوراة والزبور والانجيل وغيرها فقدت من الدنيا وليس في هذه الكتب منها
حرف واحد فهم يشنعون في رسائلهم تشنيعا عظيما على آيات هذه الكتب
الموجودة لانها في زعمهم من تصنيفات اليهود والنصارى فتارة
يعمدون الى الآيات المتشابهات ويبتغون منها الفتنة ويقولون يلزم منه

ثابت ہے اور حالانکہ ایسا نہین ہے اور یہہ ظاہر ہوتا ہے اوس بیان سے کہ جسپر تصریح فرمائی ہے صاحب
قوت القلوب نے چنانچہ اوس کے صفحہ ۲۳۱ مین کہا ہے (اور منجملہ اون امور کے کہ جنکی وجہ سے حقتعالی نے
اوس امت کو اور امتون پر بزرگی بخشی ہے اور اسی امت کو اون کے ساتھہ خصوصیت عطا کی ہے تین چیزین ہین
باقی رکہنا اسناد کا اس امت مین کہ نقل کرتا ہے خلف سلف سے تا بہ نبی صلعم اور ہمارے دیگر علما تک اور اگلی
امتون مین صحیفون کو لکہہ لیتے تہے جب ایک صحیفہ پرانا ہو جاتا پہر اوس کی نقل لیکر نیا کر لیا جاتا پس اونہین ہی
علم کا نشان تہا دوسری فضیلت اس امت کی بر زبان کرنا ہے کتاب اللہ کا اور اگلی امتون مین ناظرہ پڑہتے تہے
اپنے کتب سماویہ کو اور کبہی اون مین کوئی کتاب سماوی بر زبان نہین کی گئی بجز ہماری اس کتاب مجید کے
مگر جس قدر توراۃ کا الہام کیا تہا حقتعالی نے عزیز علیہ السلام کو بعد اس کے کہ بخت نصر نے اوسکے کل نسخون کو
جلا دیا تہا بیت المقدس کے جلانیکے وقت مین پس اسی وجہ سے یہود کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ عزیر
خدا کا بیٹا ہے پاک ہے اس سے حقتعالی بہت پاک ہونا اس سبب سے کہ حقتعالی نے تمام توراۃ کو
یاد کرنیکے ساتہہ اون کو خصوصیت بخشی اور منفرد کیا اور تیسرا امر یہہ ہے کہ ہر مومن اس امت کا سوال کیا جاتا ہے
ایمان کے علم سے اور اوسکا قول سنا جاتا ہے اور اوسکی رائے علم پر عمل کیا جاتا ہے اگرچہ وہ کمسن ہو اور اگلے
علم کا مسئلہ اخبار و خیس درمیان ہی سے سنتے تہے نہ دوسرے لوگون سے انتہی پس معلوم ہوا کہ اسناد
اس امت کے خصائص مین سے ہے پس جبکہ اگلی امتون مین اسناد انتہی پہر اون کا حال کیونکر اس امت کے
حال پر قیاس کیا جاوے اور کسطرح درست ہو حکم کرنا اون کی کتب سماویہ و کتب احادیث کے موجود ہونیکا
اس زمانہ مین یہ تو زعم فاسد و رائے کاسد ہے کہ منکر یا حاسد کے قلب سے پیدا ہوئی ہے پہر کہا مصنف نے اپنی اس کتاب کے
صفحہ ۲۰۶ مین (اور دوسری جماعت دعوی کرتی ہے کہ توراۃ و زبور و انجیل وغیرہ دنیا سے ناپید ہو گئے ہین اور اون موجودہ کتابون مین
اونکا ایک حرف بہی نہین ہے پس یہہ لوگ اپنی کتابون مین بہت بڑی تشنیع کرتے ہین ان کتب موجودہ کی آیتون مین اس لئے کہ
اونکے زعم مین یہہ کتابین یہود و نصاری کی تصانیف سے ہین پس کبہی تو قصد کرتے ہین آیات متشابہات کیطرف اور
اون سے فتنہ کو تلاش کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اس سے ایسا لازم آتا ہے ۔۔

كذا وكذا ولا يطلبون لها تاويلا صحيحا مع علمهم بان المثال هذه المتشابهات موجودة فى القرآن العظيم تارة يعمدون الى الآيات المحكمات ويحرفون معانيها الى غير مقاصدها ومع وضوح معانيها ثم يشنعون عليها تشنيعا عظيما وتارة يدعون التناقض فى آيات ليس فيها مظنة للتناقض فهم يدعون التناقض جهلا وعنادا وتارة يشنعون على امثال ضربها الله تعالى لتفهيم عباده ويقولون الم يكن عند الله مثال غير هذا وقد قال الله تعالى ان الله لا يستحيى ان يضرب مثلا ما بعوضة فما فوقها والاشياء التى هى محرمة فى شريعتنا اذا وجدوها غير محرمة فى شريعة سابقة يشنعون تشنيعا عظيما على هذه الكتب الالهية مع علمهم بان كثيرا من الاشياء التى هى محرمة فى شريعتنا لم تكن محرمة فى الشرائع السابقة فهؤلاء يخالفون القواعد الشرعية ويتكلمون فى شان الكتب المنزلة بكلمات تقشعر منها جلود المومنين فان احتاجوا فى تكفيرهم لاقرارهم باصل هذه الكتب وزعمهم فقدانها فلا شك انهم يبتدعون بدعة عظيمة قاربوا بها الكفر اعاذنا الله من شرورهم انتهى بقدر الحاجة

اقول بتوفيق الله تعالى وعونه ما قال المصنف فى هذا القول فهو حكم منه قد فرعه على ما قال فى القول السابق من ان الكتب السماوية السابقة موجودة فى هذا الزمان وقد ابدع فى هذا الحكم حيث قرنه بما هو ممنوع ومحرم جدا عند اهل السنة ولم يقل به صريحا ولم يفرعه مجردا على محض انكار وجودها الآن وهذا الطور من الحكم يجرى على جل الاحكام الشرعية وجملة الامور الاصلية والفرعية مثلا نقول الصلوة حرام فى حال السكر والزكوة حرام من مال الغير وتلاوة القرآن حرام فى حال الجنابة والسجدة حرام لغير الله تعالى والايمان حرام بالطاغوت والنكاح

اور اونکی صحیح تاویل کو طلب نہین کرتے باوجود اونکے جاننے کے اس امر کو کہ اس قسم کی متشابہات قرآن مجید مین
بہی موجود ہین اور کبہی قصد کرتے آیات محکمات کی طرف اور اونکے معانی مین خلاف مقصود تحریف کرتے ہین یا آنکہ اونکے معانی
کہلے کہلے ہین پہر اون پر تشنیع عظیم کرتے ہین اور کبہی تناقض کا دعوے کرتے ہین اون آیتون مین کہ جنمین تناقض کا شائبہ نہین ہے
پس یہ لوگ نادانی و عناد سے دعوے تناقض کرتے ہین اور کبہی تشنیع کرتے ہین اون مثلون پر کہ جنکو حقتعالی نے اپنے بندون کو
سمجہانے کے واسطے بیان کیا ہے اور کہتے ہین کہ کیا انکے سوا خدا کے پاس کوئی مثل نہتی حالانکہ حقتعالی نے فرمایا ہے کہ بیشک
اللہ نہین شرماتا ہے اس سے کہ مثل بیان کرے کوئی مثل ہو مچھر ہو یا اوس سے اوپر کی چیز اور جو چیزین کہ ہماری شریعت مین
حرام ہین جب انکو یہہ لوگ پہلی کسی شریعت مین حلال پاتے ہین تو اون کتب الہیہ پر بڑی تشنیع کرتے ہین حالانکہ ان کو معلوم ہے
کہ بہت سی چیزین ہماری شریعت مین حرام کیگئی ہین پہلی شریعتون مین حرام نہتی پس یہہ لوگ قواعد شرعیہ کے خلاف
کرتے ہین اور کتب منزلہ کی شان مین ایسے کلمات بولتے ہین کہ جنکے سننے سے مومنونکے رونگٹے کہڑے ہوجاتے ہین
پس اگر انکی تکفیر مین کوئی احتیاط کرے بسبب انکے اقرار کرنیکے ان کتابون کی اصل کا اور اعتقاد کرنیکے اونکے کم ہوجانیکا
پس اسمین تو شک نہین ہے کہ یہہ لوگ بدعتی ہین بہت بڑی بدعت کے کہ جسکی وجہ سے قریب ہوگئے ہین کفر کے ہمکو
خدا پناہ دے انکے شرون سے انتہی بقدر حاجت مین کہتا ہون خدا کی توفیق اور مدد سے کہ مصنف نے اس قول مین
جو کچہہ کہا ہے یہہ ایک فتوی ہے اوس کا کہ جسکو نکالا ہے پہلے قول سے وہ یہہ کہ کتب سابقہ اس زمانہ مین موجود ہین
اور اس فتوی مین ایک نادر صنعت یہہ بہی کی ہے کہ اسکو متصل کیا ہے ایسے افعال سے کہ جو اہل سنت کے نزدیک قطعا
منع اور حرام ہین اور اس کو صاف طور پر اور جداگانہ مبنی نہ کیا محض اتنی بات پر کہ ان لوگونکو اس وقت کتب سابقہ کے
وجود کا انکار ہے اور اس طور کا فتوی دیا جا سکتا ہے بڑے بڑے احکام شرعیہ پر اور تمام امور اصلیہ و فرعیہ پر
مثلا ہم کہتے ہین کہ نماز حرام ہے حالت سکر مین اور زکواۃ دینی حرام ہے مال غیر سے اور تلاوت قران
حرام ہے جنابت کی حالت مین اور سجدہ کرنا حرام غیر اللہ کو اور ایمان لانا حرام ہے شیطان پر اور نکاح

سواہا عن منکوحۃ الغیر التی زوجہا ہی وغیر ذلک من الامثلۃ فنقول ان
ہذا الحکم منہ علی منکری وجود الکتب السابقۃ الآن انما ہو راجع الی
جمہور اہل السنۃ ومحققی ہذہ الامۃ ومثل ذلک مما نص علیہ المحقق المدقق
الرحمانی عبد الحق الدہلوی فی مصنفہ من مقدمۃ تفسیرہ الحقانی حیث
قال بالہندیۃ بعض ناانصاف عیسائی جو کسی غرض دنیاوی سے کرسچین ہو گئے ہین
قران مجید پر یہہ اعتراض کرتے ہین کہ قرآن نے باوجودیکہ ان کتابون کی ازحد
تصدیق کی پہران مقامات کی باتون کو اعنی الوہیت وغیرہا کو بڑے زور سے رد
کیا اس سے قرآن کا کتاب الہی ہونا معلوم نہین ہوتا چنانچہ پادری صفدر علی
نے نیاز نامہ مین اسی بات پر بڑا زور دیکر عیسائیون مین سرخروئی حاصل کی ہے
مگر یہہ اعتراض کیونکر وارد ہو سکتا ہے حالانکہ قرآن شریف نے ان کتابون کی کہ
جنمین یہہ ناپاک مضامین مذکور ہین کس جگہ مدح فرمائی ذرا بیان تو کیجئے کیا لوگون کی
وہ تالیفات جو صدہا سال بعد موسی وعیسی علیہم السلام کے ہوئی ہین تورات وانجیل
ہو سکتی ہین حاشا وکلا انتہی وفی ہذا الکلام تصریح بلیغ علی ان ہذہ الکتب
الموجودۃ التی فی ایدی الیہود والنصاری فی زماننا ہذا لیست
ہی التی صدقہا القرآن العظیم بل ہی مما الفہا الیہود والنصاری بعد
قرون من زمن موسی وعیسی علیہما السلام فمنکر ہذہ الکتب الموجودۃ
کیف یکون مستحقا للحکم علیہ بالکفر او البدعۃ العظیمۃ التی حکم
بہا المصنف علیہ اعاذنا اللہ من احکام الضالین وہفوات الجہلۃ علی
ثم حقق کلامہ المذکور آنفا ذلک المحقق ہکذا امر ضروری یہ ہے
کہ تورات وہ کتاب ہے کہ جو خاص حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی تہی اور زبور وہ

حرام ہے غیر کی منکوحہ سے کہ جس کا شوہر زندہ ہے اسکے سوا اور بہت سی مثالین ہین لیکن ہم کہتے ہین کہ مصنف کا یہہ فتویٰ منکرین وجوہ کتب سابقہ پر اس وقت مین درحقیقت راجع ہے جمہور اہل سنت کی طرف اور محققین اس امت کی طرف اور یہہ امر واضح ہوتا ہے اوس کلام سے کہ جس کو بصراحت بیان کیا ہے محقق مدقق ابو محمد عبد الحق دہلوی نے اپنی تفسیر حقانی کے مقدمہ کے صفحہ ۲۰۵ مین چنانچہ اردو زبان مین کہا ہے (بعض نا انصاف عیسائی جو کسی غرض دنیاوی سے کرشٹین ہوگئے ہین قرآن مجید پر یہہ اعتراض کرتے ہین کہ قرآن نے باوجودیکہ ان کتابون کی ازحد تصدیق کی پھر ان سچات کی باتون کو یعنی الوہیت وغیرہا کو بڑے زور سے رد کیا اس سے قرآن کا کتاب الٰہی ہونا معلوم نہین ہوتا چنانچہ پادری صفدر علی نے نیاز نامہ مین اسی بات پر بڑا زور دیکر عیسائیون مین سرخروئی حاصل کی ہے مگر یہہ اعتراض کیونکر وارد ہوسکتا ہے حالانکہ قرآن شریف نے ان کتابون کی کہ جن مین یہہ ناپاک مضامین کو ہین کس جگہ مدح فرمائی ذرا بیان تو کیجئے کیا لوگون کی وہ تالیفات جو صدہا سال بعد موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے ہوئی ہین توراۃ و انجیل ہوسکتی ہین حاشا و کلا انتہی) اور اس کلام مین بہت بڑی تصریح ہے اسپر کہ یہہ موجودہ کتابین جو اس زمانہ مین یہود و نصاریٰ کے ہاتھون مین ہین وہ کتابین نہین ہین کہ جنکی قرآن مجید نے تصدیق فرمائی ہے بلکہ یہہ تو یہود و نصاریٰ کی تالیفات سے ہین موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کے بہت برسون بعد پس ان کتابون کا منکر کیونکر مستحق ہوگا کافر یا بدعتی کہے جانے کا جیسا کہ مصنف نے فتویٰ دیا ہے ہمکو خدا پناہ مین رکھے گمراہون کے فتوون اور اہل بدعت کے فضول باتون سے پھر اوسی محقق نے اپنے کلام مذکور کی تحقیق اس طرح پر بیان فرمائی (امر ضروری یہ ہے کہ توراۃ وہ کتاب ہے کہ جو خاص حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی تھی اور زبور

وہ کتاب ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا ہوئی تھی اور انجیل وہ کتاب ہے کہ جو
حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی تھی اور کچھہ صحیفے حضرت ابراہیمؑ وغیرہ انبیا پر نازل ہوئی
تھی اس امر منصوص مین سنی شیعہ کل فرقے اسلام کے سلف سے لیکر خلف تک
متفق ہین پس یہ کتاب جو موسیٰ کے بعد مین تصنیف ہوئی اور کچھہ مضامین توراۃ
اصلی کے یادداشت کے طور پر اوس مین درج کرکے توراۃ نام رکہا قطعی وہ توراۃ
نہین کہ جس کا قرآن مین ذکر ہے اسیطرح وہ کتابین کہ جو حضرت عیسیٰ کے بعد لوگون نے
تصنیف کی ہین اور اون مین حضرت عیسیٰ کے حالات و اقوال کو صحیح و غلط طور پر جمع
کردیا ہے کہ جس کو اب عیسائی انجیل متی و مرقس و لوقا و یوحنا کہتے ہین وہ انجیل نہین
کہ جسکا قرآن مین ذکر ہے چنانچہ امام قرطبی نے اپنی کتاب اعلام مین اسکی تصریح فرمائی ہے
اور امام رازی وغیرہ جمیع علماے اسلام اسکے قائل ہین بلکہ تمام امت محمدیہ مین یہ مسئلہ
متفق علیہا ہے بخوف تطویل اقوال نقل کرنا مناسب نہین جانتا پس اب جو اہل کتاب
اس توراۃ و انجیل کو لیئے پہرتے ہین اور اسکو اصل توراۃ و انجیل بتلا کر مسلمانون کو
ایمان لانے کے لئے مجبور کرتے ہین محض فریب ہے اس سے ہر ایماندار کو بچنا فرض ہے
انتہی وقال فی موضع اخر فی صفحہ ۱۴۸ منہا واضح ہو کہ یہہ بات ہمارے اور
عیسائیون کے نزدیک متفق علیہ ہے کہ یہہ چارون انجیلین نہ حضرت عیسیٰؑ کی تصنیف
ہین نہ اون کے عہد مین لکھی گئی ہین پس ہمکو تو بحث کو اسی جگہ تمام کردینا چاہیئے تہا
کیونکہ جس انجیل کے اہل اسلام قائل ہین اور جس کا قرآن مین ذکر ہے وہ انجیل ہے
کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بذریعہ روح القدس نازل ہوئی ہے جس طرح کہ توراۃ و
زبور و دیگر صحف انبیا کا حال ہے مگر چونکہ عیسائی اس بات کے قائل ہین کہ گو یہہ مسیح کی
اناجیل نہین مگر یہہ بہی الہامی اور رسولون کی تصنیف ہین ہرچند اس بات کو بہی تم نے تجسس کرکے

وہ کتاب ہے کہ حضرت داؤدؑ کو عطا ہوئی تھی اور انجیل وہ کتاب ہے کہ جو حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی تھی اور کچھ صحیفے حضرت ابراہیمؑ وغیرہ انبیا پر نازل ہوئے تھے اس امر مخصوص میں سنی شیعہ کل فرقے اسلام کے سلف سے لیکر خلف تک متفق ہیں پس یہ کتاب جو موسیٰ کے بعد میں تصنیف ہوئی اور کچھ مضامین توراۃ اصلی کے یادداشت کے طور پر اوس میں درج کرکے توراۃ نام رکھا گیا قطعی وہ توراۃ نہیں کہ جس کا قرآن میں ذکر ہے اسی طرح وہ کتابیں کہ جو حضرت عیسیٰ کے بعد لوگوں نے تصنیف کی ہیں اور اون میں حضرت عیسیٰ کے حالات و اقوال کو صحیح و غلط طور کے جمع کر دیا ہے کہ جنکو اب عیسائی انجیل متی و مرقس و لوقا و یوحنا کہتے ہیں وہ انجیل نہیں کہ جس کا قرآن میں ذکر ہے چنانچہ امام قرطبی نے اپنی کتاب اعلام میں اس کی تصریح فرمائی ہے اور امام رازی وغیرہ جمیع علماے اسلام اس کے قائل ہیں بلکہ تمام امت محمدیہ میں یہ مسئلہ متفق علیہا ہے بخوف تطویل اقوال نقل کرنا مناسب نہیں جانتا پس اب جو اہل کتاب اس توراۃ و انجیل کو لئے پھرتے ہیں اور اوس کو اصل توراۃ و انجیل بتلا کر مسلمانوں کو ایمان لانیکے لئے مجبور کرتے ہیں محض فریب ہے اس سے ہر ایماندار کو بچنا فرض ہے انتہی) اور دوسرے مقام میں اوسی مقدمہ تفسیر حقانی کے صفحہ ۸۰ میں کہا ہے (واضح ہو کہ یہ بات ہمارے اور عیسائیوں کے نزدیک متفق علیہ ہے کہ یہ چاروں انجیلیں نہ حضرت عیسیٰ کی تصنیف ہیں نہ اون کے عہد میں لکھی گئی ہیں پس ہمکو تو بحث کو اسی جگہ تمام کر دینا چاہئے تھا کیونکہ جس انجیل کے اہل اسلام قائل ہیں اور جس کا قرآن میں ذکر ہے وہ انجیل ہے کہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بذریعہ روح القدس کے نازل ہوئی ہے جسطرح کہ توراۃ و زبور و دیگر صحف انبیا کا حال ہے مگر چونکہ عیسائی اس بات کے قائل ہیں کہ گو یہ مسیح کی اناجیل نہیں مگر یہ بھی الہامی اور رسولوں کی تصنیف ہیں اسلئے اس بات کو بھی ہم نے تجسس کر کے ۔

دیکھا مگر بہت سے وجوہات سے غلط پایا اور عیسائیون کے پاس سوائے خوش
اعتقادی کے اور کوئی دلیل نہ دیکھی ہان اس قدر ہم بھی مانتے ہین کہ انہین کچھ
مضامین الہامی بھی ماخوذ ہین اور یہہ بھی متفق علیہ ہے کہ انکے مضامین کے بعد ان
خواہ سہوا خواہ عمداً بیشمار جگہ غلطیان اور کمی و زیادتیان ہوئی ہین کہ جنکا شمار بقول علمائے
اہل کتاب ہزارہا تک پہونچا ہے جنکی تفصیل اظہار الحق وغیرہ کتب مین ہے اور
جنکا اقرار پادری صاحب کو بھی ہے انتہیٰ وقال فی موضع اٰخر فی صفحہ ۱۶۰
منہا واضح ہو کہ قرآن مجید مین اکثر جگہ توراۃ و انجیل و زبور و صحف ابراہیم علیہ السلام
وغیرہم کا ذکر آیا ہے اور انکی مدح اور تصدیق اور کتاب الٰہی ہونا بیان کیا ہے اور بعض
مضامین کا حوالہ انکی طرف دیا ہے اسلئے جمہور اہل اسلام کے نزدیک انپر ایمان لانا
ضرور ہے کیونکہ جمیع انبیا اور تمام کتب الٰہیہ کو بلا تفریق حق سمجھنا خاص اہل اسلام کا
ہی حصہ ہے اسلئے مجھکو ضرور ہوا کہ ان کتابون کا کسیقدر مختصر حال بیان کرون تاکہ
ہر شخص کو معلوم ہوجائے کہ اسوقت جو کتابین اس نام کی اہل کتاب کے پاس ہین
وہ اصل نہین ہین اس زمانہ مین عیسائیون کا بڑا زور ہے پادری گلی کوچہ مین لوگونکو
بہکاتے پھرتے ہین کہین کالج مقرر کرکے لڑکون کو لالچ دیکر انجیل کی تعلیم دیتے اور کرسچین
بناتے ہین بلکہ سینا پرونا سکہانیکے بہانہ سے شرفا اہل اسلام کے گہر مین مستورات
کے بہکانیکے لئے جوان جوان شاطر میمون کو بھیجتے ہین اور وہ گہر کی نوجوانون سے نہایت
خوش خلاقی سے پیش آکر رجہاتین اور دین سے برگشتہ کراتی ہین اور کہتی ہین اول
تمہارے قرآن مین بھی توراۃ و انجیل و زبور پر ایمان لانیکی تاکید ہے یہ کتابین ہمارے
پاس ہین انپر ایمان لاؤ انمین جو کچھ لکہا ہے اوسکو مانو مسیح خدا کا بیٹا اور دنیا کا
کفارہ ہے جب سادہ لوح اس دام مین آئے تب اونکو اور کچھ سنایا کہ تمہارے

دیکھا مگر بہت سے وجوہات سے غلط پایا اور عیسائیون کے پاس سوائی خوش اعتقادی کے اور بہی
کوئی دلیل نہ دیکھی ہان اس قدر ہم بہی مانتے ہین کہ انہین کچہہ مضامین الہامی بہی ماخوذ ہین اور یہ بہی
متفق علیہ ہے کہ انکے مضامین کے بعد ان مین خواہ سہواً خواہ عمداً بیشمار جگہ غلطیان اور کمی و
زیادتیان ہوئی ہین کہ جن کا شمار (بقول علماء اہل کتاب ہزارہا تک پہونچتا ہے جنکی تفصیل اظہار الحق
وغیرہ کتب مین ہے اور جن کا اقرار پادری صاحب کو بہی ہے انتہی) اور دوسرے مقام مین مقدمہ
مذکورہ کے صفحہ ١٧٠ مین کہا ہے (واضح ہو کہ قرآن مجید مین اکثر جگہ توراۃ و انجیل و زبور و صحف
ابراہیم علیہ السلام وغیرہم کا ذکر آیا ہے اور ان کی مدح اور تصدیق اور کتاب الٰہی ہونا بیان کیا
ہے اور بعض مضامین کا حوالہ ان کی طرف دیا ہے اس لئے جمہور اہل اسلام کے نزدیک انپر
ایمان لانا ضرور ہے کیونکہ جمیع انبیا اور تمام کتب الٰہیہ کو بلا تفریق حق سمجہنا خاص اہل اسلام کا
ہی حصہ ہے اس لئے مجہکو ضرور ہوا کہ ان کتابون کا کسیقدر مختصر حال بیان کردون تاکہ ہر شخص کو معلوم
ہوجاوے کہ اس وقت جو کتابین اس نام کی اہل کتاب کے پاس ہین وہ اصل نہین ہین اس زمانہ
مین عیسائیون کا بڑا زور ہے پادری گلی کوچون مین لوگون کو بہکاتے پہرتے ہین کہین کالج مقرر
کرکے لوگون کو لالچ دیکر انجیل کی تعلیم دیتے اور کرسچین بناتے ہین بلکہ سینا پرونا سکہانے کے
بہانہ سے شرفاء اہل اسلام کے گہرون مین مستورات کے بہکانے کے لئے جوان جوان شائستہ
میمون کو بہیجتے ہین اور وہ گہر کی نوجوانون سے نہایت خوش اخلاقی سے پیش آکر رجہاتی ہین اور
دین سے برگشتہ کراتی ہین اور کہتی ہین اول تمہارے قرآن مین بہی توراۃ و انجیل و
زبور پر ایمان لانے کی تاکید ہے یہہ کتابین ہمارے پاس ہین ان پر ایمان لاؤ ان مین
کچہہ لکہا ہی اوسکو مانو مسیح خدا کا بیٹا اور دنیا کا کفارہ ہی جب سادہ لوح اس مقام مین آگئے تب انکو ادہر کہینچا کہ تمہارے

نبی کے پاس کوئی معجزہ نہ تہا اگر ہوتا تو قران مین مندرج ہوتا جسکو تم نبی سمجھتے ہو
وہ نبی نہ تہے اوسنے قرآن مین بہت سی غلط باتین لکہدین اور جب کسی نے
پوچھا اچھا میم صاحب ان باتونکے غلط ہونے کی کیا دلیل تو اونہون نے کہا
جسکو تم چند روز ہوے تورات و انجیل مان چکے ہو یہ باتین اونکے برخلاف ہین
اسلئے غلط ہین اول تو یہ فریب آمیز تقریر پہر میم صاحب کی نرم و مہین آواز اور پہر بیچ
ناز و انداز اور بہی غضب تر و پر ہے اسلئے اس پر آشوب زمانہ مین ان کتابونکی
تحقیقات کی ہمکو زیادہ ضرورت ہوئی انتہی) بقدر الحاجة ومن شاء مزيد
التحقيق فليرجع الى تلك المقدمه فعلم من هذه التحقيقات ان المصنف
فى هذه المسئلة ليس على منهاج الحق وخارج عن ما عليه سائر اهل القبلة
من اهل السنة والشيعة وغيرهما وحكمه هذا باطل كل البطلان لاينبغى
ان يصغى اليه كل من كان من اهل الايمان لانه يوهن بنيان الاسلام
ويقوى مابناه اليهود والنصارى وسائر عبدة الطاغوت وهمزة الشيطان
لصرف المومنين عن دينهم وايمانهم بصدق النبى والقران معاذ الله
منه قال فى آخر هذا الكتاب فى صفحه ٢٤ فقد علم انه كرم الله وجهه
جمع القران قديما على تنزيل الاول فالاول من سوره كما ذكر الباقلانى
على ما فى تفسير القرطبى وابن كثير اشعرا باستثناء من بعضها لبعض ايما
وترتيب نزول الذى فى سورة خالف تنزيلها ترتيب النظم كما كان
تلقاه من رسول الله صلى الله وآله وسلم حيث كان له اعتناء بعلمه
من اول نقله ثم جمعه بعد وفاته صلى الله عليه وآله وسلم كما تقرر فى
العرضة الاخيرة خشية ان ينفلت فقصد به محافظة علم التنزيل والتعديل

نبی کے پاس کوئی معجزہ نہ تہا اگر ہوتا تو قرآن مین مندرج ہوتا جسکو تم نبی سمجہتے ہو وہ نبی نہ تہے اوسنے
قرآن مین بہت سی غلط باتین لکہدین اور جب کسی نے پوچہا اچہا میم صاحبہ ان باتون کے غلط
ہونیکی کیا دلیل تو اونہون نے کہا جسکو تم چند روز ہوئے توراۃ و انجیل مان چکے ہو یہ باتین اونکے
برخلاف ہین اسلئے غلط ہین اول تو یہ فریب آمیز تقریر پہر میم صاحبہ کی نرم دہیمی آواز اور یورپکے
ناز و انداز اور بہی غضب تزویر ہے اسلئے اس پر آشوب زمانہ مین ان کتابونکی تحقیقات کی ہمکو زیادہ
ضرورت ہوئی انتہی) تمام ہوا بقدر حاجت اور جسکو زیادہ تحقیق درکار ہو تو مقدمہ مذکورہ کیطرف رجوع ہو
پس ان تحقیقات سے معلوم ہوا کہ مصنف اس مسئلہ مین راہ حق پر نہین ہے اور تمام اہل قبلہ سنی شیعہ وغیرہ کے
مذہب سے خارج ہو اور اوسکا یہ فتویٰ سرتا پا باطل ہے نہین لایق ہے کہ اسکے طرف کان لگاوے کوئی بہی مسلمان
مین سے اسلئے کہ یہ فتویٰ سست کرتا ہے اسلام کی عمارت کو اور قوی کرتا ہے یہود و نصاریٰ اور دیگر بندگان طاغوت
وہمزات شیطان کی بنا کو جسکو اونہون نے قایم کیا ہے مومنین کو پہیر دینے کے واسطے اونکے دین سے
اور اونکے صادق ماننے سے ہی اور قرآن کو خدا کی پناہ اس سے کہا مصنف نے اس کتاب کے آخر مین صفحہ ۲۹۲
مین (پس بیشک معلوم ہوگیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے پہلے زمانہ مین قرآن کو مطابق نزول اول پس اول آیتکی
سورتونکی جمع کیا تہا جیسا کہ اسکو ذکر کیا ہے باقلانی نے تفسیر قرطبی کے بیان پر بنا کرکے ابن کثیر نے ظاہر کرکے
بعض آیتون کا استثنا دوسری بعض آیتونکی وجہ سے اور ترتیب آیتونکے نزول کی بعض سورہ مین کہ
اوسکے مخالف ہے ترتیب اس نظم کی بطور یکہ حضرت امیر نے اوسکو حاصل کیا تہا رسول خدا صلعم سے اسلئے
کہ اونکو قرآن کے سیکہتے ہی علم قرآن کے طرف خاص توجہ ہوگئی تہی پہر اوسکو جمع کیا آنحضرت صلعم کی
وفات کے بعد جسطرح جبرائیل دورہ مین ثابت ہو چکا تہا ضایع ہو جانیکے خوف سے پس آپ کو جمع
قرآن سے علم قرآن کی حفاظت اور تجدید۔

وارشد الى معرفة الناسخ والمنسوخ وعلم اهل الرسخ فكان كانه
كتاب علوم القران يعلم منه علما جما ظهريا وفهما عميا بطنيا اعطاها الله
من لدنه اياه فكان كانه العلم كله قال ابن حجر المكى فى المنح المكية
واختلى اى المرتضى بعد موته صلى الله عليه واله وسلم فكتب كتابا
فيه العلوم العجمة حتى قال ابن سيرين لو اصبت ذلك الكتاب لظفرت
بالعلم كله انتهى الى ههنا كتابه هذا ولذا قال بعده تمل الجزء الاول
من كتاب الفقه الاكبر عن اهل البيت الاطهر ويتلوه الجزء الثانى
من الايمان بانبياء الله ورسله تعالى انتهى اقول ومن الله التوفيق هذه
الرواية مما ستشهد به الشيعة على ان امير المومنين سيدنا على بن ابى طالب
كرم الله تعالى وجهه قد جمع قرانا جامعا لجملة ما ورد به التنزيل كافلا
لكل ما نزل به التنزيل لكن الصحابة قد تركوه وما اعتنوا به حتى الاعتنا
لما رأوا فيه من اعلام قبائحهم ونقائصهم وانحطاط درجتهم من
درجات اهل البيت وائمتهم وغير ذلك من الاحكام والمعالم
التى هم على خلافها فلهذا غاب عنهم وستر حتى اذ ظهر
الامام الثانى عشر من غار سر من راى يعمل بذلك القران الغائب
ويحكم به بين الناس ويامر الناس بترك العمل بالقران الموجود لان
الموجود محرف وناقص بخلاف الغائب فانه تام موافق للتنزيل الاول
فالاول ومطابق للمعرفة الاخيرة ولهذا تمنى ابن سيرين بانه لو اصاب
ذلك الكتاب لظفر بالعلم كله فعلم من فحوى هذه التمنى ان العلم كله
فيه لا فى الموجود والا فما معنى للتمنى ههنا وبهذا البيان المزعوم على اهل السنة

مد نظر تھی اور آپنے معرفت ناسخ و منسوخ و علم اہل رسوخ کے طرف رہبری فرمائی پس گویا کہ وہی قرآن علوم قرآنکی
کتاب تھی کہ جس سے علم کثیر قوی اور فہم عمیم خفی کا علم حاصل ہوتا تہا کہ جن دونون کو اپنے پاس سے حق تعالی نے
اونکو عطا فرمایا تہا پس گویا سارا علم اوسی قرآن مین جمع ہوگیا تہا کہا دیباچہ تفسیر کی نے مسجد کوفہ مین اور تنہائی
مین بیٹھے علی مرتضی بعد وفات آنحضرت صلعم کے پس ایک ایسی کتاب لکھی کہ جو تمام علوم کا مجموعہ تھی یہانتک کہ
ابن سیرین نے کہا ہے کہ اگر مجھکو وہ کتاب میسر آتی تو سارا علم مجھکو حاصل ہوجاتا یہانتک مصنف کی یہ کتاب
ختم ہوگئی اور اسی وجہ سے اس عبارت کے بعد مصنف نے کہا ہے کہ کامل ہوگیا پہلا حصہ کتاب فقہ اکبر
عن اہلبیت اطہر کا اور اس سے متصل ہوگا دوسرا حصہ اس کتاب کا کہ جو شروع ہوگا انبیا سے خدا
اور اوس کے رسولون پر ایمان لانے کے بیان سے انتہی مین کہتا ہون اور توفیق خداہی کے
طرف سے ہے کہ اس روایت سے شیعہ دلیل لاتے ہین اس پر حضرت امیر نے قرآن جمع
کیا تہا کہ جو جامع تہا تمام آیات منزلہ کا و مدار تہا کل الفاظ قرآنیہ کا لیکن صحابہ نے اوسکو چہوڑ دیا
اور اوسی کیطرف جیسا چاہیئے توجہ نکی اسوجہ سے کہ اونہون نے اوسمین اپنے قبائح و نقصانات اور اپنی
پستی درجات اہلبیت اور اونکے ائمہ کے درجات سے اور دیگر امور کا اظہار دیکھا اسی سبب سے وہ قرآن
اون سے غایب و مستور ہوگیا یہانتک کہ جبتک کہ بارھوین امام موضع سرمن رائے کے غار سے ظاہر ہونگے
تو وہی قرآن غایب پر عمل کرینگے اور اوس کے مطابق لوگونمین احکام جاری کرینگے اور قرآن موجود پر عمل کرنیسے
اونکو روکینگے اس لیئے کہ قرآن موجود محرف و ناقص ہے بخلاف قرآن غایب کے کیونکہ وہ کامل ہے
اور تنزیل اول پس اول کے موافق ہے اور اخیر دورہ قرآن کے مطابق ہے اور اسی وجہ سے
ابن سیرین نے تمنا کی ہے کہ اگر وہ قرآن میسر ہوتا تو سارا علم حاصل ہوجاتا پس اس تمنا کے ہونے سے
معلوم ہوگیا کہ تمام علم اوسی مین ہے نہ کہ قرآن موجود مین ورنہ اس مقام مین تمنا کے کیا معنی
ہوسکتے ہین اور اسی بیان سے شیعہ نے اہل سنت پر —

بأنكم لستم على الهدى وما عندكم ليس بما يهتدى به الهدى فالمصنف لما سلم هذه الرواية
واستشهد بها قوى مزعوم الشيعة وثبت الزامهم على اهل السنة والجماعة والعذر بانه رد ما زعم
الشيعة فى صدر البحث بقوله وقد يتوهم انه قران له محود فيه ما ليس فى غيره وليس كما يتوهم ولهذا
سماه بكتاب علوم القران لا بالقران لا يجدى لانه بنفسه صرح بان ذلك الكتاب كان قرانا لا غير
حيث قال بعد ذلك فقد علم انه كرم الله وجهه جمع القران قديما على تنزيله الاول فالاول الى
ان قال فهذان كلمة كتاب علوم القران انتهى والعارف بلغات العرب يعلم ان معنى كان زيدا اسد ليس
ان زيدا اسد فى الحقيقة بل هو مشابه بالاسد فى صفة الشجاعة فصار كانه اسد فكذا ههنا لما قال
المصنف اولا انه كرم الله وجهه جمع القران علم ان ما جمعه كرم الله وجهه قران فى الحقيقة لا غير ثم
لما قال بعده فكان كانه كتاب علوم القران علم ان ذلك القران لكونه جامعا لجملة العلوم مشابه بكتاب
علوم القران فصح ان يقال لكتاب علوم القران استعارة لا حقيقة وبالجملة فاول كلامه ههنا مناقض لاخره
كما لا يخفى فعلم مما حققنا فى رد كتابه هذا من اوله الى اخره انه ليس من اعوان اهل السنة ولا من محيى
علوم اهل البيت بل جادل لفهم مزعوماته مستترا فى دعوى نصرة اهل السنة واحياء علوم اهل بيت
النبوة فهو فى موضع يوافق اهل السنة ويخالف الشيعة وفى موضع بعكس وفى موضع يخالفهما جميعا
بل يخالف سائر اهل القبلة كما فى مسئلة الجهاد خالفهما جميعا وفى مسئلة الكتب السماوية السابقة خالف
سائر اهل القبلة بل خالف اليهود والنصارى ايضا كما يستفاد مما حققناه فيهما فلا ينبغى للعاقل
ان يتوجه الى مزعوماته خاليا الذهن عن ما هو حق عند اهل السنة والجماعة كثرهم الله تعالى والتحقيق
فى هذه المسئلة بحيث ينكشف به الاختلاف فى القران الموجود بين اهل السنة والشيعة فما اقوله
بتوفيق الله تعالى وعونه قال خاتم المفسرين فى التحفة فى صفحه ٢٦ بايد دانست كه اقسام دليل نزد
ايشان چهار است كتاب وخبر واجماع وعقل كتاب كه قران مجيد است بزعم ايشان قابل استدلال نيست زيراكه
اعتماد بر قرانيت او حاصل نشود الا وقتيكه ماخوذ باشد بواسطه امام معصوم وقرانيكه ماخوذ از ائمه است

الزام لگایا گیا ہی کہ تم ہدایت پر نہین ہو اور جو قران تمہاری پاس ہی اس قابل نہین ہے کہ اوس سی مخلوق راہ حق کو پائی پس مصنف نی
جبکہ اس روایت کو مان لیا اور اس سی دلیل لایا شیعہ کا اعتقاد قوی ہو گیا اور اونکا الزام اہلسنت پر ثابت ہو گیا اور عذر کرنا باین طور کہ
مصنف نی اس بحث کو شروع مین شیعہ کی خیال کو رد کیا ہی اپنی اس قول سی کہ کبھی جو گمان کیا جاتا ہی کہ وہ کتاب حضرت علی کا قران ہی کہ
اوسمین وہ احکام مندرج ہین کہ اوس کے غیر مین نہین ہین اور ایسا نہین ہی اور اسی وجہ سی مصنف نی اوسکا نام کتاب علوم القران رکھا ہی نہ کہ
قرآن غیر نافع ہی اس وجہ سی کہ خود مصنف نی صاف کہدیا ہی کہ وہ کتاب قرآن تہا نہ کچھ اور چنانچہ اسکے بعد کہا ہی (پس معلوم ہو گیا کہ حضرت امیر نی
پہلے زمانہ مین قرآن جمع کیا تہا اوسکی تنزیل یا اول یہی دل کی مطابق) پر اتنا کہ کہا ہی گویا کہ وہ قرآن کتاب علوم قرآن تہی آئی اور لغات عز
جو شخص ماہر ہی جانتا ہی معنی کان زید الاسد کی یہ نہین ہین کہ زید حقیقت مین شیر ہی بلکہ وہ شیر کی مشابہ ہی صفت شجاعت مین پس گویا کہ وہ
شیر ہے اسیطرح اس مقام پر جبکہ مصنف نی پہلے کہدیا ہی کہ حضرت امیر نی قرآن جمع کیا تہا اور اوس سی معلوم ہو گیا کہ جو کچھ اونہون نی جمع کیا تہا
وہ قرآن تہا در حقیقت اوسکے سوا اور کچھ نہ تہا پہر جب اسکے بعد کہا کہ گویا ان کا نام کتاب علوم القران ہی اس سی معلوم ہو گیا کہ وہ قرآن جو
جامع ہو نیکی علوم کی مشابہ ہو گیا کتاب علوم القران کی تو صحیح ہو گیا کہ اوسکو مجازاً کتاب علوم القران کہا جائے کہ حقیقتاً اور حاصل یہ ہی کہ مصنف کا
اول کلام اس مقام مین مناقض ہی آخر کلام کی جیسا کہ مخفی نہین ہی پس جو مصنف کی اس کتاب کا مطالعہ اول تا آخر تحقیق کیساتھ کیا
اوس سی معلوم ہو گیا کہ مصنف اہلسنت کی معاونین سی نہین ہی اور علوم اہلبیت کی زندہ کر نیوالا نہین ہی بلکہ اوس نی اپنی خیالات کی تائید کا قصد کیا ہی تائید
اہلسنت و احیاء علوم اہلبیت نبوت کا دعویٰ کر کی پس کسی مقام مین مصنف اہلسنت سی مبدل ہو کر شیعہ کا مخالف ہی اور کسی مقام مین اسکی برعکس ہے اور کہین
دونوں کا بلکہ تمام اہل قبلہ کا مخالف ہی جیسا کہ مسئلہ جہت مین دونوں کا مخالف ہی اور کسب سماعت مسئلہ کہ مسئلہ مین تمام اہل قبلہ کا بلکہ یہود و
نصاریٰ کا بہی مخالف ہی جیسا کہ ہماری تحقیق سابق سی مستفاد ہوتا ہی پس عاقل کو لائق نہین ہی کہ مصنف کی خیالات کیطرف توجہ کر کی خالی الذہن
ہو کر اون عقاید سی کہ جو حق ہین نزدیک اہلسنت والجماعت کے حق تعالیٰ اوسکو زیادہ کری اور تحقیق اس مسئلہ مین اسطرح ہی کہ جس سی
ظاہر ہو جائے جو اختلاف کہ قرآن موجود کے متعلق اہل سنت اور شیعہ مین ہے پس وہ ہے کہ جس کو مین بیان کرتا ہون
حق تعالیٰ کی توفیق اور اوسکی مدد سے خاتم المفسرین مولانا شاہ عبد العزیز نے تحفہ اثنا عشریہ کے صفحہ ۲۳۷ مین کہا ہے جاننا چاہئے کہ
کہ دلیل کے اقسام شیعہ کے نزدیک چار ہین کتاب و خبر و اجماع و عقل کتاب کہ قرآن مجید ہے اونکی خیال مین استدلال کی
قابل نہین ہی اسلئے کہ اوسکی قرآن ہونی پر اعتماد جبہی ہو سکتا ہے کہ وہ کسی امام معصوم کی ذریعہ سی لیا جاتا اور جو قرآن کہ اماموں سے لیا گیا ہے

ودر صحت ایشان موجود نیست واین قرآن که بزعم ایشان معتبر نداشته اند وقابل استدلال وتمسک نشمرده
چنانچه از کلینی وغیره کتب معتبره ایشان منقول خواهد شد واین مطلب بچند وجه ثابت است اول آنکه جماعه کثیر از
امامیه از ائمه روایت کرده اند که قرآن منزل را تحریف کلمات از مواضع آن واسقاط آیات بلکه سور نیز
بوقوع آمده وترتیب هم متغیر شده وحالا آنچه موجود است مصحف عثمان است که هفت نسخه از آن نوشته
باطراف عالم شهرت داده وکسی را که قرآن منزل بحال ترتیب ووضع بود انقضب وشلاق نمود
تا آنکه طوعا وکرها همه آفاق برین مصحف اجماع کردند پس این مصحف قابل تمسک واستدلال نباشد ونظم والفاظ
او در عام وخاص ومجمل اعتماد نباشد چه جائز است که این احکام که درین قرآن موجود اند همه اینها یا اکثر اینها
منسوخ باشند بآیاتی وسوری که اسقاط کرده اند یا مخصوص باشند بآیات وسور مسقطه وجه دوم آنکه ناقلان این قرآن
بلا تشبیه مثل ناقلان توریت وانجیل اند که بعضی از ایشان اهل نفاق بودند مثل عظمای صحابه وکبرای ایشان و
بعضی از ایشان طالبین دنیا ملک ودین فروش مثل عوام صحابه که بطمع مال ومناصب اتباع رئیسان خود کردند
از دین مرتد شدند مگر چهار کس یا شش کس پس صحبت پیغمبر را حجاب اوند وبا خاندان او دشمنی وعداوت پیش گرفتند و
کتاب او را تحریف وخطاب او را تغییر کردند مثلا جای من المرافق الی المرافق ساختند وجای ائمة هی ازکی
من ائمتکم امة هی اربی من امة نوشتند وعلی هذا القیاس الی آن قال پس چنانکه بر توریت وانجیل اعتماد
نتوان کرد وعقیده وعمل را از ان نتوان گرفت همچنین ازین قرآن موجود تمسک نباید کرد وهم چنانکه احکام
اینها منسوخ شده اند بقرآن مجید همچنین ازین قرآن هم چیزی بسیار منسوخ شده وناسخ را از غیر ائمه کسی نمیداند
سوم آنکه ثبوت نزول قرآن واعجاز او بلکه ثبوت نبوت پیغمبر نیز موقوف است بر ثبوت صدق ناقلین
وچون ناقلین نبوت پیغمبر اینها اعدا باشند که بسبب غرض فاسد خود نص را که بحضور یک لک وبیست وچهار هزار
کس پیغمبر فرموده بود در خفا وکتمان نمودند وهیچکس عند الحاجت اظهار نساخت تا آنکه حق خاندان نبوت
تلف شد واصل عظیم دین که هم نصب نبوت است یعنی امامت برهم گشت بر نقل اینها چه اعتماد
شاید بنا بر غرض فاسدی همه اینها بسته باشند که فلانی نبی بود ومعجزها داشت وقرآن برو نازل شده

شیعہ کی ہاتھ مین موجود نہین ہے اور اس قرآن کو ائمہ معتبر نہین سمجھتے تھے اور قابل استدلال و تمسک جانتے تھے جیسا کہ کلینی وغیرہ اونکی معتبر کتابون سے
منقول ہوگا اور یہ مدعا چند وجہ سے ثابت ہے اول یہ کہ ایک بڑی جماعت امامیہ نے اپنے اماموں سے روایت کی ہے کہ قرآن منزل مین بدل دیا کلمات کالے اونکی مواضع سے
اور گرا دیا آیات بلکہ بعض سورتین بھی وہ نہین آیا ہے اور ترتیب مین بھی تغیر ہوگیا ہے اور اب جو کچھ موجود ہے مصحف عثمان ہے کہ جسکو سات نسخے لکھکر اطراف عالم مین
مشہور کردیا اور جو کہ قرآن منزل تھا اسکی آل کی ترتیب و وضع پر پہونچتا تہا اوسکو زد و کوب کیا یہانتک عبید اللہ تمام جہان نے اسی مصحف پر اجماع کرلیا پس مصحف
تمسک و استدلال کے قابل نہین ہے اور اوسکی نظم و الفاظ اور اوسکی عام و خاص مجمل پر اعتماد نہین ہے کیونکہ جائز ہے کہ یہ احکام کہ اس قرآن مین موجود ہین منسوخ ہوں
یا اکثر منسوخ ہین اون آیات اور سورتوں سے کہ جنکو گرا دیا ہے یا مخصوص ہون آیات و سورہ مقاطیسی دوسری وجہ یہ کہ اس قرآن کے نقل کرنیوالے بلا شبہ مثل
ناقلین توریت و انجیل کے ہین کہ بعض انکے منافق تہے جیسا کہ صحابہ جلیل القدر اور بعض اونکے راغب دنیا طلب دین فروش تہے جیسا کہ عوام
صحابہ کہ مال و مناصب کی طمع مین اپنے پیغمبر کے دین کو چہوڑ بیٹہے مرتد ہوگئے بجز چار یا پانچ شخص کے اور پیغمبر کے طرفیہ کہ جواب دیکہیے اوسکے
خاندان سے دشمنی و عداوت اختیار کی اور اوسکی کتاب مین تحریف اور اوسکو مطالب مین رد و بدل کردیا مثلاً من المرافق کی جگہ الی المرافق بنا دیا
اور ائمۃ ہی ازکی من ائمتکم کی جگہ امۃ ہی اربی من امۃ کہدیا اور اسی طرح سے یہانتک کہ کہا پس جیسا کہ توریت و انجیل پر اعتماد نہین
کرسکتے ہین اور عقیدہ اور عمل کرا اون سے لے نہین سکتے ہین اسی طرح اس قرآن موجود سے تمسک نہ کرنا چاہیے اور جس طرح کہ اونکے احکام منسوخ
ہوگئے ہین قرآن مجید سے اسی طرح سے اس قرآن سے بھی بہت سی باتین منسوخ ہوگئی اور ناسخ کا علم اماموں کے سوا دوسرے کو نہین ہے
تیسری وجہ یہ ہے کہ نزول قرآن اور اوس کے معجزہ ہونے کا ثبوت بلکہ پیغمبر کی نبوت کا ثبوت بھی موقوف ہے نقل کرنیوالوں کے
صادق ہونے پر اور جبکہ نبوت پیغمبر کے نقل کرنے والے یہ لوگ ہین کہ جنہون نے اپنی غرض فاسد کی وجہ سے اوس
کلام کو کہ پیغمبر نے ایک لاکھ چوبیس ہزار لوگون کے سامنے فرمایا تہا یعنی نص کو پوشیدہ کردیا اور کسی شخص نے حاجت کے وقت
ظاہر نہ کیا یہانتک کہ خاندان نبوت کا حق تلف ہوگیا اور دین کی بہت بڑی اصل کہ نبوت کے ہم پلہ ہے یعنی
امامت و مبہم ہوگئی ان لوگون کی نقل پر کیا اعتماد چاہیے غرض فاسد کے وجہ سے یہ سب تہمتین بنائی
ہونگی کہ فلان شخص نبی تہا معجزے لایا اور اوس پر قرآن نازل ہوا۔

ہم سلفا از مصاحف صحابہ او بما خبر شدند و در واقع جمیع نباشد انتہی اذا تمہد ہذا فنقول عندہ اختلاف لقاتہ

فی القرآن المجید و فاعلم انہ قال ہو انہ طعن اللسان علی من جمع فی القرآن وضعف المنہ قال المجتہد

القمقام اور ابن عبد البر مالکی نے کتاب استیعاب مین محمد ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ جب لوگون نے

ابوبکر سے بیعت کی تو حضرت امیر نے بیعت مین تاخیر کی اور اپنے گہر مین بیٹہے رہے ابوبکر نے کہلا بہیجا کہ کیون

دیر کی تمنے میری بیعت مین آیا کراہت کی تمنے میری امارت اور خلافت سے پس فرمایا حضرت نے کہ کراہت تو

نہین کی مینے لیکن قسم کہائی ہے مینے کہ نہ اوڑہونگا اپنی ردا کو سوا وقت نماز کے جبتک کہ جمع نہ کرلون قرآن کو کہا

ابن سیرین نے کہ روایت پہونچی مجہکو کہ آنحضرت نے جمع کیا قرآن کو موافق اوسکے کہ نازل ہوا تہا اور اگر ہاتہہ آتا

وہ قرآن تو البتہ اوس سے علم کثیر حاصل ہوتا اور اسکے قریب دوسری روایت عبد الرزاق کے اسناد سے

اوسی کتاب مین مذکور ہے **اقول بفضل العزیز العلام** ملا علی قاری نے مرقات مین لکہا ہے کہ

یہ خبر ضعیف ہے اسواسطے کہ بسند حسن ثابت ہے کہ جناب امیر فرماتے تہے اعظم الناس فی المصاحف اجرا

ابو بکر رحمۃ اللہ علی ابی بکر ہو اول من جمع کتاب اللہ اب اس خبر صحیح کو خبر ضعیف محمد بن سیرین کے

معارض نہین کہہ سکتے معارضہ مین شرط ہے کہ متعارضان ضعفا و قوت مین برابر ہون پہر اسی کتاب مذکور مین ہے کہ

بر تقدیر صحت مراد جمع سے حفظ برا سرہے یا جمع با نفرادہ لیکن جمع ابوبکر کا اجماعی ہے کہ احتمال زیادتی اور نقصان

سعید بن کا نہین رکہتا اور اسی جہت سے جناب امیر نے حضرت ابوبکر کے جمع کو پسند کیا اور انکو کلمہ دعا سے خورسند کیا

قال المجتہد القمقام اب ہم پوچہتے ہین کہ وہ قرآن کیا ہوا اور کہان غائب ہوا اور کوئی اوسکا حافظ اور راوی اسکے

علم کثیر کا عالم ہے یا نہین اگر ہے تو کہان ہے اور کس ملک اور کس شہر مین ہے اور جتنے سوال کہ ہمنے کئے ہمنے ہی

لئے باقی ہین اونکا جواب تمپر لازم ہے **اقول بفضل العزیز العلام** یہ سوال فرع ہے صحت روایت ابن سیرین کا

حالانکہ جب وہ روایت مخدوش ٹہہری تو اب اس سوال کی گنجائش نرہی بلکہ بنابر زعم ملازمان والا شتی کا

سوال اور چلا یا گیا کہ وہ پوچہینگا کہ یہ قرآن جو اسوقت قرآن غائب کا عین ہے یا غیر اگر عین ہے تو پہر امام مہدی کی کیا

وجہ اور امام جعفر صادق نے کیون اسکو زمین پر پہینک مارا اور جدائی اسمین اور اہلبیت مین کہان لازم آئی

اور بلنا اوسکے مقابلہ سے عاجز ہو گئے اور مراقع بین کچھہ ہی نہوگا انتہی) جبکہ یہ ثابت ہو چکی اور آس شیعہ وسنی کا اختلاف قران موجود مین ظاہر ہو گیا
ہین جاننا چاہیے کہ کہا صاحب لسان علی من حجج فی القران کہ مصنف زاد اسکی صفحہ ۸۱ مین کہا مجتہد مقام نے (اور ابن عبد البر مالکی نے کتاب استیعاب مین محمد ابن
سیرین سے روایت کی ہے کہ جب لوگون نے ابوبکر سے بیعت کی تو حضرت امیر نے بیعت مین تاخیر کی اور انکے گہر مین بیٹہے رہے ابوبکر نے کہلا بھیجا کہ کیون دیر کی تمنے
میری بیعت مین آیا کراہت کی تمنے میری امارت اور خلافت سے پس فرمایا حضرت نے کہ کراہت تو نہین کی ہے لیکن قسم کہائی ہے مین نے کہ نہ اوڑہونگا
اپنی ردا کو سوا وقت نماز کے جبتک کہ جمع نکرلون قرآن کو کہا ابن سیرین نے کہ روایت پہونچی مجھکو کہ آنحضرت نے جمع کیا قرآن کو موافق اوسکے
نازل ہوا تہا اور اگر ہاتھہ آتا وہ قرآن تو البتہ اوس مین علم کثیر حاصل ہوتا اور اسکے قریب دوسری روایت عبد الرزاق کی اوسناد سے اوسی
کتاب مین مذکور ہے) مین کہتا ہون عزیز علام کے فضل سے (ملا علی قاری نے مرقات مین لکہا ہے کہ یہ خبر ضعیف ہے اصلا اسکی سند حسن
ثابت ہے کہ جناب امیر فرماتے تہے اعظم الناس بایلے والا قرآن جمع کرنیوالا لوگون مین ابوبکر ہے رحمۃ اللہ علی ابی بکر
ہو اول جمع کتاب اللہ اب اس خبر صحیح کو خبر ضعیف محمد بن سیرین کے معارض نہین کہ سکتے معارضہ مین شرط یہی
کہ متعارضان ضعف اور قوت مین برابر ہون پہر اوسی کتاب مذکور مین ہے کہ بو تقدیر صحت مراد جمع سے حفظ براسہ ہے یا جمع
با فراده لیکن جمع ابوبکر کا اجماعی ہے کہ احتمال زیادتی اور نقصان معتدین کا نہین رکہتا اور اسی سبب سے جناب امیر نے حضرت ابوبکر کے
جمع کو پسند کیا اور با دلکو کلمہ دعا سے خوش پسند کیا) کہا مجتہد مقام نے (اب ہم پوچھتے ہین کہ وہ قرآن کیا ہوا اور کہان غائب ہوا اور
کوئی اوس کا حافظ اور اوسکے علم کثیر کا عالم ہے یا نہین اگر ہے تو کہان ہے اور کس ملک اور کس شہر مین ہے اور حقیقے
سوال کہ تمنے ہمسے کیے تہے ہی کئے جاتے ہین اونکا جواب تمپر لازم ہے) مین کہتا ہون عزیز علام کے فضل سے
یہ سوال فرع ہے صحت روایت ابن سیرین کا حالانکہ جب وہ روایت مخدوش ٹہری تو اب اس
سوال کی گنجائش نہ رہی بلکہ بنا بر زعم ملا زمان والاستفتی کا سوال اوسپر الٹا یا گیا کہ وہ پوچھے گا کہ یہ قرآن
حاضر اوس قرآن غائب کا عین ہے یا غیر اگر عین ہے تو پہر ناقص ہونے کی کیا وجہ اور امام جعفر صادق نے
کیون اس کو زمین پر پہینک مارا اور جدائی اسمین اور اہل بیت مین کہان لازم آئی ۔

اور اگر غیر ہے تو کیوں نماز وہ نہیں پڑہتے ہو اور اسپر عمل کرتے ہو اوس قرآن کو کیوں نہیں ڈہونڈہتے
اور ائمہ نے کیوں اوسکو ظاہر کیا اور بے نشان رکہا قرآن پڑہنے پڑہانیکو آیا تہا یا رکہنے اور چہپانیکو —

انتہی بقدر الحاجة فظهر من هذه التحقيقات ان المصنف لم يات في هذا الكتاب بما هو تحقيق عند اهل السنة في هذا الباب بل جمع الحق والباطل وايد المذهب العاطل وان مرآه مذهب اهل السنة ومرسه تشييد مباني اهل البدعة وان دعواه غير مطابق لدليله وكلامه مختلط بين صحيحه وعليله وما باين النقول كما هي ووافق المذاهب مثلما هي فوافق في مواضع بغير الحق قد تنحى في مواقع غير الصدق وانه اختار لنفسه ما هو ليس له باهل ونسب الى غيره بالجد والهزل ومعذلك يحسب انه من المجددين بل هو من احسن الاسخين واكمل العالمين والعالمين وانا نسئل الله تعالى لنا ولاخواننا من امة سيد المرسلين ان يختم لنا بالخير والعافية ويرزقنا خير الدنيا والآخرة ويحفظنا عن الضلالة بالهداية ويصوننا عن الغواية بالعناية اللهم اهد الضالين واحفظنا من شرورهم اجمعين واكف المسلمين شر الشياطين في كل وقت وحين هذا في الدنيا واما في الآخرة فارزقهم شفاعة سيد المرسلين وادخلهم جنات النعيم مع من يحبونهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين برحمتك يا ارحم الراحمين

واخر دعونا ان الحمد لله رب العلمين ٥

تمت

بسم الله الرحمن الرحيم

هذا غايت تهذيب البيان فی تقريظ الكتابين للمولوي محمد شاه والمولوي
حسن زمان نمقه العارف المتقی والعالم المتبحر اللوذعی المولوي احمد بن محمد
بن حسين بن ابراهيم القديمي الحسيني اليمنی كان الله له الحمد لله الذي
هدانا للاسلام والايمان ومن علينا بالاتباع لنبيه الهادي الی الحق والبيان
والصلوة علی سيدنا محمد المبعوث الی الانس والجان وعلی اله واصحابه وتابعيهم
باحسان اما بعد فاني نظرت ما صنفه المولوي حسين الزمان فوجدته اصلحه الله
وعفی عنه قد طمح فی التخليط بلا تامل ولا امعان ثم رايت الرد علی مصنفه فيما
خلط وغلط للمولوي العالم الورع محمد شاه بارك الله له فی العلم والعمل وحفه
بالوار المعارف والغفران فالحق اقول والله المستعان ان الرد المسمی باحسن
الدلائل هو الحق الذي عليه السلف والخلف والحق احق ان يتبع وما توفيقي
الا بالله عليه توكلت واليه انيب كتبه العبد الحقير القاصر عند ذوي البلاغة
والمعرفه احمد بن محمد بن حسين بن ابراهيم القديمي الحسيني اليمنی رحمه الله

هذا ما قرظه رئيس المحدثين فی هذا الزمان بحر العلوم مولنا المفتی محمد عباس عليه انا
افاض عليه الرحمن سجال الرحمة والغفران ان ما حرره فی احسن الذريعة
المولوي محمد شاه فاضل المحققين فانه حق اليقين ولفضل من الله المبين
ولتذكرة للمتقين ولتحفه للمسلمين ولبشری للمومنين وحسرة علی المنكرين ولو تقول
عليه احد لاخذه الله باليمين ولقطع منه الوتين فهو لقامع لافتراء المكذبين وبدعتهم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہہ نہایت مہذب بیان ہے مولوی محمد شاہ صاحب و مولوی حسن الزمان صاحب کی دونون کتابونکی
تقریظین اسکو لکھا ہے عارف متقی و عالم متبحر لوذعی مولوی احمد بن محمد بن حسین بن ابراہیم قدیمی حسینی نے خدا
اون کا حامی رہے ۔

شکر ہے اوس خدا کا جس نے ہم کو اسلام و ایمان کا راستہ بتایا اور اپنے نبی کی پیروی سے ہمپر
احسان فرمایا ایسے نبی کہ امر حق اور اوس کے بیان کیطرف رہنما ہین اور درود ہمارے سردار محمد پر جو جن و انس کیطرف
بھیجے گئے ہین اور اونکی ال و اصحاب اور اونکی تابعین پر انکی پیروی کرنیکے باب مین حمد و صلوۃ کے بعد پس مینے
مولوی حسن الزمان کی کتاب کو دیکھا تو ایسی کتاب پایا خدا اوسکو درست کرے اور اوسکی لغزش سے درگذر فرما
کیونکہ اوسمین حق و باطل مین خلط و ملط کیا گیا ہی پہر مینے اوس کتاب کی آمیزش و اغلاط کے رد کو دیکھا جس کے
مؤلف عالم پرہیزگار مولوی محمد شاہ ہین خدا اونکے علم و عمل مین برکت دے اور اون کے انوار معارف اور مغفرت سے
گھیر لیوے پس مین سچ کہتا ہون اور اسمین ہی مادہ مطلوب ہے کہ بیشک یہہ رد کہ جس کا نام احسن الذریعہ ہی حق ہی
کہ جس پر پہلے اور پچھلے علما تھے اور حق ہی اتباع کا زیادہ مستحق ہے اور میری توفیق خدا ہی سے ہے
اوسی پر مینے بہروسا کیا اور اوسی کیطرف رجوع ہوتا ہون ۔

یہہ تقریظ لکھی ہے اس زمانہ کے رئیس المحدثین بحر العلوم مولانا مفتی محمد عباس علیخان نے اونپر رحمن اپنی
رحمت و مغفرت کے ڈول بہائے ۔

جو کچھ کہ احسن الذریعہ مین مولوی محمد شاہ فاضل محقق نے لکھا ہی پس وہ بیشک امر حق یقینی ہے اور خدا
سبحانہ کا فضل اور اہل تقوے کیلئے تذکرہ اور مسلمانون کیلئے تحفہ اور اہل ایمان کیلئے بشارت اور منکرین
کیلئے حسرت ہے اور اگر کوئی شخص اس پر زبان درازی کریگا البتہ خدا اوس کے دہنی ہاتھ کو پکڑ لے گا

المبتدعين ولناف لتحريف الغالين وانتحال المبطلين وتاويل الجاهلين فهو نور يهدي للمهديين

هذا ما قرظه ذو الفهم الثاقب والفكر الصائب جامع المعقول والمنقول حاوي الفروع والاصول الذي يلوح في جبهة سيماء الصالحين المولوي الالمعي ابو المظفر محمد سعيد الدين الرامفوري عمم فيضه المعنوي والصوري مدرس المدرسه النظاميه في السنين الماضيه —

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله واهب العطايا — التي لا تحملها المطايا وغافر الخطايا بمكفرات المناسك والضحايا والصلوة والسلام الاتمان الاكملان على سيد البرايا محمد المصطفى صاحب البينات والهدايا وعلى اله وصحبه الذين هم سفن النجاة عن البلايا ونجوم الاهتداء في ظلمات الزوايا — وبعد فقد طالعت العقد الاكبر عن اهل البيت الاطهر الذي صنفه المولوي حسن الزمان التركماني نسبا والحيدرابادي مسكنا من الاول الى الآخر بالنظر الغامر والتدبر اللائق بالناظر ثم نظرت في رده احسن الذريعة المسدعن الاقوال الشنيعة الذي الفه حامي السنة قامع البدعة ذو الطبع النقاد والفكر الوقاد الذي تميز بالصدق والصلاح والفور على مدارج الرشد والفلاح الشيخ الحاج الصوفي المولوي محمد شاه القميصي القادري اوصله الله الى ما يتمناه وعلى المراتب العلية رقاه فوجدت المردود مطرودا — والرد عليه مقبولا محمودا وقلت قد جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا — فلله در الراد حيث اتى في رده بما يطلب ويراد — من نظر في هذين الكتابين بالتدبر لا معان

اوراوسکی شہرگ کو کاٹ ڈالیگا اس لئے کہ یہہ کتاب جھٹلانیوالونکی دروغگوئی اور بدعتیونکی بدعت کو اوکہیڑنیوالی
اور علو کرنیوالونکی ردوبدل ور اہل باطل کی دعا اور جاہلونکی تاویل کو مٹانیوالی ہی یعنی ایک نسخہ ہی کہ اہل سنت کی رہنمائی کرتا ہے فقط

یہہ تقریظ لکہی ہی صاحب فہم ثاقب و فکر صائب جامع معقول و منقول حامی فروع و اصول کہ جنکی
پیشانی مین نیکون کی علامت نمایان ہے مولوی تبریزا ے ابوالمظفر محمد سعید الدین رامپوری نے اونکا
باطنی و ظاہری فیض عام ہو جیو جو کہ گذشتہ برسون مین مدرسۂ نظامیہ کے مدرس رہے ہین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمیع حمد خدا کو ثابت ہے کہ بخشنے والا ہے ایسی عطاون کا کہ جن کو بوجہ لیجانیوالے جانور نہ اوٹھا
سکتے ہین اور معاف کرنے والا ہے خطاؤن کا عبادات حج و قربانیون کے کفارون سے اور
درود و سلام مخلوق کے سردار حضرت محمد مصطفی پر کہ معجزون اور ہدیون والے ہین اور اون کی
آل و اصحاب پر کہ بلاؤن سے بچنے کی کشتیان اور مصیبتون کی تاریکیون مین راہ پانیکے ستارے ہین
اس کے بعد پس مینے کتاب فقہ اکبر مولفہ مولوی حسن الزمان ترکمانی حیدرآبادی کو اول سے آخر تک
نظر غائر و تدبر لایق سے دیکہا پہر مینے اوس کے رد احسن الذریعہ مولفہ حامی سنت قامع بدعت
صاحب طبع نقاد و فکر وقاد جو کہ صدق و صلاح و فوز بدایع رشد و فلاح مین ممتاز ہین شیخ
حاجی صوفی مولوی محمد شاہ قمیصی القادری (اونکو خدا اونکی آرزو تک پہونچاے اور بلند مرتبو پر
عروج کراے) کو دیکہا پس مینے کتاب مردود کو مطرود اور اس کے رد کو مقبول و محمود پایا اور
بیساختہ مینے کہا کہ امر حق آگیا اور امر باطل مٹ گیا بیشک باطل مٹنے والا ہی تہا پس خدا ہی
کیلئے ہے نیکی رد کرنیوالے کی اس لئے کہ اپنے رد مین امر مطلوب و مراد کو درج کر دیا جو شخص
ان دونون کتابون مین تدبر و امعان سے نظر کرے گا اوس پر ثابت ہو جاے گا کہ حسن الزمان

محقق عليه ان حسن الزمان قدمان وزلت له قدمان وباء بالهوان والخذلان
اى كان متكبرا فى القاموس
لان الوباء فى الامراض المهلكة للانسان لا بل هو اشد من الوباء بلاءً واشنع منه
ابتلاءً لان ضرر الوباء انما هو على الابدان والاشباح وضرر كتابه المردود
على العقايد والارواح والضرر الروحي والايماني فوق الضرر الجسماني ومن
عقائد الفاسدة في هذا الكتاب المعتدة لبصائر القلوب والالباب انه
اثبت الجهة لله تعالى وهو خالق الجهات ومدبر الكائنات واثبت له البينونة
عن الخلق والاستقرار على العرش مع ان العرش ايضا من الخلق فالبينونة عن
الخلق تستلزم البينونة عن العرش على ان البينونة والاتصال من صفات النقص
والزوال والله تعالى مقدس عنهما ـــــ ومتصف بالكمال حي قيوم لم يزل
ولايزال واثبت ان الايمان عند الامام ابي حنيفة النعمان هو نفس المعرفة والقول وعند
غيره من الائمة المعرفة والقول والعمل وكلاهما باطلان لان المعرفة ليست من
الايمان عند احد من اهل النجات والغفران سوى الطائفة المرجية التي من
اهل البدعة والطغيان كما هو مصرح فى الملل والنحل وكتب العقايد بالتفصيل
والبرهان والذي هو المعتبر عند اهل الحق فى الايمان التصديق بمعنى
الايقان كما نطق به القران وشهد عليه سنة سيد الانس والجان واثبت
انحصار الائمة فى العدد المعتبرة عند الاثنى عشريه بخلاف اهل السنة والجماعه واثبت
خروج الازواج المطهرات من اهلبيت صاحب المعجزات واثبت عدالة الضعفاء
الوضاعين من الرواة فى مقابلة جروح اجلة المحدثين والثقات واثبت
ان الائمة من اهلبيت النبوة والصحابة والتابعين والائمة المجتهدين ساير

نے دروغگوئی کی ہے اور اوس کے دونون قدم پھسل گیے ہین اور خواری رسوائی کے لوٹا ہے
مثل رسوائی وبا کے انسان کے مہلک امراض مین نہین بلکہ وہ وبا سے زیادہ سخت بلا مین
اور اوس سے بدتر ہے ابتلا مین اس لئے کہ وبا کا ضرر تو بدنوا ورجسمون ہی پر ہے اور اسکی مردود کتاب کا
ضرر عاید وارواح پر ہے اور روحی وایمانی ضرر بڑا ہے جسمانی ضرر سے اور منجملہ اوس کے عقائد فاسدہ کے
اس کتاب مین جو کہ دلون اور عقلون کی بنیادون کو تباہ کرنے والے ہین یہہ عقیدہ ہے کہ اوس نے ثابت
کیا ہی جہت کو حق تعالے کیلئے حالانکہ وہ جہات کا خالق ہے اور سارے جہان کا مدبر ہے اور اوس کا
مخلوق سے جدا ہونا اور عرش پر بیٹھنا ثابت کیا ہے باآنکہ عرش بھی ایک مخلوق ہے پس مخلوق سے
جدا ہونیکو عرش سے جدا ہونا لازم ہے اس کے علاوہ جدا ہونا اور ملنا نقصان وزوال کی صفاتین ہین ہے
اور حق تعالی ان دونون امر سے پاک ہے اور کمال سے موصوف ہے زندہ قایم رہنے والا ہے کہ نہ زایل
ہوا اور نہ زایل ہوگا اور ثابت کیا ہے کہ ایمان امام ابوحنیفہ نعمان کے نزدیک معرفت اور قول کا
مجموعہ ہے اور ان کے سوا دوسرے امامون کے نزدیک معرفت و قول و عمل کا مجموعہ ہے اور یہہ دونون
قول باطل ہین اس لئے کہ معرفت اہل نجات و غفران مین سے کسی کے نزدیک ایمان مین معتبر نہین
ہے بجز طائفہ مرجیہ کے جو کہ اہل بدعت و طغیان مین داخل ہے جیسا کہ ملل ونحل مین اور کتب عقاید
مین تفصیل و برہان کیساتھہ مصرح ہے اور اہل حق کے نزدیک ایمان مین تصدیق یعنی ایقان
معتبر ہے اور بس جیسا کہ اس پر قرآن ناطق ہے اور سید انس وجن کی نسبت شاہد ہے اور ثابت
کیا ہی ازواج مطہرات کا خارج ہونا صاحب معجزات کے اہل بیت سے اور ثابت کیا ہے امامون کا منحصر ہونا
ایسی عدد مین کہ جو اثنا عشریہ کے نزدیک معتبر ہے برخلاف اہل سنت کے اور ثابت کیا ہے
ثقہ ہونا ان ضعیف راویون کا جو حدیثین بنانیوالے ہین اجلہ محدثین کی جرحون کے
مقابلہ مین اور ثابت کیا ہے اہل بیت نبوی کے امام اور صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین

العلماء الراسخين من اهل المعرفة والمحدثين والفقهاء والمتكلمين على بينونة
الحق من الخلق وانه تعالى فى اعلى عليين باعداً بمراحل من اسفل السافلين وفرع
عليه تكفير ارباب العينية من اولياء الامة والصالحين واثبت وجود الكتب
السماوية السابقة فى هذا الزمان وبقائها الى الان وفرع عليه تكفير من انكر وجودها
من سائر اهل الايمان مع ان اهل الكتب وعلمائهم ايضاً فى هذه المسئلة من المنكرين ويعتقد انها منعدمة
الوجود معترفين واثبت ان ارباب العينية وسائر المنزهين لله تعالى عن ظواهر الصفات من المرتدين يجب
احراقهم وضربهم وقتلهم وتشهيرهم ونفيهم من بلاد المسلمين كما فعل بائمتهم المرتدين السابقين بسيدنا علي
امير المؤمنين امام الموحدين واثبت صحة القصة الموضوعة للزهرة عند المحققين وصرح بها فى بحث الايمان على شاكلة
الرحمن مع كونها مستلزمة لعصيانهم وفعلهم خلاف امر ربهم وهم من المعصومين بالكتاب
والسنة واجماع الامة بالصدق واليقين واثبت القران الثاني ما سوى هذا
القران العظيم والسبع المثاني وانه كان كثير المعاني جامعا للعلوم مطابقا للتنزيل
الرباني فكان كانه كتاب علوم القران ليعلم منه علما جما ظاهريا وفهما عبابا باطنيا ولهذا
قال ابن سيرين لو اصبت ذلك لظفرت بالعلم كله وصرح بنفسه قبل هذا البحث
(هكذا القران المنزل المستطر يقرأ الامام المهدي المنتظر اذا ولد وظهر كما قرأ به
المولى علي واهل بيته لا غير بالضبط) وهذا الكلام يهدم اساس الشريعة والدين
لعقيدة الرافضة والشيعة واثبت التلفيق بين مذهب المشبهة ومذهب
اهل التحقيق حيث قال (قلت هذا كما لا يخفى على المتبصر المتدبر ناظر فيما ذكرنا من
الجمع بين الامرين فافهم ولا تتوهم والله اعلم) وبيانه ان مذهب المشبهة
حمل المتشابهات على ظواهرها ومذهب اهل التحقيق صرفها عن ظواهرها وحملها على

اور تمام علماے راسخین صوفیہ و محدثین و فقہاء و متکلمین کے قایل ہین کہ خدا مخلوق سے جدا ہے اور
سب سے بلند تر ہے مقام مین جو پہنچنے کے مقام سے منزلون دور ہے اور اس پر ارباب وحدت وجود
کو کافر بتایا ہے کہ جو اس ہستی کے اولیا و صالحین ہین اور ثابت کیا ہے اس زمانہ مین کتب سماویہ سابقہ کا
موجود ہونا اور اونکا ابتک باقی رہنا اور اسپر کافر بتایا ہی تمام اہل قبلہ کو کہ جو اون کے وجود کا انکار کرتے ہین
حالانکہ اہل کتاب اور اون کے علما ہی اس بات مین منکرون مین داخل ہین اور حضرت وجود سے اون کے
گم ہونیکا اقرار کرتے ہین اور ثابت کیا ہی کہ اہل وحدت وجود اور تمام حق تعالی کو پاک جاننے والے صفات
متشابہات کے ظاہری معانی سے مرتد ہین کہ جنکا جلانا اور مارنا و مارڈالنا و تشہیر و جلاوطن کرنا واجب ہے جیسا کہ اونکے
پیشوا اون کو جو اون سے پہلے مرتد ہوگئے تھے سیدنا امیر المومنین و امام موحدین علی نے جلا دیا تہا اور ثابت کیا ہے
زہرہ کے موضوع قصہ کا صحیح ہونا اور اوسکو درج کر دیا ہے ایمان بما شکلہ رحمن کی بحث مین حالانکہ اس قصہ سے فرشتونکی
نافرمان ہونا اور اپنے پروردگار کے حکم کے برخلاف کرنا لازم آتا ہے باآنکہ ملائکہ کرام معصوم ہین بحکم کتاب و سنت
و اجماع امت صدق و یقین کے ساتہہ اور دوسرا قرآن ثابت کیا ہی علاوہ اس قرآن عظیم و سبع مثانی کے اور یہ ثابت کیا ہے
کہ وہ قرآن کثیر المعانی تہا تمام علوم کا جامع اور تنزیل ربانی کے مطابق تہا پس گویا کہ علوم قرآن کی کتاب تہی کہ
جس کے علم کثیر تہوڑی و فہم عام باطنی معلوم ہوتی تہی اور اسی وجہ سے ابن سیرین نے کہا ہی کہ اگر مین اوسکو پاتا البتہ بہت سا علم
پا لیتا اور خود مصنف نے اس بحث سے پہلے اس طرح پر تصریح کی ہی دلیل سی قرآن اوتارے ہوئے لکھے ہوکو امام مہدی منتظر
پڑہین گے جبکہ پیدا و ظاہر ہونگے جبکہ جسکی کہ اوسکی قرأت کی ہر مولی نہلی اور اونکی اہل بیت نے دوسرے دن بعد دفن کرکے
اور یہہ کلام گراتا ہے شریعت کی بنیاد کو اور اہل تشیع کے عقیدہ کو درست بتاتا ہی اور یہہ بات کہ یہ مذہب اہل حق ہین تلفیق ثابت
کی ہی اس لئے کہ کہا ہی کہ مین کہتا ہون کہ یہہ جیسا کہ مخفی نہین ہی عنصر مند بر ناظر و ظاہر ہے ہماری تحقیق کے باب مین جسکو ہم
ذکر کیا ہے یعنے جمع کرنا دونون امر مین پس تو سمجہہ لے اور وہم مت کر خدا دانا تر ہی اور بیان تلفیق کا یہہ ہے کہ شبہہ کا مذہب
متشابہا کو حمل کرنا ہی اون کے ظاہری معانی پر اور محققین کا مذہب اونکو پہیرنا ہی اون کے ظاہری معانی سے اور اونکو حمل کرنا ہی ایسی معانی پر

ما يليق بجلال الله والمصنف حملها على ظواهرها ونفى الكيفية مقلد الشيخ ابن
تيمية فحصل التوفيق وان هو الا التلفيق هذا فالمولى الراد مؤلف احسن الادلة
ازاح هذا الفساد واراح اهل المودة والسداد واطاح اهل الزندقة والالحاد
فاقام الحق الحقيق واقاد عين التحقيق اذاقه الله حلاوة التصديق وافاض عليه من شآبيب التوفيق

هذا ما قرظه الفاضل اللبيب الطبيب الاريب الحبر اللوذعي والبحر اللمعي
المولوي محمد منصور علي عم فيضه الجلي والخفي صانه الله عن الشين في المدينة
الطيبة من ملحقات حيدرآباد دكن صين عن شرور الزمن

الحمد لله رب العالمين والصلوة على رسوله محمد واله واصحابه اجمعين اما بعد
فاني رايت الكتاب الذي اخترع في هذا الزمان وسمي بالفقه الاكبر المنسوب
الى حسن الزمان الذي قد احدث في امور الدين وخطأ جمهور الائمة والمسلمين
فوجدته مشحونا بالاقاويل الباطلة والخيالات العاطلة التي يجب الاجتناب والاحتراز
عنها لجميع المسلمين فان فيه من الاحاديث الموضوعة ما لا يحصى ومن الاقوال
المزخرفة ما لا يخفى فاياكم واياها فلما رايت رده الذي صنفه الفاضل اللمعي
والحبر اللوذعي اعني المولوي محمد شاه سلمه الله فرحت فرحا شديدا لما وجدت فيه
من التحقيقات ما يكفي ومن الحق الصريح ما يروي جزاه الله تعالى خير الجزاء عنا وعن
جميع اهل السنة والجماعة وهو جدير بان يتلقى بالقبول العام والخاص ۱۲

محمد منصور علي عفي عنه

هذا ما قاله الاديب الفطن اللبيب الفاضل الماهر الحكيم الذكي المتوقد
الفهيم البارع المتبحر الفائق المتدبر الحبر اللوذعي البحر الالمعي ذو المجد والكمال صاحب

کہ جلال الٰہی کے لایق ہیں اور مصنف نے متشابہا کو حمل کیا ہی ظاہری معانی پر اور کیفیت کی نفی کی ہی اپنے شیخ ابن تیمیہ کا مقلد بنکر پس دونوں مذہبونمین توفیق حاصل ہوگئی اور یہی توفیق ہی اسکو یاد رکہہ پس مولانا و مولف الحسن لذریعہ نے اس فساد کو مٹا دیا اور اہل عقود و سداد کو راحت پہنچائی اور اہل زندقہ و الحاد کو ہلاکت مین ڈال دیا پس امر حق ثابت کو قایم کر دیا اور علمین تحقیق کا فائدہ پہونچایا اوس کو حق تعالیٰ ایمان کی حلاوت چکھاوے اور توفیق کی بارشین اوس پر برساوے فقط

یہہ تقریظ وہ ہے کہ جس کو فاضل لبیب طبیب اریب حبر لوذعی و بحر المعی مولوی محمد منصور علی صاحب عم فیضہ الحجلی و الخفی مدرسہ طبیہ حیدرآباد دکن کے صدر مدرس نے رقم فرمایا ہے۔

تمام تعریفین ثابت ہین خدا کو کہ پروردگار سارے جہان کا ہے اور درود نازل ہو اوس کے رسول محمد پر اور اونکی تمام آل و اصحاب پر اس کے بعد پس دیکہا مینے اوس کتاب کو جو اس زمانہ مین تراشی گئی ہے اور فقہ اکبر کے نام سے حسن الزمان صاحب کے طرف منسوب ہے کہ جنہون نے دین کے امور مین احداث کیا ہی اور جمہور ائمہ و مسلمانونکو خطا دار بتایا پس مینے اوس کتابکو اون بے اصل باتون اور بیکار خیالات سے معمور پایا کہ جنسے سب مسلمانون کو اجتناب و پرہیز کرنا واجب ہے اس لئے کہ اس کتاب مین موضوع حدیثین بے حد ہین اور بنائی ہوئی باتین اسقدر ہین کہ کسی عارف پر مخفی نہین پس بچو تم اے مسلمانو اس کتاب سے اور اپنے سے اسکو دور رکہو پہر جبکہ مین نے اس کا رد دیکہا کہ جس کو فاضل المعی و حبر لوذعی اعنی مولوی محمد شاہ سلمہ اللہ نے تصنیف فرمایا ہے تو مین بہت ہی خوش ہوا اس وجہ سے کہ مین نے اس مین اسقدر تحقیقات پائی کہ اسباب مین کافی ہین اور حق صریح اس قدر پایا کہ طبیعت کو سیراب کر دیتا ہے حق تعالیٰ ممدوح کو ہم تمام اہل سنت کے طرف سے جزا خیر عطا فرماوے اور یہہ کتاب اس لایق ہی کہ مقبول خاص و عام ہو۔

یہہ تحریر دلپذیر بطور تقریظ جناب ادیب اریب فطن لبیب فاضل ماہر حکیم ذکی متوقد فہیم بارع متبحر فایق متدبر حبر لوذعی بحر المعی ذو المجد و الکمال صاحب سماحت و نوال مولوی ابو الجلال محمد اعظم صاحب چریاکوٹی وام اجلالہ و عم نوالہ نے قلم بند فرمائی ہے۔

السماحت والنوال المولوي ابو الجلال محمد اعظم الجرياكوتي دام جلاله وعم نواله مقرظا على الكتاب ومعرضا عن سوء الخطاب

الحمد لوليه واهله والصلوة على نبيه واهله اما بعد فان اختلاف العلماء رحمة ان كان هونا ناشئا عن الثقة فمنهم من اختار السداد فقد ظفر وحج ومن مال الى اللداد فقد عثر وعرج فكم من مسائل اثبتها الخيرة السابقون من الاذكياء وخالفهم فيها المهرة اللاحقون من الاذكياء وكذالك هذا الكتاب وجوابه صرحت في مرجح نظري ثمه ثمه فوجدته رأفتاحيث تنطست في التنقيح وبذلت فيه الهمة وانا على ما عليه الاشاعرة الكرام الذين جهدوا في احكام مباني الاسلام فجزى الله المولف خير الجزاء وصانه عن المكاره والارزاء وفقط الثامن من المحرم سنة ١٣٠٢ه خادم العلماء ابو الجلال محمد اعظم الجرياكوتي

هذا ما قرظه الحبر اللوذعي والجهبذ الالمعي الاديب النبيه والمحدث الفقيه المولوي محمد حبيب الرحمن عم فيضه المعنوي والصوري نجل محدث الهند مولانا المولوي احمد علي السهارنفوري حمد المن جعل العلم نورا يهتدي به وابان يا العلماء الفرق بين المحكم منه والمتشابه والصلوة والسلام على من لا ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى وعلى اله واصحابه الذين هم مصابيح الهدى ومفاتيح خزائن الورع والتقى رضوان الله عليهم اجمعين اما بعد فقد عثرت على تقاريظ عديدة ذات مباني مشيدة ومعان سديدة على الكتاب الذي الفه المولوي محمد شاه القيصي القادري في بعض الملاحظات على كتاب الفقه الاكبر الحديث وما اورد فيه من الاحاديث لكن لم يسع لي مع المشاغل المفوضة على ان اعكف الفكر عليها واجذب الراي

جمیع حمد ثابت ہے صاحب حمد کو کہ حمد کا اہل ہے اور درود اوس کے نبی اور اون کی آل پر

اس کے بعد پس معلوم ہو کہ علما ء کا اختلاف رحمت ہے اگر نفسانیت سے دور ہو بعضے علما وہ ہین کہ جنہون نے

راستی کو اختیار کیا وہ تو کامیاب ہوگئے او عروج کر گئے اور جس نے اونہین جھگڑے کیطرف میلان

کیا پس ٹھوکر کھائی اور لنگڑا ہو گیا بہت مسئلے ایسے ہین کہ جن کو بہترین سابقین علما نے جو

نفوس قدسیہ تھے تجویز ثابت کر دیا ہے پیچھے چالاک تیز طبع لوگون نے اون مین

مخالفت شروع کر دی ایسا ہی حال ہے اس کتاب فقہ اکبر عن اہل بیت اطہر کا اور اوس کے

جواب کو جو مین نے مختلف مقامات سے دیکھا تو پسندیدہ جہان سے مین نے چھان بین کی اور اپنی

ہمت کو صرف کیا اور اشاعرہ کرام نے جو عقائد اسلام مین تحقیق فرمائی ہے یہی میرا مسلک ہے

پس مولف کو اس تحقیق کے صلہ مین حق تعالی جزا خیر دے اور مکروہات زمانہ و مصائب سے

محفوظ رکھے آمین۔

یہہ وہ تقریظ ہے کہ جس کو لکھا ہے حبر اذعی وجہبذ المعی ادیب نبیہ و محدث فقیہہ مولوی محمد حبیب الرحمن اعظمی

نے اون کا فیض معنوی و صوری عام ہو جیو کہ محدث ہند مولانا مولوی احمد علی سہارنپوری کے فرزند ہین

شکر کرتا ہون اوس ذات پاک کا جس نے علم کو ایسی روشنی بنایا ہے کہ جس سے راہ حق دیکھا جاتا ہے

اور حسینہ علما کے ذریعہ سے محکم و متشابہ مین فرق جتا دیا۔ اور درود و سلام ہو اوس پر کہ جو خواہش نفس سے

کلام نہین کرتا ہے اوس کا کلام تو وحی ہے جو اوس کے طرف بھیجی گئی ہے اور اوس کی آل و اصحاب

پر کہ ہدایت کے چراغ ہین اور ورع و تقوی کے خزانون کی کنجیان ہین خدا کی خوشنودی اون سب پر کہ اوس کے بعد

پس مین نے چند تقریظین دیکھی بلند الفاظ و درست معانی والے مولوی محمد شاہ قمیصی القادری کی کتاب پر جو فقہ اکبر

جدید کے بعض جدید مسایل و احادیث پر لکھی گئی ہے لیکن مجکو مشاغل سرکاری کیوجہ سے اسقدر

کبھی فرصت نہ ملی کہ مین اوس کتاب پر فکر کرون اور اوس کے طرف اپنی رائے و نظر دوڑاؤن

والرؤية اليه الآن اقول ان موضوع كتب الفقه الاكبر اشرف موضوع وجامعه ومجموعه
اجل جامع ومجموع قد جمع ما تفرق في كتب اهل السنة من علوم اهل البيت عليهم السلام
وقام بما استطاع عليه من القيام غير انه ما فرق بين صحيح ومسطور وبين بياض النهار
وظلمة الديجور ولم تميز بين الساقط المتهم والاثبات الحفاظ الذين لعدالتهم وصدقهم
شهدت الامم وما احترز عن الاقوال المزخرفة والاحاديث الموضوعة المموهة لكن
الباذل جهده وان اخطاء ماجور ومعذور ان كان نائيا عن التعمد بالكذب والزور
ويحمل الكتب الذي وجد عليه تداركت تلك الهفوات الجليلة ومالي الحكمة ادرك تلك
النقط العليلة ولعمري بعد اصلاح ما اومانا اليه وتوطيد ما اسس في ذلك القصر
المشيد عليه الكتب لا يوجد له نظير فجزى الله كلا المولفين ما يستحقه وهدانا
الصراط المستقيم صراط جمهور الائمة والمسلمين واخر دعونا ان الحمد لله رب
العالمين

هذا ما قرظه الحبر العلامة والبحر الفهامة سباق الغايات في مضمار المناظرات
المولوي وكيل احمد السكندرفوري عم فيضه المعنوي والصوري عفقه ابتجالا
فلله دره ما احسنه مقالا حامدا ومصليا قد طالعت الكتب المستطاب الموسوم
باحسن الذريعة للسد عن الاقوال الشنيعة من الفاضل الكامل مولانا محمد اليشا
القيصو القادري جزاه الله تعالى خير الجزاء لله در المصنف فانه قد ادى
فرض الكفاية يذب من راى الفقه الاكبر عن اهل البيت الاطهر انما و
على امور مخالفة لمسلك اهل السنة والجماعة تقشعر منه جلود الذين يخشون
ربهم

نمقه وكيل احمد السكندرفوري كان الله له

مگر مین اسقدر کہتا ہون کہ اس فقہ اکبر مین جس امر کا بیان ہے وہ اعلی درجہ کا ہے (یعنے مسائل ایمان) اور اسکا جامع و مجموعہ بہت بڑا جامع و مجموعہ ہے جو کچھ علوم اہل بیت اہل سنت کی کتابون مین پھیلے ہوئے تھے اوسنے جمع کر دئے اور جس قدر ہو سکا اوس نے قایم کر دیا پر صحیح و غیر صحیح مین اور دن کی روشنی و ظلمت شب مین اوس نے فرق نہین کیا اور نہ یہ تمیز کی کہ کون راوی ساقط الاعتبار و متہم ہے اور کون سے رواۃ معتبر و حفاظ ہین کہ جنکی راست بازی اور سچائی پر سب نے گواہی دی ہے اور نہ اوسنے بنائے ہوئے اقوال اور گھڑی ہوئی بناوٹ کی ہوئی حدیثون سے احتراز کیا ہے مگر جو شخص کہ اپنی کوشش صرف کرتا ہے وہ اگرچہ خطا کرے ماجور و معذور ہے بشرطیکہ عمداً جھوٹ بولنے اور طوفان باندہنے سے کنارہ رہا ہو اور امید ہے کہ جو کتاب اوس کے رد مین لکھی گئی ہے اوس کی بڑی بڑی بیہودہ باتون کا تدارک ہو گیا ہے اور اپنی حکمت سے اوس کتاب کے نادرست لفظون کا اوسنے علاج کر دیا ہے اور قسمیہ لکھتا ہون کہ یہ کتاب اون امور کی اصلاح کے کہ جن کو اشارۃً ہم نے بیان کر دیا ہے اور اون احکام کے مضبوط کرنے کے بعد کہ جن پر اس بلند عمارت کی بنیاد رکہی گئی ہے بے نظیر ہے پس دونون مولفون کو خدا اون کے عمل کی جزا دے اور ہم کو سیدہے راستہ پر کہ جمہور ائمہ و مسلمانون کا راستہ ہی چلاوے اور آخر ہماری دعا یہ ہے کہ سب تعریفین ثابت ہین خدا کو کہ سارے جہان کا پروردگار ہے

اس تقریظ کو لکھا ہے حبر علامہ و بحر فہامہ مناظرون کے میدان مین بڑہجانے والے مولوی وکیل احمد سکندرپوری نے اون کا فیض باطنی و ظاہری عام ہو جیسا کہ اوہنون نے فی الفور اس کو لکھا ہی اون کو جزائے خیر دے کیا اچھا لکھا ہے

حمد و صلوۃ کے بعد مینے کتاب پسندیدہ مسمی باحسن الذریعہ للسد عن الاقوال الشنیعہ کو کہ جس کے مصنف فاضل کامل مولانا محمد شاہ قمیصی القادری ہین دیکھا مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے اوہنون نے فرض کفایہ کو ادا کر دیا جس نے فقہ اکبر عن اہل البیت الاطہر کو دیکھا یقین و کہتا اس امر کا کہ یہ کتاب برخلاف مسلک اہل سنت والجماعت ایسے امور کو شامل ہے کہ جنکی وجہ سے خدا سے ڈرنیوالون کے بال بدن پر کھڑے ہو جاتے ہین فقط